تبویب القرآن
مکمل
فی
مضامین الفرقان
علامہ وحید الزمان خان رحمہ اللہ
ناشر ضیاء احسان پبلشرز لاہور
ملنے کا پتہ
نعمانی کتب خانہ
اردو بازار لاہور

هو القیوم

تبویب القرآن

فی

مضامین الفرقان

علامہ نواب وحید الزمان خان رحمہ اللہ

ناشر : خالد احسان پبلشرز لاہور

ملنے کا پتہ : نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ ۔ اردو بازار ۔ لاہور

نام کتاب ـــــــ تبویب القرآن مع تفسیر وحیدی

نام مصنف ـــــــ علامہ وحید الزمانؒ

جلد ـــــــ دوم

بار ـــــــ اوّل

صفحات ـــــــ ۴۶۴

تاریخ طباعت ـــــــ مارچ ۱۹۸۳ء

ناشر ـــــــ خالد احسان پبلشرز

ملنے کے پتے

۱۔ نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور (پاکستان)

۲۔ محمدی کتب خانہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور (پاکستان)

۳۔ مکتبہ نعمانیہ، اردو بازار، گوجرانوالہ (پاکستان)

فہرست ابواب تبویب القرآن لضبط مضامین الفرقان مع حاشیہ تفسیر وحیدی

اَلْمَسَاجِدُ وَاسْتِقْبَالُ الْقِبْلَۃِ (۳۲) باب ۳۲ مساجد اور قبلہ کا بیان

۱- وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۬ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ (البقرۃ پ ع ۱۴)

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا کی مسجدوں میں اس کا نام لینے سے روکے اور ان کو اجاڑنا چاہے یہ لوگ خود مسجدوں میں نہ آنے پائیں گے مگر ڈرتے ڈرتے[۱] وہ دنیا میں ذلیل ہوں گے اور آخرت میں بڑی مار کھائیں گے[۲] اور پورب اور پچھم دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم کے ہیں تو جدھر تم منہ کرو ادھر ہی قبلہ ہے بیشک اللہ تعالیٰ گنجائش والا ہے اس کی رحمت بہت وسیع (اور سب کو شامل ہے)[۳] باخبر[۴]

۲- سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ (البقرۃ پ۲ ع ۱۷)

اب قریب میں بے وقوف لوگ کہیں گے مسلمانوں کا جو قبلہ پہلے تھا اس سے پھر جانے کی کیا وجہ ہوئی[۵] - (اے پیغمبرؐ) کہہ دے پورب اور پچھم دونوں اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں جس کو وہ چاہتا ہے سیدھی راہ پر لگاتا ہے[۶]

۳- وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ

اور (اے پیغمبرؐ) جس قبلہ پر تو پہلے تھا (یعنی کعبہ) ہم نے اسی کو (دوبارہ) مقرر کر دیا اس کی غرض یہ تھی کہ ہم کو یہ بات کھل جائے کہ کون پیغمبرؐ کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور قبلہ کا بدلنا بھاری (شاق) ہوا مگر ان پر جن کو اللہ تعالیٰ نے راہ بتلائی اور اللہ تعالیٰ تمہاری نماز کو بے فائدہ

(بقیہ صفحہ سابقہ) پھر جلائے گی (یہی) ہوتا رہے گا۔ [۱] تفسیر جلالین میں ہے کہ یہ سورۃ ابی بن خلف اور ولید بن مغیرہ وغیرہ کافروں کے باب میں اتری جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر طعنے مارتے تھے آپ کی برائیاں کرتے پھرتے تھے (حواشی صفحہ ہذا) [۱] جب نصاریٰ یہود پر غالب ہوئے تو بیت المقدس میں آنے سے اور عبادت کرنے سے یہود کو روکا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خوشخبری دی کہ عنقریب یہ نصاریٰ بھی بیت المقدس سے نکالے جائیں گے اور مسلمان اس پر قبضہ کریں گے اب اگر کوئی نصرانی وہاں آئے گا بھی تو ڈرتا ہوا اپنی جان کی خیر مناتا ہوا اور پیشین گوئی بالکل سچ ہوئی اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں بیت المقدس پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا آج تک مسلمانوں ہی کے ہاتھ میں ہے اور نصاریٰ وہاں ڈرتے ہوئے آتے ہیں دنیا میں رسوائی یہ ہوئی کہ قتل کیے گئے لونڈی غلام بنائے گئے ان پر جزیہ لگایا گیا آخرت کا عذاب تو ظاہر ہے، [۲] ایک بار رات کو صحابہ سفر میں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے رات تھی اندھیری ہر ایک نے جدھر قبلہ معلوم ہوا ادھر نماز پڑھ لی اور نشان کے لیے پتھر رکھ لیے صبح کو معلوم ہوا کہ بعض لوگوں نے اور طرف نماز پڑھی ہے ان کو تردد ہوا تب یہ آیت اتری، [۳] ہر ایک بات جانتا ہے، [۴] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے پھر کعبے کی طرف قبلہ قرار پایا یہود نے اس پر طعنہ کیا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے ان کی خبر دے دی کہ بیوقوفی سے وہ ایسا اعتراض کریں گے، [۵] یعنی اسلام کے دین پر، [۶] اور بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے ان کے روکنے والوں کو لازم تھا کہ مسجدوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے جاتے یعنی خدا کا ڈر رکھتے اور دوسرے نمازیوں کو نہ روکتے

إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤٣﴾ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۚ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٤٤﴾ وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ آيَةٍ مَّا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِينَ ﴿١٤٥﴾ (البقرة پ ۲ ع ۱۷)

کردے یہ نہیں ہو سکتا اللہ تو لوگوں پر بڑی شفقت کرنے والا مہربان ہے[1] (اے پیغمبرؐ) ہم تیرا منہ بار بار آسمان کی طرف کرنا دیکھ رہے ہیں[2] جو قبلہ تو پسند کرتا ہے وہی ہم تجھ کو دیں گے اب اپنا منہ مسجد حرام (کعبہ) کی طرف پھیرلے اور (مسلمانو) تم جہاں کہیں ہو (نماز میں) اسی طرف اپنا منہ کیا کرو بیشک اہل کتاب جانتے ہیں کہ کعبہ کی طرف قبلہ ہونا حق ہے ان کے مالک کی طرف سے[3] اور اللہ ان کے کاموں سے بے خبر نہیں ہے[4]۔ اور اگر تو اہل کتاب کو ہر ایک نشانی (معجزہ) بتلائے (یا سارے جہان کی دلیلوں سے سمجھائے) تو بھی وہ تیرا قبلہ نہ لیں گے اور تو بھی ان کا قبلہ لینے والا نہیں[5] اور خود اہل کتاب بھی ایک دوسرے کا قبلہ نہیں لیتے[6] اور تجھ کو جو علم (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) پہنچا اگر اس کے بعد تو ان کی خواہشوں پر چلے تو تیرا شمار بھی ظالموں میں ہوگا[7]

۴۔ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۗ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٤٨﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٩﴾ وَمِنْ حَيْثُ

اور ہر ایک دین والے کا ایک قبلہ ہے جدھر وہ منہ کرتا ہے تم (اے مسلمانو) نیکیاں کرنے میں آگے بڑھو تم جہاں رہو اللہ تعالیٰ تم کو اٹھا کر یگا بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے اور تو جہاں سے نکلے (یعنی جہاں ہو سفر میں) اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کر یہی بات حق ہے تیرے مالک کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے (اے پیغمبرؐ) تو جہاں سے نکلے اپنا

۱؎ تو وہ کسی کی محنت اکارت کردے اور بدلہ نہ دے یہ کیسے ہو سکتا ہے، ۲؎ آپ انتظار میں تھے کہ کب وحی آتی ہے اور قبلہ بدلتا ہے کیونکہ آپ کو دل سے یہ پسند تھا کہ آپ کے دادا ابراہیم کے قبلہ کی طرف منہ کریں، ۳؎ کیونکہ ان کی کتابوں میں یہ مذکور ہے کہ نبی آخر الزمان عرب میں پیدا ہوں گے اور ابراہیم کے طریق پر ہوں گے اور کعبے کی طرف نماز پڑھیں گے ۴؎ کعبہ ایک چوکھونٹا مستطیل گھر ہے اور مسجد حرام اس کے گرداگرد بنی ہوئی ہے یہاں مسجد حرام سے کعبہ مراد ہے کیونکہ خود مسجد حرام میں نمازی کعبے کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور صفیں بطور حلقہ کے ہوا کرتی ہیں، ۵؎ یعنی اب پھر بیت المقدس کی طرف قبلہ کبھی نہیں بدلے گا، ۶؎ یہود بیت المقدس کی اور نصاریٰ پورب کی طرف قبلہ کرتے ہیں، ۷؎ ابن قیم نے کہا اہل کتاب کا قبلہ کسی حکم الٰہی سے نہ تھا بلکہ انہوں نے صلاح ومشورہ سے قبلہ قرار دے لیا تھا انجیل میں کہیں حکم نہیں ہے قبلہ پورب کی طرف بناؤ بلکہ ان کے بزرگوں نے پورب کی طرف مقرر کر لی اسی طرح توریت میں یہ حکم نہیں ہے کہ صخرہ بیت المقدس کی طرف منہ کرو ہوا یہ تھا کہ یہود اگلے زمانہ میں تابوت کو لاکر صخرہ پر رکھتے اور نماز میں اس طرف منہ کرتے جب تابوت اٹھ گیا تو صخرے ہی کی طرف منہ کرنے لگے، ۸؎ یعنی کعبہ کی طرف منہ کرنے میں اور بعضوں نے کہا ہر ایک نیکی میں، ۹؎ یعنی کسی ملک میں رہو اور کسی سمت میں نماز پڑھو اگر کعبہ اس ملک کے پچھم میں ہے تو پچھم میں پورب میں ہے تو پورب میں دکھن میں ہے تو دکھن میں اتر میں ہے تو اتر میں لیکن قیامت کے دن سب مسلمان اکٹھا ہو جائیں گے گویا سب نے ایک ہی سمت اللہ کی عبادت کی، ۱۰؎ مسجد حرام کہتے ہیں مکہ کی مسجد کو حرام کے معنی حرمت کی جگہ یعنی ادب رکھنا چاہیئے اس بات میں کئی باتیں منع ہیں آدمی کو مارنا جانور کو ستانا درخت اور گھاس اکھاڑنا پڑا ہوا مال اٹھانا، موضح

خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ق إِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ق فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾

(البقرۃ پ ۲ ع ۱۸)

منہ مسجد حرام کی طرف کر (مسلمانو) تم جہاں ہو (نماز میں) اپنا منہ اس طرف (یعنی مسجد حرام کی طرف کرو)[1] تاکہ لوگوں کو تم پر اعتراض کا موقع نہ رہے[2] مگر جو بے انصافی کرتے ہیں[3] تو ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرتے رہو اور (دوسری غرض یہ ہے) کہ میں اپنا احسان[4] تم پر پورا کردوں اور (تیسری غرض یہ ہے) کہ تم راہ راست پر آجاؤ[5]

۵۔ لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ج وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ لا وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ج وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عٰهَدُوْا ج وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَأْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَأْسِ ط أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ط وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ (البقرۃ پ ۲ ع ۲۲)

نیکی یہی نہیں کہ (نماز میں) اپنا منہ پورب کو کرلو[6] یا پچھم کو نیک وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور پچھلے دن (قیامت) پر اور سب فرشتوں پر[7] اور کتاب[8] (یعنی قرآن پر) اور تمام پیغمبروں پر[9] اور اللہ تعالیٰ کی محبت سے[10] اپنا پیسہ ناطہ والوں[11] اور یتیموں[12] اور مسکینوں[13] اور مسافروں[14] اور مانگنے والوں پر[15] اور گردنیں چھڑانے میں خرچ کیا[16] اور نماز درستی سے ادا کرتے رہے اور زکوٰۃ دیتے رہے اور جب (خدا سے یا بندوں سے) کوئی اقرار کیا تو اس کو پورا کیا اور سختی اور تکلیف اور لڑائی میں صبر کیا[17] یہی لوگ (ایمان اور اسلام کے دعوے میں) سچے ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں[18]

[1] دوبارہ بیان کیا تاکہ اس حکم میں شبہ نہ رہے، [2] یہود مسلمانوں پر یہ اعتراض کرتے تھے کہ ہمارا دین تو نہیں مانتے لیکن نماز ہمارے قبلہ کی طرف پڑھتے ہیں اور مشرک یہ اعتراض کرتے تھے کہ ابراہیم کے طریق پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور سا ابراہیم کا قبلہ چھوڑ دیا ہے، [3] ناحق کی ہیکڑی کرتے ہیں وہ اب بھی ایک ایک اعتراض کرتے رہیں گے، [4] شریعت کی سب باتیں تم کو بتلا کر، [5] یعنی سیدھے رستے پر آلگو، [6] یہود اور نصاریٰ نے جب قبلہ بدلا تو بہت تکرار شروع کی اس وقت یہ آیت اتری، [7] نہ جیسے یہود کرتے تھے کہ حضرت جبرائیل کو اپنا دشمن بتلاتے، [8] یعنی قرآن یا تمام آسمانی کتابوں پر، [9] نہ جیسا یہود و نصاریٰ کرتے ہیں بعض کو مانتے ہیں بعض کو نہیں مانتے، [10] یعنی خالص خدا کی رضامندی کے لیے نہ دکھاوے یا دکھلانے کے لیے، [11] ان کا حق سب سے زیادہ ہے جب یہ محتاج ہوں حدیث میں ہے کہ مسکین کو دینے میں ایک ثواب ہے اور ناطے والے کو دینے میں دوہرا ثواب ہے، [12] جو محتاج ہوں ان کا پرورش کرنے والا کوئی نہ ہو عام فقیروں کو دینے سے ایسے یتیم کو دینا زیادہ ثواب ہے۔ حدیث میں ہے کہ میں اور یتیم کو پالنے والا دونوں جنت میں ساتھ ہوں گے، [13] مسکین وہ ہے جس کے پاس بقدر کفایت نہ ہو اسی کو فقیر کہتے ہیں، [14] جس کے پاس خرچ راہ نہ رہا ہو اور خرچ نہ منگوا سکتا ہو گو وہ اپنے گھر یا اپنے ملک میں مالدار ہو، [15] جو اپنی محتاجی ظاہر کریں اور کسی کام میں تم سے مدد چاہیں اگرچہ وہ مالدار ہوں، [16] یعنی جو لوگ غلام ہوں اور اپنے مالک سے آزادی کے لیے کچھ روپیہ ٹھہرالیں پھر ادا نہ کرسکیں ان کی مدد کر، [17] یعنی جب کافروں سے جہاد ہوتا ہے تو لڑائی میں ثابت قدم رہتے ہیں، [18] واحدی نے کہا جس شخص میں یہ تمام باتیں جمع ہوں وہ بے شک نیک اور متقی ہے ایک دو صفتیں ہونے سے وہ نیک نہیں کہا جاسکتا۔

۶۔ وَّ اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ﴿۲۹﴾ (الاعراف پ۸ ع ۳)

اور یہ کہ جہاں نماز پڑھو اپنے منہ سیدھے کر لو[۱] اور نرے اسی کے تابعدار ہو کر اس کو پکارو[۲]

۷۔ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ (الاعراف پ۸ ع ۳)

آدمیو ہر مسجد میں جانے وقت[۳] اپنا بناؤ کر لیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور اڑاؤ نہیں کیونکہ اللہ تعالے اڑانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

۸۔ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَاۗءَهٗ ۭ اِنْ اَوْلِيَاۗؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۴﴾ (الانفال پ۹ ع ۴)

حالانکہ وہ لوگوں کو ادب والی مسجد سے روکتے ہیں[۴] اور وہ اس ادب والی مسجد کے متولی نہیں ہیں اس مسجد کے متولی وہی ہیں جو پرہیزگار ہوں[۵]

۹۔ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ښ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۱۰۔ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰۗىِٕكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ

مشرکوں کا یہ کام نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد رکھیں[۶] حالانکہ اپنا کفر (اپنی زبان سے) خود مانتے ہیں[۷] ان لوگوں کا کیا کرایا سب اکارت ہوا اور یہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے ہیں[۸] اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کی آبادی ان ہی لوگوں سے ہوتی ہے جو اللہ پر اور پچھلے دن پر یقین رکھتے ہیں اور نماز کو درستی سے ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتے تو ایسے لوگوں کو راہ پانے کی امید ہو

ف۱ قبلہ کی طرف یعنی کعبے کی طرف منہ کرو نماز میں یا جس وقت نماز پڑھو قبلہ کی طرف منہ کرو بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ ہر سجدہ خالص خدا کی رضامندی کیلئے کرو بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آجائے تو جہاں ہو وہیں نماز پڑھ لو اپنی مسجد میں پہنچنے کا انتظار نہ کرو، ف۲ یعنی اسی کی عبادت کرو اور دعا اور عبادت میں کسی اور کو شریک مت کرو، بعضوں نے کہا شریعت کے موافق اس کی عبادت کرو، ف۳ یا ہر نماز کے وقت، ف۴ جیسے حدیبیہ کے سال میں مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روکا اس کا قصہ گذر چکا کہتے ہیں اگلی آیتیں تو مکہ میں اتری تھیں اور یہ آیت اس وقت اتری جب آپ مکہ سے نکل کر مدینہ کو روانہ ہوئے، ف۵ شرک سے بچتے ہوں، ف۶ کوئی مسجد ہو یا خاص مسجد حرام مراد ہے آبادی سے یہ مطلب ہے کہ اسکی تعمیر یا مرمت کریں یا اس میں آبادی کریں وہاں اُٹھیں بیٹھیں علماء نے کہا کہ مشرک یا کافر کو مسلمان کے بے اجازت مسجد میں نہ جانا چاہیے اگر جاتے تو اس کو سزا دی جائے اذن سے جا سکتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ بن آثال کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا تھا اس وقت کافر تھے اور بہتر یہی ہے کہ کافر کو مسجد میں نہ آنے دیں اگر کوئی کافر مسجد بنانے کی وصیت کرے تو اس کی وصیت نافذ نہ ہوگی۔ فتح، ف۷ اس قسم کے کام کرتے ہیں جن سے صاف صاف ان کا مشرک ہونا پایا جاتا ہے جیسے بتوں کی پرستش قبروں کا پوجا ستاروں کا پوجا ایسی باتیں منہ سے نکالتے ہیں جو شرک ہیں جیسے عرب کے کافر لبیک میں کہتے تھے لاشریک لک الا شریکا ہو لک تملکہ، ف۸ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ بدر کے جنگ میں قید ہو کر آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو سخت سست کہا انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہماری برائیاں تو ایک ایک گنتے ہو اور خوبیاں نہیں بیان کرتے ہم لوگ (یعنی مشرک) مسجد حرام کو آباد رکھتے ہیں اور کعبے پر غلاف ڈالتے ہیں اور حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اس وقت یہ آیت اتری۔

الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾ (التوبہ پ۱۰ ع ۳)

۱۰- وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ (التوبہ پ۱۱ ع ۱۳)

ہو سکتی ہے[۱]

اور (ان منافقوں میں) وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے ضد سے اور کفر سے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے اور اس شخص کا انتظار کرنے کے لیے جو پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑ چکا ہے[۲] ایک (اپنی) مسجد بنائی اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی کے سوا اور کوئی نیت نہیں کی تھی اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے وہ جھوٹے ہیں تو اس (مسجد) میں کبھی کھڑا (تک بھی) نہ ہو ہاں وہ مسجد جس کی شروع دن سے بنیاد پرہیزگاری پر ہوئی ہے[۳][۵] وہ اس لائق ہے کہ تو اس میں کھڑا ہو[۴] اس میں وہ لوگ ہیں جو خوب پاکی کرنا پسند کرتے ہیں[۶] اور اللہ تعالیٰ خوب پاکی کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے[۷] بھلا جو شخص اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اس کی رضامندی کے لیے اپنی (عمارت کی) بنیاد رکھی وہ اچھا ہے یا جو ایک پھس پھسے پھٹے ہوئے کگار کے کنارے پر اپنی بنیاد رکھے[۸] پھر وہ کگار (دھڑام سے) اس کو دوزخ کی آگ میں لے گرے[۹] اور اللہ تعالیٰ بے انصاف لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا ان لوگوں نے جو عمارت بنائی اسکی وجہ سے ہمیشہ (مرنے تک) ان کے دلوں میں نفاق رہیگا مگر جب انکے دل ہی کٹ جائیں[۱۰] اور اللہ تعالیٰ (ان کے دلوں کا حال) جانتا ہے حکمت والا۔[۱۱]

[۱] جب ایسے لوگوں کی حالت امید اور ڈر کی ہو تو کافروں کو کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ نجات پائیں گے حدیث میں ہے جب تم کسی کو مسجد میں ہمیشہ آتے جاتے دیکھو (یعنی جماعت میں شریک رہے) تو اس کی ایمان کی گواہی دو، [۲] مدینہ میں ایک شخص تھا ابو عامر وہ جاہلیت کے زمانہ میں نصرانی ہو گیا تھا اور جب آنحضرت تشریف لائے تو آپ پر ایمان نہ لایا بدر کی لڑائی کے بعد وہ قریش کے کافروں سے مل گیا اور ان کو آنحضرت صلعم سے لڑنے کی ترغیب دی جنگ احد میں بھی کافروں کے ساتھ تھا پھر قیصر روم کے پاس چلا گیا اور مدینہ کے منافقوں کو اس نے یہ لکھ بھیجا کہ میں روم کا ایک لشکر لے کر آتا ہوں اور مسلمانوں کو بالکل تباہ کر دیتا ہوں تم اپنی ایک علیحدہ مسجد بنا کر اس میں میرا انتظار کرتے رہو منافقوں نے اس کے لکھنے پر مسجد قبا کے پاس ہی جو پہلے سے بنی ہوئی تھی ایک نئی مسجد بنائی اور جب بنا چکے تو آنحضرت صلعم کے پاس آئے اس وقت آپ جنگ تبوک سے لوٹ کر آتے تھے اور یہ کہا کہ ہم نے ناتوان اور بیمار آدمیوں کے لیے اور برسات کے خیال سے ایک مسجد بنائی ہے آپ تشریف لے چلیے اور برکت کے لیے اس میں ایک دوگانہ ادا فرما دیجیے اس وقت یہ آیت اتری اور آپ نے حکم دیا وہ مسجد ڈھا دی اور جلا دی گئی، [۳] اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے لیے [۴] اور نماز پڑھاتے، [۵] مراد مسجد قبا ہے بعضوں نے کہا مسجد نبوی، [۶] علی العموم ڈھیلوں کے بعد پھر پانی سے استنجا کرتے ہیں، [۷] جو ظاہر اور باطن دونوں کو پاک رکھتے ہیں، [۸] یعنی عمارت کو، [۹] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے پھر وہ عمارت دھڑام سے بنے جانے والے کو لے کر دوزخ کی آگ میں گر پڑے۔ [۱۰] یعنی مر جائیں، [۱۱] مطلب یہ ہے کہ اوّل سے یہ لوگ منافق اور اسلام کے مخالف تھے اب جو ان کی مسجد گرائی گئی تو ان کا نفاق اور جم گیا اور مرتے تک منافق ہی رہیں گے یہ نفاق ان کے دل سے اس وقت جائے گا جب دل ہی نہ رہے گا۔ کل سر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا

۱۱۔ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ۙ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

(النور پ ۱۸ ع ۵)

(یہ طاق) ان گھروں میں (رہے) جنکی تعظیم کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے[۱] اور ان میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے وہاں صبح اور شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح وہ لوگ کرتے ہیں جن کو کوئی سوداگری اور مول تول اللہ تعالیٰ یاد سے اور نماز درستی کے ساتھ ادا کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن (مارے ڈر کے) دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی[۲] یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی تسبیح صبح اور شام اس لیے کرتے ہیں) تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے عملوں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے[۳] اور اپنے فضل سے[۴] ان کو زیادہ عطا فرماتے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔

۱۲۔ وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ﴿۱۸﴾ (الجن پ ۲۹ ع ۱)

اور مسجدیں اللہ ہی کی (عبادت کے لیے) ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کا پوجا نہ کرو[۵]

فِقْهُ الْقُرْآنِ

اَلطَّهَارَةُ (۳۳)

باب ۳۳ طہارت کا بیان

۱۔ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿۲۲۲﴾

(البقرۃ پ ۲ ع ۲۸)

(اے پیغمبر) لوگ تجھ سے حیض کے باب میں پوچھتے ہیں کہہ دے وہ گندگی ہے تو حیض کے دنوں میں عورت سے الگ رہو (ان سے صحبت یعنی جماع نہ کرو) اور جب تک پاک نہ ہو لیں ان کے پاس نہ جاؤ (یعنی جماع نہ کرو) پھر جب ستھرائی کر لیں تو جدھر سے اللہ نے حکم دیا ہے (یعنی فرج کی طرف سے) ان کے پاس آؤ بیشک اللہ کو توبہ کرنے والوں سے محبت ہے اور ستھرائی کرنے والوں سے بھی محبت ہے[۶]

۲۔ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ

اسی طرح جب نہانے کی حاجت ہو تو نماز کے پاس نہ جاؤ) مگر راہ

---

[۱] یعنی مسجد، [۲] دل الٹنا یہ ہے کہ پریشانی ہوگی آنکھ الٹنا یہ ہے کہ بصارت جاتی رہے گی جیسے آنکھیں چکاچوند ہو جاتی ہیں اور صبح اور شام کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے فجر اور عصر کی نماز مراد ہے [۳] ایک نیکی کا بدلہ دس نیکی سات سو نیکی تک [۴] کچھ چیزیں جو ان کے خیال میں بھی نہیں ہیں، [۵] جیسے مشرک کیا کرتے تھے یا نصاریٰ وہ جب اپنے گرجا میں جاتے ہیں تو عیسیٰ مسیح کو خداوند کہہ کر پکارتے ہیں ایک حدیث میں ہے کہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کی یاد اور انصاف کا حکم دینے کے لیے بنائی گئی ہیں، [۶] ابوالدحداح ایک صحابی تھے انہوں نے اور کئی صحابہ کے ساتھ آنحضرتؐ سے پوچھا کہ حیض کا کیا حکم ہے یہودی لوگ جب عورت کو حیض آتا تو اس کو بالکل الگ کر دیتے نہ ساتھ کھانے دیتے نہ بیٹھنے دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور ارشاد فرمایا کہ حیض میں عورت سے صرف جماع کرنا منع ہے ساتھ کھلانے اور بٹھانے اور بوسہ لینے کی ممانعت نہیں،

تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾

(النساء پ ۵ ع ۷)

چلتے ہوئے یہاں تک کہ غسل کر لو[۱] اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی پاخانے سے آئے (یعنی حاجت ضروری سے فارغ ہو کر) یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو پھر پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو (یا سطح زمین کا جو پاک ہو) اور منہ اور ہاتھوں پر مسح کر لو بیشک اللہ تعالیٰ درگذر کرنے والا اور بخشنے والا ہے[۱]

۳۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۶﴾ (المائدۃ پ ۶ ع ۲)

(مسلمانو) جب تم نماز پڑھنا چاہو (اور بے وضو ہو[۲]) تو اپنے منہ دھوؤ اور ہاتھوں کو کہنیوں تک (دھوؤ یعنی کہنیوں سمیت) اور اپنے سر پر مسح کر لو[۳] اور پاؤں کو دونوں ٹخنوں تک دھوؤ[۴] اور اگر تم کو نہانے کی حاجت ہو تو اچھی طرح پاک ہو جاؤ (یعنی غسل کر لو) اور جو تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی پاخانہ پھر کر آئے یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو اور پانی نہ پاؤ (یا پانی نہ ملے یا اس کا استعمال نہ کر سکے) تو پاک مٹی کا قصد کرو اور منہ اور ہاتھوں پر مسح کر لو[۵] اللہ سبحانہ و تعالیٰ تم کو تکلیف دینا نہیں چاہتا بلکہ تم کو پاک کرنا چاہتا ہے[۶] اور اپنا احسان تم پر پورا کرنا اس لیے کہ تم شکر کرو (اور شکر کا ثواب حاصل کرو)

---

[۱] بیماری سے وہ بیماری مراد ہے جس میں پانی کے استعمال سے ہلاکت یا نقصان کا ڈر ہو یا جس کی وجہ سے پانی تک جانے کی طاقت نہ ہو یا ہر ایک بیماری مراد ہے اور سفر سے عام سفر مراد ہے تھوڑا ہو یا بہت جس کو سفر کہیں۔ عورتوں کے چھونے سے ہاتھ کا چھونا تر کا بعضوں نے مراد رکھا ہے اور جنب کے لیے تیمم کو جائز نہیں رکھا جب تک وہ غسل نہ کرے نماز نہ پڑھے حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ سے ایسا ہی منقول ہے، [۲] بعضوں نے کہا اگر با وضو بھی ہو جب بھی ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا واجب ہے۔ امام داؤد ظاہری کا یہی قول ہے اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ جب بے وضو ہو اور نماز کے لیے اُٹھے تو وضو کرنا واجب ہے اور یہی حق ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق میں چار نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھیں، [۳] اتنے سر کا جس کو مسح کہیں اور امام مالکؒ کے نزدیک سارے سر کا، [۴] صحیح صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پاؤں دھویا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیکھا وضو میں ان کی ایڑیاں سوکھی رہ گئی تھیں تو فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی دوزخ کی آگ سے، ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے وضو کیا اور ناخون برابر اپنے پاؤں میں سوکھا چھوڑ دیا آپ نے فرمایا جا اور اچھی طرح وضو کر، [۵] اس جملہ کی تفسیر سورۃ نساء کے ساتویں رکوع میں گذر چکی ہے، [۶] جب تو پانی کے بدل مٹی سے طہارت کرنے کی اجازت دی۔ [۷] مطلب یہ ہے کہ جب نہانے کی ضرورت ہو تو جب تک غسل نہ کر لو نماز نہ پڑھو مگر راہ چلتے ہوئے یعنی اگر سفر میں نہانے کی حاجت ہو اور پانی نہ ملے تو تیمم کر کے بھی نماز پڑھ سکتے ہو جیسے آگے آتا ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالزَّکٰوۃُ وَالصَّدَقَۃُ (۳۴)

باب ۳۴ نماز اور زکوٰۃ اور صدقہ کا بیان

۱- وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ﴿۴۳﴾ (البقرۃ پ ع ۵)

اور نماز کو ٹھیک کرو (بلا ناغہ) (اپنے وقت پر پڑھو) اور زکوٰۃ دو اور جھکنے والوں کے ساتھ جھکو[۵۱]

۲- وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ﴿۴۵﴾ (البقرۃ پ ع ۵)

اور صبر اور نماز سے مدد لو۔

۳- وَاِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّھِمْ وَاَنَّھُمْ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ (البقرۃ پ ع ۵)

بے شک نماز بھاری ہے مگر ان پر جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں[۵۲] جو یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو اپنے مالک سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پھر جانا ہے[۵۳]

۴- وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱۰﴾ (البقرۃ پ ع ۳)

اور نماز درستی سے ادا کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور جو نیک کام اپنی بھلائی کے لیے آگے بھیجو گے اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے پاس پاؤ گے (یعنی تمہارا عمل ضائع نہ جائے گا) بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

۵- یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ (البقرۃ پ ع ۱۹)

مسلمانو (مصیبت کے وقت) صبر اور نماز سے مدد لو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے[۵۴]

۶- وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ

اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں مت

[۵۱] یعنی مسلمانوں کی جماعت میں تم بھی شریک ہو اور جب وہ رکوع کرتے ہیں تم بھی رکوع کرو رکوع کا ذکر اس جگہ اس لیے کیا کہ یہود کی نماز میں رکوع نہ تھا اس آیت سے جماعت کی تائید ثابت ہوتی۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ نے اس کو واجب کہا ہے اور یہی صحیح ہے احادیث میں اس کے تارک کے واسطے سخت وعید آئی ہے، [۵۲] یہ خطاب ہے مومنین کی طرف اور مطلب یہ ہے کہ مصیبت اور فکر اور تردد کی حالت میں صبر کو اپنا شعار کرو اور نماز میں مصروف ہو امید ہے کہ نماز کی برکت سے وہ مصیبت دفع ہو جاتے حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم کو جب کوئی ناگہانی فکر آتی تو آپ نماز کی طرف دوڑتے۔ بعضوں نے کہا یہ خطاب ہے یہود کی طرف ان کے دلوں میں مال وجاہ کی حرص تھی تو صبر کا حکم ہوا یعنی روزہ رکھنے کا کیونکہ روزہ خواہش کو توڑ دیتا ہے اور نماز کا اسلیے کہ نماز دلوں میں عاجزی اور خاکساری پیدا کرتی ہے اور غرور اور تکبر کو دفع کرتی ہے نماز بھاری یعنی شاق ہے اکثر لوگوں سے نبھ نہیں سکتی اور بوجھ سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں، [۵۳] یعنی جن کو عاقبت کا اور خدا کے سامنے جانے کا یقین ہے انہی پر نماز بھاری نہیں ہوتی ورنہ جن کو یہ یقین نہیں ہے ان کو نماز کی پابندی مصیبت معلوم ہوتی ہے، [۵۴] اس آیت کی کچھ تفسیر پہلے گذر چکی ہے سید علامہ نے کہا قرآن شریف میں جہاں یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکوں یا پرہیزگاروں یا صابروں کے ساتھ ہے تو یہی مراد ہے کہ اعانت اور مدد سے ان کے ساتھ ہے اور جہاں یہ مذکور ہے کہ وہ سب کے ساتھ ہے تو مراد یہ ہے کہ علم اور قدرت سے ساتھ ہے اور اتفاق کیا اس پر اگلے اور پچھلے مفسرین اور تمام صحابہؓ اور تابعینؒ نے اللہ تعالیٰ کی معیت علمی ہے کیونکہ اس کی ذات بالائے عرش ہو اور اس کا علم ہر ذرے کو شامل ہے اسی طرح اس کی سمع وبصر اور قدرت وغیرہ۔

إِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَأَحْسِنُوا ۛ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٩٥﴾ (البقرۃ پ ۲ ع ۲۴)

ڈالو۔ اور احسان کرو اللہ تعالےٰ احسان کرنے والوں سے محبّت رکھتا ہے [۱]

۷۔ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿٢١٥﴾ (البقرۃ پ ۲ ع ۲۶)

(اے پیغمبر) لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں [۲] تو کہہ دے جو کچھ خیر خیرات کے طور پر تم خرچ کرو تو ماں باپ اور ناطے والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں پر اور جو بھلائی تم کرو اللہ تعالےٰ اُس کو جانتا ہے [۳]

۸۔ وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١٩﴾ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۗ ﴿٢٢٠﴾ (البقرۃ پ ۲ ع ۲۷)

اور تجھ سے پوچھتے ہیں (اللہ کی راہ میں) کتنا خرچ کریں تو کہہ جو بچ رہے اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنے حکم تم سے بیان کرتا ہے تاکہ تم دنیا اور آخرت میں غور کرو [۴]

۹۔ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ﴿٢٣٨﴾ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۖ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٩﴾ (البقرۃ پ ۲ ع ۳۱)

تمام نمازوں کا اور بیچ والی نماز کا خیال رکھو [۵] اور اللہ تعالےٰ کے سامنے چپکے ادب سے کھڑے [۶] رہو پھر اگر تم کو دشمن کا یا اور کسی کا ڈر ہو تو پیدل یا سوار رہ کر (جس طرح ہو سکے گو منہ قبلہ کی طرف نہ ہو پڑھ لو) اور جب ڈر نہ رہے تو جس طرح اللہ نے تم کو سکھلایا ہے جس کو تم (پہلے) نہیں جانتے تھے اللہ کی یاد کرو [۷]

۱۰۔ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا

کون ہے وہ جو اللہ تعالےٰ کو قرض حسنہ دے پھر خدا اس کو دونا تگنا بہت

---

[۱] اللہ کی راہ میں یعنی جہاد میں اور نیک کاموں میں جیسے حج اور عمرہ اور ناطے والوں کے ساتھ سلوک اور صدقہ اور مجاہدین کا سامان کر دینا ان کے اہل وعیال کی پرورش کرنا ان میں اپنے مالوں کو خرچ کرو۔ [۲] اور کن لوگوں پر خرچ کریں، [۳] ایک شخص تھے عمرو بن الجموح وہ بہت مالدار تھے انہوں نے حضرت سے پوچھا کیا خرچ کروں اور کن لوگوں کو دوں تب یہ آیت اتری اس میں دونوں سوالوں کا جواب ہے یعنی جو کچھ ہو سکے خیرات کرو اور یہ لوگ مقدم ہیں پہلے ان کی خبر لو، [۴] کہ دنیا چند روزہ ہے ایک روز سب مال متاع چھوٹنا ہے اور آخرت ہمیشہ باقی ہے تو جو کچھ بچ رہے اس کا آخرت ہی کے لیے جمع کرنا بہتر ایک شخص بہت سخی تھے اپنا مال اللہ تعالےٰ کی راہ میں دے رہے تھے کسی نے ان سے پوچھا کیا کر رہے ہو انہوں نے کہا کرتا کیا ہوں میں سخت بخیل ہوں اپنا مال چاہتا ہوں سب ساتھ لے جاؤں اسی فکر میں رہتا ہوں، [۵] یعنی ہر ایک نماز کو اس کے وقت میں شرائط اور آداب کے ساتھ ادا کرو خصوصاً بیچ والی نماز کو یعنی عصر کی نماز کو یہ تفسیر خود حدیث میں موجود ہے، [۶] یا خوشی سے دل لگا کر یا عاجزی سے بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ قرأت لمبی کرو اور دیر تک کھڑے رہو اور صحیح یہی ہے کہ اس آیت میں خاموشی مراد ہے یعنی نماز میں لوگوں سے باتیں نہ کرے مگر اللہ تعالےٰ سے ہر ایک دعا کر سکتا ہے اور یہی قول ہے شافعیؒ اور احمدؒ اور اہل حدیث کا، [۷] اس آیت سے نماز کی سخت تاکید نکلی کہ کسی حال میں معاف نہیں ہے لڑائی ہو رہی ہے اور ٹھہرنے اور اترنے کا موقع نہ ہو تو سواری پر رہ کر اشارے ہی سے نماز پڑھ لے اگر منہ قبلہ کی طرف نہ ہو سکے تو نہ سہی اور تفصیل صلوٰۃ الخوف کی آگے آئے گی۔

فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَ يَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ (البقرۃ پ۲ ع ۳۲)

گنے کر دیگا [1] اور اللہ ہی (روزی) تنگ کرتا ہے اور کشادہ کرتا ہے [2] اور اسی کے پاس تم کو لوٹ جانا ہے [3]

۱۱- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ (البقرۃ پ۳ ع ۳۴)

مسلمانو جو ہم نے تم کو دیا اسی میں سے اس دن کے آنے سے پہلے خرچ کرو [4] جس دن نہ بیچ کھوچ ہوگی [5] نہ دوستی [6] نہ سفارش [7] اور کافر ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں [8]

۱۲- اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَاۤ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ﴿۲۶۴﴾ (البقرۃ پ۳ ع ۳۶)

جو لوگ اپنے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچتے ہیں پھر خرچنے کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ (جس کو دیا ہے اس کو) ستاتے ہیں [9]۔ ان کو ان کے مالک کے پاس اپنا ثواب ملے گا اور نہ ان کو ڈر ہوگا نہ غم۔ نرمی سے جواب دے دینا اور (مانگنے والوں کی باتوں سے) درگذر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ بے پرواہ ہے تحمل والا [10] ایمان والو اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ستا کر بیکار مت کرو (جس میں کچھ ثواب نہ ہو)

---

[1] ہماری جان ہمارا مال ہماری اولاد سب خدا ہی کے ہیں لیکن وہ اپنی عنایت اور کرم سے اپنا مال آپ ہی قرض لیتا ہے اور دگنا تگنا چوگنا بلکہ سینکڑوں گنا زیادہ ادا کرتا ہے قرض حسنہ سے یہ مراد ہے کہ خوشی کے ساتھ دیوے اور پھولا نہ سمائے کہ اس کا مال مالک کی راہ میں صرف ہوا ایسی نعمت کس کو نصیب ہوتی ہے، [2] تو جہاد میں خوب دل کھول کر خرچ کرو اور مفلسی سے مت ڈرو اللہ تعالیٰ دینے والا ہے، [3] پہلی آیت میں جہاد کا حکم دیا لیکن جہاد بغیر روپیہ کے نہیں ہو سکتا تو اس آیت میں جہاد میں خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے جب یہ آیت اتری اس وقت ابوالدحداح رضی ایک صحابی تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ تعالیٰ ہم سے قرض لینا چاہتا ہے آپ نے فرمایا ہاں انہوں نے عرض کیا ہاتھ لائیے آپ نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیا انہوں نے کہا میں نے اپنا باغ جس میں کھجور کے چھ سو درخت ہیں اللہ تعالیٰ کو قرض دے دیا، [4] مراد زکوٰۃ ہے یا صدقہ فطر یا دونوں یا ہر ایک صدقہ فرض ہو یا نفل، [5] یعنی تجارت اور سوداگری کہ آدمی کچھ کما کر اور خرچ کر کے اپنے تئیں بچالے، [6] بلکہ دوست ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے ہر کسی کو اپنی فکر ہوگی۔ [7] بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے کچھ کام نہ آئے گی، [8] جو شخص زکوٰۃ نہ دے اس کو کافر فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ کا ناشکر کہ اللہ تعالیٰ ہی نے سب کچھ دیا ہے اور اس کی راہ میں نہیں دیتا، [9] یعنی کسی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ دیوے تو بہتر یہ ہے کہ چھپا کر خالص خدا کے لیے دے پھر دینے کے بعد نہ کبھی زبان سے کچھ احسان جتائے نہ ایسا کوئی کام کرے جس سے یہ معلوم ہو کہ اپنے احسان کے زور پر کام کرتا ہے، [10] یعنی اگر کوئی سوال کرے اور اپنے پاس کچھ نہ ہو یا نہ دے سکے تو نرمی کے ساتھ اسے کہہ دے سائیں اللہ کریم ہے یا سائیں اس وقت معاف کرو کہہ کر جواب دینا منع ہے درگذر کرنا یعنی اگر فقیر مانگنے میں اصرار کرے یا کوئی بیہودہ بات نکالے تو اس سے چشم پوشی کرنا چاہیے اور محتاج سمجھ کر اس کو معذور رکھنا چاہیے۔

۱۳- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلَّا أَن تُغْمِضُوا فِيهِ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿٢٦٧﴾ الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِالْفَحْشَاءِ ۖ وَاللَّهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦٨﴾ (البقرۃ پ ۳ ع ۳۶)

ایمان والو جو اچھی عمدہ (یا حلال) چیزیں تم کماؤ ان میں سے خرچ کرو[1] اور ان چیزوں میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کیں[2] اور خراب چیزیں دینے کا قصد بھی نہ کرو تم اس کو (اللہ کی راہ میں) خرچتے ہو اگر تم کو کوئی ایسی چیز دے تو نہ لو مگر ہاں آنکھ بند کر کے[3] اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے خوبیوں والا- شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے[4] اور بخیلی کا حکم دیتا ہے[5] اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی بخشش اور مہربانی کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ گنجائش والا ہے سب جانتا[6]

۱۴- وَمَا أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿٢٧٠﴾ إِن تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٧١﴾ لَّيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۗ وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنفُسِكُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُونَ إِلَّا

اور جو خدا کی راہ میں تم خرچ کرو (تھوڑا ہو یا بہت قبول ہو یا نہ ہو) یا کوئی منت مانو (اچھے کام کے لیے یا برے کام کے لیے) اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اور بے انصافوں کا کوئی مددگار نہیں ہے[7] اگر سب کے سامنے خیرات کرو تو بھی اچھا ہے اور جو چھپے سے فقیروں کو دو تو تمہارے لیے بہتر ہے[8] اور تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے[9] اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے (اے پیغمبر) ان کو راہ پر لانا تیرا ذمہ نہیں ہے بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے راہ پر لگاتا ہے[10] اور تم جو مال (یا پیسہ یا چیز) خیرات کرو گے وہ اپنے لیے[11] اور تم جو خرچ کرتے ہو

---

[1] یعنی خدا کی راہ میں عمدہ اور بہتر اور نفیس چیز دو جس کی تم کو دل سے خواہش ہو کیونکہ وہ غنی اور بے پرواہ ہے، [2] یعنی غلہ پھل پھول ترکاری میوے وغیرہ اسی طرح کان اور دفینہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ زمین کی پیداوار میں زکوٰۃ لازم ہے، [3] شاید لے لو یعنی درگذر اور چشم پوشی کر کے مگر دل کی خوشی سے تو ایسی چیز کبھی نہ لو گے یہ آیت اس وقت اتری جب انصار لوگ خیرات کی کھجوریں مسجد میں لٹکا جاتے اور ایک شخص نے خراب اور ناکاری کھجور لٹکائی ایک روایت میں ہے کہ لوگ خیرات میں برا سڑا میوہ دینے لگے تب یہ آیت اتری- ایک روایت میں ہے کہ صدقہ فطر میں ایک شخص خراب کھجور لے کر آیا تب یہ آیت اتری، [4] کہ اگر زیادہ خیرات کرو گے تو ایسا نہ ہو کر فقیر ہو جاؤ- [5] فحشا کہتے ہیں ہر بے حیائی اور بے شرمی اور گناہ کی بات کو یہاں مراد بخیلی ہے- بعضوں نے کہا قرآن میں جہاں فحشا کا لفظ آیا ہے اس سے زنا مراد ہے مگر اس مقام میں بخیلی مراد ہے، [6] اس کی درگاہ میں کمی نہیں جتنا اس کی راہ میں خرچ کرو گے اور وہ دے گا ایک حدیث میں ہے کہ کسی بندے کا مال صدقہ و خیرات کی وجہ سے کم نہیں ہوا، [7] جو برے کاموں میں خرچتے ہیں یا برے کام کے لیے منت مانتے ہیں یا سوائے خدا کے اور کسی کے نام کی منت مانتے ہیں - قیامت کے دن جو اللہ کے عذاب سے ان کو بچا سکے جب کسی کام کی نذر مانتے تو اس کا کرنا واجب ہو جاتا ہے بشرطیکہ کام شریعت کی رو سے برا نہ ہو اگر گناہ کی نذر کرے تو وہ درست نہیں ہے جیسے صحیح حدیث میں ہے، [9] اکثر علماء کے نزدیک یہ آیت نفل صدقہ کے باب میں ہے جو چھپے سے دینا افضل ہے لیکن فرض زکوٰۃ کا علانیہ دینا افضل ہے اور بعضوں نے کہا دونوں چھپے سے دینا افضل ہے، [10] یعنی پوشیدہ خیرات کرنے سے تمہارے گناہ اتر جائیں گے، [11] یعنی یہ ضرور نہیں کہ خواہ مخواہ جس طرح ہو سکے تو اس کو مسلمان بنا دے، یعنی اپنے فائدے کے واسطے اس کا ثواب تم کو ملے گا پھر احسان کیوں جتاؤ-

ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾

(البقرۃ پ ۳ ع ۳۷)

اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خرچتے ہو[1] اور تم جو مال خرچ کرو گے، خیرات کے طور پر (قیامت کے دن) پورا بھر پاؤ گے تمہارا حق مارا نہیں جائے گا[2]۔ خیرات (اوّل تو) ان محتاجوں کو دینا چاہیے جو اللہ کی راہ میں رُکے ہوئے ہیں[3] (اٹکے ہوئے ہیں گھر بیٹھے ہیں) کسی ملک کا سفر نہیں کر سکتے[4] جو ان کا حال نہیں جانتا وہ ان کو مالدار سمجھتا ہے کیونکہ وہ مانگتے نہیں تو ان کا چہرہ دیکھ کر ان کو پہچان لیتا ہے[5] کسی سے لپٹ کر نہیں مانگتے[6] اور تم جو مال خرچ کرو خیرات کے طور پر اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔

۱۵- اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾

(البقرۃ پ ۳ ع ۳۸)

جو لوگ اپنے مال رات اور دن چھپے اور کھلے (اللہ تعالیٰ کی) راہ میں خرچ کرتے ہیں، ان کو ان کا ثواب اپنے مالک کے پاس ملے گا۔ نہ ان کو ڈر ہو گا۔ نہ غم۔

۱۶- لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۹۲﴾

(آل عمران پ ۴ ع ۱۰)

لوگو! جب تک ان چیزوں میں سے خرچ نہ کرو جن سے تم کو محبت ہے، نیکی کا درجہ ہرگز نہ پا سکو گے[7] اور جو کچھ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے[8]۔

۱۷- وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اور جو لوگوں کو دکھانے کے لیے اپنے مال خرچ کرتے ہیں (نہ اللہ کی رضامندی کے لیے) اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے

[1] کیونکہ تم مومن ہو اور مومن جو نیک کام کرتا ہے خدا کی خوشی کے لیے کرتا ہے پھر جب اللہ کی رضاجوئی کے لیے خرچتے ہو تو تم کو احسان جتانے یا تنگ کرنے یا اس کے بدلے کی توقع رکھنے سے کیا کام، [2] نسائی نے ابن عباسؓ سے نکالا کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ صدقہ مسلمانوں ہی کو دیں جب یہ آیت اتری تو ہر مذہب والے کو دینے کی اجازت دی، [3] جہاد کے لیے یا دین کا علم حاصل کرنے کے لیے، [4] کچھ سوداگری کریں یا پیسہ کمائیں کیونکہ کافروں نے ان کا راستہ بند کر دیا ہے یا جہاد میں مشغول ہیں یا یادِ الٰہی اور تحصیلِ علم میں، [5] یہ خطاب پیغمبرؐ کی طرف ہے یا ہر شخص کی طرف مطلب یہ ہے کہ گو وہ سوال نہیں کرتے مگر صورت سے محتاجی اور بے کسی اور عاجزی برس رہی ہے، [6] کہ اس کے پیچھے لگ جائیں جیسے بھیک منگوں کی عادت ہے، [7] نیکی کا درجہ یعنی جنت یا تقویٰ کا مرتبہ یا کمال نیکی یا عبادت یا ثواب مطلب یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان چیزوں کو نہ دو گے جن سے تمہارا دل لگا ہوا ہے اس وقت تک نیکی کا وہ ثواب جس سے جنت ملے تم کو حاصل نہ ہو گا مراد زکوٰۃ ہے یا نفل صدقہ صحیحین میں ہے کہ جب یہ آیت اتری تو ابو طلحہؓ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور عرض کیا سب سے زیادہ میں ایک باغ سے محبت رکھتا ہوں جس کا نام بیرحا ہے یعنی اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا۔ انجیل شریف میں ہے کہ دولت مند کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا بہت مشکل ہے ایک شخص نے حضرت عیسیٰؑ سے عرض کیا مجھ کو اللہ تعالیٰ سے قرب کیونکر حاصل ہو فرمایا تو مالدار ہے اس نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا پہلے اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیدے پھر میرے پیچھے ہو لے، [8] حلال ہو یا حرام تھوڑا ہو یا بہت، ویسا ہی بدلہ ملے گا۔

وَمَن يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ﴿٣٨﴾ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ﴿٣٩﴾ (النساء پ۵ ع ۶)

ہیں نہ پچھلے دن (قیامت) پر اور شیطان جس کا ساتھی ہو وہ تو برا ساتھی ہے [۱] اور ان کا حال کیا بگڑتا اگر وہ اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے اور اللہ تعالیٰ نے جو ان کو دیا اس میں سے (اسکی راہ میں) خرچ کرتے اور اللہ تعالیٰ ان کے حال سے خبردار ہے [۲]۔

۱۸- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ ﴿٤٣﴾ (النساء پ۵ ع ۷)

مسلمانو! جب تم نشہ میں ہو تو نماز کے پاس بھی نہ جاؤ یہاں تک کہ نشہ اتر جائے جو منہ سے نکالتے ہو اس کو سمجھنے لگو، اسی طرح جب نہانے کی حاجت ہو (تو نماز کے پاس نہ جاؤ) مگر راہ چلتے ہوئے یہاں تک کہ غسل کر لو [۳] اور تم بیمار ہو۔

۱۹- وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿١٠١﴾ وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا

اور جب تم زمین میں سفر کر رہے ہو تو نماز کے قصر کرنے میں (گھٹانے میں) تم پر کچھ گناہ نہیں ہے اگر تم کو کافروں کے ستانے کا ڈر ہو۔ بیشک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں [۴] اور (اے پیغمبر) جب تو لوگوں میں ہو (اور دشمن کا ڈر ہو) پھر تو ان کو نماز پڑھانا چاہے (ان کے دو گروہ کر) ایک گروہ ان میں سے تیرے ساتھ (نماز میں) کھڑا ہو اور وہ اپنے ہتھیار لیے رہے۔ جب وہ سجدہ کر لیں تو دوسرا گروہ (جو نماز نہیں پڑھتا) وہ تمہارے پیچھے رہے [۵] اب وہ [۶] دوسرا گروہ آئے جس نے نماز نہیں پڑھی وہ

۱؎ مراد وہی یہود یا منافق ہیں اور بعضوں نے یوں کہا کہ مشرک لوگ شیطان ان کا ساتھی ہے یعنی دنیا میں ان کا رفیق بنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی کام ان کو کرنے نہیں دیتا، ۲؎ یہ تنبیہ ہے ان کافروں کو کہ اب بھی وہ خرچتے ہیں لیکن چونکہ خالص خدا کی رضامندی کے لیے نہیں خرچتے تو یہ بالکل بیکار ہوتا ہے مال کا مال گیا اور ثواب بھی نہ ملا اگر ان کو ذرا بھی عقل ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے لیے خرچتے اور دونوں جہان کا فائدہ اٹھاتے، ۳؎ بیماری سے وہ بیماری مراد ہے جس میں پانی کے استعمال سے ہلاکت یا نقصان کا ڈر ہو یا جس کی وجہ سے پانی تک جانے کی طاقت نہ ہو یا ہر ایک بیماری مراد ہے اور سفر سے عام سفر مراد ہے تھوڑا ہو یا بہت جس کو سفر کہیں عورتوں کے چھونے سے ہاتھ سے چھونا بعضوں نے مراد رکھا ہے اور جنب کے لیے تیمم کو جائز نہیں رکھا جب تک وہ غسل نہ کرے نماز نہ پڑھے حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ سے ایسا ہی منقول ہے، ۴؎ سفر سے عام سفر مراد ہے یعنی جس کو عرف میں سفر کہیں ہر سفر میں چھوٹا ہو یا بڑا جہاد کے لیے ہو یا تجارت کے لیے یا اور کسی کام کے لیے نماز قصر کرنا درست ہے اور ظاہر آیت سے یہ نکلتا ہے کہ قصر واجب نہیں اکثر علماء کا یہی قول ہے امیہ نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہم مسافر کے لیے قصر نہیں پاتے بلکہ خود جس کو خوف ہو اس کے لیے انہوں نے کہا اے بھتیجے میرے اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ (علیہ وسلم کو بھیجا) ہم کچھ نہیں جانتے تھے تو جیسا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ویسا ہم کرتے ہیں آپ نے سفر میں قصر کیا اور یہ سنت ہے، ۵؎ دشمن کی طرف منہ کیے ہوئے، ۶؎ جب یہ سجدہ سے فارغ ہوں تو امام ٹھہرا رہے قیام میں اور یہ ایک رکعت اکیلے اکیلے پڑھ کر اپنی نماز پوری کر کے سلام پھیر کے دشمن کے سامنے چلے جائیں۔

مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ۗ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰ أَن تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿١٠٢﴾ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ﴿١٠٣﴾

(النساء پ۵ ع ۱۵)

تیرے ساتھ (ایک رکعت) نماز پڑھے اور اپنا بچاؤ اور ہتھیار لیے رہے[۱] کافر تو چاہتے ہیں اگر تم ذرا اپنے ہتھیار اور سامان سے غافل ہو جاؤ تو وہ ایک بارگی تم پر ٹوٹ پڑیں۔ اور اگر بارش یا بیماری کی تم کو تکلیف ہو تو ہتھیار اتار دینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں مگر (دشمن سے) ہوشیار رہو[۲] بیشک اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار رکھا ہے۔ پھر جب تم (خوف کی) نماز پڑھ چکو تو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور اللہ تعالےٰ کی یاد کرتے رہو[۳] پھر جب خاطر جمع ہو تو نماز کو درستی سے ادا کرو[۴] کیونکہ نماز مسلمانوں پر بندھے وقتوں میں فرض ہے۔[۵]

۲۰- وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ﴿٨٥﴾ (المائدۃ پ۶ ع ۹)

اور جب تم لوگوں کو (اذان دے کر) نماز کے لیے پکارتے ہو تو یہ لوگ نماز کو (یا اذان کو) ہنسی اور کھیل مقرر کرتے ہیں[۶] یہ اس وجہ سے (کرتے ہیں) کہ وہ لوگ بے عقل ہیں[۷]

---

[۱] اب امام کو چاہیئے قعدہ میں ٹھہرا رہے اور یہ دوسرا گروہ اٹھ کر ایک رکعت اور ادا کرے اس وقت امام ان کے ساتھ سلام پھیر دے سلام پھیر کر یہ گروہ بھی دشمن کے سامنے چلا جائے یہ نماز خوف کی ایک صورت ہے اور حدیث میں چھ یا سات صورتیں آئی ہیں اور ہر صورت درست ہے جس طرح امام کو مناسب معلوم ہو اس پر عمل کرے اہل حدیث کا یہی قول ہے، [۲] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے مگر اپنا بچاؤ لیے رہو یعنی ایک آدھ ہلکا ہتھیار ضرور اپنے کمر میں رکھو جیسے خمبیہ، خنجر، تفنگچہ، کٹار وغیرہ آیت سے یہ نکلتا ہے کہ اگر تکلیف نہ ہو تو جہاد میں ہتھیار باندھے رہنا واجب ہے، بعض علما کا یہی قول ہے اور اکثر سنت کہتے ہیں، [۳] یعنی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہو یہاں تک کہ عین لڑائی میں بھی، ابن عباسؓ نے کہا اللہ تعالیٰ کی یاد دریا اور خشکی اور سفر اور حضر اور تونگری اور محتاجی اور تندرستی اور بیماری اور پوشیدہ اور اعلانیہ ہر حال میں کرنا چاہیے، [۴] یعنی اب خوف کی طرح نماز کو دو گروہوں میں آدھا آدھا ادا کرنا ضرور نہیں اب جیسے معمول سے تمام شرائط اور ارکان کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے اس طرح ادا کرو۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ جب تم کو اطمینان ہو جائے یعنی سفر سے لوٹ کر اپنے مکان میں آجاؤ تو اب نماز کو پورا پڑھو اس میں قصر نہ کرو۔ [۵] یعنی نماز کے اوقات معین اور محدود ہیں ہر نماز کو اس کے وقت میں ادا کرو۔ حدیث میں ہے کہ اوّل وقت نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے اور بیچ وقت میں پڑھنا ادا ہے اور اخیر وقت میں پڑھنا اس کی معافی ہے۔ [۶] جو نماز یا اذان سے ٹھٹھا کرتے ہیں، [۷] جو کوئی اللہ احکم الحاکمین رب العالمین کی عبادت اور پرستش پر ٹھٹھا کرے گا اس سے زیادہ بے وقوف کون ہو سکتا ہے، کہتے ہیں ایک نصرانی اذان پڑھا کرتا اور موذن اشہد ان محمداً رسول کہتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کیا کرتا آخر اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور وہ اپنے بال بچوں سمیت جل کر خاک ہو گیا۔

۲۱- وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ (الانعام پ ۷ ع ۹)

اور یہ کہ نماز درستی سے ادا کرتے رہو[1] اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور وہی خدا ہے جس کے سامنے تم (قیامت کے دن) اکٹھے ہو گے۔

۲۲- وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾ (الانعام پ ۷ ع ۱۰)

اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں وہ قرآن پر (بھی ضرور) ایمان لائیں گے[2] اور وہ اپنی نماز کا (بھی ضرور) خیال رکھیں گے[3]

۲۳- قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ (الانعام پ ۸ ع ۲۰)

(اے پیغمبرؐ) کہدے میری نماز اور میری قربانی[4] اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا مالک ہے[5]

۲۴- وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ (الاعراف پ ۹ ع ۲۱)

اور جو لوگ ہماری کتاب کو مضبوط پکڑے ہوئے ہیں[6] اور نماز کو درستی سے ادا کرتے رہتے ہیں تو ہم ایسے لوگوں کا ثواب کھونے والے نہیں۔

۲۵- وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ (الانفال پ ۱۰ ع ۸)

اور تم جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو گے (تھوڑا ہو یا بہت) تم کو پورا ملے گا[7] اور تمہارا حق مارا نہ جائے گا۔

۲۶- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا

مسلمانو! (اہل کتاب کے) بہت سے مولوی مشائخ لوگوں کے مال ناحق کھا جاتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ سے (لوگوں کو) روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی گاڑ رکھتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کو خرچ نہیں کرتے[8] ان کو تکلیف کے عذاب کی خوشخبری سنا[9] جس دن وہ دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا[10] پھر ان لوگوں کی پیشانیاں اور پسلیاں اور پیٹھوں کو اس سے داغیں گے[11] یہ ہے جو تم نے اپنے لیے (دنیا میں) جمع کر کے رکھا تھا تو (آج) اپنے جمع کیے کا

---

[1] حکم ملا ہے، [2] کیونکہ قرآن آخرت ہی کو درست کرنے کی تدبیریں بتلاتا ہے، [3] کیونکہ نماز سب عبادتوں کی چوٹی اور بہبودیٔ آخرت کی کنجی ہے، [4] یا ہر ایک عبادت یا دین، [5] اس کے سوا میں کسی اور کے لیے کوئی عمل نہیں کرتا، [6] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہ ایمان لائے یا مسلمانوں میں سے جو قرآن شریف کو مضبوط تھامے ہوئے ہیں، [7] یعنی دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ اس کا عوض دے گا اور آخرت میں دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک ثواب ملے گا، [8] زکوٰۃ نہیں دیتے، [9] بعض صحابہ نے مطلق مال جوڑ رکھنے کو منع کیا ہے اس آیت کی رو سے بعضوں نے کہا جس مال کی زکوٰۃ دی جائے وہ اس میں داخل نہیں ہے اور یہی صحیح ہے، [10] اس چاندی سونے کو آگ سے تاپیں گے، [11] پیشانی سامنے ہوتی ہے پیٹھ پیچھے پسلیاں داہنے اور بائیں طرف مطلب ہے کہ چاروں طرف یعنی سارا بدن اس سے داغا جائے گا، [12] اور ان سے کہا جائے گا۔

كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿٣٥﴾ (التوبۃ پ ۱۰ ع ۵)

۲۷- قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿٥٣﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿٥٤﴾ (التوبۃ پ ۱۰ ع ۷)

۲۸- وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿٥٨﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿٥٩﴾ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاۗءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٠﴾

(التوبۃ پ ۱۰ ع ۷، ۸)

مزہ چکھو[1]

کہہ دے تم خوشی سے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو) یا ناخوشی سے تمہارا خرچ کیا ہوا ہرگز (اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں) قبول نہ ہوگا کیونکہ تم نافرمان لوگ ہو[2] اور ان کی خیرات اُن کی طرف سے قبول نہ ہونے کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم) کو نہ مانا اور نماز کے لیے نہیں آتے اگر آتے ہیں تو انکساتے ہوئے[3] اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں تو بُرے دل سے[4] اور اے پیغمبر ان میں سے بعضے ایسے ہیں جو زکوٰۃ کے بانٹنے میں تجھ پر آنکھ مارتے ہیں پھر اگر ان کو اس میں سے (اتنا) نہ ملے تو بگڑ بیٹھتے ہیں[6] اور اگر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دیئے پر خوش رہتے اور کہتے اللہ تعالیٰ ہم کو بس کرتا ہے[7] آگے چل کر ہم کو اپنے فضل سے اللہ دے گا اور اس کا رسول۔ ہم تو اللہ تعالیٰ ہی سے لو لگائے بیٹھے ہیں[8] خیرات تو ان لوگوں ہی کا حق ہے اور دوں کا نہیں، فقیر اور مسکین اور خیرات کے تحصیل کرنے والے اور جن کا دل ملانا منظور ہے اور غلام[10] اور قرضدار[11] اور مجاہد، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا اور مسافر یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے اور اللہ خوب جانتا ہے۔ حکمت والا۔

۱ معاویہؓ نے کہا یہ آیت اہل کتاب کے حق میں ہے لیکن ابن عباسؓ اور ابوذرؓ نے کہا مسلمان اور اہل کتاب دونوں کے باب میں ہے اور ابوذرؓ نے اس پر قسم کھائی، ۲ جد بن قیس نے جس کا قصہ اوپر گذر چکا ہے یہ کہا کہ مجھ کو ساتھ چلنے سے تو معاف رکھو مگر میں روپیہ سے آپ کی مدد کروں گا تب یہ آیت اتری، ۳ جیسے کسی کو بوجھ اُٹھانے کے لیے کہا جاتے کیونکہ ان کے دل میں ایمان نہیں ہے اور ایسے لوگوں پر نماز ایک بوجھ ہوتی ہے ۴ جیسے کسی کو جرمانہ دینا پڑتا ہے کیونکہ ان کو ثواب سے غرض نہیں شرمے شرمائے یا لوگوں کے دباؤ سے دیتے ہیں تاکہ وہ ان کو مسلمان سمجھیں، ۵ یعنی طعنہ دیتے ہیں عیب لگاتے ہیں۔ ۶ جتناوہ چاہتے ہیں، ۷ صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت مسلمانوں کو مال تقسیم کر رہے تھے اتنے میں ذوالخویصرہ ایک شخص آیا وہ کہنے لگا یا رسول اللہ انصاف کیجیے آپ نے فرمایا افسوس تجھ پر اگر میں انصاف نہ کروں تو پھر کون انصاف کرے گا حضرت عمرؓ نے عرض کیا آپ اجازت دیجیے تو میں اس کی گردن ماردوں آپ نے فرمایا جانے دے اسکی نسل سے ایسے لوگ نکلیں گے یا اس کے ساتھی ایسے ہوں گے جو تم اپنی نمازوں کو ان کی نماز کے سامنے حقیر جانو گے یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکاری جانور کے پار ہو جاتا ہے، ۸ اگر اب کے ہم کو نہیں ملا تو خیر، ۹ وہ دینے والا ہے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور اللہ تعالیٰ اپنا فضل ان پر کرتا بہت مال و دولت ملتی مگر ناشکری کی سزا تو یہ ہے کہ جو ان کو ملا ہے وہ بھی نہ ملے اور آخرت کا عذاب علاوہ، ۱۰ جو اپنی چھڑائی نہ دے سکیں یا آزاد کرنے کے لیے خریدے جائیں، ۱۱ جو اپنا قرضہ نہ ادا کر سکیں، ۱۲ جن کے پاس زادِ راہ نہ ہو گو وہ اپنے ملک میں مالدار ہوں۔

۲۹- خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾

(التوبۃ پ۱۱ ع ۱۳)

(اے پیغمبرؐ) ان لوگوں کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے تو زکوٰۃ سے ان کو پاک کرے گا اور ان کے درجے بلند کرے گا اور ان کے لیے دعا کر اس لیے کہ تیری دعا سے ان کو تسلی ہو جاتی ہے، اور اللہ تعالیٰ سننا جانتا ہے۔

۳۰- وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ (ھود پ۱۲ ع ۱۰)

اور دن کے دونوں سروں (کناروں) پر نماز کو درستی سے ادا کر[5] اور رات کے ٹکڑوں[6] میں کیونکہ نیکیاں برائیوں کو میٹ دیتی ہیں[7] یہ ان لوگوں کے لیے نصیحت ہے جو نصیحت مانتے ہیں۔

۳۱- قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ (ابراھیم پ۱۳ ع ۵)

میرے ایماندار بندوں سے کہہ دے نماز کو درستی سے ادا کرتے رہیں اور جو دنیا کا مال (و اسباب) ہم نے ان کو دیا اس میں سے چھپے اور کھلے اس دن کے آنے سے پہلے خرچ کرتے رہیں جس دن نہ بیوپار ہوگا نہ دوستی[8]

۳۲- اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ڰ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ

(اے پیغمبرؐ) سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز درستی سے پڑھا کر[9] اور صبح کی نماز بھی ادا کر کیونکہ صبح کی نماز میں فرشتے شریک ہوتے ہیں[10] اور رات کو کسی وقت جاگ اٹھ (تہجد کی نماز پڑھ۔ یہ زیادہ ہے تیرے لیے[11] عجب نہیں کہ (اس کی برکت سے)

---

۱ اب اختلاف ہے کہ خیرات کرنے والا ان سب آٹھوں قسموں کے لوگوں کو دے یا جن کو مناسب سمجھے اور صحیح دوسرا قول ہے مگر حدیث سے یہ ثابت ہے کہ زکوٰۃ جس کو دے وہ مسلمان ہو اور بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب میں سے نہ ہو فقیر وہ جو صاحب نصاب ہو اور مسکین جس کے پاس کچھ نہ ہو، ۲ جنہوں نے توبہ کے لیے اپنے تئیں باندھ دیا تھا یا تمام مسلمانوں کے مال میں سے ۳ کہتے ہیں جب یہ لوگ چھڑائے گئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ہمارے مال بھی ہمارے لیے آفت ہوئے ہم انہی کے جنجال سے آپ کے ساتھ نہ جا سکے تو یہ سب مال آپ لے لیجئے اور خدا کی راہ میں خیرات کر دیجئے آپ نے فرمایا میں بے حکم تمہارے مال نہیں لے سکتا پھر یہ آیت اتری تو آپ نے ایک تہائی ان کے مال کی قبول فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کو خرچ کیا، ۴ کیونکر تسلی نہ ہو آپ کی دعا تیر بہدف تھی۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جب کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لاتا آپ اس کے لیے دعا فرماتے۔ ۵ یعنی فجر اور عصر کی نماز، ۶ یا رات کے شروع میں مراد مغرب اور عشا کی نماز ہے، ۷ ہر قسم کی برائیوں کو صغیرہ ہوں یا کبیرہ۔ بعضوں نے کہا صرف صغیرہ کو، ۸ بیوپار ہو تو آدمی کچھ خرید و فروخت کر کے اپنا کام چلا لیتا ہے اگر یہ بھی نہ ہو تو دوستی اور محبت سے بھی کچھ کام چلتا ہے جہاں یہ دونوں نہ ہوں وہاں آدمی کیا کر سکتا ہے مراد قیامت کا دن ہے وہاں خریدنے سے بھی نیک عمل نہیں مل سکتے نہ دوستی اور محبت سے ماں باپ کی محبت سب سے زیادہ ہوتی ہے قیامت کے دن وہ بھی کچھ کام نہ آئیں گے ہر ایک کو اپنی اپنی پڑے گی، ۹ یعنی ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کی نماز، ۱۰ صحیح حدیث میں ہے کہ صبح کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے اکٹھا ہوتے ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ عصر کی نماز میں بھی اکٹھا ہوتے ہیں، ۱۱ یعنی تجھ پر ایک نماز زیادہ فرض ہے وہ تہجد کی نماز ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی اور آپ کی امت پر نفل ہے،

مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴿۷۹﴾ (بنی اسرائیل پ ۱۵ ع ۹)
مقام محمود تک پہنچا دے۔

۳۳۔ وَلَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتۡ بِهَا وَابۡتَغِ بَيۡنَ ذٰلِكَ سَبِيۡلًا ﴿۱۱۰﴾ (بنی اسرائیل پ ۱۵ ع ۱۲)
اور اپنی نماز نہ چلا کر پڑھ اور نہ ایسی آہستہ (کہ مقتدی بھی نہ سُنیں) اور بیچ میں ایک راہ اختیار کرے۔

۳۴۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكۡرِىۡ ﴿۱۴﴾ (طٰہٰ پ ۱۶ ع ۱)
اور میری ہی یاد سے نماز درستی سے پڑھا کر)

۳۵۔ وَاۡمُرۡ اَهۡلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصۡطَبِرۡ عَلَيۡهَا ؕ لَا نَسۡـئَلُكَ رِزۡقًا ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُكَ ؕ وَالۡعَاقِبَةُ لِلتَّقۡوٰى ﴿۱۳۲﴾ (طٰہٰ پ ۱۶ ع ۸)
اور اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے کا حکم دے اور تو بھی نماز کا پابند رہ ہم کچھ تجھ سے روزی نہیں مانگتے (بلکہ) ہم خود تجھ کو روزی دیتے ہیں اور پرہیزگاروں ہی کا انجام اچھا ہو گا۔

۳۶۔ وَبَشِّرِ الۡمُخۡبِتِيۡنَ ﴿۳۴﴾ الَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ وَالصّٰبِرِيۡنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمۡ وَالۡمُقِيۡمِى الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ﴿۳۵﴾ (الحج پ ۱۷ ع ۵)
اور گڑگڑانے والوں کو خوشخبری دے جن کے دل اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہی ڈر جاتے ہیں اور جو مصیبت ان پر پڑے صبر کرتے ہیں اور نماز کو درستی سے ادا کرتے ہیں اور ہم نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے۔ اس میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔

۳۷۔ فَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوۡلٰٮكُمۡ ۚ فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰى وَنِعۡمَ النَّصِيۡرُ ﴿۷۸﴾ (الحج پ ۱۷ ع ۱۰)
نماز کو درستی سے پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ تعالیٰ کا سہارا رکھو وہی تمہارا مالک ہے تو کیا اچھا مالک ہے اور کیا اچھا مددگار ہے۔

۳۸۔ وَلَا يَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ مِنۡكُمۡ وَالسَّعَةِ اَنۡ يُّؤۡتُوۡۤا اُولِى الۡقُرۡبٰى وَالۡمَسٰكِيۡنَ وَالۡمُهٰجِرِيۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۖ ﴿۲۲﴾ (النور پ ۱۸ ع ۱)
اور جو لوگ تم میں بزرگی والے اور مالدار ہیں وہ اپنے ناطے والوں اور محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (خیرات) نہ دینے کے لیے قسمیں نہ کھا بیٹھیں۔

۳۹۔ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۵۶﴾ (النور پ ۱۸ ع ۷)
اور نماز کو درستی سے ادا کرو اور زکوٰۃ دو اور رسول اللہ ﷺ کا کہا مانو اس لیے کہ تم پر اللہ کا رحم ہو۔

ف۱ مقام محمود وہ مقام جس کی اگلے اور پچھلے سب تعریف کریں گے اور یہ ایک مرتبہ ہے قیامت میں جو خداوند کریم کی بارگاہ سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت ہو گا اس پر اگلے اور پچھلے سب رشک کریں گے اکثر علما کا یہ قول ہے کہ مقام محمود شفاعت کا مقام ہے اگلے سب پیغمبر اللہ جل جلالہ کے جلال سے ڈر کر شفاعت کی جرأت نہ کر سکیں گے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی پریشانی پر رحم فرما کر شفاعت کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں گے، ف۲ ایسے زور کی آواز سے کہ باہر والے سب سُنیں ف۳ یہ حکم ہجرت سے پہلے کا ہے آپ جب نماز میں قرآن زور سے پڑھتے تو مشرک سن کر قرآن کو بُرا کہتے اس وقت یہ آیت اتری بعضوں نے کہا نماز سے اس آیت میں دعا مراد ہے صحیحین میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی منقول ہے، ف۵ یا جب میری یاد آوے اس وقت نماز پڑھ لے، صحیح حدیث میں ہے کہ جو کوئی تم میں سے سو جائے یا نماز بھول جائے تو جب یاد آئے اس وقت پڑھ لے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میری یاد آئے اس وقت نماز پڑھ لے ف۶ روٹی کی فکر مت کر روٹی دینا اللہ کا کام ہے نماز پڑھنا تمہارا کام، ف۷ یعنی زکوٰۃ اور صدقہ دیتے ہیں، ف۸ سب کاموں میں اسی کی مدد پر بھروسہ کرو، ف۹ جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا اس کو پوری قدرت ہے اور اس کے ساتھ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے، ف۱۰ یا ان کو خیرات دینے میں قصور نہ کریں۔

۴۰۔ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ (العنکبوت پ ۲۱ ع ۵)

اے پیغمبر! جو قرآن تجھ کو بھیجا گیا ہے اس کو پڑھتا اور نماز درستی سے ادا کرتا رہ کیونکہ نماز آدمی کو بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکے رہتی ہے[1] اور اللہ تعالیٰ کی یاد (سب نیکیوں سے) بڑھ کر ہے[2] اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو نیکی کرتے ہو تم۔

۴۱۔ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا۠ فِیْۤ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ (الروم پ ۲۱ ع ۴)

اور جو تم سود دیتے ہو کہ لوگوں کا مال بڑھ جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہیں بڑھتا ہے[3] اور جو تم زکوٰۃ دو گے اللہ تعالیٰ کا منہ دیکھنا چاہو گے تو ایسے ہی لوگ دگنا تگنا ثواب پانے والے ہیں[4]۔

۴۲۔ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا یَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ﴿۱۸﴾ (فاطر پ ۲۲ ع ۳)

اے پیغمبر تو انہی لوگوں کو ڈرا سکتا ہے جو بن دیکھے (خدا کے عذاب سے[5]) ڈرتے ہیں اور نماز درستی سے ادا کرتے ہیں اور جو شخص اپنے تئیں کفر سے پاک رکھے وہ اپنے ہی فائدے کے لیے پاک رکھتا ہے اور آخر اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

۴۳۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِیُوَفِّیَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَیَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ (فاطر پ ۲۲ ع ۴)

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن پڑھتے رہتے ہیں اور نماز درستی سے ادا کرتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور کھلم کھلا خرچ کرتے رہتے ہیں ان کو ایسے بیوپار کی امید رکھنا چاہیے جس میں گھاٹا ہرگز نہیں ہو سکتا[6] اسیے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ثواب ان کو پورے بھر دیگا اور اپنے فضل سے کچھ اور زیادہ دیگا بیشک وہ بخشنے والا قدر کرنیوالا ہے

۴۴۔ اِنْ یَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَیُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَیُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ

اگر وہ تم سے تمہارے مال مانگے اور سارا مال چاہے تو تم بخیلی کرو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دل کی خفگیاں کھول دے گا[7] سن رکھو تم لوگ سارا مال

---

[1] نماز میں خلل آنے کے خیال سے آدمی بہت سے گناہوں سے باز رہتا ہے حدیث میں ہے نماز بُرے کاموں سے نہ روکے اس کی نماز ہی نہیں ہے ایک روایت میں ہے کہ اس کی نماز نکلتے قرب کے اور اللہ تعالیٰ سے دوری پیدا کرے گی۔ روایت ہے ایک انصاری نماز پڑھتا تھا لیکن گناہوں میں مصروف رہتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب میں اس کی نماز اس کو گناہوں سے باز رکھے گی پھر ایسا ہی ہوا اس نے توبہ کی اور نیک ہو گیا، [2] اور نماز میں اللہ تعالیٰ ہی کی یاد ہوتی ہے تو نماز سب عبادتوں سے افضل ہوئی صحیح حدیث میں ہے کہ سب سے بڑھ کر نیکی بلکہ جہاد سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد ہے، [3] گو دنیا میں سود سے مال بڑھ جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کے ہاں اس میں ترقی نہیں ہوتی بعضوں نے کہا اس آیت میں سود سے یہ مراد ہے کہ کوئی کسی کو تحفہ بھیجے اس نیت سے کہ اس کا بدل زیادہ ملے گا تو یہ حلال ہے گو اس میں ثواب نہیں، [4] دس گنے سے سات سو گنے تک، [5] یا اکیلے میں خدا سے ڈرتے ہیں جہاں ان کو کوئی نہیں دیکھتا [6] یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ عبادت کی قدر نہ کرے اور اس کا بدلہ نہ دے، [7] قاعدہ ہے کہ آدمی کو مال کی محبت ہوتی ہے تو جو کوئی سارا مال لینا چاہے گا اس سے دشمنی کرو گے،

تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ﴿۳۸﴾

کیا دو گے) تم کو تو کہتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں (کچھ تھوڑا سا) خرچ کرو اس پر تو کوئی کوئی تم میں بخیلی کرتا ہے (اور زکوٰۃ تک نہیں دیتا اور جو کوئی تم میں بخیلی کرتا ہے وہ بخیلی کرکے اپنا ہی نقصان کرتا ہے[1]

۴۵- وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴿۱۰﴾

(الحدید پ ۲۷ ع ۱)

اور تم کو کیا ہو گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں (اپنا مال) خرچ نہیں کرتے حالانکہ زمین اور آسمان کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے (مال اسی کا مال ہے)

۴۶- اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾ (الحدید پ ۲۷ ع ۲)

بیشک جو مرد خیرات کرتے ہیں اور جو عورتیں خیرات کرتی ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو اچھا قرضہ دیتے ہیں ان کو دُونا ثواب ملے گا اور اس کے علاوہ ان کو اچھا نیگ دیا جائے گا (بہشت)

۴۷- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْۤا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۚ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ

مسلمانو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے[2] تو اللہ تعالیٰ کی یاد (نماز) کی طرف چلو (دنیا کے سب کام اور بیچ کھوچ) چھوڑ دو[3] یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھو پھر جب (جمعہ کی) نماز ہو چکے تو (تم کو اختیار ہے) اپنے اپنے کاموں کے لیے زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (روزی) تلاش کرو[4] اور جہاں رہو اللہ کی یاد بہت کرتے رہو اس لیے کہ تم مراد کو پہنچو اور (اے پیغمبرؐ ان کا حال تو یہ ہے) جب کوئی سودا بکتا ہے اور تماشا دیکھیں تو جھٹ اس کی طرف چل دیتے ہیں اور تجھ کو (خطبہ میں) چھوڑ جاتے ہیں[5] اے پیغمبرؐ ان

---

[1] اپنا ہی ثواب اور اجر کھوتا ہے۔ [2] مراد وہ اذان ہے جو امام کے منبر پر بیٹھتے وقت دی جاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جمعہ کی یہی اذان تھی حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت میں لوگوں کے بہت ہو جانے سے ایک اور اذان نکالی جو ان کے گھر پر جس کا نام زورا تھا دی جانے لگی اس کے بعد منبر پر دوسری اذان کہی جاتی (مترجم) کہتا ہے جب امام منبر پر بیٹھے اس وقت بلند آواز سے اذان دینی چاہیے کیونکہ اذان یہی ہے اور افسوس ہے ان لوگوں پر جو اس اذان کو چپکے سے دیا کرتے ہیں [3] جمعہ کی نماز فرض ہے اس پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے اہلحدیث کے نزدیک جمعہ اور دوسری نمازوں میں کوئی فرق نہیں صرف جمعہ کی نماز سے پہلے دو خطبے پڑھنے چاہئیں اور جن لوگوں نے جمعہ کے لیے شرطیں نکالی ہیں کہ شہر ہو حاکم اسلام ہو کم سے کم تین مقتدی ہوں انہوں نے کوئی قوی دلیل اس پر قائم نہیں کی [4] نماز کے لیے چلنا اور بیچ کھوچ موقوف رکھنا تمہارے حق میں الخ [5] ایک بزرگ نے کہا ہے کہ جو کوئی جمعہ کی نماز کے بعد خرید اور فروخت کرے تو اللہ تعالیٰ ستر بار اس کو برکت دے گا عراک بن مالک جب جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوتے اور فرماتے یا اللہ میں تیرے بلانے پر حاضر ہوا اور تیرا فرض ادا کیا اور اب جیسے تو نے حکم دیا اپنی راہ لیتا ہوں تو اپنا فضل مجھ کو عنایت فرما اور تو سب روزی دینے والوں میں اچھا روزی دینے والا ہے۔ [6] ہوا یہ کہ مدینہ میں گرانی تھی لوگ غلہ کے بہت محتاج تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے میں شام کا قافلہ غلہ لے کر آن پہنچا پہلے کی آواز آئی لوگ سب اس کے دیکھنے کو چل دیئے صرف بارہ آدمی آپ کے سامنے رہ گئے تب یہ آیت اتری ابن عباسؓ نے کہا عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا قافلہ غلہ لے کر آیا لوگ چل دیئے کوئی تو غلہ خریدنے کوئی دحیہ بن خلیفہ کو دیکھنے کے لیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر چھوڑ دیا (باقی اگلے صفحہ پر)

وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿١١﴾ (الجمعۃ پ ۲۸ ع ۲)

لوگوں سے کہدے اللہ کے پاس جو ثواب ملنے والا ہے، وہ اس تماشے اور سوداگری سے کہیں بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب روزی دینے والوں سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

۴۸- اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿٢٢﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿٢٣﴾ (المعارج پ ۲۹ ع ۱)

مگر ایمان دار نمازی جو ہمیشہ (بلا ناغہ) نماز پڑھتے ہیں۔[1]

۴۹- يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿١﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٢﴾ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ﴿٣﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ ﴿٤﴾ (المزمل پ ۲۹ ع ۱)

اے کپڑا لپیٹنے والے[2] ساری رات (نماز میں) کھڑا رہ[3] مگر تھوڑی رات (آرام کر) آدھی رات یا اس سے کچھ کم (تہائی رات) یا اس سے کچھ زیادہ (دو تہائی رات)[4]

۵۰- اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ﴿٦﴾ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ﴿٧﴾ (المزمل پ ۲۹ ع ۱)

بے شک رات کو اٹھنا اور عبادت کرنا نفس کو خوب زیر کرتا ہے[5] اور اس وقت کا پڑھنا (یا دعا کرنا) بہت ٹھیک (یا بہت بابرکت) ہوتا ہے[6]۔ دن کو تو تجھ کو لمبی (بڑی) فرصت ہے[7]

۵۱- اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ

اے پیغمبر! تیرا مالک جانتا ہے[8] تو اور کچھ لوگ تیرے ساتھ والے (مسلمان) دو تہائی رات سے کچھ کم اور کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات (نماز میں) کھڑے رہتے ہیں اور ٹھیک اندازہ رات اور دن کا اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس کو معلوم ہے کہ تم وقت کا ٹھیک اندازہ نہیں کر سکتے تو اس نے تم پر رحم کیا۔[9]

(بقیہ صفحہ سابقہ) صرف بارہ آدمی مسجد میں رہ گئے اور سات عورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ بھی چل دیتے تو مسجد میں آگ لگ جاتی۔ سید علامہ نے کہا اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیئے (حواشی صفحہ ہذا) [1] اس کا کام کرو پھر روزی تلاش کرو وہ سب سے اچھی تم کو روزی دے گا، [2] اس آیت کی تفسیر سورۃ مومنون اور والذاریات میں گذر چکی ہے [3] کہتے ہیں فرشتے کو دیکھ کر آپ کو لرزہ چڑھ آیا آپ حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور فرمانے لگے زملونی زملونی یعنی مجھ کو کپڑا اڑھا دو انہوں نے اڑھا دیا اس وقت یہ آیت اتری، [4] معلوم ہوا کہ آپ پر تہجد فرض تھی یعنی کہتے ہیں شروع اسلام میں مسلمانوں پر بھی فرض تھا پھر اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا حضرت عائشہؓ سے ایسا ہی مروی ہے، [5] مطلب یہ ہے کہ آدھی رات عبادت کر اور آدھی رات سو یا دو تہائی رات عبادت کر اور دو تہائی سو۔ آدھی رات اگر سوئے تو وہ تھوڑی نہیں ہوئی پھر اس کو تھوڑی کیسے کہا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ آدھا حصہ جس میں عبادت کی اس آدھے حصے سے جس میں آرام کیا بہت افضل ہے تو اس کی نسبت یہ حصہ تھوڑا ہی ہوا یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع میں ہوا پھر اللہ تعالےٰ نے اس کو منسوخ فرما دیا اور اسی سورت کی یہ آیتیں اتریں ان ربک یعلم اخیر تک، [6] کیونکہ سو کر رات کو اٹھنا نفس پر بہت شاق ہوتا ہے، [7] اس وقت کی دعا جلد قبول ہوتی ہے، [8] دنیا کے کام سب دن کو کر سکتا ہے اور سو بھی سکتا ہے، [9] اسی کو خوب معلوم ہے تم کتنی رات سوئے اور کتنی رات عبادت کرتے ہو اس وقت لوگوں کے پاس گھڑیاں بھی نہ تھیں یعنی صحابہ اس خیال سے کہ معلوم نہیں کتنی رات گذری اور کتنی باقی ہے ساری رات نماز میں کھڑے رہتے یہاں تک کہ ان کے پاؤں سوج گئے ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی پاؤں مبارک سوج گئے تب اللہ تعالیٰ کی مہربانی جوش میں آئی اور یہ حکم اترا، [10] آدھی یا تہائی یا دو تہائی رات کی نماز معاف کر دی۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ط وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ط وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ز فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ط وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ط وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ط ﴿۲۰﴾

(المزمل پ ۲۹ ع ۲)

اب جتنا تم سے آسانی کے ساتھ ہو سکے اتنا قرآن (نماز میں) پڑھو[1] اس کو یہ بھی معلوم ہے کہ تم میں بعضے لوگ بیمار ہو جائیں گے[2] اور بعضے ملکوں میں اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرتے پھرتے ہوں گے (سوداگری کے لیے سفر میں ہوں گے) اور بعضے اللہ تعالیٰ کی راہ میں (کافروں سے) لڑتے ہوں گے[3] اور جتنا آسانی کے ساتھ ہو سکے اتنا قرآن پڑھو اور نماز کو درستی سے ادا کرتے رہو اور (فرض) زکوٰۃ نکالا کرو اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو اچھا قرض دو[4] اور تم جو نیکی اپنے لیے (آخرت کا توشہ بنا کر) آگے بھیجو گے، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کو پاؤ گے اس سے بہتر اور ثواب میں کہیں زیادہ۔

۵۲۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ (الاعلیٰ پ ۳۰ ع ۱)

جو شخص (کفر شرک گناہ سے) پاک رہا اور اپنے مالک کا نام لے کر نماز پڑھتا رہا، وہ مراد کو پہنچ گیا[5]

۵۳۔ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ﴿۵﴾ (البینۃ پ ۳۰ ع ۱)

اور نماز درستی سے ادا کریں اور زکوٰۃ دیا کریں اور یہی دین ٹھیک ہے[6]

۵۴۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ﴿۴﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴿۵﴾ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ﴿۶﴾ وَ يَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴿۷﴾

(الماعون پ ۳۰ ع ۱)

تو ان نمازیوں کی (قیامت کے دن) خرابی ہوگی جو اپنی نماز کی پرواہ نہیں کرتے[7] وہ جو نماز پڑھ کر یا نیک عمل کر کے لوگوں کو دکھاتے ہیں اور روزمرہ کے برتنے کا سامان مانگے نہیں دیتے۔

[1] آدھی یا تہائی یا دو تہائی رات کا تعین ضرور نہیں اس آیت سے بعضوں نے یہ نکالا کہ رات کو تھوڑا بہت قیام واجب ہے امام حسن بصریؒ کا یہی قول ہے اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ قیام شب کی فرضیت اس سے جاتی رہی البتہ مسنون ہے بعضوں نے کہا آنحضرتؐ پر فرض رہا اور امت پر نہیں رہا اب اختلاف ہے اس میں کہ آسانی کے ساتھ جتنا ہو سکے اس کی مقدار کیا ہے۔ بعضوں نے کہا سو آیتیں ایک حدیث میں بھی ایسا ہی مروی ہے، کعب نے کہا جو کوئی رات کو قرآن کی سو آیتیں پڑھ لے وہ عابدوں میں لکھا جائے گا بعضوں نے کہا پچاس آیتیں، [2] وہ رات کی عبادت کیوں کر کر سکیں گے، [3] ان کو جہاد کی مشقت کے ساتھ رات کی عبادت بہت شاق گذرے گی کہتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حلال سوداگری کرنے والوں کو مجاہدین کے برابر کر دیا، [4] یہ زکوٰۃ کے سوا ہے یعنی نفل صدقہ اچھے قرض کی تفسیر اوپر گذر چکی ہے یعنی خوش دلی کے ساتھ، [5] عطاؒ نے کہا یہ آیت صدقہ فطر کے باب میں اتری اور ترجمیوں سے مراد پائی اس نے جس نے زکوٰۃ نکالی یعنی صدقہ فطر دیا اور اپنے مالک کا نام لے کر نماز پڑھی یعنی عید کی نماز ایک حدیث میں بھی یہی مضمون ہے لیکن وہ ضعیف ہے، ابن مردویہ نے جابرؓ سے نکالا آنحضرتؐ نے قد افلح من تزکی کی تفسیر بیان فرمائی کہ جس نے لا الہ الا اللہ کی گواہی دی اور شرک کو کاٹ دیا اور میری پیغمبری کی گواہی دی اور ذکر اسم ربہ فصلی کی یہ تفسیر کی کہ پانچوں نمازیں اپنے وقت پر اہتمام کے ساتھ پڑھیں ابن عباسؓ سے ایسا ہی منقول ہے، [6] اخیر زمانہ کے پیغمبر بھی اسی دین کی تعلیم دیتے ہیں جو اگلے سب پیغمبروں کے وقت سے چلا آیا ہے کوئی نئی بات نہیں پھر نہ ماننے کی کیا وجہ ہے یہی ضد اور نفسانیت اس کا کیا علاج ہے، [7] وقت پر احتیاط کے ساتھ ادا نہیں کرتے اتنی دیر کرتے ہیں کہ نماز مکروہ ہو جاتی ہے یا ناغہ کر دیتے ہیں یا جلدی جلدی بدتمیزی سے پڑھ لیتے ہیں،

۵۵۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿۲﴾ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴿۳﴾ (الکوثر پ ۳۰ ع ۱)

تو اس کے شکر میں اپنے مالک کے لیے نماز پڑھ[1] اور قربانی کر[2] بیشک تیرا دشمن (عاص بن وائل یا کعب بن اشرف یا ابوجہل) وہی نگوڑا ناٹھا ہے (دم کٹا)[3]

اَلصَّوْمُ وَالْاِعْتِكَافُ وَلَيْلَةُ الْقَدْرِ (۳۵)

باب ۳۵ روزے اور اعتکاف اور شب قدر کا بیان

۱۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى

مسلمانو! جیسے اگلے لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تھا اسی طرح تم کو بھی گنتی کے کئی دن[4] روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ تم (گناہوں سے) بچو[5] پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا سفر میں ہو اور روزہ نہ رکھے تو دوسرے دنوں میں وہ گنتی پوری کرے[6] اور جن کو روزے کی طاقت ہی نہیں ہے[7] تو وہ ہر روزے کے بدل ایک محتاج کو کھانا دیں[8] پھر جو کوئی نفل طور پر زیادہ نیکی کرے[9] تو اس کے لیے اور اچھا ہے اور اگر تم سمجھو تو روزہ رکھنا تمہارے حق میں بہتر ہے[10] رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اترا راہ بتلاتا ہے لوگوں کو[11] اور اس میں کھلی کھلی دلیلیں ہیں ہدایت کی اور حق

---

[1] فرض نماز مراد ہے یا عید کی نماز، [2] محمد بن کعب نے کہا بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے لیے نماز پڑھتے تھے اور دوسروں کے لیے قربانی کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو یہ حکم دیا کہ اسی کے لیے نماز پڑھیں اور اسی کے لیے قربانی کریں بعضوں نے کہا وانحر سے یہ مراد ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھے ایک حدیث میں ہے جب یہ آیت اتری تو آنحضرتؐ نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا نحر سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا یہ کہ تو جب نماز کے لیے تکبیر کہے اس وقت ہاتھ اٹھالے اسی طرح جب رکوع کرے جب رکوع سے سر اٹھائے، [3] جس کا کوئی نام لیوا نہ رہے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صاحبزادے گذر گئے تو ابوجہل بولا اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نام لیوا نہ رہا اس وقت یہ آیت اتری بعض کہتے ہیں کعب بن اشرف یہودیوں کا سردار مکہ میں آیا اور قریش سے کہنے لگا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر ہو تب یہ آیت اتری، [4] یعنی رمضان کے روزے ہیں تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ رمضان بھر کے روزے رکھنا فرض ہے اور روزہ ایک رکن ہے دین کا نماز کے بعد جو یہ فرمایا جیسے اگلے لوگوں کو حکم ہوا تھا اس سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں ان پر بھی روزہ فرض کیا گیا تھا، [5] یعنی انتیس یا تیس دن اگلی امت پر چالیس یا پچاس دن روزہ فرض تھا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر تخفیف کردی، [6] اگر روزہ کی نیت کرلی اس کے بعد بیمار ہو گیا تو روزہ کھول ڈالنا درست ہے لیکن اگر روزے میں سفر کیا تو اس دن کا روزہ پورا کرنا ضرور ہے، [7] مثلاً بوڑھا ضعیف یا ایسا بیمار جس سے اچھا ہونے کی امید نہ ہو، [8] نصف صاع گیہوں کا اور ایک صاع دوسرے اناج یا کھجور سے۔ [9] یعنی کھانا بھی کھلاوے اور روزہ بھی رکھے یا ایک کی جگہ دو کو کھلاوے، [10] یعنی اگر تم جانو کہ روزے میں کیسا ثواب ہے اور کیسے فائدے ہیں تو روزہ ضرور اختیار کرو اور اپنے اوپر دنیا کی ذری سی تکلیف گوارا کرلو۔

لِلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۖ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۵﴾

(البقرۃ پ ۲ ع ۳۲)

ناحق سے پہچاننے کی۔ پھر جو کوئی تم میں سے یہ مہینہ پائے (یعنی صحیح اور مقیم ہو، مسافر نہ ہو) وہ اس میں روزے رکھے، اور جو کوئی بیمار یا مسافر ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے سختی کرنا نہیں چاہتا[۲] اور یہ چاہتا ہے کہ تم رمضان کی گنتی پوری کرو[۳] اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بڑائی کرو اس احسان پر کہ تم کو سیدھا راستہ چلایا اور تاکہ تم اس کا شکر کرو[۴]

۲۔ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ۗ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ

روزے کی رات میں[۵] تم کو اپنی عورتوں سے صحبت درست کر دی گئی ہے[۶] وہ تمہارا جوڑا ہیں اور تم ان کا جوڑا ہو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو گیا تم آپ اپنی چوری کرتے تھے[۷] تو اس نے تم کو معاف کر دیا اور تمہاری خطا سے درگذرا۔ اب اُن سے صحبت کرو اور جو اللہ نے تمہارے لیے (تمہاری قسمت میں لکھا ہے لڑکا یا لڑکی اس کی خواہش رکھو[۸]، اور کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری رات کی کالی دھاری سے تم کو صاف دکھائی دینے لگے پھر روزے کو رات تک پورا کرو اور جب تم مسجد میں اعتکاف بیٹھو تو (رات)

[۱] یہ جو فرمایا کہ اس میں قرآن اترا یعنی قرآن کا اترنا ماہ رمضان میں شروع ہوا شب قدر میں ابن عباسؓ نے کہا سارا قرآن مبارک رات میں رمضان کی اتارا گیا اور بیت العزۃ میں جو پہلے آسمان پر ہے رکھ دیا گیا پھر تھوڑا تھوڑا اس میں سے حضرت جبرائیلؑ لاتے رہے [۲] جب تو مریض اور مسافر کو افطار کی اجازت دی، [۳] چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند دیکھ کر چھوڑ دو اگر ابر ہو تو تیس دن پورے کر لو، [۴] گنتی پوری کرنے کا مطلب ضحاک نے یہ کہا ہے کہ جس قدر روزے جاتے رہیں ان کو گن کر اور دنوں میں رکھ لو وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ کا ترجمہ بعضوں نے یہ کیا ہے کہ اللہ اکبر کہو شب عید میں اور بعضوں نے کہا شوال کا چاند دیکھ کر، [۵] یعنی جس کی صبح کو آدمی روزہ رکھے، [۶] اوائل اسلام میں روزے کی رات میں صحبت کرنا منع تھا اس وجہ سے لوگوں کو بہت تکلیف اُٹھانا پڑی کہ سارا مہینہ اپنی بی بی سے الگ رہیں بعضوں نے چوری سے صحبت کر لی اور دل میں نادم ہوئے اور ڈرنے لگے اب اللہ تعالیٰ کا عذاب ہم پر نہ اترے لیکن سبحان اللہ اس کی کریمی اور رحیمی اس نے اپنے بندوں پر اس امر کو مباح کر دیا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ پہلے یہ قاعدہ تھا کہ اگر افطار کا وقت آ جائے اور روزہ دار افطار کرنے سے پہلے سو جائے تو پھر نہ رات کو کھا سکتا ہے نہ دوسرے دن کچھ یہاں تک کہ دوسرے افطار کا وقت آ جائے۔ قیس بن صرمہ دن بھر محنت کر کے آئے روزہ دار تھے بی بی سے کھانے کو مانگا وہ کھانا لینے گئی ان کی آنکھ لگ گئی دوسرے دن اسکو غش آ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تب یہ آیت اتری، [۷] یعنی اپنا نقصان خود کرتے تھے کیونکہ گناہ سے خود بندے کا ضرر ہے، [۸] معاف کر دینے سے یہ مطلب ہے کہ کفارہ تم پر نہیں ڈالا اور خطا سے درگذر کرنا یہ کہ آخرت میں گناہ بھی تم پر نہیں رہا۔ صحبت سے مقصود آدمی کو یہ رکھنا چاہیئے کہ نیک اولاد پیدا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ترقی ہو،

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٨٧﴾ (البقرۃ پ ۲ ع ۲۳)

کو بھی (عورتوں سے صحبت نہ کرو) یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں ان کے پاس بھی نہ جانا[1] اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنے حکم صاف صاف لوگوں کو بتلاتا ہے تاکہ وہ حکم کا خلاف کرنے سے) بچے رہیں[2]

۳- وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿٢﴾ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ﴿٤﴾ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿٥﴾ (القدر پ ۳۰ ع ۱)

اور اے پیغمبر! تجھ کو کیا معلوم شب قدر کیا چیز ہے (اس کی کیا فضیلت ہے) شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے[3] اس شب میں فرشتے اور جبریل اپنے مالک کے حکم سے ہر کام پر اترتے ہیں[4] یہ شب امان ہے صبح نکلنے تک[5]

اَلْعُمْرَةُ وَالْحَجُّ وَالطَّوَافُ وَالسَّعْيُ وَالْهَدْيُ وَالْإِحْرَامُ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا (۳۶)

باب ۳۶ عمرہ اور حج اور طواف اور سعی اور ہدی اور احرام اور اُن کے متعلقات کا بیان

۱- إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾ (البقرۃ پ ۲ ع ۱۹)

بیشک صفا اور مروہ (دو پہاڑ مکہ میں) اللہ تعالیٰ کے نشان ہیں جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اور ان دونوں کے بیچ میں پھیرے کرے تو کچھ برا نہیں اور جو کوئی نیک کام کرے تو اللہ تعالیٰ قدردان (اس کی نیت) جانتا ہے[6]

---

[1] ایسا نہ ہو کہ حد سے پار ہو جاؤ تو احتیاطاً ان کے پاس بھی نہ بھٹک۔ [2] یہ کا اشارہ ان تمام کاموں کی طرف ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا۔ [3] ہزار مہینوں کے تراسی برس چار مہینے ہوئے۔ مطلب یہ ہے کہ شب قدر میں عبادت کرنا ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ ثواب رکھتا ہے اب اختلاف ہے اس میں کہ شب قدر کونسی شب ہے اور اس میں چالیس قول ہیں سب میں صحیح یہ ہے کہ وہ رمضان کے آخری دہے میں کوئی طاق رات ہوتی ہے، [4] اور اس کا انتظام کرتے ہیں روح سے حضرت جبریلؑ مراد ہیں کعب احبارؒ نے کہا اس شب میں اتنے فرشتے اترتے ہیں کہ زمین کا کوئی ٹکڑا باقی نہیں رہتا جہاں کوئی فرشتہ نہ ہو اور مومنوں کے لیے دعا کرتے ہیں اور جبریلؑ مومنوں پر مصافحہ کرتے ہیں ان کے مصافحہ کی نشانی یہ ہے کہ رونگٹے کھڑے ہو جائیں آنکھوں سے آنسو نکلیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ کنکریوں کے شمار سے زیادہ فرشتے اس شب میں اترتے ہیں، [5] اس میں سلامتی ہے ہر بلا سے اور شیطان کے شر سے بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اس میں اسلام کا چرچا رہتا ہے صبح نکلنے تک یعنی فرشتے مومنوں کو سلام کہتے رہتے ہیں۔ جامع البیان میں ہے اس شب میں یہ دعا پڑھنا مستحب ہے اللھم انک عفو تحبُّ العفو فاعف عنّا، [6] شاہ عبدالقادر صاحب رح نے فرمایا عرب کے لوگ حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے ہمیشہ حج کرتے رہے لیکن کفر کے وقت میں اکثر غلطیاں پڑ گئی تھیں ان دو پہاڑوں پر دو بت دھرے تھے حج میں وہاں ہی طواف کرتے تھے جب لوگ مسلمان ہوتے جانا کہ یہ کفر کی غلطی تھی اب وہاں نہ جانا چاہیئے اس پر یہ آیت اتری۔

۲- يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾

(البقرۃ پ۲ ع ۲۴)

تجھ سے چاندوں کو پوچھتے ہیں[۱] تو کہہ چاند سے[۲] لوگوں کو وقت معلوم ہوتے ہیں اور حج کا وقت معلوم ہوتا ہے[۳] اور یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم گھروں میں چھت پر سے آؤ[۴] بلکہ نیکی اسی شخص کی ہے جو (حرام کاموں سے) بچا رہے اور گھروں میں دروازوں سے آیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تا کہ تم مراد کو پہنچو۔

۳- وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۫ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ

اور حج اور عمرے کو اللہ تعالیٰ کے لیے پورا کرو[۵] پھر اگر تم روکے جاؤ[۶] تو جو میسر ہو قربانی بھیجو[۷] اور جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے اپنے سر نہ منڈاؤ[۸] اگر تم میں کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہو تو (بال اتارنے کا) فدیہ روزہ یا خیرات یا قربانی دینا چاہیئے[۹] پھر جب تم خاطر جمع ہو[۱۰] اور کوئی عمرے کو حج سے ملا کر تمتع کرنا چاہے تو جیسے میسر آئے قربانی کرے[۱۱] اگر قربانی کا مقدور نہ ہو تو تین روزے حج (کے دنوں) میں رکھ لو اور سات جب لوٹ کر آؤ۔ یہ پورے دس ہوتے، یہ

[۱] حالانکہ چاند ایک ہی ہے مگر چونکہ وہ ہر تاریخ میں کم اور زیادہ ہوتا رہتا ہے تو گویا کئی چاند ہوئے، [۲] یعنی اس کے گھٹنے بڑھنے سے، [۳] اگر چاند یکساں رہتا تو لوگوں کو نہ مہینہ معلوم ہوتا نہ تاریخ اور حج کا بھی وقت معلوم نہ ہوتا اگرچہ سورج کی گردش سے بھی شمسی مہینے نکلے جاتے ہیں مگر ان مہینوں کو عام لوگ جو پڑھے لکھے نہیں ہیں جیسے عرب کے لوگ تھے پہچان نہیں سکتے اور چاند کو ہر ایک شخص دیکھ کر مہینہ کا حساب کر سکتا ہے، [۴] اوپر حج کا ذکر آیا تھا اور جاہلیت میں یہ بھی ایک رسم تھی کہ جب گھر سے نکل کر احرام باندھ لیا پھر کوئی ضرورت ہوئی تو دروازے سے نہ آتے چھت پر چڑھ کر آتے، [۵] پورا کرنے سے یہ مراد ہے کہ جتنے ارکان ہیں ان سب کو احتیاط کے ساتھ ادا کرو، [۶] بیماری یا دشمن کی وجہ سے، [۷] مطلب یہ ہے کہ حج یا عمرے کے لیے کوئی نکلے پھر بیماری یا دشمن کی وجہ سے مکہ جانا نہ ہو سکے تو قربانی کرے اور احرام کھول ڈالے اور آئندہ سال یا جب ممکن ہو اس کی قضا کرے قربانی میں ایک بکری بھی کافی ہے، [۸] یعنی جس مقام پر رو کے گئے وہاں تک قربانی جب تک نہ پہنچے اس وقت تک احرام مت کھولو، [۹] مطلب یہ ہے کہ احرام کی حالت میں سر منڈانا یا بال کترانا درست نہیں ہے لیکن اگر کوئی بیمار ہو جاتے یا سر میں کوئی تکلیف آن پڑے جیسے زخم لگے یا جوئیں پڑ جائیں یا درد ہونے لگے اور سر منڈانے کی ضرورت ہو تو منڈا ڈالے اور فدیہ ادا کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کعب بن عجرہ کو جب ان کے سر میں جوئیں ہو گئیں تھیں سر منڈانے کی اجازت دی اور حکم کیا کہ چھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں یا ایک بکری کی قربانی کریں یا تین دن روزہ رکھیں اکثر علماء کا یہی قول ہے، [۱۰] یعنی بیماری نہ رہے دشمن کا خوف جاتا رہے، [۱۱] حج تین قسم پر ہے ایک حج مفرد یعنی میقات سے صرف حج کی نیت سے احرام باندھے۔ دوسرے قران یعنی حج اور عمرہ دونوں کی ایک ساتھ نیت کرے۔ تیسرے تمتع یعنی میقات سے صرف عمرے کی نیت کرے اور مکہ میں جب پہنچے تو عمرہ کرے احرام کھول ڈالے پھر مکہ ہی سے حج کا احرام باندھے یہ بہت آسان ہے اور اب اکثر حاجی جو دوسرے ملکوں سے آتے ہیں ایسا ہی کرتے ہیں،

سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ (البقرۃ پ ۲ ع ۲۴)

حکم اس شخص کے لیے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جانے رہو کہ اللہ تعالےٰ کا عذاب بہت سخت ہے[۱]۔

۴- اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ط وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ط فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ج وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ

حج کے تو کئی مہینے ہیں جو مشہور ہیں[۲] پھر جو کوئی ان دنوں میں حج کا احرام باندھ لے تو حج میں لوگوں میں شہوت کی باتیں اور گناہ اور جھگڑا نہ کرے اور جو نیک کام تم کرو گے، اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جائے گا اور راہ خرچ اپنے ساتھ رکھو اس لیے کہ اچھا توشہ یہی ہے کہ بھیک مانگنے سے بچئے اور عقلمندو! مجھ سے ڈرتے رہو[۵] اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ حج کے دنوں میں) اپنے پروردگار کا فضل وکرم چاہو[۶] پھر جب عرفات سے (نویں تاریخ شام کو) لوٹو تو مزدلفہ میں آ کر اللہ تعالیٰ کی یاد کرو[۷] اور جیسے اللہ تعالےٰ نے تم کو بتلایا، اسی طرح یاد کرو اور اس سے پہلے تو تم گمراہ تھے[۸] ایک بات اور ہے کہ اسی مقام سے لوٹو جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگو بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے[۹] پھر جب حج کے کام پورے کر چکو تو جسطرح جاہلیت کے زمانہ میں اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے تھے اتنا ہی بلکہ اس سے

---

[۱] یعنی تمتع جائز ہونا یا تمتع میں قربانی یا روزے واجب ہونا، [۲] یعنی شوال اور ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے، [۳] یعنی حج کے ختم ہونے تک، [۴] یمن کے لوگ راہ خرچ نہ لیتے اور کہتے کہ ہم متوکل ہیں اور حج کو جاتے پھر لوگوں سے سوال کرتے تب اللہ تعالےٰ نے یہ آیت اتاری، [۵] یعنی میرے عذاب اور غصے سے، [۶] فضل وکرم سے مراد مال و دولت ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا وابتغوا من فضل اللہ یعنی اگر حج کے ساتھ کوئی تجارت اور سوداگری بھی کرو تو کچھ گناہ نہیں ہے بقول شخصے ہم خرما و ہم ثواب ہوا یہ تھا کہ بعض مسلمانوں نے احرام باندھے بعد تجارت اور سوداگری کو برا سمجھا تھا تب یہ آیت اتری، [۷] اس آیت سے یہ نکلا کہ عرفات میں ٹھہرنا حج کا ایک رکن ہے جس کے بغیر حج درست نہیں ہو سکتا، [۸] یعنی نہ عبادت کے طریق سے آگاہ تھے نہ ذکر الٰہی کے طرز سے واقف تھے۔ [۹] تمام عرب لوگ تو حج میں عرفات تک جاتے اور وہیں سے منیٰ کو لوٹتے لیکن قریش یہ کہتے کہ ہم اہل اللہ ہیں حرم سے باہر نہیں جاتے کے اور عرفات تک نہیں جاتے وہ حرم کی حد سے باہر ہے بلکہ مزدلفہ ہی میں رہ جاتے جو حرم کی حد میں ہے تو سب لوگ تو عرفات سے لوٹتے وہ مزدلفہ سے لوٹتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا سب لوگوں کے ساتھ ہو اور عرفات تک جاؤ اور وہیں سے لوٹو، [۱۰] جاہلیت کے زمانہ میں عرب لوگ جب حج سے فارغ ہوتے تو جمرہ کے پاس کھڑے ہو کر اپنے بزرگوں کی تعریفیں اور بہادریاں بیان کرتے اور ان میں بہت سے شاعرانہ مبالغہ کرتے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ فرمایا کہ اس کے بدل اللہ تعالیٰ کی یاد کرو اتنا ہی بلکہ اس سے زیادہ کیونکہ باپ دادا کے احسان سے اللہ تعالیٰ کا احسان ہم پر کہیں زیادہ ہے۔

أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿٢٠٠﴾ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٢٠٢﴾ وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ ۚ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ لِمَنِ اتَّقَىٰ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٠٣﴾

(البقرۃ پ ۲ ع ۲۵)

زیادہ اللہ تعالیٰ کی یاد کرو۔ بعضے لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں پروردگار ہمارے ہم کو (جو دینا ہے) دنیا ہی میں دیدے، ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہ رہا[1] اور بعضے ایسے ہیں جو کہتے ہیں پروردگار ہمارے ہم کو دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی[2] اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچاؤ۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کی کمائی میں سے کچھ حصہ ملے گا، اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے[3] اور گنتی کے چند دنوں میں اللہ کی یاد کرو[4] پھر جو شخص جلدی کرکے دو ہی دن میں (منیٰ سے) چلدے تو اس پر کچھ گناہ نہیں[5] اور جو تیرہ تاریخ تک ٹھہرا رہے اس پر بھی کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ پرہیزگار ہو[6] اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یہ سمجھ لو کہ تم اس کے پاس (قیامت کے دن اکٹھا ہو گے)

۵۔ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٩٧﴾ (آل عمران پ ۴ ع ۱۰)

اور اللہ تعالیٰ کا فرض لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ہے جو وہاں تک راہ پاسکیں[7] اور جو کوئی نہ مانے یعنی باوجود قدرت کے حج نہ کرے یا حج کو فرض نہ جانے) تو اللہ تعالیٰ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔[8]

۶۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ ۚ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا

مسلمانو! جب تم (حج یا عمرے کا) احرام باندھے ہو تو شکار نہ مارو۔[9] [10] اور جو کوئی تم میں سے[11] جان بوجھ کر شکار کو مار ڈالے، تو

ف ۱ یعنی اپنی دعا میں وہ حق تعالیٰ سے صرف دنیا ہی کی بہبودی طلب کرتے ہیں اور آخرت کی طرف ان کو توجہ نہیں اس زمانہ میں اکثر لوگ ایسے ہیں جو دنیا میں ایسے غرق ہیں کہ اگر دعا بھی کرتے ہیں تو دنیا ہی کے لیے۔ حدیث میں ہے کہ تباہ ہوا بندہ زر اور بندۂ چادر اگر اس کو ملا تو خوش ورنہ ناراض، ف ۲ دنیا کی بھلائی روزی رزق اور تندرستی اور آخرت کی بھلائی اللہ کی رضامندی اور جنت، ف ۳ یعنی قیامت کا دن قریب ہے نیک اعمال میں جلدی کرو ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور عمل کرنے کا موقع ہاتھ سے جاتا رہے ف ۴ یعنی ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہو جیسے صحیح حدیث میں وارد ہے گنتی کے چند دنوں سے ایام تشریق مراد ہیں یعنی ۱۱-۱۲-۱۳ ذیحجہ کے جن دنوں حاجی لوگ منیٰ میں رہتے ہیں، ف ۵ یعنی ۱۲ تاریخ کو کنکریاں مار کر منیٰ سے چلا جائے تو کچھ حرج نہیں، ف ۶ یعنی یہ سب احکام متقی اور پرہیزگار کے لیے ہیں اصل تقویٰ یہ ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور گناہوں سے بچنا جو حج میں اور حج کے بعد بھی نہایت ضروری ہے، ف ۷ یعنی ان کو وہاں تک پہنچنے کا مقدور ہو یعنی ایسے مقدور نہ ہوں کہ سواری پر چڑھ نہ سکیں اور ان کے پاس آنے جانے کا خرچ ہو جو ان کے لیے ضروری کھانے پینے پہننے کے خرچ سے فاضل ہو، ف ۸ بعضوں نے کہا ومن کفر سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن کا انکار کرے۔ ابن زید نے کہا آیتوں کا انکار کرے، ف ۹ نہ حرم میں نہ حرم کے باہر، ف ۱۰ شکار سے مراد ہر جانور وحشی ہے حلال ہو یا حرام ابو حنیفہ رح کا یہی قول ہے اور حدیث سے پانچ جانور مستثنیٰ ہیں ان کا مارنا درست ہے کوا اور چیل اور کٹکھنا کتا اور سانپ اور بچھو ایک روایت میں چوہا بھی ہے، ف ۱۱ احرام کی حالت میں، یہ بیان کر کہ میں احرام باندھے ہوں۔

فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾ (المائدہ ۷ پ ع ۱۳)

چوپائے جانوروں میں سے ویسا ہی جانور جس کو مارا ہے بدلے میں دے[۱] تم میں دو معتبر شخص[۲] بدلہ ٹھہراویں جو نیاز کے طور پر کعبے کو بھیج دیا جائے[۳] یا کفارہ دے مسکینوں کو کھانا کھلائے[۴] یا جتنے مسکینوں کا کھانا ہے اتنے روزے رکھے تاکہ وہ اپنے کیے کی سزا چکھے[۵] جو ہو چکا، وہ تو اللہ نے معاف کر دیا[۶] اور جو کوئی (اس حکم کے بعد) پھر ایسا کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے بدلہ لے گا، اور اللہ تعالیٰ زبردست ہے بدلہ لینے والا سمندر یا[۷] کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور (دوسرے) مسافروں کے فائدے کے لیے تم کو حلال ہے اگر تم احرام باندھے ہو، تم پر حرام ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم اکٹھا ہو گے[۸]

۷۔ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ ﴿۹۷﴾ (المائدہ ۷ پ ع ۱۳)

خدا نے کعبے کو جو عزت والا گھر ہے، لوگوں کا گذارہ بنایا[۹] اور اسی طرح ادب والے مہینے کو[۱۰] اور (اسی طرح) نیاز کے جانور کو اور (اسی طرح) لٹکن والے جانور کو[۱۱]۔

۸۔ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْۤ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا

اور لوگوں کو حج کی منادی کر دے، وہ تیرے پاس پیدل اور دبلے دبلے اونٹوں پر (سوار) جو دور کے راستے سے چلے آ رہے ہوں گے آئیں گے، (یہ سفر) اس لیے (کریں گے) کہ اپنے دین اور دنیا کے فائدوں میں حاضر رہیں اور چند معین دنوں میں جو چار پائے جانور اللہ تعالیٰ نے ان کو دیئے ہیں ان پر قربانی کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیں۔

---

[۱] اگر احرام یاد نہ ہو اور بھولے سے مار ڈالے یا چوک کر مار ڈالے مثلاً مارنا کسی کو ہو اور گولی شکار کے لگ جائے تو بدلہ لازم نہ ہوگا، [۲] یعنی بدل تجویز کر دیں کہ اس شکار کے برابر فلاں جانور ہے۔ معتبر شخصوں سے یہ مراد ہے کہ دونوں صاحب تمیز اور عقل ہوں اور نیک اور صالح ہوں فاسق اور بدکار نہ ہوں، [۳] یعنی حرم کو اور وہاں کاٹ کر اس کا گوشت فقیروں کو تقسیم کر دیا جائے، [۴] یعنی جس جانور کو مارا ہے اس کی قیمت کا اناج خرید کر ہر مسکین کو ایک مد دیوے، [۵] اپنی بے ادبی کا وبال اٹھائے، [۶] اب اس کا بدلہ دینا ضرور نہیں، [۷] یعنی حشر کے دن سب اس کے سامنے جمع ہو گے اپنے اپنے اعمال کا بدلہ پاؤ گے دریا سے مراد پانی ہے میٹھا ہو یا کھاری کھڈ ہو یا تالاب یا نہر یا چشمہ یا دریا یا سمندر اب جو جانور خشکی میں جی نہیں سکتے ان کی زندگی پانی پر موقوف ہے وہ سب حلال ہیں بعض کے نزدیک اس آیت کی رو سے بعضوں نے کہا صرف مینڈک اور مگرمچھ حرام ہے، [۸] بہت لوگ کعبے کی طفیل پرورش پاتے ہیں حاجیوں اور زائروں سے اپنی روزی پیدا کرتے ہیں، [۹] ذیقعد اور ذی حجہ اور محرم اور رجب کو لوگ ان میں امن کے ساتھ سوداگری کرتے ہیں،

[۱۰] کوئی ان کو لوٹتا نہیں اور اس کے گوشت سے غریب مسکین اپنا پیٹ بھرتے ہیں، [۱۱] یہ بھی نیاز کا جانور ہے جس کے گلے نشان کے لیے جوتا یا دستر خوان یا اور کوئی چیز لٹکا دیتے ہیں پھر اس کو کوئی نہیں لوٹتا۔

مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ ﴿۳۰﴾ (الحج پ ۱۷ ع ۴)

تو (اے لوگو) اس (قربانی) میں سے تم (خود بھی) کھاؤ اور مصیبت کے مارے فقیر کو بھی کھلاؤ پھر قربانی کرنے کے بعد اپنا میل کچیل نکالیں ف۱ اور اپنی نذریں پوری کریں اور پرانے گھر (کعبہ) کا طواف کریں ف۲ یہ تو ہوا اور جو کوئی ان چیزوں کا ادب کرے جن کو اللہ نے عزت دی ہے ف۳ تو یہ اس کے حق میں اس کے مالک کے پاس (یعنی آخرت میں) بہتر ہوگا۔

۹۔ ذٰلِكَ ۤ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ﴿۳۴﴾ (الحج پ ۱۷ ع ۴ و ۵)

یہ تو ہوا اور جو کوئی اللہ تعالےٰ کے نام کی چیزوں کی بڑائی کرے ف۴ تو یہ بڑائی کرنا، دلوں کی پرہیزگاری ہے ف۵۔ ان جانوروں سے تم کو ایک معین میعاد تک فائدے ہیں پھر ان کا ٹھکانا ف۶ پرانے گھر (کعبہ) کی طرف ہے ف۷ اور ہر قوم کے لیے ہم نے ایک قربانی کا طریقہ ٹھہرا دیا ہے ف۸ اس لیے کہ جو پالتو جانوروں پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیئے ہیں (قربانی کے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام لیں (اسی کے نام پر کاٹیں)

۱۰۔ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾

اور قربانی کے اونٹوں کو بھی ہم نے اللہ تعالےٰ کے نام کی ادب والی چیزوں میں سے بنایا ہے ان میں تمہارا فائدہ ہے (دین اور دنیا کا) ان پر جب وہ پاؤں بندھے کھڑے ہوں (نحر کے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام لو پھر جب وہ کروٹوں پر گر جائیں (ٹھنڈے ہو جائیں) تو خود بھی ان میں سے کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے فقیر اور مانگنے والے (دونوں) کو کھلاؤ ف۱۰ ہم نے اسی طرح ان جانوروں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے ف۱۱ اسلیے کہ تم شکر کرو ف۱۲

ف۱ ناخون اور بال کترائیں کپڑے بدلیں یا حج کے باقی احکام ادا کریں، ف۲ یعنی طواف الافاضہ اس کو طواف الزیارت بھی کہتے ہیں یہ طواف فرض ہے اور حج کا رکن ہے اور اس کا وقت دسویں تاریخ قربانی اور سر منڈانے اور کنکریاں مارنے کے بعد شروع ہوتا ہے، ف۳ مثلاً خانہ کعبہ کا حرم شریف کا مکہ کا یا جن چیزوں کو اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے ان کو بڑا سمجھے ان سے باز رہے مثلاً احرام میں شکار کرنے سے صحبت کرنے سے کسی کے ساتھ لڑنے سے جھگڑنے سے، ف۴ مثلاً قربانی کے جانوروں کی اور حج کے مقاموں کی جیسے بیت اللہ صفا مروہ عرفات وغیرہ، ف۵ یعنی جس کے دل میں خدا کا ڈر ہے وہی اللہ تعالیٰ کی عزت دی ہوئی چیزوں کی بھی حرمت کرے گا شعائر اللہ سے قربانی کے جانور مراد ہیں بڑائی یہ ہے کہ عمدہ عمدہ موٹے تازے جانور قربانی کے لیے بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سو اونٹ ایک بار بھیجے ان میں ایک ابوجہل کا اونٹ تھا جس کی ناک میں چھلہ پڑا ہوا تھا، ف۶ یعنی قربانی کا مقام، ف۷ فائدے یہ ہیں کہ قربانی کے جانور پر سوار ہونا اس کا دودھ پینا اس کے بال کام میں لانا درست ہے، کعبہ کے گرد اگرد حرم میں ہر ایک مقام پر قربانی کرنا درست ہے، ف۸ یا عید کا دن یا عبادت کا دن۔ ف۹ یا ان کی صف (قطار) باندھ کر (نحر کرتے وقت) ان پر اللہ تعالیٰ کا نام لو اونٹ کو پاؤں باندھ کر کھڑے کر کے نحر کرنا یعنی اس کے سینہ میں بسم اللہ کہہ کر برچھا یا چھرا مارنا سنت ہے اور اگر بٹھا کر یا گائے بکری کی طرح لٹا کر ذبح کرے تو بھی درست ہے۔ صحیحین میں ابن عباسؓ سے انہوں نے ایک شخص کو دیکھا اس نے اپنا اونٹ بٹھایا پھر اس کو نحر کرنے لگا۔ ابن عباسؓ نے کہا کھڑا کر کے نحر کر یہی سنت ہے حضرت محمدؐ کی، ف۱۰ ہر طرح کے محتاجوں کو دو، ف۱۱ تم ان کو پاؤں باندھتے ہو ان کو کاٹتے ہو، ف۱۲ ورنہ اونٹ کا سا بڑا جانور آدمی کے قابو میں آنا ممکن نہ تھا۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ (الحج پ ۱۷ ع ۵)

اللہ تعالیٰ کو نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ خون[1] لیکن اللہ کو تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے[2] اللہ نے اسی طرح ان جانوروں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے اس لیے کہ اللہ نے جو تم کو راہ پر لگایا تم بھی (اس کے بدلے) اللہ تعالیٰ کی بڑائی کرو[3] اور (اے پیغمبر) لوگوں کو (بہشت کی) خوشخبری دے۔

۱۱- لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ (الحج پ ۱۷ ع ۹)

(اے پیغمبر) ہم نے ہر زمانے والوں کیلئے ایک شریعت ٹھہرائی ہے[4] جس پر چلتے ہیں تو ان لوگوں کو (دین کے مقدمے میں تجھ سے جھگڑا کرنا نہیں چاہیے[5] اور تو اپنے مالک کے (دین کی) طرف لوگوں کو بلا تارہ بیشک تو سیدھے رستے پر ہے[6] اور اگر (اس پر بھی) یہ لوگ تجھ سے جھگڑیں کہہ دے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کر رہے ہو[7]

۱۲- لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ (الفتح پ ۲۶ ع ۴)

بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی سچی خواب کو ٹھیک کیا اللہ نے چاہا تو (آئندہ سال میں) ادب والی مسجد میں تم اطمینان سے جاؤ گے کوئی تو اپنا سر منڈاؤ گے کوئی بال کترا ؤ گے تم کو کوئی ڈر نہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو تم کو معلوم نہیں اس نے کچھ مصلحت سے تم کو، پہلے سر دست یہ فتح (یعنی صلح حدیبیہ) عنایت فرمائی۔

الدُّعَاءُ (۳۷)

باب ۳ قرآن مجید میں جو دعائیں مذکور ہیں

۱- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۵﴾ صِرَاطَ

ہم کو سیدھے رستے پر چلا[1] ان کا رستہ جن پر تو نے

---

[1] گوشت خون سب زمین ہی میں رہتا ہے، [2] تم نے جو دل سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی خالص اس کے لیے قربانی کی ابن عباسؓ نے کہا مشرک قربانی کر کے اس کا خون کعبے کی طرف چھڑکتے تھے مسلمانوں نے بھی ایسا کرنا چاہا اس وقت یہ آیت اتری، [3] نحر کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہو، [4] یا عید مقرر کی جس کو وہ مناتے ہیں یا قربانی کا مقام جہاں وہ قربانی کرتے ہیں مثلاً توریت کی شریعت ان زمانہ والوں کے لیے ٹھہرائی جو حضرت موسیٰؑ کے وقت سے حضرت عیسیٰؑ تک گذرے پھر انجیل کی شریعت حضرت عیسیٰؑ کے زمانے سے لے کر حضرت محمدؐ کے وقت مقرر کی پھر قرآن کی شریعت قیامت تک مقرر کی، [5] یعنی یہود اور نصاریٰ اور مشرکین کو، [6] بلکہ تیری اطاعت ان پر لازم ہے کیونکہ یہ زمانہ تیری شریعت کا ہے، [7] کہتے ہیں یہ آیت اس وقت اتری جب مشرکوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کیا تم اپنا مارا ہوا یعنی ذبح کیا ہوا جانور کھاتے ہو اور اللہ تعالیٰ کا مارا ہوا نہیں کھاتے یہ کیا بات ہے، [8] یہ کہہ کر ساری بحث ختم کر دے، [9] ہوا یہ کہ حدیبیہ جانے سے پہلے آنحضرتؐ نے خواب دیکھا کہ آپ اپنے اصحاب سمیت اطمینان سے مکہ میں داخل ہوئے ہیں اور حج اور عمرہ کے ارکان بجا لا رہے ہیں کوئی حلق کر رہا ہے کوئی قصر کر رہا ہے۔ چونکہ پیغمبر کا خواب جھوٹ نہیں ہو سکتا مسلمان اس خواب کو سن کر بہت خوش ہوئے جب کافروں نے آپؐ کو حدیبیہ پہ روک دیا مکہ میں جانے نہ دیا تو مسلمانوں کے دل میں تردد اور منافقوں کو تو طعن و تشنیع کا موقع ہاتھ آیا وہ کہنے لگے کہ پیغمبر کا خواب غلط غلط نکلا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا ویسا ہی ظاہر ہوا کہ مسلمان آئندہ سال اطمینان سے مکہ گئے اور عمرے کے ارکان بجا لائے۔ [10] جس میں کجی اور افراط اور تفریط نہ ہو (بقیہ اگلے صفحہ پہ)

الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ﴿۶﴾ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾ (الفاتحہ پ ۱ ع ۱)	کرم کیا[۱] نہ ان کا جن پر غصے ہوا، اور نہ ان کا جو بھٹک گئے[۲ ۳]
۲- اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ ﴿۶۷﴾ (البقرۃ پ ۱ ع ۸)	میں نادان بننے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔
۳- رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ (البقرۃ پ ۱ ع ۱۵)	پروردگار ہمارے یہ خدمت ہماری قبول فرمائے تو تو (دعا کو) سنتا ہے (دل کی نیت کو) جانتا ہے[۳]
۴- وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ (البقرۃ پ ۱ ع ۱۵)	اور ہمارے قصور معاف کردے بیشک تو بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے[۴]
۵- اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ (البقرۃ پ ۲ ع ۲۳)	جب کوئی دُعا کرنے والا مجھ سے دُعا کرتا ہے تو میں قبول کرتا ہوں لوگوں کو بھی چاہیئے میرا حکم مانیں (ایمان لائیں اور نیک کام کریں) اور ایمان پر قائم رہیں سیدھا رستہ پانے کی امید رکھیں۔
۶- رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ (البقرۃ پ ۲ ع ۲۵)	پروردگار ہمارے ہم کو دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا دے[۵]
۷- رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ	مالک ہمارے بھول چوک پر ہم کو مت پکڑ[۶]

(بقیہ صفحہ سابقہ) امام ابن قیمؒ نے فرمایا ہے صراطِ مستقیم وہ الٰہی راستہ ہے جو اللہ عزوجل نے مقرر کیا ہے بندوں کے لیے اور وہ راہ بندوں کو اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والا ہے سب راستے بند ہیں سوائے ایک راہ کے جس کو مالک نے مقرر کیا ہے پیغمبروں کے ذریعہ سے اور وہ صراطِ مستقیم یہ ہے کہ عبادت خاص اللہ تعالیٰ کی کی جائے اور تابعداری خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کی جائے تو نہ اللہ تعالیٰ کی عبادت یعنی ڈر اور امید اور بھروسا اور محبت میں کسی کو شریک ٹھہراوے اور نہ اس کے پیغمبروں کی اطاعت میں کسی کو ساجھا بناتے اور یہی کلمہ پاک اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مضمون ہے، [۱۱] یعنی پیغمبروں اور شہدا اور صدیقین کا، (حواشی صفحہ ہذا) [۱] یہود پر اللہ تعالیٰ کا غصہ ہوا بندر اور سور بنائے گئے ان کی حکومت و ریاست چھن گئی قتل ہوئے قید ہوتے غلام لونڈی بنائے گئے اور نصاریٰ پر گو غصہ نہیں ہوا ان کی حکومت اور عزت باقی ہے پر وہ سیدھے راستے سے بہک گئے اور ہمارے زمانہ میں تو بعض نام کے مسلمان بھی ضالین میں داخل ہو گئے ہیں توحید کو پس پشت ڈال کر شرک میں گرفتار ہو گئے ہیں نصاریٰ تو تین خدا کو ماننے لگے یہ نام کے مسلمان ہزاروں اور لاکھوں خداؤں کے قائل ہو گئے انھوں نے کارخانہ الوہیت اور قدرت اور تصرف اور علم میں اپنے پیروں اور اولیاء اللہ کو بھی شریک کر دیا۔ [۲] یہ سورت اللہ جل جلالہ نے اپنے بندوں کی زبان سے فرمائی کہ اس طرح کہا کریں اس سورت کے ختم ہونے کے بعد آمین کا کہنا احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے اور ترجیح اس روایت کو ہے کہ نماز میں پکار کر آمین کہی جائے، [۳] ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے کعبے کی تعمیر پورا کر کے اپنے مالک سے یہ دُعا مانگی، [۴] حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب ابراہیمؑ خانہ کعبہ بنا چکے تو عرض کیا پروردگار میں اپنا کام کر چکا اب حج کا طریق سکھلا تو اللہ نے حضرت جبرئیلؑ کو بھیجا انھوں نے حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ حج کیا۔ پیغمبرؑ گناہوں سے معصوم ہیں مگر ان کی شان اتنی بڑی ہے کہ ذری سی غفلت بھی ان کے حق میں گناہ سمجھی جاتی ہے اور وہ اس سے استغفار کرتے ہیں، نزدیکاں را بیش بود حیرانی۔

[۵] دنیا کی بھلائی روزی رزق اور تندرستی اور آخرت کی بھلائی اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور جنت، [۶] بھول چوک تو پہلے سے معاف تھی یہاں اس کے دعا کرنے سے غرض یہ ہے کہ بھول چوک جن وجہوں سے ہوئی ان پر اللہ تعالیٰ مواخذہ نہ کرے یا مطلب یہ ہے کہ یہ معافی ہمیشہ قائم رہے۔

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ج وَاعْفُ عَنَّا قف وَاغْفِرْ لَنَا قف وَارْحَمْنَا قف أَنتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿۲۸۶﴾

(البقرۃ پ ۳ ع ۸)

مالک ہمارے جیسے اگلے لوگوں پر تونے بھاری بوجھ ڈالا تھا ویسا ہم پر مت ڈال[۱] مالک ہمارے جس بوجھ کے اٹھانے کی ہم کو طاقت نہیں وہ ہم سے مت اٹھوا[۲] اور ہمارے گناہوں کو معاف کر دے[۳] اور ہمارے عیبوں کو ڈھانپ دے[۴] اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا خداوند ہے (حامی اور مددگار اور آقا اور صاحب) کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر[۵]

۸۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ط إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ﴿۸﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ ط إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿۹﴾ (آل عمران پ ۳ ع ۱)

مالک ہمارے راہ پر لگا دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ڈانواں ڈول مت کر اور اپنی رحمت ہم کو عنایت فرما بیشک تو بڑا دینے والا ہے مالک ہمارے جس دن کے ہونے میں شک نہیں اس دن تو لوگوں کو ضرور اکٹھا کرے گا (یعنی قیامت کے دن) کیونکہ اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا[۶]

۹۔ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾

(آل عمران پ ۳ ع ۳)

(وہ کون لوگ ہیں) جو کہتے ہیں مالک ہمارے ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا دے[۷]

۱۰۔ قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ ز وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۲۶﴾ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ز وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ

(اے پیغمبر) کہہ دے میرے خدا سارے ملک کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہ بنا دے اور جس سے چاہے بادشاہت چھین لے اور تو جس کو چاہے عزت دے اور تو جس کو چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی (مبارک) ہاتھ میں ہے بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے تو رات کو (کم کر کے) دن میں ملا دیتا ہے اور دن کو (کم کر کے) رات میں ملا دیتا ہے اور جیتا مردے سے نکالتا ہے (مثلاً نطفہ اور انڈے سے جاندار) اور مردہ جیتے سے

---

[۱] یعنی بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے سخت سخت حکم دیئے تھے مثلاً قتل ہو جانا جہاں نجاست لگ جائے اس کو کاٹ کر پھینک دینا پچاس نماز دن رات میں پڑھنا ۔ چوتھائی مال زکوٰۃ میں دینا، [۲] یعنی سخت اعمال اور تکالیف جن کا تحمل ہم نہ کر سکیں، [۳] ہم کو رسوا نہ کر دینا اور آخرت میں، [۴] کہ ہم دوبارہ گناہ میں نہ پڑیں، [۵] اس لیے کہ ہر مالک اپنے غلاموں اور خادموں کی مدد اور حمایت کرتا ہے صحیح حدیث میں ہے کہ اس دعا کو اللہ جل جلالہ نے پسند فرمایا اور ہر فقرہ کے بعد ارشاد فرمایا منظور، [۶] یعنی قیامت کا دن ضرور ایک نہ ایک دن آئے گا جیسے اس نے وعدہ فرمایا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ خلاف نہیں ہو سکتا اور اس دن تمام لوگ اکٹھے ہوں گے ابن النجار نے تاریخ میں روایت کیا کہ اگر کسی شخص کی کوئی چیز کھوئی جائے تو وہ اس آیت کو پڑھے پھر یوں کہے یا جامع الناس لیوم لاریب فیہ اجمع بینی وبین مالی انک علی کل شیء قدیر تو اللہ تعالیٰ وہ چیز اس کو دلا دے گا، [۷] یہ ان پرہیزگاروں کی صفت ہے جن کا ذکر اوپر کی آیت میں بیان کیا تھا۔

مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ (آل عمران پ۳ ع ۳)

نکالتا ہے (مثلاً نطفہ اور انڈا جاندار سے) اور تو جس کو چاہتا ہے بیحساب رزق دیتا ہے۔

۱۱۔ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ (آل عمران پ ۳ ع ۴)

مالک میرے مجھ کو بھی اپنی درگاہ سے نیک (اور پاکیزہ) اولاد عنایت کر بیشک تو دعا سنتا ہے (اور قبول کرتا ہے)۔

۱۲۔ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ (آل عمران پ۳ ع ۵)

مالک ہمارے جو کتاب تو نے اتاری یعنے انجیل شریف اس پر ہم ایمان لاتے اور تیرے رسول (یعنے حضرت عیسیٰ) کے ہم تابع ہوتے تو ہم کو ان لوگوں میں لکھ لے جو گواہ ہیں۔

۱۳۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ (آل عمران پ۴ ع ۱۵)

مالک ہمارے ہمارے گناہ (کبیرہ) اور جو ہم سے زیادتی ہوئی ہمارے کام میں (یعنے صغیرہ) بخش دے۔ اور (دشمنوں کے مقابلے میں) ہمارے پاؤں جمادے اور کافر لوگوں پر ہم کو فتح دے۔

۱۴۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا

مالک ہمارے تو نے یہ (سب کارخانہ) بیکار نہیں بنایا تیری ذات پاک ہے تو ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ مالک ہمارے جس کو تو دوزخ میں لے گیا اس کو تو نے رسوا (ذلیل خوار) کیا اور مشرکوں کا کوئی مددگار نہیں مالک ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے کی پکار سنی جو ایمان کی منادی کرتا ہے (کہتا ہے) اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لاتے مالک ہمارے اب ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمارے برائیاں

۱؎ اور جس کو چاہتا ہے اتنا تنگ کر دیتا ہے کہ روٹی کا ایک ٹکڑا بھی کھانے کو نہیں ملتا یہ اس کی قدرت ہے اس میں عقل حیران ہے، ۲؎ جیسے تو نے مریم کی بوڑھی بانجھ ماں کو اولاد دی، ۳؎ تیری وحدانیت کے اور حضرت عیسیٰؑ کی پیغمبری کے ۴؎ جس میں کوئی حکمت اور رعایت نہ ہو بلکہ ہر چیز میں تو نے ایک فایدہ اور مطلب رکھا ہے خواہ ہم اس کو سمجھیں یا نہ سمجھیں اس آیت سے رد ہوتا ہے نیچریہ کا جو کہتے ہیں عالم خود بخود چند ذرات اور اجزا کے اکٹھا ہونے سے بن گیا ہے اور پھر ایک دن آپ ہی آپ یہ اجزا پھوٹ جائیں گے اور سارا عالم تتر بتر ہو جائے گا پھر ان کے اجزا کے اکٹھا ہونے سے بن جایا کرے تو کوئی درستی اور مضبوطی اور اوقات کی پابندی اس میں نہیں ہو سکتی نہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہر ملک اور ہر قطعہ زمین میں اس کی ضرورت کے موافق چیزیں پیدا ہوں جیسے ایک جہاز سمندر میں چھوڑ دیا جائے جدھر چاہے ہوا اس کو لے جائے تو یہ ممکن نہیں کہ وہ ہمیشہ ایک سیدھے خط پر چلے اور معین وقتوں پر ہر ایک بندر پر پہنچے، ۵؎ لغو اور بیکار کام کرنے سے، ۶؎ یعنے جب تو نے اس عالم کو بیکار نہیں بنایا بلکہ دوسرے عالم یعنے آخرت میں اس عالم کا نتیجہ نکلے گا اچھوں کو ثواب اور بروں کو عذاب ہوگا تو ہم کو عذاب سے محفوظ رکھ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دعا کا ڈھنگ بھی بندوں کو سکھلایا کہ پہلے خداوند کریم کی حمد و ثنا کرنا چاہیے پھر اس سے اپنا مطلب عرض کرنا چاہیے، ۷؎ ہمیشہ وہاں رہنے کے ۸؎ یعنی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا قرآن کی،

سَيِّـَٔاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ (اٰل عمران پ ۴ ع ۲۰)

آثار دے اور نیک لوگوں کے ساتھ ہم کو موت دے[1]۔ مالک ہمارے جو تو نے اپنے پیغمبروں کی زبان پر ہم سے وعدہ کیا وہ[2] ہم کو عطا فرما اور قیامت کے دن ہم کو (سب لوگوں کے سامنے) رسوا مت کر بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا[3]

۱۵۔ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ ﴿۱۹۵﴾ (اٰل عمران پ ۴ ع ۲۰)

پھر خداوند کریم نے ان کی دعا اس طرح سے قبول (فرمایا) کہ میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کا (نیک) کام اکارت (ضائع) نہیں کرنے کا مرد ہو یا عورت سب برابر ہیں[4]

۱۶۔ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ (النساء پ ۵ ع ۱۱)

مالک ہمارے ہم کو اس بستی سے نکال جہاں کے لوگ ظالم ہیں[5] اور ہماری حمایت پر کسی کو اپنی طرف سے کھڑا کر اور ہماری مدد کیلیے کسی کو اپنی طرف سے مقرر کر دے[6]

۱۷۔ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ (المائدۃ پ ۶ ع ۴)

پروردگار میرا زور اپنی جان پر چلتا ہے یا اپنے بھائی ہارون پر[7] تو ہمارا ساتھ اس نافرمان قوم سے چھڑا دے[8]

۱۸۔ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ

مالک ہمارے ہم ایمان لاتے تو ہم کو گواہوں میں لکھ لے[9] اور ہم کو کیا ہوا[10] جو ہم اللہ پر اور جو حق بات ہم تک پہنچی ہے اس پر (یعنی قرآن پر) ایمان نہ لائیں اور اس بات کی خواہش نہ کریں ہمارا مالک ہم کو نیک بخت

[1] یعنی موت کے بعد ہمارا شمار نیکیوں میں کیوں کر۔ بعضوں نے کہا نیکوں سے مراد پیغمبر ہیں بعضی مرنے کے بعد ہم کو ان کے غلاموں میں رکھ اور انہی کے غلاموں میں حشر کر، [2] یعنی آخرت کی بھلائی اور ثواب اور بہشت اور وہاں کی نعمتیں گو اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور جو اس نے پیغمبروں کی زبان پر فرمایا وہ ضرور پورا ہوگا مگر دعا اس واسطے کرتے ہیں کہ شاید ہمارا خاتمہ بخیر نہ ہو اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اس پر کوئی چیز لازم نہیں اگر وہ چاہے تو تمام مومنوں کو دوزخ میں ڈال دے اور کافروں کو بہشت میں لے جائے کوئی اس کے حکم کے سامنے چوں نہیں کر سکتا اور بڑے بڑے فرشتے اور پیغمبر اس کے سامنے تھرتھرا رہے ہیں سبحان اللہ کیا شہنشاہ عالی جاہ بے پرواہ ہے بادشاہت اور حکومت اسی کو سزاوار ہے، [3] تیرا وعدہ تو ہر طرح سچا ہے مگر ہم کو ڈر ہے ہمارے اعمال بہت برے ہیں اگر تو اپنی کریمی اور رحیمی اور ستاری سے ان پر قلم عفو پھیر دے تو عین سرفرازی اور بندہ نوازی ہے [4] یعنی ثواب ہر ایک کو ملے گا یہ نہیں کہ مردوں ہی کو ملے عورتوں کو نہ ملے۔ [5] یعنی کافر اور مشرک جو ہمارے اوپر ظلم کر رہے ہیں [6] کئی مسلمان مکہ میں کافروں کی قید میں تھے۔ کافر ان کو سخت سخت تکلیفیں دیتے بیچارے مصیبتیں جھیلتے اور تنگ آ کر روز دعائیں کرتے یا اللہ کب ان ظالموں کا ستیاناس ہوگا۔ اور کب ہم کو ان کے پنجہ ظلم سے نجات ملے گی، [7] میں ان لوگوں کو کیا کروں یہ میری سنتے ہی نہیں [8] یعنی ہم کو ان سے علیحدہ کر دے ان کی صحبت سے بعد کر دے ایسا نہ ہو کہ تیرا عذاب آترے اور ہم بھی ان کے ساتھ لپیٹے جائیں [9] یعنی حضرت محمدؐ کی امت میں جو اگلی امتوں پر گواہی دے گی یا حضرت محمدؐ کے ماننے والوں ہیں، [10] یعنی کیا وجہ ہے۔

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ (المائدۃ پ ۶ ع ۱۱)	لوگوں کے ساتھ داخل کرے۔
۱۹۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ (المائدۃ پ ۷ ع ۵)	یا اللہ مالک ہمارے آسمان سے کھانے کا ایک خوان ہم پر اتار جو ہمارے اگلوں اور پچھلوں کی عید ہو اور تیری (قدرت) کی ایک نشانی ہو اور ہم کو روزی دے تو بہتر روزی دینے والا ہے۔
۲۰۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ (الاعراف پ ۸ ع ۵)	مالک ہمارے ہم کو ان ظالم لوگوں کے ساتھ مت کر۔
۲۱۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾ (الاعراف پ ۸ ع ۷)	اپنے مالک کو گڑ گڑا کر اور چپکے چپکے پکارو کیونکہ وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔
۲۲۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿۸۹﴾ (الاعراف پ ۹ ع ۱۱)	مالک ہمارے ہمارا اور ہماری قوم کا انصاف سے فیصلہ کر دے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں میں بہتر ہے
۲۳۔ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ (الاعراف پ ۹ ع ۱۴)	مالک ہمارے ہم کو صبر عنایت فرما اور مسلمانی پر (دنیا سے) اٹھا۔
۲۴۔ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ	مالک میرے مجھ کو اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہم کو اپنی رحمت میں

۱؎ یعنی مسلمانوں کے ساتھ یا اگلے پیغمبروں اور مومنین کے ساتھ جنت میں۔ ۲؎ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے ہم کو کیا ہوا جو ہم اللہ پر اور جو حق بات ہم تک آئی اس پر ایمان نہ لائیں اور پھر یہ توقع رکھیں کہ ہمارا مالک نیکوں کے ساتھ ہم کو بہشت میں لے جائے یعنی یہ تو دیوانہ پن ہے کہ اللہ اور اس کے کلام پر ایمان نہ لائیں اور بہشت میں جانے کی توقع رکھیں۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے ہم کو کیا ہوا ہے جو ہم اللہ اور جو حق بات ہم تک آئی اس پر ایمان نہ لائیں حالانکہ ہم یہ آرزو رکھتے ہیں کہ ہمارا مالک ہم کو نیک بختوں کے ساتھ بہشت میں لے جائے یعنی جب ہم کو نیکوں کے ساتھ بہشت میں جانے کی آرزو ہے تو ہم ضرور اللہ اور اس کے کلام پر ایمان لائیں گے۔ ۳؎ یعنی ہمارے زمانہ کے لوگ اور آئندہ زمانہ کے سب خوش ہوں یا اوّل سے لے کر اخیر تک سب کھا لیں اتنا بڑا خوان ہو سب کو خوشی ہو یا اس کے اترنے کا دن عید کا دن ہو کہتے ہیں اتوار کو یہ خوان اترا اتوار نصاریٰ کی عید ہے۔ ۴؎ سو تیرے کوئی روزی دینے والا نہیں حضرت عیسیٰؑ نے اس عاجزی اور خوبی کے ساتھ دعا مانگی کہ فوراً قبول ہو گئی۔ ۵؎ پکارنے سے مراد دعا ہے یا عبادت۔ ۶؎ اگر وہ عذاب کے لائق ہوں تو ان پر عذاب اتار یہ نہیں کہ خواہ مخواہ ان پر عذاب اترے۔ ۷؎ یا صبر کے دہانے ہم پر کھول دے یا صبر ہم پر ڈال دے بہا دے۔ ۸؎ بات یہ ہے کہ ہر فن والے کو جیسا اس کا فن والا پہچان لیتا ہے دوسرا نہیں پہچان سکتا ہے یہ لوگ جادو کے فن میں بہت کامل تھے انہوں نے جب حضرت موسیٰؑ کے کام کو دیکھا تو اسی وقت سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی ان کو نیک توفیق دینا منظور تھا۔ ان کے دل میں ایمان سما گیا اور سمایا بھی ایسا کہ جان تک کی پرواہ نہیں کی قتل ہو گئے۔ مگر ایمان پر قائم رہے سبحان اللہ یہ مالک کا دین ہے جس کو چاہے سرفراز فرما دے ابن عباسؓ نے کہا صبح کو یہ جادوگر تھے شام کو شہیدوں میں داخل ہوتے بعض کہتے ہیں کہ فرعون ان کو قتل نہ کر سکا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا دیا۔ ۹؎ حضرت موسیٰؑ نے اس زیادتی کی بخشش چاہی جو انہوں نے غصے کی حالت میں ہارونؑ پر کی یا تختیوں کو ڈال دینے کی اور ہارونؑ کو اس دعا میں شریک کر لیا تاکہ وہ راضی ہو جائیں اور دشمنوں میں ان کی عزت رہے دوسرے اس وجہ سے کہ شاید ہارونؑ سے بھی لوگوں کو ڈرانے اور سمجھانے میں کوئی قصور ہوا ہو۔

وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١٥١﴾ (الاعراف پ ۹ ع ۶)	شریک کر لے اور تو سب رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے
۲۵۔ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿١٥٥﴾ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ﴿١٥٦﴾ (الاعراف پ ۹ ع ۱۱)	والا ہے تو ہی سنبھالنے والا ہے تو ہمارے قصور معاف کر اور ہم پر رحم کر اور سب بخشنے والوں سے تو بہتر بخشنے والا ہے اور اس دنیا میں ہمارے لیے بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی ہم تو تیری طرف رجوع ہوتے۔
۲۶۔ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾ (یونس پ ۱۱ ع ۹)	ہم نے اللہ تعالے پر بھروسا کیا۔ مالک ہمارے ہم کو ان ظالم لوگوں کے ظلم کا نشانہ مت بنا۔ اور اپنی رحمت سے ہم کو کافر لوگوں (کے پنجے) سے نجات دے۔
۲۷۔ رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٤٧﴾ (ھود پ ۱۲ ع ۴)	مالک میرے میں ایسی بات پوچھنے سے جس کی حقیقت میں نہیں جانتا تیری پناہ مانگتا ہوں اور اگر تو مجھ کو نہ بخشے اور مجھ پر رحم نہ کرے تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔
۲۸۔ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠١﴾ (یوسف پ ۱۳ ع ۱۱)	اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی میرا والی ہے دنیا اور آخرت میں مجھ کو اپنا تابعدار رکھ کر دنیا سے اٹھا لے اور نیک بندوں سے مجھ کو ملا دے۔
۲۹۔ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَي اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ﴿٣٨﴾ (ابراھیم پ ۱۳ ع ۶)	مالک ہمارے تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور ہم کھولتے ہیں اور اللہ (سبحانہ وتعالے) پر کوئی چیز چھپی نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں۔
۳۰۔ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ﴿٣٩﴾ (ابراھیم پ ۱۳ ع ۶)	بیشک میرا مالک (اپنے بندوں کی) دعا سنتا ہے (قبول کرتا ہے)
۳۱۔ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ	مالک میرے مجھ کو نماز کا پابند کر دے اور میری اولاد

لے کام بنانے والا اور وارث، ٹے مثلاً تندرستی مالداری، ٹے مثلاً جنت اور وہاں کی نعمتیں، ٹے اور لگے دعا کرنے ۵ یعنی ان ظالموں کو ہم پر مسلط مت رکھ کہ وہ ہم پر اپنا ظلم چلاتے رہیں۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے ہم کو عذاب مت کر ورنہ یہ ظالم لوگ اور گمراہوں گے کہیں گے اگر یہ لوگ سچے دین پر ہوتے تو ان پر عذاب کیوں اترتا، ٦ میرا یہ قصور معاف نہ کرے، ٧ حضرت نوحؑ کا یہ کام کوئی گناہ نہ تھا وہ سمجھے کہ بیٹا گو کافر ہو جب بھی گھر والوں میں داخل ہے اور یہ سمجھ کر انہوں نے دعا کی گویا اجتہاد میں ان سے غلطی ہوئی مگر پیغمبروں کی شان بڑی ہے ان کے لیے ایسی غلطی بھی ایک گناہ سمجھی گئی اور حضرت نوحؑ نے اس کی معافی چاہی ٨ سب کاموں کو بنانے والا کارساز، ٩ یعنی ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ سے یا تمام نیک بہشتی لوگ مراد ہیں، ١٠ یہ دعا حضرت ابراہیمؑ نے مانگی حضرت ابراہیمؑ کا مطلب اس دعا سے یہ تھا کہ گو کھول کر ہم تجھ سے یہ بیان کرتے ہیں کہ اسمٰعیلؑ کو یہاں لا کر بسانے سے تیرے گھر کا آباد کرنا منظور ہے مگر دل میں جو اسمٰعیلؑ کی جدائی کا رنج ہے وہ بھی تو خوب جانتا ہے، ١١ میں اچھی طرح اپنے وقت پر تمام شرائط اور آداب کے ساتھ اس کو ادا کرتا رہوں،

ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۤءِ ﴿٤٠﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿٤١﴾ (ابراهيم پ۱۳ ع ۶)	میں سے بھی کچھ لوگوں کو مالک ہمارے اور میری عبادت قبول کر۔ مالک ہمارے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو جس دن (عملوں) کا حساب ہونے لگے بخش دے۔
۳۲۔ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿٢٤﴾ (بنی اسرآئیل پ۱۵ ع ۳)	مالک میرے ان پر رحم جیسے ان دونوں نے (مجھ پر رحم کر کے چھٹپنے میں مجھ کو پالا۔
۳۳۔ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿٨٠﴾ (بنی اسرآئیل پ۱۵ ع ۹)	اور دعا کر مالک میرے مجھ کو (مدینہ میں) بہتری کے ساتھ لے جا اور (مکہ) سے بہتری کے ساتھ نکال لے چل اور مجھ کو اپنی درگاہ سے زوردار سلطنت عطا فرما دیا ایسی زوردار دلیل جس سے سب دشمن ہار جائیں)۔
۳۴۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴿١٠﴾ (الکهف پ۱۵ ع ۲)	مالک ہمارے ہم کو اپنی خاص رحمت عنایت فرما اور ہمارا کام اچھی طرح سے بنا دے۔
۳۵۔ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ ﴿٢٦﴾ (طٰهٰ پ۱۶ ع ۲)	(خداوندا میں جانے کو حاضر ہوں پر) میرا سینہ کھول دے۔ اور میرا کام (پیغمبری کا حق ادا کرنا) مجھ پر آسان کر دے۔
۳۶۔ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿١١٤﴾ (طٰهٰ پ۱۶ ع ۶)	مالک میرے مجھ کو اور زیادہ علم دے۔
۳۷۔ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٨٣﴾ (الانبیاء پ۱۷ ع ۶)	مالک میرے مجھے سخت تکلیف لگ گئی ہے اور تو سارے رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔
۳۸۔ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٧﴾ (الانبیاء پ۱۷ ع ۶)	(اے خدا) تیرے سوا کوئی سچا خدا نہیں تو پاک ہے بے شک میں قصوروار تھا۔
۳۹۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٨٩﴾ (الانبیاء پ۱۷ ع ۶)	مالک میرے مجھ کو (دنیا میں) نکوڑا ناٹھا (بے اولاد) مت چھوڑ اور (یوں تو) تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔

۱؎ نمازی کر دے ان کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ بعض اولاد ان کی کافر ہو گی، ۲؎ یا میری ساری دعا جو میں نے تجھ سے اوپر مانگی قبول فرما، ۳؎ شاید ابراہیم نے یہ دعا اس وقت فرمائی جب ان کو اپنے باپ کے لیے دعا کرنے کی ممانعت نہیں ہوئی تھی جیسے اوپر گزر چکا، ۴؎ اور پال پوس کر اتنا بڑا کیا سعید بن جبیر نے کہا اپنے ماں باپ سے اتنی عاجزی سے مل کر جیسے ایک غلام اپنے بدمزاج مالک سے ملتا ہے، ۵؎ ہم کو اپنے مقصد میں آسانی کے ساتھ کامیاب کر دے ۶؎ میں پیغمبری کا بوجھ اٹھانے کے لائق ہو جاؤں، ۷؎ علم ہی وہ چیز ہے جس کے زیادہ مانگنے کے لیے اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا، ۸؎ یہ دعا حضرت ایوبؑ نے اپنی سخت بیماری میں کی تھی یہ سبحان اللہ آپ نے بہت مدت تک صبر کیا سخت لاچار ہو کر عرصہ کے بعد دعا بھی کی تو اس ادب سے یوں نہیں کہا صاف کر مجھ اچھا کر دے یا ایسا کر دے یا ویسا کر دے، بلکہ اپنی تکلیف بیان کی اور اس کے رحم و کرم کا اظہار کیا اب مالک کا اختیار ہے، ۹؎ یہ دعا حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں کی اور اس کا مفصل قصہ ان کے قصہ میں لکھا گیا ہے ۱۰؎ اگر مجھ کو اولاد نہ بھی دے گا تب بھی تو میرے بعد دین کا کچھ انتظام ضرور کرے گا،

۴۰۔ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ (الانبیاء پ۱۷ ع ۷)

مالک میرے انصاف سے فیصلہ کر دے اور ہم تمہاری (بیجا) باتوں پر اسی کی مدد چاہتے جو ہمارا مالک بڑے رحم والا ہے۔

۴۱۔ رَبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ (المؤمنون پ۱۸ ع ۲)

مالک میرے مجھ کو (اس کشتی میں یا اس کشتی سے زمین پر) برکت کا اتاریو اور تو سب اتارنے والوں میں اچھا اتارنے والا ہے۔

۴۲۔ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ (المؤمنون پ۱۸ ع ۶)

(اے پیغمبر دعا کر) مالک میرے اگر تو مجھ کو وہ (عذاب) دکھلاوے جس کا کافروں سے وعدہ ہے تو مالک میرے مجھ کو ان گناہ گار لوگوں میں شریک مت کر۔

۴۳۔ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ (المؤمنون پ۱۸ ع ۶)

اور (یوں) دعا کر مالک میرے میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور مالک میرے میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔

۴۴۔ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ (المؤمنون پ۱۸ ع ۶)

مالک ہمارے ہم ایمان لاتے ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب رحم کرنے والوں میں بہتر رحم کرنے والا ہے۔

۴۵۔ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ (المؤمنون پ۱۸ ع ۶)

اور (اے پیغمبرؐ) دعا کر مالک میرے مجھ کو بخش دے اور رحم فرما اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

۴۶۔ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۶۶﴾ (الفرقان پ۱۹ ع ۶)

مالک ہمارے دوزخ کا عذاب ہم پر سے ٹال دے کیونکہ دوزخ کا عذاب (کافروں اور گناہ گاروں کے لیے) اٹل ہے۔ وہ (ہر طرح) بری ہے وہاں تھوڑی دیر رہنا ہو یا ہمیشہ رہنا ہو۔

۱؎ اگر وہ چھوٹے ہیں تو ان پر عذاب اتار یہ دعا قبول ہوئی بدر کے دن یہ کافر مارے گئے اور ذلیل اور خوار ہوئے، ۲؎ بے جا باتیں کافروں کی یعنی کہ معاذاللہ اللہ کی اولاد ہے پیغمبر جادوگر ہے یا اسی قسم کی کفر کی باتیں، ۳؎ برکت اتارنے سے یہ مطلب ہے کہ کوئی آفت نہ آئے ان کی نسل میں برکت ہو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو دو دعائیں سکھلائیں ایک کشتی پر چڑھتے وقت الحمد للہ الذی نجٰنا من القوم الظالمین دوسرے کشتی سے اترتے وقت رب انزلنی منزلا مبارکا وانت خیر المنزلین، ۴؎ ایسا نہ ہو کہیں میں بھی ان کے ساتھ پس جاؤں ۵؎ حالانکہ پیغمبر کبھی گنہگاروں میں شامل نہیں کیے جاتے اور نہ عذاب میں گنہگاروں کے شریک ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے یہ دعا امت کی تعلیم کے لیے آپ کو بتلائی، ۶؎ یعنی ایسا کر دینے کہ شیطان میرے قریب بھی نہ ہونے پائیں وسوسہ ڈالنا تو کجا حدیث میں ہے کہ سونے وقت جب بدخوابی سے گھبرائے تو یہ دعا پڑھے بسم اللہ اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من غضبہ وعقابہ وشر عبادہ من ہمزات الشیطان وان یحضرون، عبداللہ بن عمرؓ اپنی اولاد میں سے جو جوان ہوتا اس کو یہ دعا سکھلا دیتے کہ سوتے وقت پڑھا کرے اور جو بچہ ہوتا تو یہ دعا لکھ کر اس کے گلے میں لٹکا دیتے (یعنی تعویذ بنا کر، ۷؎ حدیث میں ہے اس کی سو رحمتیں ہیں۔ ایک رحمت اس نے دنیا میں اتاری ہے جس کی وجہ ہے ماں اپنی اولاد پر اور لوگ آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور ننانوے رحمتیں اس نے اپنے بندوں کیلئے قیامت پر اٹھا رکھی ہیں الحمد للہ حق حمدہ، ۸؎ یا بڑی تکلیف یا ہمیشہ کی بربادی ہے ۹؎ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے وہ بری جگہ ہے رہنے اور ٹھہرنے کی

۴۷۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا ﴿۷۴﴾ (الفرقان پ۱۹ ع ۶)

مالک ہمارے ہم کو ایسی بی بیاں اور اولاد عطا فرما جن کی طرف سے (ہماری) آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اور ہم کو پرہیزگاروں کا سردار بنا۔

۴۸۔ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّأَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾ وَاغْفِرْ لِأَبِيْ إِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾ (الشعراء پ۱۹ ع ۵)

مالک میرے مجھ کو سمجھ عنایت فرما (یا نبوت) اور نیک بندوں سے مجھ کو ملا دے (آخرت میں ان کے ساتھ رکھ) اور آنے والے لوگوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھ۔ اور آرام کے باغ (یعنے جنت) کے جو وارث ہیں ان میں سے مجھ کو بھی کر دے اور میرے باپ کو بخش دے۔ وہ گمراہوں میں سے تھا۔ (مشرکوں میں سے) اور جس دن لوگ جلا کر اٹھائے جائیں گے مجھ کو ذلیل مت کر جس دن نہ مال کچھ کام آئے نہ بیٹے (کچھ کام آئیں گے) مگر ہاں جو پاک دل لیکر خدا کے سامنے حاضر ہوگا (تو اس کے دل کی پاکی اس کو کام آئیگی)

۴۹۔ رَبِّ إِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ (الشعراء پ۱۹ ع ۶)

مالک میرے میری قوم نے مجھ کو جھٹلایا۔ اور میرا ان کا اچھی طرح فیصلہ کر دے اور مجھ کو اور میرے ساتھ والے ایمان داروں کو بچا لے۔

۵۰۔ رَبِّ نَجِّنِيْ وَأَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ (الشعراء پ۱۹ ع ۹)

پروردگار مجھ کو اور میرے گھر والوں کو نوان کے (ناپاک) کاموں سے بچا دے۔

۵۱۔ رَبِّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ﴿۱۶﴾ (القصص پ۲۰ ع ۲)

مالک میرے میں نے اپنی جان پر ستم کیا۔ تو میرا قصور معاف کر دے۔

۱؎ یعنی نیک اور خدا ترس اور مطیع ہوں، ۲؎ تاکہ سب پرہیزگار جو ہماری راہ پر چلیں ان کی ہدایت کا بھی ثواب ہم کو حاصل ہو اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ دینی سیادت اور سرداری کی آرزو کرنا درست ہے، ۳؎ قیامت تک لوگ میرا نام نیکی سے لیتے رہیں اور بہتری سے مجھ کو یاد کرتے رہیں ایسا ہی ہوا آنحضرت ابراہیمؑ کا نام اب تک نیکی سے لیا جاتا ہے خصوصاً مسلمانوں میں تو ہر نماز میں ان کا نام درود شریف میں لیا جاتا ہے ۴؎ اگلی آیت میں دنیا کی بہبودی چاہی یعنی نیک نام قائم رہے اور اس میں آخرت کی بہبودی مبارک ہیں وہ لوگ جو دنیا میں نیک نام رہے اور آخرت میں بہشتی ہوتے یہی سعادت علمی ہے یا اللہ ہم کو یہی اپنے فضل سے نصیب کر ۵؎ کہ سب کے سامنے مجھ پر غصہ یا عذاب کرے صحیح حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیمؑ اپنے آپ کو دیکھیں گے پریشان حال تو فرمائیں گے کیا میں نے دنیا میں تجھ سے نہیں کہا تھا کہ میرا کہنا مان لے وہ کہے گا اب میں تیری نافرمانی نہ کروں تب حضرت ابراہیمؑ عرض کریں گے خداوندا تو نے میری یہ دعا دنیا میں قبول فرمائی تھی کہ قیامت کے دن مجھ کو ذلیل نہ کر اس سے زیادہ کیا ذلت ہوگی کہ میرا باپ تیری رحمت سے دور ہے اللہ تعالےٰ فرمائے گا میں نے کافروں پر بہشت حرام کر دی ہے پھر ابراہیمؑ کو حکم ہوگا اپنے پاؤں کے تلے دیکھو کیا ہے وہ دیکھیں گے تو ایک بجو ہے نجاست سے لترا ہوا فرشتے اس پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیں گے ۶؎ اب وہ کسی طرح ماننے والے نہیں، ۷؎ یعنی ان پر ملنا عذاب اتار ۸؎ مجھ سے نادانستہ ایک خون ہو گیا۔

۵۲۔ رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾
(القصص پ۲۰ ع ۲)

مالک میرے مجھ کو ان ظالم لوگوں سے بچا دے۔

۵۳۔ رَبِّ اِنِّىْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾
(القصص پ۲۰ ع ۳)

الٰہی (اس وقت) جو کوئی نعمت تو مجھ پر اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔

۵۴۔ رَبِّ انْصُرْنِىْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾
(العنکبوت پ۲۰ ع ۳)

میرے خدا ان فسادی لوگوں پر میری مدد کر۔

۵۵۔ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِىْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾
(الزمر پ۲۴ ع ۵)

دعا کر یا اللہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے چھپے اور کھلے کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں ان باتوں میں فیصلہ کرے گا۔ جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔

۵۶۔ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَىْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۷﴾ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِىْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۸﴾ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۹﴾ (المؤمن پ۲۴ ع ۱)

مالک ہمارے تیرے رحم اور تیرے علم نے ہر چیز کو گھیر لیا ہے تو جو لوگ توبہ کرتے ہیں اور تیری راہ پر (سچے دین پر) چلتے ہیں ان کو بخش دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا دے مالک ہمارے اور (ایسا کر) کہ ان کو اور ان کے باپ دادوں اور بی بیوں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوں ان کو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں لے جا جن (کے دینے) کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے بیشک تو ہی زبردست ہے حکمت والا۔ اور (قیامت کے دن) ان کو (تمام) برائیوں سے بچا دے اور جس کو تو نے اس دن برائیوں سے بچا دیا اس پر تو نے (بڑا) رحم کیا اور یہی تو بڑی کامیابی ہے (بڑی مراد پانی ہے)

سلہ جو بے قصور مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہیں کسی شریعت یا انصاف کے قانون سے ایسی خفیف بے احتیاطی کی سزا قتل نہیں ہے کہتے ہیں حضرت موسیٰ جب بھاگے تو کھانے کو بھی کچھ ساتھ نہ تھا پاؤں میں جوتا بھی نہ تھا مدین وہاں سے آٹھ دن کی راہ پر تھا جہاں فرعون کی حکومت ختم ہوئی تھی۔ اسی طرف بھاگے، سلہ۲ حضرت موسیٰ یا تو فرعون بادشاہ کے پاس رہتے تھے۔ وہاں طرح طرح کے کھانے کھاتے تھے بہ سنے موجود تھی یا اس طرح بکہ و تنہا بے یار و بے آبیں بھاگے کھانے کو کچھ نہ ساتھ نہ تھا۔ بھوک کی شدت سے پیٹ پیٹھ سے لگ گیا تھا۔ جب بالکل صبر نہ ہو سکا تو اس وقت دعا کی وہ بھی کیسے ادب اور لحاظ کے ساتھ سبحان اللہ پروردگار کی عجب شان ہے جو بندے اس کے محبوب ہوتے ہیں انہی پر طرح طرح کی آفتیں اور مصیبتیں اتارتا ہے اور ان کو آزماتا ہے اور ان سے دعا کراتا ہے۔ پھر خود ہی قبول کرتا ہے دعا کرتے کچھ دیر نہ گزری تھی کہ مدد آ پہنچی، سلہ۳ جب کوئی شخص حق بات نہ سنے اور ناحق جھگڑا کیے جائے تو آدمی کو یہی دعا پڑھنی چاہیئے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو سکھلائی ابن مسیب نے کہا اس آیت کو پڑھتے ہی جو دعا کرے وہ قبول ہو جاتی ہے، سلہ۴ سعید بن جبیرؒ نے کہا بہشتی لوگ جب بہشت میں چلے جائیں گے تو اپنے عزیز اقربا کو یاد کریں گے ان سے کہا جائے گا۔ ان کے اعمال تمہاری طرح کے نہ تھے وہ کہیں گے ہم تو اپنے لیے اور ان کے لیے اچھے اعمال کیے تھے۔ تب ان کے عزیز اقربا بھی ان کے ساتھ کر دیے جائیں گے،

۵۷۔ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ (۶۰) (المؤمن پ۲۴ ع۶)

اور (اے لوگو) تمہارا مالک فرماتا ہے مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

۵۸۔ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّىْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (۱۵) (الاحقاف پ۲۶ ع۲)

مالک میرے مجھ کو ایسی توفیق دے کہ میں تیرے احسان کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور میں ایسے نیک کام کرتا رہوں جس سے تو راضی ہو اور میری اولاد کو بھی لائق (نیک) کر دے میں نے تیری درگاہ میں توبہ کی اور میں (تیرا) فرماں بردار ہوں۔

۵۹۔ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۱۰) (الحشر پ۲۸ ع۱)

وہ یہ دعا کرتے ہیں مالک ہمارے ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دل میں مسلمانوں کی طرف سے میل (کینہ) مت آنے دے مالک ہمارے بے شک تو بڑی شفقت والا مہربان ہے۔

۶۰۔ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (۴) رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۵) (الممتحنہ پ۲۸ ع۱)

مالک ہمارے ہم تجھ ہی پر بھروسا رکھتے ہیں۔ اور تیری ہی طرف رجوع ہوتے ہیں اور تیری ہی طرف (آخر ہم کو) لوٹ جانا ہے۔ مالک ہمارے ہم کو کافروں کی گمراہی کا سبب مت بنا۔ اور مالک ہمارے ہم کو بخش دے بیشک تو ہی زبردست ہے حکمت والا۔

۶۱۔ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۸) (التحریم پ۲۸ ع۲)

وہ یوں دعا کر رہے ہوں گے مالک ہمارے نور کو اخیر تک (بہشت میں پہنچنے تک) قائم رکھ اور ہم کو بخش دے بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے

ل؎ دعا خود ایک عبادت ہے بلکہ حدیث میں ہے کہ دعا مغز ہے عبادت کا اسی لیے بجز خداوند کریم کے اور کسی سے دعا مانگنا شرک ہے مثلاً جیسے مشرک کہا کرتے ہیں یا شاہ مدار تجھ کو ایک بیٹا دے یا میری روزی کشادہ کر دے یا مجھ کو یا میری اولاد کو عمر دے یا مجھ کو چنگا کر دے اگر کوئی مسلمان سوا خدا کے کسی پیغمبر یا ولی سے اس قسم کی دعا کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ حدیث میں ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرے اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر اترتا ہے، ۲؎ کہتے ہیں یہ آیت ابوبکر صدیق کے شان میں اتری وہ مسلمان ہوتے ان کے ماں باپ مسلمان ہوئے اولاد بھی مسلمان ہوئی یہ فضیلت کسی صحابی کو نہیں ملی اس آیت میں یہ بھی اشارہ ہے کہ جب آدمی چالیس برس کا ہو تو نئے سرے سے توبہ کرے اور خدا کی طرف رجوع ہو حدیث میں ہے جس کی عمر چالیس برس تک پہنچ جائے اور اس کی نیکیاں برائیوں پر غالب نہ ہوں تو وہ دوزخ میں جانے کے تیار ہے مفسرین نے کہا ہے اللہ تعالیٰ نے کوئی پیغمبر چالیس برس سے کم عمر کا نہیں بھیجا، ۳؎ اس آیت کو پڑھ کر رافضیوں اور خارجیوں کو شرمانا چاہیے وہ اگلے مسلمانوں مہاجرین اور انصار سے بیر رکھتے ہیں۔ اور پروردگار عالم مومنوں کی یہ صفت بیان فرماتا ہے کہ وہ یوں دعا کرتے ہیں یا اللہ ہمارے دل میں مسلمانوں کی طرف سے بیر نہ آنے دے سچا مسلمان وہی ہے جو اگلے مسلمانوں کا خیر خواہ اور دوست ہو یہ صفت اللہ تعالیٰ نے اہل حدیث میں رکھی ہے وہ تمام صحابہ اور تابعین اور ائمہ اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں، یا کافروں کو ہماری کا سبب ۵؎ یعنی کافروں کو ہم پر غالب مت کر ورنہ وہ سمجھیں گے کہ ہم سچے دین پر ہیں جب تو ان پر غالب ہوتے تو ہم ان کی گمراہی کا سبب پڑیں گے یا جب وہ ہم پر غالب آئیں گے تو ہم کو گمراہ کر دیں گے ۶؎ یہ دعا مسلمان اس وقت کریں گے جب منافقوں کا نور بجھ جائے گا جیسے اوپر گذر چکا ہے۔

۶۲۔ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ (نوح پ۲۹ ع۲)

مالک میرے مجھ کو بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور جو کوئی ایمان لا کر میرے گھر میں آئے اس کو اور (تمام) ایمان دار اور ایمان دار عورتوں کو اور ظالموں (مشرکوں) کی تباہی روز بروز بڑھاتا جا۔

اَلنِّسَآءُ وَاَزْوَاجُ النَّبِيِّ صلعم وَالْحِجَابُ (۳۸)

باب ۳۸۔ عورتوں اور آنحضرت کے ازواج مطہرات اور پردے کا بیان

۱۔ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ ﴿۶﴾ (الاحزاب پ۲۱ ع۱)

اور پیغمبر کی بیبیاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

۲۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ (الاحزاب پ۲۱ ع۴)

اے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی بیبیوں سے کہہ دے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی رونق چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دوں اور اچھی طرح تم کو رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ تعالے اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر چاہتی ہو تو جو تم میں نیک بی بیاں ہیں۔ اللہ (سبحانہ وتعالے) نے ان کے لیے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

۳۔ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا

اے پیغمبر کی بیبیو تم میں سے جو کوئی کھلی بے حیائی کا کام کرے اس کو دوہری سزا دی جائے گی اور اللہ تعالے کے نزدیک یہ بات (تم کو دونا عذاب کرنا) آسان ہے اور تم میں سے جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے۔ اور اچھے کام کرے۔ اس کو ہم دونا ثواب

---

۱ میرے گھر میں آکر پناہ لے یا میری مسجد میں یا میری کشتی ہیں ۲ یہ دعا قبول ہوئی اور سب مشرک اور کافر ہلاک ہوئے ان کے ساتھ ان کی اولاد بھی اپنے ماں باپ کی شامت اعمال سے تباہ ہوئی اللہ جل جلالہ کا یہی کارخانہ چلا آتا ہے جب کوئی عام عذاب آتا ہے تو اچھے برے قصوروار بے قصور یہاں تک کہ جانور بھی پس جاتے ہیں۔ لیکن آخرت کا عذاب انہی کو ہو گا جو قصوروار ہیں اور یہ عدل کے خلاف نہیں ہے کیونکہ سب اس کی ملک ہیں اور وہ اپنی حکمت خوب جانتا ہے، ۳ جس کے مقابل دنیا کے مال ومتاع کی کچھ حقیقت نہیں ہے حدیث میں ہے جب میں ہے جب آنحضرت ایک مہینے کے بعد اس بالاخانے سے اترے جہاں آپ خفا ہو کر اپنی بیبیوں سے الگ بیٹھ رہے تھے تو یہ آیت حضرت عائشہ رضؓ کو سنائی اور فرمایا کہ تم اپنے ماں باپ سے صلاح اور مشورہ کر لو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا میں آپ کے بارے میں اپنے ماں باپ سے صلاح کروں نہیں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو چاہتی ہوں پھر دوسری سب بیبیوں نے بھی یہی جواب دیا اب اختلاف ہے علماء کا اس مسئلہ میں کہ اگر خاوند اپنی بی بی کو اس قسم کا اختیار دے اور عورت اپنے خاوند کو اختیار کرے تو یہ طلاق ہو گا یا نہ ہو گا۔ البتہ اگر عورت اپنے نفس کو اختیار کرے یعنی علیحدگی چاہے تو ایک طلاق رجعی یا بائن پڑ جائے گا، ۴ اللہ جل جلالہ کو اس کی کچھ پرواہ نہ ہو گی کہ تم اس کے پیغمبرؐ کی بی بی ہو بیحیائی کے کام سے بدکاری مراد ہے اور آنحضرت صلعم کی بیبیاں ایسے کام سے پاک ہیں مگر یہ فرضاً ارشاد فرمایا جیسے ایک آیت میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ اگر تو بھی شرک کرے تو تیری نیکیاں برباد ہو جائیں گی حالانکہ پیغمبر سے شرک نہیں ہو سکتا،

أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ﴿٣١﴾ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ﴿٣٢﴾ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ﴿٣٤﴾ (الاحزاب پ ۲۲ ع ۴)

دیں گے۔ اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی (بہشت کی نعمت) تیار رکھی ہے پیغمبر کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم (خدا سے) ڈرتی ہو تو (غیر مردوں سے) دبی زبان (باریک آواز) سے بات نہ کرو۔ (ایسا کرو گی) تو جس کے دل میں کھوٹ ہے اس کو لالچ پیدا ہو گی، کھری کھری صاف بات کیا کرو۔ اور اپنے گھروں میں جمی رہو۔ اور اگلی جاہلیت کے زمانے کی طرح بناؤ سنگار (مردوں کو) دکھاتی نہ پھرو اور نماز کو درستی سے ادا کرتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا فرمانا مانتی رہو (پیغمبر کے) گھر والو اللہ تعالیٰ اور کچھ نہیں یہ چاہتا ہے تم سے ہر طرح کی گندگی (ناپاکی) دور کرے اور تم کو (خوب ستھرا) پاک صاف بنا دے۔ اور تمہارے گھروں میں جو اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں (یعنے حدیثیں) پڑھی جاتی ہیں ان کو یاد کرتی رہو بیشک اللہ تعالیٰ مہربان خبردار ہے۔

۴۔ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ

بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان دار اور ایمان دار عورتیں اور فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں اور سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے

۱؎ جیسے گناہ میں دوگنا عذاب ہونا تھا ویسے ہی نیکی میں دونا ثواب اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا، ۲؎ یعنی عام عورتوں کی طرح بلکہ تمہارا درجہ اور مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہے ۳؎ بدکاری فسق فجور بدنظر، ۴؎ اس کو یہ امید ہو گی کہ وہ تم کو پھسلائے گا مٹھار لے گا بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے پھر جس کے دل میں بیماری ہے اس کو امید پیدا ہو یا جس کے دل میں روگ ہے وہ لالچ کرے مطلب یہ ہے کہ جہاں عورت نرمی سے اور مہین آواز سے غیر مرد سے بات کی اور وہ غیر مرد فاسق فاجر ہے تو اس کی امید ہوتی ہے کہ یہ عورت میرے قالو میں آجائے گی ۵؎ ایک جماعت علماء نے یہ کہا ہے کہ پیغمبر کے گھر والوں سے اس آیت میں آپ کی بیبیاں مراد ہیں کیونکہ اس کے اول اور بیبیوں کا ذکر ہے ابوسعید خدری اور مجاہد اور قتادہ اور ایک جماعت علماء کا یہ قول ہے کہ اس آیت میں گھر والوں سے حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام مراد ہیں عکرمہ نے ابن عباس سے روایت ہے کیا کہ یہ آیت حضرت کی بیبیوں کے باب میں اتری عکرمہ نے کہا جو چاہے مجھ سے اس باب میں مباہلہ کرے لیکن ترمذی اور دوسرے اماموں نے بسند صحیح حضرت بی بی ام سلمہ سے نکالا کہ یہ آیت جس وقت اتری اس وقت گھر میں حضرت فاطمہ اور علی اور حسین تھے آپ نے ایک کمبل ان کو اوڑھا دیا اور فرمایا یا اللہ یہ میرے گھر والے ہیں تو ان سے گندگی دور کر دے اور ان کو خوب پاک کر دے ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت بی بی سلمہ نے بھی اپنا سر اس کمبل میں ڈالا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ نے فرمایا تو بھی اچھی ہے ۶؎ وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ دے گا، ۷؎ اس میں لاگ لپیٹ نہ ہو شروع اور دستور کے موافق، ۸؎ یعنی گھروں میں عزت اور وقار کے ساتھ بیٹھی رہو دوسری عورتوں کی طرح گھومتی نہ پھرو ابن سیرین نے کہا حضرت سودہ سے لوگوں نے کہا تم آنحضرت صلعم کی دوسری بیبیوں کی طرح نہ حج کو جاتی ہو نہ عمرے کو انہوں نے کہا میں حج اور عمرہ کر چکی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ حکم دیا کہ اپنے گھر میں جمی رہوں تو میں قسم خدا کی مرنے تک اپنے گھر سے نہیں نکلوں گی پھر ویسا ہی ہوا (مرنے بعد ان کا جنازہ ان کے گھر سے نکالا گیا وہ زندگی بھر اپنے حجرے سے باہر نہیں نکلیں،

وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ (الاحزاب پ۲۲ ع۵)

والی عورتیں اور (اللہ تعالیٰ سے) ڈرنے والے مرد اور ڈرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرم گاہ کو گناہ سے بچانے والے مرد اور بچانے والی عورتیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے گناہوں کی بخشش اور بڑا ثواب تیار رکھا ہے۔

۵۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۡ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۰﴾ (الاحزاب پ۲۲ ع۶)

اے پیغمبر ہم نے تیرے لیے وہ بیبیاں حلال کر دیں جن کا مہر تو نے ادا کر دیا اور تمہارے ہاتھ کا مال (یعنے لونڈیاں) جو خدا نے تم کو دشمنوں کی لڑائیوں میں بطور غنیمت دلوادی ہیں) اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور تمہاری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے ماموں کی بیٹیاں اور تمہاری خالاؤں کی بیٹیاں جو تمہارے ساتھ ہجرت کر کے آئی ہیں اور کوئی سی مسلمان عورت اگر (مفت) اپنے تئیں پیغمبر کو دیدے (یعنے بے مہر نکاح میں آنا چاہے) بشرطیکہ پیغمبر (بھی) اس کو نکاح میں لینا چاہیں (یہ بات) خاص تمہارے ہی لیے ہے عام مسلمانوں کیلئے نہیں ہم نے جو عام مسلمانوں پر ان کی بیبیوں اور انکے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈیوں) کا حق (مہر) ٹھہرا دیا ہے ہم کو معلوم ہے (وہ انکو دینا ہوگا) اور تمہارے ساتھ خاص رعایت اس لیے کی گئی ہے کہ بیبیوں کے بارے میں تم پر کسی طرح کی تنگی نہ رہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (پھر دوسری رعایت یہ ہے کہ اپنی بیبیوں میں جس کو چاہو (اتنے دن) چاہو اپنے سے الگ رکھو اور جس کو چاہو اور جب تک چاہو اپنے پاس رکھو اور جن کو تم نے (ایک خاص وقت تک الگ کر دیا تھا ان میں سے کسی کو پھر اپنے

۶۔ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ

لہ بی بی ام سلمہؓ نے آنحضرت سے عرض کیا قرآن میں ہم عورتوں کا ذکر نہیں ہوتا مردوں کا جیسا ذکر ہوتا ہے اس وقت یہ آیت اتری ۲ حالانکہ مہر نکاح کے ساتھ ادا کرنا ضرور نہیں ہے مگر افضل یہی ہے کہ ادا کر دے۔ ۳ اور جنھوں نے ہجرت نہیں کی وہ آپ کو درست نہ تھیں۔ بعضوں نے کہا یہ قید اتفاقی ہے ۴ کہ اگر کوئی عورت اپنا نفس تجھ کو ہبہ کر دے نہ مہر ٹھہرے نہ گواہ ہوں نہ ولی ہو تو وہ تجھ پر حلال ہے مگر دوسرے مسلمانوں کے لیے یہ حکم نہیں ہے ۵ کہ عام مسلمانوں کا نکاح بغیر ولی اور مہر کے نہیں ہو سکتا یا چار سے زیادہ وہ نکاحی عورتیں اپنے پاس نہیں رکھ سکتے۔ ۶ اس وجہ سے تیرے لیے ایک خاص حکم رکھا ہے۔ ۷ سبحان اللہ اللہ جل جلالہ کو پیغمبر کی کس قدر خاطرداری منظور ہے، کہتے ہیں پہلے آنحضرت پر بھی اور مسلمانوں کی طرح باری باری ہر عورت کے پاس رہنا واجب تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اور آپ کو اس آیت سے مل گیا جس عورت کے پاس چاہیں: جائیں گو اس کی باری ہو اور باری ٹال دیں اور جس کی باری نہ ہو اس کے پاس رہیں گویا یہ میں گویا یہ دوسری رعایت ہوئی آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعضوں نے کہا یہ آیت ان عورتوں کے حق میں ہے جو اپنے تئیں آنحضرت کو بخش دیں۔

تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِىْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ (الاحزاب پ۲۲ ع ۶)

پاس بلوا لو تو تم پر کچھ گناہ نہیں اس سے غالباً تمہاری بیبیوں کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی[۱] اور آزردہ خاطر نہ ہوں گی اور جو کچھ تم ان کو دے دو گے اسے لے کر سب کی سب راضی رہیں گی[۲] اور جو کچھ تم لوگوں کے دلوں میں ہے اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے اور اللہ جاننے والا اور تحمل والا ہے۔[۳]

۷. لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ (الاحزاب پ۲۲ ع ۶)

(اے پیغمبرؐ اس وقت کے بعد سے (دوسری) عورتیں تم کو درست نہیں[۴] اور نہ یہ درست ہے کہ ان کو بدل کر (دوسری) بیبیاں کر لو، گو ان کا حسن (صورت) تم کو (کتنا ہی) اچھا کیوں نہ لگے۔ مگر اپنے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈیوں کا مضائقہ نہیں) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا نگران حال ہے[۵]۔

۸. وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ﴿۵۳﴾ (الاحزاب پ۲۲ ع ۷)

اور جب پیغمبرؐ کی بیبیوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو[۶]۔

۹. لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِىْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾ (الاحزاب پ۲۲ ع ۷)

پیغمبرؐ کی بیبیوں کو اپنے باپوں کے سامنے آنے میں کوئی گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ مسلمان عورتوں کے اور نہ اپنے غلام لونڈیوں کے (سامنے ہونے میں) کوئی گناہ ہے[۷] اور (اے پیغمبرؐ کی بیبیو!) اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو بیشک ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے (وہ دیکھ رہا ہے)۔

۱۰. يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَ

اے پیغمبرؐ اپنی بیبیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دے

[۱] وہ جان لیں گی کہ آپ اپنی طرف سے ایسا نہیں کرتے بلکہ خدا نے آپ کو اختیار دیا ہے، [۲] جس پر تو کچھ عنایت کرے گا وہ شکر گذار ہو گی کیونکہ اس کو معلوم ہے کہ تجھ پر واجب نہیں ہے، [۳] یعنی دل کے اختیار میں نہیں ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک عورت سے زیادہ محبت ہوتی ہے جیسے ایک حدیث میں ہے کہ جہاں تک میرا اختیار ہے میں عورتوں میں برابر تقسیم کرتا ہوں اب جس میں میرا اختیار نہیں اس کو تو بخش دے، [۴] یعنی اب جو نو عورتیں تیرے نکاح میں ہیں عائشہؓ اور حفصہؓ اور ام حبیبہؓ اور سودہؓ اور ام سلمہؓ اور صفیہؓ اور میمونہؓ اور زینبؓ اور جویریہؓ رضی اللہ عنہن اجمعین انہی پر قناعت کر اب نئی عورت نکاح نہیں کر سکتا کہتے ہیں یہ حکم اللہ تعالیٰ نے اس وقت دیا جب ان عورتوں نے اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کو اختیار کیا، [۵] سید علامہ نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ جس عورت کو نکاح کا پیغام دے اس کی طرف دیکھنا درست ہے یہ مضمون حدیث میں وارد ہے، [۶] یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں بھی عام عورتوں کی طرح باہر نکلا کرتیں اور پردہ نہ کرتیں حضرت عمرؓ نے پردے کی رائے دی لیکن حضرت نے اس کا حکم نہ دیا یہاں تک کہ یہ آیت اتری اس وقت سے آپ کی بی بی پردے میں رہنے لگیں، [۷] اسی طرح اپنے چچا یا ماموں کے سامنے ہونے میں وہ باپ کی طرح ہے اسی طرح دادا یا نانا کے سامنے ہونے میں لیکن چچا کے بیٹے اور ماموں کے بیٹے اور خالہ کے بیٹے اور دیور اور جیٹھ ان سب سے پردہ کرنا چاہیے اور آنحضرت نے ایک شخص کو اپنی بی بی کے پاس آنے سے منع فرما دیا جو اپنے کو ان کا چچا زاد بھائی کہتا تھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی غیرت دار نہیں ہے اور مجھ سے زیادہ کوئی غیرت دار نہیں ہے۔

نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۶۰﴾

(الاحزاب پ ۲۲ ع ۸)

(جب وہ رستہ میں نکلیں تو) اپنی چادروں کے گھونگٹ اپنے اوپر ڈال لیا کریں اس سے امید ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی اور ان کو کوئی نہ چھیڑے گا۔ اور اللہ تعالےٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۱۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ

مسلمانو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں اپنا دیس چھوڑ کر ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کے (ایمان کی) جانچ کر لیا کرو (یوں تو) ان کے ایمان کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے (تاہم جانچ لینا ضرور ہے) تو اگر (جانچنے سے) تم ان کو سمجھو کہ مسلمان ہیں تو ان کو کافروں کی طرف واپس نہ کرو نہ (تو) یہ عورتیں کافروں کو حلال اور نہ کافر ان (عورتوں کو حلال) اور جو کچھ کافروں نے (ان پر) خرچ کیا ہے وہ ان (کافروں) کو ادا کر دو۔ اور (اس میں بھی) تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان عورتوں کو ان کے مہر دے کر تم (خود) ان سے نکاح کر لو اور (ان) کافر عورتوں کی ناموس پر قبضہ نہ رکھو (جو تمہارے نکاح میں ہوں

لہ رستہ والے سمجھ لیں گے کہ شریف پردہ والی بی بی ہے ہوتا یہ تھا کہ آنحضرت کے زمانہ میں بعضے منافق یا بدمعاش رستے میں عورتوں کو چھیڑتے جب ان سے پوچھا جاتا تو کہتے ہم نے جانا کہ لونڈی ہے ابن عباسؓ نے کہا سارا منہ چھپا لیں صرف ایک آنکھ کھلی رہنے دیں حضرت عائشہؓ نے کہا اللہ تعالیٰ انصار کی عورتوں پر رحم کرے جب یہ آیت اتری تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑا اور سر پر لپیٹ لیا ام سلمہؓ نے فرمایا انہوں نے سیاہ چادریں بنا لیں اور اس طرح چپکے سے نکلتیں جیسے ان کے سر پر کوے بیٹھے ہیں حضرت عمرؓ نے ایک لونڈی کو گھونگٹ نکالے راہ میں دیکھا اس پر درہ اٹھایا اور فرمایا کہ تو آزاد عورتوں سے مشابہت کرتی ہے۔ ۲ے صحیحین میں ہے کہ حجاب کا حکم اترنے کے بعد حضرت سودہؓ رات کو نکلیں اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو حاجت کے لیے اجازت دی بلو مالک نے کہا آنحضرتؐ کی بیبیاں رات کو حاجت کے لیے نکلتیں ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو اپنا بدن ڈھانپ کر کام کاج اور ضروری حاجت کے لیے نکلنا درست ہے۔ ۳ے کہ وہ درحقیقت مسلمان ہیں یا نہیں بخاریؒ نے نکالا کہ آنحضرتؐ قریش کے کافروں سے حدیبیہ کے دن صلح کی تو کئی عورتیں جو اسلام کا دعویٰ کرتی تھیں آپ کے پاس چلی آئیں۔ اس وقت یہ آیت اتری آزمانے سے یہ مراد ہے کہ ان سے قسم لی جائے کہ وہ درحقیقت اسلام کو سچا دین سمجھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی محبت سے پیش آئی ہیں یہ کہ اپنے خاوندوں سے لڑ کر یا اور خانگی جھگڑوں کی وجہ سے یا فقط سیر و سیاحت کی نیت سے بعضوں نے کہا آزمانا یہ تھا کہ اگر وہ اس بات کی گواہی دیتی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ کے پیغمبر ہیں تو پھر آپ اس کو کافروں کے حوالے نہ کرتے بلکہ اس کے کافر خاوند کو جو مہر اس نے دیا ہے وہ ادا کر کے مسلمان سے نکاح کرا دیتے۔ ۴ے اس آیت سے صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان عورت کا نکاح کافر مرد سے درست نہیں ہو سکتا اور اگر کافر کی عورت مسلمان ہو جائے تو اس کو اس کافر خاوند سے جدا کر لیں گے۔ اگر خاوند مسلمان نہ ہو اور اگر وہ بھی اسلام قبول کر لے تو بدستور نکاح باقی رہے گا گو عورت پہلے ہجرت کر کے آئی ہو اور خاوند بعد آیا ہو۔ ۵ے یعنی عدت گزر جانے کے بعد اور بعضوں کے نزدیک ایسی عورتوں پر عدت نہیں ہے۔ ۶ے یعنی اگر مرد مسلمان ہو جائے اور عورت اپنے شرک پر قائم رہے تو ایسی عورت کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اس کا رکھ چھوڑنا جائز نہیں جب یہ آیت اتری اس وقت حضرت عمرؓ کی دو بیبیاں مکہ میں مشرک تھیں حضرت عمرؓ نے ان کو طلاق دے دی البتہ اگر عورت یہودیہ ہو یا نصرانیہ تو اس کے رکھ چھوڑنے میں قباحت نہیں کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے مسلمانوں کا نکاح درست ہے۔

وَ سْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ (الممتحنۃ پ۲۸ ع۲)

اور جو تم نے (ان پر) خرچ کیا ہے وہ (کافروں سے) مانگ لو اور جو انہوں نے (اپنی عورتوں پر) کیا ہے وہ (اپنا خرچ کیا ہوا) تم سے مانگ لیں یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو تم لوگوں (کے ایسے جھگڑے کے بارے) میں صادر فرماتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

۱۲۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ (الممتحنۃ پ۲۸ ع۶)

اے پیغمبر جب مسلمان عورتیں تیرے پاس آن کر ان باتوں پر بیعت کرنا چاہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی۔ اور نہ چوری کریں گی، نہ بدکاری نہ اپنی اولاد کو ماریں گی (دختر کشی، نہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے بیچ میں طوفان اٹھائیں گی نہ کسی اچھے کام میں تیری نافرمانی کریں گی۔ تو ان سے بیعت لے لے اور اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے معافی مانگ۔ بے شک اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۳۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱﴾ (التحریم پ۲۸ ع۱۶)

اے پیغمبر اللہ تعالیٰ نے جو چیز تجھ پر حلال کی تو اس کو (اپنے اوپر) حرام کیوں کرتا ہے تو اپنی بیبیوں کی خوشی چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۴۔ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ

اور جب پیغمبر نے اپنی ایک بی بی سے راز کی بات کہی (اور کہا کہ کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا) پھر جب اس نے (دوسری بی بی) کو اس کی خبر کہہ دی اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبر پر اس کا حال کھول دیا تو پیغمبر نے کچھ تو اس بی بی کو جتلایا جس نے راز فاش کر دیا تھا) اور کچھ نہیں جتلایا (چشم پوشی کی اس کی عزت رکھنے کو) جب پیغمبر نے اس بی بی کو یہ جتلایا تو وہ

لہ اگر وہ ان عورتوں کو اپنے پاس رکھنا چاہیں۔ ٢ہ جب وہ عورتیں مسلمان ہو کر تمہارے پاس آ جائیں۔ ٣ہ اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی اور کا بچہ لے کر اپنے خاوند سے نہ کہیں گی کہ یہ تمہارا بچہ ہے، ٤ہ یعنی شریعت کے خلاف کوئی کام نہ کریں گی جیسے مصیبت میں نوحہ کرنا کپڑے پھاڑنا بال مونڈنا یا کترانا حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے انہی شرطوں پر عورتوں سے بیعت کر لی پھر فرمایا یوں کہو جہاں تک ہم سے ہو سکے گا عورتوں نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ ہم پر ہم سے زیادہ مہربان ہے اور عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا فرمایا میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا میرا زبان سے کہہ دینا سو عورتوں کو ایسا ہے جیسے ایک عورت کو، ٥ہ تجھ سے جو خطا ہوئی اس کا مواخذہ نہیں کرنے کا آنحضرتؐ نے ام المومنین حفصہؓ کے گھر میں ماریہؓ اپنے حرم سے صحبت کی حضرت حفصہؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا میرے گھر میں میرے بستر پر آپ ایسا کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا اب سے ماریہؓ میرے اوپر حرام ہے تو اس کا ذکر عائشہؓ سے کیجیو لیکن حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے یہ حال کہہ دیا آپؐ کو بہت غصہ آیا یہاں تک کہ آپؐ نے قسم کھالی اب میں ماریہؓ کے پاس کبھی نہ جاؤں گا اس وقت یہ آیت اتری، بعضوں نے کہا آنحضرتؐ نے اپنی بی بی حضرت زینبؓ کے پاس شہد پیا حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہ نے صلاح کی کہ جب آنحضرتؐ ہمارے پاس آئیں تو ہم یہ کہیں آپ کے منہ سے گوند کی بو آتی ہے اور آنحضرتؐ کو اس سے بڑی نفرت تھی کہ آپ کے بدن یا لباس یا کپڑے سے کوئی بری بو آئے چنانچہ جب آنحضرتؐ ان کے پاس آئے تو دونوں نے مل کر یہی کہا آپ نے فرمایا میں نے تو زینبؓ کے پاس شہد پیا تھا اب سے شہد کبھی نہیں پیوں گا اس وقت یہ آیت اتری،

نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴿۳﴾ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَی اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ﴿۴﴾ عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ﴿۵﴾

(التحریم پ ۲۸ ع ۱۶)

کہنے لگی تم کو یہ (سب حال) کس نے بتلایا ہے پیغمبرؐ نے کہا جاننے والے خبر دار نے۔ (اے پیغمبرؐ کی دونو بیبیو) اگر تم اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں (اس قصور سے) توبہ کرو تو (تمہارے حق میں بہتر ہوگا) تمہارے دل جھک پڑے ہیں اور اگر تم دونو ایک دوسری کی مددگار بن کر) پیغمبر پر زور ڈالنا چاہوگی تو یہ سمجھ رکھو کہ اللہ اور جبریل اور نیک مسلمان سب پیغمبرؐ کے حمایتی۔ اور فرشتے الگ انکے سوا مدد کو حاضر ہیں اگر پیغمبرؐ تم کو طلاق دے دے تو اس کا مالک عجب نہیں تمہارے بدلے تم سے بہتر بیبیاں اس کو عنایت فرماتے جو فرمانبردار ایمان دار نماز گزار توبہ کرنے والیاں عاجزی کرنے والیاں روزہ رکھنے والیاں بیاہی ہوئی اور کنواریاں ہوں۔

اَلْیَتَامٰی (۳۹)

باب ۳۹ یتیموں کا بیان

۱۔ وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْیَتٰمٰی ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَیْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ○ (البقرۃ پ ۲ ع ۲۷)

اور (اے پیغمبرؐ) یتیموں کے باب میں تجھ سے پوچھتے ہیں تو کہہ دے ان کا سنوارنا اچھا ہے اور اگر ان سے مل جل کر رہو (ایک ساتھ کھاؤ پیو) تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کون سنوارنا چاہتا ہے کون بگاڑنا۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم کو مشکل میں پھانس دیتا بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا۔

۱؎ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہوا یہ کہ آنحضرتؐ نے ماریہؓ کو اپنے اوپر حرام کرلیا اور حفصہؓ سے کہا یہ حال کسی سے نہ کہنا ان میں اور حضرت عائشہؓ میں بہت موافقت تھی انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہہ دیا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو اس کی خبر کردی۔ ۲؎ بریدہ نے کہا نیک مسلمان سے ابوبکرؓ اور عمرؓ مراد ہیں ابن مسعودؓ نے بھی ایسا ہی کہا، اسماء بنت عمیسؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے نیک مسلمان سے علیؓ مراد ہیں ابن عباسؓ نے کہا میں نے حضرت عمرؓ سے پوچھا وہ دونو بیبیاں کون سی ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم دونوں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زور ڈالنا چاہو گی انہوں نے کہا عائشہؓ اور حفصہؓ حضرت عمرؓ نے ایک بار اپنی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کو خوب دھمکایا اور فرمایا تو عائشہؓ کی برابری نہ کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مت ستا اور تجھے جو درکار ہو وہ مجھ سے مانگ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی بیبیوں نے بہت ستایا تھا آپ رنجیدہ بیٹھے تھے حضرت عمرؓ آپ کے پاس آئے اور فرمایا یا رسول اللہ اپنی بی بی کا نام لیا وہ مجھ سے کچھ مانگتی ہے تو میں اس کی گردن ناپتا ہوں یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس دیئے آپؐ کا رنج جاتا رہا۔ ۳؎ یعنی ان کے مال کا انتظام کرتا اس طرح پر کہ ان کا نقصان نہ ہونے پائے۔ ۴؎ یعنی الگ رہو یا مل کر کھاؤ پیو اگر نیت اچھی ہے اور یتیم کا فائدہ منظور ہے تو ثواب ملے گا ورنہ عذاب تیار ہے۔ ۵؎ اور بالکل الگ رہنے کا حکم دیتا۔ ۶؎ تو جو چاہے وہ حکم دے سکتا ہے اس کے حکم میں کسی کو چون و چرا کی مجال نہیں ہے جب یہ آیت اتری جو لوگ ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں تو لوگ ڈر گئے اور جس کے پاس کوئی یتیم تھا اس نے ان کا کھانا پانی الگ کردیا اس ڈر سے کہ کہیں اس کا پیسہ ہمارے خرچ میں نہ آجائے اور خدا کے گناہ گار رہوں اس سے یتیموں کو بہت تکلیف ہونے لگی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

۲۔ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝۲ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ ۝۳ (النساء پ۴ ع۱۶)

اور یتیموں کا مال ان کو دے دو اور ستھرا (حلال) دے کر گندہ (حرام) مت لو لہ اور ان کے مال اپنے مال میں گڈمڈ کر کے مت کھاؤ۔ یہ بڑا گناہ ہے ؂ اور اگر تم کو ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں کا حق برابر نہ دے سکوگے۔ تو (دوسری غیر) عورتیں جو تم کو بھلی لگیں۔ ان سے نکاح کر لو دو دو، تین تین چار چار۔

۳۔ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْھُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْھِمْ اَمْوَالَھُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْھَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْھِمْ اَمْوَالَھُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْھِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝۶ (النساء پ۴ ع۱۶)

اور یتیموں کو آزماؤ یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر تک پہنچیں (یعنے جوان ہوں) پھر (اس عمر کو پہنچنے پر) اگر ان میں صلاحیت دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کردو۔ اور ان کے بڑے ہونے کے خیال سے فضول خرچی کر کے ان کا مال مت کھا جاؤ۔ اور یتیم کا سرپرست یعنے ولی اگر محتاج نہیں ہے تو یتیم کے مال سے بچا رہے۔ اور جو محتاج ہے تو وہ دستور کے موافق کھا لے پھر جب تم ان کے مال ان کے حوالے کر دو تو اس پر گواہ کر دو۔ اور اللہ تعالیٰ بس ہے حساب سمجھنے والا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) ان پر خرچ زیادہ پڑنے لگا اور جو چیز ان کے لیے تیار ہوئی اور بچ رہی وہ بیکار تلف ہوئی تب اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری یعنی اصل مطلب یہ ہے کہ یتیموں کے مال میں نیت رکھو ہر طرح ان کا فایدہ ہو مل کر رکھو یا الگ رکھو اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ یتیم کے ولی کو اس کے مال میں ایسا تصرف کرنا جس سے یتیم کا فائدہ ہو جیسے تجارت وغیرہ درست ہے (حواشی صفحہ ہذا) لہ بعضے لوگوں کا قاعدہ تھا کہ اپنی ناکارہ اور خراب چیز یتیم کے مال میں شریک کر دی اور یتیم کی عمدہ اور اچھی چیز آپ لی اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا گو یتیم کی عمدہ چیز اور اچھی ہو مگر وہ حرام اور گندی ہے اور اپنی چیز گو خراب ہو مگر حلال تو ہے وہ ہر حال میں ستھری اور پاک ہے، ؂ بعض لوگوں کا قاعدہ تھا کہ یتیم کا مال اپنے مال میں خورد برد کرنے کی نیت سے ملا دیتے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اور اگر یتیم کے فایدے کی نیت سے اس کا خرچ اپنے خرچ میں ملا لیں تو منع نہیں ہے جیسے چھبیسویں رکوع میں سورہ بقر کے گذرا، ؃ یعنی اگر ان سے نکاح کرو تو جو واجبی مہر ہے وہ نہ دے سکو گے، ؄ جوان ہونے سے پہلے ان کی عقل کیسی ہے بعضوں نے کہا آزمانا اس طرح چاہیے کہ تھوڑا سا مال ان کو دے کر پہلے کسی دھندے میں لگا دیں اور دیکھیں کہ ان کا چال چلن کیسا رہتا ہے ہوشیاری کے ساتھ اپنی پونجی بڑھاتے ہیں یا سب خراب کر دیتے ہیں، ؅ جوانی کی نشانی یہ ہے کہ زیر ناف کے بال اُگ آئیں یا پندرہ برس کی عمر ہو لڑکے کے لیے اور لڑکی کے لیے یہ ہے کہ حیض آنے لگے، ہوشیاری اور لیاقت نفع نقصان کی فکر، ؆ اور اگر جوان ہونے پر بھی ان میں صلاحیت نہ ہو تو مال ان کے حوالے نہ کیا جائے گو وہ سو برس کے ہو جائیں، ؇ یعنے یہ سمجھ کر کہ اب بچہ کے بڑے ہونے کے دن قریب آ گئے ہیں اور مال ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا جلدی اس کا پیسہ اڑا دینا یا فضول خرچی کرنا بڑا گناہ ہے، ؈ دستور کے موافق کھانا یہ ہے کہ قرض کے طور پر اس میں سے کچھ کھا لے پھر ادا کر دے، ؉ یعنی دیتے وقت لوگوں کو گواہ کر دو کہ دیکھو ان کا اتنا مال ہمارے پاس تھا اس میں سے اتنا آج تک خرچ ہوا اتنا باقی ہے جو تم لوگوں کے سامنے ان کے حوالے کیا جاتا ہے یہ گواہ کرنا واجب نہیں مگر بہتر ہے تا کہ آیندہ کوئی جھگڑا نہ ہو، ؊ سب سے بڑا گواہ وہ ہے اگر ایک کوڑی بھی تم ناجائز طریقہ سے لو گے تو قیامت میں اس کا حساب دینا ہو گا۔

۴۔ وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿۹﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴿۱۰﴾ (النساء پ ۴ ع ۱۶)

لوگوں کو (دوسروں کی اولاد کی اتنی فکر کرنا چاہیے) جیسے، اگر اپنی اولاد اس طرح کم سن چھوڑ کر مرنے لگتے تو ان کی کتنی فکر کرتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور سیدھی (سچی) بات کہنا چاہیے[۱] بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق چکھ جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں (یعنی مرنے کے بعد ان کے پیٹ میں انگارے بھرے جائیں گے) اور (آخرت میں) وہ دوزخ میں جانے والے ہیں[۲]

۵۔ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ۖ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ﴿۱۲۷﴾ (النساء پ ۵ ع ۱۹)

(اے پیغمبر) تم سے یہ لوگ عورتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں[۳] کہہ دے اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے عورتوں کے باب میں اور جو قرآن میں پڑھا جاتا ہے تم پر ان یتیم عورتوں کے باب میں جن کو تم ان کا واجبی حق (مہر) نہیں دیتے اور ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو[۴] اور اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے، بے بس (چھوٹے کم سن) بچوں کے باب میں[۶] اور دہ یہ حکم دیتا ہے کہ یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو اور جو کچھ تم بھلائی کرو گے[۷] بے شک اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔

۶۔ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ ﴿۱۵۲﴾ (الانعام پ ۸ ع ۱۹)

اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جاؤ مگر اس طرح سے کہ اس کی بہتری ہو[۸] جب تک وہ پورا جوان نہ ہو[۹]

[۱] مطلب یہ ہے کہ جب کوئی آدمی بیمار ہو اور لوگ اس کے دیکھنے کو جائیں اور ان سے رائے پوچھے کہ اپنی اولاد کے لیے کیا چھوڑ جاؤں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کس قدر دے جاؤں تو ایسی رائے نہ دے جس میں اولاد کی حق تلفی ہو مثلاً اس کو سارا یا آدھا مال خیرات کرنے کی ترغیب دیں بلکہ ایسی رائے دینا چاہیے جس میں اولاد کا حق محفوظ رہے ان لوگوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اگر یہ مرتے ہوتے اور ان کی اولاد صغیر سن ہوتی تو اپنی اولاد کی کیسی کچھ فکر کرتے اور کس قدر دولت ان کے لیے چھوڑ جاتے ایسی ہی دوسرے کی اولاد کا بھی خیال رکھنا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ [۲] حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے معراج کے قصے میں فرمایا میں نے چند لوگوں کو دیکھا جن کے لب اونٹ کے سے تھے اور ایک فرشتہ ان کے لب کھول کر انگارے ان کے منہ میں ڈالتا وہ نیچے سے نکل جاتے اور وہ چلاتے میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ناحق کھا جاتے تھے۔ [۳] یعنی ان سے کس طرح سلوک کرنا چاہیے ان کو ترکہ میں سے حصہ ملے گا یا نہیں۔ [۴] ان کی خوبصورتی اور مالداری کی وجہ سے۔ [۵] یعنی اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے اور وہ آیت حکم دیتی ہے جو قرآن میں پڑھی جاتی ہے مراد تیسری آیت ہے سورہ نساء کی وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمیٰ اخیر تک جو اوپر گذر چکی اس آیت میں مذکور ہو چکا ہے کہ اگر یتیم لڑکی کا مہر وغیرہ انصاف کے ساتھ نہ دے سکو تو دوسری غیر عورتوں کے ساتھ نکاح کر لو۔ [۶] ان کو ترکہ میں سے حصہ ملنا چاہیے جیسے سورہ نساء کی تیسری آیت میں گذرا، جاہلیت کے زمانہ میں عرب کے لوگ ترکے میں سے نہ عورتوں کو حصہ دلاتے نہ چھوٹے کم سن بچوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ رسم موقوف کر دی اور عورت اور بچے سب کا حصہ مقرر کر دیا۔ [۷] یتیموں سے یا عورتوں سے یا بچوں سے یا ہر ایک نیکی مراد ہے۔ [۸] یعنی اس کا مال بڑھے اس کو فائدہ ہو تو مضائقہ نہیں۔ [۹] یعنی پچیس برس کا یا اٹھارہ برس سے لے کر تیس سال تک یا ۳۰ سال تک یا ۶۰ سال تک یا ۴۰ سال تک یا ۳۴ سال تک۔

اَلنِّكَاحُ وَالْمَهْرُ وَالزَّوْجِيَّةُ وَحُقُوْقُهَا (۴۰)

باب نکاح اور مہر اور زوجیت کے حقوق کا بیان

۱۔ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ښ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (۲۲۱) (البقرۃ پ۲ ع ۲۷)

اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لائیں[۱] اور مشرک کرنے والی عورت گو تم کو بھلی لگے اس سے مسلمان باندی بہتر ہے[۲]۔ اور مشرک مرد جب تک ایمان نہ لائیں مسلمان عورتوں سے ان کا نکاح نہ کرو اور مشرک مرد گو تم کو بھلا لگے اس سے مسلمان غلام بہتر ہے یہ مشرک مرد اور عورتیں دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اپنے حکم سے (جس کی قسمت میں ہے اس کو) بہشت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور اپنے حکم لوگوں سے اس لیے بیان کرتا ہے کہ وہ یاد رکھیں[۳]۔

۲۔ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا (۳) وَاٰتُوا النِّسَاۗءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗــــًٔـا مَّرِيْۗــــــًٔا (۴) (النساء پ۴ ع ۱۶)

تو دوسری غیر[۴] عورتیں جو تم کو بھلی لگیں ان سے نکاح کر لو دو دو تین تین چار چار پھر اگر تم کو ڈر ہو کہ برابر انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی پر قناعت کرو۔ یا لونڈی پر[۵] یہ ظلم سے بچنے کی زیادہ نزدیک راہ ہے[۶]۔ اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے ڈالو اگر وہ اپنی خوشی سے تم کو چھوڑ دیں تو چین سے ان کو کھاؤ نوش جان کرو[۸]۔

۱۔ ابو مرثد ایک شخص تھے جو مسلمان ہو گئے انکی آشنا تھی جو مشرکہ تھی اس سے نکاح کرنا چاہا تب یہ آیت اتری ۲۔ عبداللہ بن رواحہ ایک صحابی تھے انکی ایک باندی مسلمان تھی اس کو آزاد کیا اور نکاح پڑھا لیا لوگ طعنہ کرنے لگے اور ذات والی مشرکہ عورت سے نکاح کرنے کی انکو ترغیب دی تب یہ آیت اتری ۳۔ اسکے حکموں کو اور مسلمان عورتوں کا نکاح کافروں سے نہ ہونے دے کیونکہ مسلمان عورت کا نکاح کافر سے صحیح نہیں: شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا اگر عورت اور مرد دونوں مسلمان ہوں پھر ان میں سے کوئی شرک کرے تو نکاح ٹوٹ گیا ۴۔ کئی عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے میں ۵۔ بعضے لوگ یہ کرتے تھے کہ ایک یتیم لڑکی جو انکی پرورش میں ہوتی اس سے نکاح کر لیتے بہت تھوڑا مہر دے کر اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ یتیم لڑکی سے اگر نکاح کرنا چاہو تو وہی مہر مقرر کر کے جو اسکے خاندان کے لائق ہے نکاح کرو اگر تم کو اتنا مہر دینے کا مقدور نہ ہو تو دوسری عورتیں موجود ہیں ان سے نکاح کر لو یتیم لڑکیوں کا حق کیوں دباؤ دو دو تین تین چار چار یعنی چار عورتوں تک تم کو جائز ہیں چار سے زیادہ درست نہیں ۶۔ تدبیر جو اللہ تعالیٰ نے تم کو اوپر بتلائی یتیم لڑکی سے نکاح نہ کرنا دوسری عورت سے کر لینا اگر بے انصافی کا ڈر ہو تو ایک ہی بی بی پر قناعت کرنا یا لونڈیاں رکھنا ۷۔ یعنی ظلم نہ کرنے کی جو راہیں ہیں ان سب میں یہ اور نزدیک کی راہ ہے ۸۔ یعنی وہ حلال طیب ہے مزے سے چین سے اسکو کھاؤ نوش جان کرو کوئی اندیشہ نہ کرو شاہ عبدالقادر صاحب نے یوں ترجمہ کیا ہے تو وہ کھاؤ رچتا پچتا اور شاہ رفیع الدین صاحب نے یوں ترجمہ کیا ہے پس کھاؤ اسکو سہتا پچتا۔

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ (النساء پ ۴ ع ۳۶)

اور جن عورتوں کو تمہارے باپ دادا نکاح میں لائے[1] ان سے تم نکاح نہ کرو[2] مگر جو (جاہلیت کے زمانہ میں) ہو چکا[3]۔ بے شک یہ کام (بڑی) بے حیائی اور غضب کا ہے اور بُرا طریق ہے[4]۔

۴۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ؗ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ؗ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا

(مسلمانو) تم پر حرام ہیں تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور وہ عورتیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور دودھ بہنیں اور جوروؤں کی مائیں (ساسیں خوش دامن)، اور جوروؤں کی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں جن سے تم صحبت کر چکے لیکن اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی[5] تو تم پر کچھ گناہ نہیں اور تمہارے نطفے سے جو بیٹے ہیں ان کی بیبیاں (یعنے بہوئیں (نہ لے پالک کی بی بی وہ حلال ہے)، اور دو بہنوں کا (نکاح میں) اکٹھا کرنا مگر جو گزر چکا (اس کا گناہ اب تم پر نہیں)، بے شک اللہ تعالے بخشنے والا مہربان ہے[6] اور (تم پر حرام ہیں) خاوند والی عورتیں مگر

[1] گو ان سے صحبت نہ کی ہو [2] کیونکہ وہ تمہاری ماں ہو چکیں [3] اس کا گناہ اب تم پر نہیں رہا یا اس پر تم کو عذاب نہ ہوگا [4] نکاح کے سبب سے چار عورتیں محرم ہو جاتی ہیں باپ کی بی بی بہو خوش دامن یعنی ساس اپنے جورو کی بیٹی جو اگلے خاوند سے ہو (یعنی گیلڑ) جس کو عربی میں ربیبہ کہتے ہیں مگر اخیر عورت جب حرام ہوتی ہے کہ اسکی ماں سے صحبت کر لی ہو صرف اسکی ماں سے نکاح کر لینے سے حرام نہیں ہوتی اور پہلی تینوں عورتیں نکاح ہوتے ہی حرام ہو جاتی ہیں جاہلیت میں ایک یہ بھی برا دستور تھا کہ اپنے باپ کی جورو سے باپ کے مرنے کے بعد نکاح کر لیتا اللہ تعالیٰ نے اسلام میں اس خراب اور بے حیائی کے طریق کو موقوف کر دیا۔

[5] ان کی بیٹیوں سے نکاح کرتے ہیں [6] فتح البیان میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حرام اور حلال عورتوں کا ذکر کیا تو سات عورتیں خون کے رشتے سے اور چھ دودھ کے اور نکاح کے رشتے سے حرام فرمائیں اور حدیث سے پھوپھی اور بھتیجی کا اور خالہ اور بھانجی کا بھی اکٹھا کرنا منع ہے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک بہن کو طلاق دے پھر دوسری بہن سے نکاح کرے یا پھوپھی اور خالہ کو طلاق دے پھر اسکی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کرے اس پر سب علما کا اتفاق ہے اب اختلاف اس میں کہ جس عورت سے نکاح کیا اور صحبت نہ کی تو اس کی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں اکثر علما کا یہ قول ہے کہ نکاح کرتے ہی عورت کی ماں حرام ہو جاتی ہے لیکن اسکی بیٹی حرام نہیں ہوتی جب تک اس سے صحبت نہ کرے اور حضرت علی اور زید بن ثابت اور عبداللہ بن زبیر اور مجاہد اور ابن عباس کا یہ قول ہے کہ عورت کی ماں بھی حرام نہیں ہوتی جب تک اس سے صحبت نہ کرے اور اس آیت میں یہ عبارت جن سے تم صحبت کر چکے دونوں سے متعلق ہے۔ لیکن صحیح وہی مذہب ہے کہ جب کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کرے تو اس کی ماں سے نکاح درست نہیں اس عورت سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو۔ البتہ اس عورت کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔ اگر صحبت سے پہلے اس کو طلاق دے دے اب ماؤں میں ماں کی ماں یعنی نانی دادی سب داخل ہیں اور بیٹیوں میں نواسیاں اور پوتیاں سب داخل ہیں اور بہنیں سب حرام ہیں (باقی اگلے صفحہ پر)

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۭ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ

جن کے تم مالک ہو جاؤ[1]۔ یہ اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کا حکم ہے تمہارے لیے ان کے سوا اور عورتیں تم کو حلال ہیں۔ اس طرح کہ تم ان کو اپنے مال کے بدلے (مہر یا قیمت دے کر) لینا چاہو اور تمہاری نیت نکاح کی ہو نہ زنا کرنے کی پھر جن عورتوں سے تم مزہ اٹھاؤ (یعنی صحبت کرو) ان کا حق جو ٹھہرا تھا وہ ان کو دے دو اور ٹھہرانے کے بعد اگر آپس میں راضی ہو جاؤ تو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں بیشک اللہ تعالیٰ خبردار ہے حکمت والا اور تم میں سے جس کو آزاد (جو کسی کی لونڈی یا باندی نہ ہو) مسلمان بیبیوں سے نکاح کرنے کا مقدور نہ ہو[2] تو جن عورتوں کے تم مالک ہو تمہاری لونڈیاں مسلمان ان میں سے[3] ہی[4] اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے[5]۔ تم آپس میں ایک ہی ہو۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) خواہ حقیقی ہوں یا علاتی یا اخیافی اور پھوپھی داخل ہے اسی طرح نانا کی بہن اور خالہ میں ماں کی ہر طرح کی بہنیں داخل ہیں اور دادی کی بہن بھتیجی میں بھائی کی بیٹی پوتی نواسی سب داخل ہیں اسی طرح بھانجی میں بہن کی بیٹی پوتی نواسی اور دودھ مائیں وہ حرام ہیں جن کا دودھ آدمی نے دو برس کے اندر پیا اور کم سے کم پانچ بار چوسا ہو جیسے صحیح حدیث میں ہے۔ [7] یعنی جس عورت کا خاوند موجود ہے اس سے دوسرا نکاح نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنے خاوند سے جدا نہ ہو جائے مگر اس حکم سے وہ عورتیں مستثنیٰ ہیں جن کے تم مالک ہو جاؤ یعنی تمہاری لونڈیاں وہ تم کو حلال ہیں گو ان کے خاوند موجود ہوں اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ کافروں کے ملک سے جو دار الحرب ہو عورتیں قید ہو کر آویں وہ لونڈیاں ہو جاتی ہیں یعنی مسلمانوں کی ملک تو ان سے مالک کو صحبت کرنا درست ہے اگرچہ ان کے خاوند دار الحرب میں زندہ اور سلامت ہوں دوسرے یہ کہ لونڈی بیچی جائے تو جس نے خریدا وہ اس سے صحبت کر سکتا ہے اگرچہ اس کا خاوند موجود ہو کیوں کہ بیچنے سے نکاح فسخ ہو گیا جو اس کے اگلے مالک نے کسی سے کر دیا تھا۔

[1] یا لونڈی بنانے [2] یعنی اتنا پیسہ نہ ہو کہ آزاد بی بی کا مہر اور روٹی کپڑا دے سکے۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے تم میں سے جس کے نکاح میں آزاد بی بی نہ ہو تو وہ لونڈی سے نکاح کر سکتا ہے [3] یعنی کسی بھائی مسلمان کی لونڈی سے نکاح کرے کیوں کہ اپنی لونڈی سے نکاح درست نہیں۔ [4] اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ یہودانیہ یا نصرانیہ لونڈی سے نکاح درست نہیں اہل حجاز کا یہی قول ہے اور اہل عراق نے اسے جائز رکھا ہے۔ یہ جو فرمایا اللہ خوب جانتا ہے تمہارے ایمان کو یعنی لونڈی سے نکاح کرتے ہیں اگر آزاد کا مقدور نہ ہو مت ڈرو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ کس میں زیادہ ایمان ہے یعنی لونڈی ایسی با ایمان ہوتی ہے کہ خاوند کو اس سے بہت خیر و برکت حاصل ہوتی ہے [5] یعنی سب آدمؑ کی اولاد ہیں اور جب لونڈی مسلمان ہوئی تو مذہب بھی ایک ہے اب اس سے نکاح کرنے میں کوئی تردد نہ کرنا چاہیے یہ اس لیے فرمایا کہ عرب لوگ جاہلیت کے زمانے میں لونڈی کی اولاد کو حقیر سمجھتے تھے ابن عباسؓ نے کہا مسلمان سب ایک دوسرے کے کفو ہیں تو حاجت کے وقت لونڈی سے نکاح کرنے میں ہچکچانا چاہیے لونڈیوں کے پیٹ سے بڑے بڑے امام پیدا ہوتے ہیں جیسے امام زین العابدین اور سارے عرب درحقیقت لونڈی کی اولاد ہیں کیونکہ حضرت ہاجرہ جو حضرت اسمٰعیل کی والدہ تھیں وہ بی بی سارہ کی لونڈی تھیں۔

فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۭ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۲۵) (النساء پ۴ ع۴)

تو لونڈیوں سے ان کے مالک کی اجازت سے نکاح کر سکتے ہو[۱]۔ اور دستور کے موافق ایمان ان کے حوالے کردو[۲] مگر یہ ضرور ہے، کہ وہ لونڈیاں پاک دامن ہوں نہ رنڈیاں (علانیہ زنا کرنیوالی) نہ آشنا[۳] کرنیوالیاں پھر جب وہ نکاح میں آجائیں اور کوئی بے حیائی کا کام (زنا کریں)، تو آزاد عورتوں کی آدھی سزا ان کو ملے گی[۴] (یہ لونڈی سے نکاح کرنا) اس کے درست ہے جس کو گناہ میں پڑ جانے کا ڈر ہو۔ اور اگر صبر کرو[۵] تو تمہارے حق میں بہتر[۶] ہے۔ اور اللہ تعالےٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

۵۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا (۳۴) وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا (۳۵) (النساء پ۵ ع۶)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں[۶]، ایک تو اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں سے بڑائی دی ہے اور دوسرے اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنا مال عورتوں پر خرچ کیا۔ اب جو نیک بخت بیبیاں ہیں وہ (مردوں کا) کہا مانتی ہیں اور ان کی پیٹھ پیچھے اللہ تعالیٰ کے بچاؤ سے (عزت اور مال کا) بچاؤ کرتی ہیں، اور جن بیبیوں سے تم کو شرارت (نافرمانی سر چڑھنے کا ڈر ہو ان کو سمجھاؤ اور اپنی ہٹ پر قائم رہیں تو ان کا بستر الگ کردو اور (اگر اس پر بھی نہ مانیں تو) مارو۔ پھر اگر وہ تمہارا کہنا مان لیں تو (ناحق کا الزام لگانے کی فکر نہ کرو۔ یعنی ان کو ستاؤ نہیں) بیشک اللہ تعالیٰ سب سے اوپر ہے بڑا[۷]۔ اور جو تم ڈرو کہ میاں بیوی میں کھٹ پٹ ہوگی تو ایک پنچ عورت کے کنبے میں سے مقرر کرو اور اگر یہ دونوں پنچ میاں بیوی کو ملانا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو ملا دے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ علم والا خبردار ہے[۹]

۶۔ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ

اور تم کتنا ہی چاہو کہ بیبیوں میں (پورا) انصاف کرو تو یہ تم سے ہرگز

[۱] لونڈی کا نکاح بغیر مالک کی اجازت کے باطل ہے [۲] یعنی لونڈیوں کو انکے مہر دو۔ معلوم ہوا کہ مہر کی حقدار لونڈی ہے امام مالک کا یہی قول ہے لیکن اکثر علما کے نزدیک لونڈی کا مہر اسکا مالک لے لیگا [۳] چھپ کر آشنائی کرنے والیاں جیسے جاہلیت میں ہوا کرتا تھا [۴] یعنی آزاد عورت کو اگر محصنہ نہ ہو تو زنا کے جرم میں سو کوڑے پڑتے ہیں لونڈی کو پچاس کوڑے لگا دیں گے اور سنگسار نہیں کرینگے اور اگر لونڈی کا نکاح نہ ہوا ہو اور وہ زنا کرا دے تو اس پر حد نہیں پڑیگی [۵] اپنی شہوت کو روکے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مقدور دے [۶] کیونکہ لونڈی کی اولاد اسکے مالک کی غلام ہوتی ہے [۶] عورتوں کو انکی اطاعت اور زنا بعداری کرنا چاہیئے بشرطیکہ ان کا حکم خلاف شرع نہ ہو اس آیت میں اللہ تعالیٰ اسکی حکمت بیان کرتا ہے کہ مرد کو ترکہ میں سے دوہرا حصہ کیوں دلایا اور جواب بنا ہے عورتوں کے اس اعتراض کا کہ ہم ضعیف اور ناتواں تھیں تو ہم کو دوہرا حصہ دلانا تھا [۷] تو یہ مت سمجھو کہ ہم جو چاہیں گے وہ کریں گے اس غریب عورت کا حمایتی کون ہے نہیں اللہ تعالیٰ تم سب سے بڑا ہے اسکے غضب سے ڈرتے رہو اور ظلم نہ کرو [۹] پنچ مقرر کرنیکا حکم حاکم کو یا اسکے نائب کو ہے اور ان پنچوں کو اختیار ہے اگر یہ سمجھیں کہ کسی صورت سے موافقت نہیں ہو سکتی تو جورو خاوند کو جدا کردیں امام

وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ (النساء پ۵ ع ۱۹)

نہ ہو سکے گا خیر اتنا تو کرو کہ بالکل ایک ہی طرف نہ جھک جاؤ دوسری کو بیچ ادھڑ میں لٹکا رکھو[۱] اور اگر درستی سے چلو[۲] اور ظلم و زیادتی سے بچے رہو تو اللہ تعالی بخشنے والا ہے مہربان اور اگر (صلح نہ ہو سکے) میاں بی بی جدا ہو جائیں (خاوند طلاق دیدے) تو اللہ تعہ اپنی گنجایش سے کسی کو دوسرے کا محتاج نہ رکھے[۳] گا اور اللہ تعہ گنجایش والا حکمت والا ہے[۴]۔

۷۔ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ؗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۵﴾ (المائدۃ پ۶ ع ۱۶)

اور اسی طرح حلال ہیں تم پر مسلمان آزاد (یا پاک دامن) بیبیاں، اور تم سے پہلے جن کو کتاب دی گئی (یہود اور نصاریٰ) ان میں کی آزاد (یا پاک دامن) بیبیاں[۵] جب تم ان کا مہر انکے حوالے کرو اور تمہارا ارادہ ان کو نکاح میں لا کر زنا سے بچنے کا ہو نہ مستی نکالنے[۶] کا نہ چوری چھپی آشنا بنانے کا اور جو کوئی ایمان (کی باتوں) کو نہ مانے[۷] تو اس کا (اگلا) کیا دھرا اکارت[۸] ہو گیا اور آخرت میں وہ ٹوٹا اٹھانے والوں میں ہو گا۔

۸۔ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ (النور پ۱۸ ع ۱۶)

بدکار مرد بدکار یا مشرک عورت سے ہی نکاح کرے گا اور بدکار عورت سے وہی مرد نکاح کرے گا جو بدکار یا مشرک ہو اور ایمانداروں کو یہ کام (یعنی زنا یا زناکاروں سے نکاح کرنا) حرام[۱۱] ہے۔

۹۔ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ

گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے اور

---

[۱] یعنی عورتوں میں پوری برابری کہ کسی بات میں کوئی عورت دوسری سے زیادہ نہ ہو ناممکن ہے آدمی کیسی ہی کوشش کرے یہی کریگا کہ کھانا کپڑا سونا بیٹھنا برابر رکھیگا مگر دل کی محبت کو کیا کر سکتا ہے اسلیے ضرور ہے کہ جہاں تک ممکن ہے انصاف کرے ایسا تو نہ کرے کہ بالکل ایک ہی کا ہو جائے دوسری کی خبر ہی نہ لے [۲] عورتوں میں انصاف کرتے رہو[۳] اس فرق کو جو دل کی محبت اور رغبت میں ہے [۴] مرد کو دوسری بی بی مل جائیگی جو اسکو پسند ہو گی اور عورت کو ایسا خاوند مل جائیگا جو اس سے محبت کریگا [۵] کوئی یہ نہ سمجھے کہ کسی کا رزق ہمارے ہاتھ میں ہے ہم نہ دینگے تو وہ تباہ ہو جائیگا اللہ تعہ رازق مطلق ہے اور اسکے انتظام سمجھ میں نہیں آتے بنا بنایا کارخانہ بگڑ جاتا ہے آدمی گھبرا جاتا ہے لیکن پھر ایسا جم جاتا ہے کہ ویسا خیال میں کبھی نہ تھا بگاڑ میں بھی اس نے کوئی حکمت رکھی ہے جیسے ملاپ میں [۶] ان سے نکاح کرنا درست ہے گو وہ اپنے مذہب پر رہیں عبداللہ بن عمرؓ نے کہا نصرانی عورت سے نکاح کرنا درست نہیں کیونکہ وہ مشرک ہے اور اس سے بڑھ کیا مشرک ہو گی کہ عیسیٰ کو اپنا خدا سمجھتی ہے لیکن اور سب علماء نے اس کو جائز رکھا ہے [۷] کھلم کھلا زنا کرنے کا [۸] یعنی اسلام لانے نئے ور پھر مرتد ہو جائے [۹] اب اگر پھر مسلمان ہو تب بھی اگلے اعمال گئے گزرے ان کا ثواب نہیں مل سکتا [۱۰] کیونکہ اسکی ساری محنت دنیا ہی برباد ہوئی [۱۱] بعضوں نے کہا یہ ایک مرد کے باب میں اتری جس کو مرد کہتے تھے اس نے عناق ایک فاحشہ عورت سے نکاح کرنا چاہا حسن نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو زانی جس پر حد زنا پڑی ہو وہ پاک دامن عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔ اسی طرح زانیہ پرہیزگار مرد سے نکاح نہیں کر سکتی اگر کرے تو نکاح ناجائز ہے۔ بعضوں نے کہا جائز ہے اور یہ حکم نہیں ہے بلکہ بطور حکایت کے بیان کیا ہے کہ زانی اپنے ہم جنس یعنی زانیہ ہی سے رغبت کرتا ہے اور زانیہ اپنے ہم جنس یعنی زانی ہی سے۔

الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۗ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾

(النور پ۱۸ ع ۳)

پاک مرد پاک عورتوں کے لیے[1]' یہ لوگ[2] اُن باتوں سے پاک ہیں جو وہ (یعنی گندے اور ریاجی لوگ) بکتے (پھرتے) ہیں۔ ان کے لیے (آخرت میں خدا کی طرف سے) بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

۱۰۔ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۚ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ ﴿۳۳﴾

(النور پ۱۸ ع ۱۴)

اور تم میں سے خاوند[illegible] عورتیں ہیں' ان کا نکاح پڑھادو[3]' اور تمہارے لونڈی اور غلاموں میں سے جو نکاح کے لائق ہوں ان کا (بھی نکاح پڑھا دو)[5] اگر یہ محتاج ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انکو مالدار کر دیگا اور اللہ تعہ گنجائش والا (سب) جانتا ہے۔ اور جو لوگ نکاح کرنے کا مقدور نہیں رکھتے وہ حرام کاری سے (بچے رہیں (اپنے آپ کو روکے رہیں) یہاں تک کہ اللہ تعہ اپنے فضل سے ان کو مالدار کر دے۔

۱۱۔ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۗ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ

اور (اے پیغمبر) وہ وقت یاد کر) جب تو اس شخص سے جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا[6] اور تو نے بھی اس پر احسان کیا' یوں کہہ رہا تھا' اپنی جورو (زینب کو) اپنے پاس رہنے دے[7]' اور اللہ تعالیٰ سے ڈر[8]۔ اس وقت تو اپنے دل میں ایک بات چھپاتا تھا جس کو اللہ تعالیٰ کھولنے والا تھا[9] اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا' حالانکہ تجھ کو اللہ تعہ سے زیادہ ڈرنا چاہیئے۔ پھر جب زید اپنی خواہش اس عورت سے پوری کر چکا تو ہم نے اس کا نکاح[10]

---

[1] مطلب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ پاک انکے خاوند جناب رسول کریم صلعم وہ بھی پاک' عبداللہ بن ابی مردود گندا اسکی جورو بھی گندی [2] یعنی پاک مرد اور پاک عورتیں [3] سبحان اللہ حضرت عائشہؓ کی خاطر اللہ تعالیٰ کو کس قدر منظور تھی اتنی بہت سی آیتیں اور اتنے زور کے ساتھ انکے لیے اتاریں [4] اسی طرح جو بے جورو مرد ہیں انکا بھی نکاح پڑھادو یامی جمع ہے ایم کی ایم عربی زبان میں اسکو کہتے ہیں جو اکیلا بے جوڑ ہو یعنی مرد بے جورو اور عورت بے خاوند اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ عورت کا نکاح بغیر ولی کے صحیح نہیں ہے۔ حدیث میں ہے جو عورت بغیر اپنے ولی کی اجازت کے نکاح کرے اسکا نکاح باطل ہے [5] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے ان میں سے جو نیک بخت ہوں انکا نکاح پڑھادو اس لیے کہ انکا دین محفوظ رہے اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ غلام لونڈی کا نکاح انکا مالک کر سکتا ہے اور بغیر مالک کی اجازت کے ان کا نکاح نہیں ہو سکتا [6] اس کو خریدا پھر آزاد کیا اور اپنا بیٹا بنایا [7] وہ طلاق دینا چاہتا تھا [8] اتنی جلدی اس طلاق دینے میں نہ کر [9] حضرتؐ کے دل میں یہ تھا کہ اگر زیدؓ زینبؓ کو طلاق دے دیں گے تو میں ان سے نکاح کر لونگا یا آپ کو اللہ تعہ کی طرف سے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ زینبؓ آپکی بی بی ہونگی لیکن آپنے شرم سے اس بات کو دل میں رکھا اور زیدؓ سے یہ فرمایا کہ زینبؓ کو رہنے دے طلاق نہ دے اللہ تعالیٰ نے اس بات سے اپنے پیغمبرؐ پر عتاب فرمایا کیونکہ پیغمبروں کی یہ شان نہیں کہ دل میں کچھ ہو زبان سے کچھ کہیں انکا ظاہر اور باطن یکساں ہوتا ہے۔ حضرت زینبؓ آنحضرتؐ کی پھوپھی زاد بہن تھی اور قریش کی شریف زادیوں میں سے تھیں اور دل میں کوئی بات آنا گناہ نہیں اور نہ یہ آدمی کے اختیار میں ہے اور جنہوں نے اس امر کی وجہ سے آنحضرتؐ پر اعتراض کیا ہے یہ انکی بے وقوفی ہے اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں ایک مصلحت ہے اس معاملہ میں یہ مصلحت تھی کہ متبنی کا مسئلہ سب لوگوں کو معلوم ہو جائے اور اس کا حکم بیٹے کا سا نہیں ہے اور اسکی جورو طلاق یا موت کے بعد متبنی لینے والے پر حلال ہے [10] اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے خود حضرت زینبؓ کا نکاح آنحضرتؐ سے پڑھا دیا اور حضرت جبریلؑ بیچ میں تھے جیسے حدیث میں ہے ؛

أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا (۳۷)
(الاحزاب پ ۲۲ ع ۵)

تیرے ساتھ کر دیا۔ اس سے یہ مطلب تھا کہ مسلمانوں کو اپنے لیے پالک لڑکوں کی بیبیوں سے نکاح کر لینے میں جب وہ اپنی خواہش ان سے پوری کر چکیں، کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہو کر رہے گا۔

۱۲۔ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (۵۰)
(الاحزاب پ ۲۲ ع ۶)

ہم کو معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر ان کی بیبیوں اور لونڈیوں کے باب میں ٹھہرا دیا[۱]۔ غرض یہ ہے کہ تجھ کو کوئی تکلیف نہ ہو[۲]۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۳۔ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ (۱۰) (الممتحنة پ ۲۸ ع ۲)

اور اگر تم (اے مسلمانو!) ایسی عورتوں کے مہر ادا کر دو تو ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں[۴] اور کافر (مشرکہ) عورتوں سے علاقہ مت رکھو۔

الطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ (۴۱)

باب ۴۱ طلاق اور رجعت کا بیان

۱۔ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ۗ (۲۲۹) (البقرة پ ۲ ع ۲۹)

طلاق دو[۶] بار ہے پھر دو طلاقوں کے بعد (یا تو) دستور کے موافق اپنی بی بی کو رہنے دے یا اچھی طرح سے رخصت کر دے[۷]۔

۲۔ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ

اب اگر پھر تیسری بار اس کو طلاق دیا تو وہ عورت پر حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے[۸] اب اگر دوسرا خاوند اس کو طلاق دیدے تو پہلا میاں اور یہ بی بی پھر ملاپ کر سکتے ہیں[۹] اور دونوں یہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چل سکیں گے یہ اللہ تعالیٰ

---

[۱] کہ مسلمانوں کا نکاح بغیر ولی اور گواہوں اور مہر کے نہیں ہو سکتا یا چار سے زیادہ وہ نکاحی عورتیں نہیں رکھ سکتے [۲] اس وجہ سے تیرے لیے ایک خاص حکم رکھا [۳] سبحان اللہ اللہ جل جلالہ کو اپنے پیغمبرؐ کی کس قدر خاطرداری منظور ہے [۴] یعنی عدت گذر جانے کے بعد اور بعضوں کے نزدیک ایسی عورتوں پر عدت نہیں ہے [۵] یعنی اگر مرد مسلمان ہو جائے اور عورت اپنے شرک پر قائم رہے تو ایسی عورت چھوڑ دینا چاہیئے اس کا رکھ چھوڑنا جائز نہیں جب یہ آیت اتری اس وقت حضرت عمرؓ کی دو بیبیاں مکہ میں مشرک تھیں حضرت عمرؓ نے ان کو طلاق دے دیا البتہ اگر عورت یہودیہ ہو یا نصرانیہ تو اس کے رکھ چھوڑنے میں قباحت نہیں کیوں کہ اہل کتاب عورتوں سے مسلمان کا نکاح درست ہے [۶] جس کے بعد رجعت کر سکتا ہے [۷] یعنی تیسرا طلاق دے کر اس کو بالکل الگ کر دے اور بعضوں نے کہا اچھی طرح رخصت کرنے کا یہ مطلب ہے کہ عورت کو تنگ کرنے کی نیت سے رجعت نہ کرے بلکہ چھوڑ دے یہاں تک کہ اسکی عدت گذر جائے [۸] اور وہ اس سے صحبت کرے پھر طلاق دے اور عدت گذر جائے جب پہلا خاوند اس سے نکاح کر سکتا ہے اب نئے سرے سے پہلے خاوند کو تین طلاقوں کا نکاح حاصل ہوگا۔ ائمہ اربعہ اہل حدیث اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ دوسرے خاوند کا جماع کرنا بھی ضرور ہے اور بغیر اس کے وہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہو سکتی [۹] یعنی نیا نکاح پڑھا کر۔

يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٢٣٠﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ص وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ط وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٣١﴾ (البقرۃ پ۲ ع ۲۹)

کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں، جن کو سمجھ والوں کے لیے وہ بیان[1] کرتا ہے اور جب تم عورتوں کو طلاق دو (یعنی ایک یا دو) اور عدت پوری ہونے لگے[2] تو دستور کے موافق ان کو رکھ لو (یعنی پھر ملاپ کر لو) یا دستور کے موافق رخصت کر دو اور تنگ کرنے کے لیے ظلم کی نیت سے ان کو لٹکائے[3] نہ رکھو اور جو کوئی ایسا کرے اس نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا[4] اور اللہ تعالیٰ کے حکموں سے ٹھٹھا نہ کرو[5] اور اللہ تعالیٰ نے جو تم پر احسان کیا اسکو یاد کرو[6] اور جو تم پر کتاب سنت (یعنی حدیث شریف) تمہارے سمجھانے کے لیے اتاری[7] اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔

۳۔ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ج ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٣٢﴾ (البقرۃ پ۲ ع ۳۰)

اور جب عورتوں کو طلاق ہو جائے[8] پھر ان کی عدت پوری ہو جائے تو ان کو (اگلے) خاوندوں کے ساتھ نکاح کر لینے سے مت روکو۔ اگر دستور کے موافق آپس میں رضامندی ہو جائے[9] ان حکموں سے اسی کو نصیحت ہوگی (وہی فائدہ پائے گا) جو اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن پر یقین رکھتا ہے۔ یہ حکم تمہارے لیے بہت مفید اور بہت عمدہ ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے[10]۔

۴۔ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ج صلے

اگر تم عورتوں کو ہاتھ لگانے (یعنی جماع کرنے) اور مہر ٹھہرانے کے آگے ہی طلاق دے دو تو کچھ گناہ تم پر نہ ہوگا[11]۔ ان کو کچھ تحفہ اور امیر اپنے

---

[1] حلالہ کی شرط سے جو نکاح باندھا جائے وہ فاسد ہے اکثر علماء کے نزدیک اب اختلاف ہے اس میں کہ وہ عورت پہلے خاوند کے لیے درست ہوگی یا نہیں حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ درست نہ ہوگی [2] یعنی قریب ختم کے ہو [3] مطلب یہ ہے کہ طلاق رجعی کے بعد جب عورت عدت میں ہو اور اسکی عدت پوری ہونے لگے اور اگر دل سے اس عورت کا رکھنا منظور ہے تو رجعت کر لے ورنہ صرف اس خیال سے کہ عورت کو تکلیف ہو اور ناحق لٹکتی رہے رجعت کرنا پھر طلاق دینا یا اسکو ستانا منع ہے [4] یعنی اپنے تئیں عذاب کا سزاوار کردیا عورت پر ظلم کر کے [5] مثلاً اللہ تعالیٰ نے عورت کے لیے حد تین طلاق رکھی ہیں کوئی شخص سو طلاق دے یا ہنسی ٹھٹھے کے طور عورت کو طلاق دیوے حدیث میں ہے کہ تین باتیں ٹھٹھے سے بھی کہے تو صحیح پڑ جاتی ہیں نکاح، طلاق اور رجعت [6] کہ تمکو اسلام کی توفیق اور جاہلیت اور کفر سے نجات دی [7] اس کو بھی یاد کرو [8] کہ تم اچھی بات اختیار کرو اور بری بات چھوڑ دو [9] قرآن شریف میں واذا طلقتم کا لفظ ہے جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ جب تم طلاق دو عورتوں کو مگر چونکہ یہ خطاب ہے عورت کے وارثوں کی طرف اسلیے ہم نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ جب عورتوں کا طلاق ہو جائے [10] معقل بن یسار کی بہن کو جس کا نام جمیلہ تھا انکے خاوند عاصم بن عدی نے انکو طلاق دیا جب عدت پوری ہو گئی تو جمیلہ نے عاصم سے نکاح کرنا چاہا لیکن معقل نے روکا اور قسم کھالی کہ یہ نکاح کبھی نہ ہونے دونگا اس وقت یہ آیت اتری [11] اللہ کے ان حکموں میں کیا کیا فائدے ہیں دنیا اور آخرت میں [12] اگر جماع کے بعد طلاق دے اور مہر مقرر ہو چکا ہو تو پورا مہر دینا پڑیگا اگر مقرر نہ ہو تو مہر مثل دینا پڑے گا اور جو جماع سے پہلے طلاق دے تو اگر مہر مقرر ہو چکا ہے تو آدھا مہر دینا ہوگا اگر مقرر نہیں ہوا تھا تو اس کا یہ حکم ہے کہ انکو کچھ تحفہ دیا جائے امیر اپنے موافق غریب اپنے موافق۔

وَمَتِّعُوهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٣٦﴾ وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٣٧﴾ (البقرۃ پ ۲ ع ۳۱)

موافق غریب اپنے موافق جیسا رواج ہو۔ نیک لوگوں پر اس کا دینا ضرور ہے[1]۔ اور اگر جماع کرنے سے پہلے ان کو طلاق دو اور مہر ٹھہرا چکے تھے تو جو مہر ٹھہرا تھا اس کا آدھا دینا ہوگا اور تحفہ لازم نہیں، مگر جب عورتیں خود معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح باندھنا ہے[2]۔ اور معاف کر دینا پرہیزگاری سے بہت نزدیک ہے[3]۔ اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کرنے میں منت چوکو[4]۔ بیشک اللہ تعالےٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے[5]۔

۵۔ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿٢٤١﴾ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢٤٢﴾ (البقرۃ پ ۲ ع ۳۱)

اور طلاق والیوں کو رواج کے موافق تحفہ ملے گا۔ پرہیزگاروں پر یہ لازم ہے[6]۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے حکم تم سے بیان کرتا ہے اس لیے کہ تم سمجھو[7]۔

۶۔ وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا ۚ أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ﴿٢٠﴾ وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنْكُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ﴿٢١﴾ (النساء پ ۴ ع ۳)

اور اس پر بھی اگر تم ایک بی بی کو چھوڑ کر دوسری بی بی کرنا چاہو اور ڈھیر بھر مال اس کو دے چکے ہو[8] تو اس میں ایک حبہ واپس نہ لو۔ کیا بہتان لگا کر اور صریح گنہگار بن کر واپس لینا چاہتے ہو[9] اور واپس کیسے لوگے اور تم اور وہ جڑ چکے (یعنی صحبت کر چکے) اور انہوں نے تم سے پکا عہد لیا ہے[10]۔

۷۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ

اے پیغمبر (اور اس کی امت کے لوگو) جب تم عورتوں کو طلاق

[1] اس تحفہ کو متعہ کہتے ہیں یہ واجب ہے اکثر علماء کے نزدیک اور بعضوں کے نزدیک مستحب ہے [2] یعنی شوہر وہ کل مہر عورت کو دیدے یا کل جو دے چکا ہے اس میں سے آدھا واپس نہ مانگے [3] یہ عورت اور مرد دونوں کی طرف خطاب ہے۔ یعنی تقویٰ کے مناسب تو یہ ہے کہ درگذر کرے اور جانے دے [4] عورت آدھا مہر چھوڑ دے اور مرد پورا مہر دیدے [5] یہ حکم اخلاقاً ہے نہ وجوباً یعنی عمدہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور جو دوسرے پر نکلتا ہو اسکو معاف کر دیں سخت تقاضا نہ کریں [6] اس رکوع کی پہلی آیت میں ان عورتوں کو تحفہ دینے کا حکم تھا جن کو صحبت سے پہلے طلاق دیا جائے اور ان کا مہر مقرر نہ ہوا ہو اس آیت میں ہر عورت کے لیے جس کو طلاق دیا جائے تحفہ کا حکم ہے مگر اکثر علماء کے نزدیک یہ حکم استحباباً ہے نہ وجوباً [7] اور اللہ کے حکموں کی مصلحت میں غور اور فکر کرو [8] یعنی پہلی بی بی کو جس کو چھوڑنا چاہتے ہو [9] بعضوں نے کہا یہ آیت منسوخ ہے سورہ بقرہ کی اٹھائیسویں رکوع کی آیت سے جس میں خلع جائز کیا گیا ہے اور بعضوں نے کہا منسوخ نہیں ہے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ بغیر خلع کے عورت سے دیا ہوا مال واپس لینا صریح بے عزتی ہے [10] یعنی نکاح ہوا جو ایک مضبوط معاہدہ ہے اور تم نے مہر دینا قبول کیا پھر جب صحبت کر چکے تو پورا مہر ان کا ادا کرو حدیث میں ہے کہ تم نے عورتوں کو اللہ تعالیٰ کے امان میں لیا اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے ان کی شرم گاہ تم پر درست ہوئی۔

لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ① (الطلاق پ ۲۸ ع ۱)

دینا چاہو تو ایسے وقت پر طلاق دو کہ ان کی عدت شروع ہو جائے[1] اور عدت کا حساب کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جو تمہارا مالک ہے (عورتوں کو جھمیلے میں نہ ڈالو، ان کو ان کے گھروں سے جب تک وہ عدت میں رہیں مت نکالو اور نہ وہ خود نکلیں مگر جب کھلم کھلا بدکاری کریں[2] اور یہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے حکم ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے حکموں سے باہر ہو جائے اس نے اپنا آپ خراب کیا۔ طلاق دینے والے تجھے کیا معلوم اللہ تعالیٰ اس کے بعد کیا صورت[3] نکالتا ہے۔

اَلرِّضَاعُ وَالنَّفَقَةُ (۴۲)

باب ۴۲ رضاع اور نفقہ کا بیان

۱۔ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَاۗرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِھَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۤ وَعَلَي الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۭ

اور جو شخص اپنی اولاد کو پوری مدت تک دودھ پلانا چاہے تو مائیں دو برس تک دودھ پلائیں[4] اور بچہ کے باپ کو دستور کے موافق انکا کھانا کپڑا دینا ہوگا کسی شخص کو اس کی گنجائش سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے گی نہ ماں کو اس کے بچہ کی وجہ سے نقصان دیا جائے گا نہ باپ کو اس کے بچہ کی وجہ[5] سے اور اگر بچہ کا باپ نہ ہو تو باپ کے وارث پر ایسا ہی کھانا کپڑا[6] ہے۔ پھر اگر ماں باپ دونوں اپنی صلاح اور رضامندی سے (دو برس سے پہلے) دودھ چھڑانا چاہیں تو کچھ ان پر نہ ہوگا۔ اور

[1] یعنی طہر کی حالت میں جس میں صحبت نہ کی ہو ابن مسعودؓ نے کہا سنت یہی ہے کہ جب عورت حیض سے پاک ہو اس وقت طلاق دے عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی عورت کو حیض میں طلاق دیا آنحضرتؐ یہ سن کر غصہ ہوئے اور فرمایا رجعت کرلے پھر اسکو رہنے دے یہاں تک کہ پاک ہو پھر حیض آئے اور پاک ہو اب اگر طلاق دینا چاہے تو ایسی پاکی میں دے جس میں صحبت نہ کی ہو [2] زنا کریں۔ اکے لیے باہر نکالی جائیں بعضوں نے کہا بدکاری سے بدزبانی مراد ہے [3] شاید تیرے دل میں پھر عورت کی محبت آجائے اور اپنے کیے پر پریشان ہو کر رجعت کرلے اس لیے عدت تک عورت کو اسی گھر میں رہنے دینا چاہیئے جہاں طلاق دیا ہے بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ عورت کو ایک یا دو رجعی طلاق دینا چاہئیں اس لیے کہ رجعی طلاق کے بعد رجعت ممکن ہے اور تین طلاق کے بعد رجعت نہیں ہو سکتی۔ حدیث میں ہے کہ تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ کو طلاق بہت ناپسند ہے [4] یہ آیت ان ماؤں کے حق میں ہے جنکو انکے خاوندوں نے طلاق دے دیا ہو لیکن ان سے اولاد ہو اور باپ یہ چاہے کہ اولاد کو ماں دودھ پلائے تو ان کا کھانا کپڑا جب تک وہ دودھ پلائیں باپ کو دینا واجب ہے۔ یہ جو فرمایا پورے دو برس اس سے یہ نکلا کہ دودھ کی اخیر مدت دو برس ہیں اور کم مدت کی کوئی حد نہیں اگر دو برس کے بعد دودھ پلایا جائے تو اس سے دودھ ناطہ نہ ہوگا اکثر آئمہ کا یہی قول ہے [5] ماں کو نقصان دینا یہ کہ خواہ مخواہ اس پر جبر کریں دودھ پلانے کے لیے اور وہ راضی نہ ہو باپ کو نقصان دینا یہ کہ اس سے اتنا خرچہ مانگیں کہ وہ نہ دے سکے [6] باپ کے وارث سے مراد خود بچہ ہے یعنی اسکے مال میں سے ولی کھانے کا خرچہ بچہ کی ماں کو دے گا یہ جب ہے کہ بچہ مالدار ہو ورنہ ماں کو بلا اجرت دودھ پلانا واجب ہوگا۔ بعضوں نے کہا وارث سے مراد بچہ کے وارث ہیں یعنے جو اسکے ترکے کے حق دار ہیں وہ سب اپنے حصول کے موافق یہ خرچہ ادا کریں۔ بعضوں نے کہا صرف وہ ادا کریں گے جو عصبہ ہیں ؟

وَإِنْ أَرَدْتُّمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۲۳۳﴾ (البقرۃ پ۲ ۶-۳۰)

اور اگر تم اپنی اولاد کو (ماں کے سوا) دوسری جگہ دودھ پلوانا چاہو تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں۔ بشرطیکہ جو دینا چاہا تھا وہ دستور کے مطابق دے دو[1] اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یہ سمجھ رکھو کہ اللہ تعالیٰ جو تم کروگے اس کو دیکھ رہا ہے۔

۲۔ أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ﴿۶﴾ لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ ۖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿۷﴾ (الطلاق پ۲۸ ۱۶)

مسلمانو! جن عورتوں کو تم طلاق دو ان کو اپنے مقدور کے موافق جہاں تم رہتے ہو وہیں رکھو[2] اور ان کو ستانے کے لیے تکلیف مت دو[3] اور اگر وہ پیٹ سے ہوں تو (عدت گزرنے تک) حمل رکھنے تک ان کو خرچ دو[4]۔ پھر اگر وہ عورتیں (جن کو طلاق دیا گیا) تمہاری اولاد کو دودھ پلائیں تو ان کو دودھ پلائی کا حق ادا کرو اور دستور کے موافق یہ حق ٹھہرا لو۔ خاوند اور جورو کی حیثیت کے موافق اور اگر آپس میں ضدم ضدا کرو[5] تو کوئی دوسری عورت اسکے بچے کو دودھ پلاوے گی[6]۔ جس شخص کو مقدور ہو وہ اپنے مقدور بھر خرچ کرے اور جسکی روزی تنگ ہو اسکو جتنا خدا نے دیا ہے اسی کے موافق خرچ کرے۔ خداتعالیٰ نے جسکو جتنا دیا ہے اتنی ہی اسکو تکلیف دیتا ہے تنگی کے بعد اللہ تعالیٰ قریب میں فراغت دے گا[7]۔

اَللِّعَانُ (۴۳)

باب۴۳ لعان کا بیان

۱۔ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ

اور جو لوگ اپنی جوروؤں کو زنا کا عیب لگائیں اور انکے پاس سوا ان کے

[1] یعنی دودھ پلانیوالی سے جو ماہوار تم سے شروع میں ٹھہرائی تھی وہ اسکے حوالے کردو یہ حکم وجوب کے طور پر نہیں ہے اور دودھ پلانیوالی کو نوکر رکھنے میں یہ شرط ہے کہ ماہوار پیشگی ادا کردی جائے بلکہ استحباباً ہے یعنی بہتر یہ ہے کہ دودھ پلانا جب شروع ہوُا اسی وقت جو ماہوار ٹھہری تھی وہ دودھ پلانیوالی کو دے دی جائے تاکہ وہ خوشی سے دودھ پلاوے اور بچہ کو اسکے دودھ سے طاقت آوے [2] یعنی عدت گزرنے تک ان کو خرچ اور رہنے کا مکان دو مراد وہ عورتیں ہیں جن کو طلاق رجعی دیا جائے اور جس عورت کو تین طلاق دیئے جائیں اس کا نہ خرچ دینا ضرور ہے نہ مکان دینا ہمارے امام احمد بن حنبل کا یہی مذہب ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اسکو بھی خرچ اور مکان دینا عدت گزرنے تک ضرور ہے اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک صرف مکان دینا ضرور ہے خرچ دینا ضرور نہیں [3] خرچ دینے میں تنگی نہ کرو [4] یعنی زچگی ہونے تک ان کا خاوند مر گیا ہو تو اسکے مال میں سے خرچہ دیا جائیگا بعضوں نے کہا یہ حکم اسی صورت میں ہے جب حاملہ عورت کو طلاق دیا جائے اور وفات کی صورت میں اسکو خرچہ نہ ملے گا البتہ ترکہ پائیگی۔ سید علامہ نے کہا یہی حق ہے اور حدیث سے یہی ثابت ہے [5] عورت زیادہ مانگے اور خاوند منظور نہ کرے [6] یعنی خاوند کو چاہیئے اور کوئی انا رکھ لے عورت کو خواہ مخواہ دودھ پلانے پر مجبور نہ کرے البتہ اگر کوئی اور انا نہ ملے تو ماں کو دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے گا اور واجبی حق حاکم دلادے گا [7] یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا پورا ہوُا مسلمان بہت غریب تھے اور تنگی سے بسر کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے دولت دی روم اور ایران کی سلطنت ہاتھ آئی مالدار بن گئے [8] جب پہلی آیت اتری تو ہلال بن امیہ نے اپنی جورو پر شریک بن سحمہ سے زنا کرانے کا عیب لگایا آنحضرت نے فرمایا (باقی اگلے صفحہ پر)

لَهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۷﴾ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۸﴾ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾

(النور پ۱۸ ع ۱)

خود کے اور گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایک ایک کی گواہی یوں ہے کہ مرد اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر چار بار گواہی دے وہ (اپنے بیان میں) سچا ہے۔ اور پانچویں بار یوں کہے اللہ تعالیٰ کی پھٹکار اس پر ہو اگر وہ جھوٹا ہو اور عورت پر سے سزا (یعنی زنا کی حد) ایسے ٹلے گی کہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ یعنی اس کا خاوند جھوٹا ہے۔ اور پانچویں بار یوں کہے اس پر اللہ تعالےٰ کا غضب اترے اگر وہ (یعنی اس کا خاوند) سچا ہو (اور میں نے واقعی زنا کی ہو) اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا حکمت والا نہ ہوتا تو تم بہت تکلیف اٹھاتے۔

اَلظِّهَارُ وَالتَّبَنِّيْ (۴۴)

باب ظہار اور متبنّٰے کا بیان

۱۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ﴿۴﴾ اُدْعُوْهُمْ

اللہ تعالےٰ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں رکھے[1] اور نہ تمہاری ان بیبیوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری ماں بنایا[2] اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا[3] یہ باتیں تم اپنے منہ سے بکتے ہو[4] اور اللہ (سبحانہ و تعالیٰ) سچ فرماتا ہے۔ اور لوگوں کو سیدھی راہ بتلاتا ہے۔ لے پالکوں کو ان کے

(بقیہ صفحہ سابقہ) یا تو چار گواہ لا نہیں تو تیری پیٹھ پر حد پڑیگی اس نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو بڑی مشکل ٹھہری ایک شخص اپنی جورو کو برا کام کرتے دیکھے پھر خاموش رہے اور چار گواہ ڈھونڈنے جائے اللہ تعالیٰ ضرور اس باب میں کوئی حکم اتاریگا تب حضرت جبریل یہ آیتیں لیکر آئے (حواشی صفحہ ہذا) یعنی اس نے جھوٹی تہمت لگائی ہو جب خاوند لعان کر چکے تو وہ عورت اس سے جدا ہو جائیگی اور اب پھر تمام عمر وہ اس خاوند کے پاس نہیں آ سکتی اور اگر خاوند لعان سے انکار کرے تو اس پر تہمت کی حد لگائی جائیگی [2] مجھ پر جھوٹ زنا کی تہمت لگاتا ہے اگر عورت لعان کرنے سے انکار کرے تو اس پر زنا کی حد پڑیگی [3] تو تم تباہ ہو جاتے اور تہمت لگانے والے پر یا زنا کرنیوالے پر فوراً عذاب اترتا اتنی عبارت محذوف ہے [1] ایسے ہی ایک عورت ماں اور جورو نہیں ہو سکتی نہ لے پالک بیٹا ہو سکتا ہے بعضوں نے کہا ایک منافق کہتا تھا میرے دو دل ہیں ایک دل ایسا کہتا ہے اور ایک دل ایسا اس وقت یہ آیت اتری ابن عباسؓ سے روایت ہے آنحضرتؐ نماز پڑھ رہے تھے اس میں بھول گئے منافق کہنے لگے انکے دو دل ہیں ایک دل تمہارے ساتھ ایک دل کہیں اور اس وقت یہ آیت اتری [2] ظہار اسکو کہتے ہیں کہ جو آدمی اپنی جورو سے یوں کہے تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ اس میں کفارہ لازم آتا ہے جسکا ذکر آگے آئیگا [3] لے پالک بیٹے کی طرح تمہارا وارث نہ ہوگا نہ اسکی جورو تم پر حرام ہوگی نہ اسکی جورو اس پر مطلب یہ ہے کہ اسلام کی شریعت میں متبنیٰ کوئی چیز نہیں ہے [4] کہ یہ میرا بیٹا ہے یا میری یہ جورو میری ماں کے برابر ہے ایسا کہنے سے وہ بیٹا نہیں ہو جاتا نہ جورو ماں ہو جاتی ہے جاہلیت کے زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص کسی کو متبنیٰ کرتا تو اسکا وارث ہوتا آنحضرتؐ نے بھی زید بن حارثہ کو اپنا بیٹا بنایا تھا جب انہوں نے اپنی بی بی زینب کو طلاق دیا اور آنحضرتؐ نے ان سے نکاح کر لیا تو منافقوں نے بڑا غل مچایا کہ محمد صلعم نے اپنی بہو سے نکاح کر لیا حالانکہ دوسروں کو اس سے منع کرتے ہیں اس وقت یہ آیت اتری اور اللہ تعالیٰ نے متبنیٰ کو لغو قرار دیا۔

لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ⑤ (الاحزاب پ۲۱ ۱۶)

داصلی، باپوں کے نام سے پکارو[۱]۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات زیادہ انصاف کی ہے۔ پھر اگر تم کو ان کے داصلی، باپوں کے نام معلوم نہ ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں[۲] اور بھول چوک اگر تم سے ہو جائے[۳] تو تم پر کوئی گناہ نہیں البتہ قصداً ایسا کرو گے (تو گنہ گار ہو گے)، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے[۴]۔

٢- وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ④ (المجادلة پ۲۸ ۱۶)

جو لوگ تم میں اپنی جوروؤں سے ظہار کر بیٹھتے ہیں (ان کو ماں بناتے ہیں)، وہ درحقیقت انکی ماں تھوڑی ہیں، انکی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے اور (جورو کو ماں بنا کر) وہ ایک بری (بیہودہ) جھوٹ بات بکتے ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے[۵] اور جو لوگ اپنی جوروؤں سے ظہار کرتے ہیں پھر اپنے کیے پر شرمندہ ہوتے ہیں[۶] تو ان پر (ہاتھ لگانے یا جماع کرنے سے پہلے ایک بردہ آزاد کرنا (لازم) ہے (مسلمانو) تم کو یہ نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ پھر جس کو بردہ نہ مل سکے وہ ہاتھ لگانے (یا صحبت کرنے سے) پہلے پے در پے دو مہینے برابر) روزے[۷] رکھے جو یہ بھی نہ کر سکے وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ حکم اس لیے دیا جاتا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو اور یہ اللہ کے مقرر کیے ہوئے حکم ہیں ان کا خیال رکھو اور جو لوگ اللہ کے حکم نہ مانیں گے ان کو سخت[۸] عذاب ہو گا۔

---

[۱] پہلے زید بن حارثہؓ کو لوگ زید بن محمد کہا کرتے تھے جب یہ آیت اتری تو آنحضرتؐ نے زید سے فرمایا تو حارثہ کا بیٹا ہے [۲] ان کو بھائی یا دوست یا یار کہہ کے پکارو [۳] اور پالک کو اس کا بیٹا کہہ دو جس نے اس کو پالا ہے [۴] صحیح حدیث میں ہے جو کوئی اپنا باپ کسی اور کو بتلائے جو اس کا باپ نہ ہو جان بوجھ کر تو اس پر جنت حرام ہے [۵] یہ اس کا کرم اور رحم ہے کہ ظہار میں ایک کفارہ مقرر کر دیا اگر حقیقت میں جورو کو ماں کہنے سے وہ ماں ہی ہو جاتی تو بڑی مشکل پڑتی اگر کوئی اپنی جورو سے یوں کہے کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ تو وہ سب کے نزدیک ظہار ہو گا اور جو یوں کہے جیسے میری بیٹی یا بہن یا خالہ کی پیٹھ تو اس میں اختلاف ہے۔ بعضوں کے نزدیک وہ ظہار نہ ہو گا اسی طرح اگر یوں کہے تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کا منہ یا پاؤں یا سر تو بھی ظہار نہ ہو گا [۶] اور جورو کو رکھنا یا اس سے صحبت کرنا چاہتے ہیں یا صحبت کرتے ہیں تو ان پر الخ [۷] اگر ایک روزہ بھی عذر سے یا بے عذر ناغہ ہو تو پھر سرے سے دو مہینے رکھے بعضوں نے کہا اگر عذر سے ناغہ ہو تو سرے سے رکھنا ضرور نہیں ہے [۸] کہتے ہیں یہ آیتیں اتریں تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خولہ کو سنا دیں اور اس سے فرمایا جا اپنے خاوند سے کہہ ایک مرد آزاد کرے خولہ نے کہا یارسول اللہ وہ نادار ہے آپ نے فرمایا اچھا دو مہینے روزے رکھے۔ خولہ نے کہا یارسول اللہ وہ بوڑھا ناتواں ہے آپ نے فرمایا اچھا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے خولہ نے کہا اس کو یہ بھی مقدور نہیں ہے آپ نے فرمایا میں ایک عرق (پیمانہ) کھجوریں دے کر اس کی مدد کروں گا اس پر خولہ نے کہا میں بھی ایک وسق کھجور دے کر مدد کروں گی۔ آپؐ نے فرمایا یہ بہت بہتر ہے جا اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ جا کر سلوک کر پھر خولہ نے ایسا ہی کیا۔

اَلْعِدَّةُ (۴۵)

باب ۴۵ عدت کا بیان

۱۔ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِىْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِىْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (۲۲۸)

(البقرۃ پ ۲ ع ۲۸)

اور جن عورتوں کو طلاق دیا جائے وہ تین طہر یا تین حیض تک اپنے تئیں روک رکھیں[۱] اور اگر ان کو اللہ اور آخرت پر ایمان ہے تو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کے پیٹوں میں پیدا کیا ہو[۲] اس کا چھپانا ان کو درست نہیں[۳]۔ اور ان کے خاوندوں کو اس مدت کے اندر اپنی عورتوں کو پھرا لینے کا زیادہ حق ہے اگر ملاپ کرنا چاہیں[۴] اور جیسے مردوں کا حق عورتوں پر ہے ویسے ہی رواج کے موافق عورتوں کا بھی حق مردوں پر ہے[۵]۔ اور مردوں کا مرتبہ عورتوں سے زیادہ ہے۔ اور اللہ زبردست ہے حکمت والا۔

۲۔ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ

جو لوگ تم میں سے مرجائیں اور بیبیاں چھوڑ جائیں تو وہ (یعنے بیبیاں) چار مہینے دس دن تک اپنے تئیں روک رکھیں[۶] پھر جب اپنی عدت پوری کر لیں اور دستور کے موافق اپنے لیے کوئی کام

---

[۱] مراد وہ عورتیں ہیں جن سے خاوند صحبت کر چکے ہوں اور وہ حاملہ نہ ہوں اور ان کو حیض آتا ہو کیونکہ اگر صحبت کے قبل طلاق ہو تو عدت ہی نہیں ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اور جس کو حیض نہ آتا ہو اسکی عدت تین مہینے ہے اور تینوں کا بیان دوسری آیتوں میں آئیگا [۲] یعنی اگر پیٹ والی ہوں تو پیٹ نہ چھپائیں اس سے یہ غرض ہے کہ خاوند کا نقصان نہ ہو مثلاً عورت کو پیٹ تھا لیکن خاوند کو معلوم نہ تھا اس نے طلاق دے دیا اگر معلوم ہوتا تو شاید نہ دیتا یا عورت کو ابھی تیسرا حیض نہیں آیا تو خاوند کو رجعت (اپنی عورت سے پھر میل کر لینا) کا حق باقی تھا لیکن اس نے جھوٹ کہہ دیا کہ مجھ کو حیض آچکا اور خاوند رجعت نہ کر سکا یا تیسرا حیض آچکا لیکن عورت نے جھوٹ کہہ دیا کہ ابھی نہیں آیا تاکہ خاوند سے نان و نفقہ وصول کرتی رہے یہ سب باتیں ایمانداری کے خلاف ہیں جو عورتیں ایمان رکھتی ہوں ان کو ایسی باتیں کرنا جائز نہیں ہے صاف صاف سچ بیان کر دینا چاہیئے تاکہ کوئی فریق دھوکا نہ کھائے نہ کسی کا نقصان ہو نہ گناہ اور حرام میں گرفتار [۳] یعنی عدت گذرنے سے پہلے اگر خاوند کی نیت اصلاح اور میل کرنے کی ہو تو وہ رجعت کر سکتا ہے۔ لیکن عدت کے بعد بغیر عورت کی مرضی کے اور جدید نکاح کے کچھ نہیں ہو سکتا اور رجعت کا بھی اسی صورت میں ہے کہ ایک طلاق دیا ہو یا دو دیئے ہوں اگر تین دے چکا تو اب رجعت نہیں ہو سکتی جیسے آگے آئے گا [۴] عورتوں پر مردوں کے یہ حق ہیں کہ مردوں کی اطاعت کرنا جب وہ صحبت کے لیے بلائیں اور کوئی یا طبعی عذر نہ ہو تو خوشی سے قبول کرنا گھر کا بندوبست اور انتظام کرنا خاوند کے مال کی حفاظت کرنا خوش خلقی اور ملائمت سے خاوند کو خوش رکھنا دستور کے موافق انگ چوٹی خوشبو صاف ستھرے کپڑوں سے آراستہ رہنا اور عورتوں کے حق مردوں پر یہ ہیں کہ نان و نفقہ دستور کے موافق دینا ان کی دل جوئی کرنا خوش رکھنا۔ ابن عباسؓ نے کہا میں اس کو پسند رکھتا ہوں کہ اپنی عورت کے خوش کرنے کو آراستہ رہوں جیسے وہ میرے لیے زینت اور آرائش کرتی ہے ایک حدیث میں ہے کہ بہتر تم میں سے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیبیوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ [۵] اس کو سوگ کی عدت کہتے ہیں۔ اس حکم سے وہ عورتیں مستثنیٰ ہیں جو پیٹ والیاں ہوں ان کی عدت وضع حمل ہے۔ دوسری آیت سے واولات الاحمال اجلھن اخیر تک ؛

عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾ (البقرۃ پ۲ ع۳۰)

کرلیں[1] تو تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار[2] ہے۔

۳۔ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ (البقرۃ پ۲ ع۳۰)

اور اگر (سوگ یا طلاق بائن کی عدت میں) تم ایک دوسری بات کی آڑ میں پیام کا اشارہ کر دو یا اپنے دل میں چھپا رکھو تو کچھ گناہ نہیں[3]۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم کو ان عورتوں کا خیال پیدا ہو گا لیکن اندر ہی اندر ان سے وعدہ مت لو[4]۔ البتہ رواج کی بات کہہ سکتے ہو[5] اور جب تک مقرری عدت نہ گزر جائے اس وقت تک عقد کا قصد نہ کرو اور یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل کی بات جانتا ہے' اس سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا بردبار ہے[6]۔

۴۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾ (الاحزاب پ۲۲ ع۲۴)

مسلمانو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر صحبت سے پہلے ان کو طلاق دے دو تو تمہاری کوئی ان کو کرنا ضرور نہیں جس کا تم شمار کرو[7] بلکہ ان کو کچھ دے دو۔ اور اچھی طرح رخصت کر دو[8]۔

---

[1] مثلاً کسی سے نکاح کا پیام کریں یا عدت کے مکان سے اٹھ جائیں یا نکاح کریں [2] مسلمانو یا عورت کے وارثو [3] سوگ کی عدت واجب ہے عورت پر صحیح حدیث میں ہے کہ جو عورت اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتی ہو وہ کسی میت پر سوگ نہ کرے تین دن سے زیادہ مگر خاوند پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے [4] جو عورت اپنے خاوند کے سوگ میں ہو یا طلاق بائن کی عدت میں ہو اس کو عدت کے اندر کھلے کھلے طور سے تو نکاح کا پیام دینا حرام ہے لیکن اگر ایک آڑ میں اشارے کے طور پر پیام کا مضمون ادا کیا جائے تو جائز ہے مثلاً عورت سے کہے کہ ابھی تو ماشاء اللہ تم جوان ہو یا جان جہاں خوبصورت ہو یا میں کیا کروں مجھے ابھی تک عورتوں کی خواہش ہے۔ اور جو عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہو اس کو عدت کے اندر بالکل پیام دینا درست نہیں نہ کھلے طور پر نہ اشارے میں [5] یعنی دل میں ضرور ان سے نکاح کرنے کا خیال آئے گا اس میں آدمی کا اختیار نہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کر دیا [6] یعنی صاف نکاح کا ذکر کر کے ان سے اقرار مدارت کراؤ گو چپکے ہی ہو [7] یعنی جیسے دنیا میں قاعدہ ہے کہ اشارہ میں یہ مضمون ادا کرتے ہیں مثلاً تم ابھی جوان ہو یا خوبصورت ہو یا مجھ کو عورتوں کی ضرورت ہے [8] یعنی اللہ تعالیٰ میں دونوں صفتیں ہیں قہاری اس سے ڈرنا چاہیے اور غفاری اس سے امید رکھنی چاہیے بردبار یعنی فوراً عذاب نہیں کرتا باوجودیکہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے اس کو کسی کی کچھ پروا نہیں ہے [9] طلاق کی عدت تو عورت پر جب ہی واجب ہوتی ہے جب خاوند نے اس سے صحبت کی ہو کیونکہ حمل کا گمان ہوتا ہے اور صحبت سے پہلے طلاق دینے میں حمل کا گمان نہیں اس لیے عورت پر عدت نہ ہوگی اور اسی وقت دوسرا نکاح کر سکتی ہے [10] اگر مہر مقرر ہوا ہو تو آدھا مہر دو۔ جیسا سورہ بقرہ میں گزر چکا ہے اگر کچھ مہر نہیں ٹھہرا تھا تو ایک پوشاک کا جوڑا دے۔ بعضوں نے کہا یہ آیت سورہ بقرہ کی آیت سے منسوخ ہے۔ بعضوں نے کہا منسوخ نہیں اور نصف مہر کے ساتھ ایک جوڑا بھی دینا ضرور ہے۔ بعضوں نے کہا مستحب ہے' یہ طلاق کی صورت میں ہے کہ عورت پر عدت نہیں۔ اگر خاوند نکاح کے بعد صحبت کرنے سے پہلے مر گیا تو عورت کو چار مہینے دس دن عدت کرنا ہوگی۔

۵۔ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِیْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ذٰلِكُمْ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ﴿۲﴾

(الطلاق پ ۲۸ ع ۱۶)

پھر جب عورتیں اپنی عدت پوری ہونے پر آلگیں تو عدت ختم ہونے سے پہلے انکو سیدھی طرح رکھ لو (ان سے رجعت کر لو) یا سیدھی طرح انکو رخصت کر دو (جب یہ عدت گزر جانے دو، اور طلاق دو یا رجعت کرو ہر حال میں) دو بھلے آدمیوں کو گواہ بنا لو[1] اور لوگو تمکو کوئی گواہ بنائے تو سیدھی سیدھی اللہ سے ڈر کر گواہی دینا۔ ان باتوں سے اسی شخص کو نصیحت ہوتی ہے جو اللہ اور پچھلے دن پر یقین رکھتا ہے (بے ایمان کو یہ باتیں کچھ فائدہ نہیں دیتیں)

۶۔ وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ ﴿۱﴾ (الطلاق پ ۲۸ ع ۱۶)

مسلمانو تمہاری عورتوں میں سے جو (بوڑھی) حیض سے نا امید ہو گئی ہوں (ان کی عدت میں) اگر تم کو شبہ پڑے[2] تو ان کی عدت تین مہینے ہیں[3] (اور اسی طرح ان عورتوں کی عدت جن کو چھٹپنے کی وجہ سے) حیض[4] نہ آیا ہو اور پیٹ والی عورتوں کی عدت[5] یہ ہے کہ وہ اپنا بچہ جنیں[6]۔

اَلْخُلْعُ (۴۶)

باب[46] خلع کا بیان

۱۔ وَلَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْئًا اِلَّآ اَنْ یَّخَافَآ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿﴾

اور جو تم اپنی بیبیوں کو دے چکے ہو اس کا پھیر لینا درست نہیں[6]۔ مگر جب میاں بی بی دونوں کو ڈر ہو کہ میاں بی بی اللہ کے حکموں اور قاعدوں پر نہیں چل سکیں گے تو اگر عورت اپنا پیچھا چھڑانے کو کچھ دے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں۔ ان سے آگے مت بڑھو (یعنی ان کا خلاف مت کرو) اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی حدوں سے بڑھ جائے تو ایسے ہی لوگ گنہ گار ہیں۔

---

[1] ہمارے امام احمد بن حنبل کا یہی مذہب ہے کہ رجعت میں تو گواہ کرنا واجب ہے لیکن طلاق میں مستحب ہے عمران بن حصین سے کسی نے کہا کہ ایک شخص نے طلاق دیا اور گواہ نہیں کیا انہوں نے کہا اس نے سنت کے خلاف کیا اس کو چاہیے کہ طلاق اور رجعت دونوں پر گواہ بنائے اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے [2] تم کو معلوم نہ ہو ان کی عدت کیا ہے [3] ان کی بھی عدت تین مہینے ہیں یہ عدت طلاق کی ہے لیکن خاوند کے مرجانے کی صورت میں ایسی عورتوں کی عدت چار مہینے دس دن ہیں [4] خواہ ان کو طلاق دیا جائے یا ان کا خاوند مر جائے ہر حال میں یہ ہے الخ [5] بعضوں نے کہا پیٹ والی عورت کی عدت جب اس کا خاوند مر جائے اخیر میعاد ہے یعنی چار مہینے دس دن اگر وضع حمل اس سے پہلے ہو جائے اور وضع حمل اگر چار مہینے دس دن اس سے پہلے گزر جائیں۔ حضرت علیؓ سے ایسا ہی منقول ہے۔ لیکن عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا یہ سورت سورہ بقرہ کے بعد اتری ہے اور حاملہ عورت کی عدت یہی ہے کہ بچہ جنے خواہ وہ مطلقہ ہو یا اس کا خاوند مر جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ سبیعہ اپنے خاوند کے مرنے کے بعد بائیس روز بعد جنی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نکاح کر دیا [6] یعنی جو حصہ مہر کا تم عورت کو دے چکے ہو۔

۱۔ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا ... وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ط وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ط وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (۱۲۸) (النساء پ ۵ ع ۱۹)

اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی شرارت یا بے پرواہی کا ڈر ہو[۱] تو (میاں بی بی) دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ آپس میں صلاح کرکے صلح کرلیں (کچھ ٹھہرالیں[۲]) اور صلح (ہر حال میں) بہتر ہے[۳] اور لالچ تو جان سے لگی ہوئی ہے[۴] اور اگر تم بھلائی کرو[۵] اور (بدسلوکی حق تلفی ظلم سے) بچے رہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے[۶]۔

اَلرَّهْنُ وَالْبَيْعُ وَالْاَمَانَةُ

باب رہن اور بیع اور امانت کا بیان

۱۔ وَاَشْهِدُوْا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ص وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ط وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌ بِكُمْ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۲۸۲) وَاِنْ كُنْتُمْ

اور سودا کرتے وقت گواہ کرلو۔ اور لکھنے والے اور گواہ کو نقصان نہ پہنچے۔ اور اگر ایسا کرو تو تم پر گناہ لازم ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (جو حکم اس نے دیا ہے بسروچشم بجالاؤ) اور اللہ تعالیٰ تمہاری تعلیم کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے[۱] اور اگر

---

[۱] شرارت یہ ہے کہ عورت کو حقیر سمجھے اس کے پاس سونا بیٹھنا چھوڑ دے اس کا نان ونفقہ نہ دے اس کو ناپسند کرتا ہو دوسری خوبصورت عورت پر اسکی آنکھ لگی ہو اور بے پرواہی یہ ہے کہ بیٹھنے اٹھنے ساتھ سوتے میں کمی کرے یا انس ومحبت چھوڑ دے [۲] مثلاً عورت اپنی باری چھوڑ دے یا مہر کچھ کم دے یا نان نفقہ کم لینے پر راضی ہوجائے [۳] شرار جھگڑا کرتے سے مثلاً عورت خاوند پر نان نفقہ کی یا اپنے حقوق کی نالش کرے مرد اسکو طلاق دینے پر مستعد ہو یا مارپیٹ کرے رات دن قضیہ فساد۔ حدیث میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی سودہؓ کو طلاق دینا چاہا انھوں نے کہا یارسول اللہ مجھ کو اب مردوں کی خواہش نہیں ہے میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن آپکی بیبیوں میں میرا حشر ہو اور میں اپنی باری بی بی عائشہ کو دے دیتی ہوں آں حضرتؐ نے یہ منظور کرلیا اور طلاق نہیں دیا تب یہ آیت اتری [۴] یعنی بخیلی اور حرص تو آدمی کی فطرت میں ہے ہر ایک آدمی اپنا حق پورے طور سے لینا چاہتا ہے اور دوسرے کے حق کی اتنی پرواہ نہیں کرتا عورت چاہتی ہے کہ میں اپنا نان نفقہ اپنی باری نہ چھوڑوں مرد چاہتا ہے کہ میں عورت کو پیسہ نہ دوں لیکن اپنا کام نکالوں [۵] اچھا سلوک اور احسان [۶] تم اگر اپنی بی بی سے اچھا سلوک کروگے رحم اور شفقت سے پیش آؤگے تو اس کا اجر پاؤگے [۷] خواہ وہ نقد ہو یا ادھار اکثر علماء کے نزدیک یہ حکم استحباباً ہے اور بعضوں نے کہا وجوباً ہے لیکن منسوخ ہے [۸] مثلاً وہ کسی ضروری کام یا حاجت میں مصروف ہوں یا کہیں دور رہتے ہوں اور دل سے

[۱] یہ جو فرمایا تعلیم کرتا ہے یعنی دین اور دنیا دونوں کی اصلاح اس قرآن شریف سے ہوئی ہے اسی طرح حدیث سے بعضے ناسمجھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ دین کو ہمارے دنیاوی امور سے کچھ غرض نہیں اور نکتہ چینی کے طور پر ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ تم اپنے دنیا کے کاموں کو خوب جانتے ہو یہ خیال بالکل غلط ہے قرآن اور حدیث دونوں دنیاوی احکام سے بھرے ہوئے ہیں۔ نکاح، طلاق، سود، بیع، خلع، شفعہ، وصیت، میراث، اکل وشرب لباس دنیا کے سب کاموں میں اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیئے ہیں جن پر چلنا فرض ہے۔ جو حدیث یہ لوگ پیش کرتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے ان کاموں میں جن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلعم نے کوئی حکم نہیں دیا اس میں ہمیں اختیار ہے کہ اپنی پسند کے موافق چلیں مثلاً ہم پلاؤ کھائیں یا قورمہ یا پاجامہ پہنیں یا تہ بند باندھیں کسی حال میں ہم گنہ گار نہ ہونگے۔

عَلٰی سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ (۲۸۳) (البقرۃ پ ۳ ع ۳۹)

تم سفر میں ہو اور تم کو کوئی لکھنے والا نہ ملے تو (روپیہ کے بدل جو وصول کرنا ہے یا چیز کے بدل جو وقت پر لینا ہے۔ ہاتھ گروی رکھ لو، اگر ایک کو دوسرے کا اعتبار[1] ہو تو جس کا اعتبار کیا گیا اسکو چاہیئے کہ دوسرے کی امانت[2] ادا[3] کردے۔ اور اپنے مالک سے ڈرتا رہے[4]۔

اَلرِّبٰوا (۴۸)

باب ۴۸ سود کا بیان

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَی اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

جو لوگ سود کھاتے ہیں[5] وہ اپنی قبروں سے حشر کے دن اس طرح اٹھیں گے جیسے وہ شخص اٹھتا ہے جس کو آسیب نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو[6] یہ (عذاب) ان کو اس وجہ سے (ہوگا) کہ وہ کہتے تھے کسی چیز کا بیچنا بھی سود کی طرح[7] ہے اور اللہ تعالیٰ نے بیچنے کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا[8] پھر جس شخص کو اس کے پروردگار کی طرف سے یہ نصیحت پہنچ گئی اور آئندہ وہ سود کھانے سے باز آیا تو جو کہا چکا[9] وہ اس کا ہوگیا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے[10] ہے اور جو کوئی پھر سود کھائے تو ایسے ہی لوگ دوزخی[12] ہیں وہ

[1] گروی لینی ضرور نہیں لیکن الخ [2] اس کا روپیہ یا چیز جو میعاد پر ٹھہرتی تھی [3] امانت میں خیانت نہ کرے [4] یعنی جس کی امانت ہے اسی کو دو یہ نہیں کہ زید کی امانت عمرو کے حوالے کردے اس آیت سے شرع کے بہت سے مسئلے نکلتے ہیں اور یہ تمام مسلمانوں کی طرف خطاب ہے یا حاکموں کی طرف اس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق اور لوگوں کے حقوق سب داخل ہیں خواہ امانت رکھنے والا نیک ہو یا بد جسکی امانت ہو اسی کو دی جائیگی [5] اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کا بیان کیا جو رات اور دن اپنے مال کو اللہ کی رضامندی کے لیے خرچ کرتے ہیں انکے مقابل میں وہ لوگ ہیں جو خیرات کو پسند نہیں کرتے رات دن مال کو جوڑنے اور سود پر بڑھانے کی فکر میں رہتے ہیں حالانکہ سود کا لینا اور دینا یہاں تک کہ اسکا لکھنا اور گواہ ہونا بھی حرام ہے مگر لینا سب سے برا ہے تو انہی لوگوں کو بیان فرمایا [6] مرگی کا عارضہ ہوگیا کیونکہ یہ عارضہ اکثر شیطان کی جھپٹ سے ہوا کرتا ہے اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے آسیب کی جھپٹ سے پناہ مانگی مطلب یہ ہے کہ سود خوار قیامت کے دن اپنی قبروں سے گرتے پڑتے لرزتے دیوانوں اور آسیب زدوں کی طرح اٹھیں گے [7] عرب کے کافر اللہ تعالیٰ کے حکم پر اعتراض کرتے تھے کہ سود میں اور بیع میں فرق ہی کیا ہے دونوں میں نفع کی غرض ہوتی ہے جیسے ہم نے ایک گھوڑا سو روپیہ کو خریدا اور ڈیڑھ سو کو بیچا ایسے ہی ہم نے کسی کو سو روپے دیئے اور اس سے ڈیڑھ سو لیے [8] اس میں اس کی بڑی بڑی مصلحتیں ہیں ادنیٰ حکمت یہ ہے کہ لوگ لوگوں سے سلوک کریں وقت پر ان کی مدد کریں مسلمانی کا شیوہ یہی ہے قرض حسنہ دیں پھر اپنا اصل مال لے لیں اگر نفع کمانا منظور ہے تو تجارت اور سوداگری کریں یا دوسرے کو نفع ٹھہرا کر تجارت اور سوداگری کے لیے دیں جس کو مضاربت کہتے ہیں [9] جاہلیت کے زمانہ میں یا سود حرام ہونے سے پہلے [10] کہ اس کو عذاب کرے یا معاف کر دے [11] اور بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ سود کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے یعنی اللہ کا اختیار ہے جب تک چاہے اس کو حرام رکھے [12] یہ نصیحت پہنچنے کے بعد [13] یہ مبالغہ کے طور پر فرمایا یعنی بہت دنوں تک دوزخ میں رہیں گے کیونکہ جو کوئی سود کو حرام سمجھ کر کھائے وہ گنہ گار ہے کافر نہیں ہے اور گنہ گار جو با ایمان ہو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس کو کبھی نہ کبھی دوزخ سے نجات ملے گی۔

فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيمٍ ﴿۲۷۶﴾ (البقرة پ۳ ع ۳۸)

ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو میٹ دیتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے[۲]۔ اور اللہ تعالیٰ ناشکرے گناہ گار کو پسند نہیں کرتا۔

۲۔ يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا فَاْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ﴿۲۷۹﴾ (البقرة پ۳ ع ۳۸)

مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود (لوگوں کے ذمہ) پر باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو (اب نہ لو) اگر تم ایمان رکھتے ہو[۳]۔ پھر اگر ایسا نہیں ہے (یعنی سود نہیں چھوڑتے) تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے ہوشیار ہو جاؤ[۴]۔ اور جو سود کھانے سے، توبہ کرتے ہو تو اپنا اصل روپیہ لے لو نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تم پر کوئی ظلم کرے[۵]۔

۳۔ يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۳۰﴾ (اٰل عمران پ۴ ع ۱۴)

مسلمانو! سود مت کھاؤ دونے پر دونا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو[۶]۔

۴۔ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ ﴿۳۹﴾ (الروم پ۲۱ ع ۴)

اور جو تم سود دیتے ہو کہ لوگوں کا مال بڑھ جائے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہیں بڑھتا[۷]۔

اَلدَّيْنُ (۴۹)

باب ۴۹ قرض کا بیان

۱۔ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۚ

اور اگر جس پر قرض ہے اسکا ہاتھ تنگ ہو تو اسکو مہلت دو جبتک اس کا ہاتھ کشادہ ہو[۱]

---

[۱] یعنی سود خوار کو برکت نہیں ہوتی ایسی ایسی آفتوں میں گھر جاتا ہے کہ اور نقصان ہوتا ہے آمدنی کم ہو جاتی ہے [۲] یہ بھی ناشکرہ ہے کہ حق تعالیٰ نے دولت دی ہو اور پھر اپنے محتاج بھائی کو بے سود رکھوائے قرض نہ دیوے [۳] یعنی منع ہونے سے پہلے جو لے چکے سو لے چکے اور اگلا چڑھا ہوا اب نہ مانگو اسکو بالکل حساب سے فارغ کردو اور اپنا اصل روپیہ لے لو [۴] یعنی جب خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتے تو دشمن ہوئے خدا اور رسول کے دشمن کو ہر وقت لڑائی کیلئے تیار رہنا چاہیئے۔ ابن عباسؓ نے کہا سود خوار کو قیامت کے دن حکم ہوگا کہ اپنے ہتھیار کو جنگ کے لیے اٹھا بعضوں نے کہا جو مسلمان سود کھانا نہ چھوڑیں ان سے حاکم اسلام کو لڑنا چاہیئے [۵] یعنی اگلا لیا ہوا سود اگر اصل میں مجرا لیا جائے تو تم پر ظلم ہوگا اور منع ہونے کے بعد اگلا چڑھا ہوا سود تم مانگو تو تمہارا ظلم ہے اللہ تعالیٰ نے بہت انصاف کے ساتھ فیصلہ فرما دیا کہ جو لے چکے وہ تمہارا ہو گیا اب آیندہ سود نہ لو اپنا روپیہ لے لو [۶] اور آخرت میں تم کو عذاب سے نجات ہو سود تھوڑا لے یا بہت ہر طرح حرام ہے مگر یہ صورت اور زیادہ سخت گناہ ہے کہ سود اصل میں سے دوگنا اور چوگنا ہو جائے جیسے عرب کے سود خوار کیا کرتے تھے کہ جب وعدہ آگیا تو سود کو اصل میں ملا لیتے اور سود در سود لیتے۔ یہاں تک کہ ایک دانے سے قرضے میں مدیوں کی کل جائداد پھنس جاتی [۷] گو دنیا میں سود سے مال بڑھ جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کے ہاں اس میں ترقی نہیں ہوتی۔ بعضوں نے کہا اس آیت میں سود سے یہ مراد ہے کہ کوئی کسی کو تحفہ بھیجے اس نیت سے کہ اس کا بدل زیادہ ملے گا تو یہ حلال ہے گو اس میں ثواب نہیں [۸] یعنی مال دار ہو جاہلیت کے زمانہ کی طرح یہ نہ کرو کہ میعاد گذرتے ہی اس پر سود لگا دو۔

وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (٢٨٠)

(البقرة پ٣ ع ٣٨)

اور اگر اصل روپیہ بھی چھوڑ دو (یعنی کل معاف کر دو یا اس میں کوئی حصہ) تو اور اچھا ہے تمہارے لیے اگر سمجھو۔[1]

٢- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۗ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ۭ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ۭ (٢٨٢)

(البقرة پ٣ ع ٣٩)

مسلمانو! جب تم ایک مقررہ میعاد پر ادھار کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔[2] اور جو تم میں لکھنے والا ہو اس کو چاہیئے کہ انصاف سے لکھے۔[3] اور لکھنے والے کو چاہیئے (جب اس کو لکھنے کے لیے کہیں) جیسا اللہ تعالیٰ نے اس کو سکھایا[4] ہے وہ بھی لکھنے سے انکار نہ کرے اور لکھ دے۔[5] اور لکھوا دے وہ جس پر دینا ہو۔[6] اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے جو اس کا مالک ہے اور جو دینا ہے (وہ پورا پورا لکھوا دے) اس میں کمی نہ کرے اگر جس پر دینا ہو وہ کم عقل ہو یا معذور (مثلاً دیوانہ ہو یا نابالغ یا بوڑھا جو سٹھیا گیا ہو) یا لکھوا نہ سکتا ہو (مثلاً گونگا ہو یا زبان سے ناواقف) تو اس کا ولی (وارث یا وکیل یا مترجم یا حاکم یا قائم) انصاف سے لکھوا دے۔

٣- وَلَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ۭ (٢٨٢)

(البقرة پ٣ ع ٣٩)

اور معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا (میعاد معین) اس کے لکھنے سے جی مت چراؤ (یہ لکھاوٹ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت انصاف کی بات ہے اور اس سے گواہی کی مضبوطی ہوتی ہے اور (آئندہ) کوئی شبہ نہ کرو اس کی زیادہ امید بندھتی ہے۔[7] مگر جب نقد سودا ہو اس ہاتھ دو اس ہاتھ لو تو نہ لکھنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔

---

[1] کہ مفلس قرضدار کو قرضہ معاف کر دینے میں کتنا بڑا ثواب ہے۔ [2] خواہ قرض کا معاملہ ہو یعنی کسی کو وعدے پر قرض دو یا لو یا سلم کا معاملہ ہو۔ سلم اسے کہتے ہیں کہ روپیہ پیشگی دے دیا اور مال کا دینا ایک وعدے پر ٹھہرا [3] یعنی ٹھیک ٹھیک جیسا معاملہ ٹھہرا ہو ویسا ہی لکھے یہ نہیں کہ ایک فریق کی رعایت سے ایسے لفظ لکھ دے جس میں دوسرے کا نقصان ہو۔ آیت سے یہ نکلتا ہے کہ اس قسم کے معاملوں کا لکھنا واجب ہے تاکہ آیندہ جھگڑا نہ ہو۔ لیکن یہ وجوب بعد کی اس آیت سے منسوخ ہو گیا فان امن بعضکم بعضا اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ لکھنا واجب نہیں اور یہ حکم استحباباً ہے [4] اور اپنے فضل و کرم سے اس کو لائق بنایا [5] تو لکھنے والے پر لکھنا واجب ہے جب اس کے سوا اور کوئی لکھنا نہ جانتا ہو اور اکثر علماء کے نزدیک مستحب ہے [6] یعنی جس پر روپیہ یا مال ہو یعنی مدیون وہ بولتا جائے [7] یعنی اگر معاملہ نہ لکھا جائے تو یہ اندیشہ رہتا ہے کہ شاید گواہ کچھ بھول جائیں یا اختلاف کرنے لگیں یا آئندہ خود صاحب معاملہ کو کسی بات میں شک پیدا ہو جب دستاویز لکھ دی گئی اور گواہوں نے اس پر گواہی کر دی تو ادھر گواہی خوب مضبوط ہو گئی ادھر یہ امید قوی ہو گئی کہ اب کوئی شبہ پیدا نہ ہو گا۔

اَلْبَيِّنُ (۵۰)

بابٌ قسم کا بیان

۱۔ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۲۲۴) لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ (۲۲۵)

(البقرۃ پ ۲ ع ۲۸)

(مسلمانو) قسمیں کھا کر اللہ تعالیٰ کو نیکی اور پرہیزگاری اور لوگوں میں ملاپ کرنے کی روک نہ بناؤ[1]۔ اور اللہ تعالیٰ تمہاری (قسموں کو) سنتا ہے (تمہاری نیت) جانتا ہے لغو قسموں پر اللہ تعالیٰ تم کو نہیں پکڑے گا۔ لیکن اس قسم پر جو جان بوجھ کر دل سے کھاؤ۔ مواخذہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے تحمل کرنے والا[2]۔

۲۔ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ج فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ط فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ط ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ط وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۸۹) (المائدۃ پ ۷ ع ۱۲)

اللہ تعالیٰ تم کو لغو قسموں پر نہیں پکڑے گا[3] البتہ ان قسموں پر پکڑیگا جو قصداً تم نے کھائی ہوں[4] تو اس کا کفارہ (اتار) یہ ہے کہ دس مسکینوں کو بیچ کا (معمولی) کھانا کھلاؤ جو اپنے بال بچوں کو کھلاتے ہو[5] یا دس مسکینوں کو کپڑا پہناؤ یا ایک بردہ آزاد کرو[6] پھر جس کو مقدور نہ ہو تو وہ تین روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم (قصداً) قسم کھاؤ (پھر اس کو توڑو) اور اپنی قسموں کو نبھاتے رہو اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنے حکم تم سے بیان کرتا ہے اس لیے کہ تم شکر کرو۔

۳۔ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ط اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ (۹۱) وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا

اور قسموں کو پکا کرنے کے بعد انکو نہ توڑو جس حال میں تم اللہ تعالیٰ کو اپنا ضامن کر چکے ہو بیشک اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو وہ جانتا ہے[7]۔ اور (قسم توڑنے میں) اس عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا کاتا ہوا سوت مضبوط کرنے[8] کے

---

[1] بعض لوگ غصہ میں آن کر اللہ تعالیٰ کی قسم کھا لیتے کہ فلانے سے نیک سلوک نہ کروں گا یا اور کسی اچھی بات کے نہ کرنے کے لیے پھر یہ کہتے کہ اب ہم کیونکر یہ کام کر سکتے ہیں گو وہ اچھا کام ہے کیونکہ وہ اللہ کی قسم کھا چکے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسی قسم کو توڑ ڈالو اور نیک کام بجا لاؤ [2] لغو قسم یہ ہے جیسے بعض لوگوں کا تکیہ کلام ہوتا ہے واللہ باللہ ہر بات میں کہا کرتے ہیں لیکن قسم کھانے کی نیت دل میں نہیں ہوتی ابن عباسؓ اور عائشہؓ اور اکثر علماء سے ایسا ہی منقول ہے [3] لغو قسم کی تعریف سورہ بقرہ کے اٹھائیسویں رکوع میں گذر چکی ہے یعنی جو بے قصد اور بے ارادے کے تکیہ کلام کے طور پر زبان سے نکلے اور قسم کھانے کی نیت نہ ہو [4] قسم کی نیت سے پھر اس کے خلاف کرو [5] یعنی صبح اور شام دو وقت کا کھانا ہر مسکین کو دو معمولی کھانے سے اور بیچ کے کھانے سے مراد یہ ہے کہ جو قسم کھانے والا اور اس کے بال بچے روزمرہ کھایا کرتے ہیں نہ اعلےٰ قسم کا نہ ادنیٰ قسم کا [6] کسی قسم کا کپڑا ہو اگرچہ ہر مسکین کو ایک ایک ہی کپڑا دے دو [7] جو مسلمان ہو امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے [8] شریعت کے احکام بتلانے پر اس کا الخ [9] اگر تم قسم یا عہد کو توڑ دو گے تو وہ تم کو سزا دے گا [10] بٹنے اور درست کرنے یا محنت اٹھانے کے بعد الخ۔

مِنۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾

(النحل پ۱۴ ع۱۳)

بعد ٹکڑے ٹکڑے کرکے توڑ ڈالا تم اپنی قسموں کو آپس میں مکر کا ذریعہ کرتے ہو اس لیے کہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے زور آور پاتے ہو[۱]۔ اللہ تعالیٰ اس سے تمہاری آزمائش کرتا ہے[۲]۔ اور وہ بیشک جن باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو قیامت کے دن ان کو کھول کر تم سے بیان کر دے گا[۳]۔

۴۔ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ (النحل پ۱۴ ع۱۳)

اور اپنی قسموں کو آپس میں مکر کا ذریعہ مت کرو[۴]۔ ایسا نہ ہو۔ (اسلام پر) تمہارا قدم جم جانے کے بعد پھر اکھڑ جائے[۵]۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کی سزا میں تم کو تکلیف پہنچے[۶]۔ اور سخت عذاب ہو۔

۵۔ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾

(التحریم پ۲۸ ع۱)

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے (اے مسلمانو!) قسم کا اتار ڈالنا ٹھہرا دیا ہے[۷]۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارا کام بنانے والا (سرپرست) ہے اور وہ خوب جانتا ہے حکمت والا۔

اَلْحَظْرُ وَالْاِبَاحَةُ (۵۱) — باب ۵۱ حلال، حرام اور مکروہ کا بیان

۱۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ

اس نے تو صرف تم پر مردار اور خون (جو بہتا ہو) اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر (کاٹتے وقت) اللہ کے سوا اور کسی کا نام پکارا جائے حرام کیا ہے[۸]۔ پھر جو کوئی

---

[۱] عرب کے کافروں کا یہ حال تھا کہ ایک قبیلے سے دوستی کا عہد کرتے قسمیں کھاتے پھر دوسرے قبیلے کو اس سے زبردست پاکر عہد توڑ ڈالتے اور زبردست سے عہد کرتے بعضے کافروں نے ایسا کیا کہ مسلمانوں سے پہلے دوستی کا عہد باندھا پھر دیکھا کہ قریش کے کافر تعداد میں اور سامان میں زیادہ ہیں تو مسلمانوں سے عہد شکنی کرکے ان سے دوستی کرلی [۲] جو ایک کو زبردست کیا ہے اور دوسرے کو کمزور [۳] کہ تم اپنے عہد پر قائم رہتے یا دوسرے گروہ کو زبردست دیکھ کر اپنے عہد کا خیال چھوڑ دیتے ہو [۴] اور ہر ایک کو اس کام کی جزا اور سزا دے گا [۵] کہ دل میں بے ایمانی اور قسم توڑنے کی نیت ہو تو ظاہر میں دوسرے کے پھسلانے کے لیے قسم کھاؤ اس رکوع کی چوتھی آیت ولا تکونوا الآیہ میں یہ مضمون بطریق حکایت بیان کیا تھا اب صاف اسکی ممانعت بیان کردی تو یہ مضمون مکرر نہیں ہے [۶] قسم کو توڑ کر تم پھر کافروں میں شریک ہو جاؤ [۷] یعنی دنیا میں ذلت اور خواری اور آخرت میں عذاب مطلب یہ ہے کہ جب تم قسم توڑو گے اور دغا کرو گے تو دوسرے کافروں کی نظر میں اسلام کی ذلت ہوگی اور وہ مسلمان بننا پسند نہ کریں گے تو تم نے گویا ان کو اسلام سے روکا اس کا عذاب تم پر پڑے گا [۸] یعنی اگر کوئی بری بات پر کوئی قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا کفارہ مقرر کردیا ہے جو سورہ مائدہ میں بیان ہو چکا ہے قسم توڑ ڈالے اور کفارہ دے پیغمبر کو بھی چاہیے کہ اپنی قسم توڑ ڈالیں اور حلال چیز کو حلال رکھیں بعضوں نے اس آیت سے یہ نکالا ہے کہ حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرلینا بھی قسم کی طرح ہے جس میں کفارہ واجب ہوتا ہے بعضوں نے کہا آں حضرتؐ نے کفارہ نہیں دیا کیونکہ آپ کے سب قصور اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیے ہیں [۹] مردار میں سے دو جانور حدیث شریف کے رو سے نکالے گئے ہیں مچھلی اور ٹڈی وہ حلال ہیں اسی طرح خون میں سے جگر اور کلیجی اور مردار سے مراد اس میں خشکی کے مردار جانور ہیں دریا کے مردار سب حلال ہیں بعض علماء کے نزدیک (باقی اگلے صفحہ پر)

اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾ (البقرۃ پ۲ ع ۲۱)

بیقرار ہو جائے لیکن نا فرمانی اور سرکشی نہ کرتا ہو اور حد سے زیادہ نہ بڑھے تو اس پر (ان چیزوں کے بھی کھا لینے کا) گناہ نہیں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔[لہ]

۲۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ز وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ ﴿۲۱۷﴾ (البقرۃ پ۲ ع ۲۷)

(اے پیغمبرؐ مسلمان تجھ سے پوچھتے ہیں، شراب پینا اور جوا کھیلنا کیسا ہے؟ تو کہہ ان دونوں چیزوں میں بڑا نقصان ہے اور لوگوں کو کچھ فائدے بھی ہیں مگر ان کا نقصان فائدے سے بڑھ کر ہے۔[۲ہ]

۳۔ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ (البقرۃ پ۲ ع ۲۸)

عورتیں تمہاری کھیتی ہیں اپنی کھیتی میں جس طرح سے (یا جہاں سے) چاہو آؤ اور اپنے لیے کچھ آگے بھیجو (یعنی نیک عمل) اور اللہ سے ڈرتے رہو اور سمجھ رکھو کہ ایک دن تجھ کو اس سے ملنا ہے۔ اور (اے پیغمبرؐ) ایمان والوں کو خوش خبری سنا۔[۳ہ]

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ

کھانے کی سب چیزیں بنی اسرائیل پر حلال تھیں مگر جس کو اسرائیل (یعقوب) نے خود اپنے اوپر توریت اترنے سے پہلے حرام کر لیا تھا (اے پیغمبرؐ) کہہ دے اگر تم سچے ہو تو توریت لے کر آؤ (مجھ کو)

(بقیہ صفحہ سابقہ) جس جانور پر سوائے خدا کے دوسرے کا نام لیا جائے یعنی ما احل بہ لغیر اللہ وہ حرام ہے۔ یہ آیت عام ہے ذبح حیوان وغیرہ نذور سب کو شامل ہے اس لیے کہ حرف ما کا عربی زبان میں صیغہ اعم العام کا ہونا ہے معلوم ہوا کہ جس کسی پر جانور ہو یا اور کچھ جب غیر کا نام لیا جائے تو وہ چیز حرام ہو جائیگی۔ تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے کہ اجماع کیا ہے علماء نے اس بات پر کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور ذبح کیا اور اسکے ذبح کرنے کے ساتھ غیر اللہ کے پاس تقرب چاہا تو وہ مسلمان اس ذبح کرنے سے مرتد ہو جائیگا اور ذبیحہ اس کا مرتد کے ذبیحہ کی طرح مردار ہوگا اور در مختار میں ہے کہ اگر کسی نے ذبح کیا امیر کے آنے کے وقت یا کسی اور رئیس کے آنے کے وقت تو وہ ذبیحہ حرام ہے اس واسطے کہ اس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہے۔

(حواشی صفحہ ہذا) [لہ] بیقرار ہونے سے مراد یہ ہے کہ مرنے اور ہلاکت کا ڈر ہو اگر نہ کھائے مثلاً کوئی زبردستی کرتا ہو یا بھوک سے یہ نوبت پہنچے اب اگر ہمیشہ یہ حالت قائم رہے تو سیر ہو کر کھانا بھی درست ہے اور جو شاذ و نادر کبھی ایسا اتفاق ہو تو بقدر ضرورت یعنی سد رمق کھا سکتا ہے۔ شافعیؒ اور ابو حنیفہؒ کا یہی قول ہے۔ اور امام مالک نے کہا سیر ہو کر کھا سکتا ہے نافرمانی اور سرکشی نہ کرتا ہو یعنی حاکم اسلام پر باغی نہ ہو اسی طرح ڈاکو یا رہزن نہ ہو تارک جماعت اور مفسد اور قاطع رحم نہ ہو ورنہ اس کو بے قراری کی حالت میں بھی یہ رعایت نہیں ہو سکتی [۲ہ] پہلے پہل شروع اسلام میں شراب پینا حرام نہ تھا حضرت عمرؓ نے کہا یا اللہ شراب کے باب میں ہم کو صاف صاف حکم دے تب یہ آیت اتری اس کو سن کر بھی حضرت عمرؓ کی تسلی نہیں ہوئی اور وہی کہا تو سورہ نساء کی یہ آیت اتری کہ نماز نشہ کی حالت میں مت پڑھو تب بھی ان کو تشفی نہ ہوئی اور وہی کہا آخر سورہ مائدہ کی وہ آیت اتری کہ شراب اور جوا اور بتوں کے تھان اور پانسے ڈالنا یہ سب پلید ہیں اور شیطان کے کام اب تم باز رہتے ہو اس وقت حضرت عمرؓ کو اطمینان ہوا اور کہنے لگے پروردگار ہم باز آئے [۳ہ] یہود کہتے تھے کہ اگر عورت کو اوندھا الٹا کر اس کے فرج میں جماع کرے تو بچہ ترچھا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا رد کیا اور مسلمانوں کو اجازت دی کہ عورتیں تمہاری کھیتی ہیں جس طرح اور جہاں سے چاہو بیج ڈالو سامنے یا پیچھے سے لٹا یا کھڑے یا بٹھا کر مطلب یہ ہے کہ جماع کے لیے کوئی خاص آسن نہیں ہے جو آسن تم کو بھلا لگے اس کو اختیار کرو صرف اس کا خیال رکھو کہ نطفہ جو بیج ہے کھیتی کے مقام میں جائے یعنی دخول ہمیشہ فرج میں ہو نہ دبر میں کیوں کہ دبر تو نجاست کا مقام ہے نہ پیداوار کا۔

فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ (اٰل عمران پ۴ ۱۰۶)

پڑھ کر سناؤ۔ پھر جو کوئی بعد اس کے اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر جھوٹ باندھے تو ایسے ہی لوگ بے انصاف ہیں[۲]

۵۔ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱﴾ (المائدۃ پ۶ ۱۶)

چارپائے چرنے والے جانور[۳] تمہارے لیے حلال ہیں مگر جو دآگے تم کو پڑھ کر سنائے جائیں[۴] گے مگر جب احرام باندھو حج یا عمرے کا، تو شکار کو حلال نہ سمجھنا (جیسے ہرن بانیل گائے) بیشک اللہ جو چاہتا ہے وہ حکم دیتا ہے[۵]۔

۶۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ ﴿۳﴾ (المائدۃ پ۶ ۱۶)

تم پر مردار حرام[۶] ہے اور (بہتا ہوا) خون (جیسے دوسری آیت میں ہے[۷]) اور سور کا گوشت[۸] اور جس جانور پر سوا اللہ کے اور کسی کا نام پکارا جائے[۹] اور گلا گھٹ کر جو مرے اور جو چوٹ لگ کر مرے اور جو گر کر مرے اور جو سینگ لگ کر مرے اور جس کو کسی درندے نے پھاڑ کھایا ہو مگر جب تم اس کو مرنے سے پہلے حلال کر لو اور جو تھانوں پر ذبح کیا جائے اور پانسے ڈال کر بانٹنا یہ (سب باتیں یا پانسے ڈالنا) گناہ ہے۔

فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳﴾ يَسْــَٔـلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ

پھر جو بھوک سے بیقرار ہو جائے اور گناہ کرنا نہ چاہے تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے[۱۰] (اے پیغمبر لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں (پھر) حلال کون کونسی چیزیں ہیں کہہ دے ستھری (پاکیزہ کھانے کی چیزیں[۱۱]۔ اور شکاری جانور جو تم نے سدھا رکھے ہوں جن کو تم ان باتوں میں

[۱] یہود نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طعنہ دیا کہ تم اپنے تئیں ابراہیمؑ کے طریق پر کہتے ہو اور پھر اونٹ کا گوشت کھاتے ہو اور اس کا دودھ پیتے ہو اور بکری کی رگیں کھاتے ہو حالانکہ یہ سب چیزیں ابراہیمؑ پر حرام تھیں اس وقت یہ آیت اتری [۲] یعنی جب یہ بات معلوم ہو چکی کہ حضرت یعقوبؑ کے وقت تک ان چیزوں میں سے کوئی چیز حرام نہ تھی پھر یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ پر انکو حرام کیا تھا اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے [۳] جیسے اونٹ گائے بکری ہرن نیل گائے بھینس [۴] یعنی چوتھی آیت میں اسی سورت کے [۵] مطلب یہ ہے کہ چارپائے سب جانور حلال ہیں جو گھاس پات کھاتے ہیں مگر چوتھی آیت میں جو جانور حرام کردیئے گئے ہیں۔ وہ مستثنیٰ ہیں پھر جو چارپائے جانور حلال ہیں ان میں سے بھی شکاری جنگلی جانور احرام کی حالت میں مستثنیٰ ہیں احرام میں ان کا شکار کرنا درست نہیں۔ اسی طرح جو جانور چارپائے ہیں مگر درندے ہیں یعنی گوشت کھاتے ہیں جیسے شیر بھیڑیا، لومڑی بلی ریچھ کتا چیتا وغیرہ اسی طرح وہ پرندہ جانور جو پنجہ سے شکار کرتے ہیں حدیث کی رو سے حرام ہیں اور چارپاؤں میں سے ہاتھی اور بندر بھی حرام ہیں [۶] جو اپنی موت سے مر جائے [۷] حدیث میں ہے کہ دو مردار اور دو خون ہم کو درست ہیں مردار تو ٹڈی اور مچھلی اور خون تلی اور کلیجی [۸] اسی طرح اس کی ہڈی کھال اور پٹھے سب نجس ہیں [۹] یعنی ذبح کے وقت دوسرے کے نام پر ذبح کرے یا ذبح سے پہلے اس جانور پر دوسرے کا نام لیا جائے اور اسی کی تعظیم کے لیے کاٹا جائے [۱۰] یعنی ایسا بے قرار اور لاچار شخص اگر حلال کھانا نہ پائے اور بہ مجبوری سدرمق کے موافق ان حرام جانوروں میں سے جن کا بیان اوپر ہوا کچھ کھالے تو اس پر مواخذہ نہ ہوگا اللہ تعالیٰ اس کی خطا بخش دے گا۔ [۱۱] جو قرآن یا حدیث یا اجماع سے حرام نہیں ہیں۔

مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴﴾ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ط وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ز ﴿۵﴾ (المائدۃ پ۶ ع۱)

سے کچھ سکھلاتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تم کو سکھلائیں[۱] وہ اگر تمہارے لیے جانور کو دبوچ رکھیں (اور اس میں سے کھاویں نہیں) تو اس کو کھاؤ اگرچہ وہ ذبح کرنے سے پہلے مر گیا ہو) اور اللہ تعالیٰ کا نام اس پر[۲] لیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے[۳]۔ آج تم کو سب ستھری چیزیں حلال ہو گئیں[۴] اور کتاب والوں کا کھانا بھی تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے[۵]۔

۸۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ج فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ (المائدۃ پ۶ ع۱۲)

مسلمانو! شراب اور جوا اور بتوں کے تھان اور پانسے یہ سب، پلید ہیں شیطانی کام اس سے بچے[۶] رہو۔ تاکہ تم مراد کو پہنچو[۷] شیطان یہی چاہتا ہے اور کچھ نہیں، کہ شراب اور جوئے سے تم میں آپس میں دشمنی اور کینہ کرادے اور تم کو خدا سبحانہ و تعالیٰ کی یاد اور نماز سے باز رکھے[۸] تو اب بھی تم باز آتے ہو یا نہیں[۹]۔

۹۔ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ

جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان پر (پہلے) جو کچھ کھا پی چکے اس کا کچھ گناہ نہیں[۱۰] جب وہ شرک سے بچیں اور ایمان پر قائم رہیں اور نیک کام کرتے رہیں پھر حرام چیزوں سے، بچیں اور یقین کریں[۱۱] پھر بچیں[۱۲] اور اچھے[۱۳] کام کریں۔

[۱] یعنی شکار کا طریقہ اور ادب اور تمیز [۲] یعنی شکاری جانور کو چھوڑتے وقت [۳] شکاری جانور کتا ہو یا باز یا بحری یا چیتا بشرطیکہ شکار کی اس کو تعلیم دی گئی ہو اور وہ جانور کو پکڑ رکھے اپنے مالک کے لیے تو اس کے شکار کو کھانا درست ہے [۴] مراد وہی دن ہے عرفہ کا جس دن الیوم اکملت الآیہ اتری یا اور دن [۵] کتاب والوں سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں تو اور پیغمبروں کے جیسے مثلاً حضرت ابراہیمؑ کے پیرو اس میں داخل نہ ہونگے۔ کھانے سے مراد ان کا کاٹا ہوا جانور ہے [۶] یعنی ان سب پلید کاموں سے [۷] سورہ بقر کے ستائیسویں رکوع میں شراب اور جوئے کی اور اسی سورت کے پہلے رکوع میں تھا کی تفسیر مذکور ہو چکی ہے یہ اخیر آیت ہے جو شراب کے باب میں اتری اور اس کے اترنے سے شراب بالکل حرام ہو گیا حضرت علیؓ نے کہا چوسر اور شطرنج بھی جوا ہے انسؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے ابن عمرؓ نے کہا شطرنج چوسر سے بھی بری ہے [۸] شرابی شراب پی کر اور متوالے ہو کر لڑائی اور رخانہ جنگی کرتے ہیں جواری اپنی جورو تک کو جوئے میں ہار دیتے ہیں پھر جس سے ہارتے اس کے دشمن بن جاتے ہیں یہ سب شیطان کی چال ہے [۹] یعنی شراب اور جوئے کو اب بھی چھوڑتے ہو یا نہیں جب یہ آیت اتری تو حضرت عمرؓ نے کہا مالک ہمارے ہم باز آئے [۱۰] یعنی شراب اور جوئے کے حرام ہونے سے پہلے جو لوگ شراب پیتے تھے یا جوا کھیلتے تھے تو اس کام کا مواخذہ اب ان سے نہ ہوگا۔ یہ آیت اس وقت اتری جب بعضے صحابہؓ نے کہا ان لوگوں کا کیا حال ہوتا ہے جو شراب پیا کرتے تھے اسی طرح ان لوگوں کا جو احد کی لڑائی میں شہید ہوئے اور ان کے پیٹ میں شراب تھی اللہ اور ان کے حرام ہونے کا الخ۔ [۱۲] سب بری باتوں سے [۱۳] یا تقویٰ پر قائم رہیں۔

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ (المائدۃ پ۶ ع۱۲)

اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے[1]۔

۱۰۔ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ ط ﴿۹۶﴾ (المائدۃ پ۶ ع۱۳)

دریا کا شکار اور اس کا کھانا تم کو حلال ہے۔

۱۱۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ (المائدۃ پ۶ ع۱۴)

اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم نہیں دیا بحیرہ کا اور نہ سائبہ کا اور نہ وصیلہ کا اور نہ حام کا لیکن کافر اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ اور بہتیرے اُن میں عقل نہیں رکھتے[2]۔

۱۲۔ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ (الانعام پ۸ ع۱۴)

اگر تم کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کا یقین ہے تو اس جانور کو کھاؤ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے[3] اور جس جانور پر (کاٹتے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا اس میں سے کیوں نہ کھاؤ[4] اور اللہ تعالیٰ نے تو جو چیزیں تم پر حرام کی ہیں وہ کھول کر تم سے بیان کر دیں[5] ان میں بھی جس کے کھانے پر مجبور ہو جاؤ وہ درست ہے اور بہت لوگ (عرب کے مشرک) اپنی خواہشوں پر لوگوں کو بہکاتے ہیں ان کو علم (ولم) کچھ نہیں بیشک تیرا مالک حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے[6]۔

۱۳۔ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ط ﴿۱۲۱﴾ (الانعام پ۸ ع۱۴)

اور جس جانور پر (کاٹتے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے اس کو مت کھاؤ[7] اور اس میں سے کھانا گناہ ہے۔

---

[1] اس آیت میں اتقوا کا لفظ تین بار ہے اور آمنوا کا دو بار بعضوں نے کہا یہ صرف تاکید ہے بعضوں نے وہ معنے لیے ہیں جو اوپر بیان ہوئے [2] عرب کے کافر جب کوئی اونٹنی پانچ مادہ بچے جن چکتی تو اس کا کان چیر کر بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے نہ اس پر سواری کرتے نہ اس کا دودھ نچوڑتے اور اس کو بحیرہ کہتے سائبہ سے سانڈھ مراد ہے نر ہو یا مادہ یعنے منت کا سانڈھ چھوڑتے وہ جانور ہر جگہ چرتا پھرتا اس سے کوئی سواری یا محنت نہ لی جاتی وصیلہ سے اونٹنی یا بکری مراد ہے جو دو ماہ بچے برابر جنے حام اس نر اونٹ کو کہتے ہیں جس کا پوتا سواری کے لائق ہو جاتا پھر دادا پر سواری نہ کرتے اور کہتے اس نے اپنی پشت سواری سے بچالی [3] کاٹتے وقت یا شکار کرتے وقت [4] اور جو اپنی موت سے آپ مرجائے یا ذبح کے وقت اس پر اللہ کے سوا اور کسی کا نام لیا جائے اس کو مت کھاؤ وہ مردار اور حرام ہے [5] فراغت سے کھاؤ وہ حلال ہے [6] سورہ مائدہ کے پہلے رکوع میں مگر سورہ مائدہ تو بعد میں اتری اسی سورت کے سترھویں رکوع کی آیت ہوگی [7] جو حلال کو حرام کرتے ہیں اور حرام کو حلال - اب کوئی خیال نہ کرے کہ اسلام کی شریعت میں کھانا پینا ہی بڑی اہم بات ہے بلکہ ہر طرح کے گناہوں سے پرہیز کرنا ضرور ہے تو فرمایا وذروا ظاهر الاثم الاية [8] خواہ بھولے سے اللہ کا نام نہ لیا جائے خواہ عمداً بسم اللہ نہ کہے ہر حال میں وہ جانور حرام ہے بعضوں کا یہی قول ہے۔ بعضوں نے کہا اگر بھولے سے نہ کہے تو حلال ہے عمداً بسم اللہ ترک کر دے وہ حرام ہے۔ حنفیہ کا یہی مذہب ہے۔ بعضوں نے کہا ہر حال میں حلال ہے اس لیے کہ حدیث میں ہے مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے اللہ کا نام لے شافعیہ کا یہی مذہب ہے وہ کہتے ہیں اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا دوسرے کسی کا نام جس جانور پر لیا جائے وہ حرام ہے۔

۱۴۔ وَقَالُوا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۴﴾

(الانعام پ ۸ ع ۱۶)

اور (مشرک) کہتے ہیں یہ جانور اور کھیت اچھوتے ہیں (یعنی) ان کو کوئی نہیں کھا سکتا مگر جس کو ہم چاہیں اپنے خیال کے مطابق کھا سکتا ہے[۱] اور کچھ جانور ایسے جن کی پیٹھ پر سوار ہونا منع[۲] ہے اور کچھ جانوروں پر[۳] اللہ تعا کا نام نہیں لیتے بلکہ اللہ تعا پر جھوٹ باندھنے کو وہ[۴] ان کے جھوٹ باندھنے کی سزا ان کو جلا دے گا اور کہتے ہیں کہ ان جانوروں کے پیٹ میں[۵] جو (بچہ) وہ خاص ہمارے مردوں کے لیے ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے (اگر زندہ پیدا ہو) اور اگر مرا ہوا ہو تو سب (مرد اور عورت) اس میں شریک ہیں[۶] اللہ تعا اُن کو اس کہنے کا جلد بدلہ دے گا وہ حکمت والا ہے جاننے والا۔

۱۵۔ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰي طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۶﴾

(الانعام پ ۸ ع ۱۸)

(اے پیغمبر ان مشرکوں سے) کہہ دے مجھ پر جو اترا ہے (یعنی قرآن) اس میں کوئی چیز کسی کھانے والے پر جو اس کو کھائے حرام نہیں پاتا۔ (ہاں) مگر یہ مردار ہو یا بہتا خون یا سور کا گوشت وہ نجس ہے یا گناہ یعنے اللہ تعا کے سوا کسی جانور پر دوسرے کا نام پکارا جائے پھر جو کوئی (بھوک سے) بیقرار ہو جائے کسی پر زیادتی نہ کرتا ہو نہ حد سے بڑھے تو تیرا مالک بخشنے والا مہربان ہے[۷]۔

۱۶۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ

(اے پیغمبر) ان سے پوچھ اللہ تعالیٰ نے جو بناؤ اپنے بندوں کے لیے[۸] نکالا[۹] ہے اور کھانے پینے کی ستھری چیزیں ان کو کس نے حرام کیا ہے[۱۰] (اے

---

[۱] بعضی نام کی مسلمان ہند کی عورتیں بھی انہی مشرکوں کے قدم بقدم بعضے کھانوں کو اچھوتا جانتی ہیں مثلاً حضرت بی بی صاحبہ کی صحنک سہاگنوں کو کھانے دیتی ہیں مردوں کو اور بیوہ عورتوں کو اس میں سے کھانے نہیں دیتیں یہ سب شرک اور کفر کی رسمیں ہیں مسلمانوں کو لازم ہے کہ اپنی عورتوں کو توبہ کرائیں اور ان واہی رسموں کو ان سے چھڑائیں [۲] جیسے بحیرہ سائبہ حام وغیرہ ذکر سورہ مائدہ کے چودھویں رکوع میں ہو چکا [۳] ذبح کے وقت [۴] بتوں کے نام جو ذبح کرتے ہیں [۵] جن کو ہم نے بتوں کے نام پر چھوڑ رکھا ہے [۶] یعنی سب کھا سکتے ہیں [۷] اس کو یہ چیزیں بھی بقدر ضرورت درست ہیں [۸] اس آیت کی تفسیر کچھ تو سورہ مائدہ کے پہلے رکوع میں اور کچھ سورہ بقرہ کے اکیسویں رکوع میں گذر چکی ہے پہلے یہی چیزیں حرام ہوئی تھیں پھر سورہ مائدہ سے اور چند چیزیں حرام ہو گئیں یعنی منخنقہ موقوذہ وغیرہ اور حدیث سے ہر درندہ اور پنجہ دار شکاری پرندہ اور گھریلو گدھا اور کتا حرام ہوا [۹] زمین سے یا جانور سے یا درخت سے [۱۰] مثلاً کپڑا ریشم اون جواہرات وغیرہ [۱۱] یعنی یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں بندوں کو ان سے زیب و زینت اور مزہ لینا چاہیئے اور پھر اس کا شکر بجا لانا۔ سید علامہ نے کہا حلال پہننا اگرچہ وہ کیسا ہی بیش قیمت ہو پہننے میں کوئی قباحت نہیں اسی طرح زیب و زینت کرنے میں اور جس نے اس کو درویشی کے خلاف سمجھا اس نے غلطی کی ابن جریر طبری نے کہا جس نے ردی اور ریشم پر کمل کو اختیار کیا یا گوشت ہوتے ہوئے دال کو اس نے غلطی کی ابن عباسؓ نے کہا ہے جاہلیت کے زمانہ میں مشرک لوگ جب حج کے دن آتے تو چربی اور گوشت اور گھی اپنے اوپر حرام کرتے اس وقت یہ آیت اتری

هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ (الاعراف پ۸ ع۴)

پیغمبر، کہہ دے یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں تو مومنوں کے لیے ہیں[1] اور قیامت کے دن تو خاص مومنوں ہی کے لیے ہیں ہم اسی طرح[2] جاننے والوں کے لیے کھول کھول کر آیتوں کو بیان کرتے ہیں (اے پیغمبر) کہہ دے میرے مالک نے تو صرف بُرے (بے شرمی کے) کاموں کو[عہ] حرام کیا ہے کھلم کھلا ہو یا چھپا کر اور گناہ کو اور ناحق ستانے (یعنے ظلم) کو اور اللہ تع کے ساتھ شریک کرنے کو جس کی اس نے کوئی سند نہیں اتاری اور اللہ تعالیٰ پر وہ بات لگانے کو جو تم کو معلوم نہیں[3]۔

۱۷۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ (یونس پ۱۱ ع۶)

(اے پیغمبر لوگوں سے) پوچھ بھلا بتلاؤ تو سہی اللہ تعالےٰ نے جو روزی تمہارے لیے اتاری پھر تم نے اس میں سے کچھ حلال ٹھہرائی کچھ حرام[4] (اے پیغمبر کہہ دے کیا اللہ تع نے تم کو (یہ) حکم دیا[عہ] یا تم (اپنی طرف سے) اللہ تع پر جھوٹ باندھتے ہو[5]۔ اور جو لوگ اللہ تعالےٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں انہوں نے قیامت کے دن کو کیا سمجھ رکھا ہے[6]۔ بیشک اللہ تعالیٰ تو لوگوں پر فضل کرتا ہے[7] لیکن بہت لوگ شکر نہیں کرتے[8]۔

۱۸۔ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ

تو اللہ تعالیٰ نے جو تم کو پاکیزہ حلال روزی دی ہے اس کو کھاؤ اور اگر تم خاص خدا کو پوجتے ہو تو اس کی نعمت کا شکر (بھی) کرو[9] اس نے تم پر (کچھ) حرام نہیں کیا مگر مردار اور خون اور سور کا گوشت۔ اور جس جانور پر اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی کا نام پکارا جائے[10]

لہ اور کافروں کے لیے بھی ۲ہ جیسے یہ بیان کیا اللہ تعالیٰ کو ایک الخ ۳ہ جیسے زنا غلام وغیرہ کو ۴ہ جیسے سائبہ اور وصیلہ اور حام کو حرام ٹھہرایا اور مردار کو حلال، جس کا بیان سورہ مائدہ اور سورہ انعام میں گذرا ۵ہ سید علامہ نے کہا ہمارے زمانے میں بھی بہت سے نام کے مسلمان ان مشرکوں کی پیروی کرتے ہیں اور بزرگوں کے نام کی منتیں مانتے ہیں اور نذریں چڑھاتے ہیں اور دھان کے کھانوں کو کسی کے لیے حلال جانتے ہیں کسی کے لیے حرام یہ سب شیطان کا اغوا ہے شریعت میں ایسی باتوں کی کوئی اصل نہیں ہے ۶ہ کیا وہ ایسا آسان ہے کہ بغیر مواخذہ کے گذر جائے گا ۷ہ کہ ان کو جلدی عذاب نہیں کرتا ۸ہ اور گناہ سے باز نہیں آتے اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق کو حلال اور حرام ٹھہراتے ہیں ۹ہ یہ حکم مسلمانوں کو ہے اور بعضوں نے کہا مکہ کے کافروں کو ۱۰ہ بت ہو یا تھان یا جھنڈہ یا شدہ یا قبر یا جن یا نبی و ولی ہر حال میں وہ جانور حرام ہے۔ سید علامہ نے کہا جب کسی جانور پر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کا نام پکارا گیا مثلاً شیخ سدو کا بکرا یا سید احمد کبیر کی گائے یا اجالے شاہ کا مرغا بس وہ حرام ہوگیا گو ذبح کے وقت اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اور شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے اور وہی حق ہے عہ یعنی تو ہی جواب دیدے وہ کیا جواب دے سکتے ہیں عہ گناہ میں ہر گناہ داخل ہے بعضوں نے کہا شراب مراد ہے بعضوں نے کہا برے کاموں سے کبیرہ اور گناہ سے صغیرہ گناہ مراد ہیں۔

۱۸۔ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٥﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ ﴿١١٦﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١١٧﴾ (النحل پ۱۴ ع ۱۵)

پھر جو شخص (مارے) بھوک کے بیقرار ہو (اور دوسرے بھوکے پر ظلم نہ کرے نہ ضرورت سے زیادہ کھائے تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور تمہاری زبانوں سے جو جھوٹ نکلتا ہے اس کے (دنیا بنانے کے، لیے یوں مت کہو یہ حلال ہے یہ حرام ہے[1]۔ تاکہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کبھی بامراد نہ ہوں گے[2] یہ تھوڑا سا (چندہ روزہ دنیا کا) فائدہ ہے۔ اور (آخرت میں) تکلیف کا عذاب ہونے والا ہے۔

۱۹۔ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ ﴿٣٠﴾ (الحج پ۱۷ ع ۴)

اور (مسلمانو) تمہارے لیے چوپائے جانور[3] حلال ہیں مگر جو تم کو پڑھ کر (قرآن میں) سنائے جاتے ہیں[4]۔

۲۰۔ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا

اور اپنا سنگار نہ دکھائیں[5] مگر جو سنگار کھلا رہتا ہے[6]۔ اور اپنے (کرتے کے) گریبانوں پر اوڑھنیاں ڈالے رہیں[7] اور اپنا پوشیدہ سنگار (کسی کو) نہ دکھائیں مگر اپنے خاوند کو یا اپنے باپوں کو یا اپنے سسروں کو یا اپنے بیٹوں کو یا اپنے خاوند کے بیٹوں کو یا اپنے بھائیوں کو یا اپنے بھتیجوں کو یا اپنے بھانجوں کو یا اپنی (دینی) عورتوں کو[8] یا اپنے غلاموں کو[9] یا گھر کے کام کاج کرنے والے مردوں کو جن کو (دعوت کی) خواہش نہیں[10] یا ان لڑکوں کو جو عورتوں کے بھید سے آگاہ

[1] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے مت کہو اپنی زبانوں کے جھوٹ بنانے سے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے مطلب یہ ہے کہ صرف زبانوں باتوں سے کسی چیز کو حلال اور حرام ٹھہرا دو جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی کلام میں اسکی دلیل نہ ملے ابو نضرہ نے کہا جب سے میں نے یہ آیت پڑھی تو آج تک میں فتویٰ دینے سے ڈرتا ہوں [2] جس مطلب کے لیے خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں [3] اس کا نتیجہ بہت خراب ہے [4] جیسے اونٹ گائے بکری [5] جیسے مردار سور وغیرہ [6] جیسے پازیب بالی لچہ وغیرہ [7] جیسے انگشتری سرمہ وغیرہ [8] یعنی مسلمان عورتوں کو اکثر علماء نے کہا ہے کہ کافر عورتوں کو دکھانا درست نہیں اور حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہ کو لکھا کہ مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں نہ جانے دیں خاوند کے بیٹوں میں خاوند کے پوتے اور نواسے سب آ گئے اور چچا اور ماموں سے بھی پردہ واجب نہیں ہے مگر بعض علماء نے کہا ہے کہ ان سے بھی پردہ کرنا بہتر ہے۔ ایسا نہ ہو وہ اپنے لڑکوں سے جن سے نکاح درست ہے ان عورتوں کا حال بیان کریں [9] بالکل بھولے ہوں جیسے کہار مزدور وغیرہ بعضوں نے کہا خواجہ سرا مراد ہیں جو مرد ہوتے ہیں یا بڈھے پھونس جن کو شہوت نہ رہی ہو [10] یعنی سر اور سینہ اور گردن چھپائے رہیں جاہلیت کے زمانے میں عورتوں پر رحم کرے جب یہ آیت اتری تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر ان سے اوڑھنیاں بنا لیں،

عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ؕ ﴿۳۱﴾

(النور پ۱۸ ع ۴)

نہیں ہیں[1]۔ اور اپنے پاؤں (چلتے چلتے) زمین پر نہ دھمکیں کہ (لوگوں کو) ان کے سنگار کی خبر ہو۔ جس کو چھپاتی ہیں[2]۔

۲۱۔ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۶۰﴾ لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤی اَنْفُسِکُمْ اَنْ تَاْکُلُوْا مِنْ بُیُوْتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآئِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِکُمْ اَوْ مَا مَلَکْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِیْقِکُمْ ؕ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ

اور جو بڑی بوڑھی عورتیں ہیں جن کا حیض بند ہو گیا ہے ان کو نکاح (یا اولاد) کی امید نہیں رہی وہ اگر گھروں میں اپنے کپڑے (مثلاً دوپٹہ وغیرہ) اتار کر رہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں[3] مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ اپنا بناؤ دکھاتی پھریں[4] اور جو اس سے بھی بچی رہیں[5] تو ان کے لیے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب سنتا جانتا ہے[6]۔ اندھے پر کوئی حرج نہیں نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے نہ بیمار پر کوئی حرج ہے نہ خود تم پر اگر تم میں سے جن میں تم خود رہتے ہو، یا تمہاری رہتی ہے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں میں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں میں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں میں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں میں سے یا اپنی پھپھیوں کے گھروں میں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں میں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں میں سے یا ان گھروں میں سے جنکی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں[7] یا اپنے دوست کے گھروں میں[8] سے تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم سب مل کر ایک

---

[1] یعنی ابھی جوانی کو نہیں پہنچے یا عورتوں کے حال سے واقف نہیں ہیں کہ مرد اور عورت میں کیا کام ہوتا ہے یا جماع پر قادر نہیں ہیں [2] مطلب یہ ہے کہ پاؤں زور سے مارتی ہوئیں اس طرح نہ چلیں کہ پائے زیب کو جھنکار مردوں کے کان تک پہنچے حالانکہ عورتوں کی آواز غیر محرم مرد کو سننا جائز ہے تو ان کی پازیب کی آواز سننا کیونکر منع ہو گی مگر یہ حکم احتیاطاً ہے بطور سد ذریعہ کے تاکہ مردوں کو ان کی رغبت پیدا نہ ہو، [3] کیونکہ مردوں کی نظر ان پر نہیں پڑتی بوڑھی سمجھ کر سر کوئی نفرت کرتا ہے۔ [4] اس نیت سے دوپٹہ وغیرہ اتاریں کہ لوگ ان کا بناؤ دیکھیں [5] یعنی پورا ستر رکھیں جوان عورتوں کی طرح [6] مطلب یہ ہے کہ بوڑھی عورتیں جو بیاہ شادی کے قابل نہ رہی ہوں وہ اگر گھر میں صرف کرتے پاجامہ سونبدھن سے رہیں اور چادر دوپٹہ نہ اوڑھیں تو کچھ قباحت نہیں ہے۔ بشرطیکہ ان کی نیت یہ نہ ہو کہ مردوں کو اپنا بناؤ سنگار دکھائیں ورنہ حرام ہے اور بہتر یہ ہے کہ وہ بھی جوان عورتوں کی طرح کپڑے اوڑھے رہیں [7] یعنی تمہارے قبضے ہیں مثلاً داروغہ یا وکیل جس کو اجازت ہو گھر میں سے کھانے کی یا باغ کا مالی یا بکریوں کا گڈریا وہ باغ کے پھل اور بکریوں کے دودھ میں سے کھا سکتا ہے یا غلام لونڈی کے گھر کے گھر مراد ہیں۔ [8] جب یہ معلوم ہو کہ دوست خوشی سے راضی ہے اس آیت کو بعضوں نے کہا منسوخ نہیں ہے کہتے ہیں مسلمان جب جہاد کو جاتے تو اپنے گھر کی کنجیاں ایسے معذور لوگوں کے سپرد کر جاتے اور ان کو اپنے گھر میں رہنے اور کھانے کی اجازت دے جاتے لیکن ان کو اس میں تامل ہوتا اس وقت یہ آیت اتری،

اَشْتَاتًا ط ﴿٦١﴾ (النور پ۱۸ ع ۸)

دسترخوان پر) کھاؤ یا الگ کھاؤ۔

اَلشَّهَادَةُ

باب ۵۲ گواہی کا بیان

۱۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ط ﴿١٤٠﴾ (البقرۃ پ۱ ع ۱۶)

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی گواہی کو جو اس کے پاس ہو چھپائے۔

۲۔ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ط ﴿٢٨٢﴾ (البقرۃ پ۳ ع ۳۹)

اور اپنے لوگوں میں سے (یعنے مسلمانوں میں سے) جن کو تم پسند کرو دو مردوں کو گواہ کر لو۔ اگر دو مرد گواہ نہ ہو سکیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو سہی۔ اس لیے کہ اگر ایک عورت بھول جائے (کیوں کہ ان کا حافظہ ناقص ہوتا ہے) تو دوسری اس کو یاد دلا دے۔ اور جب گواہ (گواہی کے لیے) بلائے جائیں تو انکار نہ کریں۔

۳۔ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ط وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٢٨٣﴾ (البقرۃ پ۳ ع ۳۹)

اور گواہی کو مت چھپاؤ۔ اور جو گواہی کو چھپائے اس کا دل گناہ گار ہے۔ اور اللہ تعالےٰ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔

۴۔ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ط وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌ

اور سودا کرتے وقت گواہ کر لو۔ اور لکھنے والے اور گواہ کو نقصان نہ پہنچے۔ اور اگر ایسا کرو تو تم پر گناہ لازم ہوگا اور اللہ تعالیٰ

لہ عرب کے ملک میں دو قسم کے لوگ تھے بعض اکیلا کھانا برا جانتے تھے بعض لوگوں کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دونوں باتیں جائز ہیں اسلام میں کوئی تکلیف نہیں ایک حدیث میں ہے کہ مل کر کھاؤ تو اللہ تعالیٰ تم کو برکت دے اور سفر میں سب لوگ اپنے اپنے توشے نکالو اور ملا کر بانٹ لو اس میں بہت برکت ہوگی سلہ بنی اسرائیل توریت اور اگلی کتابیں پڑھے ہوئے تھے۔ وہ خوب جانتے تھے کہ ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب کا زمانہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ سے بہت پہلے تھا تو وہ یہودی یا نصرانی کیوں ہو سکتے وہ پکے مسلمان تھے لیکن اس بات کو چھپاتے تھے اور ان پیغمبروں کو اپنے طریق اور مذہب پر تبلاتے تھے۔ بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت کو چھپایا جو اگلی کتابوں میں موجود تھی۔ سلہ گو وہ آزاد نہ ہوں غلام ہوں سلہ یہ دو عورتیں مل کر ایک مرد کے قائم مقام ہوں گی نہ ایت سے یہ نکلتا ہے نری عورتوں کی گواہی درست نہ ہوگی اور مرد کے ساتھ مل کر بھی مالی معاملات میں جائز ہے ۵ یعنی جب قاضی ان کو گواہی دینے کے لئے طلب کرے تو بلا عذر حاضر ہوں اور گواہی دیں سلہ جب گواہی دینے کے لئے بلائے جاؤ سلہ دل تمام اعضا کا سردار ہے جیسے حدیث میں ہے کہ بدن میں ایک بچہ ہے اگر وہ درست ہوا سارا بدن درست ہوا اگر وہ بگڑا تو سارا بدن بگڑا سن لو وہ بچہ دل ہے۔ جب دل گناہوں میں پھنس گیا تو اور اعضا کا کیا ٹھکانا۔ سلہ خواہ وہ نقد ہو یا ادھار اکثر علماء کے نزدیک یہ حکم استحباباً ہے اور بعضوں نے کہا وجوباً ہے لیکن منسوخ ہے ۹ مثلاً کسی ضروری کام یا حاجت میں مصروف ہوں یا کہیں دور رہتے ہوں اور وہاں سے کھینچ کر بلائے جائیں یا لکھنے والے کو اس کی اجرت نہ دی جائے سلہ یعنی منشی یا گواہ کو نقصان پہنچاؤ،

بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۲۸۲﴾ (البقرة پ ۳ ع ۳۹)

سے ڈرتے رہو (جو حکم اس نے دیا ہے بسر و چشم بجا لاؤ) اور اللہ تعالیٰ تمہاری تعلیم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔[۱]

۵۔ شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ﴿۱۸﴾ (آل عمران پ ۳ ع ۳)

اللہ تعالیٰ اس بات کا گواہ ہے اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے بھی (گواہ ہیں) انصاف کے ساتھ حکومت کر رہا ہے۔

۶۔ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا كُونُوا قَوّٰمِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوٰلِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى أَنْ تَعْدِلُوا ۚ وَإِنْ تَلْوُۥٓا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿۱۳۵﴾ (النساء پ ۵ ع ۲۰)

مسلمانو! انصاف پر قائم رہو خدا سے ڈر کر گواہی دو (یعنے سچی بات کہو) اگرچہ خود تمہارے یا ماں باپ یا عزیزوں کے خلاف ہو[۲] اگر کوئی مال دار یا مفلس ہے تو اللہ تعالیٰ ان کا مالک ہے[۳] تم انصاف کو چھوڑ کر (نفس کی) خواہش پر مت چلو[۴] اور اگر (گواہی میں) ہیچ کرو گے[۵] یا بچا جاؤ گے[۶] تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔[۷]

۷۔ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا كُونُوا قَوّٰمِينَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ؗ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى أَلَّا تَعْدِلُوا ؕ اِعْدِلُوا ۫ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ

مسلمانو! خدا واسطے انصاف کے ساتھ گواہی دینے پر مستعد رہو اور لوگوں کی دشمنی تم سے بے انصافی نہ کرائے انصاف کرو انصاف ہی پرہیزگاری تک پہنچنے کی نزدیک راہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو خبر ہے جو تم

---

[۱] یہ جو فرمایا تعلیم کرتا ہے یعنی دین اور دنیا دونوں کی اصلاح اس قرآن شریف سے ہوئی ہے اسی طرح حدیث سے بعضے ناسمجھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ دین کو ہماری دنیاوی امور سے کچھ غرض نہیں اور کٹ حجتی کے طور پر ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ تم اپنے دنیا کے کاموں کو خوب جانتے ہو یہ خیال بالکل غلط ہے۔ قرآن اور حدیث دونوں دنیاوی احکام سے بھرے ہوئے ہیں نکاح، طلاق، سود، بیع، خلع، شفعہ، وصیت، میراث، اکل، شرب، اور لباس دنیا کے سب کاموں میں اللہ اور اس کے رسول صلعم نے حکم دیئے ہیں جن پر چلنا فرض ہے جو حدیث یہ لوگ پیش کرتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے ان کاموں میں جن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلعم نے کوئی حکم نہیں دیا اس میں ہمیں اختیار ہے کہ اپنی پسند کے موافق چلیں مثلاً ہم پلاؤ کھائیں یا قورمہ یا پائجامہ پہنیں یا تہ بند باندھیں کسی حال میں ہم گناہ گار نہ ہوں گے، [۲] خود اپنے خلاف گواہی یہ ہے کہ دوسرے کے حق کا اقرار کرے انکار نہ کرے نہ چھپائے، [۳] تم کو گواہی میں نہ مفلس پر رحم کرنا چاہیے نہ مالدار سے ڈرنا چاہیے جو حق ہے وہ کہہ دینا چاہیے یہ موقع رحم اور ڈر کا نہیں ہے دنیا میں اپنے بعد ماں باپ اور عزیزوں سے محبت ہوتی ہے گواہی میں ان کی بھی رعایت نہ کرے تو مفلس پر رحم کا کیا ذکر ہے، [۴] یعنے نفس کہتا ہے ایک کی رعایت کرو ایک پر ظلم کرو اور انصاف کو برا جانتا ہے تم اس کی خواہش پر مت چلو، [۵] ایسی بات بنا کر کہو گے جس میں ایک فریق کا نقصان ہو دوسرے کا فائدہ ہو، [۶] یعنی کہنے کی بات نہ کہو گے یا بالکل گواہی نہ دو گے۔ [۷] چھپا کر دو گے پھر پاؤ گے سید علامہؒ نے کہا اس آیت میں قاضی اور گواہ دونوں کو نصیحت ہے قاضی کو بھی ہیچ کی بات کہنا جس سے ایک فریق کا فائدہ ہو دوسرے کا نقصان یا ایک فریق کی طرف بالکل توجہ نہ کرنا دوسرے کی جانب متوجہ ہونا سخت گناہ ہے۔

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (المائدة پ۲۶)

٨- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ○ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

کرتے ہو۔[1]

مسلمانو! جب تم میں سے کوئی مرنے لگے تو آپس کی گواہی وصیت کے وقت تم میں[2] سے دو معتبر شخصوں کی ہونا چاہیئے یا اگر تم سفر میں ہو وہاں موت کی مصیبت آ لگے تو غیر ہی[3] دو شخص سہی[4] تم (میں سے کسی) کو شک پیدا ہو تو (عصر کی) نماز کے بعد[5] ان دونوں گواہوں کو کھڑا کرو وہ اللہ کی قسم اٹھائیں ہم کو اس گواہی سے دنیا کمانا منظور نہیں ہے گو جس کے لیے ہم گواہی دیں (یا قسم کھائیں) وہ ہمارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اور ہم اللہ تعہ کی گواہی چھپانے والے نہیں ایسا کریں تو بیشک ہم (خدا کے) قصوروار ہیں[6]۔ پھر اگر معلوم ہو کہ انہوں نے اپنے تئیں گناہ گار کیا[7] تو وہ دو گواہ ان کی جگہ کھڑے ہوں جن کو میت کے (بہت نزدیک کے دو رشتہ داروں نے) گواہی کے لائق سمجھا ہو[8] اور وہ اللہ تعہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری گواہی پہلے دونوں گواہوں کی گواہی[9] سے زیادہ معتبر ہے[10]۔ اور ہم نے کوئی ناحق بات نہیں کی ایسا کیا ہو تو بے شک ہم گناہ گار ہیں اس (تدبیر) سے یا تو ٹھیک گواہی[11] دینے کی زیادہ امید ہو گی یا یہ[12] ہو گا کہ وہ (یعنی وصی اور گواہ) ڈریں گے ایسا نہ ہو ہماری قسم کھانے کے بعد پھر (وارثوں کو) قسم دی جائے اور اللہ تعہ سے ڈرتے رہو[13]

۱ یہ خطاب ہے قریش کے لوگوں کو جو مسلمان تھے ان سے بعض لوگوں نے کفر کی حالت میں بہت دشمنی کی تھی پھر اسلام لاتے تو ان کے دلوں میں ان کے ساتھ دشمنی کرنے کا خیال باقی رہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسلام اور پرہیزگاری کو اسلام لازم ہے۔ اگلی دشمنی کا خیال کر کے انصاف سے مت گزرو عبداللہ بن کثیر نے کہا یہ ایت خیبر کے یہودیوں کے حق میں اتری ان کا قصہ آگے آتا ہے ۲ یعنی مسلمانوں میں سے یا عزیزوں میں سے، ۳ اور مسلمانوں سے گواہ نہ ملیں یا عزیز و اقربا میں سے گواہ نہ ہو سکیں ۴ یعنی کافر یا جن سے قرابت نہ ہو، ۵ پھر جب یہ دونوں گواہ وارثوں کے پاس آئیں اور اے وارثو تم الخ ۶ کہ یہ گواہ جھوٹے ہیں اور میت کا کچھ مال اڑانا چاہتے ہیں ۷ جو مسلمانوں اور کافروں سب کے نزدیک متبرک وقت ہے ۸ جس کے ادا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور چھپانے سے منع کیا، ۹ بعض لوگوں نے کہا وصیت کے وقت اگر کوئی آدمی سفر میں ہو اور مسلمان گواہ نہ پا سکے تو ذمی کافروں کو بھی گواہ کر لینا درست ہے، جیسے اس ایت سے نکلتا ہے ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور ایک جماعت تابعین کا یہی قول ہے اور امام مالکؒ اور شافعیؒ اور ابی حنیفہ اس ایت کو منسوخ کہتے ہیں اور کافروں کی گواہی جائز نہیں رکھتے وہ دلیل لیتے ہیں دوسری ایت سے واشہدوا ذوی عدل منکم - اور ممن ترضون من الشہداء سے ہم کہتے ہیں یہ آیتیں اس ایت کے خلاف نہیں ہیں وہ آیتیں اس صورت سے متعلق ہیں جب مسلمان گواہ موجود ہوں اور مل سکیں اور یہ آیت خاص اس صورت سے متعلق ہے جب آدمی سفر میں مرنے لگے اور مسلمان گواہ نہ پائے ۱۰ جھوٹی قسم کھائی ان کی چوری کھل گئی، ۱۱ یہ ترجمہ حفص کی قرات پر ہے جو مشہور ہے، ۱۲ یا ان کی گواہی سے زیادہ قبول کرنے کے لائق ہے، ۱۳ جو اوپر بیان ہوئی ۱۴ یعنی جیسی تمیم اور عدی کی تھی، ۱۵ اور ان کی قسم سے ہمارا جھوٹ کھل کر ہم ذلیل ہوں ۱۶ جھوٹی قسم نہ کھاؤ نہ وصیت میں کسی کا حق مارو،

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۹﴾ (المائدۃ پ ۶ ع ۱۴)

اور نہ اس کا حکم سنو اور نہ مانو، اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا۔

۹۔ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ ﴿۱۹﴾ (الانعام پ ۷ ع ۲)

(اے پیغمبر ان سے پوچھ، کہہ دے کس کی گواہی سب سے بڑی گواہی ہے کہہ اللہ تعالیٰ کی۔[1]

اَلْحُكْمُ وَالْقَضَاءُ (۵۳) باب ۵۳ حکم اور فیصلہ کا بیان

۱۔ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾ (النساء پ ۵ ع ۸)

اور جب لوگوں کا (مقدمہ) فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو[2]۔ اللہ تعالیٰ تم کو اچھی نصیحت کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سنتا[3] دیکھتا ہے[4]۔

۲۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾ (النساء پ ۵ ع ۹)

(اے پیغمبر) قسم تیرے پروردگار کی[5] وہ مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے جھگڑوں کا فیصلہ تجھ سے نہ کرائیں[6] پھر تیرے فیصلہ سے ان کے دلوں میں کچھ اداسی نہ ہو اور (خوشی خوشی) مان کر منظور کرلیں[7]۔

۳۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿۱۰۵﴾ (النساء پ ۵ ع ۱۶)

(اے پیغمبر) ہم نے تجھ پر جو سچی کتاب اتاری تو اس لیے کہ لوگوں کا فیصلہ تو اس طرح کرے جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھ کو دکھلایا[7] اور دغابازوں کا طرفدار مت بن[8]۔

---

[1] یا کون بڑا گواہ ہے پھر وہ کیا جواب دیں گے تو آپ ہی جواب دیدے کہہ اللہ ہے، [2] اللہ تعالیٰ کی کتاب اور حدیث کے موافق نہ صرف اپنی رائے سے البتہ اگر قرآن و حدیث میں وہ صورت نہ ملے تو اپنی رائے کو دخل دے سکتا ہے [3] تمہارے فیصلے کو سنتا ہے [4] اور تمہارے امانت ادا کرنے کو دیکھتا ہے [5] اللہ تو خود اپنی قسم کھاتا ہے [6] صرف ایسا کرنے سے بھی وہ مومن نہیں ہوسکتے بلکہ جب مومن ہوں گے کہ تیرے فیصلہ سے، الخ [7] سبحان اللہ کیا عمدہ آیت ہے جو ہر ایک اختلاف اور جھگڑے میں ہماری رہنما اور ایماندار اور بے ایمان کی کسوٹی ہے یہ کسوٹی قیامت تک ہم کو مومن اور کافر کی تمیز کے لئے کافی ہے جو شخص آنحضرت کی حدیث کو ہر جھگڑے کا فیصلہ بنائے اور پھر آپ کی حدیث سن کر بھولا نہ سمائے وہی مومن ہے ورنہ مومن نہیں امام رازی نے کہا کہ اس سے یہ صاف نکلتا ہے کہ قرآن و حدیث ہوتے ہوئے قیاس کی طرف جانا جائز نہیں بلکہ قیاس کا خیال کرنا بھی منع ہے کیونکہ اس سے دل میں تنگی پیدا ہوگی یہ آیت اس وقت اتری جب ایک انصاری اور زبیر میں پانی کی تکرار ہوگی آنحضرتؐ نے فیصلہ فرمایا لیکن انصاری کو آپ کے فیصلہ سے خوشی نہیں ہوئی بلکہ اس نے کہا کہ زبیر آپ کی پھوپھی کے بیٹے تھے نا بعضوں نے کہا یہ آیت اس وقت اتری جب حضرت عمرؓ نے اس منافق کو مار ڈالا جس نے یہودی کے ساتھ جھگڑا کیا تھا اور آنحضرت نے فیصلہ کے بعد ان کے پاس فیصلہ کرانے آیا تھا مگر اس کا اسناد ضعیف ہے [7] یعنی وحی بھیج کر یا اور طریقہ سے تجھ کو سمجھایا حضرت عمرؓ نے کہا کوئی شخص یوں نہ کہے میں نے اس طرح فیصلہ کیا جس طرح اللہ تو نے مجھ کو دکھلایا کیونکہ یہ خاص تھا رسول اللہ صلعم سے اور آپ کی رائے اللہ تعالیٰ کے سوجھانے سے ہمیشہ ٹھیک ہماری رائے ایک گمان ہے (یعنی ظن غالب ہے) اس کا یقین نہیں [8] طعمہ بن ابیرق ایک شخص تھا اس نے کسی کی زرہ چرائی جب زرہ کا مالک آنحضرت کے پاس آیا اور فریاد کی تو طعمہ نے اس زرہ کو کسی دوسرے کے گھر ڈال دیا اور رات ہی رات اپنے لوگوں سے کہا تم آنحضرت کے پاس جاؤ اور کہو طعمہ اس جرم سے بری ہے وہ زرہ تو دوسرے نے چرائی ہے آپ اس کی بے جرمی اور براءت سب لوگوں کے سامنے بیان فرمائے آنحضرت نے اس کا قصد کیا اس وقت یہ آیت اتری اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو بتلا دیا کہ خود طعمہ چور ہے تو چوروں کا طرفدار نہ بن،

۴۔ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَاۗءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَـيْـــًٔا ۭ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾ (المائدۃ پ۶ ع۶)

جھوٹ بنانے کیلئے جاسوسی کرنیوالے حرام مال خوب چکھنے والے (یا رشوت اڑانے والے)[1]، پھر اگر یہ لوگ تیرے پاس آئیں تو خواہ ان کا فیصلہ کر خواہ ان سے الگ رہو[2] اور اگر تو ان سے الگ رہے تو تجھے کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے (اللہ تیرا بچانے والا ہے) اور جو تو ان کا فیصلہ کرنا چاہے تو انصاف سے فیصلہ کر دے کیونکہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنیوالوں سے محبت رکھتا ہے[3] اور (تعجب اس پر ہے) وہ لوگ تجھ سے کیوں فیصلہ کرانا چاہتے ہیں ان کے پاس تو خود توریت (شریف) ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم موجود ہے[4] پھر اس کے بعد (بھی) نہیں مانتے اور (اصل بات یہ ہے کہ) ان میں ایمان نہیں ہے[5]۔

۷۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاۗءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَـمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ

بیشک ہم نے توریت اتاری اس میں ہدایت ہے اور روشنی خدا کے تابعدار پیغمبر[6] یہودیوں کو اسی کے موافق حکم دیتے رہے[7] اور (پیغمبروں کے علاوہ) درویش (مشائخ) اور مولوی (بھی) اسی پر حکم دیتے رہے اس واسطے کہ اللہ کی کتاب کے وہ حافظ بنائے گئے تھے (امانت دار) اور اسکی نگہبانی کرتے تھے[8] تو (اے یہودیو) لوگوں سے مت ڈرو[9] اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے (دنیا کا) تھوڑا مول مت لو (رشوت کھا کر میرے حکم مت چھپاؤ) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اتارے موافق حکم نہ دیں وہی کافر ہیں وہی[10] اور ہم نے توریت میں ان پر یہ فرض کیا کہ جان کے بدل جان (لی جائے) اور آنکھ کے بدلے آنکھ (پھوڑی جائے) اور ناک کے بدل ناک (کاٹی جائے) اور کان

---

[1] قرآن میں سحت کا لفظ ہے یعنی حرام مال اصل میں سحت کے معنی سفینے کے ہیں مال حرام تمام نیکیوں کو لپیٹ دیتا ہے بعضوں نے کہا سحت سے رشوت مراد ہے حدیث میں ہے کہ رشوت کے دینے والا اور لینے والا دونوں ملعون ہیں رشوت کے حکم میں ہے سفارش سن کر غلط یا رعاتی فیصلہ کرنا [2] اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو اختیار دیا کہ ایسے کافر حرام خوار جو جھگڑے تیرے پاس لائیں اگر تیرا جی چاہے تو ان کا فیصلہ کر دے اگر تیرا جی نہ چاہے تو ان کو صاف جواب دیدے [3] اور انصاف کرنے والے کے دشمن اخیر میں خود ذلیل و خوار ہوتے [4] اس کے موافق کیوں نہیں فیصلہ کرتے [5] اخیر جب تو فیصلہ کر دیتا ہے اور تیرا حکم توریت سے موافق ہوتا ہے [6] نہ وہ توریت پر ایمان لائے نہ تجھ پر ایمان لاتے ہیں وہ تو اپنی غرض کے وقت ایک مطلب سے تیرے پاس رجوع ہوتے ہیں [7] جو حضرت موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل میں آتے [8] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے ہم نے توریت اتاری اس میں ہدایت اور روشنی ہے یہودیوں کے لئے مسلمان پیغمبر ہمیشہ اسی پر حکم دیتے رہے اس آیت میں یہ اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل کے سب پیغمبر مسلمان یعنی خدا کے فرمانبردار تھے [9] کہ کوئی اس کتاب میں تحریف اور تبدیل نہ کرے [10] حق بات کہنے میں اور حضرت محمد صلعم کا جو حال تمہاری کتاب میں ہے اس کے بیان کر دینے میں [11] سید علامہؒ نے کہا یہ آیت شامل ہے ہر شخص کو جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے موافق حکم نہ دے بعضوں نے کہا یہود اور انصاری سے خاص ہے بعضوں نے کہا کافروں سے کیونکہ مسلمان گناہ کبیرہ بھی کرنے سے کافر نہیں ہوتا۔

بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ط فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ط وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ (المائدۃ پ ۶ ع ۷)

کے بدل کان (تراشا جائے) اور دانت کے بدل دانت (اکھاڑا جائے) اور زخموں کے بدل (اگر ہو سکے، ویسے ہی زخم (لگائے جائیں)، پھر جو کوئی اپنا بدلہ معاف کر دے تو اسکے گناہ اتر جائیں گے[۲] اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اتارے موافق حکم نہ دیں وہی ظالم ہیں وہی[۳]۔

۶۔ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ط وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ط لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ط

اور ہم نے کہہ دیا کہ انجیل والے اس کے موافق حکم دیں جو اللہ تعالیٰ نے انجیل میں اتارا اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اتارے موافق حکم دیں وہی فاسق گناہ گار بے حکم نافرمان ہیں وہی اور (اے پیغمبر) ہم نے تجھ پر (بھی) سچی کتاب اتاری (یعنی قرآن شریف)، وہ اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان کی حفاظت کرتی ہے[۴] تو جو خدا نے اتارا اسکے موافق ان لوگوں کا (یعنی اہل کتاب کا) فیصلہ کر اور خدا کے پاس سے جو سچی بات تجھے پہنچی ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشوں پر مت چل[۵] ہم نے تم میں سے ہر ایک کو ایک راہ اور شریعت دی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم (تینوں) کو ایک ہی امت کر دیتا[۶] مگر تم کو جو (مختلف احکام) دیئے اس سے تمہارا آزمانا منظور ہے[۷]۔ بہر حال نیکیوں پر لپکو۔

---

[۱] یہودیوں کو توریت شریف میں جان کے بدل جان لینے کا اسی طرح دوسرے اعضا میں قصاص کا حکم دیا گیا تھا بڑے چھوٹے امیر غریب کا کوئی فرق نہ تھا۔ لیکن انہوں نے حکم بدل ڈالا تھا وہ بنی نضیر کا تو قصاص بنو قریظہ کا قصاص ہی نقیر سے نہ لیتے اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا تم توریت کے خلاف چلتے ہو

[۲] یعنی کسی شخص کو زخمی کیا اس نے زخمی کرنے والے کو قصاص معاف کر دیا یا کوئی مارا گیا اس کے وارثوں نے قاتل کو معاف کر دیا۔ تو معاف کرنے والے کو یہ اجر ملے گا کہ اس کے گناہ معاف ہوں گے حدیث میں ہے کہ کسی مسلمان کو زخم لگے پھر وہ معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرے گا اور ایک گناہ اتار دے گا

[۳] سید علامہ نے کہا اس آیت سے اجتہاد کا جائز ہونا نکلتا ہے اور معاذ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو ان سے پوچھا تم کس پر فیصلہ کرو گے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی کتاب پر آپ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں وہ مسئلہ نہ ملے معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا تو میں اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر فیصلہ کروں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر حدیث میں بھی نہ ملے معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا (سوچوں گا) اور سوچنے میں کمی نہ کروں گا یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا شکر ہے خدا کا کہ اپنے رسول کے رسول کو اس نے ایسی توفیق دی جس سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہے

[۴] یعنی ان کی نگہبان ہے اور ان کی گواہ ہے یا جو ان کتابوں میں تھا وہ سب قرآن میں موجود ہے

[۵] لوگو یہود اور نصاریٰ اور مسلمان ہر ایک الخ،

[۶] ایک ہی دین ایک ہی شریعت،

[۷] کون اللہ تعالیٰ کے نئے نئے حکموں کو مانتا ہے کون نہیں مانتا

[۸] یعنی گو شریعتوں میں کچھ کچھ اختلاف ہے مگر نیک باتیں وہی ہیں جو دوسری شریعت میں ہے،

إِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٤٨﴾ وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَيْكَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ﴿٤٩﴾ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٥٠﴾

(المائدۃ پ ۶ ع ۷)

تم سب کو اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹ کر جانا ہے وہ جن باتوں میں تم (دنیا میں) اختلاف کرتے تھے تم کو جتادے گا۔[۱] اور (ہم نے تجھ پر یہ حکم بھی اتارا) تو اللہ کے اتارے موافق ان کا فیصلہ[۲] کر اور ان کی خواہشوں پر مت چل اور ڈرتا رہ کہیں وہ تجھ کو کسی حکم سے جو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر اتارا بہکا نہ دیں پھر اگر وہ (اس حکم کو جو اللہ تعالیٰ کے اتارے موافق تو دے) نہ مانیں تو یہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کچھ گناہوں کی سزا (دنیا ہی میں) دیا چاہتا ہے[۳]۔ اور بیشک لوگوں میں بہتیرے نافرمان ہیں[۴]۔ کیا (اب) کفر کے وقت کا حکم چاہتے ہیں اور (جو لوگ یقین رکھتے ہیں[۵]۔ ان کے نزدیک اللہ سے بہتر حکم دینے والا اور کون ہے[۶]۔

۷۔ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٤٨﴾ وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿٤٩﴾ أَفِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَنْ يَحِيفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولٰئِكَ

اور جب ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ان کا جھگڑا فیصل کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے تو ایک ہی ایکا ان کا ایک فرقہ گریز کر جاتا ہے[۷] اور اگر کہیں وہ حق پر ہوں جب تو کان دبائے پیغمبر کے پاس چلے آتے ہیں[۸] کیا ان کے دلوں میں (کفر و نفاق کی) بیماری ہے یا انکو (تیری پیغمبری میں) شک ہے یا وہ اس سے ڈرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور (اس کا رسول ان پر ظلم کریگا[۹] بلکہ

[۱] یعنی قیامت میں خوب کھل جائے گا کہ حق کیا تھا اور ناحق کیا تھا جب ہر ایک کام کا بدلہ ملے گا [۲] اور وہ جو پچھلی آیت میں اختیار دیا گیا تھا منسوخ ہوا، [۳] قید اور قتل اور ذلیل ہوں گے پورا بدلہ تو آخرت میں ملے گا [۴] اور انصاف اور حق پر چلنے والے تھوڑے ہیں [۵] کہ اللہ تعالیٰ سب منصفوں سے بڑھ کر منصف اور عادل ہے [۶] کفر اور جہالت کے زمانہ میں یہ دستور تھا کہ ایک قبیلہ دوسرے میں سے کسی کا خون کرتا وہ اس کے دشمنوں کو مار ڈالتا پھر یہ اس کے چار شخصوں کو مار ڈالتا اسی طرح ہمیشہ کے لئے فساد قائم ہو جاتا، اور دونوں طرف کے لوگ حیران اور پریشان ہو جاتے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف اتارا اور قصاص کا حکم جاری کیا یہ ساری خرابیاں دور ہوئیں، [۷] اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کی طرف توجہ نہیں کرتا نہ حاضر ہوتا ہے۔ سید علامہ نے کہا ہمارے زمانہ میں مقلدین کا یہی حال ہے جب ان سے کہو قرآن اور حدیث کی رو سے اپنا فیصلہ کر لو تو چل دیتے ہیں اور راضی نہیں ہوتے [۸] مطلب یہ ہے کہ جب دوسرے کا کوئی حق ان پر (آتا) ہوا اور وہ ناحق اس کے دبانا چاہتے ہوں تب تو تیرے پاس اس لئے نہیں آتے کہ وہ جانتے ہیں کہ تو حق فیصلہ کرے گا اور ان کو دینا ہوگا ہاں جب ان کا کسی پر کچھ نکلتا ہے یا وہ حق پر ہوں تب تو ڈرتے ہوئے تیرے پاس آجاتے ہیں کہتے ہیں یہ آیت ایک یہودی اور منافق کے مقدمے میں اتری یہودی کہتا تھا چلو نبی پیغمبر کے پاس چلو منافق کہتا نہیں کعب بن اشرف کے پاس چلو [۹] نہیں یہ کوئی بات نہیں نہ ان کو تیری نبوت میں شک ہے نہ یہ ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ناحق فیصلہ کریں گے۔

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾

(النور پ۱۸ ع ۶ ۷)

دبے یہ کہ، وہ خود ظالم ہیں[۱]۔ ایمان دار لوگ جب ان کا جھگڑا فیصلہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں تو بس یہی کہتے ہیں ہم نے سنا اور مان لیا اور یہی لوگ بامراد ہوں گے[۲] اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم مان لے اور اللہ تعالیٰ سے (اگلے گناہوں پر) ڈرتا رہے اور آئندہ اس (کی نافرمانی) سے بچتا رہے تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچیں گے۔

اَلْقِتَالُ وَالْجِهَادُ وَالْهِجْرَةُ وَالشَّهَادَةُ وَالْغَزْوُ وَالْبَيْعَةُ

بابٌ جہاد اور ہجرت اور شہادت اور غزو اور بیعت کا بیان

۱۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

(البقرة پ۲ ع ۱۹)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں[۳]

۲۔ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ

اور جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کی راہ میں ان سے لڑو اور زیادتی مت کرو اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا[۴] اور ان کو جہاں پاؤ قتل کرو اور انہوں نے تم کو جہاں سے نکالا (یعنی مکہ سے)، تم بھی ان کو وہاں سے نکال باہر کرو اور دین کی خرابی قتل سے بدتر ہے[۵] اور مسجد حرام کے پاس ان سے مت لڑو (جب تک وہ تم سے اس جگہ نہ لڑیں) پھر اگر وہ (مسجد حرام میں) تم سے لڑیں تو تم بھی ان

[۱] لوگوں کا حق دبانا چاہتے ہیں اس وجہ سے تیرے پاس نہیں آتے کہ تو حق فیصلہ کرے گا اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ جب قاضی شریعت کا عادل اور حاکم ہو تو اس کا حکم ماننا چاہیے جب وہ بلائے تو حاضر ہونا چاہیے۔ [۲] یہ گویا ایمان داروں کو تعلیم ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمودے کے ساتھ جب ان کا جھگڑا چکانے کے لیے وہ بلائے جائیں تو ادب سے حاضر ہوں اور زبان سے یہ کہیں کہ جو ارشاد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے وہ ہم نے مان لیا اور بسر و چشم قبول کیا۔ [۳] بعضوں نے کہا جنگ بدر میں چھ آدمی مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے شہید ہوئے تھے لوگ کہنے لگے افسوس وہ مارے گئے اور دنیا کے مزے اٹھا نہ سکے تب یہ آیت اتری۔ [۴] یعنی دین کی حمایت میں نہ دنیا کی غرض سے۔ [۵] ہجرت سے پہلے مسلمانوں کو لڑنے کی ممانعت تھی اور یہ حکم تھا کہ کافروں کی ایذارسانی پر صبر کرو جب آنحضرتؐ مدینہ میں تشریف لائے تو لڑائی کی اجازت میں پہلے یہ آیت اتری۔ [۶] پہلی آیت میں یہ حکم تھا کہ جو تم سے لڑے ان سے لڑو شروع کرو جہاں کافر ملیں ان کو قتل کر ڈالو خواہ حرم میں ہوں یا غیر حرم میں یہ جو فرمایا دین کی خرابی قتل سے بدتر ہے یعنی کافروں کے قتل میں جھجکیں نہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کو برباد کیا خدا کے گھر میں بت لا کر رکھ دیئے شرک کو جاری کیا جب ایسے برے کام انہوں نے کئے جو قتل سے [illegible] تم ان کو قتل کرنے میں کیوں تامل کرو۔

فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

(البقرۃ پ ۲ ع ۱۹)

کو قتل کرو کافروں کی یہی (قتل اور اخراج) سزا ہے[۱]۔ پھر اگر وہ لڑنے سے باز آئیں (اور اسلام قبول کریں) تو اللہ تعالیٰ (ان کے اگلے قصوروں کو) بخشنے والا (اپنے بندوں پر) مہربان ہے اور ان سے یہاں تک لڑو کہ دین کی خرابی نہ رہے[۲] اور اللہ کا ایک دین ہو جائے پھر[۳] اگر وہ (کفر یا مخالفت سے) باز آجائیں تو اب ان پر کوئی زیادتی نہ ہوگی مگر جو ظلم کریں[۴] حرمت (ادب) کا مہینہ حرمت کے مہینے کے مقابل ہے[۵] اور دوسری بھی ادب کی سب چیزوں میں برابر کا بدلہ ہے[۶]۔ پھر جو کوئی تم پر زیادتی کرے تم بھی اتنی ہی زیادتی اس پر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو (ایسا نہ ہو کہ تمہارا بدلہ اس کی برائی سے زیادہ ہو جائے) اور سمجھ لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ (ان کی مدد کرے گا اور قوت دیگا)

۳- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾

(البقرۃ پ ۲ ع ۲۵)

بعضا آدمی ایسا ہے جو اللہ کو راضی رکھنے کے لیے اپنی جان تک بیچ ڈالتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے[۷]۔

۴- كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

(مسلمانو) تم پر کافروں سے لڑنا (جہاد) فرض کیا گیا اور وہ تم کو برا لگے گا[۸] اور ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تم کو بری لگے لیکن وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور ایک چیز تم کو بھلی لگے لیکن وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے[۹]۔

---

[۱] بعضوں نے کہا یہ آیت محکم ہے اور مسجد حرام کے پاس کسی کو مارنا جائز نہیں مگر جو خود وہاں لڑائی شروع کرے تو اس کو دفع کرنا چاہیے یعنی وہ دین اسلام میں داخل ہو جائے، [۲] خدا کے سوا دوسرا کوئی نہ پوجا جائے، [۳] یعنی پھر فتنہ و فساد مچائیں یا مسلمانوں کو ستائیں یا اللہ کی عبادت میں خلل ڈالیں تو ان کو سخت سزا دی جائے گی، [۴] مسلمان سنہ ۶ ہجری میں ماہ ذیقعدہ میں عمرے کے لیے نکلے تو کافروں نے مکے میں آنے سے روک دیا پھر اگلے سال اسی مہینہ میں عمرے کرنے کو گئے کہ کہیں کافر ہم سے لڑنے نہ لگیں کیونکہ ذیقعدہ ماہ حرام تھا اور عرب میں چار مہینے ذیقعدہ ذیحجہ محرم رجب حرام کہلاتے تھے یعنی ان کا ادب کرتے تھے اور ان مہینوں میں لڑنا اور لوٹنا حرام جانتے تھے تب یہ آیت اتری یعنی جب کافروں نے ماہ حرام کا لحاظ نہ کیا اور تم کو عمرے سے روکا تو اس سال اگر تم سے لڑیں تو تم بفراغت کیونکہ ماہ حرام کی حرمت پہلے انہوں نے توڑی ماہ حرام کا بدلہ ماہ حرام ہو گیا، [۵] یعنی جو کوئی تم پر ظلم کرے۔ [۶] صہیب بن سنان رومی ایک شخص تھے ان کو مشرکین نے پکڑ لیا اور یہ چاہا کہ وہ اسلام سے پھر جائیں لیکن انہوں نے اپنا سارا مال دے ڈالا اور دین کو بچا لیا اور مدینہ منورہ میں آ گئے تب یہ آیت اتری، [۷] کیونکہ جہاد میں جان و مال کا صرف ہے عزیزوں اور دوستوں سے جدا ہونے کا ڈر ہے۔ ابوداؤد نے روایت کیا ابوہریرہ رضہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جہاد فرض ہے تم پر ہر امیر (حاکم) کے ساتھ ہو کر نیک ہو یا برا ایک روایت میں ہے کہ جب جہاد کے لیے بلائے جاؤ تو نکل کھڑے ہو، [۸] کہ کون سی چیز تمہارے حق میں بھلی ہے کون سی بری ہے۔

وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرۃ پ ۲ ۲۶) اور تم نہیں جانتے[1]۔

۵۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ (اے پیغمبر) تجھ سے (مسلمان یا مشرک) پوچھتے ہیں ماہ حرام میں قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ط وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ لڑنا کیسا ہے[2] تو کہہ ماہ حرام میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ[3] اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ق وَاِخْرَاجُ سے روکنا[4] اور خدا کو (یا حج اور عمرے کو) نہ ماننا اور ادب والی مسجد اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ج وَالْفِتْنَةُ سے روکنا[5] اور وہاں کے لوگوں کو اس میں سے نکال دینا اس سے بھی اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ط وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ بڑھ کر اللہ کے نزدیک گناہ ہے[6]۔ اور دین کی خرابی کرنا قتل سے بھی زیادہ ہے حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَ اور یہ کافر تو ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے اس غرض سے کہ اگر ان کا بس چلے مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ تو تم کو تمہارے دین سے پھیر لیں (یعنی پھر کافر بنا لیں) اور جو کوئی تم میں سے كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا اپنے دین (اسلام) سے پھر جائے (اور کافر بن جائے) اور کفر ہی میں وَالْاٰخِرَةِ ج وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ مرے تو ایسے لوگوں کا کیا کرایا دنیا اور آخرت دونوں میں برباد اور وہ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (البقرۃ پ ۲ ع ۲۷) دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے[7]۔

۶۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ جو لوگ ایمان لائے اور (اپنے ملک کو اللہ کے لیے چھوڑا (ہجرت جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ کی) اور خدا کی راہ میں لڑے انہی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید ہے اور رَحْمَتَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے[8]۔

[1] کیونکہ تم غیب کا علم نہیں اوائل اسلام میں جہاد فرض نہ تھا مسلمان کو حکم تھا کہ کافروں کی ایذا دہی پر صبر کریں اور وقت کے منتظر رہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور مسلمانوں کو کسی قدر قوت حاصل ہوئی تو حق تعالیٰ نے جہاد یعنی کافروں سے لڑنا فرض کیا اور اس کی وجہ سے اسلام کو بے حد ترقی ہوئی ایک حدیث میں ہے کہ جہاد قیامت تک باقی رہے گا یعنی اس کی فرضیت ہمیشہ قائم رہے گی یہاں تک کہ میری اخیر امت دجال سے لڑے گی [2] عرب میں چار مہینے حرام یعنی ادب کے کہلاتے تھے ذلیقعدہ اور ذلحجہ اور محرم اور رجب ان مہینوں میں لڑائی اور لوٹ کھسوٹ بند ہو جاتی قافلے امن سے گذرتے [3] جیسے مشرکوں نے مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روکا [4] یعنی مسجد حرام خانہ کعبہ کی مسجد اس میں عبادت کے لئے نہ آنے دینا [5] آنحضرت اور مہاجرین مسجد حرام ہی کے رہنے والے تھے مشرکوں نے ستا ستا کر ان کو وہاں سے نکالا آخر مدینہ میں ان کر رہے اللہ تعالیٰ ان کافروں کو الزام دیتا ہے کہ تم مسلمانوں پر وہ بھی شبہ کی وجہ سے کیا طعنہ مارتے ہو کہ انہوں نے ماہ حرام میں لڑائی کی تم نے تو اس سے بڑھ کر بڑے گناہ کئے ہیں [6] مطلب یہ ہے کہ اول تو ان کا شرک و کفر ہی کم گناہ تھا تمہارے سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھا دوسرے اس سے بھی زیادہ بدتر یہ ہے کہ تم کو بھی دین حق سے برگشتہ کرنے کی فکر میں ہیں اور اسی غرض سے سدا تم سے لڑتے رہتے ہیں اور ایسے بدمعاشوں سے گو وہ ماہ حرام میں ہی ہو لڑنا کوئی گناہ نہیں ہے [7] اس آیت سے یہ نکلا کہ مسلمان اگر مرتد ہو جائے یعنی اسلام سے برگشتہ تو اس کے اعمال اسی صورت میں اکارت ہوں گے جب کفر پر مرے اور جو پھر مسلمان ہو جائے تو اس کے اگلے اعمال کا ثواب قائم رہے گا۔ امام شافعیؒ اور اہل حدیث کا یہی مذہب ہے [8] اس آیت سے صحابہ کرام کی جنہوں نے آنحضرتؐ کے ساتھ ہجرت کی اور جہاد کیا بڑی فضیلت نکلتی ہے اور ان بے ایمانوں کا منہ کالا ہوتا ہے جو صحابہ کرام کے ساتھ بے ادبی کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی نیک باتوں کو دیکھو کہ مال چھوڑا وطن چھوڑا عزیزوں کو چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی رفاقت اختیار کی پھر خدا کے راہ میں جان بھی دینے کو مستعد ہوئے ان بڑی بڑی نیکیوں کے ساتھ اگر ان سے کوئی غلطی بھی ہو گئی کہ ماہ حرام میں لڑ لیئے تو اللہ بخشنے والا ہے،

٧۔ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٤٤﴾ (البقرۃ پ ٢ ٣٢٦)

اور (مسلمانو) خدا کی راہ میں (کافروں سے) لڑو اور یہ جانے رہو کہ اللہ (سب کچھ) سنتا جانتا ہے[2]

٨۔ وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٢١﴾ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٢٢﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ ﴿١٢٤﴾ بَلَىٰ ۚ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ ۗ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١٢٦﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِنَ

اور (اے پیغمبرؐ وہ وقت یاد کر) جب تو اپنے گھر (حضرت عائشہؓ کے پاس) سے نکل کر مسلمانوں کو لڑائی کے موریوں پر بٹھانے لگا اور اللہ تعالیٰ جو کہو اس کو سنتا ہے[3] جانتا ہے[4] جب تم میں سے دو ٹکڑیوں نے ہمت ہار دینا چاہی[5] اور اللہ ان کا مددگار تھا[6] اور (مسلمانوں کو) چاہئے اللہ پر بھروسا رکھیں[7]۔ اور البتہ اللہ تعالیٰ (ایک سال پہلے) بدر میں تمہاری مدد کر چکا تھا اس وقت تم تھوڑے سے تھے (یا بے سامان) تو اللہ کا شکر گزار بننے کے لیے اس سے ڈرو[8] جب تو مسلمانوں سے کہہ رہا تھا کیا تم کو بس نہیں اللہ تین ہزار فرشتوں کو تمہاری مدد کے لیے بھیج دے وہ آسمان سے اتریں کیوں نہیں (یہ تم کو بس ہیں) اگر تم (میدان جنگ میں) جمے رہو اور بچے رہو اور دشمن اسی دم تم پر چڑھ آئیں[9] تو تمہارا مالک پانچ ہزار فرشتوں سے جن پر نشان ہوگا تمہاری مدد کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ مدد اس لیے بھیجی کہ تم خوش ہو جاؤ اور تمہارے دلوں کو اس سے تسلی ہو ورنہ فتح تو خدا ہی کی طرف سے ہے جو زبردست ہے حکمت والا[10]

---

[1] تم سن چکے کہ موت سے بھاگنا کچھ فائدہ نہیں، [2] جو کوئی جہاد سے بیٹھ رہے اس کی سب باتیں سنتا ہے اور اس کا سب حال جانتا ہے کہ اس کا عذر معقول ہے یا نہیں، [3] اور جو دلوں میں ہو وہ جانتا ہے، [4] یہ جنگ احد کا ذکر ہے بعضوں نے کہا بدر کا بعضوں نے کہا احزاب کا اور صحیح یہ ہے کہ جنگ احد کا ذکر ہے اور آپ پچاس کم ایک ہزار آدمی لے کر جمعہ کی نماز کے بعد مدینہ منورہ سے نکلے کافروں کا لشکر تین ہزار کا تھا آپ گھاٹی پر جا کر سات شوال ۳ھ کو ٹھہرے اور دشمن کے مقابل صفیں جمائیں پچاس آدمیوں کو عبداللہ بن جبیرؓ کی کمان میں دے کر یہ حکم فرمایا کہ وہ پشت کی طرف کی محافظت رکھیں اگر کافر ادھر سے آئیں تو تیر مار کر ان کو ہٹا دیں خواہ ہم کو فتح ہو یا شکست، [5] اور نامردی ان کے دل میں سما گئی، [6] اس نے ان کو سنبھال لیا اور مضبوط کر دیا، [7] ہوا یہ تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے ساتھ مدینہ سے نکلے تو عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار بھی ساتھ تھا راستہ میں اس نے دغا دی اور اپنے ساتھیوں کو لے کر لوٹ چلا اس کے لوٹنے سے قبیلہ خزرج میں سے بنو سلمہ نے اور قبیلہ اوس میں سے بنو حارث نے جو میمنہ اور میسرہ پر تھے نامردی کرنا چاہی مگر اللہ تعالےٰ نے پھر ان کا دل مضبوط کر دیا اور وہ میدان جنگ میں قائم رہے، [8] تو جب تم تھوڑے سے تھے اور کافر بہت دوسرے ان کے پاس جنگ کا سامان تھا تم بے سامان تھے تو بھی اللہ تعالےٰ نے تم کو غالب کر دیا ستر کافر قید ہوئے اور ستر قتل تو اب نامردی کی کیا وجہ ہے اللہ تعالےٰ پر بھروسا رکھو، [9] میری بات نہ سننے اور بھاگنے سے، [10] یعنی لشکر کے بہت یا کم ہونے سے کچھ نہیں ہوتا۔ فتح اور شکست اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے مگر انسانی طبیعت یہ ہے کہ جب سامان پورا ہوتا ہے تو دل کو تسلی رہتی ہے اس لیے خداوند کریم نے پانچ ہزار فرشتوں کو بھیج دیا۔

لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنقَلِبُوا خَآئِبِينَ ﴿۱۲۷﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَٰلِمُونَ ﴿۱۲۸﴾ (آل عمران پ۴ ع۱۳)

(دوسرا مطلب یہ تھا) کہ کافروں کے ایک گروہ کو کاٹ ڈالے یا ان کو ذلیل کرے وہ نامراد ہو کر لوٹ جائیں[1] (اے پیغمبرؐ) تجھے اس کام میں کوئی دخل نہیں یا ان کو توبہ نصیب کرے (وہ مسلمان ہو جائیں) یا ان کو عذاب کرے اس لیے کہ وہ ناحق پر ہیں۔[2]

۹۔ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۳۹﴾ إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَآءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّٰلِمِينَ ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَٰفِرِينَ ﴿۱۴۱﴾ (آل عمران پ۴ ع۴)

اور ہمت مت ہارو نہ آزردہ ہو اگر تم ایماندار ہو تو (اخیر میں) تم ہی غالب ہو گے[3] اگر (اس لڑائی میں) تم زخمی ہو گئے تو بے دل مت ہو (وہ لوگ (کافر) بھی ایسے ہی (جنگ بدر میں) زخمی ہو چکے ہیں[4] یہ (دنیا کے) دن ہیں جن کو ہم الٹ پھیر کر لوگوں پر لاتے ہیں[5] اور (یہ جو کافروں کو اب کے فتح ہوئی) اس لئے (رہی تھی) کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو (الگ کر کے) دیکھ لے[6] اور چند لوگوں کو تم میں سے شہادت کا درجہ عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو (یعنی کافروں کو) پسند نہیں کرتا[7] اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو پرکھے اور کافروں کو (بالکل) ستیاناس کر دے[8]

۱۰۔ وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَٰتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَآ أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا ۗ وَاللَّهُ

اور کئی پیغمبروں کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والے لڑے ہیں پھر جو تکلیف ان کو اللہ کی راہ میں پہنچی اس سے وہ ہمت نہیں ہارے نہ سست ہوئے نہ (اپنے دشمن سے) دب گئے[9] اور اللہ تعالے

---

[1] ایسا ہی ہوا کہ بدر کے دن کافروں کے بیسے کئی سردار مارے گئے ستر قتل ہوئے اور ستر قید ہوئے اور جو آرزو لے کر آئے تھے وہ خاک میں مل گئے۔ [2] یعنی اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے ان کو کاٹ ڈالے یا ذلیل کرے یا مسلمان بنا دے یا ان پر عذاب نازل کرے تم کو ان باتوں میں کوئی دخل نہیں ہے۔ ہوا یہ تھا کہ جب جنگ احد میں آخر کار مسلمانوں کو شکست ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمانے لگے یا اللہ ابوسفیان پر لعنت کر یا اللہ حارث بن ہشام پر لعنت کر یا اللہ سہیل بن عمرو پر لعنت کر یا اللہ صفوان بن امیہ پر لعنت کر یہ سب کافروں کے سردار ہیں تب یہ آیت اتری، [3] جنگ احد میں ستر مسلمان شہید ہوئے اور بہت سے زخمی ہوئے مسلمانوں کو بڑا رنج ہوا اللہ تعالیٰ ان کو تسلی دیتا ہے کہ رنج کیوں کرتے ہو اور ہمت کیوں ہار دیتے ہو اگر تم سچے مسلمان ہو تو تمہارا ہی بول بالا ہو گا ایسا ہی ہوا کہ جنگ احد کے بعد ہر لڑائی میں مسلمان ہی غالب ہوتے رہے، [4] جیسے تمہارے ستر آدمی اس لڑائی میں مارے گئے ویسے ہی مشرکوں کے بھی ستر بڑے بڑے لوگ جنگ بدر میں مارے گئے تھے باوجود اس کے وہ تم سے لڑنے کو آئے اور ہمت نہ ہارے تو تم تو مسلمان ہو کر کیا کافروں سے بھی گئے گزرے کہ اتنے سے نقصان پر ہمت ہار دو گے اور رنجیدہ ہو کر بیٹھ رہو گے، [5] ایک دن ایک کی فتح ہوتی ہے دوسرے کی شکست پھر ایک دن دوسرے کی فتح ہوتی ہے اور اس کی شکست، [6] لفظی ترجمہ تو اول ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو معلوم کرے مگر اللہ تعالیٰ کو تو ازل ہی سے سب معلوم تھا کون سچا ہے کون جھوٹا ہے کون سچا ایماندار مطلب یہ ہے کہ اس کو ظاہر کر کے دیکھ لے، [7] بعض مسلمان شہادت کی آرزو رکھتے تھے اور دعا کرتے تھے یا اللہ پھر جنگ ہو اور ہم تیرے راہ میں مارے جائیں اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی وہ جنگ احد میں شہید ہوئے، [8] کیونکہ وہ اس فتح پر مغرور ہو کر پھر لڑنے کو آئیں گے اور اب کے وہ مار کھائیں گے جو ہمیشہ یاد رہے گی، [9] اس آیت سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تشفی دیتا ہے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں اگلے بہت سے پیغمبر ایسے گزر چکے ہیں جن کے ساتھ ہو کر طالبین خدا نے جہاد کیا ہے اور کافروں سے سخت مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور دشمن کے سامنے عاجزی نہیں کی تم ایک ہی شکست ہونے سے ایسے بے دل کیوں ہوئے جاتے ہو،

يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ (اٰل عمران پ ۴ ع ۱۵)

ثابت قدم رہنے والوں کو پسند کرتا ہے[۱]۔ اور انہوں نے جب کہا یہی کہا مالک ہمارے ہمارے گناہ (کبیرہ) اور جو ہم سے زیادتی ہوئی ہمارے کام میں (یعنے صغیرہ) بخش دے اور (دشمنوں کے مقابلہ میں) ہمارے پاؤں جما دے اور کافر لوگوں پر ہم کو فتح دے پھر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کا فائدہ کیا اور آخرت میں اچھا خاصا ثواب دیا اور اللہ تعالیٰ نیکوں سے محبت رکھتا ہے[۲]۔

۱۱۔ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓي اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْھُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ

اب ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے کیونکہ انہوں نے اس کو اللہ کا شریک بنایا جس کے (شریک ہونے کی) اس نے کوئی سند نہیں اتاری اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا بُرا ٹھکانا ہے[۳]۔ اور اللہ تعالیٰ نے تو اپنا وعدہ سچا کر دکھایا جب تم اس کے حکم سے کافروں کو بیدم کر رہے تھے[۴] جب تم نے بودا پن کیا اور حکم میں جھگڑا نکالا اور نافرمانی کی جو چاہتے تھے (یعنی فتح) اس کو دیکھ لینے کے بعد کوئی تو تم میں سے دنیا چاہتا تھا اور کوئی تم میں سے آخرت کا طالب تھا۔ پھر خدا نے تم کو آزمانے کے لیے کافروں کی طرف سے پھیر دیا اور البتہ تم کو معاف کر دیا[۵] اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر فضل کرتا ہے[۶]۔ (اس وقت) جب تم بھاگے چلے جاتے

[۱] اس آیت سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تشفی دیتا ہے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں اگلے بہت سے پیغمبر ایسے گزر چکے ہیں جن کے ساتھ ساتھ ہو کر طالبین خدا نے جہاد کیا ہے اور کافروں سے سخت سخت مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور دشمن کے سامنے عاجزی نہیں کی تم ایک ہی شکست ہونے سے بیدل کیوں ہوگئے [۲] دنیا کا فایدہ یہ ہے کہ لوٹ کا مال ملا لونڈی غلام ہاتھ لگے سلطنت اور حکومت ملی اور آخرت کا ثواب بہشت اور وہاں کی نعمتیں، [۳] جب جنگ احد کے کافر فارغ ہو کر ملکے کی طرف لوٹے تو راہ میں بہت شرمندہ ہوئے کہ ہم نے یہ کیا کیا جو تھوڑے سے مسلمان وہ بھی خستہ اور زخمی رہ گئے تھے ان کو تمام کر دینا تھا قصہ پاک ہو جاتا اب پھر وہ قوت پاکر لڑائی کو مستعد ہوں گے اور دوبارہ لوٹنے کا قصد کیا ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی خستہ اور مسلمانوں کو جن کی ہمت اور جرأت پر ہزار آفریں ہے اپنے ساتھ لے کر کافروں کا تعاقب کیا کافروں نے جب یہ خبر سنی کہ خود مسلمان ہم سے لڑنے کو آرہے ہیں تو ان کے دلوں میں ایسی ہیبت سمائی کہ نوک دم سے دبیں بھاگے اور مکہ میں جاکر دم لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ مدینہ میں تشریف لائے اللہ تعالیٰ اس آیت میں مسلمانوں پر اپنا احسان جتلاتا ہے کہ تم گھبراؤ نہیں اب ہم کافروں کے دل میں تمہارا رعب ڈالے دیتے ہیں وہ تم سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں کریں گے ایسا ہی ہوا، [۴] یعنی قتل کر رہے تھے شروع جنگ میں ایسا ہی ہوا کہ مسلمان غالب ہوئے اور کافر مغلوب، [۵] ورنہ اس نافرمانی کا تم پر عذاب اترتا، [۶] یہ سارا قصہ اوپر گزر چکا ہے ہوا یہ تھا کہ جنگ احد میں بھی اول اول مسلمانوں ہی کا غلبہ ہوا اور کافروں کو شکست ہوئی مگر اخیر میں جو خرابی ہوئی وہ عدول حکمی اور نافرمانی کی وجہ سے آنحضرت صلعم نے قطعی حکم عبداللہ بن جبیر اور ان کے ماتحت سپاہیوں کو دے دیا تھا کہ تم اس مقام سے نہ ٹلنا خواہ ہماری فتح ہو یا شکست لیکن ان لوگوں نے جب دیکھا کہ فتح ہو گئی تو لوٹ کی طمع میں اپنا مورچہ چھوڑ کر چل دئے عبداللہ بن جبیر نے سمجھایا بھی لیکن ایک نہ سنی

عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَاۗىِٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَاۗىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُھُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ

تھے اور مڑ کر کسی کو نہیں دیکھتے تھے (یا کہیں ٹھہرتے نہ تھے) اور پیغمبر تم کو پیچھے کھڑا بلا رہا تھا[۱] آخر خدا نے تم کو دوہرے غم میں مبتلا کیا[۲] (اس میں یہ حکمت تھی) کہ جو چیز ہاتھ سے جاتی رہی[۳] اس پر رنج نہ کرو[۴] اور نہ اس پر جو تم کو پیش آئے اور[۵] جو تم کرو اللہ کو اس کی خبر ہے پھر غم کے بعد اللہ تعالیٰ نے تم کو اطمینان دیا تم میں سے بعضوں کو اونگھ آنے لگی[۶] اور بعضوں کو جان کی فکر لگ گئی وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت جھوٹے جاہلوں کے سے خیال کر رہے تھے۔ کہہ رہے تھے کیا اب بھی کچھ ہم کو ملنا ہے اے پیغمبر[۷] کہہ دے کام سب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے (وہی فتح دیتا ہے وہی شکست) اپنے دلوں میں وہ باتیں چھپائے ہوئے ہیں جن کو تجھ پر نہیں کھولتے کہتے ہیں اگر ہم کو کچھ ملنے والا ہوتا تو ہم یہاں مارے کیوں جاتے اے پیغمبر[۸] کہہ دے اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی قسمت میں مارا جانا لکھا تھا وہ اپنے گرنے کی جگہوں میں نکل کر آجاتے[۹] اور (اس شکست میں ایک حکمت یہ تھی) کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے اس کو (تمہارے دل کی باتوں کو) آزمائے اور تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اس کو صاف کر دے[۱۰] اور اللہ تعالیٰ کو تو دل کی

(بقیہ صفحہ سابقہ) خالد بن ولید نے جو اس وقت تک کافر تھے یہ موقع اچھا پا کر عقب سے حملہ کیا اور جنگ کا نقشہ بالکل بگڑ گیا مسلمانوں کے پاؤں اٹھ گئے وہ بھاگ گئے اور آنحضرتؐ بھی زخمی ہو کر ایک گڑھے میں گر پڑے یہ آیت اس وقت اتری جب بعض مسلمان کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ہم سے فتح کا وعدہ کیا تھا ہم کو شکست کیوں کر ہوئی یعنی اللہ تعالیٰ کا تو وعدہ تھا وہ پورا ہوا تم نے اپنی فتح خوب اپنی آنکھوں سے دیکھ لی پھر تم نے جو نافرمانی کی اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانا تو اس کی سزا میں تم کو شکست ہوئی اور جو کچھ نقصان ہوا وہ ہوا

[۱] یا پہاڑ پر چڑھے جاتے تھے۔ [۲] آپ فرما رہے تھے اے اللہ کے بندو میرے پاس آؤ میں اللہ کا رسول ہوں جو کوئی پھر حملہ کرے کافروں پر اس کو جنت ملے گی، [۳] ایک تو بھاگنے کا غم دوسرے زخمی ہونے کا غم یا ایک مشرکوں کی فتح کا غم دوسرے اپنے نقصان کا غم، [۴] جیسے لوٹ اور لڑائی میں یا فتح۔ [۵] بلکہ صبر اور استقلال اختیار کرو۔ [۶] یعنی بلا اور مصیبت پر، [۷] یہ لوگ سچے مسلمان تھے ابن عباسؓ نے کہا اونگھ اسی کو آتی ہے جس کو اطمینان ہو گھبراہٹ میں اونگھ نہیں آتی ابو طلحہؓ نے کہا احد کے دن مجھ کو ایسی اونگھ آئی کہ تلوار میرے ہاتھ سے گری جاتی پھر میں تھام لیتا پھر گرنے لگتی پھر تھام لیتا زبیر نے کہا میں نے دیکھا میں ساتھ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جب بہت خوف کا وقت ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ہم پر نیند بھیج دی ہم میں سے ہر شخص اپنی ٹھڈی سینے پہ لگائے تھا، [۸] جیسے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ کیا تھا کہ اللہ تعالےٰ تم کو فتح دے گا، [۹] یعنے جہاں پر خدا نے ان کی موت لکھی تھی وہاں آجاتے ضرور آجاتے کیونکہ تقدیر سے مفر نہیں ہے جہاں کی مٹی ہوتی ہے موت وہاں لے جاتی ہے، [۱۰] لوگوں پر کھول دے کہ مسلمان سچے کون ہیں کون منافق بدخواہ، [۱۱] نکھار دے کسوٹی پر کس کے وسوسوں اور شیطانی خیالات سے پاک کر دے،

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ (۱۵۵)

(آلِ عمران ع ۶)

سب باتیں معلوم ہیں[۱] جس دن دو فوجیں گتھ گئیں[۲] اس دن جو تم میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) بھاگ نکلے ان کو شیطان نے کچھ ان کے کئے کی شامت میں بھٹکا دیا اور البتہ اللہ نے ان کو معاف کر دیا بیشک اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے۔

۱۱۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۱۵۶) وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ (۱۵۷)

(آلِ عمران پ ۴ ع ۷)

مسلمانو تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جو[۳] کافر ہیں اور اپنے بھائی بندوں کے حق میں جب وہ سفر یا جہاد میں جاتے ہیں یوں کہتے ہیں اگر ہمارے پاس رہتے تو نہ سفر میں مرتے نہ جہاد میں مارے جاتے تم ان کی طرح ایسا اعتقاد مت رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں ایسے اعتقاد سے (ساری عمر) حسرت رکھنا چاہتا ہے[۴] اور جلانے مارنے والا اللہ تعالیٰ ہے (سفر اور جہاد سے کوئی نہیں مرتا) اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے اور اللہ کی راہ میں اگر تم مارے جاؤ یا مرو تو اللہ کی بخشش اور رحمت تم کو ملے گی، اس سے بہتر ہے جو وہ (کافر) جوڑتے ہیں اور تم مرو یا مارے جاؤ (مر جانا ہے) اللہ تعالیٰ کے پاس اکٹھا ہونا ہے[۵]۔

۱۳۔ اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۱۶۵) وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ

کیا جب (احد کے دن) تم پر ایک مصیبت آئی (کہ ستر آدمی تمہارے مارے گئے) جس کی دونی تم (اپنے دشمنوں کو) پہنچا چکے ہو[۶] تو تم گھبرا گئے اور بیدل ہو کر کہنے لگے یہ (مصیبت) کہاں سے آئی (اے پیغمبر) کہہ دے یہ مصیبت خود تم نے اپنے اوپر ڈالی[۷] بیشک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے[۸] اور جس دن دو فوجیں بھڑ گئیں

---

[۱] مگر اس نے تم لوگوں پر کھولنے کیلیے یہ سب کارروائی کی تاکہ تم بھی جان لو کہ فلاں فلاں منافق اور دل میں مسلمانوں کے دشمن ہیں ظاہر میں تمہارے شریک ہیں ایسا ہی ہوا کہ احد کی لڑائی بگڑنے سے یہ سارا بھنڈارہ مھوٹ گیا اگر مسلمانوں کی پوری جیت رہتی تو بات نہ کھلتی، [۲] ایک مسلمانوں کی ایک کافروں کی جنگ احد میں، [۳] انکے کئے کی شامت یعنی پیغمبرؐ کی مخالفت اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ شکست ہوئی مطلب یہ ہے کہ بعضے مسلمان جو اس دن بھاگ کھڑے ہوئے وہ اسوجہ سے نہیں بھاگے کہ اسلام سے پھر گئے تھے یا منافق تھے بلکہ شامت نفس سے اور شیطان کے اغوا سے یہ گناہ ان سے سرزد ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اب کوئی گناہ ان پر نہیں رہا کہتے ہیں اس جنگ میں آنحضرتؐ کے پاس صرف ۱۳ آدمی رہ گئے بعضوں نے کہا چودہ سات مہاجرین اور سات انصاری تو مہاجرین میں سے ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، علی مرتضیٰؓ، طلحہ بن عبیداللہؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، زبیر بن عوامؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ تھے اور حضرت عثمان بن عفانؓ بھی ان لوگوں میں شامل تھے جو بھاگ گئے تھے رافضی ایک یہ طعنہ بھی حضرت عثمان پر کرتے ہیں مگر ان کا جواب خود قرآن شریف دے رہا ہے اللہ تعالیٰ نے انکو معاف کر دیا پھر معافی کے بعد کسی گناہ کا طعنہ دینا نری نادانی اور حماقت ہے۔ [۴] ظاہر میں اپنے کو مسلمان کہتے ہیں لیکن دل میں کافر ہیں [۵] نہ تمہارے دلوں میں یعنی اللہ نے جو انکو ایسا ضعیف الاعتقاد کر دیا تو اس سے غرض یہ ہے کہ وہ ساری عمر ایسے ہی واہی تباہی باتوں سے پچھتایا کریں ہائے فلانا سفر کو کیوں گیا ہائے وہ لڑائی میں کیوں گیا اور ہمیشہ اسی رنج میں رہیں اور تم کو اس حسرت اور افسوس سے بچا دیا، [۶] تو مرنے یا مارے جانے سے ہم کچھ فنا نہ ہو جائیں گے پھر کاہے کو ڈریں اپنے مالک کے پاس ہر طرح جانا ہے، [۷] بدر کے دن ستر مارے اور ستر قید کئے، [۸] کہ اتنے مسلمان مارے گئے اور شکست بھی ہوئی حالانکہ اللہ کے پیغمبر ہمارے ساتھ ہیں، [۹] کسی اور کی طرف سے نہیں آئی خود کردہ را چہ علاج، [۱۰] خود تم نے اپنے اوپر ڈالی یعنی نہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عدول حکمی کرتے اور گھاٹی کے مورچہ کو چھوڑتے نہ یہ آفت آتی،

وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٦٦﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿١٦٧﴾ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٦٨﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿١٦٩﴾ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٧٠﴾ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ

دیعنے احد کے دن، اس دن جو مصیبت تم کو پیں آئی وہ اللہ کے حکم سے آئی اور اس لیے کہ اللہ ایمان والوں کو ظاہر کر دے[1] اور اس لیے کہ اللہ منافقوں کو ظاہر کر دے اور ان سے (یعنی منافقوں سے) کہا گیا آؤ اللہ کی راہ میں (یعنی اس کی رضامندی کے لیے) لڑو (اگر تم سچے مسلمان ہو) یا دشمنوں کو توہٹاؤ[2] وہ کہنے لگے اگر ہم یہ سمجھتے کہ لڑائی ہوگی تو تمہارے ساتھ رہتے[3] وہ لوگ اس دن ایمان سے اتنے نزدیک نہ تھے جتنے کفر کے نزدیک تھے[4] منہ سے ایسی بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں[5] اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ (اپنے دل میں) چھپاتے ہیں[6] انہی لوگوں نے یہ کیا کہ خود تو بیٹھ رہے اور اپنے بھائیوں کو کہتے ہیں اگر ہماری بات سنتے تو مارے نہ جاتے (اے پیغمبر) ان لوگوں سے کہہ دے بھلا اگر تم سچے ہو تو اور دل کو جانے دو، خود اپنے اوپر سے موت کو ٹال دو[8] (اے پیغمبر) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ مت سمجھ وہ اپنے مالک کے پاس زندہ[9] ہیں ان کو روزی ملتی[10] ہے اور اللہ نے جو اپنے فضل سے ان کو دیا ہے اس پر خوش ہیں اور جو لوگ ابھی ان کے پاس نہیں پہنچے ان کے پیچھے[11] ہیں ان کی خوشی مناتے ہیں کہ ان کو ڈر نہ ہوگا نہ غم اللہ کی نعمت اور فضل کی خبر پا رہے ہیں اور اس کی خوشی کر رہے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا ثواب

[1] لفظی ترجمہ تو یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ معلوم کر لیوے ایمان والوں کو مگر اللہ کو تو پہلے سے سب معلوم تھا تو مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو بات اس کے علم میں ہے اس کو ظاہر کر دے اور سب لوگوں پر کھول دے۔ [2] منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول تھا عبد اللہ بن عمرو بن حرام انصاری نے اس سے یہ کہا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ساتھ ہو کر لڑو اگر تم مومن ہو جیسا زبان سے کہتے ہو اور اگر خیر تم کو لڑنا منظور نہیں ہے، تو ہمارے ساتھ تو رہو تا کہ دشمن ہمارا لشکر بہت سمجھ کر ہٹ جائے[3] منافقوں نے یہ بہانہ کیا کہ لڑائی ہوتی معلوم نہیں ہوتی اور نہ آنحضرت صلعم اور صحابہؓ کو چھوڑ کر چلے آتے یہ بھی ان کی ایک مکاری تھی کس لیے کہ کافر اس قدر دور دراز مقام سے لشکر جمع کر کے آئیں اور بدر کا غصہ ان کے دلوں میں بھرا ہوا ہو اور پھر بے لڑے واپس جائیں یہ عقل کے خلاف تھا۔ [4] یعنی بہ نسبت ایمان کے کفر سے زیادہ نزدیک ہو گئے تھے حالانکہ منافق پہلے ہی سے مومن نہ تھے مگر جو لوگ بھولے بھالے تھے وہ تو ان کا ظاہری حال دیکھ کر ان کو مومن سمجھتے تھے لیکن احد کے دن انہوں نے جو کام کیا مسلمانوں کو چھوڑ کر چلے آئے تو ان لوگوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ ان کے دل کفر کی طرف زیادہ مائل ہیں اور ان کا پردہ اٹھ گیا۔ [5] بلکہ دل میں اس کے خلاف ہے، جیسے ایمان کا دعوےٰ کرتے ہیں اور دل میں کفر بھرا ہے یا کہتے ہیں کہ آج لڑائی ہوتی معلوم نہیں ہوتی حالانکہ دل میں ان کو یقین ہے کہ ضرور لڑائی ہوگی۔ [6] ان کے نفاق اور شرارت اور مکاری کو۔ [7] جو جنگ میں مارے گئے۔ [8] بھائیوں سے مراد ان منافقوں کے عزیز اور رشتہ دار ہیں جو جنگ میں مارے گئے یعنی منافق آپس میں یہ کہتے ہیں کہ جو لوگ مارے گئے وہ اگر ہمارا کہنا مانتے تو نہ مارے جاتے مطلب یہ ہے کہ جب تم ان لوگوں کا قتل ہونا روک سکتے تھے تو اپنی ہی موت کیوں نہیں روک سکتے موت آتے ہی ٹیں سے مر جاتے ہو کچھ بس نہیں چلتا جب اپنے تئیں نہیں بچا سکتے تو دوسروں کو کیا بچاؤ گے۔ [9] بعضوں نے کہا یہ آیت احد کے شہیدوں میں بعضوں نے کہا بدر کے شہیدوں میں اتری ہے بہر حال تمام شہیدوں کو شامل ہے جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں یعنی اس کا دین بچانے یا دین کی ترقی میں۔ [10] دنیا میں زندہ۔ [11] لیکن جہاد میں مصروف ہیں۔

الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۷۱) (آلِ عمران پ ۴ ع ۱۷)

نہیں کھوتا[1]

۱۴- اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ (۱۷۲) اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ڰ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (۱۷۳) فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْۗءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ (۱۷۴) اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاۗءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۱۷۵)

(آلِ عمران پ ۴ ع ۱۸)

جو لوگ لڑائی میں زخمی ہوئے اور اس کے رسول کا کہا مانا[2] ان میں جو نیک اور پرہیزگار ہیں ان کا بڑا ثواب ملے گا[3]۔ یہ وہ لوگ ہیں جن سے لوگوں[4] نے کہا تمہارے مقابلہ کے لیے (مشرک) لوگوں نے لشکر اور سامان جمع کیا ہے[5] تو ان سے ڈرو[6] یہ سن کر[7] ان کا ایمان اور بڑھ گیا[8] اور وہ کہنے لگے اللہ ہم کو بس کرتا ہے اور اچھا کام بنانے والا ہے[9]۔ پھر اللہ کی بڑی نعمت (صحت و سلامتی) اور اس کا فضل (دنیا کا فایدہ) لے کر لوٹ آئے ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی اور اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چلے (اس کے رسول کے حکم پر) اور اللہ کا فضل بڑا ہے[10] یہ[11] شیطان تھا جو[12] اپنے دوستوں سے تم کو ڈراتا تھا[13] تم اگر سچے مسلمان ہو تو ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو،

۱۵- فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ ۭ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ

پھر جن لوگوں نے اپنا وطن چھوڑا[14] اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے[15] اور لڑے اور میری راہ میں مارے گئے،

[1] اور اس کی خوشی بیان کی تھی کہ ان کو نہ رنج ہے نہ ڈر یعنے امن میں ہیں اور اس آیت میں یہ بیان ہے کہ امن کے سوا اس کی نعمتیں جو ملی ہیں ان پر بھی خوشی کر رہے ہیں اسی طرح اس کے فضل پر اسی طرح اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہونے پر نعمت سے مراد تو ان کا مقرری ثواب ہے اور فضل یہ ہے کہ مقرری مزدوری سے زیادہ جو اللہ تعالےٰ نے دیا، [2] اور بلانے پر چل کھڑے ہوئے، [3] جب جنگ احد تمام ہوئی ابو سفیان جو کہ سردار تھا کافروں کا کہہ گیا کہ اگلے سال بدر پر لڑائی ہے اور حضرت نے قبول کر لیا جب اگلا سال آیا حضرت نے لوگوں کو حکم کیا کہ چلو لڑائی کو اس وقت جنہوں نے رفاقت کی اور تیار ہوئے ان کو یہ بشارت ہے کہ شکست کے بعد پھر جرأت کی، موضح، [4] یعنی نعیم بن مسعود نے، [5] یا تمہارے مقابلہ کے لیے وہ جمع ہوئے ہیں، [6] اور ان کے مقابلہ کا قصد مت کرو، [7] وہ ذرا بھی بودے نہیں ہوئے، [8] یعنے اس خبر نے بجائے اس کے کہ ان کے ایمان اور اعتقاد کو کم کرتی اور زیادہ کر دیا [9] اس آیت سے صاف یہ نکلتا ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور اہل حدیث کا یہی قول ہے حسبنا اللہ و نعم الوکیل حضرت ابراہیمؑ نے اس وقت کہا تھا جب آگ میں ڈالے گئے وہی کلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے بھی کہا جب نعیم نے ان کو یہ خبر سنائی، [10] بعضوں نے کہا نعمت سے دنیا کا فایدہ اور فضل سے آخرت کا ثواب مراد ہے ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی یعنی نہ کوئی مارا گیا نہ کوئی زخمی ہوا لڑائی نہیں ہوئی ادہر مسلمان اپنے وعدے کے بھی سچے رہے اور ابو سفیان اور مشرکین ہی وعدہ خلاف کہلائے، [11] جو کہتا تھا کہ کافروں نے تم سے جنگ کرنے کے لیے بہت سامان اور لشکر جمع کیا ہے، [12] یعنی خود شیطان نعیم بن مسعود کی صورت میں یا خود نعیم یا ابو سفیان، [13] اپنے رفیقوں کا ڈر دکھاتا تھا اپنے یاروں کا ڈر بتاتا تھا، [14] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت اختیار کی یعنی ہجرت کی، [15] یعنی اسلام لانے کے سبب سے کافروں نے ان کو تکلیف دی مراد مہاجرین ہیں،

عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللهِ ۗ وَاللهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿١٩٥﴾

(آل عمران پ ۴ ع ۲۰)

البتہ میں ان کے گناہوں کو ان پر سے میٹ دوں گا یا اتار دوں گا، اور ان کو ایسے باغوں میں لے جاؤں گا جن کے تلے نہریں بہ رہی ہیں یہ اللہ کے پاس سے ان کو بدلہ ملے گا اور اللہ تعالیٰ کے پاس اچھا بدلہ ملے گا۔

۱۶۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٢٠٠﴾

(آل عمران پ ۴ ع ۲۰)

مسلمانوں صبر کرو[1] اور صبر میں (اپنے دشمنوں پر) غالب آؤ (ان سے زیادہ صبر کرو) اور مورچہ پر جمے رہو[2] اور اللہ سے ڈرتے رہو اس لیے کہ مراد کو پہنچو (جنت اور مغفرت تم کو نصیب ہو)۔

۱۷۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ أَوِ انْفِرُوا جَمِيعًا ﴿٧١﴾ وَإِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَيُبَطِّئَنَّ ۚ فَإِنْ أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَالَ قَدْ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيَّ إِذْ لَمْ أَكُنْ مَعَهُمْ شَهِيدًا ﴿٧٢﴾ وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِنَ اللهِ لَيَقُولَنَّ كَأَنْ لَمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧٣﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۚ وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٧٤﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ

مسلمانو اپنا بچاؤ لیے رہو[3] اور جتھے جتھے نکلو یا سب مل کر نکلو[4] اور تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے کہ وہ (جہاد کے لیے نکلنے میں) ضرور دیر کرے گا[5] پھر اگر (اتفاق سے) تم پر کوئی مصیبت آن پڑے[6] تو کہے گا اللہ نے مجھ پر فضل کیا میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا[7] اور اگر تم پر خدا کا فضل ہو (فتح ہو لوٹ کا مال ملے) تو اس طرح کہے گا جیسے تم میں اور اس میں (کبھی کی) دوستی نہ تھی۔ کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا اور خوب فائدہ کماتا[8]۔ جو لوگ دنیا کی زندگی کو دے کر آخرت لیتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنا چاہیے اور جو کوئی اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی راہ میں لڑے (نہ دنیا کے واسطے) پھر وہ (لڑائی میں) مارا جائے یا (دشمنوں پر غالب ہو (ہر حال میں) ہم کو بڑا ثواب دیں گے اور مسلمانو! تم کو کیا ہو گیا ہے تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان بے بس مرد

---

[1] کافروں کی ایذا دہی پر یا اپنے دین پر یا خدا کے حکم پر یا بلا پر یا جہاد پر یا فرض ادا کرنے پر یا قرآن پڑھنے پر یا قرآن و حدیث کی پیروی کرنے پر۔ [2] ہمیشہ جہاد کے لیے مستعد رہو اور سامان جنگ تیار رکھو۔ [3] یعنی ہتھیار ہر وقت اپنے پاس رکھو یا جنگ کے لیے تیار اور مستعد رہو یا دشمنوں سے ہوشیار رہو۔

[4] یعنی جب لڑائی کے لیے جاؤ تو اکا دکا مت جاؤ بلکہ دس دس بارہ بارہ کی ٹکڑیاں مل جل کر چلو ایسا نہ ہو کہ دشمن اکا دکا کو پا کر تم کو ہلاک کرے یا سارا لشکر سب مل کر ایک ساتھ چلو۔ [5] یا دیر کرا دے گا دوسرے مسلمانوں سے جیسے عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار۔ [6] مثلاً زخمی ہو یا مارے جاؤ یا شکست ہو۔

[7] ورنہ میں بھی مارا جاتا یا زخمی ہوتا۔ [8] نہ تمہاری فتح کی اسے خوشی نہ تمہارے فائدے سے غرض بس اس کو اپنے منصوبے باندھنے سے کام ہے اگر ذری سی بھی دوستی ہوتی ہے تو دوست کی کامیابی کی خبر سن کر آدمی خوشی کرتا ہے یہ نہیں کہ اپنی ہی فکر میں لگا رہے اپنے ہی فائدے سے غرض رکھے دوسرے یہ کہ اگر وہ سچا مسلمان اور مسلمانوں کا دوست ہوتا تو پہلے یہ رنج کرتا کہ جہاد کے ثواب سے محروم رہا اس کا تو رنج نہیں یہی رنج ہے کہ ہائے دنیا کا فائدہ جاتا رہا بس معلوم ہوا کہ بندۂ نان ہے نہ صاحب ایمان منافق کی یہی دنت ہے، [9] اس کا بول بالا کرنے کے لیے،

مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِیْرًا ﴿۷۵﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْآ اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ اِنَّ كَیْدَ الشَّیْطٰنِ كَانَ ضَعِیْفًا ﴿۷۶﴾

(النساء پ ۵ ع ۱۰)

اور عورتوں اور بچوں کے (چھڑانے کے) لیے (کافروں سے)، نہیں لڑتے[۱] جو کہہ رہے ہیں[۲] مالک ہمارے ہم کو اس بستی سے نکال جہاں کے لوگ ظالم ہیں[۳] اور ہماری حمایت پر کسی کو کھڑا کر اور ہماری مدد کے لیے کسی کو اپنی طرف سے مقرر کر جو لوگ ایمان دار ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں) اور جو کافر[۴] ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں[۵] تو شیطان کے دوستوں سے لڑو بے شک شیطان کا مکر (و فریب) نہایت بودا ہے[۶]

۱۸۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَهُمْ كُفُّوْآ اَیْدِیَكُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْیَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْیَةً وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَیْنَا الْقِتَالَ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی وَلَا

اے (پیغمبر) تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو حکم ہوا اپنے ہاتھ روکے رہو (یعنی لڑائی نہ کرو) اور نماز ادا کرتے رہو زکوٰۃ دیتے رہو[۷] پھر جب ان پر جہاد فرض ہوا تو ایک فرقہ ان میں کا لوگوں سے ایسا ڈرنے لگا (یعنی کافروں سے) جیسے وہ خدا سے ڈرتا تھا یا اس سے بھی زیادہ ڈرنے لگا اور کہنے لگا پروردگار تو نے جہاد کیوں ہم پر فرض کیا ہم کو اپنی موت سے مرنے دیا ہوتا جو نزدیک ہے (اے پیغمبر) کہہ دے دنیا کا مزہ چند روزہ ہے اور پرہیزگار (خدا ترس) کے لیے آخرت

[۱] مکہ میں کافروں کی قید میں ہیں اور سختی اور تکلیف اٹھا رہے ہیں اور [۲] تنگ آکر یہ دعا کر رہے ہیں [۳] یعنی کافر اور مشرک یا ہمارے اوپر ظلم کر رہے ہیں [۴] کئی مسلمان مکہ میں کافروں کی قید میں تھے کافر ان کو سخت سخت تکلیفیں دیتے وہ بیچارے مصیبتیں جھیلتے اور تنگ آکر روز دعائیں کرتے یا اللہ کب ان ظالموں کا ستیاناس ہوگا اور کب ہم کو ان کے پنجہ ظلم سے نجات ملے گی [۵] ایمان دار کو سب سے زیادہ اللہ کی رضامندی کا خیال ہوتا ہے انسان اللہ کا بنایا ہوا ڈھانچہ ہے اس کا گرانا بغیر اللہ کے حکم کے ایماندار کبھی پسند نہ کرے گا جو بے ایمان اور کافر ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے غرض نہیں وہ اپنے فائدے کے لیے ہر ایک کام کرتا ہے ملک یا مال و دولت کی طمع میں اللہ کے بندوں کی جان لیتا ہے کبھی اپنی ذاتی خواہشوں کے پورا کرنے کے لیے لڑتا ہے یہ لڑنا شیطان کی راہ میں لڑنا ہے۔ [۶] یعنی اللہ کی مدد کے سامنے اس کے مکر کی کچھ حقیقت نہیں اگرچہ آدمیوں کی نسبت اس کا مکر بہت بڑا ہے۔ ابن عباس ؓ نے کہا کہ جب شیطان کو دیکھو تو اس سے مت ڈرو اس پر حملہ کرو مجاہد نے کہا نماز میں مجھ کو شیطان دکھائی دیتا میں ابن عباسؓ کا کہنا یاد کر کے اس پر حملہ کرنا چاہتا وہ غائب ہو جاتا [۷] ابتداء اسلام میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف رکھتے تھے اور صحابہؓ تھوڑے تھے تو کافر بہت ستاتے تھے بعض مسلمانوں نے آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ لڑائی کا حکم دیجئے تو ان کافروں کو ماریں لیکن اس وقت تک جہاد فرض نہیں ہوا تھا آپ کیوں کر حکم دیتے آپ نے فرمایا نماز پڑھو زکوٰۃ دو یہی تم کو بس ہے اور اپنے ہاتھ روکے رہو یعنی جنگ نہ کرو اس وقت تک صبر کرو کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی دوسرا حکم آوے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور جہاد فرض ہوا تو انہیں لوگوں میں سے بعضوں نے لڑائی کے لیے نکلنے میں سستی اور دیر نہ کی نہ اس وجہ سے کہ ان کو دین میں کوئی شک تھا بلکہ موت سے ڈر کر اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧٧﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ﴿٧٨﴾ (النساء پ۵ ع ۱۱)

بہتر ہے[۱] اور کھجور کی گٹھلی بے شگاف برابر بھی تم پر ظلم نہ ہوگا۔[۲] تم جہاں رہو موت تم کو پکڑ لے[۳] گی گو کیسے ہی مضبوط قلعوں میں رہو[۴]۔

۱۹۔ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿٨٤﴾ (النساء پ۵ ع ۱۱)

تو (اے پیغمبر) اللہ کی راہ میں (کافروں سے) لڑ (گو تو اکیلا رہ جائے) تو اپنی ہی ذات کا ذمہ دار ہے[۵] اور مسلمانوں کو بھی لڑنے کے لیے ابھار قریب ہے (کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی جنگ ہی کو روک دے[۶]) اور اللہ کا زور بہت زیادہ ہے[۷] اور اس کا عذاب بھی بہت سخت ہے۔

۲۰۔ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٨٩﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَاۗءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ

اور یہ چاہتے ہیں کہ جیسے وہ کافر ہو گئے تم بھی کافر ہو کر (گمراہی اور کفر میں) سب برابر ہو جاؤ تو جب تک یہ لوگ اللہ کی راہ میں اپنا وطن نہ چھوڑیں[۸] ان میں سے کسی کو دوست مت بناؤ اور اگر یہ لوگ نہ مانیں (ہجرت نہ کریں اور کافروں کے شریک رہیں) تو ان کو پکڑو اور جہاں پاؤ (قتل کرو) اور ان میں سے کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہ بناؤ مگر جو لوگ ایسی قوم سے مل گئے ہوں[۹] جن میں اور تم میں عہد[۱۰] ہو یا وہ لوگ جو تمہارے پاس آگئے جن کے دل (اپنی قوم کے ساتھ ہو کر) تم سے لڑنے میں یا (تمہارے ساتھ ہو کر) اپنی قوم سے لڑنے میں ہچکچاتے ہیں (تنگ ہیں)[۱۱] اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا

۱؎ وہ کبھی فنا نہیں ہوتی، ۲؎ نسائی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ عبدالرحمن بن عوف اور ان کے ساتھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ شرک کے زمانہ میں ہم عزت دار تھے اور جب مسلمان ہوئے تو ذلیل ہو گئے آپؐ نے فرمایا مجھے معاف کرنے کا حکم ہے لوگوں سے لڑائی مت کرو پھر جب آپ مدینہ میں آئے اور جہاد کا حکم ہوا تو بعض لوگ رک رہے اس وقت یہ آیت اتری، ۳؎ یعنی موت کے پنجے میں ضرور گرفتار ہو گے، ۴؎ یہ آیت ان منافقوں کے باب میں اتری جنہوں نے جنگ کے شہیدوں کو دیکھ کر کہا اگر یہ لوگ ہمارے پاس رہتے تو کبھی نہ مارے جاتے، ۵؎ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے جہاد کا اس پر ہر شخص کو چلنا چاہیے اور ہر شخص اپنی اپنی ذات کا ذمہ دار ہے تو اپنی ذات کا ذمہ دار ہے دوسروں کی پرستش تجھ سے نہ ہوگی، ۶؎ جنگ احد کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوسفیان میں یہ وعدہ ہوا تھا کہ سال آیندہ بدر کے مقام پر پھر لڑائی ہوئی جس کا قصہ اوپر گزر چکا۔ ۷؎ قریش کے کافروں کی کیا حقیقت ہے، ۸؎ اور مسلمانوں کے ساتھ مدینہ میں آن کر نہ رہیں، ۹؎ یعنی ان کی پناہ میں چلے گئے ہوں یا ان سے تلمیہ معاہدہ کر لیا ہو، ۱۰؎ تو عہد کا توڑنا کسی طرح درست نہیں جیسے اس قوم سے لڑ نہیں سکتے ویسے ہی ان لوگوں سے لڑنا ناجائز ہے جو ان کی پناہ اور دوستی میں ہوں جامع البیان میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے ہلال اسلمی سے یہ معاہدہ لیا تھا کہ نہ وہ مسلمانوں کی مدد کرے نہ کسی اور قوم کی مسلمانوں کے خلاف اور جو شخص اس سے مل جائے اس کو بھی پناہ ملے گی تو مراد وہی اسلم کے لوگ ہیں، ۱۱؎ یہ دوسری طرح کے لوگ ہیں جن سے لڑنا منع ہوا یعنی جو ہر طرح لڑائی سے تنگ ہیں نہ تمہارے ساتھ ہو کر اپنی قوم سے لڑنا پسند کرتے ہیں نہ اپنی قوم کے ساتھ ہو کر تم سے لڑنا چاہتے ہیں اور گھبرا کر تمہارے پاس چلے آئے ہیں یا قید ہو کر آ گئے مراد وہ لوگ ہیں جو بدر کے دن مشرکوں کے ساتھ آئے تھے مگر آنحضرت صلعم اور مسلمانوں سے انہوں نے لڑنا پسند نہیں کیا علیحدہ ہو گئے جیسے حضرت عباسؓ اور کئی بنی ہاشم کے لوگ،

لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾

(النسآء پ ۵ ع ۲۶)

تو ان کو بھی تم پر چڑھا دیتا۔ تو وہ تم سے ضرور لڑتے[۱]۔ پھر اگر ایسے لوگ تم سے الگ رہیں اور لڑیں نہیں اور تمہاری اطاعت کریں تو اللہ نے تمہارے لیے اس کے ستانے کی کوئی راہ نہیں رکھی۔ اب تم کچھ ایسے لوگ پاؤ گے جو تم سے بھی امن میں رہنا چاہتے ہیں اور اپنی قوم[۳] سے بھی جب ان کو کبھی فساد[۴] کی طرف بلائیں تو اسی وقت بلائیں تو اسی وقت پلٹ جائیں[۵]۔ ایسے لوگ اگر لڑائی (لڑائی سے) الگ نہ رہیں اور تمہاری اطاعت نہ کریں اور اپنے ہاتھ (جنگ سے) روک نہ رکھیں تو ان کو پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو۔ اور ان لوگوں پہ تو ہم نے تم کو کھلی دلیل دی ہے[۶]۔

۲۱- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ

مسلمانو! جب تم اللہ کی راہ میں (جہاد میں) سفر کرو[۷] تو تحقیق کیا اور جو شخص تم سے سلام علیک کرے[۸] اس کو یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں[۹] ہے۔ تم دنیا کا ساز و سامان چاہتے ہو (کہ اس کو مار کر اس کا مال لے لیں گے۔) اور اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں[۱۰] ہیں۔ پہلے تو تم خود بھی ایسے[۱۱] تھے پھر اللہ تعالے نے تم پر احسان[۱۲] کیا تو تحقیق

---

[۱] لیکن اللہ تعالے نے یہ نہیں چاہا اور ان کا دل لڑائی سے پھیر دیا، [۲] یعنی ان کا قتل کرنا اور مال لوٹنا تم کو درست نہیں، [۳] یعنی دونوں کو ملا کر اپنی زندگی آرام سے گزارنا چاہتے ہیں مسلمانوں سے کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور کافروں سے کہتے ہیں ہم اپنے باپ دادا کے طریق پر ہیں موقع کے منتظر اور قابو دیکھ رہے یہ تھامہ کے بعض لوگ تھے جنہوں نے آنحضرت صلعم سے امان چاہی اور کہا کہ ہم ایمان لائے اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم اسی پرانے طریق پر ہیں، [۴] یعنی شرک یا مسلمانوں سے لڑنے [۵] یعنی شرک، [۶] کھلم کھلا مشرک بن جائیں یا کافروں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑنے کو موجود، [۷] یعنی ان سے لڑنے کی اور ان کو مارنے کی تو صاف وجہ تمہارے پاس موجود ہے کہ یہ منافق ہیں کسی کے ساتھی نہیں بند شکم ہیں اپنے موقع کے منتظر ہیں موقع ملے تو تم کو زندہ نہ چھوڑیں ایسے موذیوں کو سب سے پہلے مارنا چاہیے،، [۸] یعنی جو شخص ملے اس کا حال اچھی طرح دریافت کر لیا کرو کہ مسلمان ہے یا کافر بغیر تحقیق کے جلدی سے ان کو مار ڈالنا مناسب نہیں ہے شاید وہ مسلمان ہو اگرچہ تحقیق کرنا ہر جگہ واجب ہے، سفر میں ہو یا حضر میں ہو مگر چونکہ یہ آیت جس واقعہ میں اتری وہ سفر میں ہوا تھا اس لیے سفر کا ذکر کیا، [۹] یا تمہاری اطاعت قبول کرے یا کلمہ پڑھے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ، [۱۰] بخاری نے ابن عباس رض سے روایت کیا کہ مسلمانوں کے ایک گروہ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ساتھ بکریاں تھیں اس نے کہا السلام علیکم مسلمانوں نے کہا اس نے اس لیے سلام کیا کہ اپنے تئیں ہم سے بچائے آخر اس کو قتل کیا اور اس کی بکریاں لے لیں تب یہ آیت اتری۔ [۱۱] یعنی اس طرح جلد بازی سے ایک مسلمان کو مارنا اور اس کا مال لوٹ لینا کیا ضرور ہے اللہ تعالے کے پاس بہت جائز غنیمتیں موجود ہیں یعنی اللہ تم کو بہت سی لوٹ دے گا جو شرعاً درست اور جائز ہے اور اس ناجائز لوٹ کی تم کو حاجت نہ رہے گی، [۱۲] یعنی کافروں میں گھرے ہوئے اپنے ایمان کو چھپاتے تھے یا تمہاری جانیں بھی کلمہ پڑھنے کی وجہ سے بچیں تھیں۔

اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾

(النساء ع ۱۳)

کر لیا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے مسلمانوں میں جو لوگ معذور[۲] نہیں ہیں اور جہاد سے بیٹھ رہیں، ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو جو اپنے مال اور جان سے جہاد کرتے ہیں، بیٹھنے والوں پر (جو معذور نہ ہوں) ایک درجہ کی فضیلت دی ہے اور سب سے اللہ نے اچھا وعدہ کیا ہے اور اللہ تعالےٰ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں سے زیادہ ایک بڑا ثواب دیا ہے (وہ کیا ہے) کئی درجے[۳] ہیں اللہ کی طرف سے اور بخشش سے اور مہربانی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۲۳۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾ وَمَنْ

جن لوگوں کی فرشتے جان نکالتے ہیں اور وہ گنہگار[۴] رہیں تو فرشتے ان سے کہتے ہیں تم پڑے پڑے کیا کرتے رہے[۵]۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اس ملک میں بے بس تھے، (اس لیے مکہ سے مدینہ کو نہ جا سکے) فرشتے کہتے ہیں کہ کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی (یعنی تنگ تھوڑی تھی) تم اگر مدینہ کو نہیں جا سکتے تھے تو اور کہیں اس میں نکل جاتے[۶] تو ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے[۷] جانے کی مگر جو مرد اور عورتیں اور بچے ایسے بے بس ہیں کہ نہ ان کو کوئی تدبیر کرتے بن پڑتی ہے نہ رستہ[۸] معلوم ہے تو ایسوں کو امید ہے کہ اللہ تعالےٰ معاف کر دے اور ہجرت نہ کرنے کی پرسش نہ کرے اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے[۹]

[۱] اسلام کو عزت دی یا تم کو اسلام کی توفیق دی۔ [۲] یعنی بیمار یا لولے لنگڑے اندھے۔ [۳] مطلب یہ ہے کہ جہاد کرنے والے کو بیٹھ رہنے والے پر جو معذور نہ ہو ایک درجہ کی فضیلت ہے لیکن یہ درجہ اتنا بڑا ہے کہ پھر اس میں کئی درجے ہیں تو درحقیقت کئی درجہ کی فضیلت ہوئی جس کا بیان دوبارہ فرمایا بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ جہاد کرنے والے کو معذور بیٹھ رہنے والے پر ایک درجہ کی فضیلت ہے اور غیر معذور بیٹھ رہنے والے پر کئی درجوں کی فضیلت ہے۔ [۴] انہوں نے ہجرت نہیں کی بلکہ مشرکوں کے ساتھ ہو کر بدر کے دن مسلمانوں سے لڑنے آئے۔ [۵] یعنی کافروں کے ملک میں رہ کر کیا کرتے رہے اور مسلمانوں کے پاس کیوں نہیں چلے گئے اور ساری زمین پڑی ہوئی تھی اتنی لمبی چوڑی۔ [۶] یہ آیت مکہ کے چند لوگوں کے باب میں اتری جو زبان سے کلمہ پڑھتے تھے لیکن انہوں نے مسلمانوں کے پاس ہجرت نہیں کی اور جب مشرک بدر کے دن مسلمانوں سے لڑنے نکلے تو یہ بھی مشرکوں کے ساتھ مارے گئے[۷] اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ جس ملک میں آدمی دین کے ارکان ادا نہ کر سکے خواہ وہ کسی وجہ سے ہو وہ وہاں سے ہجرت کرنا اور جانا فرض ہے بشرطیکہ ہجرت کی طاقت ہو جیسے آگے آتا ہے۔ [۸] کوئی تدبیر نہیں کر سکتے یعنی محتاج ہیں ٹکہ پاس نہیں راہ خرچ کیونکر کریں سواری کہاں سے لائیں [۹] معلوم ہوا ہجرت کرنا ویسا تاکیدی فرض ہے کہ جو معذور ہیں وہ بھی ہجرت کی وجہ سے گناہ گار ہیں لیکن بخشش کی امید ہے پھر جو معذور نہ ہوں ان کے لیے ہجرت نہ کرنا کتنا بڑا گناہ ہوگا معاذ اللہ۔

يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ (النساء پ ۵ ع ۱۴)

اور جو کوئی اللہ کی راہ میں اپنا وطن چھوڑے وہ زمین میں رہنے کی بہت جگہ اور روزی میں کشادگی پائے گا، اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے[۱] پھر اس کو موت آن پڑے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر اس کا ثواب ٹھہر[۲] چکا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے[۳]۔

۲۳۔ وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ (النساء پ ۵ ع ۱۵)

اور کافروں کا پیچھا کرنے میں (ان سے لڑنے میں) ہمت نہ ہارو، یا نامردی نہ کرو، (یا اپنے تئیں ذلیل مت بناؤ) اگر تم کو (لڑائی میں) تکلیف پہنچتی[۴] ہے تو ان کو بھی تکلیف پہنچتی ہے جیسے تم کو تکلیف پہنچتی ہے اور تم خدا سے وہ امید رکھتے ہو جو کافر نہیں رکھتے[۵] اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

۲۴۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾ (المائدۃ پ ۶ ع ۱۰)

مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس تک (پہنچنے کا) وسیلہ ڈھونڈو اور دین کے دشمنوں سے اس کی راہ میں[۶] لڑو، تاکہ تم مراد کو پہنچو[۷]۔

۲۵۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱﴾ (الانفال پ ۹ ع ۱۶)

تجھ سے[۸] لوٹ کے مالوں کو پوچھتے ہیں۔ کہہ دے[۹] لوٹ کا مال اللہ اور اس کے رسول کا ہے[۱۰] تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپس میں مل جل کے رہو (جھگڑا نہ کرو) اور اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو اگر تم میں ایمان ہے[۱۱]۔

[۱] اپنے مقام پر پہنچنے سے پہلے، [۲] اللہ اپنے فضل سے ضرور اس کو ہجرت کا ثواب دے گا، [۳] اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کے یہ معنی ہیں کہ خالص خدا کی رضامندی کے لیے ہجرت ہو نہ مال وزر یا عورت کی طمع سے جیسے صحیح حدیث میں ہے کہ عمل نیت سے درست ہوتے ہیں پھر جس نے دنیا کمانے یا کسی عورت کو بیاہ لینے کے لیے ہجرت کی اس کی ہجرت اسی لیے ہوگی اور جس نے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی اس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہوگی ہجرت کے حکم میں ہر ایک سفر داخل ہے جو دین کے لیے ہو مثلاً علم حاصل کرنے کے لیے یا حج کے لیے یا جہاد کے لیے، [۴] وہ بھی مارے جاتے ہیں زخمی ہوتے ہیں جیسے تم مارے جاتے ہو تو لڑائی کے نقصان میں دونوں فریق برابر ہیں اور تم کو ایک نعمت اللہ کی زیادہ ملی ہے جو کافروں کو نہیں ملی وہ کیا ہے اور تم خدا سے الخ، [۵] یعنی ثواب اور جنت اور خدا کی مدد کی تو تم کو ان سے زیادہ صبر کرنا چاہیے، [۶] یعنی اس کی رضامندی کے لیے، [۷] یعنی بہشت پاؤ اس میں ہمیشہ چین کرو وسیلہ سے مراد وہ عبادت ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور وسیلہ بہشت میں ایک بلند درجہ بھی ہے حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو یعنی دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ یہ درجہ مجھ کو عطا فرمائے اذان کے بعد دعا میں کہتے ہیں آتِ محمدن الوسیلۃ یعنی محمد صلعم کو وسیلہ عطا فرما ایک حدیث میں ہے کہ اللہ جو میرے لیے وسیلہ مانگے گا اس کو میری شفاعت ملے گی، [۸] اے پیغمبر مسلمان الخ، [۹] بدر کے دن جب مسلمانوں کو فتح ہوئی لوٹ کا مال ہاتھ آیا تو جوان کہنے لگے یہ ہمارا حق ہے ہم لڑے بوڑھے کہنے لگے ہم بھی تمہاری مدد پر تھے اگر شکست ہوتی تو تم بھاگ کر ہمارے ہی پاس دم لیتے اس وقت آیت اتری، [۱۰] اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسول جس کو جتنا دیں وہ لے پھر آپ نے وہ مال جوانوں اور بوڑھوں سب کو برابر تقسیم فرمایا، [۱۱] عطا نے کہا اللہ اور رسول کا کہا ماننا یہ ہے کہ قرآن اور حدیث کی پیروی کرے اس آیت سے یہ بھی نکلا کہ بغیر قرآن اور حدیث پر چلے آدمی مومن نہیں ہو سکتا اور جو کوئی قرآن اور حدیث کو نہ مانے وہ کافر ہے ملعون ہامنہ اللہ وغضب علیہ واعد لہ عذاباً الیما۔

٢٦- كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۙ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ⑥ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ⑦ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ⑧ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ⑨ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ⑩ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰي قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ

جیسے تیرے مالک نے تجھ کو حکمت کے ساتھ گھر (مدینہ) سے نکالا اور (اس وقت بھی مسلمانوں کا ایک گروہ ناراض[1] تھا وہ حق بات کھل جانے کے بعد تجھ سے جھگڑتے تھے گویا ان کو زبردستی موت کی طرف دھکیل رہے ہیں اور[2] وہ دیکھ رہے ہیں[3] جب اللہ تم سے وعدہ فرماتا تھا کہ ان دو گروہوں[4] میں سے ایک ضرور تم کو ملے گا اور[5] تم یہ چاہتے تھے کہ بے ہتھیار والا گروہ[6] تمہارے ساتھ آجائے اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا تھا کہ اپنی باتوں سے حق کو ظاہر کرے[7] اور کافروں کو جڑ کاٹ ڈالے[8] اور سچ (اسلام) کو سچ اور جھوٹ (کفر) کو جھوٹ کر دے گو مشرک بُرا جانیں،، وہ وقت یاد کرو، جب تم اپنے مالک سے فریاد کرتے تھے، اس نے تمہاری فریاد سن لی اور فرمایا کہ میں تمہاری ایک ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا، ان کے پیچھے اور فرشتے ہوں گے اور یہ فرشتوں کی مدد اللہ نے جو بھیجی تو صرف تم کو خوش کرنے کے لیے اور تمہارے دلوں کے اطمینان دلانے کو ورنہ در حقیقت، اللہ کے سوا اور کوئی مدد نہیں کر سکتا، بیشک اللہ تعالیٰ زبردست ہے، حکمت والا، جب خدا تعالیٰ نے تم کو بے ڈر بنانے کے لیے تم پر نیند ڈال دی دیا اونگھ اور آسمان سے تم کو پانی برسایا، تم کو پاک کرنے کے لیے اور شیطان کا وسوسہ تم سے دور کرنے کے لیے اور تمہارے دلوں[12] پر گرہ باندھنے کے لیے

[1] مگر اللہ کی حکمت پوری ہوئی اور بدر میں لڑائی ہو کر کافروں کو قتل بھی کرایا اور تم کو فتح دی لوٹ کا مال بھی ہاتھ آیا، [2] ان کو معلوم تھا کہ تو جو حکم دیتا ہے وہ اللہ کا حکم ہے یا ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ اللہ نے دو باتوں میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے یا تو قافلہ ملنا یا لڑائی میں فتح ہونا اور اللہ کا وعدہ ضرور پورا ہو گا،، [3] موت کو آنکھوں سے، [4] ان کا خیال یہ تھا کہ ہم تو گھر سے صرف قافلہ لوٹنے کی نیت سے نکلے تھے لڑائی کا سامان نہیں کیا تھا اب فوج سے لڑائی پڑ گئی ایسا نہ ہو کہ سب مارے جائیں اس وجہ سے بعضوں نے لڑائی کو پسند نہ کیا یہ نہیں تھا کہ اللہ اور رسول کی وہ نافرمانی کرنا چاہتے تھے اور اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں ان کو مومنین فرمایا اور آخرت کے سب آنحضرت کے ساتھ گئے اور لڑائی کی رضی اللہ عنہم، [5] اے مسلمانوں وہ وقت یاد کرو، [6] قافلہ یا مکہ والوں کی فوج، [7] یعنی تمہارے قبضے میں آجائے گا تم اس کو مار دو یا قتل کر دو یا قید کرو، [8] یعنی قافلہ نرم نوالہ جس میں لڑائی کا سامان نہ تھا، [9] یا اپنے حکم سے جو اس نے تم کو لڑنے کے لیے دیا دین حق کی مضبوطی کرے یا حق کو ظاہر کرے اور اپنے کلمے یعنی دین کو غالب کرے، [10] یا ان کو اخیر تک فنا کر دے ان کا پچھلا شخص بھی باقی نہ رہے، [11] یعنی اسلام کے غلبے سے ناراض ہوں اس آیت میں کافروں کی جڑ کاٹنے کی غرض بیان فرمائی یعنے کافروں کے مارنے سے نہ خون ریزی منظور ہے نہ دنیا کا فائدہ بلکہ سچے دین کو غالب کرنا منظور ہے اور شرک اور کفر کو دبانا، [12] صبر اور یقین کی،

بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾

(الانفال پ۹ ع ۱ و ۲)

اور تمہارے پاؤں جمانے کے لیے[1] ڈالے پیغمبر[2]! جب تیرا مالک فرشتوں کو حکم دے رہا تھا میں تمہارے ساتھ ہوں[3] تم جاکر مسلمانوں کا دل جماؤ میں کافروں کے دل میں رعب ڈالے دیتا ہوں۔ تم جاکر کافروں کی گردنوں پر مارو، اور ان کے پور پور پر مارو[4]۔

۲۷۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ اِنْ

مسلمانو! جب تم کافروں کے ریل پیل لشکر سے بھڑ جاؤ (یعنی وہ زیادہ ہوں اور تم کم)، تو ان کو پیٹھ نہ دو[5]۔ اور جو اس دن[6] اپنی پیٹھ کافروں کو دکھائے (یعنی بھاگے)، وہ اللہ تعالیٰ کا غصہ لے کر لوٹا، اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ لوٹ جانے کی بری جگہ ہے مگر جو کوئی کترا کر ایک طرف جیسے لڑنے کے لیے[7] یا جماعت[8] میں شریک ہونے کے لیے[9] تو تم نے کافروں کو قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا[10] اور تو نے وہ مٹھی کنکریوں کی نہیں پھینکی، جب تو نے پھینکی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی[11][12] اور مسلمانوں پر اپنی طرف سے ایک بڑا احسان کرے[13] بیشک اللہ تعالیٰ سنتا ہے جانتا ہے۔ یہ احسان تو تھا ہی[14] اور اللہ تعالیٰ کافروں کے منصوبے کو خراب کرنا چاہتا تھا

[1] ہوا یہ تھا کہ جب مسلمان بدر میں پہنچے تو کافر ان سے پہلے وہاں پہنچ کر پانی پر قبضہ کر چکے تھے آخر مسلمان ایک ایسی جگہ میں اترے جہاں ریتی پاؤں جمتے نہ تھے اور گرد بہت اڑتی دوسرے رات کو سو گئے بہتوں کو احتلام ہوا طہارت اور غسل کے لیے پانی نہ تھا تیسرے شیطان نے بہتوں کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے دوست ہوتے اور یہ پیغمبر ہوتے تو ایسے بُرے مقام میں کیوں پھنستے اور پانی تم کو ملتا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے رات کو زور کا پانی برسایا ریتی جم کر مضبوط ہو گئی سب نے طہارت کی اور غسل کیا شیطان نے جو وسوسہ ڈالا تھا وہ دور ہو گیا فتح یابی کی اس کے فضل و کرم سے زیادہ ہو گئی، [2] تمہاری مدد پر ہوں، [3] یعنی جوڑ جوڑ یا انگلیوں کے پوروں پر سہل بن حنیف نے کہا ہم بدر کے دن ایک کافر کو مارنے جاتے لیکن ہماری تلوار لگنے سے پہلے اس کا سر گر پڑتا، [4] یعنی ان کے مقابلے سے بھاگو نہیں یہ حکم ہمیشہ کے لیے ہر جنگ میں ہے یا صرف صحابہؓ کو ہے یا صرف بدر کے دن کے لیے تھا بعضوں نے کہا یہ آیت منسوخ ہے اسی سورت کے آٹھویں رکوع کی آیت سے [5] یعنی لڑائی کے دن یا بدر کے دن، [6] مثلاً دشمن کو گھیر لینے کے لیے یا دھوکا دینے کے لیے، [7] مسلمانوں کی[8] جو زیادہ ہو یا مغلوب ہو اس کی مدد کرنے کے لیے لوٹے اس پر کچھ گناہ نہیں، [9] اے مسلمانوں بدر کے دن درحقیقت، [10] اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا دوسرے کافروں کے دلوں میں رعب ڈالا اس وجہ سے تمہاری فتح ہوئی ورنہ مسلمان تین سو تیرہ تھے اور کافر ایک ہزار سے زیادہ تھے اور مسلمانوں کے پاس کافروں کی طرح سامان جنگ بھی نہ تھا پھر فتح کی کوئی صورت ظاہر میں نہ تھی یہ آیت اس وقت اتری جب مسلمان بدر سے لوٹتے وقت فخر کرنے لگے اور کہنے لگے دیکھو ہم نے کیسا مارا اور کیسے ان کو قید کیا، [11] اس میں بہت سے فائدے تھے، [12] ہوا یہ تھا کہ بدر کے دن جب کافر زور کرتے چلے آتے تھے تو آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ایک مٹھی کنکریاں تو مجھ کو دو انہوں نے لا کر دیں آپؐ نے کافروں کی طرف پھینک دیں خدا کی قدرت سے ہر کافر کی آنکھ میں وہ کنکریاں گھس گئیں اور گھبرا کر بھاگے، [13] باوجودیکہ ان کا سامان اور ان کا لشکر کافروں کے مقابل بے حقیقت تھا مگر ان کو فتح دی، [14] دوسری بات یہ بھی کہ [15] انہوں نے یہ تدبیر باندھی تھی کہ قافلہ کو بچا لائیں گے اور مسلمانوں کا زور بالکل توڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو الٹ دیا خود ہی مارے گئے اور بڑے نقصان کے ساتھ پسپا ہوئے

تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَإِنْ
تَنْتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۚ وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ ۚ
وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ ۙ
وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٩﴾ (الانفال پ ۹ ع ۱)

۳۸- وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَ
يَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ
اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٣٩﴾ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا
أَنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ ۚ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٤٠﴾ وَ
اعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ
خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ
بِاللَّهِ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ
الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤١﴾ إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ
الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ وَالرَّكْبُ
أَسْفَلَ مِنْكُمْ ۚ وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَاخْتَلَفْتُمْ
فِي الْمِيعَادِ ۙ وَلَٰكِنْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ

اگر تم فتح چاہتے تھے تو تمہارے پاس آن موجود ہوئی[۱] اور اگر اب تم[۲] باز آؤ تو تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر پھر تم کرو گے تو ہم بھی پھر مسلمانوں کی مدد کریں گے اور تمہارا جتھا گو کتنا ہی بہت ہو کچھ بھی تمہارے کام نہ آوے گا۔ اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ساتھ تھا۔

(مسلمانو!) کافروں سے لڑو اس غرض سے کہ شرک (دنیا میں) نہ رہے[۳] اور سارا حکم اللہ ہی کا چلنے لگے[۴] پھر اگر یہ لوگ (کفر سے) باز آجائیں[۵] تو اللہ ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے اور اگر نہ[۶] مانیں تو مسلمانو تم یہ سمجھ لو کہ اللہ تمہارا حمایتی ہے اور کیا اچھا مددگار ہے[۷]۔ اور جان رکھو کہ (لڑائی میں) جو لوٹ تم کو ملے اس میں پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور رسول کا اور ناطے والوں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا اگر تم اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہو اور اس (مدد) پر جو ہم نے اپنے بندے (حضرت محمدؐ) پر فیصلے کے دن اتاری جس دن دو فوجیں (اسلام اور کفر کی) گتھ گئی تھیں، ایک دوسرے سے بھڑ گئی تھیں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ کرسکتا ہے جب تم وادی[۱۲] کے درے (ادھر) پڑے تھے[۱۳] اور وہ (یعنی کافر) پرلے سرے پڑے[۱۴] تھے، اور قافلہ[۱۵] نیچے کی طرف[۱۶] تھا، اور اگر پہلے سے (لڑائی کا) تم میں اور ان میں وعدہ ہوتا تو ضرور کوئی نہ کوئی اپنا وعدہ خلاف کرتا[۱۷]، لیکن اس لیے کہ[۱۸]

[۱] اللہ تعالیٰ ہنسی کے طور پر مکہ کے کافروں سے فرماتا ہے وہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑنے کے لیے چلے تو کعبہ کے پردوں سے لٹک دعا مانگتے رہے اور کہنے لگے یا اللہ دونوں فوجوں میں سے جو تیرے نزدیک اچھی اور عمدہ اور ہدایت پر ہے اس کو فتح دے (گویا اپنے اوپر آپ بد دعا کی)[۲] شرک سے اور مسلمانوں کی مخالفت سے، [۳] اس کے سوا کسی کی پوجا نہ رہے، [۴] اور مسلمانوں کو نہ ستائیں، [۵] جیسے وہ کام کریں گے ویسا بدلہ ان کو ملے گا جب حضرت علیؓ اور معاویہؓ میں جنگ ہونے لگی تو بعض صحابہ نے دونوں طرف شریک ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ ہم تو اس لیے لڑے تھے کہ فساد نہ رہے اور تم اس لیے لڑنا چاہتے ہو کہ فساد ہو، [۶] شرک سے باز نہ آئیں لڑنا نہ چھوڑیں، [۷] جس کا وہ مددگار اور حمایتی ہو وہ مغلوب نہیں ہوسکتا آخر ایک نہ ایک دن جو سچا دین ہے وہ ضرور غالب ہوگا اور کافر (مشرک) ضرور مغلوب ہوں گے۔ [۸] چار حصے تو لڑنے والوں کو ملیں گے اور امام [۹] بنی ہاشم اور بنی مطلب کا یا صرف بنی ہاشم کا یا سارے قریش کا، [۱۰] جن کے پاس راہ خرچ نہ ہو [۱۱] جو تقسیم اوپر بیان ہوئی اس پر چلو، [۱۲] وادی اس راہ کو کہتے ہیں جو دو پہاڑوں میں ہوتی ہے [۱۳] یعنی جو مدینہ سے قریب ہے دکن کی زبان میں اس کو والی در کہتے ہیں۔ [۱۴] یعنی درجو مدینہ سے دور ہے [۱۵] جن کے لوٹنے کے لیے تم گئے تھے [۱۶] سمندر کے کنارے بدر سے تین میل کے فاصلے پر، [۱۷] تم کافروں کی کثرت کی وجہ سے ڈرتے اور کافر آنحضرتؐ کے رعب سے، [۱۸] اور وہ اچانک بھڑ گئے۔

مَفْعُوْلًا ۙ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّ يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾

(الانفال پ۱۰ ع ۵ و ۶)

اللہ تعالیٰ کو ایک کام کا ڈالنا منظور تھا جو ہو چکا تھا[1] اور[2] اس لیے کہ جو مرے وہ دلیل دیکھ کر مرے اور جو جیتا رہے وہ بھی دلیل دیکھ کر جیئے[3] اور بیشک اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے[4]۔ جب اللہ تعالیٰ نے خواب میں تجھ کو کافر تھوڑے سے دکھائے اور اگر کافروں کو تجھ کو بہت دکھاتا تو اے مسلمانو! تم ضرور ہمت ہار دیتے اور لڑنے میں جھگڑتے[5] مگر اللہ[6] نے بچا لیا[7] بیشک وہ دلوں تک کی بات جانتا ہے اور اے مسلمانو! جب تم ان سے بھڑے تو اللہ نے تمہاری آنکھوں سے ان کو کم دکھایا اور تم کو ان کی آنکھوں میں کم دکھایا اس لیے کہ اللہ کو ایک کام کا جو اس کے علم میں ہو چکا تھا کر ڈالنا منظور تھا اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کی انتہا ہے[8] مسلمانو! جب تم (کافروں کی) کسی فوج سے بھڑ جاؤ تو جمے رہو اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو تاکہ تم مراد کو پہنچو[9]

۲۹۔ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَاۗءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰي عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكُمْ اِنِّىْٓ اَرٰى مَا

اور[10] جب شیطان ان کافروں کے کاموں کو ان کی نظر میں بھلا دکھانے لگا[11] اور کہنے لگا آج کے دن تو لوگوں میں ایسا کوئی نہیں جو تم پر غالب آئے اور میں تمہاری کمک پر ہوں، جب دونوں فوجیں[12] آمنے سامنے ہوئیں تو الٹے پاؤں چل دیا اور کہنے لگا، آج کے دن تو لوگوں میں

[1] یعنی جس کا کرنا اس کے علم میں تھا، [2] یا جو کرنے کے لائق تھا مطلب یہ ہے کہ بدر کی لڑائی ناگہانی ہو گئی تم تو قافلہ کو لوٹنے کی نیت سے گئے تھے اور کافر قافلہ بچانے آئے تھے مگر قافلہ تو رہا ایک طرف دونوں لشکر ایک دوسرے سے مل گئے اب لڑنا ہی پڑا اللہ کو یہی منظور تھا یہ اس طرح لڑائی ہو اور کافروں کو شکست ہو ان کا زور ٹوٹے اور مسلمان غالب ہوں، [3] پیغمبرؐ کی سچائی کی، [4] یعنی اس جنگ سے اللہ تعالیٰ کو یہ بھی مقصود تھا کہ اسلام کی حقیقت کھل جائے جو لوگ مارے گئے انہوں نے بھی اور جو بچ رہے انہوں نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مسلمان باوجودیکہ تھوڑے بے سروسامان تھے لیکن اللہ کی تائید سے وہی غالب ہوئے اگر اللہ کی مدد ان کے ساتھ نہ ہوتی تو عقل میں نہیں آتا کہ اس قدر تھوڑے لوگ ایسی بے سامانی کی حالت میں اپنے سے تین چار حصے زیادہ باسامان فوج پر غالب آتے خود ابوجہل نے جو زخم کھا کر مر رہا تھا یہ پوچھا کہ کس کی فتح ہوئی ایک صحابیؓ نے کہا اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی، [5] اے پیغمبرؐ وہ وقت یاد کر جب اختلاف کرتے کوئی کہتا لڑو کوئی کہتا نہ لڑو وہ بہت ہیں ہم تھوڑے ہیں، [6] ان دونوں باتوں سے مسلمانوں کو، [7] نہ ہمت ہار دینے کا موقع ہوا نہ تکرار کا، [8] وہی فاعل حقیقی ہے۔ اس آیت کی تفسیر سورہ آل عمران کے دوسرے رکوع میں گزر چکی ہے، [9] جمے رہو یعنی بھاگو نہیں اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو یعنی اس سے مدد مانگو اور پھر اس پہ بھروسہ کرو، [10] اے پیغمبرؐ وہ وقت یاد کر، [11] ہوا یہ تھا کہ قریش کے کافروں میں اور بنی کنانہ میں بہت دنوں سے دشمنی تھی جب قریش کے کافر آنحضرتؐ سے مقابلہ کرنے کے لیے نکلے تو ان کو یہ ڈر تھا کہیں بنی کنانہ پیچھے سے ہم پہ حملہ نہ کر بیٹھیں شیطان نے ان کو یوں اطمینان دیا کہ ان کی قوم کے ایک مشہور شخص سراقہ بن مالک بن جعشم کی صورت بن کر ان کے ساتھ شریک ہوا اور تھوڑا سا شیطانوں کا لشکر بھی اپنے ساتھ لایا اور ایک جھنڈا بھی اور قریش سے کہنے لگا اب تم کچھ فکر نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں اور تم نے بہت اچھا کیا، [12] مسلمانوں کی اور قریش کے کافروں کی

لَا تَرَوْنَ اِنِّیٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ (الانفال پ۱۰ ع۶)

تم سے الگ ہوں، میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں اللہ تعالے سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے۔

۳۰- وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾

(الانفال پ۱۰ ع۷)

اور (اے پیغمبرؐ) کاش تو دیکھتا جب فرشتے (بدر کے دن) ان کافروں کی جان نکال رہے تھے، سامنے اور پیچھے سے ان کو مار رہے تھے[1] اور (کہتے جاتے تھے) جلانے والے عذاب کا مزہ چکھو (کافرو) یہ تمہارے کاموں کا بدلہ ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں آگے بھیجے اور اس وجہ سے اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا[2]۔

۳۱- فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ ﴿۶۰﴾

(الانفال پ۱۰ ع۷، ۸)

پھر (اے پیغمبرؐ!) اگر لڑائی میں تو ان پر قابو پائے[3] تو ان کو سخت سزا دے کر ان کافروں پر رعب ڈال جو ان کے پیچھے[4] ہیں تاکہ ان کو عبرت ہو[5]۔ اور اگر (اے پیغمبرؐ!) تجھ کو کسی قوم کی طرف سے دغا کا اندیشہ[6] ہو سیدھے طور سے اس قوم کو ان کا عہد واپس کر دے۔ کیوں کہ اللہ دغا بازوں کو پسند نہیں کرتا، اور[7] کافر لوگ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ وہ (ہمارے) قابو سے نکل گئے وہ ہم کو ہرگز تھکا نہیں سکتے[8] اور تم کافروں کے (مقابلہ) کے لیے جہاں تک تم سے ہو سکے اپنا زور تیار[9] رکھو اور گھوڑے باندھے رکھو، اس سامان سے اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن اور ان کے سوا دوسروں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے[10] اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہاری دھاک رہے گی۔

۳۲- وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ

اور اگر کافر صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی صلح کی طرف جھک جا اور اللہ

[1] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے ان کے منہ اور پائخانے کے مقام پر مار رہے تھے۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اے پیغمبرؐ تو ان کافروں کا حال اس وقت دیکھے جب فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں اور آگے اور پیچھے ان پر مار لگاتے ہیں تو تو ایک ہولناک واقعہ دیکھے گا اس صورت میں یہ بدر کا واقعہ نہ ہوگا بلکہ ہر ایک کافر کا حال مراد ہوگا جو مرتے وقت ہوتا ہے کہ فرشتے آگ کے کوڑے اس کے منہ اور دبر پر مارتے ہیں۔ [2] یہ عذاب عین عدل ہے کیونکہ اس نے تمہارے سمجھانے کے لیے اپنے پیغمبر بھیجے مگر تم نے ایک نہ مانی، [3] یہ تیرے ہاتھوں میں گرفتار ہوئیں گے، [4] یا ان کو پریشان کر دے کہ وہ بھی ڈر کر بھاگ جائیں [5] مطلب یہ ہے کہ بدعہدی کی ان کو سخت سزا دے تاکہ دوسرے کافر جو ان کے پیچھے ہیں اور ان سے بھی تیرا عہد ہے ان پر رعب پڑے اور ان کو عبرت ہو وہ سمجھیں کہ اگر ہم بھی بدعہدی کریں گے تو یہی سزا ہم کو بھی ملے گی، [6] جس سے تو نے عہد کیا ہے، [7] یعنی اگر بغیر عہد واپس کئے اور بغیر اطلاع دئے تو ان پر چڑھ دوڑے گا تو یہ دغا ہوگی اللہ تعالی دغا کو پسند نہیں کرتا صاف صاف مہلت دے کر ان کو اطلاع دینا چاہیے کہ ہمارا تمہارا اب عہد نہیں رہا یعنی دوستی کٹ گئی پھر اگر ان سے جنگ کریں تو مضائقہ نہیں، [8] عاجز نہیں کر سکتے ہم جب چاہیں گے ان کو عذاب کے شکنجہ میں گرفتار کر لیں گے، [9] یعنی سامان جنگ ہتھیار توپ تفنگ گولہ بارود وغیرہ صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے منبر پر اس آیت کو پڑھا پھر فرمایا سن لو زور کیا ہے تیر اندازی تین بار یہ فرمایا ہمارے زمانہ میں تیر کے قائم مقام بندوق اور توپ ہے، [10] تم کو ان کے دل کا حال معلوم نہیں یعنے یہود یا منافق۔

عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۱﴾ وَاِنْ
يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ
الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَ
اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ
جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۲﴾ يٰٓاَيُّهَا
النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ
عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ
صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ
مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ
اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ
يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ
وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ

پر بھروسہ کر، بیشک وہ سنتا جانتا ہے[۱] اور اگر وہ کافر[۲] تجھ سے دغا کرنا چاہیں
تو (ان سے مت ڈر) کیونکہ اللہ تجھ کو بس ہے اسی نے تجھ کو اپنی
مدد اور مسلمانوں سے زور[۳] دیا۔ اور اسی نے مسلمانوں کے
دلوں کو ملا دیا ہے اگر تو (اے پیغمبر!) ساری زمین کا مال خرچ کرتا
تو ان کے دل نہ ملا سکتا، مگر اللہ ہی نے ان کا دل ملا دیا۔ بیشک
وہ زبردست ہے حکمت والا[۴]۔ (اے پیغمبر!) اللہ تعالیٰ تجھ کو
ان مسلمانوں سمیت جنہوں نے تیری پیروی کی کافی ہے[۵]۔ (اے پیغمبر
مسلمانوں کو کافروں سے لڑنے کا شوق[۶] دلا، اگر تم (مسلمانوں
میں سے بیس صبر کرنے والے شخص ہوں تو ایک ہزار کافروں
پر غالب ہونا چاہیے[۷] اس لیے کہ کافر ایسے لوگ ہیں جن کو دین کی سمجھ نہیں[۸]
اب اللہ تعالیٰ نے تم کو حلقہ کر دیا اور تمہاری کمزوری[۹] کھل گئی، تو اگر
تم میں سے سو شخص صبر کرنے والے ہوں وہ دو سو (کافروں)
پر غالب ہوں اور اگر تم میں سے ایک ہزار شخص ہوں تو وہ
اللہ تعالیٰ کے حکم سے دو ہزار (کافروں پر) غالب ہوں اور
اللہ تعالیٰ (اپنی مدد سے) صبر کرنے والوں کے

---

۱ ابن عباسؓ نے کہا یہ آیت منسوخ ہے فاقتلوا المشرکین سے ۲ ظاہر میں صلح کر کے، ۳ اللہ تعالیٰ کی مدد تو پوشیدہ اسباب میں سے ہے اور (ظاہری اسباب میں مسلمان ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے تجھ کو ظاہر اور باطن ہر طرح زور دیا ہے ۴ دلوں پر اس کا زور چلتا ہے عرب کے لوگ پھوٹ اور اختلاف اور جہالت میں مشہور تھے ایک ایک گاؤں ان ایک ایک خاندان میں جدا جدا حکومت تھی کبھی ان میں نام کو بھی اتفاق نہیں آیا تھا لیکن سبحان اللہ قادر مطلق کی قدرت کہ ایسی قوم کے لوگوں کو ملا کر باہم شیر و شکر کر دیا اسلام کی ایک یہی برکت ایسی ہے کہ اگر کافر اس میں غور کریں تو سمجھ لیں گے کہ اسلام کا دین حق اور خدا کی طرف سے ہے، ۵ اوپر یہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو کافی ہے یعنی بچائے گا شاید کوئی خیال کرتا کہ مومنوں کو کون بچائے گا تو اس آیت میں فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ کو اور تیرے ساتھ والے مومنوں کو بس کرتا ہے، ۶ جہاد کی فضیلت ان سے بیان کر اور شہیدوں کے درجے ان کو بتا دنیا کی بے ثباتی ان کو دکھلا موت کو ان پر آسان کر یوں بھی مریں گے تو بستر پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا بہتر ہے یا اللہ کی راہ میں مارا جانا حیات ابدی اور راحت سرمدی حاصل کرنا دنیا میں نام نیک صفحہ تاریخ پر چھوڑ جانا اس سے بڑھ کر کونسا شرف ہوگا اور اس سے زیادہ کون سی عزت ہوگی حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اگر میرے سر پر تلوار کی ہزار ضربیں لگیں تو وہ مجھے اس سے آسان معلوم ہوتی ہیں کہ بستر پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مروں، ۷ یعنی ایک مسلمان دس کافروں پر بھاری ہونا چاہیے مطلب یہ ہے کہ اگر کافر تم سے دس گنے بھی ہوں تو بھی ان کے مقابلہ سے بھاگنا نہ چاہیے یہ حکم ابتدا میں ہوا تھا پھر منسوخ ہو گیا جیسا آگے آتا ہے، ۸ وہ فقط دنیا کے لیے یا اپنی بہادری دکھلانے کے لیے لڑتے ہیں اور ایسے لوگ ان کے مقابلے میں کیا تھم سکتے ہیں جو اپنے مالک کے نام پر جان دینا ساری دنیا کی لذتوں سے زیادہ لذیذ سمجھتے ہیں حضرت عمرؓ نے ایران کے کافروں کو لکھا میں تم سے لڑنے کے لیے ایسے لوگوں کو بھیجتا ہوں جن کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے میں ایسا مزہ آتا ہے جیسے تم کو شراب پینے میں ۹ جو اس کے علم میں تھی، ۱۰ یہ آیت اس وقت اتری جب مسلمانوں کو یہ امر دشوار گزرا کہ ایک مسلمان دس کافروں کا مقابلہ کرے،

اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ
لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ
فِى الْاَرْضِ ۚ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ
وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٧﴾
لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ
اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوْا مِمَّا
غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ
فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ مَا
فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ
مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٠﴾
وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ

ساتھ ہے[1]۔ پیغمبر[2] کو نہیں چاہیے کہ اس کے پاس قیدی رہیں جب تک
ملک میں (کافروں کو) خوب قتل نہ کرے، تم دنیا کا سامان
چاہتے ہو[3]۔ اور اللہ (تم کو) آخرت کا (ثواب دینا) چاہتا ہے اور
اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا[4]۔ اگر اللہ تعالیٰ آگے سے
ایک بات نہ لکھ چکا ہوتا[5] تو تم نے جو (مال قیدیوں) سے لیا، اس
(قصور) میں تم پر بڑا عذاب اترتا (جو ہوا سو ہوا) اب جو[6] تم نے کمایا
اس کو کھاؤ، وہ حلال پاکیزہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو
اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے، (اے پیغمبر[7]) جو (بدر کے)
قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں[8]۔ ان سے کہہ دے اللہ تعالیٰ تمہارے
دلوں میں بھلائی دیکھے گا (تو جو (فدیہ) تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر
تم کو دنیا میں دے گا اور (آخرت میں) تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا
مہربان ہے[9] اور اگر یہ قیدی تیرے ساتھ دغا کرنا چاہیں گے تو یہ پہلے ہی اللہ سے دغا کر چکے ہیں[10]

۱؎ اب یہ حکم قیامت تک قائم رہا کہ دوچند کافروں کے مقابلہ سے بھاگنا جائز نہیں اگر دوچند سے بھی زیادہ ہوں تو بھاگنا گناہ نہ ہوگا لیکن لڑنا اور جمے رہنا ہر حال میں افضل ہے، ۲؎ اور ان کا زور نہ توڑ دے جب کافروں کا زور ٹوٹ جائے اور اسلام پھیل کر غالب ہو جائے تو اس وقت اختیار ہے چاہے قیدیوں کو قتل کرے اور چاہے مفت احسان رکھ کر چھوڑ دے چاہے تو فدیہ لے کر چھوڑ دے، ۳؎ اسی واسطے قیدیوں کا قتل کرنا پسند نہیں کرتے روپیہ لے کر ان کو چھوڑ دینا پسند کرتے ہو، ۴؎ قتادہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بدر میں جو کافر قید ہوئے تھے ان سے فدیہ لیا چار ہزار درم، ۵؎ کہ اس امت کے لیے لوٹ کا مال حلال ہے یا بدر میں جو مسلمان لڑے ان کے گناہ بخش دیئے گئے یا جس امت میں اس کا پیغمبر موجود ہو اس پر عذاب نہیں اترے گا یا جو نادانستہ کوئی خطا کرے اس کو عذاب نہ ہوگا، ۶؎ لوٹ کا یا فدیہ کا مال، ۷؎ یعنی مسلمانوں کے قبضے میں، ۸؎ سچائی اور ایمان کا ارادہ، ۹؎ بدر کے قیدیوں میں حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب آنحضرتؐ کے چچا اور ابوالعاص آپؐ کے داماد اور نوفل بن حارث اور عقیل بن ابی طالب آپ کے عم زاد بھائی بھی تھے ابوالعاص کے چھڑانے کے لیے علیہ حضرت زینبؓ آپؐ کی صاحب زادی نے مکہ سے ایک ہار بھیجا جس کو دیکھ کر آپ کو رقت آئی آپ نے صحابہؓ سے فرمایا اگر تم راضی ہو تو میں زینب کے قیدی کو چھوڑ دوں اور زینبؓ کا ہار بھی واپس بھیج دوں تمام صحابہؓ نے بخوشی اس کو منظور کیا پھر آپ نے حضرت عباسؓ سے کہا تم اپنا فدیہ اور اپنے دو بھتیجوں کا فدیہ داخل کرو انہوں نے کہا میرے پاس تو مال نہیں ہے اور جنگ میں جو بیس اوقیہ مجھ سے چھین لیے گئے ہیں وہی ہمارا فدیہ سمجھئے آپ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا جنگ میں جو مال لیا گیا وہ فدیہ میں محسوب نہیں ہو سکتا اور تمہارا وہ مال کہاں گیا جو تم نے اور ام الفضل نے مل کر گاڑا ہے یہ سنتے ہی حضرت عباسؓ بولے بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اور اپنا فدیہ اور اپنے دونوں بھتیجوں کا فدیہ اور اپنے حلیف عبداللہ بن عمرو کا فدیہ سب حضرت عباسؓ نے ادا کیا کہتے تھے مجھ سے جو فدیہ بیس اوقیہ لیا گیا اس کے بدل اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دنیا میں یہ دیا کہ اس وقت میرے پاس بیس غلام ہیں ان میں سے ادنیٰ غلام بیس ہزار سوداگری کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے زمزم کی تولیت مجھ کو عطا فرمائی اور اس کے سوا میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں، ۱۰؎ جب تو اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کو آئے تھے،

قَبْلُ فَأَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٧١﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا ۚ وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٧٢﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿٧٣﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٧٤﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ ۚ ﴿٧٥﴾ (الانفال پ ۱۰ ع ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰)

پھر اللہ نے ان کو گٹھوا دیا[۱]۔ اور اللہ تعالیٰ[۲] جانتا ہے، حکمت والا۔ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے (مکہ سے) ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا (یعنی مہاجرین) اور جن لوگوں نے جگہ[۳] دی اور ان کی مدد کی۔ (یعنی انصار) یہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے، اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت نہیں کی[۴]، تو تم ان کے وارث نہیں ہو سکتے۔ جب تک وہ ہجرت نہ کریں، (یعنی ان کا ترکہ تم کو نہ ملے گا) اور اگر وہ تم سے دین میں مدد چاہیں تو تم پر ان کی مدد کرنا واجب ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں جس سے تم سے عہد ہو چکا ہو، اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ اور کافر ایک دوسرے کے وارث ہوں گے[۵] اگر تم ایسا نہ کرو[۶] گے تو ملک میں دھوم مچ جائے اور بڑی خرابی پڑے گی[۷] اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا (یعنی مہاجرین) اور جن لوگوں نے ان (مہاجرین) کو جگہ دی۔ اور ان کی مدد کی (یعنی انصار) یہی پکے مسلمان ہیں[۸]۔ ان لوگوں کے لیے[۹] (آخرت میں اللہ کی) بخشش اور (دنیا میں) عزت کی روزی ہے اور جو لوگ بعد کو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کیا[۱۰] وہ تم ہی میں سے ہیں[۱۱]

۳۳۔ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١﴾ فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ

(مسلمانو!) جن مشرکوں سے تم نے (صلح کا) عہد کیا تھا، اب اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان کو یہ صاف جواب (اور علیحدگی) ہے[۱۲] (اے مشرکو) چار مہینے اور ملک میں چل پھر لو۔ اور یہ جانے رہو

---

[۱] یا ان کو تیرے ہاتھ میں پکڑا دیا، [۲] ان کے دلوں کی بات، [۳] ان مہاجرین کو اپنے ملک میں، [۴] بلکہ کافروں ہی کے ملک میں پڑے ہوئے ہیں، [۵] یا ایک دوسرے کے مددگار ہیں، [۶] یعنی کافروں کی دوستی اور مدد ترک نہ کرو گے یا اپنے عہد کا خیال نہ رکھو گے، [۷] آئے دن جنگ رہے گی اور رات دن لڑتے اور میراث کے دعوے چلتے رہیں گے اس لیے بہتر یہی ہے کہ جو ان کافروں کے ملک میں رہیں ان سے کچھ تعلق نہ رکھو البتہ دینی مدد یہ اور بات ہے تمام جہان کے مسلمانوں کو دینا چاہیے کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ مسلمان سب مل کر ایک ہاتھ کی طرح ہیں، [۸] اور جو مسلمان کافروں کے ملک سے نہیں نکلے وہیں رہتے ہیں ان کا اسلام کچا ہے، [۹] یعنی مہاجرین اور انصار کے لیے، [۱۰] ایک مہاجرین اولین کہلاتے تھے جنہوں نے آنحضرت صلعم کے ساتھ یا اس کے کچھ ہی بعد یا آپ سے بھی پہلے مدینہ میں ہجرت کی اور ایک وہ مہاجرین تھے جنہوں نے جنگ بدر کے بعد یا صلح حدیبیہ کے بعد مدینہ میں ہجرت کی اور مسلمانوں سے آن کر مل گئے، [۱۱] یعنے مہاجرین اور انصار کی طرح ہیں، [۱۲] یعنی اب عہد ختم ہوا اور دوستی کے علاقے کٹ گئے،

غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ② وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ③ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ④ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

کہ[۱] تم اللہ تعالیٰ کو تھکا نہیں سکتے۔ اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ذلیل[۲] کرنے والا ہے[۳]۔ اور بڑے حج کے دن[۴] اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے منادی کی جاتی ہے کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں مشرکوں سے بے تعلق (جدا)[۵] ہیں پھر اگر (مشرکو تم کفر سے) توبہ کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر نہ مانو[۶] تو یہ جان رکھو، کہ تم اللہ تعالیٰ کو تھکا نہیں سکتے۔ اور (اے پیغمبرؐ) تو کافروں کو تکلیف کے عذاب کی خوشخبری سنا[۷]۔ مگر (ان مشرکوں میں سے، جن سے تم نے عہد کیا تھا، پھر انہوں[۸] نے تم سے کوئی کمی (کوتاہی) نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ پر کسی (تمہارے دشمن کی) مدد کی اور (جو مدت مقرر ہو چکی تھی، اس تک ان کا عہد پورا کرو[۹]، بے شک اللہ پرہیزگاروں سے (جو عہد نہیں توڑتے) محبت رکھتا ہے، پھر جب (ان کے) مہینے گزر جائیں[۱۰] تو مشرکوں کو جہاں پاؤ (وہاں) قتل کرو، اور ان کو قید کر لو، اور گھیر لو اور ان کی تاک میں ہر گھات کی جگہ بیٹھو[۱۱] پھر اگر وہ (شرک اور کفر سے) توبہ کریں اور (نماز دوستی سے پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دیا کریں تو ان کے حال پر انکو چھوڑ دو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے[۱۲]

[۱] یعنی دسویں ذیحجہ کے دس ربیع الثانی تک دو بعضوں نے کہا شلخ محرم تک کیونکہ یہ سورت سوال میں اتری بعضوں نے کہا جن کی مدت مقرر ہو گئی تھی ان ان کو مدت کی تہائی تک اور جن کی بات متعد نہیں ہوئی تھی یا پہلا مہینے سے کم ان کی مدت باقی تھی ان کو چار مہینے کی مہلت دی گئی، [۲] ایک نہ ایک دن ضرور [۳] دنیا میں قتل ہوں گے یا قید ہوں گے اور آخرت میں دوزخ کا عذاب ہوئے [۴] یعنی دسویں تاریخ ذیحجہ کی یا نویں تاریخ عرفہ کی دن، [۵] یعنی کسی قسم کا معاہدہ ان سے نہیں ہے نہ دوستی حضرت علیؓ نے کہا میں نے آنحضرت سے پوچھا حج کا دن کونسا ہے آپ نے فرمایا یوم النحر یعنی دسویں تاریخ جس دن قربانی کی جاتی ہے صحیح حدیث میں ہے کہ یوم النحر کے دن جمرات کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا یہ بڑی حج کا دن ہے، [۶] اور کفر پر جمے رہو [۷] عذاب کی خوشخبری ہنسی کے طور پر ہے اور اس سے دنیا میں قتل اور قید ہونا اور دین دوزخ کا عذاب مراد ہے [۸] اپنا عہد پورا کرتے ہیں، [۹] کیونکہ یہ چار مہینہ کی یا پچاس دن کی میعاد نہیں ہے ابن عباسؓ کی روایت پر یہ مطلب ہو گا کہ ان کے لیے چار مہینے کی مدت پوری کرو دو یعنی چار مہینے تک عہد قائم رکھو جیسے اس مدت کا دوسری آیت کی تفسیر میں بیان ہو چکا [۱۰] یعنی وہ چار مہینے جن کی مہلت دی گئی تھی یا وہ سب مہینے جن کے لیے کوئی مدت ٹھہر چکی تھی ابن عباس نے کہا حرام مہینوں سے وہی ادب کے مہینے مراد ہیں یعنی رجب اور ذیقعدہ اور ذیحجہ اور محرم اور مطلب یہ ہے کہ جن مشرکوں سے عہد نہ تھا ان کو حرام مہینے کے ختم ہونے تک یعنی سلخ محرم تک مہلت ہے غرہ صفر سے ان سے جنگ شروع کی جاوے [۱۱] قرآن میں مرصد کا لفظ ہے مرصد کہتے ہیں اس راہ کو جہاں سے دشمن کے آنے جانے کی توقع ہوتی ہے بعضوں نے کہا مکہ کی ہر راہ مراد ہے اب مشرکوں میں سے جن کو قتل کا حکم دیا عورتیں اور بچے اور معذور لوگ مستثنیٰ ہیں حدیث کے رد سے [۱۲] جو قصور ان سے ہو چکے ان کو بخش دے گا اس آیت سے یہ بھی نکلا کہ بادشاہ اسلام کو اختیار ہے کہ جو کافر جہاد میں قید ہوں اور ایمان نہ لاویں ان کو اگر چاہے تو مار ڈالے اور چاہے تو اس آیت کے بموجب جو سورہ محمد میں ہے ان کو مفت یا فدیہ لے کر چھوڑ دے،

تَّحِيْمٌ ⑤ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ
اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ
اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ⑥
كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ
رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا
لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ⑦ كَيْفَ وَاِنْ
يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا
وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى
قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ⑧ اِشْتَرَوْا
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ
اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑨ لَا يَرْقُبُوْنَ
فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُعْتَدُوْنَ ⑩ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ

اور (اے پیغمبر!) اگر مشرکوں میں سے کوئی شخص تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے جب تک وہ اللہ تعالےٰ کا کلام سن لے، پھر اس کو اس کی امن کی جگہ[1] میں پہنچا دے۔ یہ (حکم) اس لیے (دیا) جاتا ہے، کہ (ابھی) ان لوگوں کو معلوم نہیں ہے[2]۔ مشرکوں کا عہد اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک عہد نہیں ہے[3] مگر جن لوگوں سے تم نے (اے مسلمانو) ادب والی مسجد کے پاس عہد کیا تھا[4] جب تک وہ تم سے سیدھے رہیں[5] تم بھی ان سے سیدھے رہو۔ کیونکہ اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو پرہیزگار ہیں[6]۔ ان کا عہد کس کام کا اگر وہ (اے مسلمانو!) تم پر (کبھی) غالب ہوں تو نہ عزیزداری کا لحاظ رکھیں[7] نہ عہد کا اپنے منہ (کی باتوں) سے تم کو خوش کرتے ہیں اور دلوں میں ان کا انکار ہے اور ان میں اکثر بے ایمان ہیں[8]، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو[9] تھوڑی سی قیمت سے بیچ ڈالا، پھر اللہ کی راہ سے (لوگوں کو) روکنے لگے[10] بیشک یہ لوگ بُرے کام کر رہے ہیں کسی مسلمان کے بارہ میں نہ وہ عزیزداری کا خیال رکھتے ہیں نہ (اپنے) عہد کا۔ اور یہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں[11] پھر اگر یہ لوگ توبہ کریں[12] اور نماز کو درستی سے ادا کریں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے

[1] اس کی قوم یا گھر یا ملک میں، [2] کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام کیسا ہوتا ہے تو اگر کوئی کافر اسلام کی کیفیت معلوم کرنے کے لیے یا قرآن سننے کے لیے پناہ چاہے تو اس کو پناہ دینا چاہیے اب جب وہ اپنے امن کی جگہ پہنچ گیا تو پھر سارے کافروں کی طرح اس کا مارنا قتل کرنا درست ہے [3] یا کیوں کر ان کا عہد ہو سکتا ہے وہ تو بے ایمان ہیں عہد کرتے ہیں پھر توڑ ڈالتے ہیں، [4] یعنی صلح حدیبیہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قریش کے کافروں میں کعبے کے قریب قرار پائی تھی ان کا اتنا خیال رکھو کہ جب تک الخ، [5] اپنے عہد پر قائم رہیں، [6] اور عہد کا پورا کرنا بھی پرہیزگاری کے لیے نہایت ضرور ہے۔ ہوا یہ تھا کہ مکہ کے کافروں نے حدیبیہ میں دس برس کے لیے آنحضرت صلعم سے صلح کی اس شرط پر جو لوگ مسلمانوں کی پناہ میں ہیں ان پر مکہ والے حملہ نہ کریں گے اور نہ حملہ کرنے والوں کی مدد کریں گے اور مسلمان ان لوگوں پر حملہ نہ کریں گے جو مکے والوں کی پناہ میں ہیں نہ ان پر حملہ کرنے والوں کی مدد کریں گے مکے والوں کی پناہ میں بنی بکر کی قوم تھی اور مسلمانوں کی پناہ میں خزاعہ کی قوم اتفاقاً بنی بکر اور خزاعہ میں جنگ ہو گئی مکہ کے کافروں نے عہد کا کچھ خیال نہ کیا اور بنی بکر کے ہتھیاروں سے مدد کی یہ حال دیکھ کر خزاعہ میں سے ایک شخص عمرو بن سالم آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور فریاد کی کہ مکہ کے کافروں نے عہد توڑ ڈالا آپؐ نے فرمایا اچھا تو میں بھی تمہاری مدد کروں گا اور آپؐ نے ۸ ہجری میں مکہ پر لشکر کشی کی اور اس کو فتح کیا، [7] یا نہ خدا کا لحاظ کریں، [8] جو عہد کا خیال نہیں رکھتے، [9] جن میں عہد پورا کرنے کا حکم ہے، [10] مسلمان ہونے سے لوگوں کو منع کرنے لگے، [11] کہتے ہیں آیت کیف وان یظہروا الآیۃ تمام مشرکوں کے حق میں تھی اور یہ خاص یہود کے باب میں ہے، [12] شرک اور کفر اور عہد شکنی سے،

الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَیْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَیْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳﴾ قَاتِلُوْهُمْ یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَیْدِیْكُمْ وَیُخْزِهِمْ وَیَنْصُرْكُمْ عَلَیْهِمْ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۴﴾ وَیُذْهِبْ غَیْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۵﴾ (التوبۃ پ ۱۰ ع ۲)

دینی بھائی ہیں اور جو لوگ سمجھدار ہیں ان کے لیے ہم تفصیل سے آیتوں کو بیان کرتے ہیں[۱] اور اگر عہد کر کے یہ لوگ اپنی قسمیں توڑ ڈالیں تو تمہارے دین پر طعنہ ماریں[۲] تو ان کفر کے سرداروں سے لڑو۔ تاکہ وہ (آئندہ) ایسی باتوں سے باز آئیں[۳]، ان کی قسمیں کوئی چیز نہیں[۴]۔ (مسلمانو!) تم کیوں ان آدمیوں سے نہ لڑو جنھوں نے اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور پیغمبر کو (مکہ سے) نکال دینا چاہا[۵] اور انہوں ہی نے پہلے تم سے چھیڑ خانی شروع کی[۶]، کیا تم ان سے ڈرتے ہو (جو نہیں لڑتے) اگر تم کو ایمان ہے تو اللہ تعالیٰ کا ڈر تم کو زیادہ ہونا چاہئے[۷]۔ ان سے لڑو۔ اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دے گا اور (ان کو) ذلیل کرے گا اور تم کو ان کو فتح دے گا، مسلمانوں میں سے ایک گروہ (بنی خزاعہ) کے دل ٹھنڈے کریگا اور (ان کے دلونکا غصہ[۸] دور کرے گا[۹] اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ان کو توبہ کی توفیق دے گا[۱۰] اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے حکمت والا ہے۔

۳۴۔ اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۹﴾

(مشرکو) کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانا اور ادب والی (کعبہ کی) مسجد کو آباد رکھنا اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن پر ایمان لانے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے کی طرح کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ برابر نہیں ہو سکتے اور اللہ تعالیٰ بے انصاف لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا[۱۱]۔ جو لوگ

[۱] ابن عباسؓ نے کہا اس آیت نے نماز پڑھنے والوں کا خون حرام کر دیا ابن عباسؓ نے کہا تم کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم ہوا پھر جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز بھی نہ ہوگی اور ابوبکر صدیقؓ نے اپنی خلافت میں ان لوگوں سے جہاد کیا جو نماز پڑھتے تھے لیکن زکوٰۃ نہیں دیتے تھے، [۲] شریعت کی توہین کریں یا پیغمبر کی یا قرآن کی، [۳] اپنی شریعت اور دین پر طعنہ مارنے اور عہد توڑنے سے، [۴] محض بے اعتبار ہیں، [۵] کفر کے سرداروں سے قریش کے کافر رئیس مراد ہیں جیسے ابوسفیان وغیرہ بعضوں نے کہا دیلم کے کافر بعضوں نے کہا یہ لوگ بعد کے زمانے میں آنے والے تھے، بعضوں نے کہا ایران اور روم کے کافر اس آیت سے یہ نکلا کہ اگر کوئی ذمی کافر عہد کو توڑ ڈالے اور دین پر ٹھٹھا لگائے تو اس کو قتل کر ڈالیں گے، ابوحنیفہؒ کا یہی قول ہے اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے کہا جہاں ذمی کافر نے دین پر طعنہ مارا تو وہ واجب القتل ہو گیا اور اس کا عہد ٹوٹ گیا، [۶] لیکن نہ نکال سکے آنحضرت خود تشریف لے گئے، [۵] کہ تمہاری پناہ میں جو خزاعہ کا قبیلہ تھا اس پر حملہ کیا یا حملہ کرنے والوں کی مدد کی یا بدر کے دن جب ان کا قافلہ بچ گیا تو ان کو چلا جانا تھا لیکن نہیں گئے اور خواہ مخواہ جنگ شروع کیا، [۷] کیونکہ نفع نقصان اسی کے ہاتھ میں ہے اور تم کو لڑنے کا حکم دیتا ہے اس لیے لڑنا ضرور ہے، [۹] جو قریش کی عہد شکنی سے ان کو پیدا ہوا ہے، [۱۰] اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے پانچ وعدے ان آیتوں میں فرمائے اور پانچوں پورے ہوئے وللہ الحمد، [۱۱] جب مکہ فتح ہوا تو کافروں کے سرداروں میں سے کتنے مسلمان ہو گئے جیسے عکرمہ بن ابی جہل اور ابوسفیان اور سہیل بن عمرو وغیرہ، [۱۲] مشرک یہ کہتے تھے کہ بیت اللہ کو آباد رکھنا اور حاجیوں کو پانی پلانا ایمان اور جہاد سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرمایا کیونکہ ایمان تو اصل ہے بغیر اس کے کوئی نیکی کام کی نہیں اور ایمان کے بعد پھر جہاد سب سے بڑھ کر مشکل ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾

(التوبۃ پ۱۰ ع۳)

ایمان لائے اور ہجرت کی ۱؎ اور اپنی جان اور مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا، ان کا درجہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے اور وہی لوگ کامیاب ہوں گے ۲؎ ان کا مالک ان کو اپنی مہربانی اور رضامندی اور ایسے باغوں کی خوشخبری دیتا ہے۔ جن میں ہمیشہ کا آرام ہے ۳؎ ہمیشہ ہمیشہ باغوں میں رہیں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا ثواب موجود ہے۔

۳۵۔ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ٰ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ

اے پیغمبرؐ! ان مسلمانوں سے کہہ دے اگر تمہارے باپ دادا، بیٹے، پوتے رلنواسے، بھائی بی بیاں کنبے والے اور جو مال تم نے کمائے ہیں اور جس سوداگری کے خراب ہوجانے سے ڈرتے ہو ۴؎ اور جن مکانوں کو تم پسند کرتے ہو، تم کو اللہ تعالیٰ اور اس رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں۔ تو جب تک اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجے ۵؎ پڑے رہو اور اللہ تعالیٰ گنہگاروں کو راہ پر نہیں لاتا ۶؎۔ اللہ تعالیٰ تو بہت سے معرکوں میں تمہاری مدد کر چکا ہے ۷؎ اور حنین کے دن ۸؎ (بھی) جب تم اپنے

(بقیہ صفحہ سابقہ) اور سب سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ بعضوں نے کہا عباسؓ اور طلحہؓ اور علیؓ فخر کرنے لگے طلحہؓ نے کہا میرے پاس خانہ کعبہ کی کنجی رہتی ہے اور میں اگر چاہوں تو رات کو بھی کعبہ میں رہ سکتا ہوں عباسؓ نے کہا میں حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں علیؓ نے کہا میں نہیں جانتا تم کیا کہتے ہو میں نے سب لوگوں سے پہلے چھ مہینے تک نماز پڑھی (یعنی سب سے پہلے مسلمان ہوا) اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اس وقت یہ آیت اتری اور اللہ تم نے فرمایا کہ علیؓ کا مرتبہ ان سے زیادہ ہے یہ نیکیاں ایمان اور جہاد کے برابر نہیں ہوسکتیں (حواشی صفحہ ہذا) ۱؎ رسولؐ کی زمانت میں اپنا وطن اور گھر بار چھوڑا، ۲؎ اپنی مراد کو پہنچیں گے اس آیت سے مہاجرین کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی جن میں ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے معلوم ہوا یہ سب جنتی ہیں اور اپنی مراد کو پہنچنے والے ہیں اور جو ان لوگوں کو برا سمجھے وہ خود ملعون ہے نامراد، ۳؎ ایمان کے بدل رحمت اور ہجرت کے بدل جنت اور جہاد کے بدل اپنی رضامندی سبحان اللہ جب خود مالک ان سے راضی ہے اور اپنی رحمت ان پر اتارتا ہے اور جنت ان کے لیے تیار رکھتا ہے تو رافضی یا خارجی کس منہ سے ان کو برا کہتا ہے، ۴؎ اس کے ثواب کا خزانہ کم نہیں ہوسکتا، ۵؎ تم پر اس کا عذاب اترے اور تمہارے یہی بھائی بیٹے ماں باپ گھر سوداگری کنبے والے سب ایک دم تباہ ہوجائیں، ۶؎ یعنی اگر تم ان چیزوں کی محبت میں رسول کے ساتھ ہجرت نہیں کرتے تو خیر مکہ ہی میں پڑے رہو اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کے منتظر رہو۔ آخر یہ عذاب آیا تمام مکے والے کافر قتل اور قید ہوئے ان کی تجارت اور جائیداد سب تباہ ہوگئی، ۷؎ صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس جہاد کئے ان میں سے آٹھ میں لڑائی ہوئی اور سب لشکروں اور ٹکڑوں کی تعداد ملا کر جو آپ نے لڑائی کے لیے بھیجیں ستر یا اسی تھیں، ۸؎ حنین ایک وادی ہے مکہ اور طائف کے بیچ میں یہ مقام مکہ سے اٹھارہ میل پر ہے وہاں ہوازن اور ثقیف کے لوگوں سے آپ نے لڑائی کی شوال کے مہینہ میں اور مکہ رمضان میں فتح ہوچکا تھا،

كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٧﴾ (التوبۃ پ ۱۰ ع ۴)

بہت ہونے پر اتر گئے تھے[۱] پھر تمہارا بہت ہونا تمہارے کچھ کام نہ آیا،[۲] اور زمین اتنی بڑی لمبی چوڑی ہوتے ساتھ تم پر تنگ ہو گئی[۳] پھر تم پیٹھ موڑ کر بھاگے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اور مسلمانوں پر[۴] اپنی تسلی اتاری اور ایسے لشکروں (فرشتوں) کو اتارا جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو عذاب کیا (ان کو مارا) اور کافروں کی یہی سزا ہے[۵] پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا توبہ کی توفیق دے گا (وہ مسلمان ہو جائے گا) اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے[۶]

۳۶۔ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿٢٩﴾ (التوبۃ پ ۱۰ ع ۴)

کتاب والے (یہود اور نصاریٰ) جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے[۷] اور نہ پچھلے دن پر اور نہ جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا، اس کو حرام جانتے ہیں[۸] اور سچے دین کو نہیں مانتے (اسلام کو قبول نہیں کرتے)، ان سے لڑو یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں[۹]

۳۷۔ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ

جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین بنائے (تب ہی سے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کتاب[۱۰] میں (یا اس کے حکم سے) مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ٹھہر گئی ہے[۱۱] ان میں چار ادب کے مہینے[۱۲] یہی سیدھا[۱۳]

---

[۱] کہتے ہیں اس جنگ میں مسلمان گیارہ ہزار یا بارہ ہزار یا سولہ ہزار تھے اور کافر چار ہزار تھے بعض مسلمانوں نے کہا کہ اب ہم کیا مغلوب ہو سکتے ہیں جب بہت کم تھے جیسے جنگ بدر میں تب تو کافروں پر غالب ہوئے اللہ جل جلالہ کو یہ کلام پسند نہ آیا، [۲] مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے صرف آنحضرتؐ اور صحابہ میدان میں جمے رہے، [۳] کوئی امن کا مقام تم کو نہ ملا، [۴] جو بھاگ گئے تھے یا جو نہیں بھاگے تھے یا سب پر، [۵] کہتے ہیں پانچ ہزار یا آٹھ ہزار فرشتوں کی فوجیں اتریں مگر انہوں نے لڑائی نہیں کی فقط کافروں پر رعب ڈالنے کے لیے اترے فرشتوں نے صرف جنگ بدر میں لڑائی کی، [۶] اس جنگ کے بعد بہت سے کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جنہوں نے مقابلہ کیا تھا اور اسلام قبول کیا آپ نے ان کے بال بچے تو مسلمانوں کو راضی کر کے واپس کر دیئے لیکن مال واپس نہیں کیا وہ سب لڑنے والوں میں تقسیم ہو گیا، [۷] یہود معاذ اللہ اللہ تعالیٰ پر وہ باتیں جوڑتے ہیں جو اس کی شان کے لائق نہیں بعضے ان میں عزیز کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے ہیں نصاریٰ تو باپ بیٹا روح القدس تینوں کو خدا سمجھتے ہیں، [۸] یہود چربی گلا کر بیچتے ہیں اور نصاریٰ سور کھاتے ہیں، [۹] مجوس بھی یہود اور نصاریٰ کی طرح ہیں حدیث میں ہے کہ ان سے بھی اسی طرح چلو جیسے اہل کتاب سے چلتے ہو، [۱۰] یعنی قرآن یا لوح محفوظ، [۱۱] محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الآخر، جمادی الاول، جمادی الآخر، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذیقعد، ذی الحجہ۔ قمری سال کے یہی مہینے ہیں اور سال تین سو چوّن دن کا ہوتا ہے اور شمسی سال تین سو پینسٹھ دن اور ایک تہائی دن کا ہوتا ہے، [۱۲] رجب اور ذیقعد اور ذی الحجہ اور محرم ان چار مہینوں میں عرب لڑائی کو حرام جانتے، [۱۳] یعنی ان چار مہینوں کا ادب اور سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے،

الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ۗ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾ (التوبۃ پ۱۰ ع ۵)

دین ہے تو ان (ادب کے مہینوں میں) اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو[1] اور مشرکوں سے سب مل لڑو جیسے وہ مل کر تم سے لڑتے ہیں[2] اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ (کی مدد) پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

۳۸- اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۗ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۗ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ

مہینہ کا سرکا دینا اور زیادہ کفر ہے[3] کافر اس کی وجہ سے گمراہ ہوتے ہیں[4] ایک سال تو اس مہینے میں لڑنا حلال کر لیتے ہیں اور ایک سال اس میں لڑنا حرام جانتے ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چار مہینے حرام کئے ہیں، ان کی گنتی پوری کر لیں، پھر[5] جس مہینے کو اللہ نے حرام کیا ہے اس کو حلال کر لیں[6] ان کو برے کام بھلے دکھائے گئے ہیں[7] اور اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا مسلمانو! تم کو کیا ہو گیا، جب تم سے کہا جاتا ہے اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکل کھڑے ہو تو زمین پر ڈھیر ہو جاتے ہیں[8] کیا تم آخرت کے بدل دنیا ہی کی زندگی پر راضی ہو[9] تو آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کا مزہ بے حقیقت ہے[10] اور کچھ نہیں[11] اگر تم نہ نکلو تم کو تکلیف کا عذاب کریگا اور تمہارے بدل دوسرے لوگوں کو لے آئے گا[12] اور تم اس کا یعنی اللہ تعالیٰ کا کچھ بگاڑ نہ کر سکو گے[13] اور اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو[14] تو اللہ تعالیٰ (پہلے بھی اکیلا) اس کی مدد کر چکا

[1] گناہ کر کے یا لڑائی کر کے بعض علماء کا یہ مذہب ہے کہ ان مہینوں میں اب لڑائی حرام ہے، [2] معلوم ہوا مشرکوں سے لڑنا ہر مسلمان پر فرض ہے، جیسے کافر کیا کرتے تھے مثلاً محرم میں ان کو لڑائی کی ضرورت ہوئی تو محرم کو سفر کر دیا اور محرم کو اس کے پیچھے ڈال دیا، [3] غلطی میں پڑ جاتے ہیں [5] یعنی سال بھر میں چار مہینے ادب کے پورے ہو جائیں گے پیچھے ہوئے تو کیا قباحت ہے، [6] کیونکہ محرم کو انہوں نے پیچھے ہٹا دیا تو حقیقت میں محرم کو حلال کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ حرام تھا اب صفر کو وہ محرم سمجھتے تو یہ سال جو گذر چکا اس کو تیرہ مہینے کا کر لیتے اس کے بعد سفر کر لیتے جو درحقیقت ربیع الاول کا مہینہ ہوتا، [7] شیطان نے یہ سوجھایا ہے، [8] یعنی نکلنے کو دیر کرتے ہو ہچکچاتے ہو آگے پیچھے ہوتے ہو ڈھے جاتے ہو جب آنحضرت مکہ اور طائف فتح کرنے کے بعد مدینہ میں آئے تو چند روز کے بعد تبوک کی لڑائی کا عزم کیا چند مسلمان گرمی کی شدت کی وجہ سے اس لڑائی میں جانے سے پس پیش کرنے لگے اس وقت یہ آیت اتری، [9] اگر ایسا ہے تو سخت غلطی کر رہے ہو کیونکہ [10] یا بالکل معدوم ہے کیوں کہ دنیا کا مزہ فانی ہے۔ اور آخرت کا باقی فانی باقی کے مقابل معدوم کی طرح ہے اس آیت سے یہ نکلا کہ جہاد ہر وقت اور ہر حال میں فرض ہے گو گرمی کی شدت ہو یا برسات کی کثرت یا اور کوئی آفت، [11] دنیا اور آخرت میں، [12] اپنے پیغمبر کے ساتھ جانے کے لیے، [13] یمن والوں کو یا فارس والوں کو یا اور لوگوں کو، [13] یعنی نہ سمجھو کہ تم اگر جہاد کو نہ نکلیں گے تو اللہ تعالیٰ کا کام بگڑ جائے گا۔ اس کو کسی کی کچھ پرواہ نہیں ہے وہ اپنے پیغمبر کو ہزار طرح سے غالب کر سکتا ہے [15] تو اللہ تعالیٰ کو ان کی کچھ پرواہ نہیں،

أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (٤٠) انفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (٤١) لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ وَلَٰكِن بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ أَنفُسَهُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ (٤٢) عَفَا اللَّهُ عَنكَ لِمَ أَذِنتَ لَهُمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ (٤٣) لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ

جب (مکہ کے) کافروں نے اس کو نکال دیا[۱] صرف دو دم[۲] جب دونو غار (ثور) میں (چھپے ہوئے تھے) جب پیغمبر اپنے ساتھی (ابوبکرؓ) سے کہہ رہا تھا، غم مت کر بیشک اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہے[۳] آخر اللہ تعالیٰ نے اپنی تسلی پیغمبر پر اتاری اور (اپنے) پیغمبر کی ایسی فوجوں سے مدد کی جن کو تم نے نہیں دیکھا[۴] اور کافروں کی بات (شرک) کو گھٹیا کر دیا[۵] اور اللہ کا بول بالا ہے[۶] اور اللہ زبردست ہے حکمت والا[۷] (مسلمانو) ہلکے ہو یا بھاری[۸] نکل کھڑے ہو اور اللہ کی راہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو[۹] (اے پیغمبر) اگر سہل سے کچھ فائدہ ملنے والا ہوتا[۱۰] اور سفر بھی بیچ کا[۱۱] تو ضرور یہ تیرے ساتھ ہو لیتے، لیکن یہ کٹھن راہ ان کو دور معلوم ہوئی اور اب[۱۲] خدا کی قسمیں کھائیں گے، اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوتے، اپنی[۱۳] جانوں کو آپ وبال میں ڈال رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ بے شک وہ جھوٹے ہیں (اے پیغمبر) اللہ تعالیٰ نے تجھ کو معاف کر دیا تو نے ان لوگوں کو اجازت[۱۴] کیوں دی[۱۵] جب تک سچے لوگ تم پر کھل جاتے اور جھوٹوں کو بھی تو جان لیتا[۱۶] (اے پیغمبر) جو لوگ اللہ تعالیٰ پر اور پچھلے دن پر یقین

۱؎ یعنی نکال لینے کے درپے تھے یا نکلنے کا سبب پڑے، ۲؎ ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے ابوبکر صدیق، ۳؎ ہوا یہ تھا کہ کافر ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس غار پر آن پہنچے جس میں آپؐ اور ابوبکرؓ چھپے ہوئے تھے ابوبکرؓ کو آپؐ کا رنج ہوا نہ اپنا اور کہنے لگے اگر میں مارا جاؤں تو ایک نفرہ آپ پر سے تصدق ہوا پر اگر آپ پر صدمہ ہوا تو ساری امت تباہ ہو گئی اور دین برباد ہو جائے گا، ۴؎ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا انہوں نے مشرکوں کو وہاں سے ٹال دیا ان کی نگاہ آپ پر نہ پڑنے دی ۵؎ یا جس بات کے لیے مکہ سے نکلے تھے کہ آنحضرتؐ کو ڈھونڈ نکالیں گے، ۶؎ اس کی بات دور رہے گی سچا دین ہمیشہ غالب ہو گا، ۷؎ کس حکمت سے اپنے پیغمبر کو بچا کر مدینے پہنچا دیا مشرکوں سے ایک بال بے گانہ ہو سکا، ۸؎ یعنی جوان یا بوڑھے خوش ہو یا ناخوش مالدار ہو یا مفلس سوار ہو یا پیادہ مجرد ہو یا عیالدار ہتھیار بند ہو یا بے ہتھیار تندرست ہو یا بیمار بیکار ہو یا کام کاج والے، ۹؎ اور جہاد کی فضیلت جانتے ہو ابن عباسؓ نے کہا اس آیت سے یہ آیت منسوخ ہو گئی وما کان المومنون لینفروا کافہ، ۱۰؎ یعنی دنیا کا کچھ مال آسانی سے مل جانے کی امید تھی، ۱۱؎ بہت دور دراز نہ ہوتا جیسے تبوک جو مدینے سے دس منزل پر ہے شام کی طرف، ۱۲؎ جب تم تبوک سے لوٹ کر آؤ گے تو الخ، ۱۳؎ جھوٹی قسمیں کھا کر، ۱۴؎ گھر میں رہ جانے کی، ۱۵؎ اس وقت تک ٹھہر جانا چاہیے تھا، ۱۶؎ ہوا یہ کہ جب آپؐ جنگ تبوک کو جانے لگے تو بہت سے منافق جھوٹے جھوٹے عذر کر کے آپؐ سے اجازت کے خواہاں ہوئے آپؐ نے ان کو سچا سمجھ کر جلدی سے اجازت دے دی اس پر اللہ کا عتاب ہوا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پر کمال عنایت ظاہر کی کہ قصور بیان کرنے سے پہلے یہ فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا قصور معاف کر دیا،

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَاۗءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّىْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ

رکھتے ہیں، وہ تجھ سے جہاد میں اپنی جان و مال کے ساتھ شریک نہ ہونے کی اجازت نہیں مانگتے[1] اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے۔ تجھ سے وہی لوگ[2] اجازت مانگتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ اور آخرت کا یقین نہیں اور ان کے دلوں میں شک ہے اور وہ اپنے شک میں آگے پیچھے ہو رہے ہیں[3]۔ اور اگر یہ لوگ (گھر سے) نکلنا چاہتے تھے[4] تو[5] اس کے لیے ضرور تیاری کرتے اور[6] مگر اللہ نے ان کا (اپنی جگہ سے) اٹھنا (اور حرکت کرنا) برا جانا تو ان کو وہیں روک دیا دبا ست[7] بنا دیا اور ان سے کہا گیا[8] جہاں اور[9] بیٹھنے والے ہیں تم بھی ان کے ساتھ (اپنے گھروں میں) بیٹھے رہو۔ اگر یہ لوگ تمہارے ساتھ نکلتے بھی تو بس یہی ہوتا کہ تم میں خرابی بڑھا دیتے[10] اور فساد کی نیت سے تم میں گھوڑے دوڑاتے پھرتے[11] اور مشکل یہ ہے کہ تم میں ایسے لوگ بھی تھے جو انکی بات سن لیتے[12] اور اللہ تعالیٰ شریر لوگوں کو خوب جانتا ہے (اے پیغمبر) یہ لوگ تو پہلے ہی فساد کرنا چاہتے تھے[13] اور کئی کاموں میں انہوں نے کھٹ پٹ کی یہاں تک کہ اللہ کا سچا وعدہ[14] آن پہنچا اور اللہ کا بول بالا ہوا[15] اور وہ ناراض رہے[16] (اور ان منافقوں میں) وہ شخص بھی ہے جو کہتا ہے مجھے اجازت دیجئے اور گناہ میں نہ پھنسائیے۔ سنو! یہ تو گناہ میں گر پڑے[17] اور بیشک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے[18] اگر (اتفاق سے) تجھ کو کوئی بھلائی پہنچے تو ان (منافقوں) کو برا لگتا ہے

[1] کیونکہ ان کو تو خود جہاد کا شوق ہے وہ جہاد پر مرتے ہیں بھلا جہاد میں شریک نہ ہونے کی اجازت کیوں مانگنے لگے، [2] جہاد میں شریک نہ ہونے کی، [3] حیران ہیں کہ کیا کریں کبھی دل کہتا ہے بھائی چلے چلو شاید پیغمبر سچ کہتے ہوں اور قیامت میں ہم پکڑے جائیں کبھی دل میں آتا ہے اجی یہ سب ڈھکوسلے ہیں چند روز بس دنیا ہی میں جینا ہے جہاں تک ہو سکے بس چین اور آرام سے گذار لو مرے بعد کچھ ہونا ہوانا نہیں، [4] یعنی ان کے دل میں پہلے سے جہاد کا قصد ہوتا لیکن بعد سچ مچ کوئی عذر پیش آگیا ہوتا [5] آخر یہ لوگ مقدور والے ہیں کچھ تو الخ [6] اصل بات یہ ہوئی کہ وہ تو شاید نکلتے بھی، [7] کیونکہ ان کا مسلمانوں کے ساتھ جانا زیادہ خوفناک تھا معلوم نہیں راہ میں کیا کیا فساد کرتے جیسے آگے آتا ہے، [8] یعنی جیسے کسی نے ان سے کہہ دیا یا ایک نے دوسرے سے کہہ دیا یا قلم تقدیر نے ایسا لکھ دیا، [9] معذور ناتواں عورتیں بچے، [10] یعنی کچھ فائدہ نہ ہوتا البتہ خرابی بڑھ جاتی یعنی انکے شریک ہونے سے کوئی بات تم میں نہ بڑھتی مگر یہ ہوتا کہ تم میں خرابی جو تھی وہ پیدا ہو جاتی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم میں پہلے سے بھی خرابی تھی۔ ان کے شریک ہونے سے اور زیادہ ہو جاتی ہے، [11] یا فساد کی نیت سے ڈرتے پھرتے چغلخوری کرتے ایک کو ایک سے لڑاتے یا جھوٹی باتیں بنا کر تمہاری ہمت پست کر دینے کہتے بھائی دشمن بہت زور آور ہے اس سے تم کہاں لڑ سکتے ہو، [12] سیدھے سادھے ان کا کہا یقین کر لیتے، [13] جب تو مکہ سے مدینہ میں آیا تھا، [14] تیری تائید اور مدد کا، [15] اس کا حکم رہا یا اس کا دین غالب ہوا، [16] دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فتح اور اسلام کی ترقی کو ناپسند کرتے رہے، [17] گھر میں رہنے کی [18] جہاد میں شریک نہ ہونے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے گناہ میں، [19] کہیں نکلنے یا بھاگ جانے کا موقع ان کو نہ ملے گا یہ آیت اس وقت اتری جب آنحضرت نے جد بن قیس منافق سے فرمایا روم کے کافروں سے لڑنا کیسا ہے وہ بولا میری بہت سی جورئیں ہیں (باقی اگلے صفحہ پر)

وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰىنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖۤ اَوْ بِاَيْدِيْنَا فَتَرَبَّصُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾

(التوبۃ پ ۱۰ ع ۱۵ (۶ ر ۷))

اور اگر تجھ کو کوئی مصیبت پیش آئے [1] تو کہنے لگتے ہیں، ہم نے تو اپنا [2] سیتا کر لیا تھا [3] اور خوشیاں مناتے (اپنے گھروں کو) لوٹ جاتے ہیں (اے پیغمبر) کہہ دے ہم کو کوئی مصیبت پیش نہیں آ سکتی مگر جو اللہ نے ہماری قسمت میں لکھ دی ہے وہی ہمارا مالک [4] ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیئے [5] (اے پیغمبر) کہہ دے تم ہمارے لیے دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی کے سوا اور کسی بات کا انتظار نہیں کر سکتے [6] اور ہم تو تمہارے لیے [8] منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے تم پر کوئی عذاب [9] بھیجے یا ہمارے ہاتھوں سے (تم کو عذاب کرے قتل ہو قید ہو) تو انتظار کرتے رہو، ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔

۳۹۔ وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾ (التوبۃ پ ۱۰ ع ۷)

اور (یہ منافق) اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ بیشک وہ تم ہی میں کے ہیں [10] حالانکہ وہ تم میں کے نہیں (مسلمان نہیں ہیں) بلکہ وہ ڈرپوک لوگ ہیں [11] اور اگر کہیں بچاؤ کی جگہ [12] یا غار یا سرنگ پا لیں تو [13] رسی تڑا کر ادھر دوڑ پڑیں [14]

۴۰۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾ (التوبۃ پ ۱۰ ع ۱۰)

(اے پیغمبر) کافروں سے اور منافقوں سے جہاد کر [15] اور ان پر سختی کر اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے، اور بری جگہ پانے والے ہیں۔

۴۱۔ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ

جو لوگ (منافق) پیچھے چھوڑ دیئے گئے [16] وہ اللہ کے رسول کر چھوڑ

(بقیہ سابقہ) اور میں جب رومی عورتوں کو دیکھتا ہوں تو آپنے سے باہر ہو جاتا ہوں تو مجھ کو آپ معاف فرمائیے اور روم سے کہ گناہ میں نہ پھنسائیے مردود نے اپنے تئیں بڑا متقی اور پرہیزگار بنایا اور دل میں کفر و نفاق بھرا ہوا تھا اللہ تعالیٰ کا ذرا بھی ڈر نہ تھا لیکن ظاہر میں عورتوں کا حیلہ کیا۔ (حواشی صفحہ ہذا)

[1] مثلاً فتح ہو لوٹ کا مال ملے، [2] جیسے جنگ میں پیش آئی تھی، [3] پہلے ہی سے یہ سمجھ کر، [4] جیسے عبداللہ بن ابی منافق جنگ احد کے بعد ایسا ہی کہنے لگا کہ ہم اسی وجہ سے لوٹ کر چلے آئے تھے اور اپنا بچاؤ کر لیا تھا ہم کو معلوم ہو گیا تھا کہ مسلمان مغلوب ہوں گے اور مارے جائیں گے، [5] جہاں یہ باتیں ہوتی ہیں کسی مجلس میں یا پیغمبر کے پاس وہاں سے، [6] یا کام بنانے والا یا حمایتی یا مددگار، [7] نہ دنیا کے ساز و سامان یا دنیا کے کسی شخص پر، [8] یا تو ہم کو فتح ہوگی وہ بھی بھلی ہے یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوں گے وہ بھی ایک نعمت ہے، [9] دو برائیوں میں سے ایک کے منتظر ہیں الخ [10] جیسے طاعون یا قحط یا اور کوئی بلا، [11] یعنے سچے مسلمان ہیں، [12] ڈرتے ہیں کہ اگر اپنے آپ کو مسلمان نہ کہیں گے تو کافروں کی طرح مسلمانوں کے ہاتھ سے سزا پائیں گے، [13] قلعہ یا پہاڑ کی چوٹی، [14] منہ زور گھوڑے کی طرح، [15] کافروں سے تو تلوار سے اور منافقوں کی نصیحت اور لعنت ملامت سے، [16] یعنے جنگ تبوک میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ گئے بلکہ اجازت لے کر اپنے گھروں میں رہ گئے۔

رَسُولِ اللّٰهِ وَكَرِهُوٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۗ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۗ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨١﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ۗ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخَالِفِيْنَ ﴿٨٣﴾ (التوبۃ، پ۱۰، ع ۱۱)

کہ بیٹھ رہنے سے بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرنا برا سمجھا اور[1] کہنے لگے ایسی سخت گرمی میں (گھر سے) مت نکلو[2] کہہ دے دوزخ کی آگ کی گرمی اس سے کہیں زیادہ سخت ہے، کاش ان لوگوں کو اتنی سوجھ ہوتی[3] خیر (دنیا میں) تھوڑا سا ہنس لیں (آخرت میں) ان کاموں کے بدل جو دنیا میں کرتے رہے بہت روئیں گے[4] تو اگر خدا تم کو[5] لوٹا کر ان (منافقوں) کے ایک گروہ کی طرف لے جائے[6] پھر وہ[7] تجھ سے نکلنے کی اجازت چاہیں (توان سے) کہہ دے تم میرے ساتھ کبھی ہرگز نہ نکلنا اور ہرگز میرے ساتھ ہو کر کسی دشمن سے نہ لڑنا تم تو پہلی بار[8] بیٹھ رہنا پسند کر چکے تو اب بھی (پچھڑیوں کے ساتھ (گھروں میں) بیٹھے رہو[9]

۴۲. وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿٨٦﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨٧﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٨٨﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ

اور (اے پیغمبر) جب کوئی (قرآن کی) سورت اترتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو (توان میں[10] جو مقدور والے ہیں[11] تجھ سے[12] اجازت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں ہم کو یہیں چھوڑ دے ہم بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ ہیں. ان کو یہی پسند آیا کہ گھر بیٹھنے والیوں (عورتوں) کے ساتھ (بیٹھے) رہیں اور ان کے دلوں پر مہر ہو گئی[13] تو وہ کچھ نہیں سمجھتے[14] لیکن پیغمبر اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان والے ہیں انہوں نے (تو) اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کیا یہی لوگ ہیں جن کو بھلائیاں ملیں گی[15] اور وہی مراد پہنچیں گے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے تلے

[1] دوسرے لوگوں کو بھی بہکانے کی نیت سے، [2] سفر نہ کرو اے پیغمبرؐ ان منافقوں سے الخ [3] تو ایسا کبھی نہ کرتے، [4] دنیا میں اگر ساری عمر بھی آدمی ہنستا رہے تو آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں وہاں ہمیشہ کا رونا اور دانت پیسنا ہوگا، [5] صحت اور سلامتی کے ساتھ اس جہاد سے، [6] جو جنگ تبوک میں نہیں نکلے تھے اور مدینہ میں رہ گئے تھے، [7] کسی دوسرے جہاد کے لیے، [8] جنگ تبوک میں، [9] یعنی ان لوگوں کے ساتھ جو بے عذر گھروں میں رہ گئے یا معذوروں کے ساتھ جیسے عورتیں بچے لولے لنگڑے اندھے ہیں یا ان لوگوں کے ساتھ جو پیغمبرؐ کے مخالف ہیں، [10] منافقوں میں، [11] ہٹے کٹے خاصے تندرست مالدار، [12] گھر میں رہ جانے کی، [13] قرآن اور حدیث کا اثر ان پر نہیں ہوتا ان کے دلوں میں نہیں سماتا، [14] کہ جہاد میں کیا فائدہ ہے، [15] دنیا میں عزت اور فتح اور لوٹ اور آخرت میں جنت اور وہاں کی نعمتیں بعضوں نے کہا بھلائیوں سے مراد حوریں ہیں ابن عباسؓ نے کہا اس کا معنی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، ع یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مخالفت کے لیے بیٹھ رہنے سے خوش ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بیٹھ رہنے سے خوش ہوئے،

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٨٩﴾ وَجَاۗءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٠﴾ لَيْسَ عَلَي الضُّعَفَاۗءِ وَلَا عَلَي الْمَرْضٰى وَلَا عَلَي الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ مَا عَلَي الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩١﴾ وَّلَا عَلَي الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿٩٢﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَي الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَاۗءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٣﴾ يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ

نہریں پڑی بہ رہی ہیں، وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے[1] اور گاؤں والے یعنی (بنی غفار) عذر کرتے آئے کہ ان کو[2] اجازت مل جائے اور جن لوگوں نے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا[3] وہ بیٹھ رہے[4] ان میں جو کافر ہیں[5] ان کو دکھ کی مار پڑے گی[6] جو لوگ کمزور ہیں[7] ان پر کوئی[8] اور نہ بیماروں پر اور نہ ان پر جن کو خرچ نہیں ملتا[9] عیب جب وہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے خیر خواہ ہوں[10] (ایسے) نیک لوگوں پر کوئی الزام نہیں اور اللہ تعالےٰ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ ان لوگوں پر کچھ گناہ ہے جو تیرے پاس اس لیے آتے ہیں کہ تو ان کو سواری دے[11] جب تو کہتا ہے کہ میرے پاس تو سواری نہیں جس پر میں تم کو چڑھا دوں تو خرچ نہ ملنے کے غم میں آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں[12] الزام تو انہی لوگوں پر ہے جو مالدار ہو کر تجھ سے[13] اجازت چاہتے ہیں[14] ان لوگوں نے (گھر) بیٹھنے والیوں (عورتوں) کے ساتھ رہنا پسند کیا اور اللہ تعالےٰ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی اور وہ کچھ نہیں جانتے[15] (مسلمانو) جب تم (جہاد سے) لوٹ کر ان (منافقوں) کے پاس آؤ گے تو یہ تم سے بہانے بنائیں گے (اے پیغمبر) کہہ دے بہانے مت بناؤ ہم تمہاری بات کبھی نہیں ماننے کے ہم کو تمہارے احوال اللہ بتا چکا ہے

[1] دنیا کی زندگی اور راحت اس کے مقابلہ میں کچھ نہیں، [2] گھروں میں رہنے کی، [3] اسلام کا جھوٹا دعوےٰ کیا، [4] عذر کرنے کو بھی نہ آئے، [5] اور صرف زبان سے اسلام کا دعوےٰ کرتے ہو، [6] دنیا میں قید اور قتل ہوں گے اور آخرت میں دوزخ کا عذاب ہوگا، [7] معذور ہیں جیسے لنگڑے لولے اپاہج اندھے بوڑھے یا عورتیں یا بچے، [8] اگر وہ جہاد میں نہ جائیں، [9] جس سے جہاد کا سامان کریں ہتھیار سواری وغیرہ، [10] یعنی دل سے اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کی محبت رکھتے ہوں اور مسلمانوں سے الفت، [11] تاکہ وہ جہاد میں جائیں، [12] لفظی ترجمہ یوں ہے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہتی ہیں یعنی بہت روتے ہیں گویا معلوم ہوتا ہے کہ آنسوؤں کے دریا میں ان کی آنکھیں بہ رہی ہیں حدیث میں ہے کہ جن کو عذر رہے اور وہ جہاد میں شریک نہ ہو سکیں تو گویا مجاہدین کے ساتھ ہیں یعنی ان کو جہاد کا ثواب ملے گا کہتے ہیں یہ لوگ سات انصاری آدمی تھے جو آنحضرت صلعم سے جوتیاں مانگنے آئے تھے اور سواری سے مراد جوتیاں پہنا دینا ہے سیرت نبوی میں ہے کہ ان میں دو کو حضرت عباسؓ نے اور تین کو حضرت عثمانؓ نے اور دو کو یا تین کو ابن عمرؓ نے سوار کرا دیا، [13] جہاد میں نہ جانے کی، [14] اور ان کو سواری اور راہ خرچ سب میسر ہے، [15] گویا دیوانے بن گئے ہیں جہاد کی فضیلت اور اس کے ثواب اور اس کے فایدوں کو بالکل بھول گئے ہیں مجاہدؒ نے کہا یہ آیت منافقوں کے باب میں ہے گیارھویں رکوع میں بھی یہی مضمون تھا کچھ لفظوں میں فرق ہے فقط،

وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٥﴾ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِن تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٩٦﴾ (التوبۃ پ ع ۱۲،۱۱)

اور آگے عمل کرا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (دونوں) تمہارے کام دیکھیں گے پھر آخر تم اس (خدا تعالیٰ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو چھپا اور کھلا جانتا ہے وہ تم کو جتلائے گا جو تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے[۱] (مسلمانو) اب کوئی دن میں جب تم ان کے پاس لوٹ جاؤ گے تو تم سے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو[۲] اچھا تو تم ان سے الگ ہی رہو کیونکہ وہ گندے ناپاک ہیں اور جو وہ (دنیا میں) کرتے تھے اس کے بدل ان کا ٹھکانا دوزخ ہے قسمیں اس لیے کھائیں گے کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اللہ تو (ان شریر بدکار) لوگوں سے راضی نہیں ہو سکتا[۳]

۴۳۔ وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠٥﴾ وَآخَرُونَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللَّهِ إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَإِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٠٦﴾ (التوبۃ پ ع ۱۳)

اور کہہ دے تم (اچھے یا برے) عمل کرتے رہو آگے چل کر اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور مسلمان تمہارے عمل دیکھیں[۵] گے اور تم خود قریب میں اس خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو چھپا اور کھلا سب جانتا ہے وہ تم کو جو تم کرتے تھے بتلا دے گا[۶]۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں جن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر ڈھیل میں ہے اللہ ان کو عذاب کرے یا معاف کرے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے حکمت والا[۷]۔

۴۴۔ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ

بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جان اور مال کو مول لے لیا ہے، اس کے بدل ان کو بہشت ملے گی اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں[۸] لڑتے ہیں پھر کافروں کو مارتے ہیں اور[۹] مارے جاتے ہیں[۱۰] اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پکا ہے، اس نے ذمہ لے لیا ہے توریت اور انجیل

[۱] کہتے ہیں یہ بہانہ کرنے والے منافق اسی پر کئی آدمی تھے، [۲] ان کے جہاد میں شریک نہ ہونے پر خفا نہ ہو، [۳] ابن عباسؓ نے کہا جب ہم مدینہ میں لوٹ کر آئے تو ہم کو حکم ہوا کہ ان اسّی منافقوں کے پاس نہ بیٹھیں نہ ان سے بات کریں، [۴] اے پیغمبر ان لوگوں سے، [۵] یعنی آخرت میں تمہارے سب اعمال کھل جائیں گے اور تمام مسلمانوں تک کو معلوم ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ تو اب بھی دیکھ رہا ہے مگر یہ وہ دیکھنا مراد ہے جو بدلہ دینے کے لیے ہوگا، بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں تمہارا بھانڈا پھوڑ دے گا اور تمہارے بُرے کام سب پر کھل جائیں گے آدمی کیا ہی چھپ کر گناہ کرے مگر ایک نہ ایک دن وہ کھل جاتا ہے حدیث میں ہے اگر تم میں سے کوئی ایک پتھر کے اندر جس میں کوئی سوراخ نہ ہو کوئی کام کرے تو بھی اللہ تعالیٰ اس کا کام ایک نہ ایک دن لوگوں کو معلوم کرا دے گا یہ مضمون انجیل مقدس میں بھی ہے کہ کوئی چھپا ہوا ایسا ہی جو کھولا نہ جائے، [۶] نیک کو نیکی کا بُرے کو برائی کا بدلہ دے گا، [۷] جو لوگ جنگ تبوک میں شریک نہیں ہوئے وہ تین طرح کے تھے ایک تو منافق دوسرے ابولبابہ اور ان کے ساتھی جنہوں نے آنحضرتؐ کے لوٹتے ہی معذرت کی اور مسجد کے ستون سے اپنے تئیں باندھ دیا ان کا قصور جلدی معاف ہو گیا تیسرے کعب بن مالکؓ اور ان کے ساتھی ان کا کوئی عذر معقول نہ تھا اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو ڈھیل میں ڈالے رکھا چھ سات ہفتے تک وہ لوگ اس حال میں پڑے رہے کہ نہ کوئی ان سے بات کرتا نہ ان سے ملاقات کرتا آخر تنگ ہو گئے اس وقت ان کا بھی قصور معاف ہوا، [۸] جان اور مال کی پرواہ نہ کرکے، [۹] ان کے ہاتھ سے، [۱۰] شہید ہوتے ہیں۔

وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (۱۱۱)

(التوبۃ پ ۱۴ ع ۱۴)

اور قرآن میں[۱]۔ اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون اپنے قول کا پورا کرنیوالا ہے۔ تو (مسلمانو!) یہ جو سودا تم نے کیا ہے اس کی خوشی مناؤ۔ اور یہی تو بہت بڑی کامیابی ہے[۲]۔

۴۵۔ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (۱۲۰) وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۲۱) وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا

مدینہ والوں کو اور ہجو ان کے گرداگرد گاؤں والے رہتے ہیں[۳] یہ مناسب نہ تھا کہ اللہ کے پیغمبر کو چھوڑ کر پیچھے رہ جائیں اور اس کی جان کی فکر نہ کرکے اپنی جان بچانے کی فکر میں پڑ جائیں اس لیے کہ ان لوگوں کو خدا[۴] کی راہ میں پیاس جو تکلیف ہو، بھوک ہو اس مقام پر چلیں جس سے کافر خفا ہوں[۵] دشمن کو کچھ بھی نقصان پہنچائیں،[۶] ہر ہر کے بدل[۷] ان کا نیک عمل (خدا کے پاس) لکھ لیا جاتا ہے[۸] بے شک اللہ تعالیٰ نیکوں کی محنت برباد نہیں کرتا اور (اسی طرح) جو کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں تھوڑا ہو یا بہت جو میدان چلیں[۹] ان کے لیے لکھا جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کا بہت اچھا بدلہ ان کو دے[۱۰] اور یہ بھی مناسب نہیں کہ ہر لڑائی میں سب کے سب مسلمان نکل

[۱] یہ تین پکی اور معتبر دستاویں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تحریر فرما دی ہیں تینوں میں اس وعدے کی مضبوطی کی گئی ہے حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت اتری تو ایک انصاری نے کہا کیا فائدے کی خرید و فروخت ہے، اور ہم نہ اس کو توڑیں گے نہ توڑنا چاہیں گے، [۲] جامع البیان میں ہے کہ عبداللہ بن رواحہ اور ان کے ساتھیوں نے عقبہ کی رات کو آنحضرت صلعم سے عرض کیا آپ جو چاہے اپنے مالک کے لیے اور اپنے لئے شرط کر لیجئے آپ نے فرمایا میرے مالک کے لیے تو یہ شرط ہے کہ تم اس پر ایمان لاؤ اس کا کسی کو نہ بناؤ اور میرے لیے یہ شرط ہے کہ جن چیزوں سے تم اپنی جانوں اور مالوں کو بچاتے ہو ان سے مجھ کو بھی بچاؤ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر ہم کو کیا ملے گا آپ نے فرمایا تم کو بہشت ملے گی انہوں نے عرض کیا یہ سودا تو بڑے فائدے کا ہے ہم کبھی اس کو نہ توڑیں گے نہ توڑنا چاہیں گے اس وقت یہ آیت اتری، [۳] جیسے مزینہ اور جہینہ اور اشجع اور اسلم اور غفار، [۴] یعنی جہاد کرنے والوں کو، [۵] یعنی ان کے ملک اور زمین اور مکانوں اور کھیتوں میں، [۶] ان کو قتل کریں یا قید کریں یا لوٹ لیں، [۷] ان پانچوں کاموں میں، [۸] یعنی ایک مقبول نیکی ان کے لیے لکھی جاتی ہے جس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے پاس ضرور ملے گا فتح البیان میں ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے کام میں مصروف ہو اس کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا سب عبادت میں داخل ہے یہاں ہم نے اردو کا محاورہ درست کرنے کے لیے عبارت میں عربی کی مطابقت نہیں کی لفظی ترجمہ یوں ہے اس لیے کہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہ کوئی پیاس ایسی ہو گی اور نہ کوئی تکلیف اور نہ کوئی بھوک اور نہ وہ ایسی سرزمین پر چلیں گے جس سے کافر غصے ہوتے ہیں اور نہ دشمن سے کچھ حاصل کریں گے مگر ان کے لیے ایک نیک عمل اس کے بدل میں لکھا جائے گا، [۹] جس سرزمین کو طے کریں، [۱۰] یا ان کے بہت اچھے کام (یعنی جہاد) کا بدلہ ان کو دے،

كَافَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَاۗىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿١٢٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٢٣﴾

(التوبہ پ۱۱ ع۱۵،۱۶)

کھڑے ہوں[۱] ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہر فرقے میں سے کچھ لوگ نکلیں[۲] تاکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں[۳] اور جب ان کی قوم کے لوگ (جہاد سے لوٹ کر آویں، تو ان کو سنا دیں اس لیے کہ وہ[۴] بچے رہیں[۵]۔ مسلمانو! (تم پہلے) آس پاس کے کافروں سے لڑو[۶] اور ایسا کرو کہ کافر لوگوں کو تمہاری سختی (بہادری) معلوم ہو۔ اور یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی (مدد) پرہیزگاروں کے ساتھ ہے[۸]

۴۶۔ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَـنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤١﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٤٢﴾

(النحل پ۱۴ ع۶)

اور جن لوگوں نے (کافروں کا) ظلم اٹھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا ملک چھوڑا[۹] ان کو ہم دنیا میں اچھا ٹھکانا دیں گے[۱۰] اور (ان) آخرت میں جو بدلہ ملنے والا ہے وہ تو کہیں بڑھ کر ہے کاش یہ کافر اس بات کو جانتے ہوتے (یہ اپنا ملک چھوڑنے والے) وہ لوگ ہیں جنہوں[۱۱] نے صبر کیا اور (اپنے مالک پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

۴۷۔ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

اور اگر اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کی نافرمانیوں پر (جھٹ) پکڑ لیا کرے تو ساری زمین پر ایک جاندار باقی نہ چھوڑے[۱۲] مگر وہ ان کو ایک ٹھہرے ہوئے وعدے پر مہلت دیتا ہے[۱۳] جب ان کا وعدہ

[۱] ہوا یہ کہ جب ان کی آیتیں اتریں اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو جہاد سے بیٹھ رہے بہت لعنت ملامت کی تو اس کے بعد آنحضرت صلعم نے جو فوج بھیجنا چاہی تو سب کے سب مسلمان جانے لگے آنحضرت اکیلے رہ جاتے تھے اور مدینہ بھی خالی ہوا جاتا تھا اس وقت یہ آیت اتری، [۲] جو لوگ نہیں نکلے اور مدینہ میں آنحضرتؐ کی صحبت میں رہ گئے، [۳] قرآن اور حدیث یاد کریں، [۴] سکھلا دیں جو نئی باتیں اس مدت میں انہوں نے سیکھی تھیں، [۵] ان کاموں سے جو ان کے بعد منع ہوئے بچے رہیں، [۶] جن لوگوں نے کہا کہ یہ آیت جہاد سے متعلق نہیں ہے بلکہ علم حاصل کرنے سے انہوں نے یوں ترجمہ کیا ہے تمام مسلمانوں کو علم حاصل کرنے کے لیے نکلنا ضرور نہیں ہر فرقے میں سے تھوڑے تھوڑے لوگ کیوں نہیں نکلتے کہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور جب اپنی قوم کے پاس لوٹ کر جائیں تو ان کو بھی جتلا دیں تاکہ وہ بھی بری باتوں سے بچے رہیں، [۷] جب ان سے فراغت ہو جو دے تو آگے بڑھو ایسا نہ کرو کہ پاس کے کافروں کو چھوڑ کر دور والوں پر چڑھ جاؤ، [۸] آنحضرتؐ نے ایسا ہی کیا پہلے اپنی خاص قوم قریش کے کافروں سے لڑے پھر عرب کی دوسری قوموں سے پھر بنی قریظہ اور نضیر اور خیبر اور فدک کے اہل کتاب سے جو مدینہ کے گرداگرد تھے جب ان سے بھی فارغ ہوئے تو ملک شام کا قصد کیا اور صحابہؓ کے زمانہ میں شام کا ملک فتح ہو گیا پھر ایران پر حملہ کیا گیا، [۹] مراد وہ مسلمان ہیں جو مکہ کے کافروں سے تنگ ہو کر حبش میں چلے گئے تھے جیسے حضرت عثمانؓ اور جعفر بن ابی طالبؓ وغیرہ، [۱۰] ایسا ہی ہوا مہاجرین یا غریب آوارہ وطن تھے یا اللہ تعالیٰ نے ان کو حکومت اور دولت عنایت فرمائی، [۱۱] کافروں کے ستانے پر یا ہجرت پر یا جہاد پر، [۱۲] گناہگار اپنے گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہوں اور دوسرے بے گناہ یہاں تک کہ جانور بھی ان کی نحوست سے، حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب اترتا ہے تو اس میں سب پھنس جاتے ہیں اپنی اپنی نیت کے موافق ان کا حشر ہو گا، [۱۳] جب تک ان کی عمر لکھی ہوئی ہے،

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٦١﴾ (النحل پ۱۴ ع ۸)

آن پہنچتا ہے تو ایک گھڑی آگے یا پیچھے نہیں ہو سکتی، پھر جن لوگوں نے

۴۸- ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جَاهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٩﴾ (النحل پ۱۴ ع ۱۴)

پھر جن لوگوں نے آفت میں پڑنے کے بعد (مشرکوں کی ایذائیں اٹھانے کے بعد ہجرت کی پھر[۱] جہاد کیا اور تکلیفوں پر صبر کیا تو تیرا مالک ان (امتحانوں) کے بعد ضرور بخشنے والا، رحمت کرنے والا ہے[۲]

۴۹- وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿٣٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ ﴿٣٥﴾ (الانبیاء پ۱۷ ع ۳)

اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کے لیے (دنیا میں) ہمیشہ جینا نہیں رکھا، بھلا ان سے پوچھنا چاہیے) اگر تو مر جائے تو کیا یہ ہمیشہ (زندہ) رہیں گے[۷] ہر ایک (مخلوق) جاندار موت (کا مزہ) چکھے گا۔

۵۰- اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ﴿٣٩﴾ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ ﴿٤٠﴾ (الحج پ۱۷ ع ۶)

اب جن (مسلمانوں) سے کافر لڑتے ہیں[۳] ان کو بھی (لڑنے کی) اجازت ہے کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے[۴] اور بیشک اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے[۵] جو اپنے ملک سے (مکہ سے) یہ کہنے کہ ہمارا مالک اللہ ہے اور کوئی بات نہیں (نہ کسی کا خون کیا نہ ڈاکہ مارا) ناحق نکالے گئے۔

۵۱- وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٥٨﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿٥٩﴾ (الحج پ۱۷ ع ۸)

اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی (وطن چھوڑا) پھر وہ (اسی ہجرت کے زمانہ میں) مارے گئے (یا اپنی موت سے) مر گئے (بہر حال میں) اللہ تعالیٰ ان کو اچھی روزی دے گا[۶] اور بے شک خدا تعالیٰ ہی سب (روزی دینے والوں میں بہتر روزی دینے والا ہے[۷] وہ ضرور ان کو ایسی جگہ لے جائے گا، جس کو وہ پسند کریں گے[۸] اور بیشک اللہ تعالیٰ (سب) جاننے والا

۵۲- وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۭ ﴿٥٣﴾ (النور پ۱۸ ع ۷)

اور اے پیغمبر! ان منافقوں نے اللہ تعالیٰ کی پکی قسمیں کھائیں کہ اگر ان کو حکم کرے تو وہ جہاد کے لیے ضرور نکلیں گے۔

---

[۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے جیسے بلالؓ اور عمارؓ اور خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہم [۲] بعضوں نے کہا عبداللہ بن ابی سرح بھی ان لوگوں میں داخل ہے وہ بھی مسلمان ہو گیا اور مسلمانوں کے ساتھ ہو کر جہاد کیا۔ [۳] یا جو مسلمان لڑنا چاہتے ہیں یا لڑنے کے قابل ہیں۔ [۴] یہ پہلی آیت ہے جو جہاد کی اجازت میں اتری۔ [۵] گو بالفعل یہ لوگ مظلوم ہیں یا اللہ تعالیٰ بے لڑے بھی ان کی مدد کر سکتا ہے، مگر جو حکم اللہ نے دیا اسی میں کچھ مصلحت ہے۔ [۶] بہشت کے میوے اور اس کا پانی۔ [۷] کیونکہ وہ محض اپنے فضل و کرم سے روزی دیتا ہے اس کو کوئی تمہاری حاجت نہیں اس آیت سے مراد مہاجرین ہیں جنہوں نے مکہ سے ہجرت کی اور مدینہ میں آنحضرتؐ کے پاس آ گئے یہی وجہ ہے کہ ان میں سے جو کوئی اپنی موت سے مر جائے اس کو بھی شہید کا اجر ملے گا بعضوں نے کہا مراد وہ لوگ ہیں جو اپنا گھر بار چھوڑ کر اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلیں [۸] اور اس کو دیکھ کر خوش ہو جائیں گے کیونکہ سب خواہشیں وہاں موجود پائیں گے [۹] دنیا میں سب آدمی مرنے والے ہیں تیری موت کا جو یہ انتظار کرتے ہیں یہ ان کا گدھا پن ہے کیا وہ قیامت کے بوریے سمیٹیں گے حدیث میں ہے جب آنحضرتؐ کی موت ہوئی تو ابوبکر صدیق آئے اور آپ کو چوما اور کہنے لگے ہائے میرے نبی ہائے میرے جانی دوست ہائے اللہ تعالیٰ کے دوست اس کے بعد یہ آیت پڑھی بعضوں نے اس آیت سے یہ دلیل ملی ہے کہ گذر گئے امام بخاری کا یہی قول

۵۳۔ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (۵) وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (۶) (العنکبوت پ ۲۱ ع ۱)

جس کو اللہ تعالیٰ سے ملنے کی امید ہے اس کو چاہیے کہ تیاری کرے (کیونکہ اللہ نے) جو وقت (عذاب ثواب کا) مقرر کیا ہے۔ وہ ضرور آنیوالا ہے اور اللہ تع سب کچھ سنتا جانتا ہے اور جو کوئی (نیک کاموں میں) محنت اٹھاتا ہے وہ اپنے لیے اٹھاتا ہے کیونکہ اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے

۵۴۔ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا (۱۰)

(الاحزاب، پ ۲۱ ع ۲)

جب یہ کافر تمہارے اوپر کے طرف اور تمہارے نیچے کی طرف سے آن پہنچے اور جب آنکھیں (ڈر کے مارے) پتھرا گئیں اور کلیجے حلق تک آ گئے اور اللہ تعالیٰ سے تم طرح طرح کے گمان کرنے لگے ۲ے

۵۵۔ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا (۱۶) (الاحزاب پ ۲۱ ع ۲)

کہہ دے! اگر تم مرنے یا مارے جانے سے بھاگو تو یہ بھاگنا کچھ تم کو فائدہ نہ دے گا اور (بالفرض بچ گئے تو کچھ نہیں، تھوڑا سا (دنیا کا) مزہ اور اڑا لوگے ۳ے

۵۶۔ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا (۲۲) مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ

اور جب سچے مسلمانوں نے (کافروں کی) فوجوں کو دیکھا تو گھبرائے تو نہیں (بلکہ) کہنے لگے یہ تو وہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول سچا ہے، اور (اس واقعہ نے) ان کی ایمانداری اور تابعداری کو بڑھا دیا ان ہی مسلمانوں میں کچھ مرد تو ایسے ہیں جنہوں نے اللہ تع سے جو اقرار کیا تھا اس میں سچے

لہ اس کو نہ کسی کی عبادت سے کچھ فایدہ ہے نہ کسی کے گناہ سے کوئی نقصان ہے بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے جو کوئی جہاد کرتا ہے اپنے فایدے کے لیے جہاد کرتا ہے، ۲ے بعض کچے مسلمانوں کے دل میں بھی یہ خیال آگیا کہ اب مسلمان بچ نہیں سکتے اور دین اسلام مٹ جائے گا بعضوں نے کہا یہ خطاب منافقوں کی طرف ہے وہ کہنے لگے اب محمدؐ اور ان کے اصحاب کی خیر نہیں، ۳ے پھر آخر وہی مرنا ہے چاہیے کہ بھاگ کر موت کے پنجہ سے چھوٹ جاؤ یہ خیال محال ہے اگر بالفرض بچ گئے تو چند روز بیٹھے منہ بُرے حال اور جی لو دنیا کا مزہ تھوڑا سا اور اڑا لو مگر ایسی زندگی پر لعنت ہے جو بدنامی اور ذلت کے ساتھ ہو عرب میں مثل مشہور ہے موت العز یز من حیوۃ الذل یعنی عزت کے ساتھ مرنا ذلت کے ساتھ مرنے سے بہت بہتر ہے، ۴ے کہ اللہ تع تم کو آزمائے گا پھر تمہاری مدد کرے گا، ۵ے پہلے سے زیادہ زیادہ آنحضرت کا عاشق زار پروردگار کے اطاعت گذار بن گئے اس آیت سے اہلحدیث کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے، ۶ے وہ اقرار لیلۃ العقبہ میں ہوا تھا اس رات کو مسلمانوں نے آنحضرت صلعم سے یہ عہد کیا تھا کہ اخیر دم تک آپ کا ساتھ دیں گے ۷ے یا اپنی منت پوری کر چکے، ۸ے یعنی اللہ تع کی راہ میں شہید ہوئے جیسے حضرت حمزہؓ اور انس بن نضر جنگ احد میں انس بن مالک کہتے ہیں میرے چچا انس بن نضر جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے ان کو اس کا بڑا رنج ہوا اور کہنے لگے انشاء اللہ تع اب کوئی جنگ ہوئی تو اللہ تعو دیکھ لیگا میں کیا کرتا ہوں پھر احد کے دن سعد بن معاذ کو ملے سعد نے ان سے کہا کہاں جاتے ہو انہوں نے کہا احد پہاڑ کی طرف سے جہاں کافر جمع تھے مجھ کو جنت کی خوشبو آرہی ہے اور کافر جمع تھے مجھ کو جنت کی خوشبو آرہی ہے اور کافروں پر حملہ کیا یہانتک کہ شہید ہوئے انکے بدن پر اسی سے زیادہ نیزے اور تلوار اور برچھے کے زخم تھے اور یہ آیت انہیں کے باب میں اتری، عہ اسکو زنی رتی ہمارا ہر عمل معلوم ہے مطلب یہ ہے کہ جو کوئی مومن ہے اور آخرت پر یقین رکھتا ہے اسکو آخرت کا سامان تیار کرنا چاہیے وعدہ ٹل نہیں سکتا،

مَّن يَنتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾

(الاحزاب پ۲۱ ع۳)

اترے[۱] ان میں سے بعضے تو اپنا کام پورا کر چکے[۲] اور بعضے ابھی راہ دیکھ رہے ہیں اور ان لوگوں نے (اپنے اقرار کو) ذرا نہیں بدلا۔

۵۷۔ وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا ۚ وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ﴿٢٥﴾ وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُم مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ﴿٢٦﴾ وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَئُوهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿٢٧﴾

(الاحزاب پ۲۱ ع۳)

اور اللہ کی قدرت دیکھو) اللہ تعالیٰ نے (ادھر تو) کافروں کو غصے میں بھرے ہوئے (خالی) پھیر دیا، ان کو کچھ فائدہ نہ ملا[۱] اور (ادھر) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے لڑنے کی نوبت ہی نہیں آنے دی[۲] اور اللہ زوروالا زبردست ہے۔ اور اہل کتاب بنی قریظہ کے یہودیوں کو جنہوں نے (عہد شکنی کرکے) مشرکوں کی مدد کی تھی، ان کے قلعوں سے اتار لایا اور ان کے دلوں میں (تمہاری) دھاک بٹھادی۔ تم ان میں سے بعضوں کو قتل کرنے لگے اور بعضوں کو (عورتوں اور بچوں کو) قید[۳] اور اللہ تعالیٰ نے تم کو ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالکوں کا وارث کر دیا اور اس ملک[۴] کا جہاں تم نے (ابھی تک) قدم ہی نہیں رکھا[۵] اور اللہ تعالیٰ سب کچھ کرسکتا ہے۔

۵۸۔ وَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ذَٰلِكَ ۚ وَلَوْ يَشَاءُ

تو (مسلمانو!) جب تم (لڑائی) میں کافروں سے بھڑ جاؤ، ان کی گردنیں اڑاؤ[۵] جب خوب ان کو قتل کر چکو (ان کا زور بالکل ٹوٹ جائے) تو اب ان کی مشقیں کس کر (ان کو قید کر لو) اس کے بعد یا احسان رکھ کر مفت چھوڑ دو یا کچھ بدلہ لے کر۔ یہاں تک کہ (لڑائی موقوف ہو، دشمن ہتھیار رکھ دیں[۶]

[۱] مکہ ہاتھ نہ آیا اور گروہ سے خرچ ہوا، [۲] آندھی اور فرشتوں کو کافروں پر بھیج کر وہ بن لڑے ہی بھاگ گئے، [۳] بنی قریظہ کے یہودیوں نے اپنے سر پر خود آفت مول لی، ہوا یہ تھا کہ ان میں اور آنحضرتؐ میں عہد تھا کہ وہ آپ کے دشمنوں کی مدد نہ کریں گے لیکن انہوں نے جب دیکھا کہ ابوسفیان بہت سی فوجیں مسلمانوں پر چڑھا لایا تو یہ سمجھے کہ مسلمانوں کا کام تمام ہو چکا اور عہد توڑ کر ابوسفیان کے ساتھ ہو گئے مسلمانوں کو ان مردود یہودیوں سے جو بغلی گھونسے کی طرح مدینہ ہی میں رہتے تھے بہت تکلیف پہنچی لیکن صبر کے سوا کیا چارہ تھا جب ابوسفیان اور اس کے ساتھی سب بھاگ گئے تو بنی قریظہ ڈر کر اپنی گڑھیوں میں جا چھپے آنحضرت صلعم نے ان کا محاصرہ کیا آخر مجبور ہو کر سعد بن معاذ کے فیصلہ پر راضی ہوئے اور گڑھے سے اترے سعد نے یہ فیصلہ کیا کہ ان میں جو مرد ہیں وہ تو قتل کئے جائیں اور عورتیں اور بچے لونڈی اور غلام بنیں آنحضرتؐ نے فرمایا تو نے وہ فیصلہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے حکم دیا تھا کہتے ہیں اس جنگ کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا اب ہم مشرکوں پر حملہ کریں گے وہ ہم پر حملہ نہ کرسکیں گے پیشین گوئی پوری ہوئی جنگ احزاب کے بعد پھر عرب کے مشرک مسلمانوں پر کوئی حملہ نہ کر سکے، [۴] کہتے ہیں اس ملک سے خیبر مراد ہے جو ہجرت کے ساتویں سال فتح ہوا اس لڑائی سے دو باتیں برس بعد۔ بعضوں نے کہا مکہ مراد ہے، بعضوں نے کہا فارس اور روم کا ملک، [۵] بے تامل ان کو قتل کرو، [۶] جنگ ختم ہوا اور تم میں اور کافروں میں عہد ہو جائے یا وہ مسلمان ہو جائیں ابن عباسؓ نے کہا اللہ تعالیٰ نے پیغمبرؐ اور مسلمانوں کو اختیار دیا ہے کہ قیدیوں کو خواہ قتل کریں خواہ غلام لونڈی بنائیں خواہ مفت یا فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیں اور یہ اس وقت ہے جب کافروں کا زور ٹوٹ چکا ہو اور اگر زور نہ ٹوٹا ہو تو قیدیوں کو قتل کرنا چاہیے جیسے دوسری آیت میں ہے ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض اور آنحضرتؐ نے جب بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا تھا تو اللہ تعالیٰ کا عتاب ہوا تھا اور حضرت عمرؓ کی رائے پسند آئی تھی کہ ان قیدیوں کو قتل کر ڈالو یہ قصہ اوپر گذر چکا ہے، بعضوں نے کہا یہ آیت منسوخ ہے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۴﴾ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ﴿۵﴾ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ﴿۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴿۷﴾ (محمد پ ۲۶ ع ۱)

یہ (ہمارا حکم ہے) اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو (بغیر تمہارے لڑے) کافروں سے بدلہ لے لیتا مگر اس کو یہ منظور ہے کہ تم کو ایک دوسرے سے (لڑا کر) جانچے[1] اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد میں) مارے گئے ان کے (نیک) کام اللہ تعالیٰ ہرگز اکارت نہیں کرنے کا[2] بلکہ اس کو راہ پر لگا دے گا[3] اور ان کا کام بنا دے گا، اور ان کو اس باغ میں لیجائے گا جو ان کو بتا دے گا[4] مسلمانو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تمہاری مدد کرے گا اور (لڑائی میں) تمہارے پاؤں جما دے گا۔

۵۹۔ فَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاَوْلٰى لَهُمْ ﴿۲۰﴾ (محمد پ ۲۶ ع ۳)

پھر جب کوئی پکی سورت (جو منسوخ نہ ہو) اترتی ہے اور اس میں جہاد کا حکم ہوتا ہے تو (اے پیغمبرؐ!) جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے وہ تجھ کو ایسا تکنے لگتے ہیں جیسے کوئی بیہوشی میں مرتے وقت تکتا ہے[5] سخت افسوس ہے ان پر۔

۶۰۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿۱﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا

(اے پیغمبرؐ! یہ حدیبیہ کی صلح کیا ہے؟) ہم نے تجھ کو کھلم کھلا فتح دی[6] فتح اس لیے کہ (تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور) اللہ تعالیٰ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے[7] اور اپنا احسان تجھ پر پورا کرے[8] اور تجھ

(بقیہ صفحہ سابقہ) اس آیت سے فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم۔ مجاہد نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اس آیت کو منسوخ سمجھتے تھے اور عرب کے کافر اگر قید ہوں تو وہ اسلام لائیں یا قتل کئے جائیں اور دوسرے کافروں سے فدیہ بھی لینا درست ہے۔

[1] کون جہاد میں قائم رہتا ہے کون بھاگ جاتا ہے۔ تم کو شہادت اور جہاد کا ثواب دینا اور کافروں کو تمہارے ہاتھ سے عذاب کرنا منظور ہے۔ [2] ان کو ہر نیک کام کا پورا ثواب ملے گا قتادہؒ نے کہا یہ آیت احد کے دن اتری۔ [3] ہر جنتی اپنا ٹھکانا پہچان لے گا اور اپنے گھر میں جا بیٹھے گا۔ صحیح بخاری میں ہے قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے تم میں ہر ایک شخص اپنا مکان جنت میں دنیا کے مکان سے زیادہ پہچان لے گا۔ [4] تم پر کافروں کا کچھ رعب نہ پڑے گا نہ تم میدان سے بھاگو گے۔ [5] لڑائی کے نام سے ڈر گئے اور جیسے کوئی سکتے کے عالم میں نگاہ کرتا ہے اس طرح تجھ کو دیکھنے لگے۔

[6] بعضوں نے کہا کہ فتح مکہ مراد ہے بعضوں نے کہا خیبر کی فتح لیکن صحیح یہی ہے کہ صلح حدیبیہ مراد ہے اور حضرت عمرؓ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا یہ صلح فتح ہے آپ نے فرمایا فتح خدا کی یہ فتح ہے اس صلح میں گو بظاہر معلوم یہ ہوتا تھا کہ مسلمان دب کر رہے مگر در حقیقت اس میں مسلمانوں کی جیت تھی اس صلح کی بدولت بیعت الرضوان ہوئی اور اس صلح کے زمانہ میں مسلمانوں نے خیبر فتح کیا اور رومی ایرانیوں پر غالب ہوئے یہ بھی مسلمانوں کے لیے فال نیک تھی اور قصہ اس کا مشہور ہے۔ [7] بعضوں کے نزدیک پیغمبرؑ صغیرہ گناہوں سے معصوم نہیں ہوتا بعضوں نے کہا وہ کام مراد ہیں جو درحقیقت عوام کے حق میں گناہ نہیں ہیں مگر پیغمبروں کی شان بڑی ہونے سے ان کے حق میں گناہ ہیں۔ بعضوں نے کہا وہ امور مراد ہیں جو نبوت سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں آپ سے سرزد ہوئے۔ [8] تیرے دین کو ساری دنیا میں پھیلا دے یا تجھ کو بہشت عطا فرمائے یا نبوت اور مکہ اور یا مکہ اور طائف اور خیبر تینوں کو فتح کرا دے۔

مُّسْتَقِيمًا ۝۲ وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۝۳

(الفتح پ۲۶ ع ۱)

کو (دین کے) سیدھے رستے پر جمائے رکھے اور تیری پوری (زبردست) مدد کرے۔[1]

۶۱- إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝۱۰ سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ لَكُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝۱۱ بَلْ ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَنقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ

بے شک جو لوگ تجھ سے (اے پیغمبرؐ حدیبیہ میں) بیعت کرتے ہیں[2] وہ (گویا) خدا سے بیعت کر رہے ہیں (اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے[3] پھر جو کوئی اپنا اقرار توڑے وہ اقرار توڑ کر اپنا آپ نقصان کرے گا اور جو کوئی اس اقرار کو پورا کرے جو اس نے اللہ تعالیٰ سے باندھا، اس کو اللہ تعالیٰ (بہت) بڑا نیک (ثواب) دے گا۔[4] (اے پیغمبرؐ) اب وہ گاؤں والے جو اس سفر میں) پیچھے رہ گئے[5] یہ بہانہ کریں گے، ہم اپنے مال اور بال بچوں میں پھنس گئے۔ (تیرے ساتھ نہ جا سکے) تو ہمارا گناہ (اللہ تعالیٰ سے) بخشوا دے اپنی زبانوں سے وہ باتیں کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہیں[6]، کہہ دے (اس بہانے سے کیا فائدہ) بھلا اگر اللہ تم کو کوئی فایدہ پہنچانا چاہے یا کچھ نقصان دینا چاہے تو اس کے مقابلے میں تمہارے لیے کسی کا کچھ چل سکتا ہے[7] نہیں اللہ کو تمہارے (سب) کاموں کی خبر ہے بات یہ ہے کہ تم یہ سمجھے کہ اب پیغمبرؐ اور مسلمان

[1] جس کے بعد پھر تم کو کوئی ذلت نہ دے سکے، [2] مراد بیعت الرضوان حضرت عثمانؓ مسلمانوں کی طرف سے مکہ کے کافروں کو سمجھانے گئے ان کو دیر لگی لوگوں نے مشہور کر دیا کہ کافروں نے حضرت عثمانؓ کو مار ڈالا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کے تلے صحابہؓ سے بیعت لی کہ سب کے سب لڑ کر مر جائیں گے وہ درخت کیکر کا تھا کہتے ہیں حضرت عمرؓ کو اپنی خلافت میں خبر پہنچی کہ لوگ اس درخت کی زیارت کے لیے جایا کرتے ہیں آپ نے حکم دیا وہ کاٹ ڈالا گیا۔ [3] کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ سے اقرار کرنا گویا اللہ تعالیٰ سے اقرار کرنا ہے، [4] کہتے ہیں بیعت الرضوان میں آپ کے ساتھ چودہ یا پندرہ سو صحابہؓ تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بار صحابہؓ سے بیعت لی ہے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور کبھی ارکان اسلام پر جمے رہنے پر اور کبھی میدان جنگ پر جمے رہنے پر اور کبھی گناہ سے توبہ کرنے پر اور آپؐ نے عورتوں سے بھی بیعت لی ہے اور حضرت صوفیہ نے جس بیعت کا التزام کیا ہے اس کی اصل شرع شریف سے ثابت ہے یہ بھی توبہ کی بیعت ہے مگر یہ بیعت واجب نہیں ہے سید علامہؒ نے کہا ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت کرنا سنت ہے جو قرآن اور حدیث کا عالم باعمل اور متقی اور پرہیز گار اور دنیا سے متنفر اور آخرت کی طرف متوجہ ہو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہو اگلے علماء کی صحبت پائی ہوئی ہو باقی کرامات وغیرہ یہ باتیں کچھ شرط نہیں ہیں، [5] حدیبیہ میں تیرے ساتھ نہیں گئے یہ لوگ عفار اور مزینہ اور جہینۃ اور اسلم اور اشجع اور دئل کے قبیلوں میں سے تھے جو مدینہ کے گرد اگرد رہتے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرے کے لیے مکے کو چلے تو قریش کے کافروں سے ڈر کر اپنے گھروں میں رہ گئے، [6] دل میں کچھ اور ہی جانتے ہیں کہ جھوٹا بہانہ ہے اے پیغمبر صلعم کہہ دے الخ، [7] تم جو ڈر کر گھروں میں بیٹھ رہے کیا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکتے ہو۔

ذٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ج وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا ﴿١٢﴾ (الفتح، پ ۲۶ ع ۲)

۶۲- سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٥﴾ قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٦﴾ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ

ہرگز اپنے گھروں کو کبھی لوٹ کر آنے والے نہیں اور یہ بات تمہارے دلوں میں کھب گئی[1] اور لگے برا گمان کرنے[2] اور ایسی بدگمانی کر کے تم لوگ خود تباہ ہوئے[3] (مسلمانو!) جب تم لوٹ (کا مال) لینے کیلیے (خیبر کو) جانے لگو گے تو یہ (گنوار) لوگ جو (حدیبیہ سے) پیچھے رہ گئے تھے کہیں گے ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے دو، اللہ تعالیٰ کی بات بدلنا چاہتے ہیں[4] (ان گنواروں سے کہہ دے تم ہرگز ہمارے ساتھ مت چلو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے ایسا فرما دیا ہے (کہ یہ لوٹ خاص ہمارا حصہ ہے) اب یوں کہیں گے تم ہم سے جلتے ہو[5] بات یہ ہے کہ ان کی سمجھ ہی کم ہے[6] (اے پیغمبرؐ) ان پیچھے رہ جانے والے گنواروں سے کہہ دے اب وہ وقت قریب ہے جب تم ایسے لوگوں سے لڑنے کے لیے بلائے جاؤ گے جو بڑے لڑنے والے ہیں[7] یا تو تم کو ان سے لڑنا ہوگا یا وہ (بے لڑے) مسلمان ہو جائینگے، اس وقت اگر تم (اللہ تعہ کا) کہا مان لو گے تو تم کو اچھا نیک ثواب دیگا اور اگر اس وقت بھی تم پھر گئے (جہاد سے بیٹھ رہے) جیسے پہلے حدیبیہ جاتے وقت پھر چکے تو تم کو تکلیف کا عذاب دیگا[8] اندھے پر (جہاد) کی تکلیف نہیں اور نہ لنگڑے پر تکلیف ہے، اور نہ بیمار پر تکلیف ہے[9] اور جو کوئی اللہ اور رسول کا کہنا مان لے تو اللہ اس کو ایسے باغوں میں لے جائیگا جن کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہیں اور جو کوئی نہ مانے اس کو تکلیف کا عذاب دیگا۔ (اے پیغمبرؐ) اللہ تعالےٰ ان مسلمانوں سے راضی ہو چکا جب وہ (کیکر) کے درخت کے تلے (حدیبیہ میں) تجھ سے بیعت کر رہے تھے، اللہ نے جان لیا جو (اخلاص) انکے دلوں میں تھا[10]

---

[1] تم نے شیطان کے بہکانے سے اس کو مان لیا، [2] اتنے تھوڑے مسلمان اتنے بہت کافروں سے بچ کر کیسے آسکتے ہیں، [3] اپنا ایمان برباد کیا اللہ تعہ کے گنہگار ٹھہرے، [4] اللہ تعہ نے اپنی عنایت سے ان مسلمانوں سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں گئے تھے یہ وعدہ فرمایا تھا تم کو بلا شرکت ایک لوٹ ملیگی جس سے بہت فائدہ ہوگا ان گنواروں نے یہ چاہا کہ ہم بھی ساتھ چل کر اس لوٹ میں شریک ہو جائیں، [5] حسد کرتے جو لوٹ کا مال ہم کو ملنا نہیں چاہیے، [6] اتنا نہیں سوچتے کہ حدیبیہ سے پیچھے رہ جانے کی سزا میں اللہ تعہ نے ان کو خیبر کی لوٹ سے محروم کر دیا حسد کرنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں، [7] فارس اور روم کے لوگ، [8] بعضوں نے کہا بڑے لڑنے والوں سے ہوازن اور ثقیف کے لوگ مراد ہیں جن سے حنین کے دن مقابلہ ہوا بعضوں نے کہا یمامہ کے لوگ جن کا سردار مسیلمہ کذاب تھا اکثر مفسرین یہی کہتے ہیں کہ ایران اور روم کے کافر مراد ہیں یمامہ اور ایران اور روم سے جہاد ابوبکر صدیق رضی کی خلافت میں ہوا اس آیت سے یہ بھی نکلا کہ ان کی خلافت حق تھی اور حق نے ان کا ساتھ دیا وہ اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار بنا، [9] آنحضرت صلعم اور جہاد کے لیے نکلنے والے تھے اتنے میں ایک اندھا آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ مجھ کو آپ کیا حکم دیتے ہیں اندھا ہوں اس وقت یہ آیت اتری ان لوگوں میں سے جس کو جہاد کی طاقت نہ ہو وہ معذور ہے اگر گھر میں بیٹھا رہے تو اس پر گناہ نہ ہوگا، [10] سبھوں نے اس بات پر بیعت کی کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ جائیں گے

فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿١٨﴾ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٩﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٢٠﴾ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿٢١﴾ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ښ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿٢٤﴾ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

تو ان کے دلوں پر تسلی اتاری اور ایک نزدیک والی فتح ان کو انعام میں دی (یعنی خیبر کی فتح) اور بہت سی لوٹیں جو وہ حاصل کریں گے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا (مسلمانو!) اللہ تم کو بہت سی لوٹیں دینے کا وعدہ فرماتا ہے جن کو تم حاصل کرو گے[2] سو درست تو تم کو یہ حدیبیہ کی فتح دلادی اور اد ہر مکہ کے کافر لوگوں کا ہاتھ تم سے روک دیا[3] اور اس لیے کہ یہ واقعہ مسلمانوں کے واسطے (خدا کی قدرت کی) ایک نشانی ہو اور وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو سیدھے رستے پر چلائے رہے اور ایک لوٹ اور ہے جو ابھی تمہارے ہاتھ میں نہیں آئی (حنین کی) مگر اللہ تعالیٰ کے قابو میں ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے[4] اور اگر مکہ کے کافر (حدیبیہ) میں تم سے صلح نہ کرتے بلکہ لڑتے تو دکیا ہوتا، پیٹھ پھیر کر بھاگتے اس کے بعد[5] نہ ان کا کوئی حامی ہوتا نہ کوئی دوست اللہ تعالیٰ کا یہی قانون پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے (کہ ہمیشہ حق والوں کا ہی غلبہ ہوتا ہے) اور (اے پیغمبر) تو اللہ تعالیٰ کا قانون بدلتا ہوا نہیں دیکھے گا اور وہی خدا تو ہے جس نے (اے مسلمانو!) عین مکہ کی سرحد میں تم کو کافروں پر فتح دینے کے بعد کافروں کا ہاتھ تم سے روک دیا اور تمہارا ہاتھ ان پر سے روک دیا نہ وہ تم کو مار سکے نہ تم ان کو (صلح ہو گئی)[6] اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے یہ (مکہ والے) وہی تو ہیں جنہوں نے کفر کیا اور ادب والی مسجد سے تم کو روک دیا[7]

[1] صلح حدیبیہ سے آنحضرت صلعم فارغ ہو کر خیبر کی طرف متوجہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح کرا دیا مسلمانوں کو بہت سا مال ہاتھ آیا اور اس کے سوا وہاں باغات بھی ملے یہ تو اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں کو انعام دیا جنہوں نے حدیبیہ میں صدق دل اور حسن عقیدہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور آپ کے ساتھ مرنے پر بیعت کی یہی بیعت الرضوان کہلاتی ہے اس بیعت میں چونکہ حضرت عثمان رضی کافروں کے پاس گئے ہوئے تھے آپ نے اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا یہ عثمان رضی کا ہے ایک حدیث میں ہے جن لوگوں نے بیعت الرضوان کی ان میں سے کوئی دوزخ میں نہ جائے گا اور خاک پڑی ان رافضیوں کی عقل پر جو ایسے جان نثار پاک دل مومنوں کو جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو چکا برا سمجھتے ہیں اور ان پر طعنے مارتے ہیں۔ [2] قیامت تک جہاد کرتے رہو گے اور لوٹ کماتے رہو گے۔ [3] یہ سب اس لیے کہ تم خدا کا شکر کرو، [4] ان سے صلح کرا دی اگر یہ صلح نہ ہوتی تو تم خیبر کو فتح نہ کر سکتے پیچھے سے دشمنوں کا ڈر رہتا۔ [5] بعضوں نے کہا اس لوٹ سے مراد خیبر کی لوٹ ہے کیونکہ جس وقت یہ آیت اتری تھی اس وقت تک خیبر فتح نہیں ہوا تھا اس سورت میں اوپر کی آیت میں فعجل لکم ہذہ سے حدیبیہ کی فتح مراد ہو گی بعضوں نے کہا ہر ایک لوٹ مراد ہے جو مسلمان قیامت تک حاصل کرتے رہیں گے۔ [6] کہتے ہیں آنحضرت صلعم جب مکہ کے قریب پہنچ گئے تو عکرمہ بن ابی جہل پانچ سو کافروں کی فوج لے کر لڑنے کو آئے مسلمانوں نے ان کو پتھروں سے مار کر بھگا دیا بعضوں نے کہا ستر یا اسی یا تیس ہتھیار بند لوگ مکہ سے یہ قصد کر کے نکلے کہ دھوکا دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کریں آپ نے ان پر بددعا کی وہ سب گرفتار ہوئے پھر آپ نے ان کا قصور معاف کر دیا اور ان کو چھوڑ دیا کہتے ہیں سلمہ بن الاکوع نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا اور آنحضرت صلعم کے پاس لے کر آئے۔ [7] حالانکہ تم نے ان کو بہت سمجھایا کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں صرف عمرہ کر کے چلے جائیں گے۔

وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُؤْمِنَاتٌ لَمْ تَعْلَمُوهُمْ أَنْ تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُمْ مِنْهُمْ مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ لِيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۲۵﴾ إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿۲۶﴾

(الفتح پ۲۶ ع ۲ و ۳)

اور قربانی کے جانوروں کو بھی تھما دیا وہ اپنی جگہ (یعنی حرم میں) نہ پہنچ سکے[1] اور اگر (مکہ میں اس وقت) چند مسلمان مرد اور چند مسلمان عورتیں ایسی نہ ہوتیں جن کا حال تم کو معلوم نہ تھا تم ان کو (بھی کافروں کے ساتھ) پیس ڈالتے پھر تم کو ان کی طرف سے نادانستہ نقصان پہنچ جاتا[2] (تو اللہ)[3] اس لئے کہ جس کو وہ چاہے اپنی رحمت میں شریک کرے[4] اگر کہیں (یہ غریب مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں) الگ ہو جاتے تو بیشک ہم ان (مکہ کے) کافروں کو (تمہارے ہاتھ سے) تکلیف کا عذاب پہنچاتے[5] (اے پیغمبر) وہ وقت یاد کر جب ان (مکہ کے) کافروں نے اپنے دل میں جاہلیت کی ضد کی طرح ضد باندھ لی تھی[6] تو اللہ نے اپنی تسلی (اور تشفی) اپنے پیغمبر اور مسلمانوں پر اتاری[7] اور ان کو پرہیزگاری کی بات پر جمائے رکھا (توحید پر) اور یہی لوگ اس بات کے لائق اور سزاوار تھے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

۶۳۔ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا

اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں ملاپ

ف۱ قربانی کے جانور حرم میں کسی مقام پر کاٹے جاتے ہیں اس سال مسلمان ستر اونٹ قربانی کے لیے لائے تھے کافروں نے ان کو بھی روک دیا آخر یہ سب حدیبیہ ہی میں نحر کر دیئے گئے، ف۲ ان کے قتل کا گناہ تم پر پڑتا یا دیت دینا ہوتی اور ادھر کافر طعنہ کرتے کہ مسلمانوں نے مسلمانوں کو مار ڈالا، ف۳ تو اللہ ضرور تم کو حکم دیتا مگر اس نے یہ حکم نہیں دیا اس لئے الخ، ف۴ اس کو کافروں کے گروہ میں سے نکال کر مسلمانوں کی جماعت میں لے آئے کہتے ہیں اس وقت مکہ کے کافروں میں چند ایسے کمزور مسلمان مرد اور عورتیں چھپی ہوئی تھیں جو اپنا اسلام ڈر کے مارے ظاہر نہیں کر سکتی تھیں نہ مسلمانوں کے پاس بھاگ آنے کا موقع ملا تھا اگر لڑائی ہوتی تو آٹے کے ساتھ گھن بھی پس جاتا یہ بیچارے غریب مسلمان ناحق مارے جاتے اللہ تعالیٰ نے جو لڑائی نہ ہونے دی اس میں ایک یہ ہی بڑی مصلحت تھی، ف۵ لڑائی کا حکم دیتے وہ مارے جاتے قید ہوتے ذلیل ہوتے، ف۶ کہنے لگے ان لوگوں نے ہمارے بیٹے بھائیوں کو مارا اور پھر یہ ہمارے شہر میں آئیں بھلا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے، ف۷ وہ ضد اور نفسانیت سے بچے رہے اور جو خدا تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا اس پر راضی رہے کہتے ہیں حدیبیہ کے دن حضرت عمرؓ کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم سچے دین پر نہیں ہیں اور یہ کافر جھوٹے دین پر نہیں ہیں کیا ہم میں سے جو مارے جائیں وہ بہشت نہیں جائیں گے اور ان میں سے جو مارے جائیں وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ آپ صلعم نے فرمایا کیوں نہیں حضرت عمرؓ نے کہا تو پھر ہم کیوں اپنے دین کو ذلیل کریں آپ صلعم نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ کو خراب نہیں ہونے دے گا آخر حضرت عمرؓ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آیا ان سے بھی یہی کہا انھوں نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اللہ تعالیٰ آپ کا کام خراب نہ ہونے دے گا اس کے بعد یہ صورت اتری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور یہ سورت سنائی انہوں نے کہا کیا یہ فتح ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ نے بیشک فتح ہے۔

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ⑨ (الحجرات پ۲۶ ع۱)

کرا دو[1] پھر اگر ایک گروہ ان میں کا (سمجھاتے پر بھی نہ مانے اور) دوسرے گروہ پر ظلم کرنے لگے تو جو گروہ ظلم کرنے لگے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم مان لے پھر اگر وہ اللہ کا حکم مان لے تو برابری کے ساتھ دونو گروہوں میں ملاپ کرا دو[2] اور انصاف کا خیال رکھو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے[3]۔

۶۴۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ⑮ (الحجرات پ۲۶ ع۲)

مومن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور رسول پر (دل سے) یقین لائے پھر ان کو (ایمان کی باتوں میں کسی طرح کا) شک نہیں رہا اور انہوں نے اپنی جان اور مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوشش کی[4]۔

۶۵۔ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑩ (الحدید پ۲۷ ع۱)

جن لوگوں نے تم میں سے (مکہ) فتح ہونے سے پہلے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال) خرچ کیا اور لڑے ان کا درجہ ان لوگوں سے بڑا ہے۔ جنہوں نے (مکہ) فتح ہونے کے بعد خرچ کیا اور لڑے[5] اور اللہ تعالیٰ نے تو سب کو اچھا بدلہ (جنت دینے) کا وعدہ کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

۶۶۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ

وہی خدا ہے جس نے اہل کتاب کے کافروں (بنی نضیر کے یہودیوں) کو پہلے حشر کے وقت ان کے گھروں میں سے نکال باہر کیا[6]۔ (مسلمانو

---

[1] دونوں کو سمجھاؤ اور حق بات قبول کرنے کیلئے کہو کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ بن ابی منافق کے پاس ایک گدھے پر سوار ہو کر گئے وہ مردود اپنے تئیں بڑا نفیس اور خوشحال اور پاکیزہ سمجھتا تھا جب آپؐ اسکے پاس پہنچے تو کہنے لگا ذرا سرک کر بیٹھو قسم خدا کی تمہارے گدھے کی بدبو نے مجھ کو پریشان کر دیا ہے اس پر ایک انصاری شخص بولا قسم خدا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبودار ہے عبداللہ یہ سن کر غصے ہوا اور دونوں طرف کے لوگ لکڑی گھونسے جوتی سے لڑنے لگے۔ اسوقت یہ آیت اتری [2] یہ نہیں کہ غالب گروہ مغلوب گروہ پر ظلم کرے۔ [3] ابن عباسؓ نے یہ سن کر کہا جو گروہ امام یا بادشاہ اسلام سے باغی ہو جائے اسکو اسی آیت کی رو سے اللہ تعالیٰ کے حکم کیطرف بلانا چاہیئے اگر نہ مانے تو اس سے لڑنا چاہیئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم قبول کرے۔ [4] جہاد کیا اور زکوٰۃ دی اور دوسرے فرض بجا لائے۔ [5] کیونکہ مکہ فتح ہونے سے پہلے مسلمان بہت مغلوب اور مفلس تھے اور کافروں کا زور زیادہ تھا انہوں نے ایسے سخت وقت میں اللہ اور اسکے رسول کی مدد کی اور مکہ فتح ہوئے بعد تو اسلام کو بہت غلبہ ہو گیا تھا کافروں کی کمر ٹوٹ گئی تھی اسلیئے اس وقت لڑنا اور خرچ کرنا فضیلت میں اگلے لوگوں کے لڑنے اور خرچ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ [6] بنی نضیر یہودیوں کی ایک قوم تھی جو مدینہ میں اس خیال سے آن کر آباد ہوئے تھے کہ جب پیغمبر آخرالزمان ظاہر ہونگے تو اسکے ساتھ ہو جائیں گے مگر انکی قسمت میں ایمان نہ تھا انکے باپ دادا تو اس امید میں آئے تھے انکی اولاد نے جب پیغمبر ظاہر ہوئے تو آپؐ کی مخالفت کی عہد شکنی کی آخر آپ نے انکے اخراج اور جلاوطنی کرنے کا حکم دیا انہوں نے پوچھا ہم کہاں جائیں آپ نے فرمایا محشر کی زمین کیطرف یعنی شام کے ملک میں جاؤ پہلے حشر سے یہ مراد ہے کہ بنی نضیر کا یہ پہلا اخراج تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوا پھر حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں انکو وہاں سے بھی نکال دیا گویا یہ دوسرا حشر ہوا ابن عباس اور بہت سلف سے یہ منقول ہے کہ شام کا ملک وہی محشر ہے۔

مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ② وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ③ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ④ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤ وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ

تم تو سمجھتے تھے کہ یہ نہیں نکلیں گے (بڑے زوردار ہیں) اور وہ بھی یہ سمجھتے تھے کہ ان کے قلعے ان کو اللہ تعالیٰ (کے عذاب سے) بچالیں گے لیکن اللہ تعالیٰ (کا حکم) ان پر ایسی جگہ سے آن پہنچا جدھر سے ان کو گمان بھی نہ تھا[1] اور ان کے دلوں میں (مسلمانوں کی) دھاک ڈال دی یہ حال ہوگیا کہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے اجاڑنے لگے[2] تو (عقل کی آنکھ والو اس واقعہ سے) عبرت[3] لو اور اگر اللہ تعالیٰ نے (ان کی قسمت میں) جلاوطن ہونا نہ لکھ دیا ہوتا تو دنیا میں ان پر (اور کوئی دوسرا) عذاب[4] اتارتا اور آخرت میں تو ان کو بہر صورت) دوزخ کا عذاب ہونا ہے اس (عذاب کے اترنے) کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے دشمنی کی اور جو کوئی اللہ سے دشمنی کرے تو اللہ تعالیٰ تو عذاب سخت والا[5] ہے (مسلمانو) تم نے (جو بنی نضیر کے) کھجور کے درخت کاٹ ڈالے یا ان کو (ہاتھ نہ لگایا) اور اپنی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا تو یہ سب خدا کے حکم سے تھا اور خدا کو یہ منظور تھا کہ نافرمانوں کو ذلیل کرے[6]۔

[1] بنی نضیر کا سردار کعب بن اشرف یہودی بڑا مالدار تھا اور ان لوگوں کے پاس محفوظ قلعے اور مکانات تھے مسلمانوں کو جو اس وقت بہت غریب اور بے سامان تھے وہ اس لائق نہیں سمجھتے تھے کہ ان کو نکال باہر کرسکیں گے یا ان پر غالب ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہی مسلمانوں کے ہاتھ سے ان کے سردار کعب بن اشرف کو قتل کرایا پھر قلعے گڑھیاں کچھ کام نہیں آئیں مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کرلیا آخر جھک مار کر نکلنا پڑا۔ اللہ جل جلالہ اپنی قدرت اور خدائی اور شہنشاہی یونہی دکھلاتا ہے جو قوم لوگوں کی نظروں میں بحقیقت اس کو سرتاج کر دیا ہے اور بڑے بڑے عزت اور غرور والوں کو اس کے سامنے سر جھکانا پڑتا ہے انجیل مقدس میں کہ جس پتھر کو معماروں نے حقیر سمجھ کر پھینک دیا وہی محل کے کونے کا صدرنشین ہوا۔ اس میں اشارہ ہے عرب کی قوم کی طرف، [2] جب ان کو جلدی سے نکل جانے کا حکم ہوا تو مارے بوکھلاہٹ کے اچھا اچھا اسباب جو لے جانے کے قابل تھا گھروں میں سے اکھیڑ کر اونٹوں پر لادنے لگے ادہر سے مسلمان جو بچ رہا وہ لوٹنے لگے بعضوں نے کہا باہر سے مسلمان ان کے قلعوں پر حملہ کر رہے تھے ان کو خراب کر رہے تھے بلکہ اندر یہ یہودی اس حسد سے کہ مسلمان ان کے آراستہ گھروں سے فائدہ نہ اٹھائیں ان کو خراب کر رہے تھے، [3] اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اپنے زور اور قوت پر پھول کر ضعیفوں اور بے کسوں کو مت ستاؤ عدل اور انصاف کا شیوہ مت چھوڑو، [4] قتل ہوتے یا قید ہوتے یا بیماری سے ہلاک ہوتے، [5] معلوم ہوا کہ رسولؐ کی مخالفت کرنی اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرنی ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرے اس کا کہیں ٹھکانا نہیں، [6] جب آنحضرتؐ مع فوج بنی نضیر کے مکانوں پر پہنچے تو بعضے مسلمانوں نے ان کے کچھ کھجور کے درخت کاٹ ڈالے کچھ جلا دئے کہتے ہیں ایک درخت کاٹا ایک جلا دیا بنی نضیر کہنے لگے اے محمد تم اپنے تئیں پیغمبر کہتے ہو اور پھر میوے کے درخت کاٹتے ہو کیا یہ فساد نہیں ہے ان کا یہ کہنا مسلمانوں پر شاق گذرا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور مسلمانوں کو اطمینان دیا کہ تم پر کچھ گناہ نہیں ہوا جو ہوا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا کہتے ہیں جن لوگوں نے کاٹا انہوں نے اس نیت سے کاٹا کہ دشمن کو صدمہ ہو اور جنہوں نے چھوڑ دیا انہوں نے اس نیت سے چھوڑا کہ مسلمان اس سے فائدہ اٹھائیں گے دونوں کی نیت بخیر تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے کسی پر عتاب نہیں فرمایا۔

عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑥ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ ۭ ⑦

(الحشر پ۲۸ ع۱)

اور خدا تعالےٰ نے جو ان کا مال بن لڑے اپنے پیغمبرؐ کو دلا دیا تو تم نے (اے مسلمانو) نہ اس کے لئے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ لیکن اللہ تعالےٰ اپنے پیغمبروں کو جن پر چاہتا ہے قبضہ کرا دیتا ہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے[1] جو مال بستی والوں کا اللہ تعالےٰ اپنے پیغمبر کو بن لڑے دلا دے تو وہ اللہ تعا کا (حق) ہے اور پیغمبر کا اور (پیغمبر کے) ناطے[2] والوں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا یہ حکم اس لئے (دیا ہے) ایسا نہ ہو یہ مال جو بن لڑے ہاتھ آیا مال دار لوگ تم میں ہاتھوں ہاتھ اس کو لے لیں۔

۶۷۔ لِلْفُقَرَاۗءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ⑧ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ړ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

اور ان مہاجرین محتاجوں کا بھی (حق) ہے جو اپنے گھر بار مال دولت سے نکال دیئے گئے وہ خدا کے فضل اور اس کی رضامندی کی تلاش میں ہیں[3] اور اللہ تعا اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ تو سچے (ایماندار) ہیں[4] اور ان (انصار کا حق ہے جنھوں نے مہاجرین سے پہلے مدینہ میں اپنا ٹھکانا مقرر کیا اور ایمان لائے جو کوئی مسلمانوں میں سے ان کے پاس ہجرت کر کے آتا تو اس سے محبت کرتے اور مہاجرین کو (لوٹ کے مال میں سے جو دیا جاتے اس سے ان کے دلوں میں حسد نہیں ہوتا اور (مہاجرین کو آرام پہنچایا) اپنے آرام پر مقدم رکھتے ہیں گو ان کو تنگی ہی کیوں نہ ہو[5] اور جو شخص اپنے نفس کی بخیلی اور لالچ سے بچایا گیا

[1] شریعت میں جو مال مسلمان لڑکر کافروں سے حاصل کریں اس کو غنیمت کہتے ہیں اس میں چار حصے لڑنے والوں کے ہیں اور ایک حصہ اللہ تعہ اور اس کے رسولؐ کا جیسے سورہ انفال میں گذر چکا اور جو مال بن لڑے ہاتھ آئے جیسے بنی نضیر کے باغات وغیرہ اس کو فے کہتے ہیں وہ خاص پیغمبرؐ کا ہے اس میں غازیوں کا حصہ نہیں حضرت عمرؓ نے کہا بنی نضیر کا مال فے تھا آنحضرت اس میں سے اپنے گھر والوں کا سال بھر کا خرچ نکال لیتے اور جو بچتا وہ ہتھیاروں اور جہاد کے سامان کے خریدنے میں صرف کرتے، [2] پیغمبرؐ کے ناتے والوں سے بنی ہاشم اور بنی مطلب مراد ہیں کیونکہ ان پر زکوٰۃ حرام ہے تو اللہ تعہ نے ان کو یہ دلایا فے کے پانچ حصے کئے جاتے ہیں یا چھ حصے چار تو پیغمبرؐ کے اور ایک حصے کا پانچواں حصہ بھی پیغمبرؐ کا اور چار حصے ان چار قسموں کے یعنی ناتے والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے یا ایک حصہ اللہ تعہ کا وہ ثواب کے کاموں میں خرچ کیا جائے جیسے مسجد[illegible] اور پلوں کی تعمیر میں، [3] خدا کے فضل سے مراد دنیا کی روزی ہے، [4] جنہوں نے اپنا گھر بار عیش آرام سب اللہ تعہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے چھوڑ دیا اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے آگئے۔ [5] صحیحین میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرتؐ کے پاس آیا اور اپنی محتاجی کا حال بیان کیا آپؐ نے اپنی بی بیوں سے پچھوا بھیجا وہاں کچھ نہ نکلا ابو طلحہؓ نے کہا یا رسول اللہ میں اس کو لے جاتا ہوں اور کھلاتا ہوں ابو طلحہؓ اس کو اپنے گھر لے آئے اور اپنی بی بی سے کہا یہ آنحضرتؐ کا مہمان ہے اس کی خاطر کر اور کوئی چیز اٹھا نہ رکھ (بقیہ صفحہ سابقہ)

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۹﴾ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ ﴿۱۰﴾ (الحشر پ۲۸ ع۱۶)

تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچیں گے اور ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو مہاجرین اور انصار کے بعد (مسلمان ہو کر) آئے [۱]

۶۸۔ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ط بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ط تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ (الحشر پ۲۸ ع۲۶)

یہ یہودی اور منافق مل کر (بھی) تم سے نہیں لڑ سکتے مگر ہاں محفوظ بستیوں یا دیواروں کی آڑ میں [۲] وہ آپس میں (کٹے مرتے ہیں) خوب لڑتے ہیں تو خیال کرتا ہے وہ ایک دل ہیں حالانکہ ان کے دل پھوٹے رہتے ہیں کیونکہ ان لوگوں کو عقل نہیں [۳]

۶۹۔ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ط وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷﴾ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۸﴾

عجب نہیں کہ (کافر مسلمان ہو جائیں اور) جن کافروں سے تم مذہبی دشمنی رکھتے ہو ان میں اور تم میں اللہ تعالیٰ دوستی کرا دے اور اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم والا ہے [۴] جو لوگ (کافروں میں سے) دین پر تم سے نہیں لڑے اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے انہوں نے نکالا ان سے بھلائی اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے اللہ تم کو منع نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے [۵]

ان کی بی بی نے کہا قسم خدا کی میرے پاس تو صرف بچوں کا کھانا ہے ابوطلحہؓ نے کہا ایسا کر جب رات ہو تو بچوں کو بن کھانا کھلائے (بہلا کر) سلا دے اور چراغ بجھا دے ہم دونوں بھی رات کو نہ کھائیں گے اور آنحضرتؐ کے مہمان کو کھلا دیں گے ان کی بی بی نے ایسا ہی کیا پھر صبح کو مہمان آنحضرتؐ کے پاس گیا آپؐ نے فرمایا اللہ ہنس دیا یا اللہ تعالیٰ نے تعجب کیا فلاں مرد اور فلاں عورت پر یعنی ابوطلحہؓ اور ان کی بی بی پر اور انہی کے باب میں یہ آیت اتری)

[۱] یعنی اور صحابہؓ یا تابعینؒ یا قیامت تک جو مسلمان ہوں اور کافروں کے ملک سے ہجرت کر کے آئیں وہ یہ دعا الخ [۲] جیسے نامردوں کا قاعدہ ہوتا ہے میدان میں آنا پسند نہیں کرتے مکانوں اور قلعوں کا آسرا لے کر دور ہی سے ٹائیں ٹائیں فش کیا کرتے ہیں محفوظ بستیوں سے وہ گاؤں مراد ہیں جن کے گرد فصیل یا خندق ہوتی ہے یعنی گڑھے دار بستیاں، [۳] جو صفت اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں منافقوں اور یہودیوں کی بیان فرمائی وہ ہمارے زمانہ میں مسلمانوں کے حسب حال ہے اس قدر پھوٹ اور اختلاف ان میں ہے کہ ایک گھر کے لوگ بھی متفق نہیں اور یہی وجہ ہے کہ غیر قوموں کے محکوم اور غلام ہو رہے ہیں اللہ جل جلالہ نے نااتفاقی کی وجہ بھی بیان فرما دی یعنی بے عقلی اگر ان میں عقل ہوتی تو اتفاق کا فائدہ سمجھتے اور نفاق اور اختلاف کے پاس نہ بھٹکتے، [۴] جب اگلی آیتیں اتریں تو مسلمانوں نے اپنے عزیزوں سے جو کافر تھے بالکل قطع تعلق کیا اور ان کے دشمن بن گئے اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلی کے لیے یہ آیت اتاری کہ خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو امید رکھو شاید اللہ تعالیٰ ان کو اسلام کی توفیق دے اور تم جن کے جانی دشمن تھے وہ تمہارے جانی دوست ہو جائیں یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا پورا ہوا ابوسفیانؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سخت دشمن تھا مسلمان ہو گیا اور مسلمانوں کا دوست بن گیا کہتے ہیں سب سے پہلے ابوسفیانؓ ہی نے آنحضرتؐ صلعم کی وفات کے بعد مرتدوں کو قتل کیا اور جہاد کیا۔ [۵] اسماء بنت ابی بکر کی ماں قتیلہ یا راغبہ جو مشرکہ تھی اپنی بیٹی سے ملنے کے لیے آئی کچھ تحفے بھی لائی لیکن اسماء نے اس سے ملنے اور اس کو اپنے گھر میں آنے دینے میں تامل کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پچھوا بھیجا اس وقت یہ آیت اتری آپؐ نے فرمایا اپنی ماں سے مل اس کو گھر میں آنے دے اس کا تحفہ قبول کر لے ابن زیدؓ نے کہا یہ حکم ابتدا میں تھا کہ جن کافروں نے مسلمانوں کو نہیں ستایا ان سے لڑنا ضرور نہیں پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا قتادہؓ نے کہا اس آیت سے منسوخ ہوا فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم بعضوں نے کہا اس آیت میں لوگوں سے عورتیں اور بچے مراد ہیں،

إِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۭ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔــلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔــلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۭ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٠﴾ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ

اللہ تعالیٰ تو تم کو ان لوگوں کی دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جو دین پر تم سے لڑے (انہوں نے مذہبی جنگ کی) اور انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکال باہر کیا اور تمہارے نکالنے پر (تمہارے دشمنوں کی) مدد کی[1] اور جو لوگ ایسے لوگوں سے دوستی رکھیں وہ گناہ گار ہیں مسلمانو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں اپنا دیس چھوڑ کر (ہجرت کر کے) آئیں تو (پہلے) ان کو آزما لیا کرو[2] اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ ایمان دار ہیں (یا نہیں اس لیئے آزمانا ضرور ہے) پھر اگر تم سمجھ لو وہ (درحقیقت) ایمان دار ہیں تو ان کو کافروں کی طرف مت لوٹاؤ ایسی (مسلمان عورتیں) کافروں کے لیے حلال نہیں ہو سکتیں نہ کافر ایسی (مسلمان) عورتیں کے لیے حلال ہو سکتے ہیں[3] اور کافروں نے جو ان عورتوں پر خرچ کیا ہو (مہر) وہ ان کو دے دو اور اگر تم (اے مسلمانو) ایسی عورتوں کے مہر ادا کر دو تو ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں[4] اور کافر مشرک عورتوں سے علاقہ مت رکھو[5] اور تم نے جو ان پر (مہر) خرچ کیا ہے وہ کافروں سے مانگ لو[6] اور انہوں نے جو خرچ کیا ہے وہ تم سے مانگ لیں[7] اور اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے[8] تو حکم وہ تم کو

[1] یا تمہارے دشمنوں سے تمہارے نکالنے کے لیے میل کیا۔ [2] کہ وہ درحقیقت مسلمان ہیں یا نہیں بخاریؒ نے نکالا کہ جب آنحضرتؐ نے قریش کے کافروں سے حدیبیہ کے دن صلح کی تو کئی عورتیں جو اسلام کا دعویٰ کرتی تھیں آپؐ کے پاس چلی آئیں اس وقت یہ آیت اتری۔ آزمانے سے یہ مراد ہے کہ ان سے قسم لی جائے کہ وہ درحقیقت اسلام کو سچا دین سمجھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محبت سے آئی ہیں نہ یہ کہ اپنے خاوندوں سے لڑ کر یا اور خانگی جھگڑوں کی وجہ سے یا فقط سیر و سیاحت کی نیت سے بعضوں نے کہا آزمانا یہ تھا کہ اگر وہ اس بات کی گواہی دیتی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور محمد صلعم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں تو آپ پھر اس کو کافروں کے حوالے نہ کرتے بلکہ اس کے کافر خاوند کو جو مہر اس نے اس کو دیا ہے وہ ادا کر کے مسلمان سے اس کا نکاح کرا دیتے، [3] اس آیت سے صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان عورت کا نکاح کافر مرد سے درست نہیں ہو سکتا اور اگر کافر کی عورت مسلمان ہو جائے تو اس کو اس کے کافر خاوند سے جدا کر لیں گے اگر خاوند مسلمان نہ ہو اور اگر وہ بھی اسلام قبول کرے تو بدستور نکاح باقی رہے گا گو عورت پہلے ہجرت کر کے آئی ہو اور خاوند بعد آیا ہو۔
[4] یعنے عدت گذر جانے کے بعد۔ اور بعضوں کے نزدیک ایسی عورت پر عدت نہیں ہے۔ [5] یعنی اگر مرد مسلمان ہو جائے اور عورت اپنے شرک پر قائم رہے تو ایسی عورت کو چھوڑ دینا چاہیے اس کا رکھ چھوڑنا جائز نہیں جب یہ آیت اتری اس وقت حضرت عمرؓ کی دو بی بیاں مکہ میں مشرک تھیں حضرت عمرؓ نے ان کو طلاق دے دیا البتہ اگر عورت یہودیہ یا نصرانیہ تو اس کے رکھ چھوڑنے میں قباحت نہیں کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے مسلمان کا نکاح درست ہے۔ [6] اگر وہ ان عورتوں کو اپنے پاس رکھنا چاہیں۔ [7] جب وہ عورتیں مسلمان ہو کر تمہارے پاس آجائیں۔

أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ مِثْلَ مَا أَنْفَقُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿۱۱﴾ (الممتحنۃ پ ۲۸)

اور اللہ تم خوب جانتا ہے حکمت والا اور اگر تمہاری کوئی عورت (اسلام سے پھر کر) کافروں میں جا ملے پھر تم (ان کافروں کو) سزا دو (ان کا کچھ مال لوٹو) تو جن مسلمانوں کی عورتیں (مرتد ہو کر) چل دی تھیں ان کا جتنا خرچ (ان عورتوں پر) ہوا تھا وہ ان کو ادا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔[1]

۷۰۔ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ ﴿۴﴾ (الصف پ ۲۸)

اللہ ان لوگوں کو چاہتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف باندھ کر (مضبوطی سے) لڑتے ہیں جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار۔[2]

۷۱۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۱۰﴾ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۱﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱۲﴾ وَأُخْرَى تُحِبُّونَهَا نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۳﴾ (الصف پ ۲۸)

مسلمانو کیا میں تم کو ایسی سوداگری بتاؤں جو تم کو (آخرت میں) تکلیف کے عذاب سے بچا لے[3] وہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ[4] اور خدا کے تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے حق میں (تمام سوداگریوں سے) بہتر ہے[5] اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا[6] اور تم کو (آخرت میں) ایسے باغوں میں لے جائے گا جن کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہیں اور جنت العدن کے عمدہ عمدہ مکانوں میں[7] یہی تو بڑی کامیابی ہے اور ایک دوسری نعمت (دیگا) جس کو تم (بہت) پسند کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے (تم کو) مدد ملے گی اور اب نزدیک (تمہاری) فتح ہوگی[8] اور (اے پیغمبرؐ) مسلمانوں کو (اس کی) خوشخبری سنا دے۔[9]

---

[1] اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کافر تمہاری بھاگی ہوئی عورتوں کا مہر تم کو نہ دیں تو تم ایسا کرو کہ کافروں کا جو مال لوٹو اس میں سے ان کے خاوندوں کا خرچہ دیدو کہتے ہیں یہ حکم بعد میں منسوخ ہو گیا جب مکہ فتح ہوا اب نہ کافروں کو ان عورتوں کا مہر ادا کرنا لازم ہے جو مسلمان ہو کر آجائیں اور نہ ان خاوندوں کو جن کی عورتیں مرتد ہو کر کافروں کے پاس چلی جائیں بعضوں نے کہا یہ حکم منسوخ نہیں اب بھی باقی ہے، [2] اپنی جگہ سے ٹلتی نہیں اسی طرح یہ لوگ بھی میدان جنگ سے نہیں ہٹتے یا جیسے دیوار کی اینٹیں سب ملی ہوتی ہیں اسی طرح صف میں یہ لوگ مل کر کھڑے ہوتے ہیں، [3] عثمان بن مظعون نے کہا یا رسول اللہ کون سی سوداگری اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے وہ بتلائیے تو میں اس کو اختیار کروں اس وقت یہ آیت اتری۔ ابو ہریرہؓ نے کہا صحابہؓ کہنے لگے اگر ہم کو معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا کام زیادہ پسند ہے تو ہم وہ کرتے تب یہ آیت اتری جب ان کو یہ مشکل معلوم ہوا تو وہ آیت اتری لم تقولون ما لا تفعلون، [4] ایمان لانے سے یہ غرض ہے کہ ایمان پر قائم رہو، [5] دنیا کی سوداگریوں میں تھوڑا سا نفع ملتا ہے اور اس سوداگری میں تو یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا الخ [6] حدیث میں ہے کہ شہید کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں مگر قرضہ، [7] جنۃ العدن کا بیان اوپر گذر چکا ہے یعنی ہمیشہ رہنے کا مقام، [8] تم قریش پر غالب رہو گے مکہ فتح کر لو گے [9] یہ جو فرمایا بہت پسند کرتے ہو یعنی دنیا کا فائدہ ہر کوئی زیادہ چاہتا ہے کیونکہ دنیا کو نقد سمجھتے ہیں اور آخرت کو ادھار تو ارشاد ہوا کہ ایمان اور جہاد میں ہم دنیا اور ہم دین دونوں کے مزے لیتے ہیں،

۲۔ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۹﴾ (التحریم پ۲۸ ع۲۶)

(اے پیغمبر) کافروں کے ساتھ (تلوار سے) اور منافقوں کے ساتھ (زبان سے) جہاد کرتا رہ اور ان سے سختی سے (گھرک بھڑک کر) پیش آ۔[۱] اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

اَلْحُدُوْدُ وَالْقِصَاصُ وَالْقَتْلُ وَالدِّیَةُ (۵۵)

باب ۵۵ حدود اور قصاص اور قتل اور دیت کا بیان

۱۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ (البقرۃ پ۲ ع۲۲)

مسلمانو جو لوگ تم میں مارے ڈالے جائیں ان کا برابر کا بدلہ تم پر فرض ہے[۲] آزاد کے آزاد[۳] غلام کے بدلے غلام[۴] عورت کے بدل عورت[۵] پھر جس خونی کو اس کے بھائی (مقتول کے وارث) کی طرف سے کچھ بھی معافی دی جائے[۶] تو معاف کرنے والا دستور کے مطابق یعنی بغیر سختی کے قاتل سے خون بہا وصول کرے اور قاتل اچھے طور سے وارث کو ادا کرے[۷] یہ آسانی ہے[۸] اور مہربانی[۹] پھر اس کے بعد[۱۰] جو کوئی زیادتی کرے (یعنی خونی کو مار ڈالے یا زخمی کرے) تو اس کو تکلیف کا عذاب ہوگا[۱۱] عقل مندو قصاص کا قاعدہ تمہارے لیے زندگی ہے تاکہ تم (خونریزی سے) بچو[۱۲]

---

[۱] اس آیت سے صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ کافروں سے نرمی اور محبت کرنا اسلام کا شیوا نہیں ہے۔ [۲] یعنی قصاص جان کے بدل جان لینا۔ [۳] مارا جائے۔ اس آیت سے اکثر علماء نے یہ دلیل لی ہے کہ آزاد غلام کے بدل نہ مارا جائے گا۔ [۴] اسی طرح آزاد کے بدل غلام بالاتفاق۔ [۵] تو مرد عورت کے بدل قتل نہ کیا جائےگا۔ لیکن اکثر علماء کے نزدیک قتل کیا جائیگا، اسی طرح عورت مرد کے بدل بالاتفاق۔ [۶] یعنی کوئی حصہ قصاص کا عفو کر دیا جائے قلیل ہو یا کثیر مطلب یہ ہے کہ اگر کئی وارث ہوں اور ایک وارث بھی خون معاف کر دے تو قصاص ساقط ہو جائیگا۔ [۷] یعنی خوش معاملگی کے ساتھ طرفین کو چلنا چاہیے وارث کو زیادہ تقاضا اور سختی نہ کرنی چاہیے اور قاتل کو احسان مان کر خوشی کیساتھ پوری دیت دینا چاہیے۔ [۸] عفو اور دیت کا حکم تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے آسانی ہے۔ [۹] اگلی امتوں یعنی یہود پر اللہ تعالیٰ نے صرف قصاص کا حکم رکھا تھا اور عفو کا قاعدہ نہ تھا اور نصاریٰ پر عفو کا حکم تھا قصاص نہ تھا امت محمدیؐ پر اللہ جل جلالہ نے مہربانی اور آسانی رکھی کہ دونوں امروں کی اجازت دی۔ [۱۰] یعنی دیت پر راضی ہو جانے اور خون معاف کر دینے کے بعد۔ [۱۱] آخرت میں یا دنیا میں اس طرح سے کہ زیادتی کرنیوالے قصاص لیں گے اور دیت منظور نہ کریں گے۔ [۱۲] عجب فصیح و بلیغ جملہ ہے کہ بڑے بڑے عرب کے فصحا اور بلغا نے اس کی داد دی ہے یعنی قصاص بظاہر تو موت ہے مگر درحقیقت زندگی ہے کیونکہ پہلے ایک مارا جاتا تھا اور قاتل سے قصاص نہ ہوتا اس کے عوض میں ہزاروں خون ہوتے تھے اور پھر بھی مقدمہ ختم نہ ہوتا تھا ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ والوں کے خون کا پیاسا رہتا اور جب موقعہ ملتا خانہ جنگیاں ہوتی رہتیں قصاص کے ڈر سے کوئی خون بھی نہیں کرنے کا اور اگر کرے تو قصاص ہو جانیکے بعد (بقیہ اگلے صفحہ پر)

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾

(النساء پ۴ ع ۳)

(مسلمانو) تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کریں (اور خاوند دعوے کرے) تو چار مسلمان مردوں کی گواہی مانگو اگر وہ (چار گواہ) گواہی دیں[۱] تو ایسی عورتوں کو گھروں میں قید رکھو یہاں تک کہ موت ان کا کام تمام کردے یا اللہ ان کے لیے کوئی دوسرا رستہ نکالے[۲] اور ان دو مردوں کو جو تم میں سے بدکاری یعنی (اغلام) کریں[۳] تنگ کرو[۴] پھر اگر توبہ کریں اور نیکی پر لگ جائیں[۵] تو ان کو چھوڑ دو (اب ان کو نہ ستاؤ) بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔[۶]

۳۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ

اور مسلمان کو مسلمان کا خون کرنا درست نہیں مگر چوک اور بات[۷] ہے اور جو مسلمان کو چوک سے مار ڈالے تو ایک مسلمان بردہ (مرد ہو یا عورت آزاد کرے[۸] اور جس کو مارا اس کے وارثوں کو دیت (خون بہا) دے مگر جب معاف کردیں اگر جس کو مارا وہ دشمن لوگوں میں کا ہو (یعنی کافروں کے ملک میں رہتا ہو) پر وہ خود مسلمان[۹] ہو تو ایک مسلمان

(بقیہ صفحہ سابقہ) دوسرا کے خون نہ ہوں گے عرب میں ایک فصیح جملہ قدیم سے مشہور تھا القتل انفی القتل یعنی قتل ہی سے قتل ملتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فی القصاص حیوۃ کا جملہ اس سے درجہ بہتر اور مختصر ارشاد فرمایا جس پر سارے عربی دان عالم عش عش کرنے لگے مجھے ہنسی آتی ہے اس ہندی یا بیوقوف انگریز پر جو قرآن کے جملوں کو غیر فصیح قرار دیتا ہے۔ کار بوزنہ نیست (بخاری) حواشی صفحہ ہذا: [۱] کہ ہم نے اس عورت کو اپنی آنکھوں سے زنا کرتے دیکھا ہے [۲] شروع السلام میں ایسا ہی حکم تھا کہ جو عورتیں زنا کریں وہ مرنے تک گھر میں قید رہیں باہر نہ نکلنے پائیں پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی آیت اتاری اور رجم کی اور یہ آیت منسوخ ہوگئی [۳] یا مرد اور عورت کو جو زنا کریں [۴] گالی گلوچ دے کر یا جھڑک کر یا جوتیاں مار کر [۵] اس برے فعل کو چھوڑ دیں [۶] اگلی آیت میں عورت کی سزا مذکور تھی۔ اس میں مرد اور عورت دونوں کی سزا مذکور ہے جو زنا کریں مرد کو تو اتنی ہی سزا کہ لعنت ملامت کی ڈانٹ ڈونٹ جھڑکی گھرکی یا چند جوتیاں مار دیں اور عورت کو یہ سزا دے کر پھر اگلی آیت کے موافق گھر میں قید بھی رکھنا تھا یہ دونوں حکم ابتدائی اسلام میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کے لیے کوڑے اور سنگساری کی سزا اتاری اور یہ حکم منسوخ ہوگئے۔ [۷] ابن جریر نے روایت کیا کہ حارث بن یزید ابوجہل کے ساتھ مل کر عیاش بن ابی ربیعہ کو تکلیف دیا کرتا (جو مسلمان ہوگیا تھا) آخر حارث ہجرت کی نیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا عیاش نے اس کو دیکھ کر کافر سمجھ کر مار ڈالا اس وقت یہ آیت اتری۔ [۸] معلوم ہوا کہ کافر بردے کو آزاد کرنا درست نہیں اسی طرح ایسے کم سن کا جو دین اور ایمان کی سمجھ نہ رکھتا ہو اور بعضوں نے کہا جو بچہ مسلمانوں میں پیدا ہوا ہو اس کا حکم مسلمان کا سا ہے اور اس کا آزاد کرنا درست ہے صحیح حدیث میں ہے کہ ایک شخص ایک کالی لونڈی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مجھ پر ایک مسلمان بردے کو آزاد کرنا ہے کیا میں اس کو آزاد کردوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لونڈی سے پوچھا اللہ کہاں ہے اس نے اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا پھر آپ نے پوچھا میں کون ہوں اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں آنحضرت نے فرمایا اس کو آزاد کردے یہ مسلمان ہے۔ [۹] اس کو کافر سمجھ کر کسی مسلمان نے مار ڈالا۔

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ وَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا (۹۲) وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا (۹۳)

(النساء پ ۵ ع ۳)

۴۔ إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۳۳) إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن قَبْلِ أَن تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (۳۴) (المائدۃ پ ۶ ع ۵)

بردہ آزاد کرے[1] اور اگر جس کو مارا وہ ایسے لوگوں میں کا ہو جن سے تم نے عہد کیا ہے (مثلاً ذمی کافر ہو) تو جس کو مارا اس کے وارثوں کو دیت پہنچا دے اور ایک (مسلمان) بردہ آزاد کرے پھر جس کو (بردہ آزاد کرنے کا مقدور نہ ہو اللہ تعالیٰ سے اپنا قصور بخشوانے کو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھو[2] اور اللہ تعالیٰ (جوک سے مارنے والے) کو خوب جانتا ہے حکمت والا ہے[3]۔ اور جو مسلمان کو جان کر (قصد کرکے) مار ڈالے تو اس کا بدلہ جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر اترے گا اور اللہ تعالیٰ کی پھٹکار اس پر پڑے گی اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے[4]۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں[5] اور ملک میں فساد مچانے کو دوڑتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ (ایک ایک کرکے) مار ڈالے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ایک طرف کا ہاتھ دوسرے طرف کا پاؤں ان کا کاٹا جائے[6] یا قید کئے جائیں یا دیس نکالا ہو یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کو بڑی مار پڑے گی[7] مگر جو لوگ تمہارے ہاتھ میں آنے سے پہلے توبہ کر لیں (یعنی گرفتاری سے پہلے) تو جان رکھو کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) بخشنے والا مہربان ہے۔[8]

[1] دیت کا دینا ضرور نہیں ہے۔ [2] اگر ایک روزہ بھی بیچ میں ناغہ کرے تو پھر سرے سے دو مہینے روزے رکھے۔ [3] اس نے جو سزا رکھی ہے اس میں سراسر حکمت ہے۔ [4] اس سے صاف نکلتا ہے کہ جو کوئی جان کر مسلمان کو مار ڈالے اس کی توبہ قبول نہیں ہے ابن عباسؓ نے کہا یہ آیت اخیر میں اتری اور کسی آیت سے منسوخ نہیں ہوئی ایک جماعت سلف کا یہی قول ہے اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے اور اس آیت میں مراد وہ شخص ہے جس نے مسلمان کو عمداً قتل کیا اور توبہ نہیں کی صحیح حدیث میں ہے مجھ سے بیعت کرو اس بات پر کہ شرک نہ کرو گے زنا نہ کرو گے ناحق خون نہ کرو گے پھر اگر کسی سے یہ کام ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے چھپا لیا تو اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے چاہے اس کو معاف کرے چاہے عذاب کرے بعضوں نے کہا ہمیشہ جہنم میں رہنے سے یہ مراد ہے کہ بہت مدت تک اس میں رہے گا۔ [5] یعنی مسلمانوں سے لڑتے ہیں مسافروں کو لوٹتے ہیں۔ [6] مثلاً دایاں ہاتھ بایاں پاؤں۔ [7] عرینہ ایک قبیلہ تھا وہاں کے چند لوگ مسلمان ہو کر مدینہ میں آئے آب و ہوا ناموافق ہونے سے بیمار ہو گئے آنحضرت صلعم نے ان کو اجازت دی کہ مدینہ سے باہر جا کر جہاں صدقہ کے جانور رہا کرتے تھے رہیں اونٹ کا دودھ اور پیشاب پئیں تو اچھے ہو جائیں گے وہ وہاں گئے اور تندرست ہو کر اس احسان کا یہ بدلہ لیا کہ مسلمان چرواہوں کو مار ڈالا اونٹوں کو بھگا لے گئے اسلام سے پھر گئے آنحضرت صلعم نے سواروں کو دوڑا کر ان کو پکڑ منگایا اس وقت حضرت جبرائیلؑ یہ آیت لے کر آئے۔ [8] بعضوں نے کہا یہ آیت ان لٹیروں کے باب میں ہے جو کافر ہوں اور گرفتاری سے پہلے مسلمان ہو جائیں اور توبہ کر لیں۔

۵۔ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (۳۸) فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (۳۹) (المائدة پ ۶ ع ۶)

چور مرد اور عورت دونوں کے (داہنے) ہاتھ کاٹ ڈالو سزا ہے اُن کے کام کی عذاب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا[1] پھر جو کوئی قصور کے بعد (یعنی چوری کرکے) توبہ کرلے اور اچھے کام کرنے لگے تو اللہ اس کو معاف کردے گا بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے[2]

۶۔ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ (۴۵) (المائدة پ ۶ ع ۷)

اور ہم نے توریت میں ان پر یہ فرض کیا کہ جان کے بدل جان (لی جائے) اور آنکھ کے بدل آنکھ (پھوڑی جائے) اور ناک کے بدل ناک (کاٹی جائے) اور کان کے بدل کان (تراشا جائے) اور دانت کے بدل دانت (اکھاڑا جائے) اور زخموں کے بدل (اگر ہو سکے) ویسے ہی زخم لگائے جائیں[3]

۷۔ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ (۱۵۱) (الانعام پ ۸ ع ۱۹)

اور جس جان کا مار ڈالنا اللہ نے حرام کیا ہے اس کو مت مارو مگر حق پر[4]

۸۔ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (۲) (النور پ ۱۸ ع ۱)

جو عورت زنا کرے اور جو مرد زنا کرے[5] تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو[6] اور اگر تم اللہ اور پچھلے دن پر یقین رکھتے ہو تو اللہ تعالیٰ کا حکم چلانے میں (اس کے دین کی بات میں) ان دونوں پر رحم نہ کرنا اور جس وقت ان کو سزا دی جائے تو مسلمانوں کا ایک گروہ موجود رہے[7]

۹۔ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ

اور جو لوگ مسلمان آزاد پاک دامن عورتوں کو زنا کی تہمت لگائیں

---

[1] اس نے چور کی ایسی سزا رکھی ہے کہ پھر چوری نہ ہونے پاوے حدیث سے یہ ثابت ہے کہ چور کا داہنا ہاتھ پہنچے سے کاٹا جائے اسی طرح چوتھائی دینار یا پانچ درہم سے کم کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ [2] اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر چور توبہ کرے تو اس کا گناہ معاف ہو جائے گا یہ نہیں کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ [3] یہودیوں کو توریت شریف میں جان کے بدل جان لینے کا اسی طرح دوسرے دوسرے اعضا میں قصاص کا حکم دیا گیا تھا بڑے چھوٹے امیر غریب کا کوئی فرق نہ تھا لیکن انھوں نے یہ حکم بدل ڈالا تھا وہ بنی نضیر کا قصاص تو بنو قریظہ سے لیتے تھے لیکن بنی قریظہ کا قصاص بنی نضیر سے نہ لیتے اللہ تعالیٰ نے ان کو تنبیہ کی کہ تم توریت کے خلاف چلتے ہو۔ [4] جیسے قصاص یا زنا میں، [5] بشرطیکہ محصن نہ ہوں یعنی ان کا نکاح نہ ہو چکا ہو۔ [6] کوڑے سے مراد شرعی درہ ہے پہلے زنا کے باب میں یہ حکم ہوا تھا کہ مرد اور عورت دونوں کو قید کرو یہاں تک کہ توبہ کریں پھر یہ حکم اترا اور اگلا حکم منسوخ ہو گیا اور یہ حکم اس مرد اور عورت کے لیے ہے جو محصن نہ ہوں یعنی ان کا نکاح صحیح نہ ہو چکا ہو اگر محصن مرد یا محصنہ عورت زنا کرے تو اس کی سزا پتھروں سے مارنا ہے یہ حکم یعنی رجم (پتھروں سے مار ڈالنا) صحیح صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور اس باب میں ایک آیت بھی اتری تھی الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم لیکن اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی پر عمل باقی ہے قیامت تک [7] یعنی زنا کرنے والے مرد اور عورت کو، کم سے کم چار یا تین یا دو مسلمانوں کے سزا دی جائے یا ایک ہی مسلمان کے سامنے اس سے مطلب یہ ہے کہ زانی اور زانیہ کو ندامت ہو اور دوسرے مسلمانوں کو نصیحت ہو وہ ایسا کام نہ کریں۔

يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ④ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤ (النور پ ۱۸ ع ۱)	پھر چار گواہ[۱] نہ لا سکیں تو ان کو (تہمت کی سزا میں) اسّی[۲] کوڑے لگاؤ۔ اور پھر ساری عمر ان کی گواہی (کسی مقدمہ میں) مت مانو اور وہ خود بدکار ہیں[۳] مگر جنہوں نے ایسا کئے پیچھے توبہ کی اور اچھی چال[۳] چلے تو اللہ (تبارک وتعالےٰ) بخشنے والا مہربان ہے[۴]
۱۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ⑪ لَوْلَآ اِذْ	جن لوگوں نے تم ہی میں سے ایک گروہ نے (حضرت عائشہؓ پر) تہمت[۵] اٹھائی (مسلمانو) اس طوفان کو اپنے حق میں برا مت سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہوا[۶] اس گروہ میں سے ہر شخص نے جتنا گناہ سمیٹا اتنی سزا پائے گا اور جس نے ان میں سے اس طوفان کا بیڑا اٹھایا (بڑا حصہ لیا) اس کو سخت سزا ہوگی[۷] مسلمانو تم کو کیا ہوگیا) جب تم نے یہ

[۱] لیسے جنہوں نے اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہو۔ [۲] جب تو بن جانے بوجھے ایک پاک دامن عورت کو بدنام کرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ کوڑے کھائیں اور ساری عمر گواہی کے لائق نہ رہیں۔ [۳] اپنی عادت درست کرلی تہمت لگانا چھوڑ دی۔ [۴] اب ان کو بدکار نہ کہیں گے لیکن گواہی ان کی قبول نہیں کی جاسکتی اور بعضوں نے کہا توبہ کے بعد پھر گواہی قبول ہونے لگے گی۔ [۵] عبداللہ بن ابی اور زید بن رفاعہ اور حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش نے۔ [۶] اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ آیتیں حضرت عائشہؓ کی عصمت اور پاکیزگی میں اتاریں جو قیامت تک قرآن میں پڑھی جاتی ہیں ان الذین جاؤا بالافک سے اولئک مبرؤن مما یقولون تک یہ قصہ حدیث کی کتابوں میں مشہور ہے مختصر یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سفر میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھیں وہ اپنا گلے کا ہار ڈھونڈھنے یا اور کسی کام کے لیے ہودے میں سے اتر گئیں تھیں لوگ جو آئے تو سمجھے کہ وہ ہودہ میں ہیں خالی وہ اونٹ پر رکھ کر روانہ ہوگئے جب حضرت عائشہؓ آئیں دیکھا تو قافلہ چل دیا تھا وہ اکیلی منہ لپیٹ کر بیٹھ رہیں پیچھے سے ایک صحابی صفوان بن معطل آتے تھے حضرت عائشہؓ کو اکیلا اس حال میں دیکھ کر اتر پڑے اور ان کو اپنے اونٹ پر سوار کر لیا اور مدینہ میں پہنچا دیا۔ فرمایئے اس میں کیا قباحت ہوئی لیکن خدا دشمنوں کا منہ کالا کرے عبداللہ بن ابی مردود نے جو منافقوں کا سردار تھا حضرت عائشہؓ پر تہمت رکھی اور اس کا چرچا شروع کیا شامت سے حسان اور مسطح جو خود حضرت ابوبکرؓ کا خالہ زاد بھائی یا بھانجا تھا وہ بھی اس میں شریک ہوگئے حضرت عائشہؓ کو کمال رنج ہوا اور آنحضرتؐ بھی کئی روز تک پریشان اور متفکر رہے آخر اللہ تعالےٰ نے بی بی صاحبہؓ کی برأت اور پاکیزگی بڑی دھوم کے ساتھ اتاری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تہمت لگانے والوں کو حد لگائی سچے مسلمان نہایت خوش ہوئے سلام اللہ علی حبیبۃ حبیب اللہ المبرأۃ من فوق سبع سموات۔ [۷] یعنے آخرت میں یا دنیا اور آخرت دونوں میں ذلیل ہوگا مراد عبداللہ بن ابی ہے یا حسان بن ثابت جو شاعر تھے آنحضرت صلعم کے۔ کہتے ہیں حسان اور مسطح اور حمنہ کو آپ صلعم نے حد قذف لگائی اور عبداللہ بن ابی کو چھوڑ دیا اس لیے کہ منافق تھا اور آخرت کا عذاب اس کے لیے کیا کم تھا اگر آپ صلعم حد لگاتے تو اس کا یہ گناہ جاتا رہتا جیسے ایک حدیث میں ہے کہ حد گناہ کا کفارہ ہوجاتی ہے۔ زہری نے کہا میں نے سعید بن مسیب اور عروہ بن الزبیر اور علقمہ بن وقاص اور عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ سے سنا انہوں نے جناب عائشہ صدیقہؓ سے کہ طوفان کا بڑا حصہ لینے والا عبداللہ بن ابی تھا۔

سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ

(نالائق بات سنی تھی تو ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں کو اپنی ذات پر نیک گمان کرنا تھا اور یوں کہنا تھا کہ یہ کھلا طوفان ہے[1] اگر یہ طوفان اٹھانے والے سچے تھے تو) کیوں اس پر گواہ چار نہ لائے (جیسے شرع کا حکم ہے) پھر جب گواہ نہ لا سکے تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک خود وہی جھوٹے ٹھہرے اور اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کا فضل اور اس کا کرم نہ ہوتا تو اس بات کا کھوج کرنے میں (یا اس کا چرچا کرنے میں) کوئی بڑا عذاب تم سے چمٹ جاتا جب تم اس کو زبان در زبان لانے لگے[2] اور بے سمجھے بوجھے (تحقیق کیے) منہ سے بکنے لگے اور تم سمجھے یہ کوئی بڑی بات نہیں حالانکہ اللہ کے نزدیک تو وہ بڑی تھی[3] اور تم نے ایسا کیوں نہیں کیا جب یہ (جھوٹی) خبر سنی تھی تو کہہ دینا تھا ہم ایسی (بری بات) منہ سے نہیں نکال سکتے سبحان اللہ یہ (بڑا) بھاری طوفان ہے[4] (دیکھو) اگر تم میں ایمان ہے تو اللہ تعالےٰ تم کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا (یا پھر ایسا کرنا تم پر حرام کرتا ہے) اور اللہ تعالےٰ کھول کھول کر (اپنے) حکم تم سے بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ (سب کچھ) جانتا ہے حکمت والا ۔[6] بیشک جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں (لچہ پنے اور بدکاری کی) فحش باتیں پھیلیں ان کو دنیا اور آخرت (دونوں) میں تکلیف کا عذاب ہوگا اور (چھپی غیب

[1] اپنی ذات والوں سے بھائی مسلمان مراد ہیں بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے ان کو اپنے نفس پر قیاس کر کے دوسروں کے ساتھ بھی نیک گمان کرنا چاہیے تھا یعنی جیسے ایماندار آدمی زنا سے بچتے رہتے ہیں اور اس کو بُرا جانتے ہیں یہی گمان حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اور صفوان پر کرنا لازم تھا کہتے ہیں جب اس طوفان کا چرچا ہوا تو ابوایوب کی بی بی نے ابوایوب رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ کیا خبر اڑ رہی ہے انہوں نے کہا بی بی سچ بتا تو ایسا برا کام کریگی اس نے کہا ہرگز نہیں تب ابوایوب نے کہا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا جو تجھ سے کہیں بہتر اور کہیں افضل ہیں وہ کیوں کرنے لگیں یہ سب جھوٹ اور بہتان ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انہی کی طرف اشارہ کیا یعنی ابوایوب رضی اللہ عنہ کی طرح سب مسلمانوں نے کیوں نہیں کہا کہتے ہیں صفوان بن معطل قسم کھاتے تھے کہ میں نے کسی عورت پر آجتک اپنا تنہ بند نہیں کھولا اور آخر اللہ کی راہ میں شہید ہوئے رضی اللہ عنہ ۔[2] جس کے سامنے حد قذف کی کوئی حقیقت نہ ہوتی ۔[3] ایک نے سنا دوسرے سے کہہ دیا اس نے سنا تیسرے سے کہہ دیا ۔[4] یعنی مسلمانی کا یہ طریق نہ تھا جو تم نے کیا کہ جو سنا وہ منہ سے کہہ دیا یا ایک دیا دوسرے کو سنا دیا خصوصاً ایسے بڑے طوفان کی خبر جس کا منہ سے نکالا خود ایک سخت گناہ ہے صحیح حدیث میں ہے کہ آدمی کے جھوٹے ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ جو (سیاہ و سفید رطب و یابس) سنے وہ بیان کردے ۔[5] اور جو شخص یہ بات بکتا تھا اس کو ڈانٹنا تھا کہ خبردار ایسی بُری بات منہ سے نہ نکالے نہ یہ کہ اس کو دوسروں سے کہنا اور منہ در منہ اس کو پہنچانا ۔[6] اس میں بھی اسکی حکمت تھی کہ ایک تہمت کھڑی کردی اور لوگوں کو آزمایا کون سچا مسلمان ہے، اور کون جھوٹا منافق ہے دوسرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ بڑھانا اور قیامت تک ان کی طہارت کا پڑھا جانا منظور تھا سبحان اللہ یہ شرف کسی عورت کو حاصل نہیں ہوا کہ اتنی بہت آیتیں اس کی فضیلت میں اتریں ۔

اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ (النور پ۱۸ ع۲)

کی باتیں) اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم نہیں جانتے[ل] اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا کرم تم پر نہ ہوتا اور اللہ تعالےٰ بہت مہربان رحم والا نہ ہوتا (تو تم تباہ ہو جاتے۔

۱۱۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ (النور پ۱۸ ع۳)

جو لوگ پاک دامن بھولی[۲] مسلمان عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں اور ان کو (قیامت کے دن بڑا عذاب ہو گا[۳] جس دن ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں (خود) ان کے خلاف ان کے اعمال کی گواہی دیں گے[۴]۔

اَلْوَصِيَّةُ (۵۶)

باب ۵۶ وصیّت کا بیان

۱۔ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۚۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَمَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ

تم کو حکم دیا جاتا ہے جب کوئی تم میں سے مرنے لگے اگر کچھ مال چھوڑنے والا ہو[۴] تو ماں باپ اور عزیزوں کے لیے واجبی طور سے وصیت کرنے[۵] یہ ایک حق ہے پرہیزگاروں پر[۶] پھر جو کوئی وصیت سے بعد اس کو بدل ڈالے (یعنی اس میں کمی بیشی کرے) تو اس کا گناہ انہی لوگوں پر ہو گا جو بدلیں بے شک اللہ تعا (مرنے کی وصیّت

[ل] تو ایک واہی کے بک دینے سے تم کو یہ یقین کیونکر آیا کہ مسلمانوں میں ایسا بُرا کام ہوا ہے کیوں کہ اس واہی نے خود تو نہیں دیکھا تھا صرف گمان سے کہتا تھا تو تم کو یہ خیال کرنا تھا اس کو غیب کی بات کیوں کر معلوم ہوئی غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے یا اللہ تعالیٰ چھپی باتیں جانتا ہے تو جس کے دل میں یہ نیت ہو گی کہ مسلمانوں میں فحش بات پھیلے اللہ تعا اس کو ضرور سزا دیگا، [۲] بھولی سے یہ مراد ہے کہ زنا اور ایسے فحش کاموں سے وہ ناواقف ہیں کبھی ان کے دل میں بھی ایسا خیال نہیں آتا بعضوں نے کہا یہ آیت عبداللہ بن ابی منافق سے خاص ہے بعضوں نے کہا جو آنحضرتؐ کی بی بیوں کو تہمت لگائے اس کے حق میں یہ آیت اتری ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں اور جو دوسری مسلمان عورتوں کو تہمت لگائے اس کی توبہ قبول ہے جیسے اس سورت کے پہلے رکوع میں گذرا، [۳] کہ وہ دنیا میں یہ یہ بُرے کام کرتے تھے حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن کافر اپنے بُرے کاموں سے مکر جائے گا اور جھگڑا کرے گا اللہ تعا فرمائے گا خاموش رہ پھر اس کی زبان اور ہاتھ اور پاؤں گواہی دیں گے تب وہ دوزخ میں بھیج دیا جائے گا، [۴] یعنی تھوڑا یا بہت اور بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ بہت مال چھوڑ دینے والا یعنی سات سو اشرفی یا ایک ہزار اشرفی سے زیادہ اور بعضوں نے کہا پانچ سو اشرفی سے زیادہ ایک ہزار اشرفی تک [۵] یعنی پانچویں حصہ کی یا چوتھائی یا تہائی مال کی اکثر علماء اس آیت کو منسوخ کہتے ہیں آیت میراث اس کی ناسخ ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ وارث کے لیے وصیت درست نہیں اور بعضوں نے کہا یہ آیت منسوخ ہے اور مراد وہ ماں باپ ہیں جن کو کفر یا غلامی کی وجہ سے ترکہ میں حصہ نہیں مل سکتا اور عزیز وں سے وہ رشتہ دار مراد ہیں جو محروم ہوں بعضوں نے کہا وصیت فرض ہونا آیت میراث سے منسوخ ہو گیا لیکن استحباب باقی ہے واجبی طور سے یعنی عدل و انصاف کے ساتھ تو تہائی مال سے زیادہ وصیت نہ کرے اور مالدار کو دلائے محتاج کو چھوڑ دے ایسا نہ کرے، [۶] یعنی وصیت کرنا مالدار پر واجب ہے لیکن آیت میراث سے وجوب منسوخ ہو گیا شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا کہ کفر کی رسم یہ بھی تھی کہ سارا ترکہ اولاد کو دلاتے ماں باپ اور دوسرے عزیزوں کو کچھ نہ ملتا تو شروع اسلام میں اللہ تعالےٰ نے ماں باپ اور دوسرے ناطے والوں کے لیے یہ حکم دیا کہ مردہ موافق ان کی حاجت کے اپنے روبرو دلا یا جائے۔

عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ (البقرۃ پ۲ ع ۲۲)

۲۔ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖۚ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ (البقرۃ پ۲ ع ۳۱)

سنتا ہے (جو کوئی وصیت بدلے) اس کو جانتا ہے پھر جس کسی کو وصیت کرنے والے کی خطا یا عمداً قصور معلوم ہوا اور وہ وارثوں اور موصی لہ میں صلح کرا دے تو (وصیت بدلنے کا) کچھ گناہ اس پر نہ ہوگا بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور بی بیاں چھوڑ جائیں (یعنے مرنے لگیں) تو وہ اپنی بی بیوں کے لیے ایک سال تک ان کو نہ نکالنے کی اور خرچ دینے کی وصیت کر جائیں اس پر بھی اگر وہ نکل کھڑی ہوں تو (میت کے وارثو) تم پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو وہ رواج کے موافق اپنے لئے کوئی کام کریں اور اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا[1]

اَلْمِيْرَاثُ (۵۷)

باب۵ ترکہ کا بیان

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۷﴾ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۸﴾ (النساء پ۴ ع ۱)

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ

جو ماں باپ اور ناطے والے چھوڑ مریں (یعنے مال و اسباب) اس میں مردوں کا حصہ ہے اسی طرح عورتوں کا بھی اس میں جو ماں باپ اور ناطے والے چھوڑ دیں حصہ ہے تھوڑا ہے یا بہت (ہر ایک کا) حصہ مقرر ہے[2] اور جب ترکہ بٹ رہا ہو اور (وہ) ناطے والے (جن کو حصہ نہیں پہنچتا) اور یتیم اور محتاج (کچھ ملنے کی امید میں آ جائیں تو ان کو بھی اس میں سے کچھ چٹا دو[3] اور نرمی سے ان سے بات کرو[4]

اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری اولاد کے باب میں یہ حکم دیتا ہے[5] مرد

---

[1] اکثر علماء کے نزدیک یہ حکم ابتدا اسلام میں اترا تھا کہ مرد مرتے وقت اپنے عزیزوں کو کہہ جائے کہ سال تک اس کی جورو کو نکال نہ دینا اور خرچ دیتے رہنا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اس سے پہلے رکوع کی آیت سے جو گزر چکی اب اس وصیت کی ضرورت نہ رہی اور عورت کو ہر حال میں چار مہینے دس دن عدت کرنا لازم ہو گیا اور اس مدت میں خاوند کے مال میں سے اس کو خرچہ دیا جائے گا خواہ اس نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ [2] یعنی اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت ہر ایک کا حصہ ترکہ میں مقرر کر دیا ہے کہ خواہ ترکہ تھوڑا ہو یا بہت عورتوں کا ذکر علیحدہ اس واسطے کیا کہ عرب لوگ جاہلیت کے زمانہ میں عورتوں کو ترکہ میں کوئی حصہ نہیں دیتے تھے نہ بچوں کو صرف بڑے مرد سارا ترکہ بانٹ لیتے تھے۔ [3] یعنی ترکہ بانٹنے سے پہلے تھوڑا بہت للہ ان کے ساتھ بھی سلوک کر دو۔ [4] بعضوں نے کہا یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور یہ حکم استحباباً ہے نہ وجوباً۔ اور بعضوں نے کہا یہ منسوخ ہے ترکہ کی آیت سے بعضوں نے کہا یہ سلوک کرنا وارثوں پر واجب ہے ان کی خوشی کے موافق اور یہی قول ہے ابن عباسؓ اور مجاہدؒ اور ابو موسیٰؓ، حسنؒ اور زہریؒ کا۔ [5] یعنی ترکے میں ان کے حصوں کے بارے میں اگر اولاد میں مرد اور عورت دونوں ہوں۔

مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ ۚ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ

کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا[۱] اگر دو سے زیادہ عورتیں (نری بیٹیاں) ہوں (اور بیٹا کوئی نہ ہو) ترکہ میں سے دو تہائی ان کو ملیں گی[۲] اور اگر ایک ہی بیٹی ہو[۳] تو آدھا ترکہ اس کو ملے گا۔ اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملے گا[۴] جب میت کی اولاد ہو اگر میت کی اولاد نہ ہو اور (صرف) ماں باپ اس کے وارث ہوں تو ماں کو ایک تہائی ملے گا (اور باقی سب باپ کو) لیکن اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا بہن ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا یہ (سب حصے) میت کی وصیت کو جو اس نے کی تھی پورا کرنے اور قرض ادا کرنے کے بعد کئے جائیں گے[۵] باپ دادا یا بیٹے پوتے تم کیا جانو کس سے تم کو زیادہ فائدہ پہنچنے والا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا حصہ ہے[۶] بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے حکمت والا ہے اور تمہاری بیبیاں جو (مال متاع چھوڑ جائیں اس میں آدھا حصہ تمہارا ہے اگر کسی کی اولاد (بیٹا یا بیٹی) نہ ہو اگر ان کی اولاد ہو تو تم کو چوتھائی حصہ ان کے ترکے میں سے ملے گا مگر پہلے وہ وصیت پوری کی جائے گی جو انہوں نے کی اور قرضہ ادا کیا جاوے گا اور تم جو (مال متاع چھوڑ) اس میں سے چوتھائی حصہ تمہاری بیبیوں کا ہے اگر تم کو اولاد نہ ہو[۷] اگر تم کو اولاد ہو تو تمہارے ترکے میں سے ان کو آٹھواں حصہ ملے گا مگر پہلے وہ وصیت پوری جائے گی جو تم نے کی اور قرضہ ادا کیا جائے گا۔ اور اگر کوئی مرد

---

[۱] مثلاً ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے تو کل مال کے تین حصے کر کے دو حصے بیٹے کو اور ایک حصہ بیٹی کو دیں گے نرا ایک بیٹا ہو تو حصہ داروں کے بعد جو بچے گا وہ سب لے لے گا اور کئی بیٹے ہوں تو وہ سب مساوی حصہ پائیں گے اگر دو بیٹیاں ہوں اور بیٹا نہ ہو تو دو تہائی مال ان کو ملے گا۔ [۲] اللہ تعالیٰ نے وہ صورت بیان نہیں فرمائی جب دو بیٹیاں ہوں اور بیٹا کوئی نہ ہو اکثر علماء کے نزدیک ان کو دو تہائی ملیں گی جیسے اوپر گذرا لیکن ابن عباسؓ کے نزدیک ان کو آدھا مال ملے گا [۳] اس کے ساتھ بیٹا نہ ہو [۴] اور باقی سب باپ کو کیونکہ بھائی بہن باپ کے ہوتے محروم ہیں مگر ماں کا حصہ کم کر دیتے ہیں۔ [۵] مگر تہائی مال سے زیادہ وصیت میں صرف نہ کیا جائے گا البتہ قرضہ سب سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے اور اس کے بعد جو بچے گا اس کی تہائی میں وصیت پوری کریں گے باقی جو بچے گا وہ وارثوں میں تقسیم ہوگا اگر کچھ نہ بچے تو وارثوں کو کچھ نہ ملے گا گھر بھی قرضہ ہے تمام قرضوں کی طرح۔ [۶] اس میں دخل در معقولات مت کرو۔ [۷] اپنے بندوں کی مصلحت [۸] بیٹا یا بیٹی اگر ایک بی بی ہو تو چوتھائی وہ اکیلی لے لے گی ورنہ سب بی بیوں کو چوتھائی برابر برابر بانٹ دیں گے۔ [۹] ایک بی بی ہو تو آٹھواں حصہ اکیلی لے گی ورنہ سب بی بیوں کو بھی آٹھواں حصہ برابر بانٹ دیا جائے گا۔

يُوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ (النساء پ۴ ع۲)

کلالہ ہو[1] یا کوئی عورت کلالہ ہو اور اس مرد (یا عورت) کا (اخیافی یعنی صرف ماں کی طرف سے) بھائی یا بہن ہو تو ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اگر کئی بھائی یا بہنیں (اخیافی) ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہونگی یہ[2] (ساری تقسیم بھی) جو وصیت کی جائے اس کے پورا کرنے اور قرض ادا کرنے کے بعد ہوگی جب میت نے (کسی کو) نقصان پہنچانا نہ چاہا ہو[3] یہ اللہ تعالے کا حکم ہے اور اللہ تعالے سب جانتا ہے تحمل والا

۳۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ ﴿۱۹﴾ (النساء پ۴ ع۳)

مسلمانوں! تم کو درست نہیں کہ عورتوں کو (مال واسباب کی طرح سمجھ کر) زبردستی ان کے مالک بن جاؤ[5]

۴۔ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ

اور ماں باپ اور ناطے والے جو مال چھوڑ مریں ہم نے اس کے وارث ٹھہرا دیئے[6] اور جن لوگوں سے تم نے قسمیں کھا کر قبول کیا

---

[1] یعنی نگوڑا ناٹھا جس کا نہ کوئی بیٹا پوتا نہ ہو نہ باپ یہی تفسیر کلالہ کی صحیح ہے اور ائمہ اربعہ اور جمہور علماء نے اس پر اجماع کیا ہے، [2] اور برابر حصہ پائیں گے یہ نہ ہوگا کہ مرد کو دوہرا حصہ ملے اور عورت کو اکہرا اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے بھائی بہن تین طرح کے ہوتے ہیں ایک حقیقی یعنی ایک باپ اور ایک ماں سے دوسرے علاتی یعنی ایک باپ دو ماں سے تیسرے اخیافی یعنی ایک ماں دو باپ سے یہاں اخیافی بھائی بہنیں مراد ہیں بلکہ بعضی قراتوں میں اس کی صراحت موجود ہے سعد بن ابی وقاص اور ابن مسعودؓ کی قرات میں واخ اور اخت من ام ہے اور حقیقی یا علاتی بھائی بہنوں کا حکم جدا ہے اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ اخیافی بھائی اور بہن جب میت کلالہ ہو تو محروم نہیں ہو سکتے لیکن حقیقی کبھی محروم ہو جاتے ہیں مثلاً ایک عورت مر گئی اور خاوند اور ماں اور دو اخیافی بھائی اور کئی حقیقی بھائی چھوڑے تو خاوند کو آدھا مال اور ماں کو چھٹا حصہ اور اخیافی بھائیوں کو تہائی ملے گا حقیقی بھائیوں کو کچھ نہیں ملے گا، اہل حدیث کا بھی یہی قول ہے، [3] یعنی کسی وارث کا حق کم یا تلف کرنے کی نیت نہ ہو مثلاً کوئی بیماری میں جھوٹ موٹ ایک قرضہ قبول کرے یا جس کو حصہ ملنے والا ہے اس کے لیے وصیت کرے یا تہائی مال سے زیادہ وصیت کرے تو ایسی وصیت یا قرضہ کو لغو سمجھیں گے ایک حدیث میں ہے کہ آدمی ستر برس نیک کام کرتا ہے پھر مرتے وقت وصیت میں ظلم کرتا ہے تو وہ دوزخ میں جاتا ہے، [4] گناہ دیکھتا ہے پر فوراً سزا نہیں دیتا۔ [5] جاہلیت کے زمانہ میں دستور تھا جب کسی عورت کا خاوند مر جاتا تو جو اس کے مال کا وارث ہو جاتا وہ عورت کا بھی وارث ہو جاتا اگر اپنا کپڑا اس پر ڈال دیتا اب وارث کو اختیار تھا چاہے تو بن مہر کے اس کو نکاح میں لا دے چاہے کسی اور سے اس کا نکاح کر دے اور مہر خود ملے لے اور چاہے تو مرے تک اس کو نکاح نہ کرنے دے، [6] اور بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اور تم میں سے ہر شخص کے ہم نے وارث ٹھہرا دیتے اس مال کے جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ جائیں اس آیت میں وارث سے مراد عصبہ ہیں جو حصہ داروں سے بچا ہوا سب مال لے لیتے ہیں جو حصہ دار اس سورت کے دوسرے رکوع میں مذکور ہوئے ان کو ذوی الفروض کہتے ہیں پہلے ترکہ ذوالفروض میں تقسیم ہوتا ہے پھر جو ان کے حصوں سے بچ رہتا ہے وہ عصبہ کو ملتا ہے عصبہ پہلے بیٹا ہے پھر پوتا پھر باپ پھر دادا پھر بھائی پھر بھتیجا پھر چچا زاد بھائی اور شروع اسلام کے زمانہ میں ایسا ہوا تھا کہ ایک شخص اکیلا مسلمان ہو جاتا اس کے عزیز و اقربا سب کافر رہتے تو آنحضرت صلعم نے ایک کو دوسرے کا دینی بھائی بنا دیا تھا اور عصبہ کی طرح وہ اس کے مال کا وارث ہوتا جب اسلام کی ترقی ہوئی اور ہر ایک مسلمان کے عزیز و اقربا مسلمان ہو گئے تو یہ آیت اتری اور میراث صرف قرابت داروں کا حق ٹھہری ایسے دینی بھائیوں کے لیے اللہ نے یہ حکم دیا کہ ان سے محبت اور دوستی رکھو تکلیف کے وقت ان کی مدد کرو یہی ان کا حصہ ہے باقی ترکہ تو قرابت داروں کے لیے ہے۔

اَیْمَانُکُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا ﴿۳۳﴾ (النساء پ۵ ع۶)	(ان کو اپنا بھائی بنایا) ان کو ان کا حصّہ دے دو بیشک ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے
۵۔ یَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَیْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ یَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۷۶﴾ (النساء پ۶ ع۲۴)	(اے پیغمبر) لوگ تجھ سے کلالہ کا حکم دریافت کرتے ہیں[1] کہہ دے اللہ تم کو کلالہ کے باب میں یہ حکم دیتا ہے اگر کوئی آدمی مرجائے اسکی اولاد نہ ہو (نہ باپ) اور اس کی ایک (حقیقی یا علاتی) بہن ہو تو اس کو آدھا ترکہ ملے گا (اس کا سارا مال لے لے گا) اگر اس کی اولاد نہ ہو (نہ باپ) اگر دو بہنیں ہوں[2] تو دونوں کو دو تہائی ترکہ ملے گا اور اگر[3] اس کے وارث بھائی بہن ہوں مرد اور عورت (ملے جلے) تو مرد کو دو ہرا حصّہ ملیگا (اور عورت کو اکہرا حصّہ) اللہ تعالےٰ تمہارے نہ بہکنے کے لیے یا تمہارے بہکنے کو برا جان کر یہ حکم بیان فرماتا ہے اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے[4]
۶۔ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۵﴾ (الانفال پ۱۰ ع۶)	اور ناطے رشتے والے ایک دوسرے کے وارث ہونے میں اللہ کی کتاب کے رو سے زیادہ حق دار ہیں[5] بے شک اللہ تعالےٰ سب کچھ جانتا ہے[6]
۷۔ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ	اور ناطے رشتے والے اللہ تعالےٰ کی کتاب کے رو سے مسلمان اور مہاجروں سے زیادہ حق رکھتے ہیں (ترکہ پانے کا)[7]

[1] کلالہ کا معنی اوپر انیسویں رکوع میں گذر چکا ہے جس کی اولاد اور باپ نہ ہوں، [2] اور بھائی مرجائے، [3] کوئی کلالہ ہو کر مرجائے نہ اولاد ہو نہ باپ، [4] صحیحین میں جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم میرے پاس آئے میں بیمار تھا اور بیہوش آپ صلعم نے وضو کیا اور مجھ پر پانی ڈالا تو میں ہوش میں آگیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں کلالہ ہوں میرا ترکہ کیوں کر تقسیم ہوگا اس وقت یہ آیت اتری، آیت سے یہ نکلتا ہے کہ بیٹے یا بیٹی کے ہوتے ہوئے بہن کو کچھ نہ ملے گا امام داؤد ظاہری اور ایک جماعت علما، کا یہی قول ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک بہن کو بیٹی کے ساتھ ترکہ ملے گا یعنی اگر کوئی مرجائے تو ایک بیٹی ایک بہن چھوڑ جائے تو بیٹی کو آدھا ترکہ دیں گے اور بہن کو آدھا اور دلیل ان کی وہ صحیح حدیث ہے کہ معاذؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا ہی فیصلہ کیا ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے بیٹی کو آدھا حصہ اور باقی بہن کو اس آیت میں بہن اور بھائی سے حقیقی یا علاتی بہن بھائی مراد ہیں کیونکہ اخیافی بہن یا بھائی کا حکم اس سورت کے دوسرے رکوع میں گذر چکا ہے، [5] غیر لوگوں سے اس سے وہ آیت منسوخ ہو گئی جس میں مہاجرین کو انصار اور انصار کو مہاجرین کا وارث قرار دیا تھا، [6] میراث کے لیے جو قاعدے اس نے باندھ دیئے ہیں انہی میں کچھ حکمت ہے، [7] شروع اسلام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ میں بھائی چارہ کرا دیا تھا ایک کا ایک وارث ہوتا جب سے یہ آیت اتری تو ہر ایک کے وارث وہی ہونے لگے جو اس کے ناطے رشتے والے تھے اور دینی بھائی ان کی وجہ سے محروم ہو گئے،

إِلَّآ أَنْ تَفْعَلُوٓا إِلَىٰٓ أَوْلِيَآئِكُم مَّعْرُوفًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِى ٱلْكِتَٰبِ مَسْطُورًا ﴿٦﴾ (الاحزاب پ ۲۱ ع ۱)

ہاں یہ اور بات ہے کہ تم اپنے دوستوں سے کوئی سلوک کرو یہی حکم (اللہ تعالےٰ کی کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے

قِصَصُ الْقُرْآنِ

قِصَّةُ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهَابِيلَ وَقَابِيلَ وَإِبْلِيسَ (۵۸)

باب ۵۸ آدم علیہ السلام اور ہابیل اور قابیل اور ابلیس کا قصہ

۱۔ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّى جَاعِلٌ فِى ٱلْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ قَالُوٓا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ ٱلدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّىٓ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ وَعَلَّمَ آدَمَ ٱلْأَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى ٱلْمَلَٰٓئِكَةِ فَقَالَ أَنۢبِـُٔونِى بِأَسْمَآءِ هَٰٓؤُلَآءِ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٣١﴾ قَالُوا سُبْحَٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَلِيمُ

اور (اے پیغمبرؐ) وہ ذقت یاد کر جب تیرے مالک نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں ایک نائب (یعنی خلیفہ اور قائم مقام) بنانے والا ہوں وہ بولے کیا تو ایسے شخص کو نائب بنا دے گا جو زمین میں فساد کرے اور خون بہا دے اور ہم (فرشتے) تو تعریف کے ساتھ تیری پاکیزگی اور خوبی بیان کر رہے ہیں[1] اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جو جانتا ہوں تم نہیں جانتے[2] اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو سارے نام بتا دیئے (یعنے ہر ایک چیز کے نام ان کو معلوم ہوگئے) پھر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے ایک چیز فرمایا اگر تم سچے ہو تو ان کے نام بتاؤ فرشتوں نے عرض کیا تو پاک ہے ہم کیا جانیں ہم کو تو اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہم کو سکھلایا بیشک تو ہی بڑے علم والا ہے

ؒ یعنی زندگی میں ان کو کچھ دے دیا مرتے وقت ان کے لیے وصیت کر جاؤ تو تہائی مال سے یہ وصیت جاری ہو گی جیسے اوپر میراث کی آیت میں گذر چکا، ؒ یعنی سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان الملک القدوس پڑھا کرتے ہیں کیا یہ کافی نہیں ہے، ؒ یعنی وہ باتیں اور مصلحتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے سوا یہ تھا کہ زمین میں حضرت آدمؑ کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے جن آباد تھے انہوں نے فساد اور خون ریزی شروع کی تب اللہ تعالیٰ نے ایک لشکر فرشتوں کا ان پر بھیجا اور ان کو مار کر سمندر کے جزیروں میں نکال دیا اس کے بعد فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں ایک اور نائب پیدا کرنے والا ہوں وہ جنوں کا حال تو دیکھ چکے تھے کہ کیسے کیسے فساد انہوں نے مچائے تھے ان پر ہی قیاس کر کے بولے کہ تو پھر ایسا نائب بناتا ہے جو فساد کرے اور خون ریزی معلوم ہوا کہ علم غیب فرشتوں کو بھی نہیں ہے اللہ تعالےٰ نے جو فرشتوں سے فرمایا اس سے غرض مشورہ لینے کی نہیں تھی بلکہ اظہار منظور تھا اس امر کا جو ان کے دل میں تھا اور بعضوں نے کہا مشورہ کی تعلیم منظور تھی تاکہ بندے اپنے ارکان دولت سے صلاح لیا کریں اور ان کی رائے سن لیا کریں۔ ؒ فرشتے اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں افضل اور اعلیٰ جانتے تھے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ آدمؑ کی فضیلت ان پر ظاہر کرے تو پہلے سب چیزوں کے نام جن کو فرشتے نہیں جانتے تھے آدمؑ کو معلوم کرائے پھر فرشتوں سے یہ نام پوچھے ابن عباسؓ نے کہا اللہ تعالیٰ نے دنیا کی سب چیزوں کے نام یہاں تک کہ پیالہ اور پیالی کے نام حضرت آدم کو تعلیم کئے۔

الْحَكِيمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ ۖ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿۳۳﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۳۵﴾ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿۳۶﴾

اور حکمت والا[۱] (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا آدم! فرشتوں کو ان چیزوں کے نام بتلا دیئے تب اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں سے) فرمایا کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا میں آسمانوں اور زمین کی غیب کی باتیں جانتا ہوں اور جو تم کھولتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو میں سب جانتا ہوں[۲] اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے (شیطان کا لقب ہے) اس نے نہ مانا اور شیخی میں آگیا وہ منکروں میں تھا[۳] اور ہم نے کہا آدم تو اپنی بی بی سمیت جنت میں رہ اور دونوں (میاں بی بی) فراغت کے ساتھ جہاں چاہو اس میں کھاؤ (پیو) مگر اس درخت کے پاس مت پھٹکو ایسا کروگے تو گناہ گاروں میں شریک ہو گے[۴] پھر ان دونوں کو شیطان پھسلا کر وہاں سے ہٹا دیا اور جس مزے میں تھے اس میں سے نکلوا کر چھوڑا اور ہم نے حکم دیا تم سب اُتر جاؤ ایک دوسرے کے دشمن اور تم کو ایک مدّت تک زمین میں رہنا وہاں کے مزے اٹھانا ہے[۵]۔ پھر آدم نے اپنے مالک سے چند باتیں

ف۱ غرض فرشتوں نے اپنی عاجزی اور نادانی کا اقرار کیا اور حق تعالیٰ کے علم اور کمال معرفت کا اظہار کیا، ف۲ اس آیت سے نکلا کہ غیب کا علم فرشتوں کو بھی نہ تھا۔ جو مقربین بارگاہِ الٰہی ہیں پھر ان دھوتی والے پنڈتوں اور نجومیوں پر اعتقاد رکھنا کہ وہ آئندہ کی بات جانتے ہیں۔ صریح جہالت اور نادانی ہے، ف۳ ایسے اللہ تعالیٰ نے روزِ ازل سے اس کے نام پر بدبختی اور شقاوت لکھ دی تھی اور سجدہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک سجدہ تحیت اور تعظیم دوسرے سجدہ عبادت سجدہ تحیت اگلی اُمتوں میں سوا خدا کے اور لوگوں کو بھی جائز تھا چنانچہ فرشتوں نے آدمؑ کو سجدہ تحیت کیا، ف۴ صحیح قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک درخت معین کر دیا تھا جنت کے درختوں میں سے ہم کو کچھ علم نہیں کہ وہ کون سا درخت تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی صحیح حدیث میں بیان نہیں فرمایا اور اس قول کو ترجیح دی ہے امام ابن جریر اور ابن کثیر اور جامع البیان والے اور تفسیر کبیر والے نے اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ انبیاءؑ سے بھی کبھی خطا سرزد ہوتی ہے اور جو لوگ انبیاء کی عصمت کے مطلقاً قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ ترک اولیٰ ان سے سرزد ہو سکتا ہے واللہ اعلم، ف۵ شیطان آدمؑ اور حوا کے پاس گیا اور ان سے دوستی رچائی بعد اس کے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور یہ رائے دی کہ اس درخت میں سے جس کے پاس جانا منع تھا۔ کچھ لے کر کھاؤ تو تم کبھی نہ مروگے ہمیشہ ہمیشہ اس باغ میں عیش کروگے وہ دونوں اس مردود کے پھسلانے میں آگئے اور اس درخت میں سے کھانا کھاتے ہی بہشت کا لباس ان کے بدن سے جُدا ہو گیا اور برہنہ رہ گئے آخر اللہ تعالیٰ نے ان سب کو یعنی آدمؑ اور حوا کو اور ابلیس اور سانپ کو جنت سے اتار کر زمین میں پھینک دیا۔ آدمؑ سرندیپ میں اُترے اور حوّا جدّہ میں اور ابلیس ابلہ میں جو بصرہ کے اطراف میں ہے اور سانپ اصفہان میں ایک دوسرے کے دشمن یعنی اولاد آدم اور شیطان اور سانپ میں ہمیشہ عداوت اور دشمنی رہے گی ابوداؤد نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سانپ کو ڈر کر چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں،

فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعًا ۚ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ (البقرہ پ ۱ ع ۱)

سیکھ لیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کا قصور معاف کر دیا بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے[۱] ہم نے حکم دیا تم سب کے سب یہاں سے اترو اب اگر میری ہدایت (شریعت یا کتاب یا رسول) تم تک آئے تو اس پر چلنا جو میری ہدایت پر چلیں گے ان کو نہ ڈر ہوگا نہ غم[۲] اور جو لوگ نافرمانی کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہی دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے[۳]

۲۔ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۲۷﴾ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۹﴾ فَطَوَّعَتْ

اور (اے پیغمبر) ان لوگوں کو آدم کے دونوں بیٹوں ہابیل قابیل کا سچا قصہ سنا جب دونوں نے نیاز چڑھائی پھر ایک کی (ہابیل کی) نیاز قبول ہوئی اور دوسرے (قابیل) کی قبول نہیں ہوئی قابیل (حسد سے جل گیا) کہنے لگا میں تو ضرور تیری جان لوں گا ہابیل نے کہا کیوں میرا کیا قصور ہے اللہ تعالیٰ تو پرہیزگاروں کی (نیاز) قبول کرتا ہے[۴] اگر تو مجھ کو مار ڈالنے کے لیے اپنا ہاتھ مجھ پر چلائے گا تو میں تو تیرے مارنے کیلیے اپنا ہاتھ تجھ پر نہیں چلاؤں گا میں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا مالک ہے[۵] میں یہ چاہتا ہوں کہ تو میرا اور اپنا (دونوں کا) گناہ سمیٹ لے اور دوزخیوں میں شریک ہو جائے اور ظالموں کی یہی سزا ہے[۶] آخر قابیل کے نفس نے

---

[۱] وہ الفاظ یہ تھے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین، [۲] یعنی آخرت میں عذاب کا ڈر نہ ہوگا اور دنیا میں مرنے کا غم نہ ہوگا معلوم ہوا کہ پہلا حکم ہوتے ہی حضرت آدمؑ نے استغفار کیا اور قصور معاف ہو گیا پر جنت سے نکالے جانے کا حکم بحال رہا، [۳] یعنی جن لوگوں نے شریعت الٰہی کی پیروی کی وہ جنتی ہوئے اور جنہوں نے کفر کیا وہ دوزخی ہوئے، [۴] اس سے یہ غرض نہ تھی کہ میں پرہیزگار ہوں بلکہ یہ جتانا منظور تھا کہ تجھ میں تقویٰ اور خدا ترسی نہ ہوگی اسی لیے تیری نیاز منظور نہیں ہوئی تجھ کو چاہیے کہ ادب اور تقویٰ اختیار کرے مجھ کو کیوں مارتا ہے میرا کیا قصور ہے آدم کی اولاد میں سب سے پہلے قابیل نے حسد اور ظلم کیا اور ناحق خون کیا قیامت تک جو کوئی ایسا کرے گا اس کا دبال قابیل پر پڑتا رہے گا اسی نے یہ رستہ نکالا، [۵] سبحان اللہ صبر اور پرہیزگاری اس کو کہتے ہیں کہ ظالم کے ظلم پر خاموش ہو رہے اور خود کسی پر ظلم نہ کرے حدیث میں ہے کہ جب مسلمانوں میں آپس میں فساد ہو تو ہابیل کی طرح کر،

[۶] اس لیے جو ناحق مارا جائے وہ شہید ہوگا اس کے سارے گناہ ظالم کی گردن پر پڑیں گے جیسے حدیث میں کہ قیامت کے دن ظالم کی نیکیاں مظلوم کی جاویں گی اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں تو مظلوم کی برائیاں اس پر ڈالی جاویں گی۔

لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِىْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۚ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوْءَةَ اَخِىْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿٣١﴾ (المائدۃ پ ع ٥)

اس کو یہی سوجھا یا کہ اپنے بھائی کو مار ڈالے پھر اس کو مار ڈالا اور ٹوٹے والوں میں شریک ہو گیا [۱] پھر اللہ تعالٰے نے ایک کوا بھیجا وہ زمین کو کریدتا تھا اور دوسرے مردے کوّے کو اس میں چھپاتا تھا، اس کو یہ تبلانے کو کہ اپنے بھائی کی لاش کیوں کر چھپائے اس وقت قابیل کہنے لگا ہائے خرابی (اس کوّے سے بھی گیا گزرا) مجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ اس کوّے کی طرح ہوتا اور اپنے بھائی کی لاش چھپا دیتا پھر لگا پچھتانے [۲]

۳۔ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿١١﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿١٢﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿١٣﴾ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٤﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿١٥﴾

اور ہم نے (پہلے) تم کو پیدا کیا پھر تمہاری شکل بنائی [۳] پھر ہم نے فرشتوں سے کہا آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس سجدہ کرنے والوں میں نہ تھا (پروردگار نے) فرمایا اے ابلیس جب میں نے تجھ کو حکم دیا تو کس چیز نے تجھ کو سجدہ کرنے سے باز رکھا وہ کہنے لگا میں آدم سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا اور آدمؑ کو تو نے مٹی سے پیدا کیا [۴] (پروردگار نے) فرمایا تو [۵] اتر جا [۶] یہ تو تیرے لیے ہونا نہیں جو تو وہاں [۷] رہ کر غرور کرے نکل جا تو ذلیل ہے [۸] ابلیس کہنے لگا اس دن تک مجھے مہلت دے (یعنے زندہ رکھ) جس دن (مرنے کے بعد سب) اٹھائے جائیں گے (حقتعالی نے) فرمایا (اچھا منظور) تو ان میں سے ہے جن کو

[۱] جن کی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہوئے دنیا اس وجہ سے بھائی سا شفیق اٹھ گیا ساری خدائی میں خونی مشہور ہوا منہ کالا ہوا آخرت تو ظاہر ہے۔ [۲] مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ جب قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا تو اب گھبرایا کہ لاش کو کیا کرے وہ پھولنے اور سڑنے لگی آخر اللہ تعالٰے نے اس کی تعلیم کے لیے دو کوؤں کو بھیجا وہ خوب لڑے ایک مر گیا دوسرے کوّے نے چونچ سے زمین کھود کر اس کو اس میں دبا دیا ہابیل نے یہ دیکھ کر اس کا دفن کرنا سیکھا اور بھائی کو زمین میں گاڑا اس کے بعد قابیل بہت شرمندہ ہوا۔ [۳] پہلے آدم کا پتلہ کھڑا کیا، پھر اس کی صورت بنائی ناک کان آنکھ وغیرہ یا پہلے تم کو نطفہ میں پیدا کیا پھر ماں کے پیٹ میں تمہاری شکل اور صورت بنائی یا پہلے آدم کو پیدا کیا پھر آدم کی پیٹھ میں تم سب کی صورتیں بنائیں۔ [۴] اور آگ لطیف ہے نورانی، مٹی کثیف ہے ظلماتی شیطان نے اپنے قیاس اور عقل پر عمل کیا اور خدا کے حکم کی تعمیل نہ کی اس مردود کو یہ نہ معلوم ہوا کہ حکم کے مقابل قیاس کرنا جائز نہیں ہے آخر بہشت سے نکالا گیا اور اس پر خدا کا غضب اترا تو حاصل یہ ہے کہ جس مسئلہ میں آیت، یا حدیث صحیح موجود ہو اور کوئی شخص آیت اور حدیث کو چھوڑ کر اس کے خلاف قیاس پر عمل کرتے تو وہ ابلیس کا مقلد ہے اور قیامت کے دن اس کا حشر ابلیس ہی کے گروہ میں ہوگا معاذ اللہ۔ [۵] اگر ایسی شیخی کرتا ہے۔ [۶] آسمان سے یا بہشت سے۔ [۷] آسمان یا بہشت میں۔ [۸] ذلیلوں میں کا ایک۔ [۹] اس مردود نے درحقیقت تین قصور کئے تھے ایک تو حکم الٰہی کا نہ ماننا دوسرے فرشتوں کی جماعت سے الگ ہو جانا تیسرے اپنے تئیں بڑا سمجھنا اور آدم کو اپنے سے حقیر جاننا حالانکہ ہزاروں برس تک اس نے خدا کی بندگی کی تھی اور فرشتوں کا سردار اور معلم بن گیا تھا مگر ایک ذرا سے غرور و تکبر میں ساری محنت برباد ہوگی،

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۭ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا

(قیامت تک) مہلت دی گئی[1]۔ ابلیس نے کہا جب تو نے مجھ کو بے راہ کر دیا[2] میں بھی تیری سیدھی راہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا پھر ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کی داہنی طرف سے[3] اور ان کی بائیں طرف سے ان کے پاس آؤں گا[4] اور تو اکثر آدمیوں کو شکر گزار (موحد) نہ پائے گا۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا رذالے مردود چل نکل جا ان میں سے[5] جو آدمی تیری راہ پر چلیں گے میں ضرور (ان سے اور تجھ سے) تم سب سے دوزخ کو بھر دوں گا۔ اور اے آدم تو اور تیری بی بی (دونوں) جنت میں رہو پھر جہاں سے چاہو (جنت کا میوہ) کھاؤ اور اس درخت کے پاس مت پھٹکو[6] تو گناہ گاروں میں ہو جاؤ گے[7] پھر (میاں بی بی) دونوں کو شیطان نے بہکایا اس کا مطلب یہ تھا کہ ان کا ستر جو ڈھکا ہوا ہے ان دونوں کو کھول دکھاوے[8] اور کہنے لگا تمہارے مالک نے جو تم کو اس درخت سے منع کیا ہے تو صرف اس لیے کہ اس نے تم دونوں کا فرشتے بن جانا (یا جنت میں) ہمیشہ رہنا برا سمجھا[8] اور ان سے قسمیں کھانے لگا میں بے شک تمہارا خیر خواہ ہوں۔ آخر دھوکا دے کر ان کو جھکا لیا جونہی انہوں نے وہ درخت چکھا[9] ان کے ستر (شرم گاہ) ان کو دکھائی دینے لگے[10] اور دونوں (شرم سے) بہشت کے پتے اپنے اوپر چپکانے (جوڑنے لپیٹنے) لگے اور پروردگار[11] نے ان کو آواز دی[12] کیا میں نے تم کو اس درخت

---

[1] یعنی پہلے صور تک جب ساری دنیا فنا ہوگی جیسے دوسری آیت میں ہے انک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم حق تعالیٰ کا رحم و کرم یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اتنی شرارت اور نافرمانی پر بھی اس کی ایک دعا اور عرض قبول فرمائی اس میں بڑی حکمت تھی اچھوں کا بروں سے امتحان اور دوزخ اور بہشت دونوں کا آباد کرنا منظور تھا اور جس غرض کے لیے انسان پیدا کیا گیا اس کا پورا کرنا، [2] یعنی گمراہ یا ملعون یا میرا کام خراب کر دیا میں نے کیا قصور کیا جو مجھ کو گمراہ کر دیا یا خیر تو نے مجھ کو گمراہ کیا اس گمراہی کیساتھ میں بھی الخ، [3] دشمن اپنی چار طرفوں سے آتا ہے اوپر اور نیچے سے نہیں آتا اس لیے اوپر اور نیچے کو چھوڑ دیا، [4] آسمان میں سے یا بہشت میں سے، [5] اگر ایسا کرو گے، [6] اس کی تفسیر سورہ بقرہ کے چوتھے رکوع میں گذر چکی ہے، [7] حسن نے کہا شیطان زمین میں سے آدم کو بہکاتا تھا اور اس کے بہکانے کا اثر بہشت تک پہنچتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسی قوت دی ہے اور یہ قصہ جو مشہور ہے کہ شیطان سانپ کے پیٹ میں سما کر بہشت میں گیا اس کی سند صحیح نہیں، [8] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے تمہارے مالک نے تم کو اس درخت سے منع کیا ہے مگر اس لیے ایسا نہ ہو کہ تم دونوں فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ اس مردود نے آدم اور حوا کو یوں بہکایا کہ اگر اس درخت میں سے ذرا بھی چکھو تو تم فرشتے ہو جاؤ گے پھر کھانے پینے کی تم کو احتیاج نہ رہے گی فرشتوں کی طرح ہر جگہ اڑتے پھرو گے، [9] یعنی اس کے پھل کھائے، [10] یعنی بہشتی پوشاک اتر گئی، [11] یہ حال انکا دیکھ کر، [12] اس آیت سے اور بہت سی آیتوں اور حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ اللہ کے کلام میں آواز ہے اور فرشتے اور آدمی اسکی آواز سن سکتے ہیں اہل حدیث کا یہی مذہب ہے ربانی

الشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ (٢٢) قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (٢٣) قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ (٢٤) قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ (٢٥)

(کے کھانے سے) منع نہیں کر دیا تھا اور تم سے نہیں کہہ رہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے وہ دونوں (آدم اور حوا) کہنے لگے مالک ہمارے ہم نے اپنے تئیں آپ تباہ کیا اور اگر تم ہم کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے (تو بے شک ہم ٹوٹا پانے والوں میں ہوں گے (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تم اتر جاؤ تم میں ایک کا ایک دشمن رہے گا اور (ایک وقت تک[1] تم کو زمین رہنا اور فائدہ اٹھانا ہے[2] [3] فرمایا تم زمین ہی میں زندگی کاٹو گے اور وہیں مرو گے اور وہیں سے (دو بارہ) حشر کے دن نکالے جاؤ گے۔

(الاعراف پ۸ ع۲)

۴۔ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ (١٧٢) أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِن قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّن بَعْدِهِمْ ۖ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ (١٧٣)

اور[4] جب تیرے مالک نے آدم کی[5] اولاد سے[6] ان کی پشت سے ان کی اولاد نکالی اور خود ان کو ان پر گواہ کیا[7] (اس نے فرمایا) کیا میں تمہارا مالک نہیں ہوں انہوں نے کہا بیشک[8] ہم اس بات کے گواہ ہیں[9] تم قیامت کے دن یوں کہنے لگو ہم تو اس بات سے (کہ تو ہمارا مالک ہے) بے خبر تھے یا یوں کہو کہ ہمارے باپ دادا نے پہلے شرک کیا اور ہم ان کے بعد ان کی اولاد ہوئے کیا تو ہم کو اس کام کے بدلہ میں ہلاک کرتا ہے جو خطا واروں نے کیا[9] اور[10]

(بقیہ صفحہ سابقہ) اور جہمیہ اور معطلہ اور معتزلہ یہانتک کہ پچھلے اہل کلام نے بھی اپنی اپنی عقاید کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس کی کلام میں آواز اور حرف نہیں ہیں اور یہ بالکل غلط ہے، اگر آواز نہ ہوتی تو حضرت موسیٰؑ نے کیا سنا اور صحیح حدیث میں ہے کہ فرشتے اس کی آواز سنتے ہیں اور قیامت کے دن وہ آواز کرے گا جس کو نزدیک اور دور والے سب سنیں گے اور اگر حروف نہ ہوتے تو پھر اس کی آواز کو حضرت موسیٰؑ کیوں کر سمجھ سکتے، دوسرے اگر حروف نہ ہوں تو قرآن عربی زبان میں اور توریت عبرانی زبان میں اور انجیل سریانی زبان میں کیونکر ہو سکتے ہیں ساری کتابیں ایک طرح ہوتی تھیں امام احمدؒ نے فرمایا کہ جو لوگ قرآن کے الفاظ کو مخلوق کہتے ہیں وہ جہمیہ سے بھی بدتر ہیں اہلحدیث کے نزدیک قرآن کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ تعالیٰ کا کلام ہے،

[1] یعنی مرنے تک یا قیامت تک، [2] یعنی کھانا پینا دنیا کی زندگی کے سامان اس کی تفسیر سورہ بقرہ کے چوتھے رکوع میں گذر چکی ہے، [3] اللہ تعالیٰ نے یہ بھی، [4] اے پیغمبرؐ وہ وقت یاد کر، [5] اور اسی طرح آدمؑ سے، [6] آدم کی اولاد سے ان کی اولاد سب نکالی تو گویا آدمؑ کی اولاد نکالی۔ بعضوں نے کہا بنی آدم سے خود آدمؑ مراد ہیں صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا انہوں نے کہا میں نے آنحضرتؐ سے سنا آپؐ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا پھر ان کی پیٹھ پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرا اور ان کی اولاد کو نکالا اور فرمایا میں نے ان لوگوں کو جنت کے لیے پیدا کیا پھر ہاتھ پھیرا اولاد کو نکالا اور فرمایا میں نے ان کو دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے، [7] تو ہی ہمارا مالک ہے [8] بعضوں نے کہا یہ فرشتوں کا قول ہے اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کے اقرار پر انکو گواہ کر دیا ہم نے یہ اس لیے کیا ایسا نہ ہو تم قیامت الخ [9] یعنی ہمارے باپ دادوں نے وہی مجرم تھے انہوں نے اس کی بنا ڈالی اب اس عذر کا اللہ تعالیٰ نے موقع نہیں رکھا ہر شخص سے توحید پر قائم رہنے کا عہد لیا اور چونکہ دنیا میں وہ عہد بھول گیا تھا اس کے یاد دلانے کے لیے پیغمبرؑوں کو بھیجا اور عقل دی، [10] جیسے ہم نے یہ مضمون تفصیل کے ساتھ بیان کیا،

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ (الاعراف پ ۹ ع ۲۲)

اسی طرح ہم آیتوں کو تفصیل سے بیان کرتے [۱] اور تا کہ [۲] وہ لوٹ آئیں۔

۵۔ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ (الاعراف پ ۹ ع ۲۴)

خدا وہی ہے جس نے تم کو ایک جان (آدمؑ) سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا نکالا [۳] تا کہ اس کا دل اس سے لگ جائے [۴] پھر جب آدمؑ نے حوا کو ڈھانپا [۵] اس کو ہلکا سا بوجھ معلوم ہوا اور چلتی پھرتی رہی [۶]۔ جب بوجھل ہوئی تو دونوں نے [۷] اپنے مالک اللہ تعالےٰ سے دعا کی اگر تو ہم کو اچھا پورا بچہ [۸] عنایت فرمائے گا تو ہم بیشک ضرور تیرے شکر گزار ہوں گے جب اللہ نے ان کو اچھا پورا بچہ دیا تو حوا اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا تھا اس میں اللہ کے شریک بنانے لگے [۱۰] اور اللہ ان کے شرک سے برتر ہے [۱۱]۔

۶۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ

اور جب [۱۲] تیرے مالک نے فرشتوں سے کہا میں کھن کھناتے کالے سڑے گارے سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں جب میں اس کو پورا چکوں اور اس میں اپنی جان پھونک دوں تو تم اس کی (تعظیم کے) لیے سجدے میں گر پڑنا [۱۳] تو سب [۱۴] فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے یہ نہ مانا کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں شریک ہو اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے ابلیس تو سجدہ کرنے والوں میں کیوں شریک نہیں ہوتا (اور میرا حکم کیوں نہیں سنتا) وہ کہنے لگا میں تو ایک بشر کو جس کو تو نے کھن کھناتے کالے سڑے گارے سے بنایا سجدہ

---

[۱] اس میں بہت سے فائدے ہیں، [۲] دوسری غرض یہ ہے۔ [۲] ناحق کو چھوڑ دیں یا اس عہد کی طرف لوٹ آئیں، [۳] یعنی حوا کو آدم کی پسلی سے پیدا کیا، [۴] کیونکہ وہ اسی کا ایک ٹکڑا تھی، [۵] یعنی ان سے صحبت کی، [۶] یا اس کو شک ہوا کہ حمل ہے یا نہیں یا آتی جاتی رہی یا اٹھتی بیٹھتی رہی [۷] یعنی آدمؑ اور حوّا نے۔ [۸] جو لولا لنگڑا نہ ہو یا مردہ بچہ، [۱۰] صحیح یا حسن حدیث میں ہے کہ جب حوا جنیں تو ابلیس ان کے پاس آیا ان کا کوئی لڑکا زندہ نہیں رہتا تھا ابلیس نے کہا اس کا نام عبد الحارث رکھو تو یہ زندہ رہے گا حارث شیطان کا نام تھا لیکن حوا کو اس کی خبر نہ تھی، انہوں نے اس بچے کا یہی نام رکھ دیا یہ شیطان کے اشارے سے ہوا یہی صحیح مطلب ہے اس آیت کا اور جنہوں نے اس پر اعتراض کیا ہے انھوں نے غور نہیں کیا وہ کہتے ہیں کہ اس میں پیغمبروں کی طرف شرک کا گناہ منسوب ہوتا ہے جس سے پیغمبر پاک ہیں ان کا جواب یہ ہے کہ شرک حوّا سے صادر ہوا نہ آدمؑ سے اور حوّا پیغمبر نہ تھیں، [۱۱] یعنی قریش کے کافروں کے شرک سے یہ علیحدہ کلام ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آدم اور حوّا کے شرک سے اللہ برتر ہے اگر یہ مراد ہوتی تو یشرکان ہوتا بہ صیغہ تثنیہ، [۱۲] اے پیغمبرؐ وہ وقت یاد کر، [۱۳] یہ سجدہ عبادت کا نہ تھا بلکہ صرف تحیت اور تعظیم کا اور اگلی شریعتوں میں یہ جائز تھا جیسے اوپر گذر چکا، [۱۴] جب اللہ تعالیٰ نے اس کو بنایا اور اس میں جان پھونکی،

تَسْنُونٍ ﴿٣٣﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٣٤﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ﴿٣٥﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٣٦﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿٣٧﴾ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿٤٢﴾ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٣﴾ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ ﴿٤٤﴾ (الحجر پ۱۴ ع ۳)

۷۔ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ﴿٦١﴾ قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ

کرنے والا نہیں[1] اللہ تعالیٰ نے فرمایا[2] تو چل دور ہو، جنت سے نکل[3] جا تو مردود ہے[4] اور قیامت کے دن تک تجھ پر پھٹکار ہے (اس کے بعد سخت عذاب بھی ہوگا) ابلیس نے کہا مالک میرے[5] تو مجھ کو اس دن تک مہلت دے جس دن تک لوگ (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے[6] پروردگار نے فرمایا اچھا تجھ کو ٹھہرے ہوئے وقت کے دن تک مہلت[7] ہے[8] کہنے لگا مالک میرے جیسے تو نے جیسے تو نے مجھ کو بے راہ کر دیا ہے میں بھی ضرور[9] ان کو زمین میں[10] بھلے کر دکھاؤں گا اور میں ضرور ان سب کو بے راہ کر دوں[11] گا مگر ان میں جو تیرے مخلص بندے ہیں[12] اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہی تو سیدھی راہ ہے جو مجھ کو کرنا ہے[13] جو میرے مخلص اور مقبول بندے ہیں ان پر تیرا کچھ زور نہ چلے گا مگر جو تیری راہ چلیں گمراہوں میں سے (ان پر تیرا بہکانا اثر نہ کرے گا) اور ان سب لوگوں کے لیے (جو تیری راہ چلیں گے) جہنم کا وعدہ ہے اس کے سات دروازے ہیں (یعنے سات طبقے) ہر دروازے کیلیے ایک فرقہ بٹا ہوا ہے[14] اور (وہ وقت یاد کر) جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو پھر سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے وہ کہنے لگا کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے بنایا کہنے لگا بتلا تو سہی تو نے جو اس کو (آدمؑ کو) مجھ پر بزرگی دی (تو کیوں بزرگی دی) اگر مجھ کو قیامت تک تو مہلت دے

[1] کیونکہ میں آگ سے بنایا گیا اور آگ مٹی سے بہتر ہے مردود نے ایک تو حکم کے مقابل قیاس کیا دوسرے قیاس بھی غلط یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ آگ مٹی سے بہتر ہے آگ کو بہت مدت چاہیے جب وہ مٹی بنے، [2] جب میرا حکم تو نہیں مانتا اور اپنے عقلی گھوڑے دوڑاتا ہے تو چل دور ہو، [3] یا اس مرتبے سے جو تجھ کو دیا گیا ہے، [4] راندہ درگاہ ملعون خدا تعالیٰ کی رحمت سے محروم، [5] جب تو نے مجھ کو مردود ہی کر دیا تو الخ [6] مردود کا مطلب یہ تھا کہ کبھی اس کو موت نہ آئے کیونکہ حشر کے بعد پھر موت ہی نہیں بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ دنیا کے تمام ہونے تک مجھ کو مہلت دے، [7] یعنی پہلے صور تک اس کے بعد شیطان بھی مرے گا اور چالیس برس تک مردہ رہے گا جب تک دوسرا صور پھونکا جائے گا اور سب لوگ دوبارہ زندہ ہوں گے، [8] پھر جب شیطان نے پروردگار سے وعدہ لے لیا کہ قیامت تک وہ رہے گا تو کہنے لگا الخ [9] یعنی آدم کی اولاد کو، [10] گناہ یا دنیا کے ساز و سامان، [11] مردود نے بے ادبی پر کمر باندھی گو راہ دکھلانیوالا اور بے راہ کرنے والا خدا ہی ہے مگر ادب والے بندے قصور کو اپنی طرف نسب کرتے ہیں اور اچھی بات کو پروردگار کی طرف، [12] چنے ہوئے ان کو میں گمراہ نہ کر سکوں گا، [13] یعنی میری تقدیر بھی یہی ہے اور اسی لیے میں نے تجھ کو پیدا کیا اور گمراہ بھی کیا تو آدمؑ کی اولاد کو بہکا دے اور ان کو شرک اور کفر اور گناہ میں پھنسا دے مگر جو میرے مقبول اور خاص بندے ہیں ان پر تیرا زور کچھ نہ چلے گا، [14] حضرت علیؓ نے فرمایا جہنم کے دروازے تلے اوپر ہیں کہتے ہیں جہنم کے سات طبقے ہیں جہنم، لظی، حطمہ، سعیر، سقر، جحیم، ہاویہ، پہلے میں گناہ گار مسلمان دوسرے میں یہود تیسرے میں نصاریٰ چوتھے میں صابئین پانچویں میں مجوس چھٹے میں مشرک ہند و بودھ وغیرہ ساتویں میں منافق رہیں گے جو سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔

الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾

(بنی اسرائیل پ ۱۵ ع ۷)

تو میں ضرور اس کی اولاد کی جڑ کاٹ ڈالوں گا مگر تھوڑے سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا چل (دور ہو) جو شخص ان میں سے تیری پیروی کرے گا تو (اے شیطان تیری اور ان کی) تم سب کی سزا جہنم ہے پوری سزا۔ اور ان میں سے جس کو تو اپنی آواز سے پھسلا سکے پھسلا اور ان پر اپنے (لشکر کے) سوار اور پیادے چڑھا لا (ہر طرح سے ان کو بہکا) اور مال اور اولاد میں ان کا ساجھی (شریک) بن[1] جا اور ان سے (جھوٹے جھوٹے) وعدے کر[2] اور شیطان تو ان سے جو وعدہ کرتا ہے اس میں دغا ہی دغا ہے[3] جو میرے خاص بندے ہیں ان پر تیرا کچھ زور نہ چلے گا اور تیرا مالک بس ہے کام بنانے والا[4]۔

۸۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾ (بنی اسرائیل پ ۱۵ ع ۷)

اور ہم نے آدمؑ کی اولاد کو (اور جانوروں پر) عزت دی[5] اور خشکی اور تری میں ان کو سواری دی[6] اور مزے مزے کی چیزیں کھانے کو دیں اور ہم نے ان کو اپنی بہتیری مخلوقات پر بزرگی دی بڑی بزرگی[7]

۹۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ

اور (اے پیغمبرؐ وہ وقت یاد کر) جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو پھر انہوں نے (سب نے) سجدہ کیا پر ابلیس نے (سجدہ نہیں کیا) وہ جنات میں سے تھا[8] تو اپنے مالک کے حکم سے باہر ہوا (نافرمانی کی) کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو مجھ کو چھوڑ کر اپنا رفیق بناتے ہو[9] حالانکہ وہ (ابلیس اور اس کی اولاد) تمہارے دشمن ہیں ظالموں نے (خدا کو چھوڑ کر) کیا برا بدلہ لیا[10] میں نے

---

[1] مال میں شیطان کی شرکت یہ ہے کہ حرام کے ذریعہ سے کمایا جائے مثلاً چوری ڈاکہ رشوت سود خواری سے یا حرام کاموں میں خرچ کیا جائے مثلاً گانے بجانے شراب خوری رنڈی بازی پتنگ بازی مرغ بازی وغیرہ میں اولاد میں شرکت یہ ہے کہ زنا سے اولاد پیدا ہو یا اولاد کا نام وہ رکھا جائے جو شرک ہے جیسے عبد الحارث عبد العزیٰ وغیرہ یا اولاد کو وہ پیشے سکھائے جائیں جو حرام ہیں مثلاً ناچنا گانا بجانا زنا کاری وغیرہ ابن عباسؓ سے ایک شخص نے کہا میری عورت جاگی اس کی شرم گاہ میں ایک آگ کا شعلہ تھا انہوں نے کہا یہ شیطان کا جماع ہے، [2] کہ آخرت کوئی چیز نہیں صرف دنیا ہی کی زندگی ہے خوب عیش کر لو، یا خدا بخشنے والا ہے گناہوں سے ڈرنا کچھ ضرور نہیں، [3] فریب ہی فریب وعدہ کیا ہے دھوکے کی ٹٹی ہے معاذ اللہ، [4] جو کوئی اس پر بھروسا کرے گا اس کا شیطان کچھ بگاڑ نہ سکے گا، [5] ان کی صورت اور شکل دوسرے جانوروں سے اچھی بنائی ان کے کھانے پینے کے سامان عمدہ کئے وہ ہاتھ سے کھاتے ہیں دوسرے جانور منہ سے تا ان کو عقل اور نطق اور تمیز دیا یا مردوں کو داڑھی دی عورتوں کو چوٹی یا تمام جانوروں کو ان کا تابعدار بنایا، [6] خشکی میں گاڑی گھوڑے جانور اور تری میں کشتی اور جہاز، [7] فرشتوں کے سوا اور تمام مخلوقات پر تو آدمی کو بہت بزرگی ہے اب فرشتوں پر بزرگی ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے، اور آیت سے یہ نہیں نکلتا کہ فرشتوں کو آدمی پر بزرگی ہے بلکہ یہ نکلتا ہے کہ آدمی کی بزرگی فرشتوں پر بڑی نہیں ہے، [8] مگر عبادت کی وجہ سے فرشتوں کا استاد بن گیا تھا، [9] میری نافرمانی کرتے ہو اور اس کی اطاعت کرتے ہو، [10] شیطان کی اطاعت اختیار کی۔

خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿۵۱﴾

(الکہف پ ۱۵ ع ۷)

ان شیطانوں کو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا نہیں دکھلایا[1] اور نہ خود ان کا پیدا ہونا[2] اور میں ان شیطانوں کی مدد لینے والا نہیں[3]

۱۔ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلٰى آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِآدَمَ فَسَجَدُوْا إِلَّا إِبْلِيْسَ أَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰى آدَمُ رَبَّهُ

اور ہم (اس سے پہلے) آدم کو حکم دے چکے ہیں (کہ گیہوں کے درخت کے قریب نہ جانا) پھر وہ (ہمارے حکم کو) بھول گیا (اس کے خلاف کر لیا) اور ہم نے اس میں مضبوطی نہ پائی[4] اور (اے پیغمبرؐ) جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو پھر انہوں نے (سب نے) سجدہ کیا مگر ابلیس (شیطان نے) نہ[5] مانا پھر ہم نے کہہ دیا آدمؑ یہ (ابلیس) تیرا اور (تیری بی بی کا) دشمن ہے ایسا نہ ہو وہ تم کو جنت سے باہر کرائے اور تو آفت میں پھنس[6] جائے یہاں بہشت میں تو تیرے لیے یہ فائدہ ہے نہ تو بھوکا رہتا ہے نہ ننگا[7] اور اس میں نہ تو پیاسا ہوتا ہے اور نہ دھوپ میں جلتا ہے[8]۔ پھر شیطان نے اُس کو پھسلایا (آدم کا دوست بنا اور قسم کھا کر) کہنے لگا آدم کیا میں تجھ کو وہ درخت بتا دوں (جس کے کھانے) سے ہمیشہ زندہ رہے اور وہ بادشاہت جو کبھی مٹے نہیں[9] آخر[10] انہوں نے اس درخت میں سے (کچھ) کھایا اسی وقت ان کے شرم کی چیزیں ان پر کھل گئیں[11] اور دونو بہشت (باغ) کے پتے (اپنا ستر چھپانے کو) اپنے اوپر چپکانے لگے اور آدم نے اپنے مالک کا فرمانا نہ سُنا

[1] وہ اس وقت موجود نہ تھے نہ ان کے بنانے میں شریک تھے۔ [2] مطلب یہ ہے کہ آسمان اور زمین کو اکیلے میں نے بنایا ہے ان شیطانوں نے دیکھا بھی نہیں نہ یہ اس میں شریک تھے بلکہ جس وقت خود یہ پیدا ہوئے ہیں تو ایک دوسرے کی پیدایش بھی دیکھ نہ سکے پھر یہ خدا کے شریک کیسے ہو سکتے ہیں۔ [3] جن کا کام خلق کو گمراہ کرنا اور شرارت کرنا ہے اس قصے کا تعلق اگلے مضمون سے یہ ہے کہ یہ مالدار مشرک جو دنیا کے مال و دولت پر فخر و غرور کرتے ہیں اور غریب مسلمانوں کو حقیر سمجھتے ہیں شیطان کے تابع ہیں شیطان نے بھی اسی طرح غرور کیا اور آدمؑ کو حقیر جان کر سجدہ نہ کیا آخر جنت سے نکالا گیا اور مردود ہوا۔ [4] شیطان کے بہکانے سے پھسل گئے اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو بھلا دیا اس کا کچھ خیال نہ کیا۔ [5] اس نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ [6] یہاں تو چین سے گذرتی ہے محنت روٹی ملتی ہے بہشت سے اگر نکلا تو یہ چین کہاں محنت مشقت پسینہ بہا کر کھیتی باڑی کرنا ہوگا جب کہیں روٹی ملے گی۔ [7] کھانے کو طرح طرح کے بہشتی میوے موجود ہیں پہننے کو وہ بہشتی لباس جو میلا ہی نہیں ہوتا۔ [8] اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ دنیا میں آدمی کو چار ہی باتیں ضروری ہیں ایک تو بھوک روکنے کے لیے کچھ کھانا دوسرے پیاس مٹنے کے لیے پانی تیسرے ستر ڈھانکنے کے لیے کچھ کپڑا چوتھے گرمی اور سردی سے بچنے کے لیے ایک جھونپڑا بس یہ چار چیزیں جب پروردگار عطا فرمائے تو اور چیز دل کی فکر نہ کرے وہ سب فضول ہیں۔ [9] حدیث میں ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو برس تک چلتا رہے اور وہ ختم نہ ہو وہی ہمیشگی کا درخت ہے۔ [10] آدمؑ اور حوّا دونوں شیطان کے پھسلانے میں آ گئے۔ [11] بہشتی لباس اتر گیا۔

نَغَوٰی ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰہُ رَبُّہٗ فَتَابَ عَلَیْہِ وَھَدٰی ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾ (طٰہٰ پ ۱۶ ع ۷)

آخر بھٹک گیا[1] پھر اس کے مالک نے اس کو سرفراز کیا اور اس کی توبہ قبول کی اور اس کو ہدایت کی[2] (جب آدم اور حوا نے اس درخت میں سے کھایا تو) اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونو بہشت میں سے (زمین پر) اترو تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن رہے گا[3] پھر اگر میری طرف سے تم پر ہدایت[4] آئے تو جو کوئی میری ہدایت پر چلے نہ وہ (دنیا میں) بہکے گا اور نہ آخرت میں بدنصیب ہوگا[5]

۱۱۔ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ (السبا پ ۲۲ ع ۲)

اور شیطان نے[6] اپنا گمان سبا والوں پر سچ کر دکھایا وہ اس کے کہنے میں آ گئے مگر ایک گروہ ایمان والوں کا (شیطان کے شر سے بچ رہا) اور شیطان کا کچھ زور تو ان پر نہ تھا مگر ہم کو (خود) یہ دکھانا منظور تھا کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون اُس میں شک کرتا ہے[7] (اے پیغمبرؐ) تیرا مالک ہر چیز پر نگہبان ہے۔

۱۲۔ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۚ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾ (یٰس پ ۲۳ ع ۴)

(اے آدم) کی اولاد کیا میں نے تم سے (پیغمبروں کی ذریعہ سے) نہیں کہہ دیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور مجھ ہی کو پوجتے رہنا یہی (توحید کا رستہ) سیدھا ہے اور (یہ کہہ دینے پر بھی) شیطان نے تم میں سے بہت سی خلقت کو گمراہ کر دیا کیا تم کو عقل نہیں تھی[8]

۱۳۔ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ

جب تیرے مالک نے فرشتوں سے فرمایا میں کیچڑ سے ایک انسان بنانا چاہتا ہوں پھر جب میں اس کو تیار کر لوں اور اس میں اپنی (پیدا کی ہوئی) جان

---

[1] شیطان مردود نے جو اپنے دل میں سوچا تھا کہ آدم بھی میری طرح تباہ ہوں وہ پورا نہ ہوا ان کا رونا اور عاجزی کرنا اور معافی چاہنا بارگاہ الٰہی میں اور زیادہ تقرب کا باعث ہوا حدیث میں ہے قسم خدا کی اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کرے گا جو گناہ کریں پھر اس سے معافی مانگیں اگر لاکھ عبادت اور تقویٰ ہو لیکن ذرا بھی دل میں یہ سمائی کہ ہم بھی کچھ ہیں تو سب گیا گذرا ایسی عبادت اور تقوے سے جس سے غرور پیدا ہو سو درجے وہ گناہ بہتر ہے جس کے بعد آدمی روئے اور گڑگڑائے اور اپنے مالک سے معافی مانگے اور اپنے تئیں سب سے حقیر سمجھے، [2] کہ اب توبہ قائم رہنا گناہ نہ کرنا، [3] یعنی تمہاری اولاد میں باہم دشمنی رہے گی، [4] میرا پیغمبر آئے یا میرا کلام، [5] معلوم ہوا کہ اللہ تعم کی کتاب پر چلنا دنیا اور آخرت دونوں بنالیتا ہے۔ [6] آدمؑ کی پیدایش کے بعد جو گمان کیا تھا کہ اس کی اولاد کو بھٹکا دوں گا اس نے اپنا گمان الخ، [7] معلوم ہوا کہ آخرت میں شک کرنا کفر ہے اور جیسے آخرت کا انکار کرنے والے دوزخی ہیں ویسے ہی شک کرنے والے بھی دوزخ کے کندے بنیں گے، [8] تم یہ نہ سمجھے کہ جب شیطان ہمارا دشمن ہے تو اس کا کہنا کیوں مانیں حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن دوزخ میں سے ایک گردن نکلے گی وہ کہے گی اے آدمیو کیا میں نے تم سے نہیں کہہ دیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا اخیر تک۔

فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ (۷۲) فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ (۷۳) إِلَّا إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ (۷۴) قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ (۷۵) قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ (۷۶) قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ (۷۷) وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ (۷۸) قَالَ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ (۷۹) قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ (۸۰) إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ (۸۱) قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ (۸۲) إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ (۸۳) قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ (۸۴) لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ (۸۵)

(ص، پ ۲۳ ع ۵)

پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدے میں گر پڑنا[۱] تو سارے فرشتوں نے سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے (سجدہ نہ کیا)، وہ شیخی میں آ گیا اور منکر ہو بیٹھا[۳] پروردگار نے فرمایا ابلیس تو نے اس کو کیوں سجدہ نہیں کیا جس کو میں نے اپنے (خاص) دونو ہاتھوں سے بنایا[۴] کیا تو شیخی میں آ گیا یا (حقیقت میں) تیرا درجہ بلند ہے[۵] ابلیس نے کہا (اسے کیوں سجدہ کروں) میں تو اس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے آگ سے بنایا اور اس کو تو نے کیچڑ سے بنایا[۶] پروردگار نے فرمایا پھر تو تو وہاں سے نکل جا کیونکہ تو مردود ہوا[۸]۔ اور قیامت تک تجھ پر میری پھٹکار برستی رہے گی[۹] ابلیس نے کہا مالک میرے مجھ کو اس دن تک مہلت دے (جب سب لوگ دوبارہ زندہ ہو کر) اٹھائے جائیں گے)، پروردگار نے فرمایا (اچھا) تجھ کو اس دن تک مہلت ہے جس کا وقت مقرر ہے[۱۰] وہ بولا تیری عزت کی قسم اب تو میں سب آدمیوں کو گمراہ کر دوں گا مگر جو ان میں خالص تیرے بندے ہوں[۱۱] گے پروردگار نے فرمایا سچ تو یہ ہے کہ میں سچ ہی کہا کرتا ہوں میں بھی تجھ سے اور ان (آدمیوں میں سے) جو تیری راہ پر چلیں گے ان سے سب سے ضرور دوزخ کو بھر دوں گا[۱۲]۔

۳۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ (۱۳) (الحجرات، پ ۲۶ ع ۲۴)

لوگو ہم نے تم (سب) کو ایک مرد (آدم ؑ) اور ایک عورت (حوا) سے بنایا[۱۳]

[۱] یعنی تعظیم اور ادب کا سلام بجا لانا اس آیت کی تفسیر اوپر کئی بار گذر چکی ہے۔ [۲] جب آدم کا پتلہ تیار ہوا اور اس میں جان ڈالی گئی، [۳] یا وہ پہلے ہی سے اللہ کے علم میں منکروں میں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں کفر لکھ دیا تھا قسمت کا لکھا پورا ہوا۔ [۴] اہل حدیث اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کو ثابت کرتے ہیں اور ان کی تاویل نہیں کرتے حدیث میں ہے کہ تین چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا آدم کا پتلہ اپنے ہاتھ سے بنایا اور توریت کو اپنے ہاتھ سے لکھا اور فردوس میں درخت اپنے ہاتھ سے گاڑے۔ [۵] تو اس مرتبے پر پہنچ گیا ہے کہ میرا حکم نہ سنے۔ [۶] ہوا اور آگ مٹی سے درجے میں زیادہ ہے آگ لطیف ہے اوپر کو جانا چاہتی ہے اور مٹی کثیف نیچے کو جانا چاہتی ہے۔ [۷] وہاں سے الخ یعنی بہشت سے یا آسمان سے یا ہماری بارگاہ سے یا اپنی نورانی خلقت سے۔ [۸] کہتے ہیں شیطان پہلے سفید نورانی تھا جب سے نافرمانی کی کالا بدصورت ہو گیا۔ [۹] پھر قیامت کے دن ہمیشہ کے لیے سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔ [۱۰] یعنی صور پھونکے جانے تک۔ [۱۱] وہ شاید میرے بہکانے میں نہ آئیں۔ ان سب آیتوں کی تفسیر اوپر کئی بار گذر چکی ہے۔ [۱۲] مجھے اول ہی سے یہ سب معلوم تھا اور میں نے دوزخ تیرے راہ پر چلنے والوں کے لیے اور بہشت اپنے اچھے بندوں کے لیے تیار کر رکھی تھی۔ [۱۳] سب آدم ؑ کی اولاد ہیں پھر نسب اور حسب پر فخر کرنا اور دوسرے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ذلیل جاننا سخت نادانی ہے۔

قِصَّةُ مُوسٰى وَهَارُوْنَ وَقَارُوْنَ وَطَالُوْتَ وَعُزَيْرٍ وَبَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ وَاَهْلِ الْكِتَابِ (۵۹)

باب ۵۹ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام اور قارون اور طالوت اور حضرت عزیرؑ اور بنی اسرائیل اور اہل کتاب کے حالات اور صفات

۱۔ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾

(البقرۃ پ ۱ ع ۵)

اے اسرائیل حضرت یعقوبؑ بن اسحاق بن ابراہیم کی اولاد میرا وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیا اور اپنا وہ اقرار پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا ہے میں بھی اپنا اقرار جو تم سے کیا ہے پورا کروں گا اور میرا ہی ڈر رکھو[1]

۲۔ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔـا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ

اسرائیل کے بیٹو میرے اس احسان کو یاد کرو جو میں تم پر کر چکا اور وہ جو میں نے تم کو[2] سارے جہان کے لوگوں پر بزرگی دی تھی[3] اور اس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کے کچھ کام نہ آوے گا نہ اس کی سفارش سنی جاوے گی نہ بدلہ (یعنے روپیہ وغیرہ بطور فدیہ) کے منظور ہو گا نہ مدد ملے گی[4] اور (یاد کرو) جب ہم نے تم کو (یعنے تمہارے باپ دادوں کو) فرعون کے لوگوں سے نجات دی وہ تم کو بڑی تکلیف دیتے

[1] اسرائیل کے معنے عبداللہ یہ لقب ہے حضرت یعقوبؑ کا مراد یہودیوں کی قوم ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے باپ دادوں پر بڑے بڑے احسان کئے تھے [2] یعنی تمہارے باپ دادوں کو، [3] یہود کہتے تھے کہ ہم کیسے ہی گناہ کریں کچھ فکر نہیں ہمارے باپ دادے پیغمبرؑ تھے وہ ہم کو چھوڑالیں گے اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کیا اور فرمایا کہ قیامت کا دن ایسا ہولناک ہو گا کہ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑے گی اگر ایک بھائی مومن بھی ہو تو وہ کافر کے کچھ کام نہ آئے گا اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ کافر کے لیے سفارش منظور نہ ہو گی اور مسلمان گناہ گاروں کے لیے تو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیا اور شہدا سفارش کریں گے مگر اللہ جل جلالہ کے حکم اور مرضی سے اور حق تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ سفارش قبول ہو گی جیسے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور معتزلہ نے اپنی شامت سے ان احادیث کا انکار کیا ہے، [4] ان احسانات کا بیان اور گذر چکا ہے اللہ جل شانہ نے مکرر احسانات کو جتلایا تاکہ بنی اسرائیل شرمندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ کریں سارے جہان کے لوگوں پر بزرگی دینے سے مراد یہ ہے کہ ان کے زمانہ میں جتنی قومیں تھیں ان سب میں بنی اسرائیل کو فضیلت تھی یہ نہیں کہ اگلی اور پچھلی سب قوموں پر فضیلت دی اور اس صورت میں امت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے وہ افضل نہ ہوں گے۔

فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿٤٩﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىِٕكُمْ ۭ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ

تھے تمہارے بیٹوں کا تو گلا کاٹتے اور تمہاری عورتوں کو جیتا چھوڑ دیتے (لونڈیاں بنانے کے لیے) اور یہ تمہارے پروردگار کا ایک سخت امتحان تھا[۱] اور (یاد کرو) جب ہم نے تمہارے لیے سمندر کو چیر دیا پھر تم کو تو بچا دیا اور فرعون کے لوگوں کو تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے ڈبو دیا[۲] اور (یاد کرو) جب ہم نے موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا ٹھہراؤ کیا[۳] تم اس کے گئے پیچھے بچھڑے کو لے بیٹھے (اس کو پوجنے لگے) یہ تمہاری بے انصافی تھی اس پر بھی ہم نے تمہارا قصور معاف کر دیا اس لیے کہ تم احسان مانو[۴] اور (یاد کرو) جب ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (توریت شریف) دی اور فیصلہ کرنے والی شریعت اس لیے کہ تم راہ پاؤ۔ اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا بھائیو تم نے بچھڑے کو پوج کر اپنے تئیں تباہ کیا اب اپنے خالق کی درگاہ میں توبہ کرو اور اپنی جان کھوؤ (یعنے ایک دوسرے کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤ) پروردگار کے نزدیک یہ تمہارے حق بہتر ہے (اس لیے اس نے یہ حکم فرمایا) پھر اللہ تعالے نے تمہارا قصور

[۱] ذلکم سے مراد نجات دنیا ہے یعنی اس عذاب سے جو اللہ تعالیٰ تم کو نجات دی اس میں تمہاری آزمائش منظور تھی کہ اس کی نعمت اور احسان کا شکر کرتے ہو یا نہیں اور بعضوں نے کہا ذلکم کا اشارہ اس عذاب کی طرف ہے جو فرعون کے لوگ بنی اسرائیل پر کرتے تھے یعنی بیٹوں کا مار ڈالنا بیٹیوں کو لونڈی بنانا تو اس میں سخت آزمائش تمہارے صبر کی منظور تھی اکثر مفسرین نے پہلے مطلب کو اختیار کیا ہے نجومیوں نے فرعون کو خبر دی تھی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اس کی سلطنت برباد کرے گا فرعون نے بہت کچھ انتظام کیا اور کسی لڑکے کو زندہ نہ چھوڑا مگر ارادہ الٰہی فرعون کے باپ سے بھی نہیں رک سکتا تھا حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو پیدا کیا اور اسی کے گھر میں پرورش کیا جلت قدرتہ۔ [۲] ہوا یہ کہ حضرت موسیٰؑ رات کو چھپ چھپاتے بنی اسرائیل کو لے کر نکل گئے فرعون کو جب خبر ہوئی تو مع لشکر ان کے پیچھے روانہ ہوا صبح کو جا ملا بنی اسرائیل ڈر گئے ابھی سمندر سے پار نہیں ہوئے تھے حضرت موسیٰؑ نے اپنے عصا کو سمندر پر مارا اور بیچ میں سے چر کر کئی ٹکڑے ہو گیا بنی اسرائیل سوکھے راستوں سے پار ہو گئے فرعون بھی مع لشکر اس میں گھسا جب سارا فرعون کا لشکر دریا کے اندر آگیا تو سب ٹکڑے بحکم الٰہی مل گئے اور فرعون اور اس کے ساتھی سب ڈوب گئے، [۳] ٹھہرا یہ تھا کہ حضرت چالیس راتوں تک کوہ طور پر آکر رہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو توریت دے گا موسیٰؑ وہاں گئے، [۴] اگرچہ فرقان لقب ہے قرآن مجید کا مگر توریت شریف کو بھی فرقان کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لقد اٰتینا موسیٰ وہارون الفرقان اصل معنی فرقان کے جدا کرنے والا امراد توریت ہے جس نے حق کو باطل سے جدا کر دیا اور بعضوں نے کہا فرقان سے مراد یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو فرعون سے جدا کر دیا ان کو پار کر دیا ان کو ڈبو دیا شاہ عبدالقادر صاحب نے فرقان کا ترجمہ حکوتے کیا ہے حکوتے وہ حکم جن سے معاملے فیصل ہوں اور روا ناروا بعضوں نے کہا فرقان سے مراد قرآن ہے، [۵] اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت نہ کرو،

الرَّحِيمُ ﴿٥٤﴾ وَإِذْ قُلْتُمْ يٰمُوسَىٰ لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿٥٥﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٥٦﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۖ كُلُوا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۖ وَمَا ظَلَمُونَا وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۚ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٨﴾ فَبَدَّلَ الَّذِينَ

معاف کر دیا بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے[۱] اور یاد کرو، جب تم نے موسیٰ سے کہا اے موسیٰ ہم بھی تیری بات ماننے والے نہیں (کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کا ہے) جبتک کھلم کھلا ہم اللہ کو دیکھ نہ لیں پھر تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے بجلی نے تم کو دبوچ لیا[۲] پھر مرنے پیچھے ہم نے تم کو جلا اٹھایا اس لیے کہ تم احسان مانو اور ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا اور من اور سلویٰ اتارا (اور ہم نے کہا) وہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ جو ہم نے تم کو دیں اور انہوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا۔ لیکن اپنا ہی بگاڑ کرتے رہے[۳]۔ اور یاد کرو، ہم نے کہا اس گاؤں میں جاؤ اور وہاں بافراغت جہاں چاہو کھاؤ اور دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے گھسو اور منہ سے حطۃ کہتے جاؤ ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے۔ اور نیکوں کو اور زیادہ ثواب دیں[۴] گے پھر ان بے انصافوں نے بات بدل دی جو بتلائی گئی

[۱] حضرت موسیٰ علیہ السلام تو کوہ طور پر تشریف لے گئے اور ہارون ؑ کو اپنا خلیفہ بنا گئے بنی اسرائیل نے سامری کے بہکانے سے بچھڑے کی مورت کو پوجنا شروع کر دیا ہارون ؑ کی ایک نہ مانی حضرت موسےٰ ؑ نے واپس آکر یہ حال دیکھا اور بہت غصے ہوئے جن لوگوں نے بچھڑا پوجا تھا وہ شرمندہ ہوئے اور بحکم الٰہی ان کی معافی اس میں قرار پائی کہ ایک دوسرے کو مار ڈالیں یہ گوسالہ پرست دو صفیں ہو گئے اور ایک صف نے دوسرے کو مارا اور بعضوں نے کہا گوسالہ پرست بے ہتھیار بیٹھ گئے اور جنہوں نے اس کی پرستش نہیں کی تھی وہ ہتھیار لے کر ان کو قتل کرنے لگے کچھ قتل ہوئے اور کچھ باقی رہے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کا قصور معاف کر دیا، [۲] یہ وہ لوگ تھے جن کو حضرت موسےٰ ؑ اپنے ساتھ لے گئے تھے وہ ستر آدمی تھے ان کا ذکر سورہ اعراف میں اس آیت میں ہے واختار موسیٰ قومہ سبعین رجلا لمیقاتنا آخر تک۔

[۳] جب حضرت موسےٰ ؑ بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر نکلے تو ملک شام پر عمالقہ کی قوم قابض تھی حضرت موسےٰ ؑ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم عمالقہ سے لڑو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو فتح دے گا اور شام کا ملک تمہاری حکومت میں کرا دے گا لیکن بنی اسرائیل کے بودا پن کیا اور عمالقہ نے جنگ سے دل چرایا اور موسےٰ ؑ سے کہنے لگے تم اپنے پروردگار کے ساتھ مل کر جاؤ اور لڑو ہم تو یہیں رہیں گے اللہ تعالےٰ نے اس نافرمانی اور بزدلی کی سزا میں چالیس برس تک ان کو جنگل میں سرگرداں رکھا ان کے خیمے سب پھٹ گئے اور کھانے کو کچھ نہ رہا تب اللہ تعالےٰ نے ابر کا سایہ ان پر کیا اور کھانے کے لیے من و سلویٰ اتارا من کہتے ہیں ترنجبین کو وہ رات بھر طلوع آفتاب تک ان پر برستی رہتی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی تھی اور ہر شخص ایک دن کی خوراک کے موافق اس میں سے لے لیتا اگر زیادہ لالچ کرتا تو سڑ جاتی۔ سلویٰ ایک چڑیا ہے اس جنگل میں حضرت ہارون ؑ کی وفات ہوئی پھر ایک سال بعد حضرت موسیٰ ؑ کی وفات ہوئی، [۴] گاؤں سے مراد بیت المقدس ہے ابن عباس ؓ نے کہا اریحا ابن کثیر نے کہا بالغور بہرحال ان مقاموں میں اس وقت عمالقہ کی قوم حاکم تھی یہ واقعہ اس وقت عمالقہ کی قوم حاکم تھی یہ واقعہ اس وقت ہوا جب حضرت موسیٰ ؑ اور ہارون ؑ گذر گئے تھے اور ان کے قائم مقام حضرت یوشع پیغمبر ہوئے تھے وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر اس جنگل سے نکلے اور ایک شہر پر پہنچے حکم ہوا کہ سجدہ کرتے ہوئے اور حطۃ زبان سے کہتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے

ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾

(البقرۃ پ ع ۶)

تھی وہ تو نہ کہی اور کچھ کہنے لگے آخر ہم نے اس نافرمانی کی سزا میں ان شریروں پر آسمان سے عذاب اتارا[۱]

۲۔ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْ ۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا

اور (یاد کرو) جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا ہم نے کہا اپنی لاٹھی پتھر پر مار (مارتے ہی) اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے ہر ایک خاندان نے اپنا گھاٹ پہچان لیا (ہم نے کہا) اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور پیو اور ملک میں فساد مت پھیلاؤ[۲] اور (یاد کرو) جب تم نے کہا اے موسےٰ ہم سے ایک کھانے پر کبھی صبر نہ ہو سکے گا تو اپنے مالک سے دعا کر ہمارے لیے زمین کی پیداوار نکالے ساگ اور ککڑی اور گیہوں (یا لہسن) اور مسور اور پیاز موسےٰ (علےٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا تم بڑھیا (اعلےٰ) چیز کے بدلے گھٹیا لینا چاہتے ہو اچھا تو خیر تم ایسا کرو) مصر میں اتر پڑو وہاں جو تم مانگتے ہو وہ تم کو ملے گا، اور ذلت اور محتاجی ان پر ڈال دی گئی اور اللہ تعالےٰ کا غصہ لے کر لوٹے کیوں کہ وہ اللہ تعالےٰ کے حکموں کو نہیں مانتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے تھے اس کے سوا وہ نافرمان تھے[۳] اور حد

[۱] حکم تو ہوا تھا کہ سجدہ کرتے ہوئے زبان سے حطۃ کہتے ہوئے اندر جاؤ ان کو گھٹنا سوجھا چوتڑ کے بل گھسٹتے ہوئے چلے اور زبان سے کہتے جاتے تھے حنطۃ فی شعرۃ یعنی گیہوں جو کے اندر اور بعضوں نے کہا اپنی عبرانی زبان میں کہنے لگے حطاً سمقاثا یعنی لال گیہوں غرض اس بے ادبی اور نافرمانی پر پروردگار عالم کو غصہ آیا اور طاعون کا عذاب ان پر بھیجا گیا ایک گھڑی میں ستر ہزار آدمی مر گئے امام مسلم رحمہ اللہ نے نکالا کہ طاعون اسی عذاب کا بقیہ ہے جب کسی ملک میں آوے تو وہاں بھاگو نہیں اور وہاں جاؤ بھی نہیں دوسری روایت میں ہے کہ جو مسلمان طاعون سے مرے وہ شہید ہے۔ [۲] جس وقت بنی اسرائیل جنگل میں سرگرداں تھے بھوک اور پیاس میں مبتلا ہوئے تو کھانے کو اللہ تعالیٰ نے من اور سلویٰ بھیجا اور پینے کے لیے موسیٰ کو حکم ہوا کہ اپنی عصا پتھر پر ماریں مارتے ہی اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اسرائیل یعنی حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے اور ہر ایک بیٹے کی اولاد کا ایک خاندان تو سب بارہ خاندان تھے بارہ ہی چشمے اللہ تعالیٰ نے ان کو عنایت فرمائے۔ [۳] بنی اسرائیل کو بے محنت اس لق و دق جنگل میں من و سلویٰ ملا کرتا تھا شیریں کھانوں میں من سب سے افضل ہے اور نمکین میں پرندوں کا گوشت سب سے اعلیٰ ہے لیکن شامت نفس اور بدبختی سے نعمت کی قدر نہ کی اور لگے وہ چیزیں مانگنے جو حقیر اور ادنیٰ ہیں بقول شخصے موچی کو تو عطر نہیں بھاتا اس کو تو چمڑے کی بدبو چاہیے حکم ہوا کہ اچھا پھر مصر کو لوٹ جاؤ جہاں پر تم (بقیہ اگلے صفحہ پر)

وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٦١﴾ (البقرۃ پ ۱ ع ۵)

۴- وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٦٢﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۖ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٣﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿٦٥﴾ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ ﴿٦٦﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً ۖ قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ

سے زیادہ بڑھ جاتے تھے۔

اور یاد کرو جب ہم نے تم سے (توریت پر عمل کرنے کا) اقرار لیا اور طور (پہاڑ) تمہارے سر پر لٹکا دیا اور ہم نے کہا مضبوط تھام لو وہ کتاب جو ہم نے تم کو دی اور جو اس میں لکھا ہے وہ یاد کرو تو تم (عذاب سے) بچے رہو گے[1] پھر یہ سب ہوتے پیچھے تم (اپنے اقرار سے) پھر گئے اگر اللہ تعم کی عنایت اور مہربانی تم پر نہ ہوتی تو خراب ہو چکے ہوتے[2] اور جن لوگوں نے تم میں سے ہفتہ کے دن زیادتی کی تھی ان کو تو جان چکے ہو ہم نے ان سے کہا پھٹکارے ہوئے بندر بن جاؤ[3] پھر ہم نے اس واقعہ کو اس زمانہ والوں کے اور ان کے بعد آنے والوں کے لیے عبرت اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت بنایا اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ تعالیٰ کا حکم تم کو یہ ہے کہ ایک گائے کاٹو انہوں نے کہا کیا ہم سے دل لگی کرتا ہے موسیٰ نے کہا میں نادان بننے سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں انہوں نے کہا اچھا اپنے مالک سے دعا کر ہم کو بتلا دے وہ گائے کیسی

(بقیہ صفحہ سابقہ) حکم ہوا کہ اچھا پھر مصر کو لوٹ جاؤ جہاں پر تم غلام لونڈی تھے اور تمہارے بچے ہوئے تھے یہ حکم بطریق تعجز اور اہانت کے ہے کیونکہ مصر کا راستہ اگر ان کو مل سکتا تو جنگل میں کیوں سرگرداں رہتے اور بعضوں نے کہا مصر سے کوئی شہر مراد ہے یعنی کسی شہر میں جاؤ تو یہ چیزیں ملیں گی جنگل میں یہ اشیا کہاں فوم سے گیہوں مراد ہے اکثر کا یہی قول ہے (حواشی صفحہ ہذا)

[1] جہنم کے عذاب سے طور وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعم نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا تھا جب حضرت موسیٰؑ توریت شریف کے تختے لے کر آئے تو بنی اسرائیل سے کہا اس کو تھامو اور جو اس میں لکھا ہے اس پر عمل کرو انہوں نے کہا ہرگز نہیں جب تک اللہ تعالیٰ خود ہم سے کلام نہ کرے جیسے تم سے کیا اس بے ادبی کی سزا میں ان پر عذاب اترا وہ مر گئے پھر جلائے گئے اور دوبارہ حکم ہوا کہ توریت شریف کو مضبوط سنبھالو اور اس پر عمل کرو لیکن انہوں نے پھر انکار کیا آخر اللہ تعم نے فرشتوں کو حکم دیا انہوں نے ملک شام کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کو جڑ سے اکھیڑا جس کا طول تین میل تھا اور بنی اسرائیل بھی اتنی مسافت تک پھیلے ہوئے تھے اور سائبان کی طرح ان کے سروں پر لٹکا دیا اور پیچھے سمندر کا پانی اور سامنے سے انگار لائے اب ان سے کہا گیا کہ توریت پر عمل کرتے ہو یا نہیں اگر کرتے ہو تو مضبوط عہد و پیمان کرو ورنہ یہ پہاڑ ابھی گرتا ہے اور سب کچل کر رہ جاتے ہیں تب بنی اسرائیل ڈرے اور سجدے میں گرے اور توبہ کی اور توریت کو مضبوطی سے تھامنے اور اس پر عمل کرنے کا اقرار واثق کیا۔ [2] یعنی بالکل برباد ہو جاتے مگر یہ خدا کی مہربانی ہے کہ باوجود عہد توڑنے کے اور طرح طرح کے گناہ کرنے کے تمہارا وجود اب تک باقی رکھا۔ [3] جس طرح مسلمانوں میں جمعہ اور عیسائیوں میں اتوار عبادت کا دن ہے یہودیوں میں ہفتے کا دن مقرر تھا ان کو اس دن شکار وغیرہ دنیا کا کل کام کرنا منع تھا شرارت تو ان کے خمیر میں تھی اللہ تعالیٰ سے بھی لگے حیلہ کرنے دریا کے کنارے گڑھے کھود دیے اور نہریں نکالیں ہفتہ کے دن مچھلیاں بے ڈر ہو کر آتیں اور پانی کے ساتھ ان گڑھوں اور نہروں میں گھس جاتیں یہ اتوار کے دن ان کو نکال لیتے اور بہانہ یہ کرتے کہ ہم نے ہفتہ کے دن شکار نہیں کیا آخر اللہ تعم نے ان کو سزا دی وہ سب کے سب بندر بن گئے اور تیسرے دن مر گئے۔

لَنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ
لَّا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ
فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا
رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ
يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا
تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ
يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا
وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالَ
إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ
الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ
فِيهَا ۚ قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا
وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧١﴾ (البقرۃ پ ۱ ع ۸)

۵۔ وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا ۖ
وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٧٢﴾ فَقُلْنَا
اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ

ہے موسیٰ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ گائے نہ بوڑھی ہے نہ بچھیا بیچ کی راس ہے اب جو حکم ہے بجالاؤ[1] انہوں نے کہا اپنے مالک سے دعا کر اس کا رنگ کیا ہے ہم کو بتلا دے موسےٰ نے کہا پروردگار فرماتا ہے وہ گائے ڈھڈہاتے زرد رنگ کی ہے دیکھنے والوں کو بھلی لگتی ہے[2] انہوں نے کہا اپنے مالک سے دعا کر ہم کو بتلا دے وہ گائے کس قسم کی ہے[3] (ایسی گائیں تو بہت ہیں) ہم کو شبہ پڑ گیا ہے کون سی گائے مراد ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے چاہا تو ہم ضرور (اس گائے کا) پتہ لگا لیں گے[4] موسیٰ نے کہا اللہ تعہ فرماتا ہے وہ گائے نہ تو کمیری زمین جوتتی ہے اور نہ کھیت کو پانی دیتی ہے (موٹھ چلاتی ہے) پورے بدن کی بے داغ ہے انہوں نے کہا اب تو نے کہیں ٹھیک بات کہی آخر انہوں نے اس گائے کو کاٹا اور امید نہ تھی کہ وہ کاٹیں گے[5]

اور (یاد کرو) جب تم نے ایک خون کیا اور ایک دوسرے پر دھرنے لگے[6] اور اللہ تعہ نے وہ بات کھولنا چاہی جس کو تم چھپا رہے تھے آخر ہم نے کہا (ایسا کر) مردے پر اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو اللہ تعالےٰ

۱؎ یہ پہلی کٹ حجتی تھی گائے بتعجیل حکم الٰہی کاٹ دینا تھی پوچھا تو یہ قید بڑھی کہ نہ بوڑھی ہو نہ بالکل بچھیا بیچ کی عمر ہو بچھیا سے یہ مراد ہے جو جنی نہ ہو نہ اس کو حمل ہوا ہو، ۲؎ اب ایک اور قید بڑھی مطلب یہ ہے کہ اس کا رنگ زرد ہے اور زرد بھی کیسا ڈاڈہانا یعنی خوب زرد یہاں تک کہ سینک اور کھر بھی زرد ہوں دبب نے کہا اس کا رنگ گویا سورج کی کرن تھی جو دیکھتا پسند کرتا اب بھی یہودیوں نے حکم کی تعمیل نہ کی اور تیسرا سوال کیا، ۳؎ یعنی اس کی تمام صفتیں بتلا دے ایسی کہ دوسری کوئی گائے اس طرح کی نہ نکلے، ۴؎ پہلا سوال یہ تھا کہ وہ گائے کیسی ہے تیسرا سوال بظاہر مکرر معلوم ہوتا ہے لیکن وہ مکرر نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گائے جنگل میں چرتی پھرتی ہے یا محنت مزدوری کرنے والی ہے (فتح) ابن جریر نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا کہ اگر بنی اسرائیل انشاء اللہ نہ کہتے تو قیامت تک اس گائے کا پتہ نہ ملتا، ۵؎ پورے بدن کی یعنی بے عیب بے داغ سے یہ مطلب ہے کہ زردی کے سوا اور کسی رنگ کا اس میں دھبہ بھی نہیں ہے یہ جو فرمایا کہ ان سے امید نہ تھی کاٹنے کی تو وجہ یہ تھی کہ پہلے تو اس صفت کی گائے ڈھونڈتے رہے آخر مشکل سے ایک شخص کے پاس ملی جو اپنے ماں باپ سے بہت عمدہ سلوک کیا کرتا تھا اس نے قیمت یہ مانگی کہ اس گائے کی کھال سونے سے بھر دی جائے قیمت کی گرانی سے یہودی گھبرائے اور اس کے لینے میں ششش و پنج کرتے رہتے پھر مجبور ہو کر اسی قیمت پر خریدا اور اس کو ذبح کیا، ۶؎ وہ کہتا اس نے مارا یہ کہتا اس نے مارا، ۷؎ ایک شخص بنی اسرائیل لاولد تھا اور بہت مالدار اس کے بھتیجوں نے مال کے طمع سے اس کو مار ڈالا اور نعش رات کو لے جا کر ایک دوسرے شخص کے دروازے پر ڈال دی صبح کو جھگڑا ہوا حضرت موسےٰؑ کے پاس آئے آپ نے یہ حکم الٰہی یہ فرمایا کہ ایک گائے ذبح کرو،

الْمَوْتٰى وَيُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۭ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاۗءُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ښ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاۗجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾

اسی طرح مردوں کو جلائے گا اور تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے اس لئے کہ تم عقل پیدا کرو[۱] پھر اس کے بعد (یعنے اتنی نشانیاں دیکھنے پر بھی) تمہارے دل پتھر کی طرح سخت ہو گئے یا اس سے بھی زیادہ اور بعضا پتھر ایسا ایسا بھی ہوتا ہے جس سے ندیاں پھوٹ نکلتی ہیں۔ بعضا پھٹ جاتا ہے اس میں سے پانی جھرتا ہے (رستا ہے)، بعضا اللہ کے ڈر سے گر پڑتا ہے[۲] اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے (مسلمانو) کیا تم کو توقع ہے کہ یہودی تمہاری بات مان لیں گے اور ایک فرقہ ان میں ایسا گزرا ہے جو اللہ تعالیٰ کا کلام سنتا تھا[۳] اور سمجھ جانے کے بعد جان بوجھ کر بدل ڈالتا تھا۔ اور جب یہ یہودی مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کیا کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں۔ اور جب اپنے لوگوں میں اکیلے ہوتے تو کہتے (ارے غضب) تم مسلمانوں کو وہ باتیں کیوں بتلا دیتے ہو[۴] جو اللہ تعالےٰ نے (خاص) تم کو بتلائی ہیں کیا اس لیے (کہ قیامت کے دن) تمہارے مالک کے پاس ان کو ایک سند مل جائے ارے تم کو عقل نہیں[۵] کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ان کی چھپی اور کھلی دونوں باتیں جانتا ہے[۶]

[۱] یعنی اس وقت ایک مردے پر گائے کا ایک پارچہ مار کر جلا دیا اسی طرح قیامت میں سب مردوں کو زندہ کر دے گا تو یہ خطاب عرب کے کافروں کو ہے غرض وہ مردہ زندہ ہوا اور اس نے صاف بتا دیا کہ اس کے بھتیجوں نے اس کو مارا ہے دونو قتل کئے گئے اور ترکہ سے بھی محروم رہے۔ [۲] یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو اتنی بڑی بڑی نشانیاں اپنی قدرت کی دکھلائیں جیسے مردے کو جلانا دریا کو چیر دینا من اور سلویٰ اتارنا اگر دوسری کوئی قوم ہوتی تو اس کے دل نرم ہو جاتے اور ڈر غالب رہتا مگر تم سخت دل ہو گئے اور سخت بھی ایسے کہ پتھر سے زیادہ خدا کے کلام کا بھی تم پر اثر نہیں ہوتا اور پتھروں پر اثر ہوتا ہے کبھی پھٹ جاتے ہیں اور اس میں سے نہریں اور چشمے پھوٹ نکلتے ہیں اور کبھی گر جاتے ہیں۔ [۳] یعنی یہودیوں نے جب اتنے بڑے بڑے معجزے دیکھے تو ان کا دل نہیں پگلا اور توریت کو سمجھ بوجھ اس کے الفاظ یا معانی یا ترتیب میں تحریف کرتے اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ کلام الٰہی میں تحریف کرنا کتنا بڑا گناہ ہے تو وہ تمہاری بات کب سننے والے ہیں مطلب یہ ہے کہ ان کے ایمان لانے کی توقع چھوڑ دو۔ [۴] حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف جو توریت میں مذکور ہیں۔ [۵] یہ آیت یہود کے حق میں اتری ابن عباسؓ نے کہا جو ان میں منافق تھے وہ خوشامد کے واسطے اپنی کتاب میں پیغمبر آخر الزمان کی باتیں مسلمانوں سے بیان کرتے اور کہتے کہ ہم بھی ان پر یقین کرتے ہیں اور وہ سچے پیغمبر ہیں پھر جب یہ لوگ اپنے رئیسوں کے پاس جاتے جیسے کعب بن اشرف اور کعب بن اسد اور وہب بن یہودا تو وہ ان کو ملامت کرتے کہ تم مسلمانوں کو یہ باتیں بتلا کر ان کے ہاتھ میں سند دیتے ہو کہ وہ تم پر غالب آویں اور کہیں کہ خود یہود نے ہمارے پیغمبر صلعم کی تصدیق کی اور پھر ایمان نہ لائے اور مسلمانوں کو ایذا دی۔ [۶] تو جو باتیں اپنے لوگوں میں کرتے ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ سنتا ہے اور یہ بھی اس کو معلوم ہے کہ دل میں سے وہ اسلام پر یقین نہیں لائے صرف مسلمانوں کی خوشامد سے کہہ دیتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ق ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾ (البقرۃ پ۱ ع۹)

اور ان میں سے بعضے ان پڑھ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کو نہیں جانتے پس آرزوئیں کرتے اور اٹکلیں[۱] دوڑاتے رہتے ہیں[۲] ایسے لوگوں کی خرابی ہے جو ایک کتاب اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے اتری ہے ان کا مطلب یہ ہے اس کو بیچ کر دنیا کا تھوڑا مول کمائیں ہائے خرابی ان کی اس لکھائی پر وائے خرابی ان کی اس کمائی پر[۳] اور کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ تو ہم کو چھوئے گی بھی نہیں مگر گنتی کے چند روز وائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تو اُن کے جواب میں کہہ کیا تم نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے کوئی اقرار لے لیا ہے کہ وہ اپنے اقرار کے خلاف نہیں کرے گا تم اللہ تعالیٰ پر وہ باتیں جوڑتے ہو جو نہیں جانتے[۴]۔

۶- وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا

اور (یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل (تمہارے بزرگوں سے) پکا قول لیا[۵] (اور ہم نے کہا) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ سے سلوک کرو اور ناطے رشتے والوں سے اور یتیموں سے اور محتاجوں سے اور لوگوں کے ساتھ نرمی سے بات کرو اور درستی سے نماز ادا کرو اور زکوٰۃ نکالو پھر تم (اپنے قول سے) پھر گئے مگر تھوڑے (جو اپنے قول پر قائم رہے) اور تم بے پرواہ ہو[۶] اور (یاد کرو) جب ہم

[۱] یعنی خیالی تکے باندھتے ہیں، [۲] آرزوئیں ترجمہ ہے امانی کا یعنی علم کچھ نہیں رکھتے نہ کتاب الٰہی کو پڑھ سکتے ہیں مگر آرزوؤں پر مرتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کو اللہ تعالیٰ ضرور بخش دے گا ہمارے بزرگوں کے اعمال کی وجہ سے بعضوں نے کہا کہ امانی کے معنی جھوٹی باتیں یعنی اپنے مولویوں اور پیروں سے چند جھوٹی باتیں انہوں نے سُن لی ہیں اُن پر پھولے ہوئے ہیں مثلاً یہ بات کہ جنت میں وہی جائے گا جو یہودی ہوگا، [۳] ویل کا ترجمہ خرابی ہے اور ابن عباسؓ نے کہا ویل کہتے ہیں عذاب کی سختی کو ترمذی نے مرفوعاً نکالا کہ ویل ایک وادی ہے جہنم میں جس میں کافر چالیس برس تک گرتا جائے گا اور اس کی تہ کو نہ پہنچے گا مطلب یہ ہے کہ یہودی اس بدلی ہوئی کتاب کو لکھ کر دعوے کرتے ہیں کہ یہ کتاب سچی اور منزل من اللہ ہے اور ایسا کر کے دنیا کا مال و متاع کماتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے، [۴] ابن عباسؓ نے کہا یہود کہتے تھے کہ دنیا کی عمر سات ہزار برس کی ہے فی ہزار سال ایک دن ہم کو عذاب ہوگا تو سات دن کے بعد پھر عذاب اٹھ جائے گا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور بخاریؒ نے ابوہریرہؓ سے نکالا کہ آنحضرتؐ نے خیبر میں یہود سے پوچھا دوزخ والے کون ہیں انہوں نے کہا ہم چند روز وہاں رہیں گے پھر تم ہماری جگہ آجاؤ گے آپؐ نے فرمایا دور ہو ہم تمہاری جگہ کبھی دوزخ میں نہیں جائیں گے، [۵] وہ جو اوپر گذر چکا کہ توریت کو مضبوطی سے تھامو، [۶] بعضوں نے کہا وہ قول یہی ہے جس کا بیان اس آیت میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ پوجنا ماں باپ رشتہ داروں یتیموں محتاجوں سے سلوک کرنا لوگوں سے نرمی کے ساتھ بات کرنا نماز درستی سے ادا کرنا زکوٰۃ دینا تم بے پرواہ ہو یعنی قول و اقرار کا تم کو کچھ خیال جیسے تمہارے باپ دادا کو خیال نہ تھا،

مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿٨٤﴾ ثُمَّ أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۚ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٨٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٨٦﴾ (البقرة پ ۱ ع ۱۰)

نے تم سے قول لیا اپنے خون نہ کرو[۱] اور اپنے لوگوں کو جلاوطن نہ کرو اور تم نے یہ قول منظور کیا اور تم خود اس کے گواہ ہو پھر تم وہی ہو جو اپنوں کا خون کرتے ہو اور ناحق زبردستی یعنے لوگوں کی مدد دے کر اپنے لوگوں میں سے ایک فرقہ کا دیس نکالا کرتے ہو (یعنے ایک فرقہ کو زبردستی اپنا مددگار بنا کر اپنی ذات والوں کو شہر بدر کرتے ہو[۲]) پھر جن لوگوں کا دیس نکالا کرتے ہو اگر وہ قید ہو کر تمہارے پاس آئیں تو تم چھوڑائی (فدیہ) بھر کر ان کو چھوڑا لیتے ہو[۳] حالانکہ ان کا دیس سے نکالنا بھی تم پر حرام تھا کیا (اللہ تعالیٰ کی) کتاب میں سے کچھ مانتے ہو کچھ نہیں مانتے پھر جو لوگ تم میں سے ایسا کریں ان کا بدلہ اور کیا ہے یہی کہ دنیا میں رسوا ہوں اور قیامت کے دن سخت عذاب میں لوٹ پڑیں۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے[۴] یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدل دنیا کی زندگی مول لی نہ ان کا عذاب ہلکا ہوگا اور نہ اُن کو مدد ملے گی[۵]

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ ﴿٨٧﴾ (البقرة پ ۱ ع ۱۱)

اور البتہ ہم نے موسےٰ کو کتاب دی (توریت شریف) اور اس کے بعد پیغمبروں کا ہم نے تار باندھ دیا۔

[۱] آپس میں یا دوسروں کے وہ تمہارے خون کریں اُس کے بدلہ میں، [۲] شاہ عبد القادرؒ نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے اور نکال دیتے ہو اپنے ایک فرقہ کو ان کے وطن سے چڑھائی کرتے ہو اُن پر گناہ اور ظلم سے۔ [۳] اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے چار عہد لیے تھے خون نہ کرنا جلاوطن نہ کرنا ظلم اور زیادتی پر مدد نہ کرنا قیدیوں کو فدیہ دے کر چھوڑا لینا لیکن انہوں نے سب کاموں کو چھوڑ دیا صرف فدیہ دینا قائم رکھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا کتاب الٰہی میں سے کچھ مانتے ہو کچھ نہیں مانتے الخ، [۴] مدینہ میں یہود کی دو قومیں تھیں بنو قریظہ اور بنو نضیر بنی قریظہ نے انصار کے قبیلہ اوس سے معاہدہ کیا تھا اور بنی نضیر نے انصار کے قبیلہ خزرج سے اور ہر ایک فریق اپنے دوستوں کی مدد دے کر دوسروں کے ملک اور اموال کو خراب کرتا پھر جب مخالف فرقہ قید ہوتا تو فدیہ دے کر ان کو چھڑا لیتے سبب پوچھتے تو کہتے کہ اللہ تعالےٰ کا حکم ہے ہم کو فدیہ دے کر چھڑا لینے کا جب یہ پوچھتے کہ پھر تم ان سے لڑے کیوں تو کہتے کیا کریں اپنے دوستوں کو ذلیل نہیں کر سکتے جو سزا اللہ تعالےٰ نے ایسے بے ایمان بے حیا لوگوں کے لیے بیان فرمائی وہ پوری ہوئی جو قریظہ کل قتل کئے گئے اور ان کے بچے اور عورتیں غلام لونڈی بنائے گئے اور بنو نضیر شام کے ملک کو جلاوطن ہو گئے اور جزیہ ان پر لگایا گیا دنیا میں ذلیل وخوار ہوئے اور آخرت میں اہل النار۔ [۵] یعنی آخرت کی بربادی کا کچھ خیال نہ کیا دنیا کی زندگی اور چند روزہ راحت اور عیش کو مقدم سمجھا اس آیت سے وہ مذہب باطل ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ آخر میں جہنم کا عذاب ہلکا ہو جائے گا اور دوزخیوں کو تکلیف نہ رہے،

۸۔ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾ وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ ۚ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿۸۹﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَنْ يُنَزِّلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ ۚ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿۹۰﴾

کیا پھر ہر بار جب کوئی رسول ایسا حکم لے کر آیا جس کو تمہارا جی نہ چاہتا تھا تو تم نے اکڑ فوں[۱] کی اور بعضوں کو جھٹلایا بعضوں کو قتل کیا[۲] اور کہتے ہیں ہمارے دلوں پر غلاف چڑھا ہوا ہے[۳] (نہیں یہ بات نہیں ہے) بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کر دی ہے تو بہت کم ان میں ایمان لاتے ہیں[۴]۔ اور جب خدا کی طرف سے ایک کتاب اُن کے پاس آئی (یعنے قرآن شریف) جو سچا بتاتی ہے اس کتاب کو جو ان کے پاس تھی (یعنے توریت شریف کی تصدیق کرتی ہے) اور اس سے پہلے کافروں کے مقابلے میں اس کی مدد مانگا کرتے تھے[۵] جب وہ چیز آگئی جس کو پہچان چکے تھے تو انکار کرنے لگے اس کا خدا کی لعنت (پھٹکار) کافروں پر اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کا انکار کر کے بُرے بدلے پر انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا[۶] وہ بھی ضد (حسد سے) ضد اس بات پر آئی کہ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے[۷] وحی اتارتا ہے اب کمایا انہوں نے غصے پر غصہ اور کافروں کو ذلت کا عذاب ہوگا[۸]۔

---

[۱] یعنی تکبر کیا اور شیخی میں آگئے۔ [۲] جھٹلایا حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کو اور قتل کیا حضرت زکریاؑ اور یحییٰؑ اور دوسرے پیغمبروں کو رسولوں کا تار لگا دیا یعنی پے در پے بھیجے بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰؑ کے بعد رسالت کا سلسلہ جاری رہا بہت سے پیغمبر آئے جیسے یوشع اور شمویل اور الیاس اور الیسع اور یونس اور زکریا اور یحییٰؑ اور شعیاؑ اور ارمیا اور حزقیلؑ اور داؤدؑ اور سلیمان علیہم السلام اور سب کے آخر میں حضرت عیسیٰؑ آئے حضرت موسیٰؑ کو اس وقت انیس سو پچیس برس گذر چکے تھے عیسیٰؑ کا نام زبان سریانی میں یسوع ہے روح القدس سے جبرئیل مراد ہیں وہ حضرت عیسیٰؑ کی مدد کے لیے بھیجے گئے تھے صحیح حدیث میں ہے یا اللہ تو حسان کی مدد کر روح القدس سے حضرت عیسیٰؑ آسمان پر تشریف لے گئے اس وقت آپ کی عمر ۳۳ سال کی تھی، [۳] یعنی سوائے اپنے دین کے اور کسی کی بات ہم پر اثر نہیں کر سکتی۔ [۴] یعنی شاذ و نادر ہی یہودی اسلام لاتے ہیں جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ باقی تمام یہود مسلمانوں کے خلاف رہے آخر تباہ و برباد ہوئے بعضوں نے کہا فقلیلا ما یومنون کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی کتاب میں سے بہت تھوڑی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور اکثر احکام کا انکار کرتے ہیں، [۵] یہودیوں کو جب مشرکین سے ایذا پہنچتی تھی تو دعا کرتے تھے یا اللہ ہماری مدد کے لیے نبی آخر الزمان کو جلدی بھیج کہ ہم ان کے ساتھ ہو کر مشرکین کو نیست و نابود کر دیں، [۶] یعنی جان کے آرام اور راحت کو بیچ کر اس کے بدل عذاب مول لیا، [۷] یہودیوں کو یہ خیال تھا کہ تمام پیغمبر بنی اسرائیل یعنی انہی کی قوم میں سے بھیجے گئے نبی آخر الزمان بھی ہماری ہی قوم میں سے پیدا ہوں گے لیکن اللہ تعالےٰ کی مرضی وہ اپنے جس بندے کو چاہتا ہے دی اور نبوت سے سرفراز فرماتا ہے اس نے عرب کی قوم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چُنا بھلا یہ کون سی بات تھی ضد کی مگر یہودیوں نے نہ مانا اور ضد اور سرکشی سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی اور اپنی جانوں کے لیے عذاب دائمی مول لے کر جانوں کو اس عذاب کے بدل بیچ ڈالا یہ وہی مثل ہوئی کہ پرائے شگون کے لیے اپنی ناک کٹائی۔ [۸] غصہ پر غصہ یعنی پہلے سے اللہ جل جلالہ کا غصہ تھا یہود پر انہوں نے پھر جا نبیوں کو قتل کیا معلوم نہیں کیا کیا گن کئے اب خطرہ یہ کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو اللہ کے پیغمبر تھے مخالف اور دشمن بن گئے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنبِيَاءَ اللَّهِ مِن قَبْلُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (۹۱) وَلَقَدْ جَاءَكُم مُّوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ وَأَنتُمْ ظَالِمُونَ (۹۲) وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ وَاسْمَعُوا ۖ قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۚ قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُم بِهِ إِيمَانُكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (۹۳) قُلْ إِن كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِندَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ (۹۴) وَلَن يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ (۹۵) وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے جو اتارا (قرآن) اس پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں ہم تو اسی پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر اترا (یعنے توریت شریف پر) اور اس کے سوا (یا اس کے بعد جو اترا) اس کو نہیں مانتے حالانکہ قرآن برحق ہے ان کی کتاب کو سچ بتاتا ہے (محمدؐ) کہہ دے اگر تم توریت پر ایمان لائے تھے تو پھر کیوں (تمہارے بزرگوں نے) اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو قتل کیا[۱] اور البتہ موسیٰؑ تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا (جیسے عصا اور ید بیضا وغیرہ) پھر تم اس کے پیچھے بچھڑا لے بیٹھے (اور اس کو پوجنے لگے) یہ تمہاری بے انصافی تھی[۲] اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے (یعنے تمہارے بزرگوں سے) اقرار لیا (توریت پر عمل کرنے کا) اور طور (پہاڑ) تمہارے سر پر لا لٹکایا (اور ہم نے حکم دیا) وہ کتاب جو ہم نے تم کو دی مضبوط تھام لو (اور اس میں جو لکھا ہے وہ مان لو) انہوں نے کہا ہم نے (کان سے) سن لیا (لیکن دل نہیں مانتا) اور (دل میں تو) ان کے کفر کی وجہ سے بچھڑے کی الفت رچ گئی تھی (محمدؐ) کہہ دے اگر تم ایمان رکھتے ہو (بالفرض) تو یہ ایمان تم کو بُری بات کی طرف لے جاتا ہے[۳] (محمدؐ) کہہ دے اگر آخرت کا گھر خاص تمہارے ہی لیے ہے اور لوگوں کیلیے نہیں[۴] تو پھر سچے ہو تو موت کی آرزو کیوں نہیں کرتے[۵] مگر جو (بُرے) کام وہ پہلے کر چکے ہیں ان کی وجہ سے موت کی آرزو کبھی نہیں کرنے کے اور اللہ تعالیٰ بے انصافوں کو خوب جانتا ہے[۶] اور محمدؐ تو تو ان کو سب لوگوں سے بڑھ کر (دنیا کی) زندگی پر ریجھے ہوئے پائیگا

[۱] یعنی بالفرض تمہاری بات مان لیں کہ تم توراۃ پر ایمان لائے تو پھر یہ کیسے ہوا کہ تمہارے بزرگوں نے پیغمبروں کو قتل کیا معلوم ہوا کہ تم نہ توراۃ پر ایمان لائے ہو نہ قرآن پر،
[۲] اس پر دعویٰ کرتے ہو ایمان کا یعنی تمہارے بزرگوں کا تو یہ حال تھا کہ باوجودیکہ موسیٰؑ کے کھلے معجزے دیکھ چکے تھے لیکن ذرہ وہ تمہاری نظر سے پار ہوئے تو لگے تم خدا کو چھوڑ کر بچھڑے کو پوجنے معلوم ہوا کہ بے ایمانی اور شرک (کفر قدیم سے تمہارے خمیر میں پڑا ہوا ہے،[۳] یعنی ایمان تو نیکی اور بھلائی کی طرف آدمی کو لے جاتا ہے اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو کہ ہم کو توریت پر ایمان ہے تو یہ عجیب ایمان ہے کہ شرک اور کفر کی طرف لے جاتا ہے یہ تمہارے باپ دادا کا حال تھا تم بھی اسی ترازو کے چٹے بٹے ہو انہوں نے بچھڑا بنا لیا اور ایمان کا دعویٰ کرتے رہے تم نے قرآن اور محمدؐ کو جھٹلایا اور ایمان کا دعویٰ کر رہے ہو،[۴] یعنی جنت میں صرف یہودی ہی جائیں گے اور لوگ سب دوزخ میں رہیں گے یہود ایسا سمجھتے تھے،[۵] کیونکہ مرتے ہی تم اپنے اعتقاد کے موافق بہشت میں داخل ہو جاؤ گے اور دنیا کے جھنجھٹ سے چھٹ کر مزے اڑاؤ گے جس کو اس پر یقین ہو وہ موت سے نہیں گھبرائے گا یہودی موت سے تو کانپتے تھے اور زبان سے یہ دعویٰ کرتے تھے کہ بہشت انہی کے واسطے بنی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کا جھوٹ ثابت کر دیا،[۶] یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ موت کی آرزو کرنے سے آنحضرتؐ نے منع فرمایا ہے پھر یہود کو کیوں کر حکم دیا گیا کہ موت کی آرزو کرو اس کا جواب یہ ہے یہ حکم بغرض الزام ہے نہ بغرض تعمیل مطلب یہ ہے کہ ان کی خلاف ایمانی اور دروغ گوئی کھل جائے صحیح حدیث میں ہے کہ اگر موت کی آرزو کرتے تو اسی وقت مر جاتے،

أَشْرَكُوا ۚ يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعَمَّرَ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ (٩٦)

(البقرۃ پ ۱ ع ۱۱)

یہاں تک کہ مشرکوں سے بھی زیادہ[۱] ان میں کا ایک ایک یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر ہزار برس کی ہو حالانکہ اتنی عمر پانا بھی اس کو عذاب سے نہیں چھوڑا سکتا اور اللہ تعالیٰ ان کے کام کو دیکھ رہا ہے[۲]

١٠٠- أَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِنْهُمْ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (١٠٠) وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (١٠١)

(البقرۃ پ ۱ ع ۱۲)

کیا یہ یہودی (ایسے نہیں) ہر بار جب کوئی قول و اقرار کرتے ہیں تو ایک فرقہ ان میں کا اس قول و اقرار کو رد کر دیتا ہے بلکہ اکثر ان میں بے ایمان ہیں[۳] اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس ایک رسول آیا (یعنی محمدؐ) اس کتاب کو سچ بتاتا ہوا جو ان کے پاس ہے (یعنے توریت کو کیونکہ توریت میں آنحضرتؐ کی بشارت دی گئی تھی) تو اہل کتاب کے ایک گروہ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو (یعنے توریت کو) پیٹھ پیچھے ڈال دیا جیسے ان کو خبر ہی نہیں تھی۔

أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ ۗ وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ (١٠٨) وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا

کیا تم بھی اپنے رسول سے ایسی خواہشیں کرنا چاہتے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کی گئی تھیں[۴] اور جو ایمان کے بدل کفر لے وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا اہل کتاب میں سے بہت لوگ دل میں حسد رکھ کر یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان ہونے کے بعد پھر تم کو کافر بنا دیں۔ حالانکہ حق بات ان پر کھل چکی ہے[۵] تو اس وقت تک جانے دو اور در گزر کرو جب

---

[۱] کیونکہ مشرک عذاب و ثواب اور آخرتؐ کے قائل نہ تھے اور یہود اپنی بداعمالی کی وجہ سے جانتے تھے کہ مرنے بعد ان سے مواخذہ ہوتا ہے، [۲] تو ضرور ان کو بدلا دے گا خواہ وہ کتنی ہی مدت دنیا میں زندہ رہیں، [۳] مطلب یہ ہے کہ توریت میں آنحضرتؐ کی نشانیاں بتا دی گئی تھیں اور یہودی جو توریت کو خوب جانتے تھے آنحضرت صلعم کو پہچان گئے کہ یہی وہ نبی ہیں جن کی خوشخبری حضرت موسیٰؑ نے دی تھی مگر غضب یہ کیا کہ توریت ہی کو پس پشت ڈال دیا گویا اس سے واقف ہی نہ تھے، [۴] یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب کو تو چھوڑ دیا اور جادو ٹوٹکے کے پیچھے لگ گئے ہوا یہ تھا کہ حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں شیاطین آسمان پر جاتے اور فرشتوں کی کچھ باتیں سن کر اس میں ہزاروں جھوٹ ملا کر لوگوں سے کہتے لوگ ان کو کتاب میں لکھتے جب حضرت سلیمانؑ کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے اس قسم کی سب کتابیں چھین کر اپنی کرسی کے تلے گاڑ دیں جب حضرت سلیمانؑ کی سلطنت جاتی رہی یا ان کے مرنے پر ان شیاطین نے لوگوں کو بہکایا اور کہا ہم تم کو سلیمانؑ کا خزانہ بتلاتے ہیں پھر یہ کتابیں نکلوائیں ان میں سب جادو اور سحر بھرا ہوا تھا انہیں کتابوں سے دنیا میں جادو پھیلا،

[۵] یہ خطاب ہے یہود کی طرف انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ خواہش کی کہ ایک کتاب لے کر آؤ اس کو ہم پڑھیں اور عرب کے ملک میں نہریں جاری کر دو تو ہم تم کو سچا نبی جانیں گے۔

تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾ (البقرۃ پ ۱ ع ۱۳)

تک کہ اللہ تبارک و تعالےٰ (دوسرا کوئی) اپنا حکم بھیجے [۱] بے شک اللہ سبحانہ و تعالےٰ سب کچھ کر سکتا ہے۔

۱۱۔ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۭ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ (البقرۃ پ ۱ ع ۱۳)

اور (یہود) کہتے ہیں کہ یہود (کے سوا) اور نصاریٰ (کہتے ہیں کہ نصاریٰ) کے سوا کوئی جنت میں نہ جائے گا یہ ان کی من مانی آرزوئیں ہیں۔ (اے پیغمبرؐ) کہہ دے اگر سچے ہو تو اپنی سند لاؤ [۲]

۱۲۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۠ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّھُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ (البقرۃ پ ۱ ع ۱۴)

اور (یہود) کہتے ہیں نصاریٰ کا دین کچھ نہیں۔ اور نصاریٰ کہتے ہیں یہود کا دین کچھ نہیں [۳] حالانکہ دونوں فرقے اللہ تعالےٰ کی کتاب پڑھتے رہتے ہیں [۴] جاہل لوگ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں [۵] تو اللہ تعالےٰ ان کا جھگڑا قیامت کے دن چکا دے گا [۶]

۱۳۔ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَاۗءَھُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾

اور یہود اور نصاریٰ تو تجھ سے کبھی راضی نہیں ہوں گے جب تک تو ان کے طریق پر نہ چلے کہہ دے اللہ کی راہ وہی سچی راہ ہے اور اگر علم آنے کے بعد تو ان کی خواہشوں پر چلے تو اللہ تعالیٰ سے تیرا حمایتی اور بچانے والا کوئی نہیں ہے [۷]

---

[۱] وہ جانتے ہیں کہ دین اسلام حق اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے پیمبر ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ مسلمانوں کو دین حق اختیار کرنے کی وجہ سے بہشت ملے گی لیکن چونکہ تم سے حسد اور عداوت رکھتے ہیں اس لیے تمہارا فائدہ ان کو ناگوار ہے وہ چاہتے ہیں کہ دوبارہ تم کافر ہو جاؤ اور تمہاری آخرت تباہ ہو تب وہ دل میں خوش ہوں، [۲] یعنی جہاد کا اور ان کے قتل اور لونڈی غلام بنانے کا یا جزیہ مقرر کرنے کا یا جلاوطن کرنے کا، [۳] یعنی کوئی دلیل پیش کرو زبانی دعووں سے کیا ہوتا ہے یہ صرف تمہارے خیالی پلاؤ ہیں ان کی من مانی آرزوئیں یہ ہیں کہ مسلمانوں کی بہتری نہ ہو ان پر وحی نہ آئے یہ مسلمانوں کو پھر کافر بنا دیں جنت میں یا یہود جائیں گے (جیسے یہود کہتے ہیں) یا نصاریٰ (جیسے نصاریٰ کہتے ہیں) اور کوئی قوم نہ جائے گی، [۴] بعضوں نے کہا یہ آیت نجران کے نصاریٰ اور مدینہ کے یہود کے باب میں اتری ان دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بحث کی اور ہر ایک نے دوسرے کے مذہب کو لغو اور باطل قرار دیا، [۵] یعنی یہود تورات شریف پڑھتے ہیں اس میں حضرت عیسیٰ کی بشارت موجود ہے اور نصاریٰ انجیل مقدس پڑھتے ہیں اس میں جا بجا موسیٰ اور ان کی شریعت کی تصدیق ہے، [۶] یعنی عرب کے کافر یا یہود و نصاریٰ میں بھی جو بے علم لوگ ہیں وہ ایسی ہی لغو باتیں بکتے ہیں، [۷] یعنی جس امر میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اس کا فیصلہ قیامت کے دن ہو گا جو جھوٹا ہے اس کا جھوٹ کھول دیا جائیگا اور دوزخ میں بھیج دیا جائے گا، [۸] پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے تو یہود اور نصاریٰ کس قدر آپ سے خوش تھے جب قبلہ کعبے کی طرف بدلا گیا تو یہ لوگ اور زیادہ مسلمانوں سے نفرت کرنے لگے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو تسلی دی کہ یہود اور نصاریٰ کی ناراضگی کی پرواہ نہ کر وہ پہلے کب راضی تھے اللہ تعالیٰ کی راہ پر قائم رہو اور جو حکم دے اس پر عمل کرو بالفرض اگر یہود و نصاریٰ راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ غصے ہوا تو اس کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ (البقرۃ پ ع ۱۴)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے (تورات یا انجیل) اور وہ اس کو اس طرح سے پڑھتے جیسے پڑھنے کا حق ہے[۱] وہی قرآن پر ایمان لاتے ہیں[۲] اور جو کوئی قرآن کا انکار کریں وہ نقصان اٹھائیں گے

۱۴۔ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ (البقرۃ پ ع ۱۶)

اسرائیل کی اولاد! میرا وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے سارے جہان میں تم کو بڑا کیا اور اس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کے کچھ کام نہ آئے گا نہ اس کی طرف سے بدلہ منظور کیا جائے گا نہ سفارش کچھ فائدہ دے گی، نہ مدد ملے گی[۵]

۱۵۔ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ (البقرۃ پ ع ۱۶)

یہ ایک امت تھی جو گزر گئی (یعنے ابراہیم اور یعقوب اور ان کی اولاد) ان کا کیا ان کے لیے اور تمہارا کیا تمہارے لیے اور ان کے کیے کی تم سے پوچھ نہ ہوگی[۶] اور (مسلمانوں سے) کہتے ہیں یہودی یا عیسائی بن جاؤ راہ پر آؤ (اے پیغمبر) کہہ دے نہیں ہم ابراہیمؑ کے دین پر ہیں جو سیدھی راہ پر تھا اور مشرک نہ تھا[۷]۔

۱۶۔ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ

پھر اگر وہ (یعنے یہود اور نصاریٰ) تمہاری طرح ایمان لائیں تو راہ پا گئے اور اگر نہ مانیں تو ضد میں گرفتار رہیں (وہ زمانہ) قریب ہے کہ

---

[۱] مطلب یہ کہ ان یہود و نصاریٰ کی ناراضگی کی پرواہ ہی کیا ہے درحقیقت یہ اپنی کتاب کے بھی پیرو نہیں ہیں زبان سے توریت اور انجیل کا نام لیتے ہیں کبھی غور سے ان کو نہیں پڑھتے نہ ان کے احکام پر چلتے ہیں ایسا پڑھنا کس کام کا کہ زبان سے لفظ بڑ بڑا لیے اور دل میں ذرا بھی خدا کا ڈر نہیں، [۲] یعنے اس میں تحریف اور تبدیل نہیں کرتے اور اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں یا غور کے ساتھ سمجھ کر پڑھتے ہیں، [۳] یعنے اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی کیوں کہ توریت اور انجیل میں صاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت موجود ہے، [۴] اس آیت کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے۔[۵] اس کی بھی تفسیر پہلے گذر چکی ہے اور مطلب مکرر لانے سے یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے جو حال بیان کئے جاتے تھے اب وہ ختم ہوتے ہیں تو آخر کلام پر پھر ان کو تنبیہ کر دی گئی تاکہ خوب غفلت سے بیدار ہوں اور اپنے کاموں پر غور کریں، [۶] یہودی یہ سمجھتے تھے کہ ہم پیغمبروں کی اولاد ہیں ان کے نیک اعمال سے ہم بچ جائیں گے اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کیا لا تزر وازرۃ وزر اخری کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ کر دنی پیش آمدنی پیش صحیح حدیث میں ہے کہ جب عمل خراب ہوگا تو نسبت کچھ کام نہ آئے گی، [۷] بلکہ ایک طرف کا تھا یعنی ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا حنیف کہتے ہیں اس شخص کو جو جھوٹے مذہبوں سے منہ موڑ کر سچے طریق پر آ گیا ہو، صحیح حدیث میں ہے کہ میں سیدھی سہل شریعت دے کر بھیجا گیا۔ دوسری روایت میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا دین اللہ تعالےٰ کو پسند ہے فرمایا سیدھا سادھا سہل یہ جو فرمایا کہ ابراہیمؑ مشرک نہ تھے اس میں رد ہوا یہود کے قول کا کہ عزیر اللہ تعالےٰ کے بیٹے تھے اور نصاریٰ کے قول کا کہ حضرت عیسیٰ اللہ تعالیٰ کے بیٹے تھے۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۱۳۷)

(البقرۃ پ ع ۱۶)

اللہ تعالیٰ ان کے شر سے تم کو بے فکر کر دے گا اور وہ ان کی باتوں کو سنتا جانتا ہے[۱]

۱۷۔ أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ قُلْ أَأَنتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ ۗ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَتَمَ شَهَادَةً عِندَهُ مِنَ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (۱۴۰) تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۱۴۱)

(البقرۃ پ۱ ع ۱۶)

کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد یہ سب یہودی تھے یا نصرانی (اے پیغمبرؐ) کہہ دے تم بڑے جاننے والے ہو یا خدائے تعالیٰ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی گواہی کو جو اس کے پاس ہو چھپا لے[۲] اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے[۳] یہ ایک امت تھی کہ گذر گئی (یعنے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد) ان کا ان کے لیے اور تمہارا کیا تمہارے لیے اور ان کے کئے کی تم سے پوچھ نہ ہوگی[۴]

۱۸۔ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (۱۴۶) الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ (۱۴۷)

(البقرۃ پ۲ ع ۱۷)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اس کو (یعنے قبلہ کے بدلنے کو یا حضرت محمدؐ کو) ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو اور ایک فرقہ ان میں کا جان بوجھ کر حق بات چھپاتا ہے[۵] حق بات وہی ہے جو تیرا پروردگار فرمائے تو شک کرنے والوں میں مت شریک ہو[۶]

۱۹۔ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ

جو ہم نے (اپنی قدرت کی) کھلی نشانیاں اور ہدایت کی باتیں

[۱] ان کے حال کو یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا پورا ہوا بنو قریظہ قتل ہوئے اور بنی نضیر جلا وطن ہوئے۔ [۲] بنی اسرائیل توریت اور اگلی کتابیں پڑھے ہوئے تھے وہ خوب جانتے تھے کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا زمانہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے بہت پہلے تھا تو وہ یہودی یا نصرانی کیوں کر ہو سکتے ہیں وہ پکے مسلمان تھے لیکن اس بات کو چھپاتے تھے اور ان پیغمبروں کو اپنے طریق اور مذہب پر بتلاتے تھے بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ انہوں نے آنحضرتؐ کی بشارت کو چھپایا جو ان کی کتابوں میں موجود تھی۔ [۳] یعنی ایک نہ ایک دن تم کو اس بداعمالی کی سزا ضرور ملے گی۔ [۴] یہ آیت پہلے بھی گذر چکی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو دوبارہ فرمایا اس سے مقصود تاکید اور تنبیہ سے اہل کتاب کو اپنے باپ دادا کی بزرگی اور شرافت پر نہ بھولیں اللہ تعالیٰ اعمال کو دیکھتا ہے نہ نسب حسب کو سہ پسر نوح بابداں بنشست خاندان نبوت گم شد ایک حدیث میں ہے آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کو فرمایا عمل کر اور اس پر بھروسہ نہ کر کہ میں نبیؐ کی بیٹی ہوں، [۵] مجاہد اور قتادہؒ نے کہا کہ یہود اور نصاریٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے تھے کیونکہ آپ کے تمام پتے اور نشان ان کی کتابوں میں موجود تھے اور یہ پتے اور نشان سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود دیکھتے اور صاحب کشاف نے اسی کو ترجیح دی ہے، [۶] یا قبلہ کا بدلا جانا یا حضرت محمد صلعم کا پیغمبر ہونا حق ہے تیرے پروردگار کی طرف سے، [۷] پیغمبرؐ کو کیا شک ہو سکتا ہے درحقیقت یہ خطاب ہے امت کے لوگوں کو یعنی تم شک مت کرو اور جو حکم حضرت محمدؐ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا پہنچا ہے اس پر یقین رکھو،

الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾ (البقرۃ پ ۲ ع ۱۹)

اتاریں اور کتاب (توریت) میں لوگوں سے بیان کریں اب اس کے بعد جو لوگ ان کو چھپاتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور سب لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں[۱] مگر جنہوں نے توبہ کی اور نیک بن گئے اور کھول کر بیان کر دیا تو ان کے قصور میں معاف کرتا ہوں اور میں بہت معاف کرنے والا مہربان ہوں[۲]۔

۲۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۱۷۶﴾ (البقرۃ پ ۲ ع ۲)

اللہ تعالیٰ نے جو کتاب (توریت شریف) میں اتارا[۳] اس کو جو لوگ چھپاتے ہیں اور اس کے بدل تھوڑا سا مول لیتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے سوا کچھ نہیں بھرتے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ ان سے بات کرے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو تکلیف کا عذاب ہوگا[۴]۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے سچی راہ کے بدل (دنیا میں) گمراہی مول لی اور (آخرت میں) بخشش کے بدل تکلیف (دوزخ کی آگ) پر صبر کرنا ان ہی کا کام ہے[۵]۔ یہ (عذاب ان کو) اس لیے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب (توریت یا انجیل یا قرآن) سچی اتاری اور جن لوگوں نے اس میں اختلاف کیا وہ ضد میں (سچائی سے) دور پڑ گئے ہیں[۶]۔

۲۱۔ سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ

(اے پیغمبر) بنی اسرائیل سے پوچھو ہم نے ان کو کتنی کھلی نشانیاں دیں[۷] اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نعمت پہنچ جانے کے بعد اس کو بدل ڈالے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے[۸]۔

[۱] اس آیت سے یہ نکلا کہ حق بات چھپانے والا دنیا کے فائدے کے لیے ملعون ہے اور ملعون بھی کیسا کہ دنیا بھر اس پر لعنت کرتی ہے لعنت کرنے والوں میں آدمی اور جانور اور جن سب داخل ہیں، [۲] خداوندا صد قے تیرے کرم و رحم کے تو ہمارے گناہ بھی معاف فرما ہم نے اس سے بڑھ کر خطائیں کی ہیں اور بہت سے معاملوں میں حق سے چشم پوشی کی ہے لیکن اب توبہ کرتے ہیں تو ہماری توبہ قبول فرما، [۳] اپنے پیغمبرؐ کے پتے اور نشان اور دوسرے احکام، [۴] پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں یعنی جو روپیہ اور مال و متاع وہ دنیا میں حاصل کرتے ہیں درحقیقت وہ دوزخ کی آگ ہے جو قیامت کے دن ان کے پیٹ میں بھری جائے گی اور بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے وہ (قیامت کے دن) پیٹ بھر کر انگارے کھائیں گے اللہ تعالیٰ ان سے بات نہ کرے گا یعنی ان پر غصہ ہوگا۔ بعضوں نے کہا ایسے بات نہ کریگا جو ان کو بھلی لگے پاک نہ کرے گا۔ یعنی گناہوں کے الائش سے ان کو صاف نہ کرے گا اور بعضوں نے کہا لایزکیھم کا ترجمہ یہ ہے کہ ان کی تعریف نہ کرے گا، [۵] یعنی ان کے صبر پہ تمام مخلوق تعجب کرتے ہیں کہ انکار کو قبول کیا اور دنیا کے تھوڑے فائدہ کو نہ چھوڑا ہدایت سے منہ موڑا بعضوں نے کہا ترجمہ یہ ہے کہ یہ انگار میں ہمیشہ ہمیشہ کیسے رہیں گے ان کا سہار غضب کا سہار ہے [۶] اس کو بدل دیا مضمون آگے پیچھے کر دیا قرآن کو کہنے لگے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں اگلوں کی حکائتیں ہیں نبی کو شاعر یا کاہن بتانے لگے، [۷] حضرت موسیٰ کے معجزے اور سمندر سے پار ہونا من سلویٰ کا اترنا وغیرہ یا حضرت محمدؐ کی بشارت میں کیسی کھلی کھلی نشانیاں بتلائیں، [۸] اللہ تعالیٰ کی نعمت سے مراد (بقیہ اگلے صفحہ پر)

شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ (البقرۃ پ۲ ع ۲۶)

۲۲۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۲۴۳﴾ (البقرۃ پ۲ ع ۳۲)

(اے پیغمبرؐ) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا[۲] جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے ہزاروں ہی آدمی تھے[۳] اللہ تعالیٰ نے (راہ میں) ان سے فرمایا مرجاؤ (وہ مر گئے) پھر ان کو جلایا بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑا فضل کرتا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے[۴]

۲۳۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ مِن بَعْدِ مُوسَىٰ إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِن كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِن دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿۲۴۶﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ

(اے پیغمبرؐ) کیا تو نے موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل کے گروہ کو نہیں دیکھا[۵] جنہوں نے اپنے پیغمبر[۶] سے کہا ایک شخص کو ہمارا بادشاہ بنا دو (جس کی رائے پر ہم چلیں اور) اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑیں انہوں نے کہا میں تو سمجھتا ہوں اگر تم پر لڑنا فرض ہو تو تم نہ لڑو گے (اور اس وقت بودا پن کر کے اللہ تعالیٰ کے گناہ گار ہو گے) بنی اسرائیل نے کہا سبب کیا جو ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں ہم تو اپنے گھر بار بال بچوں میں سے نکالے گئے[۷] پھر جب لڑنا ان پر فرض ہوا (اور جہاد کا حکم آگیا) تو سب پھر گئے[۸] مگر کچھ تھوڑے لوگ رہ گئے[۹] اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو خوب جانتا ہے[۱۰] اور ان کے پیغمبرؑ نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ کیا وہ کہنے لگے طالوت ہمارا بادشاہ کیوں کر ہو سکتا ہے طالوت سے تو ہم زیادہ بادشاہت کے

(بقیہ صفحہ سابقہ) اس کی آیتیں ہیں جو توریت اور انجیل اور دوسری کتابوں میں اتریں ان میں صاف صاف حضرت محمدؐ کا پتہ دیا گیا تھا لیکن اہل کتاب نے ان میں تحریف کی کہیں لفظ بدل دیئے کہیں آگے پیچھے کر کے مطلب خبط کر دیا۔ ۲؎ یعنی تو نے اس قصے پر کہیں نظر نہیں ڈالی یا تجھ کو یہ قصہ نہیں پہنچا۔ ۳؎ تین ہزار یا ہزار یا دس ہزار یا تیس پر کئی ہزار یا چالیس ہزار یا ستر ہزار لیکن صحیح یہ ہے کہ دس ہزار سے زیادہ تھے۔ ۴؎ یہ لوگ بنی اسرائیل کے تھے ایک شہر میں رہتے تھے جس کا نام داوردان تھا وہاں طاعون کی بیماری پھیلی تو ڈر کر اس شہر کو چھوڑ کر بھاگے اور یہ سمجھے کہ موت سے بچ جائیں گے ابھی راہ ہی میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت دکھلائی وہ سب دفعۃً مر گئے پھر ایک مدت کے بعد خوقیل پیغمبرؑ جو حضرت موسیٰؑ کے تیسرے خلیفہ تھے ادھر گذرے اور انہوں نے یہ حال دیکھ کر دعا کی اللہ تعالیٰ نے پھر ان کو جلا کر دیا اور ہر ایک شخص سبحانک لا الٰہ الا انت کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ ۵؎ یعنی ان کے قصے پر نظر نہیں ڈالی۔ ۶؎ شمویل یا شمعون یا یوشع۔ ۷؎ یعنے دشمنوں نے ہمارے ملک چھین لیے ہمارے بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا ہم تو ضرور ان سے لڑیں گے۔ ۸؎ یعنی میدان جنگ سے چل دیئے اور بھاگ گئے۔ ۹؎ تین سو تیرہ آدمی اور جب جنگ کو نکلے تھے اس وقت ستر ہزار تھے۔ ۱۰؎ شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل کا کام ایک مدت تک بنا رہا پھر جب نیت بگڑی تو اللہ تعالیٰ نے دشمن کو ان پر غالب کر دیا ایک کافر بادشاہ تھا جالوت اس نے بنی اسرائیل کے سب شہر چھین لیے اور بہت سے بندے پکڑ لے گیا بنی اسرائیل بھاگ کر بیت المقدس میں جمع ہوئے

مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۖ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (۲۴۷) وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (۲۴۸) (البقرۃ پ ۲ ع ۳۲)

حق دار ہیں[1] اور اس کو مال و دولت کی فراغت بھی نہیں[2]۔ پیغمبر[3] نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس کو تم پر پسند کیا ہے[4] اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو علم اور جسم کی کشایش (تم سے) زیادہ دی ہے[5]۔ اور تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی سلطنت دیتا ہے اور چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ بڑی کشایش والا ہے[6] اور سب کچھ جانتا ہے[7] اور ان کے پیغمبر نے ان سے کہا طالوت کی بادشاہت کی نشانی یہ ہے کہ تم کو وہ صندوق مل جائے جس میں اللہ کی طرف سے تمہاری تسلی ہے[8] اور موسیٰ اور ہارون کی اولاد جو چھوڑ مری ان کی کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں[9] فرشتے اس کو اٹھا کر لائیں گے[10] اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اس میں تمہارے لیے (صاف نشانی ہے)[11]

۲۵۔ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُم بِنَهَرٍ فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُو اللَّهِ

پھر جب طالوت فوجوں سمیت (اپنے مقام سے) نکلا تو کہنے لگا اللہ تعالیٰ تم کو (پانی کی) ایک نہر سے آزمائے گا جو کوئی اس میں سے (منہ لگا کر یا پیٹ بھر کر) پی لے وہ میرا نہیں[11] اور اس کو نہ پئے وہ میرا ہے مگر ایک چلو ہاتھ سے لے لے (اور پی لے تو قباحت نہیں) پھر سبھوں نے اس کا پانی پی لیا[12] مگر تھوڑے لوگوں نے جب طالوت اور اس کے ساتھ والے ایمان دار نہر کے پار ہوئے تو کہنے لگے[13] آج ہم کو جالوت اور اس کی فوجوں سے لڑنے کی طاقت نہیں جن لوگوں کو خدا سے ملنے کا یقین تھا انہوں نے کہا[14]

[1] اس لیے کہ بنی اسرائیل میں دو خاندان تھے ایک پیغمبری کا خاندان دوسرا بادشاہت کا تو پیغمبر لاوی بن یعقوبؑ کی اولاد میں ہوئے تھے حضرت موسیٰ اور ہارون اسی خاندان کے تھے اور بادشاہ یہودا ابن یعقوبؑ کی نسل سے ہوا کرتے تھے حضرت داؤد اور سلیمان اس خاندان کے تھے طالوت کو ان دونوں خاندانوں سے کچھ علاقہ نہ تھا بلکہ قوم کا سقا یا موچی تھا، [2] یعنی ایسا مالدار بھی نہیں ہے کہ دولت کی وجہ سے سلطنت کے کام چلا سکے بلکہ مفلس اور قلاش ہے، [3] حکومت کرنے کے لیے، [4] پیغمبر نے ان کے اعتراض کے جوابوں میں سے ایک یہ جواب دیا کہ طالوت کو میں نے نہیں نامزد کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا انتخاب کیا ہے، [5] طالوت کو مال اور دولت اور خاندانی شرافت بنی اسرائیل کی سی نہیں رکھتا تھا مگر علم میں سب سے زیادہ تھا اور تنومند اور طاقتور پورا جوان تھا، [6] اس کا فضل بہت وسیع اور کشادہ ہے جس قوم پر اور جس شخص پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے اور اس کو دولت اور حکومت دیتا ہے، [7] کہ کون سلطنت کے لائق ہے، [8] یعنی اس صندوق کا آنا بھی تمہاری تسلے کا سبب ہوگا اور تم طالوت کی بادشاہت پر راضی ہو جاؤ گے، [9] بچی ہوئی چیزیں بعضے کہتے ہیں حضرت موسیٰ کے عصا اور تختوں کے کچھ ٹکڑے تھے، [10] یعنی صندوق کے اس طرح آجانے ہیں، [11] یعنے میرا ساتھی اور میرے گروہ میں سے نہیں ہے کیونکہ اس نے میری بات نہ مانی [12] اس میں گر پڑے اور منہ سے پینے لگے یا خوب جھک کر پی گئے، [13] یعنی یہ ایمان دار آپس میں یا جو نافرمان تھے اور بہت سا پانی پی گئے تھے، [14] یہ کیا بات ہے تم جالوت کا لشکر بہت اور ہمارے تابعدار کم دیکھ کر ایسا کہتے ہو،

كَمْ مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٢٤٩﴾ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٥٠﴾ فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٢٥١﴾

(البقرۃ پ ۲ ع ۳۳)

ایسا بہت ہوا ہے کہ تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر اللہ تعالےٰ کے حکم سے غالب ہوگئی ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے[1] اور جب جالوت اور اس کی فوجوں کے مقابل ہوئے تو کہنے لگے پروردگار ہمارے اوپر صبر اتار دے اور ہمارے پاؤں (میدان جنگ میں) جما دے اور کافروں کی قوم پر ہم کو فتح دے پھر اللہ تعہ کے حکم سے ان کو (یعنے جالوت والوں کو) شکست دی اور داؤد نے جالوت کو مار ڈالا[2] اور خدا تعالےٰ نے اس کو (یعنے داؤد کو) بادشاہت اور پیغمبری دی اور جو چاہا وہ اس کو سکھلایا اور اگر اللہ تعالےٰ بعضوں کے ہاتھ سے بعضوں کو نہ روکے تو زمین (دنیا) بگڑ جائے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا فضل تمام جہان پر ہے۔

۲۶۔ أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ

یا تو نے اس شخص (کے قصے پر) نظر نہیں ڈالی جو ایک بستی پر گزرا جس کے چھت گرے پڑے تھے[3] تھے[4] اس نے کہا بھلا اجڑنے کے بعد اللہ اس کو کیسے آباد کرے گا[5]۔ اللہ تعہ نے اس کو سو برس تک مردہ رکھا پھر جلا اٹھایا[6] فرمایا تو کتنی دیر (یہاں) رہا کہنے لگا ایک دن

---

[1] اوپر کی آیت میں یہ بیان تھا کہ طالوت کی بادشاہت کا نشان ان کو بتلایا گیا جب انہوں نے یہ دیکھ لیا تو طالوت کے ساتھ ہوئے اور ستر ہزار یا اسی ہزار بنی اسرائیل کی فوج لڑنے کے لیے نکلی گرمی کا موسم تھا راہ میں بہت پیاس لگی اور طالوت سے پانی مانگا طالوت نے کہا آگے ایک نہر ملے گی لیکن اللہ تعالےٰ تمہارا امتحان لے گا اس نہر کا پانی نہ پینا البتہ ایک آدھ چلو ہاتھ سے پی لو خیر یہ نہر اردن اور فلسطین کے بیچ میں تھی جب وہ نہر آئی تو بنی اسرائیل صبر نہ کر سکے اور بے اختیار اس پر گر کے جانوروں کی طرح منہ سے پینے لگے یا خوب جھک کر پی گئے مگر چند لوگوں نے جن کی تعداد تین سو تیرہ بیان کی جاتی ہے طالوت کا کہنا سنا اور اس نہر کا پانی نہ پیا ایک ہی چلو سے ان کی تو پیاس بجھ گئی اور جنہوں نے نافرمانی کی اور خوب پیا وہ نہر کے اس پار ہی پڑ گئے چلنے کی طاقت نہیں رہی اس نہر کے پار جالوت اور اس کی فوجیں تھیں یہ تھوڑے آدمی یعنی تین سو تیرہ طالوت کے ساتھ آگے بڑھے تو لگے آپس میں کہنے یا جو لوگ پڑ گئے تھے انہوں نے ان لوگوں سے کہا اتنے تھوڑے آدمی جالوت کی اتنی فوجوں سے کیوں کر لڑ سکتے ہیں براء نے کہا بدر کی لڑائی میں آنحضرتؐ کے ساتھ بھی تین سو تیرہ ہی آدمی تھے طالوت کے ساتھیوں کی طرح ان تین سو تیرہ میں حضرت داؤد اور ان کے باپ اور بیٹے اور چھ بھائی بھی تھے، [2] اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو بادشاہت بھی دی اور نبوت وہ اپنے سب بھائیوں میں چھوٹے اور ابھی بالغ بھی نہیں ہوئے تھے اور بیمار بھی تھے رنگ انکا زرد ہو گیا تھا بکریاں چرایا کرتے تھے لیکن اللہ کی مہربانی ان پر ہوتی اور انہوں نے ایسی بہادری کا کام کیا کہ بڑے بڑے شاہ زور سپاہی دنگ ہو گئے، [3] دیواریں کھڑی تھیں، [4] یعنی بالکل اجاڑ تھی چھت بوسیدہ ہو کر پہلے گرتے ہیں پھر دیواریں، [5] یہ تعجب سے کہا یعنی اتنا بڑا شہر جب ایسا اجاڑ ہو جائے کہ آدمی کا نام اس میں نہ رہے تو پھر اس کا آباد ہونا بہت مشکل ہے، [6] چونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی قدرت میں تعجب کیا تھا اور ایک شہر کا آباد کرنا مشکل جانا تھا اللہ تعہ نے اپنی قدرت سے خود اس کو مار کر دکھلا دی تاکہ پورا یقین ہو جائے کہ اللہ تعہ ہر چیز پر قادر ہے۔

يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ ۖ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۲۵۹) (البقرۃ پ۳ ع ۳۵)

یا کچھ کم ایک دن فرمایا[1] نہیں تو سو برس رہا اب اپنے کھانے پینے کو دیکھ (اب تک) بگڑا تک نہیں اور اپنے گدھے کو دیکھ اور یہ ہم نے اس واسطے کیا کہ تجھ کو لوگوں کے لیے (اپنی قدرت کا) ایک نمونہ بنائیں[2]۔ اور ہڈیوں کو دیکھ ہم ان کو کس طرح جبلاتے ہیں (یا ابھارتے ہیں اور ڈھانچہ بناتے ہیں) پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں جب اس پر یہ بات کھل گئی تو کہنے لگا (اب) مجھ کو (پورا) یقین ہے کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

۲۷۔ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۗ وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ (۱۹) فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ (۲۰) إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ

جو دین خدا تعالیٰ کو پسند ہے وہ اسلام ہے[3] اور اہل کتاب یہود اور نصاریٰ نے جو (اس دین سے) مخالفت کی (یعنے اس کو قبول نہیں[4] کیا تو حق بات معلوم ہو جانے کے بعد[5] ضد م ضدا سے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرے[6] تو اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے[7]۔ اب اگر وہ کٹ حجتی کریں[8] تو (صاف) کہہ دے میں نے اور جس نے میرا ساتھ دیا[9] اپنا منہ اللہ کے لیے رکھ دیا[10]۔ اور اہل کتاب اور عرب کے جاہلوں سے پوچھ تم بھی اسلام لاتے ہو (یا نہیں) اگر مسلمان ہو جائیں تو راہ پر لگ گئے اور جو نہ مانیں تو تیرا کام (اللہ تعالیٰ کا حکم) پہنچا دینا ہے[11] اور اللہ تعالیٰ (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور جو لوگ انصاف کی بات کہیں ان کو قتل کرتے ہیں

[1] یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا بلا واسطہ یا فرشتے کے واسطے سے، [2] ایسا ہی ہوا کہ جب وہ لوٹ کر اپنے گھر آیا تو خود نوجوان تھا اور اس کے بیٹے پوتے سب بوڑھے ہو گئے تھے، [3] خدا کی تابعداری اور اس کے سب حکموں کو دل جان سے ماننا، [4] یہ نہیں کہ اس دین کی سچائی ان کو معلوم نہیں ہوئی الخ، [5] یعنی یہود اور نصاریٰ دونوں کو معلوم ہو گیا کہ اسلام سچا دین ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی پیغمبر ہیں جن کی خوشخبری حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے دی تھی مگر آپس کی ضد اور ہٹ دھرمی کا اللہ تعالیٰ ستیا ناس کرے اس ضد نے ان کو اسلام قبول کرنے سے باز رکھا ہر ایک فرقہ یہ چاہتا تھا کہ میں سب کا سردار بنا رہوں اسلام لانے سے یہ سرداری جاتی رہتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنا پڑتی، [6] جیسے یہود اور نصاریٰ نے کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کی آیتیں جو اگلی کتابوں میں تھیں نہ مانیں، [7] ان کے اعمال کا بدلہ بہت جلد ان کو ملنے والا ہے ایسا ہی ہوا اہل کتاب کو اس انکار کی سزا ملی اور جیسا انجیل مقدس میں کہا گیا تھا ہمارے پیغمبر صلعم نے لوہے کے کوڑ دل (یعنی تلواروں) سے ان کو درست کیا، [8] اور اسلام کو نہ مانیں اور تکرار نکالیں، [9] یعنی خالص اس کا تابعدار بن گیا دل و جان سے، [10] یعنی جس نے میری پیروی کی اس نے بھی ایسا ہی کیا یعنی میں اور میرے ساتھی سبھوں نے اللہ تعالیٰ کی تابعداری اختیار کی اور اس کے سامنے سر جھکا دیا، [11] باقی راہ پر لانا یہ خدا کا کام ہے،

يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢١﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٢٢﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢٤﴾ فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٥﴾

(آل عمران پ ۳ ع ۲، ۳)

ان کو تکلیف والے عذاب کی خوش خبری سنا[1]۔ یہی ہیں وہ لوگ جن کے (نیک) اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت ہوئے[2] اور ان کے کوئی مددگار نہیں ہیں (جو عذاب سے ان کو بچائیں) اے پیغمبر، تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو (اللہ تعالیٰ کی) کتاب کا کچھ علم دیا گیا تھا[3] اُن کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے موافق فیصلہ کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے تو ایک فرقہ ان میں کا پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے اور وہ (جان بوجھ کر) تغافل کرتے ہیں[4] یہ (حرکتیں وہ) اس لیے (کرتے ہیں) کہ وہ کہتے ہیں ہم کو ہرگز (دوزخ کی) آگ لگے ہی گی نہیں مگر گنتی کے کئی دن اور (جو جھوٹی باتیں انہوں نے دین میں بنا رکھی ہیں ان پر بھول گئے ہیں پھر جس دن کے آنے میں شک نہیں[5] اُس دن جب ہم ان کو اکٹھا کریں گے تو ان کا کیا حال ہوگا اور ہر آدمی کو اس کے کئے کا پورا بدلہ ملے گا اور کسی کا حق مارا نہیں جائے گا۔

۶۸- وَدَّت طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّونَكُمْ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا

کتاب والوں کا ایک گروہ یہ چاہتا ہے کہ تم کو گمراہ کر دیں وہ اپنے تئیں آپ گمراہ (خراب) کرتے ہیں مگر سمجھتے نہیں[6]

---

[1] ہرچند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں بنی اسرائیل نے یہ کام نہیں کئے تھے مگر چونکہ ان کے باپ دادے ہمیشہ ایسا کرتے رہے اور وہ ان کے کاموں سے راضی اور خوش تھے تو گویا خود انہوں نے بھی یہ کام کئے حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل نے تینتالیس پیغمبروں کو ایک ہی دن صبح کے وقت قتل کیا ایک سو ستر آدمی ان میں سے کھڑے ہوئے (جو اللہ سے ڈرتے تھے) اور ان کو نصیحت کی اچھی بات کا حکم کیا اور بُری بات سے منع کیا انہوں نے ان کو بھی شام کے وقت اسی دن قتل کیا ابو عبیدہ نے آنحضرت ؐ سے پوچھا قیامت کے دن کس کو سخت ترین عذاب ہوگا فرمایا جس نے پیغمبروں کو قتل کیا یا اچھی بات کہنے والے یا بری بات سے منع کرنے والے کو، [2] دنیا میں اس طرح کہ خدا کا عذاب اُتارا گیا بندر اور سور ہوئے اور آخرت میں ہمیشہ کے لیے دوزخی ہوئے کفر اور پیغمبروں کو قتل کرنے کی وجہ سے، [3] یا بہت علم دیا گیا تھا، [4] یہودیوں میں ایک مالدار مرد اور عورت نے زنا کیا جو محصن تھے ان کی کتاب یعنی توریت شریف میں ایسے لوگوں کو سنگسار کرنے کا حکم تھا لیکن اس پر عمل نہ کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے اور فیصلہ چاہا آپ نے حکم فرمایا کہ جیسا توریت میں لکھا ہے پتھروں سے دونوں کو مار ڈالو یہودی کہنے لگے توریت میں یہ حکم نہیں ہے آپ نے فرمایا توریت لاؤ وہ لائے اور رجم کی آیت پر ہاتھ رکھ کر اور عبارت پڑھنے لگے عبداللہ بن سلام جو یہودیوں کے پڑھنے عالم اور مسلمان ہو چکے تھے انہوں نے ان کی چوری پکڑی اور کہا ذرا ہاتھ تو اٹھاؤ جب ہاتھ اٹھایا تو رجم کی آیت صاف نکل آئی یہودیوں کو غصہ آیا اور اٹھ کر چل دیئے اس وقت یہ آیت اتری، [5] یعنی قیامت کا دن، [6] بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہود نے معاذؓ اور حذیفہؓ اور عمار بن یاسرؓ وغیرہ صحابہؓ کو بہکانا چاہا کہ وہ یہودی ہو جائیں تب یہ آیت اتری یعنی ان کے بہکانے سے جو لوگ سچے اور پکے مسلمان ہیں بہکنے والے نہیں وہ خود گنہگار ہوں گے اور اپنی عاقبت خراب کریں گے۔

يَشْعُرُوْنَ (۶۹) يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ (۷۰) يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۷۱)

(اٰل عمران پ ۳ ع ۷)

اے کتاب والو اللہ سبحانہ و تعالےٰ کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو[۱] اور تم جانتے ہو[۲] اے کتاب والو تم حق کو ناحق کے ساتھ گڈ مڈ کیوں کرتے ہو[۳] اور جان بوجھ کر حق بات (حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارتوں) کو چھپاتے ہو۔

۲۹۔ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (۷۲) وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (۷۳) يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (۷۴) وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ۚ وَ

اور کتاب والوں میں سے ایک گروہ نے (اپنے لوگوں سے) کہا (ایسا کرو) صبح کو تم جا کر مسلمانوں پر جو کتاب اتری ہے[۴] ایمان لاؤ اور شام کے وقت منکر ہو جاؤ (اپنے دین میں آ جاؤ اسلام سے پھر جاؤ) شاید (اس تدبیر سے مسلمان بھی اپنے دین سے) پھر جائیں[۵] اور سوا اپنے دین والوں کے دوسرے کی بات نہ مانو[۶] (اے پیغمبر) کہہ دے ہدایت تو وہی ہے اللہ تعالیٰ کی ہدایت[۷] (ایسا نہ ہو) کہ دوسرے کسی کو وہ بات حاصل ہو جائے جو تم کو حاصل[۸] ہے یا وہ (قیامت کے دن) تمہارے رب کے پاس تم سے بحث کریں[۹] (اے پیغمبر) کہہ دے فضل کرنا اللہ کے اختیار میں ہے جس پر وہ چاہتا ہے فضل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ گنجائش والا خبردار ہے[۱۰] جس کو چاہتا ہے اپنی مہربانی کے لیے خاص کرتا ہے، اور اللہ کا فضل بڑا ہے[۱۱] اور کتاب والوں میں کوئی تو ایسا ہے کہ اگر چاندی سونے کے ڈھیر اس کے پاس امانت رکھا تو وہ مانگنے کے ساتھ ہی ادا کر دے[۱۲]

---

[۱] جو حضرت محمدؐ کی خوشخبریاں توریت اور انجیل اور اگلی کتابوں میں آئی ہیں، [۲] دل میں کہ یہ آیتیں صحیح ہیں اور حضرت محمدؐ وہی نبی ہیں جن کی خوشخبری اگلی کتابوں میں دی گئی تھی [۳] یعنی تورات اور انجیل میں تحریف کیوں کرتے ہو اپنی طرف سے کچھ باتیں بڑھا کر اللہ تعالیٰ کی کلام میں ملا دیتے ہو یا ایمان کے ساتھ کفر کو کیوں ملاتے ہو، [۴] یعنی قرآن پر مکرا اور فریب ہے، [۵] یہود کے رئیسوں نے ایک منصوبہ گانٹھا اپنے لوگوں سے کہا صبح کو تم جا کر بڑی خوشی سے اسلام کا دین قبول کرلو اور شام ہوتے ہی پھر جاؤ تو جو لوگ پکے مسلمان ہیں وہ بھی یہ حالت دیکھ کر شاید ڈانواں ڈول ہو جائیں اور یہ خیال کریں کہ اسلام کے دین میں ہو نہ ہو کچھ دال میں کالا ہے کہ لوگ اس میں شریک ہوتے ہیں پھر اس قدر جلد جان کر اس سے پھر جاتے ہیں اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر کو یہود کے اس منصوبے سے آگاہ کر دیا اور ان کے مکر سے مسلمانوں کو اطلاع دے دی، [۶] کیوں کہ سوا تمہارے کوئی دوسرا ہدایت پر نہیں ہے، [۷] تو وہ جس کو چاہے ہدایت کرے یہ کیا معنی کہ یہود کے سوا اور لوگ ہدایت پر نہ ہوں ایسا نہ ہو کہ دوسرے کسی کو بھی وہ بات حاصل ہو جائے الخ [۸] یعنے جب تم اپنے دین والوں کے سوا اوروں کی بات مانو گے اور ان کے دین میں شریک ہو گے تو وہ تم سے وہ علم حاصل کریں گے جو آج تک یہودیوں ہی کو تھا اوروں کو نہ تھا۔ [۹] تم ہی سے اگلی کتابوں کی باتیں سیکھ لیں گے اور قیامت کے دن تم پر سخت ہیں غالب ہوں گے پروردگار سے عرض کریں گے کہ خود یہودیوں نے ان باتوں کا اقرار کیا تھا، [۱۰] اس کو ہدایت دیتا ہے اور علم عطا فرماتا ہے تمہارا اس سے کیا ہوتا ہے، [۱۱] تو تم کو اے یہودیو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ہمارے سوا کسی کو علم نہیں حاصل ہونے کا یا ہم اپنے لوگوں کو اسلام لانے سے روک دیں گے تو مسلمانوں کا غلبہ ہو گا، [۱۲] جیسے عبداللہ بن سلام تھے ایک شخص نے ان کے پاس بارہ سو اوقیہ سونا امانت رکھا یا تو انہوں نے ادا کر دیا۔

وَمِنْهُم مَّنْ إِن تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ لَّا يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَائِمًا ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾ بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٧٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٨﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِن كُونُوا

کوئی اُن میں ایسا ہے کہ اگر ایک اشرفی اس کے پاس امانت رکھائے تو پھر تجھ کو نہ دے مگر جب سدا اُس کے سر پر کھڑا رہے[1]۔ یہ (بے ایمانی) اس لیے (کرتے) ہیں وہ (صاف صاف) کہتے ہیں کہ جاہلوں[2] کا مال مار لیں تو ہم پر کوئی گناہ نہ ہوگا اور جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں[3] کیوں نہیں (ان پر ضرور گناہ ہے) جو شخص اپنا اقرار پورا کرے اور (شرک اور بدمعاملگی سے) پرہیز رکھے تو اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں سے محبت رکھتا ہے جو لوگ اپنے قرار کے بدلے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا[4] اور اپنی قسموں کے بدلے ایک ذرا سا مول[5] لیتے ہیں[6] ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے سے بات تک نہیں کریگا نہ قیامت کے دن اُن پر (رحمت کی نگاہ) ڈالے گا نہ گناہوں سے ان کو پاک کرے گا اور ان کو تکلیف کا عذاب ہوگا[7] اور کتاب والوں میں ایک فرقہ ہے جو توراۃ کو زبان مروڑ کر پڑھتا ہے اس لیے کہ تم سمجھو توراۃ پڑھ رہا ہے اور وہ توراۃ کی عبارت نہیں ہے[8] اور کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے اترا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے نہیں اترا (بلکہ ان کا بنا ہوا ہے)، اور جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں[9] کوئی آدمی ایسا نہیں کرنے کا کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب اور حکمت اور پیمبری سے سرفراز کرے پھر وہ[10] لوگوں سے کہنے لگے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن[11] جاؤ ہاں یوں کہے گا اللہ

[1] اور تقاضے کے مارے اس کا ناک میں دم کر دے تو شاید واپس کرے جیسے فخاص ایک یہودی تھا ایک اشرفی کسی نے اس کے پاس امانت رکھائی وہ مکر گیا، [2] عرب کے لوگوں کا جو اہل کتاب نہ تھے، [3] کہ اس کے سب پیغمبروں پر ایمان لائیں گے، [4] قسم کھائی تھی کہ جب نبی آخر الزمان ظاہر ہوں گے تو ان کے شریک ہوں گے [5] یعنی دنیا کا مال ومتاع، [6] صحیحین میں اشعث بن قیس رضی سے روایت ہے کہ میری اور ایک یہودی کی شرکت میں ایک زمین تھی وہ یہودی مکر گیا تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا آپ نے فرمایا گواہ ہیں میں نے عرض کیا گواہ تو نہیں ہیں تب آپ نے یہودی سے فرمایا اچھا تو قسم کھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو قسم کھا کر میرا حق مارے گا اس وقت یہ آیت اتری [7] بلکہ اس کی تراشی ہوئی ہے ان پڑھوں کو دھوکا دینے کے لیے آواز بناتا ہے کہ توراۃ کی عبارت معلوم ہو، [8] معاذ اللہ اس دغابازی کا بھی کچھ ٹھکانا ہے ابن عباس رضی نے کہا یہ آیت یہود اور نصاریٰ دونوں کے باب میں اتری انہوں نے توریت اور انجیل میں تحریف کر دی اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں وہ مضمون بڑھا دیئے جو ان میں نہ تھے، [9] اللہ تعالیٰ کے یہ سب احسان اور سرفرازیاں فراموش کر کے، [10] یہ آیت یہود کے باب میں اتری وہ آنحضرت صلعم سے کہنے لگے آپ کیا چاہتے ہیں ہم آپ کی پرستش کریں جیسے نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کی کرتے ہیں آپ نے فرمایا معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے اس لیے مجھ کو اس لیے نہیں بھیجا کہ میں اپنے تئیں پجواؤں بعضوں نے کہا یہ آیت نصاریٰ کے باب میں ہے وہ سمجھتے تھے کہ حضرت عیسیٰؑ نے خود اپنے تئیں خدا کہا اور اپنی پرستش کا حکم کیا،

رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾

(آل عمران پ ۳ ع ۸)

والے بن جاؤ[۱] کیوں کہ تم اللہ کی کتاب کو پڑھاتے اور پڑھتے رہے[۲] اور یہ وہ کبھی نہیں کہے گا کہ فرشتوں یا پیغمبروں کو تم خدا بنالو (جیسے نصاریٰ نے بنا لیا) بھلا یہ کوئی بات ہے کہ مسلمان ہو چکنے کے بعد وہ کہے کافر ہو جاؤ[۳]

۳۰۔ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ (آل عمران پ ۳ ع ۹)

کیا اللہ تعالیٰ کے دین (اسلام) کے سوا اور کوئی دین ڈھونڈھتے ہیں جب تو اقرار سے منحرف ہوئے ہیں) اور آسمان اور زمین والے خوشی یا زور سے سب اس کے تابعدار ہیں اور اسی کی طرف سب کو لوٹنا ہے[۴]

۳۱۔ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ

(اے پیغمبرؐ) کہہ دے کتاب والو جو کوئی ایمان لا یا (یا لانے کا قصد رکھتا ہے) تم جان بوجھ کر اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے کیوں روکتے ہو اس میں عیب نکالتے ہو[۵] اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے اس کو سب معلوم ہے مسلمانو اگر تم کتاب والوں میں سے کسی گروہ کا کہنا سنو گے تو وہ ایمان لائے پیچھے پھر تم کو کافر بنا دیں گے اور تم کیونکر کافر ہو گے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں تم کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور اس کا پیغمبر تم میں موجود ہے (یعنے حضرت محمدؐ)

---

[۱] یعنی خدا پرست یا لوگوں کو تعلیم و تربیت کرنے والے یا عالم باعمل، [۲] تو جیسے پہلے تم ایک راست باز عالم باعمل تھے اب بھی ویسے ہی بن جاؤ، [۳] اس سے مراد یہ ہے کہ خدائے واحد کو ماننے کے بعد وہ کہے کافر ہو جاؤ کیونکہ یہودی پورے مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر ایک خدا کو مانتے تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تہمت جوڑی کہ آپ اپنے تئیں پجوانا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کا رد کیا کہ نبی کی یہ شان نہیں وہ تو توحید پھیلانے اور شرک مٹانے کے لیے آئے ہیں وہ توحید والوں کو شرک میں کیوں پھنسانے لگے، [۴] آسمان والوں سے فرشتے مراد ہیں اور زمین والوں سے مسلمان ایک حدیث میں ہے کہ آسمان میں فرشتوں نے اس کی اطاعت کی اور زمین میں انصار اور عبد القیس کے لوگوں نے خوشی سے یا زور سے یعنی بعض لوگ تو دل کی خوشی سے مسلمان ہوئے بعض زور سے قتل یا قید ہونے کے ڈر سے، [۵] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کی راہ بتلاتے ہیں تم اس میں طرح طرح کے عیب نکالتے ہو اور لوگوں کو اس راہ پر چلنے سے روکتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ ہمارا یہ عیب نکالنا ناحق کی ہٹ دھرمی ہے اور یہ راہ اللہ کی سچی راہ اور بے عیب ہے، یہودی یہ کرتے تھے کہ مسلمانوں کو باور کراتے کہ جس پیغمبر کی بشارت ہماری کتابوں میں ہے وہ یہ پیغمبر نہیں ہیں اور دین اسلام سچا دین نہیں ہے دیکھو ان کا قبلہ صحیح نہیں ہے اگر یہ سچے پیغمبر ہوتے تو بیت المقدس ہی کو قبلہ رکھتے اسی قسم کی ناحق کج بحثیاں کر کے مسلمانوں کے دلوں میں شبہے ڈالتے اور جو کوئی نیا مسلمان ہونے لگتا اس کو اسلام لانے سے روک دیتے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری، [۶] شاہ عبد القادر رحمہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے شبہوں کا جواب دے کر مسلمانوں کو فرمایا کہ ان کی بات مت سنو یہی علاج ہے نہیں تو شبہے سنتے سنتے اپنی راہ سے پھسل جاؤ گے اب بھی ہر مسلمان کو چاہیے کہ شبہے والوں کی بات نہ سنے اس میں دین کی سلامتی ہے اور جھگڑنے سے شبہے پڑتے ہیں۔

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ (آل عمران پ۴ ۱۰۶)

۳۲- وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ

اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی پناہ لے (اس کے دین اور شریعت کو مضبوطی کے ساتھ تھامے) وہ سیدھے رستے پر لگ گیا۔[1]

اگر (تمہاری طرح) کتاب والے (یہود اور نصاریٰ بھی) ایمان لاتے تو ان کے حق میں (اس دنیا کی حکومت اور دولت سے) بہتر ہوتا ان میں تھوڑے تو ایمان دار ہیں اور اکثر نافرمان ہیں[2] وہ (یعنے یہود) ستانے کے سوا اور کوئی تمہارا بڑا نقصان نہیں کر سکتے[3] اور اگر تم سے لڑیں گے تو بھاگتے ہی بن پڑے گی[4] اور ان کو (آئندہ کبھی) فتح نصیب نہ ہوگی انکی قسمت میں ذلت ہے، جہاں دیکھئے[5] مگر جب اللہ کی پناہ میں آجائیں[6] یا لوگوں کی پناہ میں اور خدا تعالیٰ کے غضب میں پڑ گئے اور محتاجی انکو لگ گئی (یعنی جزیہ دینا پڑا مفلس ہوگئے یا ذلیل وخوار یہ سب خرابیاں) اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے رہے ہیں (جیسے رجم کی آیت کا) اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے رہے[7] اس وجہ سے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے[8] سب کتاب والے برابر نہیں ہیں (یعنی سب ایک طرح کے نہیں ہیں) ان میں بعضے ایسے بھی ہیں جو اللہ کے حکم پر قائم ہیں[9] اللہ کی آیتوں کو رات کے وقت پڑھتے ہیں اور سجدے کرتے ہیں[10] وہ اللہ تعالیٰ

[1] یعنی یہودی تو یہ چاہتے ہیں کہ تم کافر بنا دیں مگر قرآن تم لوگوں میں اترتا رہتا ہے اللہ کے نبی تم میں موجود ہیں ان باتوں کے ساتھ عقل سے بعید ہے کہ تم پھر کافر ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ اور نبی کو چھوڑ کر دشمنوں کی بات مان لو، [2] یعنی کافر ہیں اللہ تعالیٰ کی شریعت اور اس کے رسول کا انکار کرتے ہیں تھوڑے ایماندار ہیں جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ کہتے ہیں یہود نے صحابہ سے بحث کی اور کہا ہم سب امتوں سے افضل ہیں اور ہمارا دین سب دینوں سے بہتر ہے تب یہ آیت اتری، [3] بڑا نقصان جنگ ہے اور ستانا یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے گالیاں دیں چغلخوری کریں مسلمانوں کے دلوں میں شبہے ڈالیں ان پر طعنہ کریں رسول اللہ پر اعتراض کریں، [4] یعنی مسلمانوں پر وہ کبھی غالب نہ ہوں گے بلکہ ہمیشہ ہر جنگ میں شکست پائیں گے اس آیت میں بڑا معجزہ ہے قرآن شریف کا کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے خبر دی تھی ویسا ہی ہوا یہود کو مسلمانوں پر اس کے بعد کبھی کوئی فتح نہیں ہوئی، [5] یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی تقدیر میں ذلت وخواری لکھ دی ہے جہاں رہیں مسلمانوں کے ملک میں یا نصاریٰ کی حکومت میں ہر جگہ یہ رعایا ہیں کہیں بادشاہ یا رئیس نہیں ہوئی، [6] اللہ تعالیٰ کی پناہ یہ ہے مسلمان ہو جائیں لوگوں کی پناہ یہ ہے کہ ان سے عہد وپیمان کریں جزیہ دینا قبول کریں، [7] یعنی ان کے باپ دادا نے قتل کیا اور یہ ان کو اچھا کہتے ہیں ان کے کاموں سے راضی ہیں ان کے کاموں سے راضی ہیں تو گویا یہ بھی قاتل ہیں، [8] تو نافرمانی اور گناہ کا یہ اثر ہوا کہ لگے کفر کرنے اور پیغمبروں کو مارنے اور کفر اور پیغمبروں کے قتل کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا غضب اترا ذلیل اور محتاج ہو گئے حکومت اور ریاست چھن گئی، [9] یہ سیدھی راہ پر ہیں یا نماز میں کھڑے ہیں، [10] یعنی تہجد یا عشاء کی نماز میں قرآن پڑھتے ہیں اور بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو رات کے وقت نماز میں پڑھتے ہیں اور سجدے سے نماز مراد لی ہے کیونکہ سجدے میں قرآن کا پڑھنا جائز نہیں مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں اور تہجد یا عشاء کی نماز میں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور سجدے کرتے ہیں کیونکہ یہودیوں کے دین میں سجدہ نہیں ہے یہ آیت اس وقت اتری جب یہودیوں نے کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ لوگ ایمان لائے ہیں جو تمام یہودیوں میں خراب اور کمینے ہیں جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کیا اور فرمایا یہی لوگ تو ان میں حق پر قائم اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہیں۔

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ (آل عمران پ ۴ ع ۱۲)

اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہیں اور اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں کو جلد بجالاتے ہیں[۱] اور یہی لوگ نیک بخت ہیں (اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا شمار صالحین میں ہے) اور جو نیکی وہ کریں گے ہرگز یہ نہ ہوگا کہ اس کے ثواب سے محروم رہیں گے[۲] اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو جانتا ہے۔

۳۳۔ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَھُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ (آل عمران پ ۴ ع ۱۹)

البتہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بات سن لی جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ محتاج ہے اور ہم مالدار ہیں[۳] ہم ان کی اس بات کو اور پیغمبروں کے ناحق قتل کرنے کو اب لکھ رکھیں گے اور (قیامت کے دن) سزا میں کہیں گے جلانے والا عذاب چکھو[۴]

۳۴۔ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْھُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ (آل عمران پ ۴ ع ۱۹)

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے کہا بے شک اللہ نے ہم سے کہہ رکھا ہے کہ ہم کسی پیغمبر کو نہ مانیں (یعنے سچا پیغمبر نہ جانیں) جبتک وہ ایسی نیاز ہم کو نہ دکھلائے جس کو آگ (آسمان سے) آ کر کھا جاوے[۵] (اے پیغمبر ان کے جواب میں) کہہ دے تمہارے پاس تو کئی پیغمبر مجھ سے پہلے کھلی نشانیاں اور یہ نشانی بھی جو تم نے کہی[۶] دے کر آئے جیسے حضرت یحییٰ حضرت شعیا وغیرہ) پھر اگر تم سچے تھے تو ان کو مار کیوں ڈالا۔

۳۵۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اور (اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب اللہ تعالیٰ نے کتاب والوں[۸] سے (ان کے پیغمبروں

[۱] یعنی اس میں دیری اور سستی نہیں کرتے جیسے یہودیوں کی عادت تھی کہ نیک باتوں کو ٹالتے رہتے۔ کار امروز را بفردا مگذار۔ یہ نیک کاموں کے لیے ہے ان میں جلدی منع نہیں بلکہ عمدہ ہے وہ جو حدیث میں ہے کہ جلدی شیطان کی طرف سے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی جلدی نہ کرو جس سے کام بگڑ جائے۔ [۲] یعنی جیسی بندوں کی ناشکری کرتے ہیں اور اس کی نعمتوں کی ناقدری اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے وہ اپنے بندوں کی ضرور قدردانی کرے گا اور ان کو ثواب ملے گا کوئی نیکی جو اللہ کے واسطے کی جائے ضائع نہیں ہو سکتی۔ [۳] جب یہ آیت اتری اللہ تعالیٰ کو کون قرض حسنہ دیتا ہے تو یہود مردود کہنے لگے اللہ تعالیٰ محتاج ہے اور ہم مالدار ہیں جب تو ہم سے قرض مانگتا ہے اس وقت یہ آیت اتری۔ [۴] یعنی دوزخ کا عذاب جو جلانے والا اور تکلیف دینے والا ہے۔ [۵] بنی اسرائیل کے بعض پیغمبروں کو یہ معجزہ دیا گیا تھا کہ ان کی امت کے لوگ جو قربانی اور نذر و نیاز اللہ تعالیٰ کے لیے کرتے تو وہ میدان میں رکھ دی جاتی پھر پیغمبر دعا کرتے اگر آسمان سے آگ اتر کر اس کو جلا دیتی تو یہ سمجھتے کہ نیاز اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں قبول ہوئی حضرت یحییٰ اور حضرت شعیب اور کئی پیغمبروں کے وقت میں ایسا ہوا یہودی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اسی نشانی کے طالب ہوئے اور اللہ تعالیٰ پر یہ جھوٹ باندھا کہ اس نے ایسا فرما دیا ہے کہ تم کسی کو بھی اس وقت تک نہ ماننا جب تک یہ نشانی دکھا نہ لیتا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کہیں ایسا نہیں فرمایا تھا بلکہ ہر ایک نبی کو اپنے وقت کے مناسب جدا جدا معجزے اور نشان دیے گئے یہ آگ کا اترنا حضرت عیسیٰ نے بھی نہیں دکھلایا۔ [۶] آسمان سے آگ اتر کر نیاز کو جلا دینا۔ [۷] اس دعوے میں کہ جو نبی یہ نشان لے کر آئے ہم اس کو مانیں گے۔ [۸] یہود اور نصاریٰ۔

الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ؗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

(آل عمران پ۴ ع ۱۹)

کے ذریعہ سے) عہد کر لیا کہ تم اس کتاب کو (جو تم کو دی گئی) لوگوں سے (صاف صاف) بیان کر دینا اور چھپانا نہیں پھر انہوں نے اس عہد کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا[۱] اور اس کے بدل تھوڑا مول لینے لگے[۲] کیا ہی بُرا مول لے رہے ہیں۔

۳۶۔ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾

(آل عمران پ۴ ع ۲۰)

اور کتاب والوں میں بھی بعضے لوگ ایسے ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر جو تم پر اترا (یعنے قرآن پر) اور جو ان پر اترا (یعنے توریت اور انجیل پر) اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں اللہ کی آیتوں پر تھوڑا مول نہیں لیتے (ان کو چھپاتے نہیں نہ اُن میں دنیا کی طمع سے تحریف کرتے ہیں) ان لوگوں کو (بے شک) پروردگار کے پاس ان کا اجر ملے گا[۳] بے شک اللہ تعالیٰ جلد حساب کرنے والا ہے[۴]۔

۳۷۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا

(اے پیغمبر) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب (تورات) کا ایک حصہ دیا گیا تھا وہ (ہدایت کے بدل) گمراہی مول لیتے ہیں اور چاہتے کہ تم بھی گمراہ ہو جاؤ[۵] اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے (اس نے بتا دیا تو ان سے بچے رہے) اور اللہ تعالیٰ بس ہے حامی اور اللہ تعالیٰ بس ہے مددگار[۶] (یہ دشمن تمہارے یہودی ہیں سے (یا یہودیوں ہیں) (بعضے ایسے بھی ہیں جو لفظوں کو اپنے مقاموں سے پلٹ دیتے ہیں[۷] اور زبانوں کو مروڑ کر اور دین پر طعنہ کرنے کو کہتے ہیں ہم نے سنا اور مانا[۸] اور سنو تم کو

[۱] اس کا کچھ خیال نہ کیا فراغت سے کتاب کو چھپا نے لگے اس کے مضمون بدلنے لگے۔ [۲] دنیا کے ذرے سے بے حقیقت فائدے کے لیے کتاب میں تحریف کرنے لگے [۳] حدیث میں ہے کہ جب نجاشی حبش کا بادشاہ مرگیا۔ آپ نے فرمایا نماز پڑھو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک حبشی غلام پر ہم نماز پڑھیں تب یہ آیت اتری نجاشی گو ظاہر میں نصرانی تھا مگر دل سے مسلمان ہو گیا تھا۔ بہت شوق سے قرآن سنتا تھا اور روتا تھا مسلمانوں کو بڑی خاطر سے اس نے اپنے ملک میں امان دی تھی [۴] آدھے دن میں ساری دنیا کا حساب لے لیگا [۵] یہ خطاب ہے تمام مومنوں کو یعنی خود تو گمراہ ہوئے ہیں تم کو بھی بہکا کر گمراہ کرنا چاہتے ہیں [۶] جب وہ حامی اور مددگار ہے تو تم کس کی دشمنی سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اسی پر بھروسہ کرو اور اس کے سوا کسی کو حامی نہ بناؤ نہ اس سے مدد چاہو۔ [۷] یعنی ایک لفظ کو نکال کر اس کی جگہ دوسرا لفظ رکھ دیتے ہیں یہ تحریف لفظی ہے امام شوکانی نے کہا کہ تورات میں بعض مقامات میں تحریف لفظی بھی ہوئی ہے۔ جیسے اس مقام میں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم سے فرمایا اپنے بڑے اکلوتے بیٹے کو ذبح کر اسحاقؑ کا لفظ یہود نے بڑھا دیا ہے۔ پھر اس کی دس دلیلیں بیان کیں [۸] سنا تو پکار کر کہتے اس کے بعد نہ مانے آہستہ سے کہتے دین پر طعنہ کرنے کو یعنی یہودی یہ کہتے تھے اگر یہ سچے پیغمبر ہوتے تو ہمارے دل کی چوری ان کو معلوم ہو جاتی۔ ایسا ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شرارت اور بدنفسی سے اپنے پیغمبر کو مطلع کر دیا۔ [۹] تم کو کوئی نہ سنائے اس کے ایک اچھے معنے ہو سکتے ہیں کہ خدا تم کو ایسی حکومت اور طاقت دے تم کو کوئی شخص بری بات نہ سُنا سکے۔ لیکن بُرے معنے بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ خدا کرے تم بُرے ہو جاؤ یا مر جاؤ کوئی تم کو کچھ نہ سنا سکے (بقایا اگلے صفحہ پر)

بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِنْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٤٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ﴿٤٧﴾

(النساء پ۵ ع۷)

کوئی نہ سنا) ور راعنا اور اگر وہ (ان لفظوں کے بدل) یوں کہتے ہم نے سنا اور مان لیا (سنا اور نہ مانا کے بدل) اور سنو (اسنوتم کو کوئی نہ سنائے کے بدل) اور انظرنا (راعنا کے بدل) تو یہ ان کے حق میں بہتر اور درست ہوتا[۵۲] مگر ان پر تو کفر کی وجہ سے اللہ نے پھٹکار کر دی ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے مگر تھوڑا سا[۵۳]۔ کتاب والو (یہود یو) ہم نے جو (قرآن) اتارا اس پر ایمان لاؤ وہ اس کتاب کو سچ بتاتا ہے جو تمہارے پاس ہے (یعنی تورات کو) اس سے پہلے کہ ہم منہ کو میٹ کر گدی طرح (صاف سپاٹ) کر دیں[۵۴] یا ان پر پھٹکار کریں۔ جیسے ہفتے والوں پر پھٹکار کی تھی۔[۵۵] اور خدا کا حکم تو ہو کر رہے گا۔[۵۶]

۴۸۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنْفُسَهُمْ ۚ بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٤٩﴾ انْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۖ وَكَفَىٰ بِهِ إِثْمًا مُبِينًا ﴿٥٠﴾

(النساء پ۵ ع۷)

(اے پیغمبر) کیا تو نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے تئیں آپ پاک (اور مقدس) کہتے ہیں (یہ سب غلط ہے) بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے پاک (اور مقدس) کرتا ہے[۵۷] اور ایک تاگے برابر بھی اُن پر ظلم نہ ہوگا (اے پیغمبر) دیکھ اللہ پر کیسا جھوٹ باندھتے ہیں اور یہی (یعنی یہ جھوٹ) کھلا گناہ ہونے کے لئے بس کرتا ہے۔

۴۹۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ

(اے پیغمبر) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو (اللہ تعالیٰ کی) کتاب کا ایک حصہ ملا وہ بُت اور شیطان کو ماننے لگے اور کافروں (مکہ کے مشرکوں) کو کہتے ہیں کہ مسلمانوں سے تو یہ زیادہ ٹھیک

(بقیہ صفحہ سابقہ) یہود مردود اس لفظ کو بول کر برا معنے مراد لیتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوستے اور ظاہر میں یہ حیلہ کرتے کہ ہماری مراد اچھے معنے (حواشی صفحہ ہذا) [۵۱] اس کا بیان سورۂ بقرہ کے بارہویں رکوع کی آیت میں گذر چکا ہے ظاہر میں راعنا کا معنے یہ تھا کہ ہماری بات سنو لیکن یہود اس کو ایسا مروڑ کر کہتے راعینا ہو جاتا جو گالی ہے، [۵۲] انظرنا کے بھی معنے یہی ہیں کہ ہم کو سمجھ لینے دو جلدی نہ کرو پھر اس کو چھوڑ کر راعنا کا لفظ بولنا جس میں گالی نکلتی ہے صریح شرارت ہے ایسی حرکتیں کیا کرتے جو عقلمندوں کے نزدیک نہایت مذموم اور بزدلی اور نامردی کی دلیل ہیں، [۵۳] یعنی ایک آدھ کتاب کو مانیں گے یا ایک آدھ رسول کو، باقی سب کتابوں اور پیغمبروں کا انکار کریں گے جیسے یہود کرتے تھے کہ صرف تورات کو وہ بھی ادھوری طرح سے کچھ مانتے تھے اور انجیل شریف اور قرآن شریف دونوں کا انکار کرتے، [۵۴] منہ کو میٹنا یہ ہے کہ ناک آنکھ سب خط اُس کے میٹ دیں اور وہ گدی کی طرح یکساں ایک پڑھ ہو جائے، [۵۵] اللہ تعالیٰ نے ان کو بندر بنا دیا۔ جیسے سورۂ بقرہ کے ساتویں رکوع کی آیت میں گذر چکا ہے، ہفتہ والوں سے وہی لوگ مراد ہیں جن کو ہفتہ کے دن شکار کرنے کی ممانعت ہوئی تھی۔ سورۂ اعراف میں بھی ان کا مفصل قصہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ، [۵۶] وہ کسی کی رد کے رکنے والا نہیں، [۵۷] مراد یہودی لوگ ہیں جو اپنے تئیں اللہ کا بیٹا اور محبوب کہتے تھے [۵۸] کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی یہودی۔

مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰي مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾ (النساء پ ۵ ع ۸)

راہ پر ہیں[۱] انہیں لوگوں پر اللہ نے پھٹکار کی ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ پھٹکارے اس کا کوئی مددگار تو نہ پائے گا (جو اس کو عذاب سے بچائے بھلا ان کے پاس سلطنت کا کوئی حصّہ ہے اگر ہو تو لوگوں کو کھجور کی گٹھلی کے شگاف کے برابر نہ دیں[۲] یا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے لوگوں کو دیا[۳] اس پر جلتے ہیں[۴] تو (یہ کوئی نئی بات نہیں ہم نے ابراہیم کی اولاد (داؤد اور سلیمان) کو کتاب اور پیغمبری دی تھی اور ہم نے انکو بڑی سلطنت بھی دی تھی[۵] پھر ان میں سے[۶] کوئی تو اس پر[۷] ایمان لایا۔ اور کوئی اس پر ایمان لانے سے رک رہا (یا لوگوں کو روک دیا[۸]) اس کو دوزخ کی دہکتی آگ بس کرتی ہے۔

۴۰۔ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَھْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ (النساء پ ۵ ع ۱۸)

نہ تمہاری آرزو سے ہو سکتا ہے[۹] نہ کتاب والوں (یہود اور نصاریٰ) کی آرزو سے (بلکہ) جو کوئی برا کام کریگا۔ اس کی سزا پائے گا۔ (مسلمان ہو یا یہودی ہو یا نصرانی) اور اللہ کے سوا نہ اُس کو کوئی حمایتی ملے گا نہ مددگار۔

۴۱۔ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَ

اور ہم نے اُن لوگوں کو جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی[۱۰] اور خود تم کو بھی یہ حکم دیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو[۱۱]

[۱] مکہ کے مشرکوں نے یہود کے مولویوں سے پوچھا تم سچ کہو ہمارا دین بہتر ہے یا ان مولویوں کا۔ ان بے ایمان مولویوں مشرکوں کو مسلمانوں سے بہتر اور اچھی راہ پر بتایا حالانکہ یہ مردود خوب جانتے تھے کہ مسلمان گو ہمارے مخالف ہیں۔ مگر توحید کے قائل ہیں وہ ہزار درجے ان مشرکوں سے بہتر ہیں، [۲] پہلے ان یہودیوں کی یہ برائی بیان کی تھی کہ وہ خود ستائی کرتے ہیں اور اپنے تئیں مقدس اور پاک بتاتے ہیں۔ موجود ہے یعنی پرلے درجے کے بخیل، [۳] قرآن شریف اور نبوت اور حکومت اور دشمنوں پر غلبہ، [۴] بعضوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے جو اپنے فضل سے دیا اس سے مراد بی بیاں ہیں۔ یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس وجہ سے بھی حسد کرتے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نو بی بیاں اعلیٰ درجے کی عطا فرمائی تھیں، [۵] ان کے حضرت سلیمان کی ایک ایک ہزار بی بیاں تھیں اور حضرت داؤد کی سو بی بیاں تھیں تو اگر اس پیغمبر کی نو بی بیاں ہوئیں تو اس پر حسد کیا کرتے ہو یہود یہ بھی کہتے تھے کہ اگر یہ سچے پیغمبر ہوتے تو اتنی عورتیں نہ کرتے، جیسے بعضے نصاریٰ بھی کہتے ہیں ان کا دندان شکن جواب بھی ہے کہ داؤد اور سلیمان کی پیغمبری تو تم بھی مانتے ہو۔ پھر ان کا کیوں نہیں، [۶] یعنی یہود میں سے یا ابراہیم کی اولاد میں سے، [۷] یعنی اللہ تعالیٰ کے اس دین پر یا ہمارے پیغمبر پر یا ابراہیم اور داؤد اور سلیمان پر، [۸] مطلب یہ ہے کہ داؤد اور سلیمان بنی اسرائیل میں تھے اور سب بنی اسرائیل ان پر ایمان نہیں لائے۔ کوئی لایا کوئی نہ لایا تو تم کیا تعجب کرتے ہو اگر بنی اسرائیل تم پر ایمان نہ لائیں کیونکہ تم تو بنی اسرائیل میں سے نہیں ہو۔ یہ ایسے شریر لوگ ہیں کہ اپنی قوم کے پیغمبروں پر بھی ایمان نہیں لائے ہیں، [۹] مراد کو پہنچنا یا جنت ملنا یا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہونا، [۱۰] یعنی یہود اور نصاریٰ کو، [۱۱] اس کو ایک جانو اس کا حکم مانو اس کے عذاب اور غضب سے ڈرتے رہو

إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَنِيًّا حَمِيدًا ﴿١٣١﴾

(النساء پ ۵ ع ۱۹)

اور اگر کفر کرو گے تو (خدا تعالےٰ کو کچھ پرواہ نہیں) اللہ تعالےٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور اللہ تعالےٰ بے نیاز ہے خوبیوں والا۔[۲]

۴۲۔ يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِنَ السَّمَاءِ ۚ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذَٰلِكَ ۚ وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُبِينًا ﴿١٥٣﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِمِيثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ﴿١٥٤﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ

(اے پیغمبرؐ) کتاب والے جو تجھ سے (یہ نشانی) مانگتے ہیں کہ تو آسمان سے ان پر ایک (آسمانی خط کی لکھی لکھائی) کتاب اتار لائے (تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں) اُن لوگوں نے (یعنی ان کے باپ دادوں نے موسیٰ سے اس سے بھی بڑی نشانی چاہی۔ کہنے لگے اللہ تعالیٰ کو سامنے لا کر ہم کو دکھلا آخر اُن کی شرارت پر بجلی نے اُن کو آدبوچا۔[۲] پھر ایسی کھلی نشانیاں ان کے پاس آ جانے پر بھی وہ بچھڑا لے بیٹھے (اس کو پوجنے لگے)[۳] ہم نے اس سے بھی درگذر کی اور موسیٰ کو کھلم کھلا (ان پر) غلبہ دیا[۴] اور ہم نے ان کا قول لینے کیلئے[۵] طور پہاڑ کو ان پر (یعنی ان کے سروں پر) اونچا کیا اور سائبان کی طرح اُن پر چھایا گیا اور ہم نے اُن سے کہا کہ (بستی کے) دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے (جھکے ہوئے) جاؤ اور ہم نے ان سے کہا کہ ہفتہ کے دن زیادتی نہ کرو۔ (شکار نہ کرو) اور ہم نے اُن سے پکا قول لیا[۶] تو انہوں نے جو اپنا اقرار توڑا اور اللہ تعؐ کی آیتوں کا انکار کیا اور پیغمبروں کو ناحق قتل کیا اور کہنے لگے ہمارے دل غلاف چڑھے ہوئے ہیں[۸] حالانکہ اللہ نے کفر کی وجہ ان پر مہر کر دی[۹]

[۱] اس کو کسی کی کچھ حاجت نہیں[۲] کوئی اس کی تعریف کرے یا نہ کرے، ہر طرح وہ تعریف کے لائق ہے،[۳] یہود کو آں حضرتؐ پر ایمان لانا تو منظور نہ تھا۔ ہر گھڑی شرارت کی راہ سے ایک نئی بات نکالتے آپ سے درخواست کرنے لگے کہ اگر تم سچے پیغمبر ہو تو آسمان پر ہمارے سامنے چڑھ جاؤ اور وہاں سے ایک کتاب لیکر آؤ جس میں تمہاری تصدیق لکھی ہو تب اللہ تعؐ نے یہ آیت نازل کی کہ اس قوم کا یہی سال ہے یہ تو کوئی ایسی بڑی بات نہیں حضرت موسیٰؑ سے ان کے باپ دادا نے اس سے بڑی بات کی درخواست کی تھی کہ اللہ کو سامنے لا کر دکھا دیں آخر اللہ تعالیٰ کا غضب اترا۔ اور بجلی گر کر سب ہلاک ہو گئے گو آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنا دیدار مومنوں کو کرا دے گا۔ جیسا۔ صحیح صحیح حدیثوں میں ثابت ہے اگر دنیا میں اس کا دیکھنا ان آنکھوں سے جائز نہیں تو حضرت موسیٰ نہ دیکھتے۔ تو یہ لوگ کیسے دیکھ سکتے[۴] جیسے عصا اور ید بیضا سمندر کا پھٹ جانا اور یہ بھی خدا کی قدرت کی ایک بڑی نشانی دیکھ چکے تھے کہ بجلی گر کر مر گئے پھر حضرت موسیٰؑ کی دعا سے زندہ ہوئے[۵] یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ کے فرمانے سے وہ اپنے قتل پر مستعد ہوئے اور بہت سے قتل ہو گئے۔ یہ قصہ اوپر سورۂ بقرہ کے چھٹے رکوع میں گذر چکا ہے، کہ وہ ڈر کر تورات پر عمل کرنے کا اقرار کریں یا اس وجہ سے کہ انہوں نے اقرار کیا تھا کہ تورات پر قائم رہیں گے۔ اور اقرار کے خلاف کیا،[۶] مگر ہر اقرار کا انہوں نے خلاف کیا تو اب جو کہتے ہیں کہ اگر آسمان سے تو کتاب اتار لائے تو ہم ایمان لائیں گے اس کا کیا اعتبار ہے۔ اس آیت میں جو جو باتیں مذکور ہیں ان کا مفصل حال سورۂ بقرہ کے چھٹے اور آٹھویں رکوع میں گذر چکا ہے،[۷] تو تمہاری بات کیونکہ ہمارے دل میں سما سکتی ہے یا ہمارے دل کے غلاف میں یعنی ہم کو سب باتیں معلوم ہیں،[۸] خلاف ولاف کچھ نہیں،[۹] یعنی ہم نے بھی ان کو پھٹکار دیا ان پر لعنت کر دی۔

فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٥٥﴾ (النساء پ۶ ع۲۲)

وہ ایمان نہ لائیں گے مگر تھوڑے۔

۴۳۔ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ﴿١٦٠﴾ وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٦١﴾ لَّٰكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ ۚ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ ۚ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٦٢﴾ (النساء پ۶ ع۲۲)

تو یہودیوں کی شرارت[۱] کی وجہ سے ہم نے ان پر چند پاکیزہ چیزیں[۲] جو (پہلے) حلال تھیں حرام کر دیں اور اس وجہ سے بھی کہ وہ خدا کی راہ سے (لوگوں کو) بہت روکتے تھے[۴] اور اُن کے سود کھانے کی وجہ سے[۳] حالانکہ سود کھانا ان کو منع ہوا تھا۔ اور لوگوں کو مال ناحق کھا جانے کی وجہ سے اور جو ان میں کافر ہیں ان کے لیئے ہم نے تکلیف کا عذاب تیار رکھا ہے[۵] لیکن جو اُن میں (یہودیوں میں) پکے عالم ہیں[۶] اور ایماندار[۷] وہ اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ پر اتری (قرآن پر) اور اس کتاب پر جو تجھ سے پہلے اتری (تورات اور انجیل وغیرہ پر) اور درستی[۸] سے نماز ادا کرنے والے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن پر ایمان لانے والے یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم بڑا ثواب دینے والے ہیں[۹]۔

۴۴۔ وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا ۖ وَقَالَ اللَّهُ

اور اللہ تعالیٰ (اے مسلمانو تم سے پہلے) بنی اسرائیل سے اقرار لے چکا ہے۔ اور ہم نے اُن میں بارہ نقیب (سردار) مقرر کیئے تھے[۱۰] اور اللہ تعالیٰ نے

[۱] یعنی یہودیوں میں سے چند لوگ ایمان لائیں تو لائیں اکثر کافر رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کر دی ہے ایسا ہی ہوا کہ عبداللہ بن سلام اور ان کے چند ساتھیوں کے سوا تمام یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف رہے، [۲] مثلاً بچھڑا پوجنے اور اللہ تعالیٰ کو دھوکا دینے کی خواہش، [۳] جن کا بیان سورۂ انعام میں آئے گا، [۴] نہ آپ ایمان لاتے نہ اوروں کو ایمان لانے دیتے، [۵] لیکن جو ایمان لائیں گے۔ ان کو اللہ تعالیٰ عذاب سے بچائے گا۔ ناحق مال کھا جانا جیسے رشوت جوا دغا فریب سے، [۶] یعنی دلیل پر عمل کرنے والے نہ اگلی لکیر کے فقیر، [۷] انہی یہودیوں میں سے یا صحابہ مراد ہیں [۸] وہ پکے عالم اور ایماندار کیسے عمدہ لوگ ہیں [۹] پہلے ان لوگوں کی یہ صفت بیان کی کہ وہ قرآن اور اگلی کتاب سب پر ایمان لاتے ہیں پھر یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن پر بھی ایمان لاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا سب سے مقدم ہے اس کی یہ وجہ ہے کہ اس آیت میں اور اس سے پہلے کی آیتوں میں یہی ذکر ہو رہا ہے کہ یہود اور نصاریٰ ایک کتاب اور ایک پیغمبر کو مانتے ہیں دوسری کو نہیں مانتے تو تمام کتابوں پر ایمان لانا یہی مقصود ہے آیت کا۔ ابن مسعودؓ نے یوں پڑھا ہے والمقیمون الصلوٰۃ تو ترجمہ صاف ہو گا یعنی اور ایماندار وہ تو ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو تجھ پر اتری اور اس کتاب پر جو تجھ سے پہلے اتری اور درستی سے ادا کرنے والے نماز کے اور زکوٰۃ دینے والے خیر تک اور جن لوگوں نے والمقیمین پڑھا ہے وہ کہتے ہیں یہ بھی فصیح ہے جیسے سیبویہ نے یہ کہا ہے بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اور ایماندار وہ تو ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو تجھ پر اتری اور اس کتاب پر جو تجھ سے پہلے اتری اور درستی سے نماز ادا کرنے پر یعنی نماز کے فرض ہونے پر بھی ایمان رکھتے ہیں، [۱۰] بنی اسرائیل میں بارہ خاندان تھے ہر خاندان والوں کے لیئے ایک ایک نقیب مقرر ہوا جو اپنے لوگوں کی طرف سے اس بات کا ضامن تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کریں گے بعضوں نے کہا حضرت موسیٰؑ جب شام کے قریب پہنچے تو ان بارہ شخصوں کو چن کر کافروں کا جاسوس بنایا کہ انکی پوری خبر لائیں ان لوگوں نے آکر کافروں کی زور و قوت کا حال سب سے کہہ دیا حالانکہ حضرت موسیٰؑ نے ان کو حکم کیا تھا کہ صرف مجھ سے آکر جو حال ہے وہ بیان کرنا بنی اسرائیل سے نہ کہنا نتیجہ یہ ہوا کہ بنی اسرائیل ہمت ہار گئے اور حضرت موسیٰؑ سے کہنے لگے تم اور تمہارا پروردگار دونوں مل کر جاؤ اور کافروں سے لڑو ہم میں تو ان سے لڑنے کی

إِنِّي مَعَكُمْ ۖ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴿۱۲﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ ۙ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳﴾ وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿۱۴﴾

بنی اسرائیل سے فرمایا میں قسم ہے تمہارے ساتھ ہوں[۱] اور اگر تم نماز کو درستی سے ادا کرو گے اور زکوٰۃ دیا کرو گے اور میرے پیغمبروں پر ایمان لاؤ گے (جو پیغمبروں میں بھیجوں) اور انکی عزت کرتے رہو گے[۲] اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہو گے[۳] تو میں ضرور تمہارے گناہ تم پر سے اتار دونگا (معاف کر دونگا) اور تم کو (آخرت میں) اُن باغوں میں لے جاؤں گا جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں پھر جو کوئی ایسا (پکا) اقرار کر کے تم میں سے پلٹ جائے تو وہ سیدھے رستے سے بہک گیا پھر ان لوگوں نے جو اپنا اقرار توڑا اسی وجہ سے ہم نے انکو پھٹکار دیا اور ان کے دل سخت کر دیئے[۴] وہ توریت شریف کے) لفظوں کو اپنے ٹھکانے سے بدل دیتے ہیں[۵] اور جو نصیحت ان کو کی گئی تھی اس میں ایک حصہ بھلا بیٹھے[۶] اور چند آدمیوں کے سوا[۷] ہمیشہ ایک نہ ایک ان کی چوری تجھ کو معلوم ہوتی رہی گی۔ تو (بالفعل) ان کا قصور معاف کر اور ان سے درگذر کر[۸] کیونکہ اللہ تعالیٰ نیکوں سے محبت کرتا ہے[۹] اور جو لوگ کہتے ہیں نصاریٰ ہیں[۱۰] اُنسے بھی ہم نے اقرار کر لیا تھا۔ جیسے بنی اسرائیل سے لیا تھا) پھر جو نصیحت انکو کی گئی تھی اس کا ایک حصہ وہ (بھی) بھلا بیٹھے آخر (اس کی سزا یہ ہوئی) ہم نے ان میں[۱۱] قیامت تک عداوت اور دشمنی ڈال دی اور آخر (قیامت میں) اللہ تعالیٰ انکو جو کچھ وہ (دنیا میں) کرتے رہے تلا دیگا[۱۲]

طاقت نہیں ہے۔ [۱] یعنی تمہاری مدد کرونگا[۲] یا انکی مدد کرتے رہو گے[۳] یعنی نیک کاموں میں پیسہ خرچ کرو گے[۴] ان میں نیک بات کا اثر نہیں ہوتا یا رحم و کرم کا ان میں نام نہیں[۵] یعنی ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ رکھ دیتے ہیں جیسے آنحضرت صلعم کی صفت کو جو توریت میں موجود تھی انہوں نے اسکو بدل ڈالا ابن خلدون نے کہا تحریف لفظی بعید ہے اور توریت ایسی مشہور کتاب تھی کہ اس کا بدلنا مشکل تھا بخاری نے ابن عباسؓ سے ایسا ہی نقل کیا تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ جملہ کی ترکیب میں تحریف کرتے یعنی فاعل کو مفعول بنا دیتے اور مفعول کو فاعل ایک جملہ میں جو لفظ شریک ہے اس کو دوسرے جملہ سے لگاتے اور معنے اور مطلب میں خبط کر دیتے ہیں یا اس کی تفسیر ایسی بیان کرتے جو مقصود نہیں ہے، [۶] یعنی اس پر عمل چھوڑ دیا۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا گیا تھا اور آپؐ کی سب نشانیاں بیان کر دی گئیں تھیں یہودیوں نے اس کا کچھ خیال نہیں کیا تو گویا بھلا دیا یا مطلب یہ ہے کہ توریت کی بعض آیتیں انکی یاد سے نکل گئیں[۷] جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی جو یہودیوں میں ایماندار تھے، [۸] اس لیئے کہ جہاد کا حکم نہیں ہوا۔ پھر جہاد کی آیت سے یہ منسوخ ہو گئی، [۹] جو قصور معاف کر دیتے ہیں، [۱۰] حقیقت میں وہ نصاریٰ نہیں ہیں اپنے دین کو بدل ڈالا ہے، [۱۱] آپس میں یا اُن میں اور یہودیوں میں [۱۲] اللہ تعالیٰ کا فرمانا سچ ہوا نصاریٰ اور یہود میں تو اب تک عداوت اور دشمنی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ یہود نصاریٰ کے ملکوں سے بھاگ کر مسلمانوں کے زیر سایہ پناہ لیتے ہیں اور خود نصاریٰ بھی کئی فرقے ہو گئے۔ اور ایک دوسرے کے دشمن اور خون کے پیاسے ہیں مگر اس زمانہ میں نصاریٰ نے ایک عقلمندی اختیار کر لی ہے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ سب ایک ہو جاتے ہیں۔ یا اللہ مسلمانوں کی بھی آنکھ اس طرح کھول دے کہ وہ نصاریٰ اور مشرکین کے مقابلے میں سب مل کر ایک ہیں آمین یا ارحم الراحمین،

يَاأَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ﴿۱۵﴾ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۱۶﴾

(المائدۃ ۵ پ ۶ ع ۳)

کتاب والو تمہارے پاس ہمارا رسول (محمدؐ) آیا ہے[۱] بہت سی باتیں کتاب (تورات اور انجیل) کی جو تم چھپاتے تھے ان کو کھول کر بیان کرتا ہے[۲] اور بہت سی باتیں چھوڑ بھی دیتا ہے[۳] بیشک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا ہے[۴] اور قرآن جو بیان کرنے والا ہے[۵]۔ اللہ تعالیٰ اس سے (یعنی اس نور یا کتاب سے) اُن لوگوں کو جو اُس کی مرضی پر چلتے ہیں۔ (دوزخ سے) بچاؤ کی راہیں دکھلاتا ہے اور اندھیرے (کفر سے) ان کو نکال کر اپنے حکم سے اجالے (اسلام) میں لاتا ہے۔ اور ان کو (شریعت کا) سیدھا رستہ[۶] بتلاتا ہے۔

۴۵۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم ۖ بَلْ أَنتُم بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ﴿۱۸﴾

(المائدۃ ۵ پ ۶ ع ۳)

اور یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں ہم خدا تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے چہیتے (پیارے) ہیں (اے پیغمبرؐ کہہ دے پھر تمہارے گناہوں کے بدلے تم کو عذاب کیوں کرتا ہے[۳]۔ تم نہ بیٹے ہو نہ چہیتے جو آدمی اس نے پیدا کیے ہیں انہی میں سے تم بھی آدمی ہو وہ جس کو چاہے بخش دے جس کو چاہے عذاب دے۔

۴۶۔ يَاأَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَن تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِن بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ ۖ فَقَدْ جَاءَكُم بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۹﴾

(المائدۃ ۵ پ ۶ ع ۳)

کتاب والو! ہمارا رسول (محمدؐ) تمہارے پاس (اس وقت) آیا جب رسولوں کا توڑا پڑ گیا تھا[۴]۔ وہ (دین کی باتیں) تم سے بیان کرتا ہے ایسا نہ ہو کہ تم کہنے لگو۔ ہمارے پاس تو کوئی خوشخبری سنانے والا نہیں آیا نہ ڈرانے والا لو اب تو تمہارے پاس خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا آچکا[۵]۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے۔

۴۷۔ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ

اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا بھائیو اللہ تعالیٰ نے جو[۶] تم پر احسان کیا۔ اس کو یاد کرو اُس نے تم میں کئی نبی پیدا

---

[۱] یعنی حضرت محمدؐ یا دین اسلام، [۲] جس میں نہ افراط ہے نہ تفریط، [۳] کیونکہ کوئی اپنے پیارے کو عذاب نہیں کرتا۔ نہ باپ اپنے بیٹے کو، [۴] یعنی مدت سے کوئی رسول ہم نے نہیں بھیجا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ کو چھ سو برس گذر چکے تھے۔ ان کے اور حضرت محمد صلعم کے درمیان کوئی رسول نہیں آیا۔ ابن عباسؓ نے کہا حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ میں انیس سو برس کا فاصلہ تھا۔ لیکن رسولوں کا توڑا نہیں ہوا تھا۔ ایک ہزار رسول بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰؑ کے بعد آئے، [۵] یا اس لیے کہ تم یہ نہ کہو، [۶] یعنی حضرت محمدؐ اب تمہارا کوئی عذر خدا کے پاس باقی نہیں رہا۔ [ع] جیسے رجم کی آیت ہفتہ والوں کا قصہ جو بندر ہو گئے تھے، [ع] جن کو تم نے چھپایا تھا اور ان کے بیان کی ضرورت نہیں پاتا۔ بہت سے قصور تمہارے معاف کر دیتا ہے، [ع] یعنی دین کے احکام صاف صاف کھول کر بیان کرتا ہے،

أَنبِيَاءَ وَجَعَلَكُم مُّلُوكًا وَآتَاكُم مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿٢٠﴾ يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ ﴿٢١﴾ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ وَإِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ ﴿٢٢﴾ قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غَالِبُونَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٣﴾ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا أَبَدًا مَّا دَامُوا فِيهَا فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ ﴿٢٤﴾

کیئے[1] اور تم کو غلامی سے بادشاہ بنا دیا[2] اور تم کو وہ دیا جو دنیا جہان میں کسی کو نہیں دیا[3]۔ بھائیو پاک زمین (شام کے ملک یا بیت المقدس یا کوہ طور) میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے[4] اور پیٹھ موڑ کر مت پھرو[5] پھر الٹے نقصان میں آجاؤ[6]۔ وہ کہنے لگے اے موسیٰ وہاں تو بڑے زبردست سخت لوگ رہتے ہیں (یعنی لمبے چوڑے بڑے تن و توش کے) اور ہم تو ہرگز وہاں جانے والے نہیں جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو بیشک ہم داخل ہونگے[7] دو آدمی جو خدا سے ڈرتے تھے (یوشع اور کالب) اور خدا تعالیٰ نے ان پر فضل کیا تھا[8] کہنے لگے (ایک بارگی حملہ کرکے) اُن کے دروازے میں گھس پڑو[9]۔ جہاں تم دروازے کے اندر گھس گئے پھر تم ہی غالب ہو گئے اور اگر تم کو ایمان ہے تو اللہ پر بھروسا رکھو[10] کہنے لگے اے موسیٰ ہم تو ہرگز وہاں نہیں جانے کے جب تک وہ لوگ (عمالقہ) وہاں ہیں تو (ایسا کرو) تم جاؤ اور تمہارا پروردگار دونوں لڑو، ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے[11]۔

[1] جن کو حضرت موسیٰؑ اپنے ساتھ کوہ طور پر لے گئے تھے وہ سب نبی تھے یا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو آئندہ کی خبر کر دی کہ ان کے بعد بنی اسرائیل میں لگاتار پیمبر آتے رہیں گے۔ ایسا ہی ہوا حضرت عیسیٰؑ تک برابر ایک کے بعد ایک بلکہ دو دو تین تین پیغمبر ایک ساتھ ہی بنی اسرائیل میں آتے رہے اگرچہ اور قوموں میں بھی اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے مگر بنی اسرائیل میں بہت بھیجے [2] فرعون کے وقت میں جب بنی اسرائیل مصر میں تھے بڑی ذلت اور خواری سے عمر بسر کرتے اور غلاموں کی طرح فرعون کی قوم یعنی قبطیوں کی خدمت گاری بجالاتے [3] سمندر پھٹنا من وسلویٰ اترنا تمہارے دشمنوں کو دم بھر میں تباہ کر دینا [4] یعنی وہاں کی حکومت تمہاری قسمت میں رکھی ہے، [5] یعنی دشمنوں کے مقابلہ سے ڈر کر مت لوٹو میرا کہا مانو، [6] دنیا اور آخرت دونوں برباد کرو۔ ہوا یہ تھا کہ حضرت ابراہیمؑ جب اپنا ملک چھوڑ کر شام کے ملک میں آکر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ ان کو بشارت دی تھی کہ اس ملک میں تیری اولاد بہت پھیلاؤں گا اور یہاں کی حکومت انہیں کر دوں گا جب بنی اسرائیل فرعون سے رہائی پاکر مصر سے چلے [7] ابن جریر نے روایت کیا۔ ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ زبردست لوگوں کے ملک میں داخل ہو وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر چلے اریحا شہر کے قریب اترے پہلے انہوں نے بارہ جاسوس بھیجے وہ ان کا زور اور قوت دیکھ کر آئے حضرت موسیٰؑ نے ان سے کہا یہ حال کسی سے نہ کہنا مگر انہوں نے اپنے عزیزوں سے کہنا شروع کیا صرف دو شخصوں نے یعنی یوشعؑ اور کالب نے یہ حال پوشیدہ رکھا اللہ تعالیٰ نے انہیں دو شخصوں کا ذکر آگے کی آیت میں کیا، [8] ان کو ایمان دیا تھا یا راز چھپانے کی توفیق دی تھی، [9] اور کہیں نکلنے کا راستہ نہ دو یعنی گھیر لو۔ آخر مجبور ہو کر خود بخود شہر چھوڑ دینے پر راضی ہو جائیں گے، [10] وہ کمزوروں کو زورآوروں پر غالب کرتا ہے، [11] آں حضرت جب مدینہ میں تشریف لائے۔ تو انصار نے یہ اقرار کیا تھا کہ اگر کوئی شخص مدینہ میں چڑھ کر آپ پر آئے گا تو ہم آپ کے ساتھ ہو کر اس سے لڑیں گے پھر بدر کی لڑائی ٹھہری جو مدینہ سے کئی منزل کے فاصلہ پر ہے آنحضرتؐ کو تردد ہوا کہ دیکھئے کہ ساتھ انصار چلتے ہیں یا جو اقرار ٹھہرایا تھا اس کے رو سے باہر جاکر لڑنے میں عذر کرتے ہیں۔ انصار نے جب آپؐ کا تردد دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ کالے کوسوں جائیں تو بھی آپ کے ساتھ چلیں گے ہم حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں کی طرح نہیں ہیں۔ جنھوں نے کہا تھا تم اور تمہارا پروردگار دونوں جاؤ اور لڑو ہم یہیں بیٹھے بیٹھے تماشہ دیکھیں گے ہم یوں کہتے ہیں آپ چلئے آپکا پروردگار ہم دونوں کے ساتھ ہو کر لڑینگے

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۚ یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۶﴾ (المائدۃ پ۶ ع۴)

موسیٰ نے دعا کی پروردگار میرا زور اپنی جان پر چلتا ہے یا اپنے بھائی (ہارون) پر[1] تو ہمارا ساتھ اس نافرمان قوم سے چھڑا دے[2]۔ پروردگار نے فرمایا اچھا (ان کی سزا یہ ہے) چالیس برس تک اس ملک میں (بیت المقدس) میں جانا ان کو نصیب نہ ہوگا۔ جنگل میں حیران پھرتے رہیں گے (کسی طرف رستہ نہ ملے گا) تو ایسے نافرمان لوگوں کا رنج مت کر[3]۔

۴۸۔ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚۛ كَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾ (المائدۃ پ۶ ع۵)

اسی وجہ سے[4] ہم نے بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا کہ[5] جو کوئی بے خون کیئے یا ملک میں بے فساد کسی کو (ناحق) مار ڈالے اس نے گویا سب آدمیوں کو مار ڈالا[6]۔ اور جس نے ایک کو جلایا[7] تو گویا سب آدمیوں کو جلایا۔ اور البتہ ہمارے رسول اُن کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے۔ اس پر بھی اُن میں بہتیرے حد سے بڑھے ہوئے ہیں[8]۔

۴۹۔ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ

(اے پیغمبرؐ کہہ دے کتاب والو تم ہم میں کچھ نہیں مگر یہی عیب نکالتے ہو۔ تاکہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو ہم پر اترا اس پر (یعنی قرآن مجید پر) اور جو ہم سے پہلے اترا اس پر[10] ایمان لائے[11]۔ اور یہی کہ تم میں اکثر فاسق (نافرمان)

[1] میں ان لوگوں کو کیا کروں یہ میری سنتے ہی نہیں، [2] یعنی ہم کو ان سے علیحدہ کر دے ان کی صحبت سے جدا کر دے ایسا نہ ہو کہ تیرا عذاب اترے اور ہم بھی ان کے ساتھ پیٹے جائیں [3] کہتے ہیں حضرت موسیٰ نے غصہ میں آن کر پہلے بد دعا تو کی لیکن پھر رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسے نافرمانوں کی یہی سزا ہے۔ ان پر رنج اور افسوس مت کر، [4] یعنی چونکہ قابیل نے ظلم سے اپنے بھائی ہابیل کو مار ڈالا، [5] بظاہر قابیل کے قتل اور بنی اسرائیل کو حکم دینے میں کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے نافع من اجل ذلک پر وقف کرتے تھے تو وہ اگلی آیت سے متعلق ہوگا۔ اور یہ آیت کتبنا سے شروع ہوگی۔ اگلی آیت کا ترجمہ یہ ہوگا پھر وہ (یعنی قابیل) اس سبب سے (یعنی ہابیل کو مار ڈالنے اس کی لاش نہ چھپا سکنے سے) لگا پچھتانے ہا [6] یعنی اگر خون کے بدل خون کرے قصاص لیوے تو وہ درست ہے اسی طرح اگر کوئی ملک میں فساد مچارے مثلاً مسافروں کو لوٹنا شروع کرے۔ بادشاہ اسلام سے اسلام سے بغاوت کرے۔ اس کا بھی مار ڈالنا درست ہے۔ بے خون یا فساد کے ناحق کسی کو مارنا گویا سارے جہان کو مارنا ہے یعنی سارے جہان کو اگر مار ڈالے تو جتنا گناہ یا عذاب اس کو ہوگا اتنا ہی ایک مسلمان کو بھی ناحق مار ڈالنے میں ہوگا۔ یا سارے جہان کو اگر مار ڈالے تو اس سے قصاص لیا جائیگا۔ اسی طرح ایک کے مار ڈالنے میں بھی اس سے قصاص لیا جائے گا، [7] جلانے سے یہ غرض ہے کہ کسی کا ناحق خون نہیں کیا، [8] یعنی بنی اسرائیل کے پاس [9] لوگوں پر ظلم اور دست درازی کرتے ہیں۔ ناحق خون کرتے ہیں۔ کھلے کھلے معجزے دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے یا پیغمبرؐ کو قتل کرتے ہیں۔ ایمان والوں کو ستاتے ہیں [10] یعنی توریت اور انجیل اور زبور اور اگلی کتابوں پر، [11] اور سب پیغمبروں کو اور کتابوں کو سچا سمجھتے ہیں۔

فَاسِقُوْنَ ﴿٥٩﴾ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٦٠﴾ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٢﴾ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ

ہیں[۱]۔ (اے پیغمبر) کہہ دے میں تم کو وہ دین والے بتلاؤں جن کو اللہ تعالیٰ کے پاس سے بُرا بدلہ ملنے والا ہے[۲]۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور ان پر غصے ہوا، اور ان میں سے کتنوں کو بندر اور سور بنا دیا[۳]۔ اور جنہوں شیطان (بچھڑے) کو پوجا[۴]۔ یہی لوگ درجے میں بدتر ہیں اور سیدھی راہ سے بہت بھٹکے ہوئے اور یہ لوگ جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔ حالانکہ جب آئے تھے اس وقت بھی کافر تھے اور جب گئے اس وقت بھی کافر اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ جو[۵] چھپائے ہوئے تھے۔ اور (اے پیغمبرؐ) تو ان میں سے بہتروں کو دیکھتا ہے۔ وہ جھوٹ بولنے (یا شرک کرنے) اور ظلم اور زیادتی کرنے اور حرام مال کھا جانے پر دوڑے پڑتے ہیں بیشک بُرے کام کرتے رہے ہے۔ اُن کے مشائخ اور مولوی جھوٹ بولنے اور حرام کا مال کھانے سے اُن کو منع کیوں نہیں کرتے۔ بے شک بُرا کرتے رہے ہے[۶]۔ اور یہودی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ (ان دونوں) تنگ ہے[۷]۔ انہیں کے ہاتھ تنگ ہیں[۸]۔ اور وہ ایسا (بے ادبی کا کلمہ) کہنے پر پھٹکارے گئے[۹]۔ انہیں اس کے دونوں ہاتھ

---

[۱] اور ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں یہ کلام ہنسی کے طور پر ہے۔ جیسے کہتے ہیں ان میں عیب ہے تو یہی ہے کہ وہ سچ بات کہتے ہیں یہودیوں نے آنحضرت صلعم سے پوچھا تم کن کن پیغمبروں پر لاتے ہو آپ نے سورۂ بقرہ کے سولہویں رکوع کی آیت قولوا امنا الآیہ اور سورۂ آل عمران کے نویں رکوع کی آیت قل امنا کے موافق یہ فرمایا کہ ہم اللہ پر اور جو ہم پر اترا۔ اور جو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر اترا اور جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور دوسرے پیغمبروں کو پروردگار کی طرف سے دیا گیا سب پر ایمان لاتے ہیں۔ یہودیوں نے جب عیسیٰؑ کا نام سُنا۔ تو کہنے لگے خدا کی قسم تمہارے دین سے بدتر کوئی دین نہیں ہے۔ اس وقت یہ آیت اتری ہے[۲] یا وہ دین بتلاؤں جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے پاس اس دین سے جس کو تم بُرا سمجھتے ہو بدتر ہے، [۳] یا ان لوگوں کا دین جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے[۴] ہفتہ کی بے حرمتی کرنے والوں کو بندر اور مائدہ والوں کو سور بنا دیا۔ [۵] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اور ان میں سے کتنوں کو بندر اور سور اور شیطان کا پوجنے والا یا شیطان کا غلام بنا دیا یا شیطان کے پوجنے والے یا شیطان کے غلام بنا دیئے۔ عبد الطاغوت کو چوبیس طرح سے قاریوں نے پڑھا ہے لیکن مشہور دو قرأتیں ہیں۔ عَبَدَ الطاغوت اور عَبْدَ الطاغوت ابن عباسؓ نے عَبَدُ الطاغوت پڑھا ہے[۶] وہ اپنے دل میں کفر و نفاق، [۷] جو زبان کو بند کر لیا اور بُرے کاموں سے منع کرنا چھوڑ دیا۔ ایسے مشائخ اور مولوی گناہ کرنے والوں سے زیادہ پٹیں گے اور آخرت میں خوب مار کھائیں گے، [۸] یہودی لوگ پہلے مالدار اور اچھے حال میں تھے پیغمبرؐ کو ستانے اور قرآن کو جھٹلانے کی نحوست سے ان پر قحط آیا محتاج ہو گئے تو معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو بخیل کہنے لگے، [۹] وہ خود بخیل ہیں یا ان کے ہاتھ تنگ ہوں۔ بد دعا ہے اُن کے لیے، [۱۰] بعضوں نے کہا ان کے ہاتھ تنگ ہوں اس سے یہ مراد ہے کہ دنیا میں قید اور قتل اور ذلیل اور خوار ہوں۔ اور آخرت میں عذاب میں گرفتار۔

مَبْسُوطَتٰنِ لا يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ط وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ط وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ط كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ لا وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ط مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ط وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا

کشادہ ہیں[۱] جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے (اے پیغمبرؐ) جو تیرے پروردگار کی طرف سے تجھ پر اُترا ہے۔ (یعنی قرآن) وہ ان میں سے[۲] بہتیروں کی شرارت اور کفر کو ضرور بڑھاوے گا اور ہم نے اُن میں[۳] قیامت تک بیر اور کینہ ڈال دیا ہے (ان میں کبھی اتفاق نہیں ہو سکتا، جب وہ مسلمانوں سے لڑنے کے لیئے آگ سلگاتے ہیں[۴] اللہ تعالیٰ ان کو بجھا دیتا ہے اور ملک میں فساد کے لیئے دوڑے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فسادیوں کو نہیں چاہتا اور اگر کتاب والے[۵] (قرآن پر) ایمان لاتے اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے[۶] تو ہم ان کے (اگلے) گناہ اتار دیتے (معاف کر دیتے) اور ضرور ان[۷] کو نعمت کے باغوں میں لے جاتے[۸] اور اگر وہ گروہ تورات اور انجیل اور کتابوں کو جو اُن کے پروردگار کی طرف سے اُن پر اُتریں۔ قائم رکھتے[۹] تو (سر کے) اوپر اور پاؤں کے نیچے دونوں طرف[۱۰] سے کھاتے[۱۱] ایک گروہ تو اُن میں سیدھا ہے[۱۲] اور اکثر اُن میں

[۱] حدیث میں ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں یعنی اور مخلوقات کی طرح یہ نہیں ہے کہ بایاں ہاتھ داہنے سے کمزور ہو بلکہ اس کے دونوں ہاتھ ایک حال طاقت اور برکت والے ہیں۔ اس آیت سے رد ہوتا ہے ان لوگوں کو جو ید کا معنی نعمت یا قدرت کے لیتے ہیں۔ کیونکہ اگر نعمت یا قدرت مراد ہوتی تثنیہ یعنی دو نوں ہاتھوں کے معنی نہیں بنتے اور اگر اللہ تعالیٰ ید سے پاک ہوتا جیسے جہمیہ اور معتزلہ اور پچھلے متکلمین کا قول ہے تو یہودیوں کو یوں جواب دیا جاتا کہ تم کیا بکتے ہو۔ وہ تو ید سے پاک ہے، جیسے سورۂ انعام کے بارھویں رکوع میں فرمایا کہ وہ بیٹے اور بیٹیوں سے پاک ہے۔ دوسری آیت میں فرمایا آدمؑ کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا اگر ہاتھ سے قدرت مراد ہو تو پھر آدمؑ کی فضیلت نہیں نکلتی۔ کیونکہ قدرت سے سب بنتے ہیں۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توریت شریف کو اپنے ہاتھ سے لکھا اور جنت العدن کے جھاڑ اپنے ہاتھ سے لگائے۔ غرض اہل حدیث ان سب آیتوں اور حدیثوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کے ظاہری معنی پر ایمان لاتے ہیں۔ ان میں تاویل اور تحریف نہیں کرتے، [۲] یعنی یہود اور نصاریٰ میں سے، [۳] یعنی یہودیوں میں آپس میں، [۴] سامان کرتے ہیں، [۵] ان سب قصوروں پر بھی، [۶] یا گناہوں سے بچتے ہیں، [۷] مسلمانوں کے ساتھ، [۸] یعنی بہشت میں، [۹] یعنی ان پر عمل کرتے رہتے ان میں تحریف نہ کرتے، [۱۰] اوپر سے پانی برساتا۔ نیچے سے غلہ اور میوہ پیدا ہوتا یا بن محنت مشقت ان کو روزی ملتی یا بہت روزی ملتی۔ جیسے کہتے ہیں فلانا سر سے پاؤں تک مال دار ہے۔ [۱۱] بیچ کے راہ پر آں حضرت صلعم اور قرآن پر ایمان لایا جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ۔،

يَعْمَلُونَ ﴿٦٦﴾ (المائدة پ ٦ ع ٩)

بد کار ہیں ۔[۱]

۵۰۔ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ ۗ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۖ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٦٨﴾ (المائدة پ ٦ ع ١٠)

(اے پیغمبرؐ) کہہ دے کتاب والو جب تک تم توراۃ اور انجیل کو اور جو کتابیں تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے اتریں۔ ان کو قائم نہ کرو گے (ان پر عمل نہ کرو گے) اس وقت تمہارا دین کچھ بھی نہیں (اے پیغمبرؐ) اور تجھ پر جو (قرآن مجید) اترا تیرے پروردگار کی طرف سے وہ اُن میں سے (یعنی اہل کتاب میں سے) بہتیروں کی شرارت اور کفر کو بڑھاوے گا[۲] تو کافر لوگوں کا رنج نہ کر[۲]

۵۱۔ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلًا ۖ كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوا أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِنْهُمْ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٧١﴾ (المائدة پ ٦ ع ١٠)

ہم تو ان بنی اسرائیل سے عہد لے چکے ہیں[۳] اور ہم نے اُن کی طرف کئی رسول بھیجے ہر بار جب کوئی رسول اُن کے پاس ایسے حکم لے کر آیا۔ جو اُن کے دل نہیں چاہتے تھے تو بعضوں کو جھٹلا یا اور بعضوں کو مار ڈالا[۴] اور سمجھے کہ کوئی بلا نہیں آئے گی[۵] تو اندھے اور بہرے ہو گئے[۶] پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کا قصور معاف کر دیا[۷] پھر بہتیرے اُن میں کے اندھے اور بہرے ہو گئے[۸] اور اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے ۔

۵۲۔ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿٧٧﴾ (المائدة پ ٦ ع ١٠)

(اے پیغمبرؐ) کہہ دے کتاب والو ناحق بات کہہ کر اپنے دین میں حد سے مت بڑھو[۹] اور اُن لوگوں (اپنے باپ دادوں) کے خیال پر نہ چلو جو (تم سے) پہلے گمراہ ہو چکے اور بہتیروں کو گمراہ کر گئے اور سیدھے رستہ سے بہک گئے[۱۰]

---

[۱] یہ کام کر رہے ہیں جیسے کعب بن اشرف وغیرہ تھے ایک حدیث ہے کہ موسیٰؑ کی اُمت کے اکہتر گروہ ہوئے۔ اور عیسیٰؑ کی اُمت کے بہتر گروہ ہوئے اور میری اُمت کے تہتر گروہ ہوں گے ان میں سے بہتر دوزخی ہوں گے اور ایک جنتی لوگوں نے عرض کیا وہ جنتی لوگ کون ہوں گے آپ نے فرمایا جماعت جماعت حضرت علیؓ جب اس حدیث کو روایت کرتے تو اسکے ساتھ یہ آیت پڑھتے۔ ولو ان اہل الکتاب آمنوا واتقوا اخیر تک[۲] جن کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے تباہی رکھی ہے۔ وہ ضرور تباہ ہوں گے[۳] کہ توحید اور شریعت پر قائم رہنا اور جو نبی آوے اسکو ماننا[۴] جیسے حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ کو[۵] یعنی ہم کیسے ہی گناہ کریں پیغمبروں کو ماریں ہم پر عذاب نہیں اترے گا کیونکہ ہم اللہ کے بیٹے اور چہیتے ہیں یا ہمارے باپ دادا خدا کے پاس سفارش کر کے عذاب آنے دیں گے یا ہم کو بچا لیں گے[۶] اللہ تعالیٰ کی کتاب کو خود دیکھتے اور غور کرتے نہ دوسرے کی بات سنتے یہ واقعہ حضرت اشعیا کے وقت میں ہوا۔ یہود نے تو توراۃ پر عمل کرنا چھوڑ دیا تھا آخر حضرت اشعیا کو بھی مار ڈالا[۷] بخت نصر ظالم بادشاہ کی قید سے چھٹ کر آئے قحط دور ہوا[۸] اور حضرت زکریاؑ اور یحییٰؑ کو مار ڈالا اور حضرت عیسیٰؑ کو مارنے کے پیچھے پڑے[۹] یہ یہود اور نصاریٰ دونو کو نصیحت ہے یہود حد سے بڑھ گئے حضرت مسیح کو معاذ اللہ جھوٹا کہنے لگے انکی پیغمبری سے بھی انکار کرنے لگے نصاریٰ بھی حد سے بڑھ گئے۔ حضرت مسیح کو خدا بنا دیا[۱۰] پہلے فرمایا گمراہ ہو چکے پھر فرمایا سیدھے رستہ سے بہک گئے۔ دونوں کا معنی ظاہر میں ایک ہی ہے بعضوں نے کہا پہلی گمراہی سے یہ مطلب ہے کہ جس بات کو عقل سلیم نہیں مانتی اسکے قائل ہوئے اور دوسرے سے یہ مطلب ہے کہ جس بات سے شریعت نے منع کیا۔ اسکو کرنے لگے۔ [۲] اگرچہ قرآن شرارت اور کفر مٹانے والا ہے مگر جو ہٹ دھرمی کرے اور حسد میں مبتلا ہو جیسے یہود و نصاریٰ انکی شرارت اور کفر کو زیادہ بڑھاتا ہے جتنا جتنا قرآن

۲ اترتا جاتا تھا۔ وہ اس کا انکار کرتے جاتے تھے تو کفر روز بروز بڑھ رہا تھا۔ قتادہ نے کہا یہود نے پیغمبر اور عربوں کے حسد سے قرآن کا انکار کیا اور نہ وہ خوب جانتے تھے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے

۷۸۔ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ؁ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ؁ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ؁ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ؁ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ؁ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓي اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ

بنی اسرائیل کے کافروں پر داؤدؑ اور عیسیٰؑ کی زبان سے پھٹکار پڑ چکی ہے۔[1] (یہ پھٹکار) اس لیئے (پڑی) کہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے بڑھ جاتے تھے بُری بات کر بیٹھتے تو اس سے ایک دوسرے کو منع نہ کرتے۔[2] بیشک بُرا کام کرتے تھے۔[3] (اے پیغمبرؐ) تو ان میں سے (اہل کتاب میں سے بہتیرے ایسے دیکھے گا۔ جو کافروں سے دوستی کرتے ہیں۔[4] انہوں نے اپنے لیئے بُری تیاری کی ہے۔ وہ کیا جس سے اللہ اُن پر غصّے ہوا۔ اور (آخرت میں) ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ اور اگر وہ اللہ تعالیٰ اور پیغمبر (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر ایمان لائے ہوتے تو کافروں کو دوست نہ بناتے لیکن بہتیرے اُن میں نافرمان ہیں۔[5] (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) تو سب لوگوں میں مسلمانوں کا سخت دشمن یہود اور مشرکوں کو پائے گا اور دوستی (کی راہ) میں مسلمانوں سے نزدیک اُن لوگوں کو پائے گا۔ جو اپنے تئیں نصاریٰ کہتے ہیں۔[6] اس کی وجہ یہ ہے کہ نصاریٰ میں مولوی اور مشائخ ہیں (یعنی عالم بھی ان میں ہیں اور درویش بھی) اور وہ غرور نہیں کرتے۔[7] اور جب (اس کلام کو) سنتے ہیں جو پیغمبر (حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر اترا (یعنی قرآن شریف کو) تو دیکھتا ہے حق بات کو پہچان کر اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے[8] اُبل کر بہ رہی ہیں۔[9] کہتے ہیں

[1] یعنی زبور اور انجیل میں ان پر لعنت کی گئی ہے۔ بعضوں نے کہا ایلہ کے یہودی بندر ہو گئے۔ حضرت داؤدؑ کے فرمانے سے اور نصاریٰ مائدہ والے سور ہو گئے حضرت عیسیٰؑ کے فرمانے سے، [2] یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بالکل انہوں نے چھوڑ دیا تھا۔ جب کوئی قوم ایسا کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب گناہ کرنے والوں پر اور خاموش رہنے والوں پر یکساں اترتا ہے جیسے ہفتہ کی بے حرمتی بعضوں نے کی تھی بعضے خاموش رہے منع نہ کیا اللہ تعالیٰ نے سب کو بندر بنا دیا، [3] جو بُری بات سے منع نہ کرتے تھے، [4] جیسے کعب بن اشرف وغیرہ یہودی جو مکہ کے مشرکوں سے دوستی کرتے اور مسلمانوں سے دشمنی کرتے، [5] یعنی اگر ایمان ہوتا تو کافروں کی دوستی کیوں کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کی دوستی سے منع کیا ہے بعضوں نے کہا پیغمبر سے ان کے پیغمبر حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰؑ مراد ہیں یعنی وہ اپنے پیغمبر پر بھی اچھی طرح ایمان نہیں لائے کیونکہ ہر پیغمبر نے مشرکوں کی دوستی سے منع کیا ہے، [6] ان میں یہودیوں کی طرح سخت دلی اور بے رحمی نہیں ہے [7] جیسے یہود اور مشرک غروری ہوتے ہیں سید علامہ نے کہا عموماً نصاریٰ مسلمانوں کیلئے یہود اور مشرکوں سے بہتر ہیں ان میں علم ہے علم ایسی چیز ہے جب کسی قوم میں علم آیا تو غرور اور جہالت میں کمی ہو گئی، [8] اصل میں آنسوں بہتے ہیں آنکھیں نہیں بہیں لیکن مبالغہ کے طور پر یوں کہتے ہیں کہ آنکھیں بہ گئیں یعنی بہت روتی ہیں ابن زبیرؓ نے کہا یہ آیت نجاشی اور اس کے لوگوں کے بارے میں ہیں، [9] یا حق باتوں میں سے کچھ پہچان کر اگر سب پہچانتے تو کتنا روتے۔

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ (المائدۃ پ ۶ ع ۱۱)

مالک ہمارے ہم ایمان لائے۔ تو ہم کو گواہوں میں لکھ لے[۱] اور ہم کو کیا ہوا ہے[۲] جو ہم اللہ پر اور جو بات ہم تک پہنچی ہے۔ اس پر (یعنی قرآن پر) ایمان نہ لائیں اور اس بات کی خواہش نہ کریں کہ ہمارا مالک ہم کو نیک بخت لوگوں کے ساتھ[۳] داخل کرے[۴]۔

۵۴۔ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾

(الانعام پ ۷ ع ۲)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی[۵] وہ تو اس پیغمبر کو اسطرح پہچانتے ہیں۔ جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں[۶] جنھوں نے اپنی جانوں کو نقصان پہنچایا[۷] وہ ایمان نہ لائیں گے[۸]

۵۵۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ

اور ان لوگوں[۹] نے اللہ تعالیٰ کو جیسا پہچاننا چاہیئے تھا ویسا نہیں پہچانا[۱۰] جب (ضد سے) کہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا[۱۱]۔ (اے پیغمبرؐ) کہہ دے جس کتاب کو موسیٰؑ لے کر آیا تھا۔ اس میں لوگوں کے لیئے روشنی اور ہدایت تھی اس کو کس نے اتارا تھا[۱۲] تم نے اس کے کئی ورق (الگ الگ) بنا رکھے ہیں۔ جن کو تم بتلاتے ہو اور بہت سے چھپا رکھتے ہو[۱۳]

[۱] یعنی حضرت محمدؐ کی اُمت میں جو اگلی اُمتوں پر گواہی دیگی۔ یا حضرت محمدؐ کے ماننے والوں میں [۲] یعنی کیا وجہ ہے [۳] یعنی مسلمانوں کے ساتھ یا اگلے پیغمبروں اور مومنین کے ساتھ جنت میں۔ [۴] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے ہم کو کیا ہوا جو ہم اللہ پر اور جو حق بات ہم تک آئی اس پر ایمان نہ لائیں اور پھر توقع رکھیں کہ ہمارا مالک نیکوں کیساتھ ہمکو بہشت میں لے جائے۔ یعنی یہ تو دیوانہ پن ہے، کہ اللہ اور اسکے کلام پر ایمان نہ لائیں اور بہشت میں جانے کی توقع رکھیں بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ ہم کو کیا ہوا ہے جو ہم اللہ پر اور جو حق بات ہم تک آئی اُس پر ایمان نہ لائیں حالانکہ ہم یہ آرزو رکھتے ہیں کہ ہمارا مالک ہم کو نیک بختوں کیساتھ بہشت میں لیجائے (یعنی جب ہم کو نیکوں کیساتھ بہشت میں جانے کی آرزو ہے تو ہم ضرور اللہ اور اسکے کلام پر ایمان لائیں گے [۵] یعنی یہود اور نصاریٰ کو [۶] کیونکہ اگلی کتابوں میں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کی نشانیاں بتلائی تھیں اور اگلے پیغمبروں نے جو آپؐ کی بشارتیں دی تھیں وہ سب انکو معلوم ہیں جن سے اسکو پورا یقین ہے کہ وہ پیغمبر ہی ہیں مگر حسد اور عداوت سے آپکی پیغمبری کی گواہی نہیں دیتے [۷] ہلاکت میں ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مان کر [۸] نقصان یہ کہ ہر شخص کیلیئے دو ٹھکانے بنائے گئے تھے ایک بہشت میں ایک دوزخ میں انہوں نے کفر کر کے اپنا بہشت کا مکان کھو دیا اور دوزخ میں بستر لگایا، [۹] یعنی قریش کے کافروں یا یہودیوں نے [۱۰] یا جیسے اسکی بڑائی کرنا چاہیئے تھی ویسی نہیں کی [۱۱] یعنی نبوت کا انکار کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت پر خیال نہیں کیا اس کو پورا اختیار ہے کہ جس آدمی پر جو چاہے وہ اتارے کہتے ہیں یہ آیت قریش کے کافروں میں اُتری وہ توریت شریف کو یہودیوں سے سنتے۔ اس کو مانتے اور کہتے اگر ہم پر ایسی کوئی کتاب اترتی تو ہم ان سے زیادہ راہ پر ہوتے۔ بعضوں نے کہا یہود کے باب میں اتری انہوں نے کہا اے محمدؐ کیا اللہ تعالیٰ نے تم پر کوئی کتاب اتاری آپ نے فرمایا ہاں۔ یہود کہنے لگے۔ قسم خدا کی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کوئی کتاب نہیں اتاری، [۱۲] خدا نے اور کس نے پھر قرآن اترنے کا انکار کیوں کرتے ہو حالانکہ تورات کا اترنا مانتے ہو۔ اگر یہ آیت قریش کے کافروں میں اترتی ہے تو ان پر الزام اسطرح ہوگا کہ وہ تورات کو یہودیوں سے سنتے اور اس کو مانتے اور یہودیوں پر تو صاف الزام ہے [۱۳] یا تم نے توریت کے الگ الگ حصے اور جزو کر دیئے ہیں جو اپنے مطلب کے ہیں وہ لوگوں کو بتاتے ہو اور اُن کو سناتے ہو اور جن میں تمہارے خلاف مضمون ہیں ان کو چھپا کر رکھتے ہو جیسے رجم کی آیت کو چھپا لیا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بشارت کی آیتوں کو چھپا لیا تھا۔ اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ آیت یہود کے باب میں اُتری کیونکہ قریش کے کافر توریت کو نہیں چھپاتے تھے

وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾ (الانعام پ ۷ ع ۱۱)

اور تم کو [1] وہ باتیں سکھائی گئیں جن کو نہ تم جانتے تھے نہ تمہارے باپ دادا [2] (اے پیغمبر) کہہ دے اللہ تو ہی نے وہ کتاب اتاری تھی پھر ان کو اپنی غلط باتوں میں کھیلنے دے [3]

۵۶۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۫ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ (الانعام پ ۸ ع ۶)

اور یہودیوں پر ہم نے ہر ناخن والا جانور [4] حرام کر دیا تھا اور گائے اور بکری کی چربی بھی اُن پر حرام کر دی تھی [5] مگر جو (چربی) پیٹھ پر لگی ہو [6] یا آنتوں میں یا ہڈی سے مل گئی ہو۔ یہ [7] ان کی شرارت کی سزا ہم نے اُن کو دی تھی۔ اور ہم سچے ہیں [8]

۵۷۔ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ (الانعام پ ۸ ع ۱۹)

پھر [10] ہم نے موسیٰ کو کتاب (توریت) دی۔ نیک (بندے) پر پورا فضل کرنے کو [11] اور ہر چیز کا سارا بیان کرنے کو [12] اور (لوگوں کو) راہ دکھانے کو اور مہربانی کو [13] اس لیئے وہ اپنے مالک سے ملنے پر [14] یقین لائیں۔

۵۸۔ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ

پھر ان (پیغمبروں) کے بعد [15] ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اس کی (قوم کے) سرداروں کی طرف بھیجا۔ انہوں نے ان نشانیوں کو

---

[1] قرآن کی طفیل ہیں، [2] بہت سی غیب کی باتیں اور پیشین گوئیاں اور بہت سے قصّے جو توریت میں نہ تھے اور بہت سے شریعت کے مسئلے اور حکمت کی باتیں جو قرآن سے معلوم ہوئیں، [3] یعنی پڑے بک بک کرتے رہیں اور بچوں کی طرح اپنی کفریات سے کھیلتے رہیں، [4] جس کی انگلیاں پھٹی نہ ہوں جیسے اونٹ شتر مرغ بطخ یا ہر کھر والا جانور مثلاً گورخر یا ہر پنجہ والا پرندہ، [5] اگرچہ ان کا گوشت حلال تھا، [6] یا جس چربی کو پیٹھا ٹھاکے جوتے ہو جیسے دُنبہ کی چکی، [7] مثلاً ہاتھ پاؤں یا پسلی کی چربی یا آنکھ یا کان کی وہ حلال تھی، [8] جو ہم نے اُن چیزوں کو حرام کر دیا تھا، [9] جو ہم نے اُن چیزوں کو حرام کر دیا تھا، یعنی یہود طرح طرح کے گناہ اور شرارتیں کرتے تھے حق تعالیٰ نے اس کی سزا میں ان پر حلال اور پاک چیزیں بھی حرام کر دیں۔ جیسے سورۂ نسا کے بائیسویں رکوع میں گزرا ہم سچے ہیں۔ یعنی اس بیان میں کہ گناہوں کی سزا میں ہم نے یہ چیزیں ان پر حرام کر دی تھیں نہ جیسا یہود کہتے ہیں کہ اسرائیل نے اپنے اوپر یہ چیزیں حرام کر لی تھیں۔ چنانچہ توریت شریف میں یہ عبارت موجود ہے۔ کہ مردار اور خون اور سور کا گوشت اور ہر جانور جس کا کھر پھٹا ہوا نہ ہو اور ہر مچھلی جس میں سفیدی نہ ہو تم پر حرام ہے۔ [10] ایک بات اور بھی ہے وہ یہ ہے کہ اس سے پہلے ہم نے الخ۔ [11] نیک بندے سے مراد حضرت موسیٰ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنا احسان حضرت موسیٰ پر پورا کیا۔ ان کو توریت عطا فرمائی۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔ اس شخص کا ایمان پورا کرنے کو جو نیک ہے، [12] یا ہر چیز کا اس میں پورا بیان ہے، [13] یا اس میں ہدایت اور مہربانی ہے، [14] آخرت پر وہاں کے عذاب پر اور ثواب پر، [15] جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۰۵﴾ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۹﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۱۲﴾ وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

تو دیکھو تو (اے پیغمبرؐ) دیکھ کر فسادیوں کا کیا انجام ہوا[1] اور موسیٰؑ نے کہا اے فرعون میں اس کا بھیجا ہوا (تیرے پاس آیا) ہوں جو سارے جہان کا مالک ہے اس لائق ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ پر کوئی بات نہ کہوں مگر جو سچ ہے[2] میں تمہارے مالک کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ کر دے[3] فرعون نے کہا اگر تو کوئی نشانی لے کر آیا ہے۔ تو وہ کہاں ہے سچا ہے تو لا موسیٰؑ نے اپنی لکڑی ڈال دی وہ اسی وقت ایک کھلا اژدہا بن گئی[4] اور اپنا ہاتھ نکالا۔ تو دیکھنے والوں کو اُسی وقت (سفید چمکتا ہوا) دکھلائی دیا[5] فرعون کی قوم کے سردار کہنے لگے۔ یہ تو بے شک بڑا پکا جادوگر ہے[6] تمہارے ملک سے تم کو نکالنا چاہتا ہے[7] تو اب کیا صلاح دیتے ہو[8] سب نے کہا موسیٰؑ اور اس کے بھائی کو ابھی رہنے دے۔ اور بستیوں میں نقیبوں کو روانہ کر[10] وہ ہر ایک پکے (ماہر) جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں اور جادوگر فرعون کے پاس حاضر ہوئے کہنے لگے۔ اگر ہم (موسیٰؑ پر) غالب ہوئے تو ہم کو (سرکار سے) انعام تو ضرور ملے گا[13] فرعون نے کہا ہاں ہاں اور تم بے شک مصاحبوں میں شریک ہو[14] گے[15]

[1] سب کے سب ڈوب گئے تباہ ہو گئے دولت اور حکومت خاک میں مل گئی [2] کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں اور رسول کا کام یہی ہے کہ بھیجنے والے نے جو فرمایا ہے وہ پہنچا دے اپنی طرف سے کوئی بات نہ بڑھائے [3] وہ اپنے قدیمی ملک یعنی شام کے ملک میں چلے جائیں اور تیری قید سے آزاد ہوں [4] اژدہا بڑا سانپ اور دوسری آیت میں جان کا لفظ ہے جو چھوٹے سانپ کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ تن و توش میں تو وہ اژدہے کی مثال تھی اور چالاکی اور تیزی میں چھوٹے باریک سانپ کی طرح [5] گریبان میں سے یا بغل کے نیچے سے [6] اسکو دیکھ کر چمک سے لوگ گر پڑے حالانکہ حضرت موسیٰؑ گندمی رنگ تھے [7] یعنی اپنے فن کا بڑا ماہر اور بڑا کائیاں ہے سورۂ شعراء میں یوں ہے کہ فرعون نے یہ کہا کہ بیان یہ ہے کہ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا شاید دونوں نے کہا ہو یا فرعون نے پہلے رائے ظاہر کی ہو پھر سردار بھی اسکے موافق کہنے لگے یا فرعون کے ایسا کہنے سے سرداروں نے اس کا کلام قبطیوں سے نقل کیا [8] یعنی تمہاری سلطنت خود لیا چاہتا [9] یہ فرعون کے سرداروں نے تمام قبطیوں سے پوچھا یا فرعون کا کلام ہے اس نے اپنے سرداروں سے رائے لی جیسے بادشاہ کا دستور ہوتا ہے کہ اپنے وزیروں اور امیروں کی رائے لیتا ہے [10] جب مشورہ ہو چکا تو الخ [11] یعنی ان کا مقدمہ ابھی ڈال رکھ چند روز کے لئے ملتوی کر دے یا انکو قید رکھ یا ابھی ان کو امیدوار رکھ یعنی صاف جواب دے [12] شاہ عبدالقادر صاحب نے یوں ترجمہ کیا ہے بھیج پرگنوں میں نشیب شاہ رفیع الدین صاحب نے یوں ترجمہ کیا ہے اور بھیج بیچ شہروں کے اکٹھا کرنے والے [13] کیونکہ انکو یقین تھا کہ جب بادشاہ نے بلایا ہے اور اتنا بڑا کام لینا چاہتا ہے تو انعام تو ضرور سرفراز ہو گا [14] کلبی نے کہا فرعون نے ان سے یہ وعدہ کیا کہ تم سب درباریوں سے پہلے میرے پاس آیا کرنا اور سب کے بعد جایا کرنا [15] پھر موسیٰؑ اور ہارونؑ بلائے گئے اور جادوگروں سے مقابلہ کرنے کی صلاح ٹھہری مقابلہ کیلئے عید کا دن مقرر ہوا سارے مصر کے لوگوں کو ایک میدان میں دعوت دی گئی اور فرعون بھی مع اپنے سرداروں اور جادوگروں کے ساز و سامان کے وہاں آیا موسیٰؑ اور ہارونؑ بھی آئے۔

قَالُوا يٰمُوسٰٓى إِمَّآ أَنْ تُلْقِىَ وَإِمَّآ أَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ أَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ أَلْقَوْا سَحَرُوْٓا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾ وَأَوْحَيْنَآ إِلٰى مُوْسٰٓى أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَإِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَأُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ أَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ إِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِى الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ أَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْٓا إِنَّآ إِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ إِلَّآ أَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۚ رَبَّنَآ

جادوگروں نے کہا موسیٰؑ یا تو تم (پہلے اپنی لکڑی) ڈالو اور یا ہم[1] (پہلے) ڈالیں[2]۔ موسیٰؑ نے کہا تم ہی ڈالو[3]۔ جب جادوگروں نے ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا۔ اور ان کو ڈرایا[4]۔ اور بڑا جادو لے کر آگئے[5]۔ اور ہم نے موسیٰؑ کو وحی بھیجی تو بھی اپنی لکڑی ڈال۔ (انہوں نے ڈالی) وہ لکڑی (اژدہا بن کر) جادوگروں کے سارے سوانگ کو نگلنے لگی آخر جو سچی بات تھی وہ تو رہ گئی[8] اور جادوگروں کا کیا کرایا سب ہوا ہوا[9]۔ اور فرعون اور اس کے ساتھی اسی جگہ ہار دیے اور ذلیل ہو کر (شہر کو) لوٹ گئے اور جادوگروں کو (جیسے) کسی نے سجدہ میں ڈال دیا[10]۔ اور بول اٹھے ہم تو سارے جہان کے مالک پر ایمان لائے جو موسیٰؑ اور ہارونؑ کا مالک ہے فرعون نے کہا تم موسیٰؑ کے خدا پر ایمان لے آئے اور ابھی میں نے تم کو اجازت نہیں دی[11] ضرور یہ ایک منصوبہ ہے جو تم نے اس شہر میں گانٹھا ہے اس لیئے کہ شہر والوں کو (قبطیوں کو) اس میں سے نکال باہر کرو[12]۔ خیر اب تم کو معلوم ہو جائیگا[13]۔ میں ضرور تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے[14] کٹواؤں گا پھر تم سب کو سولی پر چڑھاؤں گا۔ جادوگر کہنے لگے[15] ہم تو (بہر حال ایک دن) اپنے مالک کے پاس لوٹ جانیوالے ہیں[16]۔ اور تو ہم پر قصور کیا رکھتا ہے یہی تا کہ جب ہمارے پاس ہمارے مالک کی نشانیاں آگئیں تو ہم ان پر ایمان لائے[17] مالک ہمارے

---

(1) اپنا سامان لکڑیاں رسیاں وغیرہ جو لائے ہیں، (2) کہتے ہیں ان جادوگروں نے خلق کی راہ سے حضرت موسیٰؑ کا ادب کیا، (3) اگر تم ڈالتے ہی ہو پہلے الخ (4) مگر یہ یاد رکھو کہ خداوند تم پر غالب آسکو گے یا ڈالو تو سہی دیکھو تو تمہاری کیا نصیحتی (اردو کا محاورہ ہے غلط العام فصیح) ہوتی ہے (5) اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو (6) لوگوں کے خیال میں، (7) یعنی لوگوں کے نزدیک بہت بڑا بھاری جادو کیا کہ ویسا کسی نے کبھی نہیں دیکھا تھا، (8) عصا قائم رہی، (9) سب فنا اور ملیامیٹ ہو گیا۔ سب سمجھ گئے کہ جادوگروں کا کام شعبدہ اور سوانگ تھا اور موسیٰؑ نے جو دکھلایا وہ بحکم خدا ہے، (10) یعنی اس طرح بے اختیار ہو کر گر پڑے جیسے کسی نے ان کو دفعتہً گرا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈال دیا کہ موسیٰؑ کا کام جادو نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور وہ شرمندہ ہو کر گر پڑے، (11) اس پر ایمان لانے کی، (12) اور تم مزے سے شہر کے عالم بن جاؤ، (13) جو تمہارے لیئے ہونا ہے وہ تم کو الخ (14) بعضوں نے کہا شہر والوں سے بھی اسرائیل مراد ہیں۔ یعنی تم نے یہ منصوبہ اس لیئے گانٹھا ہے کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ہاتھوں سے نکال لے جاؤ، (15) یعنی ایک طرف کا ہاتھ دوسری طرف کا پاؤں، (16) ہم کو اس کی کچھ پرواہ نہیں، (17) یعنی ایک دن موت ضرور آئے گی۔ پھر اگر اسی طرح لکھی ہے تو آئے پرواہ نہیں بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ آخر ہم کو اور تجھ کو خدا کے پاس لوٹ جانا ہے تو ہمارا تیرا انصاف وہاں ہو جائیگا اگر تو ہم پر ظلم کرے گا تو ضرور وہاں بدلہ پائے گا (18) یا تو ہم میں عیب کیا نکالتا ہے یا تو ہم سے کیوں بیر کرتا ہے اسی وجہ سے،

أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ﴿١٢٦﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ﴿١٢٧﴾ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا ۖ إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٢٨﴾ قَالُوا أُوذِينَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿١٢٩﴾ وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٣٠﴾ فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَٰذِهِ ۖ

ہم پر صبر عنایت فرما[1] اور مسلمانی پر (دنیا سے) اٹھا[2] اور فرعون کی قوم کے سردار کہنے لگے[2] کیا تو موسیٰؑ اور اس کی قوم (بنی اسرائیل) کو (یونہی خالی چھوڑ دیگا۔ کہ وہ ملک میں فساد مچاتے پھریں[3] اور موسیٰؑ کا گروہ تجھ کو اور تیرے (بنائے ہوئے بتوں اور خداؤں کو) چھوڑ بیٹھے فرعون نے کہا[4]۔ اب ہم ان کے بیٹوں کو مار ڈالیں گے[5] اور ان کی عورتوں کو جیتا رہنے دینگے۔ اور ہم تو (ہر طرح سے) ان پر غالب ہیں موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور صبر کرو سارا ملک (یا مصر کا ملک) اللہ تعالیٰ کا ہے وہ اپنے بندوں میں جسکو چاہے دینا ہے اور آخرت (خاص) پرہیزگاروں کیلئے ہے وہ کہنے لگے[7]۔ تیرے آنے (پیدا ہونے) سے پہلے بھی ہم تکلیف میں رہے اور تیرے آنے بعد بھی[8]۔ موسیٰؑ نے کہا[9] وہ وقت قریب ہے کہ تمہارا مالک تمہارے دشمن کو تباہ کردے اور تم کو انکا جانشین بنائے۔ پھر دیکھے تم کیسے کام کرتے ہو[10]۔ اور ہم نے فرعون کے لوگوں کو قحطوں اور پیداوار (پیک) کی کمی کی سزا دی اس لیے کہ وہ ہوشیار ہوں[11]۔ تو جب اُن پر کوئی نعمت آتی[12] تو کہتے یہ ہمارا حق ہے[13]۔ اور اگر ان پر کوئی

[1] یا صبر کے دہانے ہم پر کھول دے۔ یا صبر ہم پر ڈال دے بہا دے۔ [2] بات یہ ہے کہ ہر فن والے کو جیسا اس کا فن والا پہچان لیتا ہے دوسرا نہیں پہچان سکتا۔ یہ لوگ جادو کے فن میں بہت کامل تھے انہوں نے حضرت موسیٰؑ کے کام کو دیکھا تو اسی وقت سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی ان کو نیک توفیق دینا تھا۔ انکے دل میں ایمان سما گیا اور سمایا بھی ایسا کہ جان تک کی پرواہ نہ کی قتل ہوگئے مگر ایمان پر قائم رہے سبحان اللہ یہ مالک کا دین ہے جسکو چاہے سرفراز فرمائے ابن عباسؓ نے کہا صبح کو یہ جادوگر تھے اور شام کو شہیدوں میں داخل ہوئے بعضے کہتے ہیں کہ فرعون انکو قتل نہ کر سکا اور اللہ تعالیٰ نے انکو بچا دیا[3]۔ جادوگروں کو تو یہ سزا مل گئی مگر[4] مصر میں دو مذہب کردیں اور دو گروہ ایک تو موسیٰؑ کے دین پر اور ایک تیرا گروہ[5]۔ نہیں اپنا بندوبست کر چکا ہے[6] جو پیدا ہوں[7] یعنی بنی اسرائیل[8] تکلیف میں رہے فرعون اور اسکی قوم سے ہم کو سدا تکلیف پہنچی رہی یا مطلب ہے کہ تیرے پیغمبر ہونے سے پہلے بھی ہم تکلیف میں رہے فرعون کے لوگ ان سے محنت کے کام کراتے تھے جیسے مٹی ڈھونا اینٹیں بنانا اور تیرے پیغمبر ہونے کے بعد تو اب اور زیادہ تکلیف ہوئی۔ کہ اولاد کے مارنے کی دھمکی دی جاتی ہے[9] کیوں گھبراتے ہو[10] اسکا شکر کرتے ہو اسکے حکم بجالاتے ہو یا تم بھی نافرمانی اور ناشکری کرنے لگتے ہو[11] خواب غفلت سے بیدار ہوں ابن عباسؓ نے کہا ہر چیز خشک ہوگئی اور جانور مر گئے اور نیل کا دریا سوکھ گیا آخر سب لوگ فرعون کے پاس گئے اور کہنے لگے اگر تو خدا ہے تو نیل میں پانی لا دو کہنے لگا صبح کو پانی آجائے گا جب یہ لوگ چلے گئے تو سوچا اب کیا کروں اگر صبح کو پانی نہ آیا تو سب میں جھوٹا ہوں گا۔ رات کو ایک کمبل اوڑھ کر ننگے پاؤں نیل پر آیا۔ اور حق تعالیٰ سے دعا کرنے لگا یا اللہ تیرا ہی اختیار ہے تو اگر چاہے گا تو نیل کو بھر دے گا۔ فرعون کا یہ کہنا تھا کہ نیل میں پانی آن پہنچا اور فرعون کے لوگ اور زیادہ گمراہ ہوئے اللہ تعالیٰ کو ان کا تباہ کرنا منظور تھا[12] جیسے غلّہ کی ارزانی صحت کا عمدہ ہونا[13] یعنی ہماری عقلمندی اور انتظام کی خوبی اور اللہ تعالیٰ کا شکر نہ کرتے۔

وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ ۗ أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٣١﴾ وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ لِتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُجْرِمِينَ ﴿١٣٣﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۖ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٣٤﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُمْ بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ﴿١٣٥﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿١٣٦﴾ وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا

آفت آتی[۱] تو موسیٰؑ اور اُن کے ساتھیوں کی شومی بتاتے[۲] سو اُن کی شومی[۳] خدا کی طرف سے ہے لیکن ان میں اکثر لوگ (اصل حال) نہیں جانتے[۴]۔ اور (موسیٰؑ سے) کہنے لگے تو کوئی سی نشانی ہمارے سامنے لاکر ہم پر جادو چلائے تو بھی ہم ماننے والے نہیں پھر ہم نے اُن پر طوفان (بھیجا) اور ٹڈیاں (بھیجیں) اور جوئیں (بھیجیں) اور مینڈک (بھیجے) اور خون (بھیجا) کھلی کھلی نشانیاں اس پر بھی وہ اکڑے رہے اور یہ لوگ (بڑے) شریر لوگ تھے۔ اور جب[۵] اُن پر طاعون آیا[۶] کہنے لگے اے موسیٰؑ اپنے مالک سے اس وعدے کے آسرے پر جو اس نے تجھ سے کیا ہے دعا کر[۷] اگر تو ہم سے اس عذاب کو ٹال دے۔ تو ہم ضرور (بالضرور) تجھ پر ایمان لائیں گے۔ اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ روانہ کردیں گے پھر جب ہم نے ان کا عذاب اس وقت تک ٹال دیا جہاں تک کہ وہ پہنچنے والے تھے[۸] تو وہ فوراً لگے اپنا اقرار توڑنے[۹] آخر ہم نے اُن سے بدلہ لیا۔ اور ہماری آیتوں کو جھٹلانے اور اُن کی پرواہ نہ کرنے کی سزا میں ہم نے اُن کو سمندر میں ڈبو دیا اور ہم نے اُن لوگوں کو جو کمزور گنے جاتے تھے[۱۰] اس ملک کے پورب اور پچھم کا مالک بنا دیا جس میں ہم نے برکت دی تھی[۱۱] اور (اے پیغمبرؐ) بنی اسرائیل نے جو صبر کیا[۱۲] تو اللہ تعالیٰ کا نیک کلمہ ان پر

---

۱ جیسے قحط اور گرانی یا بدہوائی ۲ کہتے ہیں انکی نحوست سے یہ آفت ہم پر، ۳ اور بھلائی سب، ۴ کہ خیر و شر سب کا مالک خداوند کریم ہے اس نے جو تقدیر میں لکھ دیا ہے وہ ضرور ہوگا کسی کی نحوست اور شومی سے کیا ہوتا ہے ۵ ان پانچوں عذابوں کے بعد ۶ چھٹا عذاب ایک دن میں ستر ہزار آدمی مر گئے بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اور جب ان پر کوئی عذاب آیا یعنی پانچوں میں سے کوئی عذاب جن کا بیان اوپر ہوا صحیح حدیث میں ہے کہ طاعون اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے جو بنی اسرائیل پر یا تم سے پہلے ایک اُمت پر بھیجا گیا تھا۔ تو جس ملک میں طاعون ہو وہاں جاؤ بھی نہیں اور اگر جہاں تم ہو وہاں طاعون آئے تو بھاگو بھی نہیں ۷ کہ تو جب دعا کرے گا تو وہ قبول کرے گا۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اس عہد کے وسیلے جو تجھ ملا ہے یعنی اپنی پیغمبری کی طفیل سے ۸ یہاں تک پہنچنا اور زندہ رہنا انکی تقدیر میں لکھا تھا یعنی ڈوبنے اور ہلاکت کے وقت تک ۹ ایمان نہ لائے نہ بنی اسرائیل کو چھوڑا ۱۰ یعنی بنی اسرائیل کو جو فرعون کے زمانہ میں بالکل ناتواں اور غریب تھے ۱۱ یعنی بڑا آباد اور زرخیز ملک تھا مراد شام اور مصر کا ملک ہے جس کے بنی اسرائیل فرعون کی ہلاکت کے بعد مدتوں حاکم رہے۔ بعضوں نے کہا ساری دنیا مراد ہے کیونکہ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کی سلطنت تمام دنیا میں پھیل گئی تھی۔ اور وہ بنی اسرائیل ہی میں تھے ۱۲ فرعون کے ظلموں پر۔

صَبَرُوْا ؕ وَ دَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُهٗ وَ مَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ جٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ یَّعْكُفُوْنَ عَلٰۤى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا یٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْكُمْ اِلٰهًا وَّ هُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَ اِذْ اَنْجَیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ﴿۱۴۱﴾ وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ۚ وَ قَالَ مُوْسٰى لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَ اَصْلِحْ وَ لَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِیْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ

پورا ہوا[۱] اور فرعون اور اُس کی قوم والے جو جو عمارتیں بنواتے اور باغات[۲] چڑھاتے وہ سب ہم نے غارت کر دیے[۳] اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر (بحر قلزم) کے پار اتارا[۴] تو وہ کچھ لوگوں پر سے ہو کر گذرے جو اپنے بتوں پر جمے بیٹھے تھے[۵]۔ بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰؑ جیسے ان لوگوں کے پاس بت ہیں ایسا ہی ایک بت ہمارے لیئے بھی بنا دے موسیٰؑ نے کہا تم تو جاہل ہو[۶]۔ بیشک یہ لوگ جس دین پر ہیں وہ تباہ ہونے والا ہے[۷] اور جو کام یہ لوگ کر رہے ہیں وہ بھی لغو ہے موسیٰؑ نے کہا کیا میں خدا کے سوا تمہارے لیئے اور کوئی معبود ڈھونڈ نکالوں اور اُسی نے تم کو سارے جہان پر بزرگی دی۔ اور[۸] جب ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے چھوڑایا وہ تم کو سخت تکلیف دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو تو (چن چن کر) مار ڈالتے اور تمہاری عورتوں کو جیتا چھوڑ دیتے اور اس میں تمہارے مالک کا تم پر بڑا احسان ہوا۔ اور ہم نے موسیٰؑ سے تیس رات کا وعدہ کیا اور دس راتوں سے اس وعدے کو پورا کیا۔ تو موسیٰؑ کے مالک کا وعدہ چالیس رات کا پورا ہو گیا اور[۹] موسیٰؑ اپنے بھائی ہارون سے کہہ گیا تو میری قوم میں میرا خلیفہ (قائم مقام) رہ اور اچھی طرح[۱۰] کام چلا اور فسادیوں کے رستے پر مت چل۔ اور جب موسیٰؑ ہمارے[۱۱] وقت پر (کوہ طور پر) آیا اور موسیٰؑ کے مالک نے اس سے

[۱] یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا کہ میں کمزوروں پر احسان کرنا اور انکو حکومت دینا چاہتا ہوں[۲] ٹہنیوں اور چھتریوں پر[۳] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اور فرعون اور اسکی قوم والے جو بناتے تھے اور اُونچے اُونچے محل اٹھاتے تھے وہ سب ہم نے تباہ اور برباد کر دیئے ہیں[۴] عاشورہ کے دن حضرت موسیٰؑ نے اس دن شکر کا روزہ رکھا[۵] اُن کا پوجا کر رہے تھے کہتے ہیں یہ بت گائے کی مورتیں تھیں جو تانبے سے انہوں نے بنائی تھیں اور یہ لوگ لخم اور جذام کے قبیلے تھے جو سمندر کے کنارے آباد تھے ہیں[۶] بنی اسرائیل تو موحد تھے اور برسوں سے حضرت موسیٰؑ کی صحبت اٹھا چکے تھے انہوں نے جو یہ خواہش کی کہ ایک بت ہم کو بھی بنوا دے اس سے یہ غرض نہ تھی کہ وہ شرک کریں گے بلکہ انکا یہ مطلب تھا کہ اسکے ذریعہ سے یا اس کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ کا دھیان کرینگے جیسا اس زمانہ کے اکثر بت پرست جو ذرا علم رکھتے ہیں یہی کہتے ہیں کہ ہم پوجا تو اللہ تعالیٰ ہی کی کرتے ہیں مگر انسانی طبیعت کا خاصہ یہ ہے کہ وہ ایک محسوس چیز پر زیادہ مائل ہوتی اس لیئے بت کو سامنے رکھ کر خدا کا دھیان کرتے ہیں صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ وسلم ایک لڑائی میں تشریف لے گئے وہاں مسلمانوں نے ایک بیری کا درخت دیکھا اور آنحضرت سے خواہش کی کہ جیسے کافروں نے ایک درخت مقرر کیا ہے جسکو وہ ذات انواط کہتے اور اس پر اپنے کپڑے اور ہتھیار لٹکاتے اور اسکے گرد جمے رہتے ہمارے لیئے بھی آپ اس درخت کو ذات انواط مقرر فرما دیجئے آپ نے فرمایا اللہ اکبر یہ تو وہی مثال ہوئی جیسے بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہا تھا ہمکو بھی ایک بت بنا دیں جیسے ان لوگوں کے بت ہیں قسم اللہ کی تم بھی اگلی امتوں کی راہوں پر چلوگے دوسری روایت میں ہے برابر برابر اگر وہ گوہ کی سوراخ میں گھسے ہیں تو تم بھی گھسو گے ہیں[۷] اللہ تعالیٰ اس کو برباد کر دیگا[۸] اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو[۹] طور پہاڑ جاتے وقت[۱۰] میل جول اور محبت کیساتھ[۱۱] مقرر کیے ہوئے۔

رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ قَالَ یٰمُوْسٰۤى اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ ۖ فَخُذْ مَاۤ اٰتَیْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّ اْمُرْ قَوْمَكَ یَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ سَاُورِیْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَكَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ وَ اِنْ یَّرَوْا كُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَ اِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ۚ

باتیں کی [1] تو موسیٰ نے کہا مالک میرے (اپنے تئیں) مجھ کو دکھائیں تجھ کو (ایک نظر) دیکھوں مالک نے فرمایا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھ سکے گا [2] لیکن اس پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ تھما رہا تو تو بھی مجھ کو آئندہ دیکھ سکے گا پھر جب موسیٰ کے مالک نے پہاڑ پر تجلّی کی تو اس کو پکنا چور کر دیا [3]۔ اور موسیٰ بیہوش گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا تو پاک ہے میں تیری درگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور میں [4] سب سے پہلے یقین لاتا ہوں اللہ نے فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھ کو اپنی پیغمبری اور (بے واسطہ) ہمکلامی سے لوگوں پر بزرگی دی [5] تو جو میں نے تجھ کو دیا وہ لے [6] لے اور (خدا کا) شکر کرتا رہ اور ہم نے تختیوں میں موسیٰ کے لیے ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی تھی [7] تو ان تختیوں کو زور سے سنبھال اور اپنی قوم سے کہہ دے ان میں جو اچھی باتیں ہیں ان پر عمل کریں (اور یہ بھی کہہ دے [8]) کہ میں تم کو اب نافرمان لوگوں کا ٹھکانا دکھاتا ہوں [9] جو لوگ ناحق زمین میں اکڑے پھرتے ہیں ان کو میں اپنی آیتوں سے پھیر [10] دوں گا [11] اور اگر وہ (دنیا جہان کے) سب معجزے دیکھیں تو بھی ان پر ایمان نہ لائیں۔ اور اگر ہدایت کا رستہ دیکھ پائیں تو اس پر نہ چلیں

---

[1] بلاواسطہ خود اللہ تعالیٰ جلہ شانہ نے حضرت موسیٰ سے کلام کیا اور حجاب اٹھا دیا معتزلہ اور جہمیہ نے اپنی عادت کے موافق اس آیت کی بھی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ کلام کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز میں بات کرنے کی طاقت پیدا کر دی اور یہ محض غلط ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو موسیٰؑ کی فضیلت کیا ہوئی اس سے پہلے بھی موسیٰؑ جن لوگوں سے بات کرتے رہتے تھے ان سب میں اللہ تعالیٰ ہی نے بات کرنے کی طاقت پیدا کی تھی دوسرے ہم سب لوگ بھی موسیٰؑ کے برابر ہو جاتے ہیں کیونکہ ہم جن جن سے بات کرتے ہیں ان سب کو اللہ تعالیٰ ہی نے بات کرنے کی طاقت دی ہے۔ صحیح مذہب اہلحدیث اور سلف صالحین اور صحابہ اور تابعین کا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اور جس وقت چاہے اور جس زبان سے چاہے بات کرتا ہے اور اسکی کلام میں آواز اور حرف دونوں ہیں اور اسکے بندے اور فرشتے اس کا کلام سنتے ہیں اور دوسروں کو سناتے اور پہنچاتے ہیں اور یہ کلام اللہ تعالیٰ کا اسطرح پر نہیں ہے جیسے منکر سمجھتے ہیں کہ وہ مخلوق ہے یعنی کسی چیز میں وہ کلام پیدا کر دیتا ہے بلکہ یہ کلام خاص اسکی صفت ہے اور اسکی ذات اور صفات کیطرح غیر مخلوق ہے یا اللہ اسی اعتقاد پر ہم کو اور سچے مسلمانوں کو مرنے تک قائم رکھ، [2] اس دنیا کی آنکھ سے، [3] ریزہ ریزہ یا زمین کے برابر، [4] اس زمانے میں، [5] یا امتیاز بخشا یا چن لیا، [6] یعنی پیغمبری، [7] توریت شریف کی، [8] ہم نے موسیٰؑ سے کہا، [9] یعنی مصر کا ملک بعضوں نے کہا جہنم بعضوں نے کہا عمالقہ کے ملک۔ بعضوں نے کہا شام کا ملک گویا بنی اسرائیل کو یہ خوشخبری دی کہ عنقریب ان کے دشمن ہلاک ہوں گے اور بنی اسرائیل ان ملکوں کے مالک بنیں گے، [10] یا اپنی قدرت کی نشانیوں سے، [11] یعنی وہ قرآن کو اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو سمجھ نہ سکتے یا میری قدرت کی نشانیوں میں غور کرنے کی ان کو توفیق نہ ہوگی۔ ان کے دل ادھر سے پھیر دوں گا۔ [12] ایسے دل پھیر دوں گا۔

وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿١٤٦﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤٧﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِن بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ ۚ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا ۘ اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ ﴿١٤٨﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا قَالُوا لَئِن لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿١٤٩﴾ وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِن بَعْدِي ۖ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ

اور اگر گمراہی کا رستہ دیکھ پائیں تو اُس پر چلنے لگیں۔ یہ[1] اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور اُن کی کچھ پرواہ نہ کی اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو اور آخرت کا دن آنے کو جھٹلایا ان کا کیا کرایا سب اکارت ہُوا ان کو وہی بدلہ ملے گا۔ جیسے[2] کام کرتے تھے[3]۔ اور مُوسیٰؑ کی قوم نے اس کے[4] پیچھے اپنے زیوروں کا (گلاکر) ایک بچھڑا بنالیا ایک بدن[5] آواز بھی گائے کی[6]۔ اُن لوگوں نے اتنا بھی نہ سمجھا کہ نہ تو وہ ان سے بات کرتا ہے نہ ان کو سیدھا رستہ بتا سکتا ہے[7] یہ لوگ (صریح) ظلم[8] کر کے بچھڑا لے بیٹھے[9]۔ اور جب (اُن کے منہ) ہاتھوں پر آن پڑے اور سمجھ گئے کہ انھوں نے غلطی کی[10] تو کہنے لگے اگر ہمارا مالک ہم پر رحم نہ کرے گا۔ اور (ہمارے گناہ) نہ بخشے گا تو بیشک ہم تباہ ہو جائیں گے اور جب موسیٰؑ (یہ خبر سُن کر) غصہ میں بھرا ہُوا رنج کرتا ہوا اپنی قوم کیطرف لوٹا تو کہنے لگا تم نے میرے پیچھے یہ کیا بُری حرکت کی کیا تم اپنے مالک کے وعدے سے بھی شتابی کر بیٹھے[11] اور تختیاں[12] ڈال دیں[13] اور اپنے بھائی (ہارون) کا سر پکڑ کر کھینچنے[15] لگا[16]۔ ہارون کہنے لگا اے میری ماں جائے بھائی ان

---

[1] دلوں کا پھیرنا، [2] جو انکے کاموں کا بدلہ ہے [3] یعنی کفر کی حالت میں اگر کوئی نیک کام بھی کئے مثلاً خیرات وغیرہ اور خاتمہ کفر پر ہوا تو وہ سب کام گئے گذرے صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اگر کافر مسلمان ہو جائے تو کفر کے وقت نیکیاں بھی اسکی قائم رہیں گی [4] موسیٰؑ تو طور پہاڑ پر گئے ہوئے تھے، [5] جیسے گائے کا بدن ہوتا ہے گوشت اور خون کا [6] بنی اسرائیل کی عورتوں نے مصر سے بھاگتے وقت قبطیوں کا زیور مانگ لیا تھا۔ وہ انہی کے پاس رہے قبطی تو سب تباہ ہو گئے [7] یعنی بچھڑا خدا کیسے ہو سکتا ہے۔ بالفرض اس بچھڑے میں جان بھی ہو اور گائے کی سی آواز بھی دے۔ تو جیسے اور بیچ پچ کے بائیں اور بچھڑے ہیں وہ بھی اسیطرح ایک جانور ہو گا۔ خدا ہونے کیلئے تو بڑے بڑے کمال اور ہنر لازم ہیں بھلا کم سے کم اتنا تو ہو کہ خدا بات کرے کسی کو سیدھی راہ دکھائے، [8] اور بے انصافی، [9] اگر انصاف کرے تو کبھی بچھڑے کو خدا نہ بنلتے انہوں نے بڑا ظلم کیا ظلم یہی ہے کہ کسی چیز کو بے موقع رکھنا اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا کہ ایک ذلیل جانور کو خدا کی جگہ پر رکھے اور اپنے اصلی مالک کو جس میں سب طرح کی قدرت ہے اور صدہا اس کے احسان ہیں اس کو بھی بھول جائے، [10] سیدھی راہ سے بھٹک گئے، [11] چالیس راتیں بھی پوری نہ ہونے دیں، [12] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کیا تم نے اتنی جلدی اپنے مالک کا غصہ حاصل کر لیا بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ کیا تم اتنی جلدی بچھڑا پوجنے لگے تمہارے مالک کا حکم آنے سے پہلے، [13] مارے غصے کے ایک طرف، [14] ابن عباسؓ نے کہا وہ ٹوٹ گئیں۔ چھ حصے اللہ تعالےٰ نے اُٹھا لئے اور ایک حصہ رہ گیا۔ مجاہدؒ نے کہا اس میں جتنی آئندہ کی خبریں تھیں وہ سب اٹھ گئیں نصیحت اور حکم باقی رہ گئے۔ ابن جریر نے کہا دو تختیوں میں سے دو اُٹھ گئیں اور سات رہ گئیں، [15] یعنی ان کے بال اور داڑھی کو، [16] غصے سے نہ یہ کہ مُوسیٰؑ نے ہارون کی ذلت چاہی کیوں کہ ہارون بڑے بھائی تھے۔

اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِیْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۱۵۱﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَالَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْۤا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۵۳﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَی الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖ وَفِیْ نُسْخَتِهَا هُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّاۤ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ

لوگوں نے مجھ کو کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھ کو مار ڈالیں[1] تو دشمنوں[2] کو مجھ پر مت ہنسا۔ اور ان گناہ گاروں کیساتھ مجھ کو مت سان[3]۔ موسیٰؑ نے کہا مالک میرے مجھ کو اور میرے بھائی کو بخش دے[5] اور ہم کو اپنی رحمت میں شریک کرلے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے[6] بیشک جو لوگ بچھڑا لے بیٹھے[7] اُن پر ان کے مالک کا اب غضب اُترے گا اور دنیا ہی کی زندگی میں اب ذلیل ہونگے اور ہم جھوٹ باندھنے والوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں اور جن لوگوں نے بُرے کام کیئے اور پھر ان کے بعد توبہ کی اور ایمان لائے تو بیشک تیرا مالک توبہ کے بعد[8] البتہ بخشنے والا مہربان ہے اور جب موسیٰؑ کا غصہ دب گیا تو اس نے تختیاں اُٹھالیں[9] اور اُن میں جو لکھا تھا وہ ہدایت اور رحمت تھی ان لوگوں کے لیئے جو اپنے مالک سے ڈرتے ہیں[10] اور موسیٰؑ نے ہمارے وعدے پر لانے کے لیئے اپنی قوم سے ستر مردوں کو چنا[11] جب لرزے (یا بجلی) نے ان کو آدابا[12]۔ تو موسیٰؑ نے عرض کی۔ مالک میرے اگر تو چاہتا تو ان کو مجھ سمیت

[1] یعنی یہ مت سمجھو کہ میں نے کوشش میں کوئی کمی کی سب کچھ انکو سمجھایا ڈرایا مگر بچھڑے کی پرستش میں موقوف نہ کرسکا تو وجہوں سے ایک تو یہ کہ ان لوگوں کی نظر میں میری اتنی وقعت نہ تھی نہ رعب تھا جیسا تمہارا ہے دوسرے یہ کہ جب میں نے منع کیا تو وہ میرے مارنے کو پل آئے اور اگر میں اور کچھ کہتا تو شاید وہ مجھ کو مار ہی ڈالتے ہیں [2] میری بے عزتی کرتے ہیں [3] یعنی مجھ کو ان میں مت شریک کر [4] جب ہارونؑ نے یہ سب حال موسیٰؑ کو سنایا تو موسیٰؑ لگے دُعا کرنے،

[5] حضرت موسیٰؑ نے اس زیادتی کی بخشش چاہی جو انہوں نے غصے کی حالت میں ہارون پر کی یا تختیوں کو ڈال دینے کی اور ہارون کو اس دُعا میں شریک کرلیا تاکہ وہ راضی ہوجائیں اور دشمنوں میں ان کی عزت رہے دوسرے اس وجہ سے کہ شاید ہارون سے بھی لوگوں کو ڈرانے اور سمجھانے میں کوئی قصور رہا ہو، [6] حق تعالےٰ نے فرمایا، [7] اس کو پوجنے لگے، [8] یا ان گناہوں کے بعد جن سے توبہ کی ہے، [9] جن کو غصے میں ایک طرف پٹخ دیا تھا، [10] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے (ان تختیوں کی ایک دوسری تیار کی گئی کیونکہ وہ ٹوٹ گئی تھیں) اس نقل میں جو لکھا تھا وہ ہدایت اور رحمت تھی ان لوگوں کے لیئے جو اپنے مالک کے سامنے کانپتے ہیں (یا خالص اپنے مالک کی رضامندی کے واسطے اس سے ڈرتے ہیں، [11] بارہ خاندان تھے ہر ایک میں سے چھ مرد چنے تو بہتر ہوئے حکم تھا ستر کا موسیٰؑ نے فرمایا جو رہ جائے گا اس کو بھی وہی ثواب ملے گا جو جانے والے کو ملے گا تب یوشع بن نون اور قالب بن یوقنا ٹھہر گئے۔ باقی ستر حضرت موسیٰؑ کے ساتھ گئے، [12] ہوا یہ کہ ان لوگوں نے یہ دعا کی یا اللہ وہ ہم کو دے جو تو نے ہم سے پہلے کسی کو نہ دیا ہو ہمارے بعد کسی کو دیوے پروردگار کو یہ ناگوار ہوا یا انہوں نے جب اللہ تعالیٰ کا کلام سنا تو موسیٰؑ سے کہنے لگے ہم تو ہرگز ماننے والے نہیں جب کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھ لیں ان پر بجلی گری یا زلزلہ ہوا وہ مرگئے۔

أَهْلَكْتَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَإِيَّايَ ۖ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا ۖ إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَتَهْدِي مَنْ تَشَاءُ ۖ أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۖ وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ﴿١٥٥﴾ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ ۚ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ ۖ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٦﴾

پہلے ہی ہلاک کر دیتا[1] کیا ہم بیہودے و قوفوں نے جو ایک حرکت کی تو اس کی سزا میں ہم کو ہلاک کرتا ہے[2] یہ سب کچھ نہیں تیری آزمائش ہے تو جس کو چاہتا ہے اس آزمائش سے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ پر لگاتا ہے (بہر حال) تو ہی ہمارا سنبھالنے والا ہے تو ہمارے[3] قصور معاف کر اور ہم پر رحم کر اور سب بخشنے والوں میں سے تو بہتر بخشنے والا ہے اور اس دنیا میں ہمارے لیے بھلائی لکھ دے[4] اور آخرت میں بھی[5] ہم تو تیری طرف رجوع ہوئے اللہ نے فرمایا میرا عذاب جو ہے تو جس پر میں چاہتا ہوں اس پر اتارتا ہوں[6] اور میری مہربانی ہر چیز پر ہے[7] اب میں اپنی مہربانی ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا[8] جو بچے رہتے ہیں اور (فرض) زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر یقین لاتے ہیں[10]

(الاعراف پ ۹ ۱۳ تا ۱۹)

۵۹۔ وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ﴿١٥٩﴾ وَقَطَّعْنَاهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ

اور موسیٰؑ کی قوم میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو سچی بات بتاتے ہیں اور سچائی کے ساتھ انصاف کرتے ہیں[11] اور ہم نے بنی اسرائیل کے ٹکڑے کیے بارہ قبیلے[12]

---

[1] یعنی نکلنے سے پہلے تاکہ بنی اسرائیل کو ان کی ہلاکت اپنی آنکھ سے دیکھ لیتے اور مجھ پر یہ تہمت لگانے کا ان کو موقع نہ ملتا کہ موسیٰؑ نے ان کو مار ڈالا۔ [2] یعنی بچھڑا پوجا اور لوگوں سے صرف یہ قصور ہوا کہ منع نہ کر سکے تو ان کو کیوں ہلاک کرتا ہے یا یہ لوگ بے وقوف ہیں جو ایسی دعا کر بیٹھے ان کی وجہ سے سارے بنی اسرائیل کو کیوں ہلاک کرنا چاہتا ہے کیونکہ جب یہ مرے پڑے رہیں گے تو بنی اسرائیل مجھ پر تہمت دھریں گے اور مجھ کو مار ڈالیں گے یا ستائیں گے ہر طرح سے سب تباہ ہوں گے۔ [3] کام بنانے والا وارث۔ [4] مثلاً تندرستی مالداری۔ [5] مثلاً جنت اور وہاں کی نعمتیں۔ [6] خواہ وہ عذاب کے مستحق ہوں یا نہ ہوں کیوں کہ سب بندے اس کی ملکیت ہیں کسی کو چون و چرا کرنے کی مجال نہیں ہے۔ [7] آدمی جانور درخت پتھر سب پر۔ [8] کہتے ہیں جب یہ آیت اتری تو شیطان کہنے لگا مجھ پر بھی تیری مہربانی چاہیے کیونکہ میں بھی ایک چیز ہوں تب اللہ تعالیٰ نے یہ اتارا۔ [9] گناہ اور شرک سے۔ [10] تو شیطان مایوس ہو گیا اسی طرح سے یہود انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی سب کتابوں پر یقین نہیں کیا انجیل اور قرآن کو نہ مانا اسی طرح سے نصاریٰ انہوں نے قرآن کو نہ مانا مسلمان اس مہربانی کے حقدار رہ گئے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی سب کتابوں اور پیغمبروں کو مانا اور سب کا ادب کیا۔ [11] مراد وہ یہودی ہیں جو تورات پر قائم رہے اور انہوں نے اس میں تحریف نہیں کی یا جو یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ۔ بعضوں نے کہا چین کے پرے کچھ لوگ ہیں شہر اردن پر ابن عباسؓ نے کہا موسیٰؑ نے کہا پروردگار میں ایک گروہ ایسا دیکھتا ہوں جن کی انجیلیں ان کے دلوں میں ہیں پروردگار نے فرمایا ایک اُمت ہے جو تیرے بعد ہوگی۔ احمدؐ کی اُمت موسیٰؑ نے کہا میں ایک گروہ دیکھتا ہوں جو پانچ نمازیں (ہر روز) پڑھتے ہیں وہ ان کے گناہ اتار دیتی ہیں پروردگار نے فرمایا یہ اُمت تیرے بعد ہوگی احمدؐ کی اُمت موسیٰؑ نے کہا میں ایک گروہ دیکھتا ہوں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکالتے ہیں پھر وہ زکوٰۃ ان تک لوٹ آتی ہے ان کو کھاتے ہیں پروردگار نے فرمایا یہ اُمت تیرے بعد ہوگی احمدؐ کی اُمت موسیٰؑ نے عرض کیا پروردگار مجھ کو بھی احمدؐ کی اُمت میں کر سبحان اللہ ہمارے پیغمبر کا مرتبہ اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ حضرت موسیٰؑ کے سے پیغمبر یہ آرزو کرتے ہیں کہ آپ کی اُمت میں ہوں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ [12] بارہ دادوں کے پوتے

أَسْبَاطًا أُمَمًا ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ إِذِ
اسْتَسْقَاهُ قَوْمُهُ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ
الْحَجَرَ ۖ فَانبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ
عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۚ
وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْهِمُ
الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ۖ كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا
رَزَقْنَاكُمْ ۚ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِن كَانُوا
أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١٦٠﴾ وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ
اسْكُنُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ
شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ وَادْخُلُوا الْبَابَ
سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَاتِكُمْ ۚ سَنَزِيدُ
الْمُحْسِنِينَ ﴿١٦١﴾ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ
قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿١٦٢﴾
وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ
الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ
حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا
يَسْبِتُونَ ۙ لَا تَأْتِيهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُم
بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٣﴾ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ

بارہ گروہ اور جب موسیٰؑ کی قوم نے اُس سے پانی مانگا[1] تو ہم نے موسیٰ کو حکم دیا۔ اپنی لکڑی پتھر پر مار مارتے ہی بارہ چشمے اس میں سے پھوٹ نکلے ہر قبیلے نے اپنا گھاٹ (پانی لینے کا مقام) معلوم کر لیا۔ اور ہم نے[2] اُن پر ابر کا سایہ کیا اور ان پر من اور سلویٰ اتارا (اور ہم نے اُن سے کہا) جو مزے مزے کے کھانے ہم نے تم کو دیئے ہیں۔ وہ کھاؤ اور انہوں نے ہمارا[3] کچھ نہیں بگاڑا۔ بلکہ اپنا نقصان آپ کرتے رہے[4] اور جب اُن سے کہا گیا اس گاؤں[5] میں جا کر رہو اور وہاں کی چیزیں[6] جہاں چاہو کھاؤ اور حطہ کہو اور دروازے میں جھک کر جاؤ ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے[7] نیکوں کو اور زیادہ (نعمتیں) ہم[8] دیں گے تو جو لوگ اُن میں ظالم تھے[9] انہوں نے اُس بات کو چھوڑ دیا جو اُن کو تبلائی گئی تھی۔ کچھ اور کہنا شروع کیا۔[10] آخر ہم نے اُن کی شرارت کی سزا میں اُن پر آسمان سے عذاب اُتارا۔[11] اور (اے پیغمبرؐ) ان یہودیوں سے اُس گاؤں کا حال تو پوچھ جو سمندر کے کنارے پر (آباد) تھا۔[12] جب (ان کے باپ دادا) ہفتہ کے دن (خدا کی) نافرمانی کرتے تھے۔[13] جب اُن کا ہفتہ کا دن ہوتا تو مچھلیاں اُن کے سامنے آجاتیں۔[15] اور جس دن ہفتہ نہ ہوتا[16] تو نہ آتیں اُن کے گناہوں کے سبب سے ہم اُن کو اس طرح آزمانے لگے۔[17] اور جب گاؤں والوں میں سے ایک گروہ[18] نے

[1] جنگل میں جس کا قصہ سورۂ بقرہ میں گذر چکا ہے، [2] اُس جنگل میں جہاں دھوپ کی شدت تھی [3] نافرمانی کر کے، [4] اس آیت کی پوری تفسیر سورۂ بقرہ کے چھٹے اور ساتویں رکوع میں گذر چکی ہے اور من و سلویٰ کے معنی بھی بیان ہو چکے ہیں، [5] بیت المقدس یا اریحا، [6] جو اس گاؤں میں پیدا ہوتی ہیں، [7] نہیں صرف گناہ بخشے جائیں گے بلکہ الخ، [8] اس آیت کی تفسیر بھی سورۂ بقرہ کے چھٹے رکوع میں گذر چکی ہے اور حطہ کے معنی بیان ہو چکے ہیں۔ یعنی گناہ اُتریں اور قصور معاف ہوں، [9] بے انصاف شریر گناہگار، [10] کہنے لگے حنطۃ فی شعیرۃ، [11] ایک تو حطہ کے بدل حنطۃ کہنے لگے دوسرے سجدے کے بدل سرین پر گھسٹتے ہوئے چلے عذاب یہ اترا کہ طاعون آیا ایک دن میں ستر ہزار مر گئے۔ اس آیت کی تفسیر بھی سورۂ بقرہ کے چھٹے رکوع میں گذر چکی ہے، [12] اس کا نام ایلہ یا مدین یا ایلیا تھا، [13] شکار کرتے تھے حالانکہ اس دن شکار منع تھا، [14] پانی میں تیرتی ہوئیں، [15] یا پانی سے سر نکالے ہوئے آجائیں، [16] اور کوئی دن، [17] یہ قصہ بھی سورۂ بقرہ کے آٹھویں رکوع کی تفسیر میں گذر چکا ہے، [18] اس گروہ سے جو لوگوں کو ہفتہ کے دن شکار کرنے سے منع کرتے تھے اور اس بُرے کام سے باز رکھنے کے لیئے بہت کوشش کرتے تھے۔

مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿١٦٤﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿١٦٥﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ ﴿١٦٦﴾ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٧﴾ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿١٦٨﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

کہا جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہلاک کرنیوالا یا سخت یا عذاب کرنیوالا ہے اُن کو تم کیوں سمجھاتے ہو۔[1] انہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اوپر سے الزام اتارنے کو اور شاید وہ لوگ (سمجھانے سے) باز آجائیں پھر جب بھول گئے جو ان کو سمجھایا گیا تھا تو ہم نے بُرے کام سے منع کرنے والوں کو بچا لیا[2] اور جن لوگوں نے گناہ کیا تھا انکو ان کی نافرمانی کے بدلے سخت عذاب میں پھانس لیا۔[3] پھر جب وہ منع کئے ہوئے کام میں حد سے بڑھ گئے۔[4] ہم نے حکم دے دیا دھتکارے ہوئے بندر بن جاؤ۔[5] اور جب تیرے مالک[6] نے جتلا دیا کہ وہ ضرور[7] قیامت تک اُن پر ایسے لوگوں کو حاکم کرے گا جو اُن کو بُری تکلیفیں دیتے رہیں گے۔[8][9] بے شک تیرا مالک جلد سزا دینے والا ہے اور بیشک وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے۔[10] اور ہم نے بنی اسرائیل کے ٹکڑے کر کے ساری زمین میں ان کے گروہ گروہ کر دیئے[11] کچھ تو اُن میں سے نیک ہیں[12] اور کچھ اور طرح کے۔[13] اور ہم نے ان کو اچھے اور بُرے (دونوں طرح) سے آزمایا۔[14] اس لیے کہ وہ ہماری طرف رجوع ہوں۔[15] پھر ان کے بعد نالائق اولاد

ف۱ کیا فائدہ وہ تو ماننے والے نہیں قلم تقدیر نے ان کی ہلاکت اور بربادی لکھ دی ہے کہتے ہیں جب ان گاؤں والوں نے یہ بُرا کام شروع کیا تو سارے گاؤں کے رہنے والے تین گروہ ہوگئے ایک تو وہ خود یہ برا کام کرتے تھے دوسرے وہ جو خود یہ کام نہیں کرتے تھے مگر کرنے والوں کو منع بھی نہیں کرتے تھے۔ تیسرے وہ جو خود یہ کام نہیں کرتے تھے اور کرنے والوں کو منع کرتے سمجھاتے تو یہ دوسرے گروہ نے تیسرے گروہ سے کہا بعضوں نے کہا یعنی تم ہم کو کیوں سمجھاتے ہو جب تم خود کہتے ہو کہ ہم تباہ یا ہلاک ہوں گے پھر جب اللہ تعالیٰ نے ہماری تباہی یا ہلاکت کا ارادہ کر لیا ہے تو تمہارے سمجھانے سے کیا فائدہ، ف۲ اور جو لوگ خاموش تھے ان کو بھی، ف۳ بعضے کہتے ہیں صرف وہی گروہ بچا جو منع کرتا تھا اور جو گروہ خاموش رہا وہ بھی گناہگاروں کے ساتھ عذاب میں پھنس گیا ہے اسی سے یہ ثابت ہوا کہ بُری بات سے منع کرنا ہر شخص کو لازم ہے جہاں تک اس کی طاقت ہو، ف۴ اور منع کرنے والوں کی ایک نہ سنی، ف۵ حقیقت میں وہ بندر کی صورت ہوگئے اور تین دن بعد سب مر گئے ان کی نسل نہیں رہی یہی صحیح ہے بعضوں نے کہا جوان تو بندر ہوگئے اور بوڑھے سور ہوگئے، ف۶ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ وقت کر، ف۷ بنی اسرائیل کو، ف۸ یا فیصلہ کر لیا اور حکم دے دیا، ف۹ ان سے جزیہ لیں گے ان کو ذلیل سمجھیں گے، ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنائیں گے، ف۱۰ بعضوں نے کہا اس آیت سے بخت نصر بادشاہ کا تسلّط ہے جس نے بنی اسرائیل کو قتل اور قید کیا بیت المقدس کو اجاڑا، ف۱۱ ہر ملک میں تھوڑے یہودی موجود ہیں، ف۱۲ جو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، ف۱۳ یعنی نیک نہیں ہیں شریر اور بدکار ہیں، ف۱۴ کبھی سکھ دیا کبھی دکھ کبھی راحت کبھی رنج کبھی نعمت کبھی بلا، ف۱۵ اور اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور توریت شریف کے حکموں پر عمل کریں۔

خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ۭ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ۭ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾

(الاعراف پ ۹ ع ۲۰ و ۲۱)

اُن کی جائے پر توریت کے وارث بنے یہ تو دنیائے دوں (ذلیل دنیا) کا سامان لینے لگے[۱] اور کہتے ہیں کہ ہماری مغفرت ہوجائے گی[۲] اور اگر ویسا ہی (دنیا کا) سامان پھر آئے تو لے لیویں[۳] کیا ان لوگوں سے توریت کا اقرار نہیں لیا گیا[۴] کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی بات نہ لگائیں گے مگر وہی جو سچ ہے[۵] حالانکہ ان لوگوں نے جو اس میں لکھا ہے۔ وہ پڑھ لیا ہے[۶] اور پرہیزگاروں کے لئے[۷] آخرت کا گھر (کہیں) بہتر ہے کیا تم کو عقل نہیں[۸] اور جو لوگ توریت کو مضبوط پکڑے ہوئے ہیں[۹] اور نماز کو درستی سے ادا کرتے رہتے ہیں تو ہم ایسے نیک لوگوں کا ثواب کھونے والے نہیں۔[۱۰] اور جب ہم نے طور پہاڑ کو (اکھیڑ کر) اُن کے اوپر چھتری کیطرح کھڑا کر دیا اور وہ سمجھے اب اُن پر گرتا ہے۔[۱۱] جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے اُس کو زور سے سنبھالو اس میں جو حکم لکھے ہیں ان پر عمل کرو[۱۲] تاکہ تم پرہیزگار بنو[۱۳]

۶۱۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ ﴿۱۷۶﴾

(الاعراف پ ۹ ع ۲۲)

اور (اے پیغمبرؐ) ان یہودیوں کو اس شخص کا قصہ سنا جس کو ہم نے اپنی آیتوں کا علم دیا تھا۔[۱۴] اُس نے یہ کینچلی اُتار دی[۱۵] پھر شیطان اُس کے پیچھے لگا تو گمراہوں میں جا ملا۔[۱۶] اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کی وجہ سے اُس کا رتبہ بلند کرتے[۱۷] مگر اُس نے زمین پر گرنا چاہا۔[۱۸] اور اپنی خواہش پر چلا۔[۱۹]

۱؎ رشوت کھا کر خدا کے احکام بدلنے لگے، ۲؎ کچھ غم نہیں بعضوں نے کہا مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن کے غلط معنے لوگوں کو بتا کر دنیا کا فائدہ حاصل کریں، ۳؎ یعنی گناہ کرتے جاتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے حالانکہ جانتے ہیں کہ یہ گناہ ہے لیکن اگر پھر کوئی رشوت لے کر آوے تو پھر لے لیں، ۴؎ یعنی جو اقرار توریت میں لکھا گیا ہے، ۵؎ جو اللہ تعالیٰ نے سچ فرمائی ہے، ۶؎ باوجود اس کے جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بخش دے گا، ۷؎ اس دنیائے دون کے سامان سے، ۸؎ بنی اسرائیل میں سے، ۹؎ اور آنحضرتؐ پر ایمان لائے یا مسلمانوں میں سے جو قرآن شریف مضبوط تھامے ہوئے ہیں، ۱۰؎ اے پیغمبرؐ بنی اسرائیل کو وہ وقت یاد دلا، ۱۱؎ اور سب کے سب دب کر مر جاتے ہیں ہم نے حکم دیا، ۱۲؎ یا جو اس میں لکھا ہے اس کو یاد کرتے رہو بھولو نہیں، ۱۳؎ سورۂ بقرہ کے آٹھویں رکوع کی تفسیر میں اس کا قصہ گذر چکا ہے، ۱۴؎ اور یہ علم کینچلی کیطرح اُس پر لپٹا ہوا تھا، ۱۵؎ کافر ہو گیا خدا سے پھر گیا، ۱۶؎ آیتوں کا یہ علم تھا کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی کتابیں یاد تھیں اور اسم اعظم بھی معلوم تھا۔ جو دعا وہ کرتا اسم اعظم کی برکت سے قبول ہوتی کہتے ہیں یہ بنی اسرائیل میں ایک عابد زاہد شخص تھا، ۱۷؎ یا اس کفر سے پہلے اسکو دنیا سے اٹھا لیتے، ۱۸؎ یعنی دنیا کا فائدہ قبول کیا، ۱۹؎ بعضوں نے اس کا نام بلعم بن باعورا تھا اللہ تعالیٰ نے اسکو مدین والوں کے پاس نصیحت کرنے کے لیئے بھیجا۔ انہوں نے اسکو بہت سا مال دیا وہ اپنی نصیحت وغیرہ سب بھول کر ان کے دین میں شریک ہو گیا جب حضرت موسیٰؑ ان لوگوں سے لڑنے کے لیئے آئے (باقی اگلے صفحہ پر)

۶۱۔ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٥٢﴾ (الانفال پ۱۰ ع۷)

جیسے فرعون کے لوگوں اور ان سے پہلے لوگوں کی گت ہوئی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا پھر اللہ تعالیٰ نے انکے گناہوں کے بدل اُن کو پکڑ لیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ زور آور ہے سخت عذاب والا

۶۲۔ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوا ظَالِمِينَ ﴿٥٤﴾ (الانفال پ۱۰ ع۷)

(اس قوم کی گت) ایسی ہوتی ہے جیسے فرعون والوں کی گت اور اُن سے پہلے لوگوں کی اُنہوں نے اپنے مالک کی آیتوں کو جھٹلایا پھر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کی سزا میں ہلاک کر ڈالا اور فرعون والوں کو ڈبو دیا اور سب کے سب گناہگار تھے۔

۶۳۔ ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِم مُّوسَىٰ وَهَارُونَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِندِنَا قَالُوا إِنَّ هَٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٧٦﴾ قَالَ مُوسَىٰ أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ ۖ أَسِحْرٌ هَٰذَا وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُونَ ﴿٧٧﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَتَكُونَ لَكُمَا الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ﴿٧٨﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ﴿٧٩﴾ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ

پھر ان (پیغمبروں) کے بعد ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو فرعون اور اُس کے لوگوں (یا سرداروں) کی طرف اپنی نشانیاں دے کر بھیجا وہ اکڑ کر بیٹھے اور نافرمان لوگ تھے۔ پھر جب ہمارے پاس سے سچی بات اُن کو پہنچی[۵۲] کہنے لگے بیشک یہ تو کھلا جادو ہے موسیٰؑ نے کہا تم سچ بات کو جب وہ تمہارے پاس آئی (جادو کہتے ہو) بھلا یہ کیا جادو ہے اور جادوگر تو (کبھی) کامیاب نہیں ہوتے[۵۳] وہ کہنے لگے کیا تو ہمارے پاس اس لیئے آیا ہے کہ جس (طریقہ) پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اُس سے ہم کو پھیر دے اور تم دونوں (بھائیوں) کو ملک کی سرداری مل جائے اور ہم تم دونوں کی (بات) ماننے والے نہیں[۵۴] اور فرعون نے کہا[۵۵] جو پکا (اپنے فن کا کامل) جادوگر ہو۔ اس کو میرے پاس لے کر آؤ۔ جب جادوگر آن موجود ہوئے تو

(بقیہ صفحہ سابقہ) تو وہاں کے لوگوں نے اس سے یہ خواہش کی کہ حضرت موسیٰؑ کیلئے بد دعا کرے جب وہ بد دعا کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو اسکی زبان سے اپنے ہی لوگوں پر بد دعا نکلی لوگوں نے کہا یہ کیا کرتا ہے اس نے کہا میں کیا کروں میری زبان سے اور کچھ نہیں نکل کر سینے پر آ گئی تب کہنے لگا اب تو میری آخرت برباد ہو چکی اب تم ایک تدبیر کرو موسیٰؑ کے لشکر میں چند جوان فاحشہ عورتیں بھیج دو چنانچہ یہ عورتیں وہاں گئیں اور بنی اسرائیل نے ان سے زنا کیا اس پر یہ عذاب اُترا کہ ستر ہزار بنی اسرائیل ایک دن میں طاعون سے مر گئے بعضوں نے کہا یہ امیہ بن ابی الصلت کا ذکر ہے وہ اگلی کتابیں پڑھا ہوا تھا اور خوب جانتا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے پیغمبر ہیں لیکن حسد سے آپکے خلاف ہو گیا بعضوں نے کہا ابو عامر بن صیفی بعضوں نے کہا کوئی اور شخص تھا بعضوں نے کہا قریش کے کافر بعضوں نے کہا یہود اور نصاریٰ (حواشی صفحہ ہذا) ۵۱ قریش کے کافروں کی وہی گت ہوئی ۵۲ عصا اور یدبیضا وغیرہ، ۵۳ تو میں یہ جان بوجھ کر تم کو جادو کیوں کہلاتا ۵۴ اکثر دنیا کے کتوں کا قاعدہ ہوتا ہے کہ جب انکو خدا کیطرف توجہ دلاؤ تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری ریاست اور سرداری چھین لینے کی ان کو فکر ہے اور اپنے شیطانی نفس پر قیاس کر کے سب کی نسبت یہی خیال کرتے ہیں کہ دنیا کمانا اور حکومت اور سلطنت حاصل کرنا ان کو مقصود ہے فرعون کے لوگوں نے بھی حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کی نسبت یہی خیال کیا، ۵۵ اپنے لوگوں کو حکم دیا،

قَالَ لَهُمْ مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ ﴿٨٠﴾ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿٨٢﴾ فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّن قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِّن فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ ۚ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿٨٣﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ ﴿٨٤﴾ فَقَالُوا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٨٥﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٨٦﴾ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَن تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٧﴾ وَقَالَ

موسیٰؑ نے اُن سے کہا جو تم کو ڈالنا ہے وہ ڈالو[1] جب انہوں نے[2] ڈالیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ جو تم لے کر آئے وہ تو جادو ہے[3] بے شک اللہ تعالیٰ اس کو ابھی میٹ دے گا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ شریر لوگوں کا کام بننے نہیں دیتا۔ اور اپنے فرمانے سے[4] اللہ حق بات کو حق کر دکھائے گا گو نافرمان لوگ بُرا مانا کریں[5] پھر موسیٰؑ پر صرف اُسی کی قوم میں سے[6] چند نوجوان لوگ ایمان لائے وہ بھی فرعون اور اُس کے سرداروں سے ڈرتے کہ کہیں اُن کو آفت میں نہ ڈالے[7] اور فرعون (مصر کے) ملک میں (بڑا) زبردست اور حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا[8] اور موسیٰؑ نے (اپنے لوگوں سے) کہا بھائیو اگر تم کو اللہ پر یقین ہے تو اسی پر بھروسا رکھو جب تم اس کے تابعدار ہو[9] انہوں نے کہا ہم نے اللہ تعالیٰ پر بھروسا کیا[10] مالک ہمارے ہم کو ان ظالم لوگوں کے ظلم کا نشانہ مت بنا[11] اور اپنی رحمت سے ہم کو کافر لوگوں (کے پنجے) سے نجات دے، اور ہم نے موسیٰؑ اور اس کے بھائی ہارونؑ کو وحی بھیجی تم دونوں اپنی قوم کے لیئے مصر میں گھر بنالو اور اپنے گھروں ہی کو مسجد کر لو[12] اور نماز درستی سے ادا کرتے رہو اور ایمان والوں کو خوش خبری سنا[13]۔ اور موسیٰؑ نے

[1] اپنا جادو اگر دکھلاتے ہو تو دکھلاؤ تمہارا انجام خراب ہے، [2] اپنی لاٹھیاں اور رسیاں، [3] جس کی کوئی حقیقت نہیں صرف ملمع سازی اور نظر بندی ہے، [4] جو اس نے فرمایا ہے کہ میں حق کو غالب رکھوں گا، [5] ہر زمانے میں ایسا ہی ہوا کہ سچے آدمیوں کے خلاف بُرے اُٹھ کھڑے ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے سچ کو سچ ہی رکھا اور جھوٹ کو بالکل ملیا میٹ اور سنیا ناس کر دیا اس کا نام تک باقی نہ رکھا دیکھو حضرت عیسیٰؑ کے خلاف تمام یہودی اور حضرت محمدؐ کے خلاف اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب اور امام حسینؓ کے خلاف یزید اور ابن زیاد اُٹھ کھڑے ہوئے اور کیسا کچھ ستایا مگر حضرت عیسیٰؑ اور محمدؐ کا دین پھیل کر رہا اور اب تک قائم ہے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور یزید اور ابن زیاد کا پیرو ایک متنفس بھی باقی نہیں رہا، [6] یعنی بنی اسرائیل میں سے [7] یہ ذکر شروع زمانہ کا ہے جب موسیٰؑ نئے نئے آئے تھے بعد کو تو قارون کے سوا سارے بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ پر ایمان لے آئے تھے، [8] ان لوگوں کا ڈر بجا تھا، [9] تو اس کے حکم اور قضا پر راضی رہو وہ جب چاہے گا اس وقت تم کو عذاب سے نجات دے گا، [10] اور لگے دعا کرنے، [11] یعنی ان ظالموں کو ہم پر مسلط مت رکھ کہ وہ ہم پر اپنا ظلم چلاتے رہیں۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے ہم کو عذاب مت کر ورنہ یہ ظالم لوگ اور گمراہ ہونگے کہیں گے اگر یہ لوگ سچے دین پر ہوتے تو ان پر عذاب کیوں اترتا، [12] یا گھروں کا رُخ قبلے کی طرف رکھو یا گھروں کو ایک دوسرے کے مقابل بناؤ کہتے ہیں۔ فرعون نے ان کو مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کیا تو حکم ہوا گھروں کو ہی مسجد بنالو، [13] کہ اب تھوڑے دن میں فرعون تباہ ہوتا ہے۔

مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ

دعا کی مالک ہمارے تو ہی نے فرعون اور اُس کی (قوم کے) سرداروں کو دنیا کی زندگی میں زینت کا سامان[1] اور مال و دولت دے رکھا ہے مالک ہمارے یہ اس لیئے دیا ہے کہ وہ تیری راہ سے بہکا دیں[2] مالک ہمارے ان کے مالوں کو ملیامیٹ کردے[3] اور ان کے دلوں کو سخت کردے وہ ایمان نہ لائیں جب تک تکلیف کا عذاب (ڈوبنا) نہ دیکھیں[4] اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں (بھائیوں) کی دُعا قبول ہوگئی[5] تو صبر کیئے رہو[6] اور نادانوں کی راہ مت چلو[7] اور ہم نے بنی اسرائیل کو پار اتار دیا۔ پھر فرعون اور اس کا لشکر[8] شرارت اور زیادتی کے لیئے[9] ان کے پیچھے لگا[10]۔ جب ڈوبنے لگا[11] تو کہہ اُٹھا (اب) میں ایمان لایا جس خدا پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں وہی سچا خُدا ہے اور میں (اس کے) تابعداروں میں سے ہوں[12]۔ کیا اب[13] (ایمان لایا) اور پہلے[14] نافرمانی کرتا رہا اور تو فسادیوں میں کا ایک (ہی) فسادی تھا[15]۔ تو آج تیرے لاشے کو ہم بچا لیں گے[16] اس لیئے کہ جو لوگ تیرے بعد رہ گئے ان کے لیئے تو نشانی ہو[17] اور البتہ بہت سے لوگ

ف۱ جیسے سواریاں لباس ہتھیار وغیرہ، ف۲ کیونکہ اللہ ہی بہکانے والا ہے اور وہی راہ پر لانے والا ہے، ف۳ تباہ اور برباد کردے، ف۴ اور اس وقت کا ایمان کچھ فائدہ نہ دیگا یہ دعا حضرت موسیٰؑ نے کی حضرت ہارونؑ آمین کہتے جاتے تھے حضرت موسیٰؑ نے دُعا اس وقت کی جب سمجھاتے سمجھاتے ان کو مایوسی ہوگئی اور معلوم ہوگیا کہ فرعون اور اس کے سردار کبھی ایمان لانیوالے نہیں جیسے حضرت نوحؑ نے بھی آخیر مجبور ہو کر اپنی قوم کیلئے بد دعا کی تھی پیغمبروں کی بد دعا بھی بحکم الٰہی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کو بھی منظور تھا کہ وہ ایمان نہ لائیں اور آخر اپنے کفر اور شرارت کی شامت میں پیغمبر کی بد دعا سے ہلاک اور برباد ہوں، ف۵ لیکن جو وقت اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے اس وقت کا اثر ظاہر ہوگا، ف۶ چالیس برس کے بعد اس دعا کا ظہور ہُوا اور فرعون لشکر سمیت تباہ ہُوا، ف۷ جو دعا کرتے ہی چاہتے ہیں کہ ان کا مطلب پورا ہو جائے اگر پورا نہ ہُوا تو خدا سے پھر جاتے ہیں یا شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ دعا کی مگر پروردگار نے قبول ہی نہیں کی، ف۸ جس میں ایک لاکھ صرف مشکی گھوڑے تھے باقی اور رنگ کے گھوڑے، ف۹ یعنی بنی اسرائیل کو ستانے اور ان پر ظلم کرنے کیلئے، ف۱۰ اور جو راہیں اللہ نے بنی اسرائیل کیلئے سمندر میں کھول دی تھیں ان میں گھس پڑا، ف۱۱ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو ملا دیا، ف۱۲ مگر اللہ کا عذاب اُترے بعد پھر توبہ قبول نہیں ہوسکتی۔ اسیطرح جب موت کا غرغرا شروع ہو جائے، ف۱۳ اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا حضرت جبرائیلؑ نے یا میکائیلؑ نے، ف۱۴ ساری عمر جب ایمان اور توبہ کا وقت تھا، ف۱۵ نہ ایمان لاتا تھا نہ دوسروں کو ایمان لانے دیتا تھا فساد کی حد ہوگئی کہ لگا خدائی کا دعوہ کرنے اور خدا کے پیغمبر کو ستانے، ف۱۶ دریا میں ڈوب جانے اور مچھلیوں کے کھا جانے سے، ف۱۷ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اس لیئے کہ جو شخص تیرے بعد تیرا جانشین ہو اس کے لیئے تو ایک نشانی ہو۔ کہتے ہیں بنی اسرائیل کو یقین نہ آیا کہ فرعون بھی ڈوب گیا اللہ تعالیٰ نے اس کا لاشہ سمندر سے نکلوا کر ایک اُونچے ٹیلے پر ڈال دیا

(باقی اگلے صفحہ پر)

عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ (یونس پ ۱۱ ۶-۸-۹-۱۰)

ہماری نشانیوں سے غافل ہیں[۱] اور ہم نے بنی اسرائیل[۲] کو ایک اچھے ٹھکانے پر جگہ دی اور کھانے کو عمدہ چیزیں عنایت[۳] کیں۔ پھر انہوں نے اس وقت اختلاف کیا جب اُن کے پاس آ چکا[۴] بے شک تیرا مالک قیامت کے دن ان کا فیصلہ کر دے گا۔ جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے رہے[۵]

۶۴۔ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ ﴿۱۷﴾ (ھود پ ۱۲ ۲۶)

اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب[۶] اس کو راہ دکھانے والی اور رحمت ہو چکی ہو۔

۶۵۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ (ھود پ ۱۲ ۹۶)

اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور کھلا معجزہ[۷] دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیج چکے ہیں[۸] لیکن انہوں نے فرعون کا کہنا سنا اور فرعون کی چال ٹھیک نہ تھی[۹] وہ قیامت کے دن آگے آگے اپنی قوم کو لئے ہوئے دوزخ میں ان کو پہنچا دے گا[۱۰] اور بُرا گھاٹ ہے جس پر یہ لوگ پہنچیں گے[۱۱] اور یہاں لعنت ان کے پیچھے لگ گئی اور قیامت کے دن (بھی) بُرا انعام ہے جو ان لوگوں کو دیا گیا[۱۲] یہ چند خبریں ہیں۔ بستیوں کی جو ہم تجھ سے بیان کرتے ہیں ان میں کچھ بستیاں تو اب تک قائم ہیں[۱۳] اور کچھ مٹ گئیں۔

۶۶۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی۔ پھر لوگ اس میں اختلاف

(بقیہ صفحہ سابقہ) سب نے اپنی آنکھوں سے اسکو مردہ دیکھا اس وقت یقین آیا اور عبرت ہوئی کہ جو شخص اتنی مدت تک اس زور کے ساتھ بادشاہت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ خدائی دعویٰ کرنے لگا وہ اس بے کسی اور ذلت کے ساتھ ننگا دھڑنگا یوں پڑا ہوا ہے سبحان اللہ تیری قدر جل شانک (حواشی صفحہ ہذا)

[۱] ان میں غور نہیں کرتے اگر غور کریں تو معلوم ہو جائے کہ انسان کی کیا بساط اور کیا حقیقت ہے، پہلے ناپاک نطفہ تھا پھر ایک مردار لاشہ بن جائیگا وہ کس منہ سے خدائی کا دعویٰ کرتا ہے، [۲] شام یا مصر کے ملک میں [۳] دین کی باتوں میں، [۴] اللہ تعالیٰ کی کتاب توریت اترنے تک اختلاف کا کوئی موقعہ نہیں رہا تھا، [۵] وہاں جو حق ہے وہ کھل جائیگا اور ناحق کہنے والے کو خوب سزا ملے گی، [۶] توریت شریف، [۷] کھلے معجزے سے عصا مراد ہے اور نشانیوں سے دوسری نو نشانیاں، [۸] وہ پکا شریر اور گمراہ تھا، [۹] وہاں بھی دوزخیوں کا سردار ہوگا اس آیت سے اس شخص کا رد ہوتا ہے جو کہتا ہے کہ فرعون ایمان پر مرا اور آخرت میں اس کو نجات ہوگی، [۱۰] گھاٹ پر تو پیاس بجھانے کے لئے جاتے ہیں۔ وہاں اور زیادہ آفت آگ ہی آگ ہے، [۱۱] دونوں جہان میں ملعون ہوئے دنیا کی لعنت یہ ہے کہ قیامت تک لوگ فرعون اور اس کی قوم والوں پر پھٹکار کی بوچھاڑ کرتے رہیں گے، [۱۲] دونوں جہان میں پھٹکار [۱۳] ان کے نشان باقی ہیں یا آباد ہیں۔

فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَإِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ (هود پ۱۲ ع ۱۰)

کرنے لگے[1] اور اگر تیرے مالک کی ایک بات نہ ہو چکی ہوتی[2] تو ان کا فیصلہ ہو جاتا اور یہ لوگ قرآن (مجید) میں شک رکھتے ہیں جو ان کا دل نہیں جمنے دیتا[3]

۶۷۔ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ ﴿۳۶﴾ (الرعد پ۱۳ ع ۵)

اور جن لوگوں کو ہم نے (پہلے) کتاب[4] دی تھی (اور وہ تجھ پر بھی ایمان لائے) وہ جو تجھ پر اترا اس سے خوش ہوتے ہیں[5] اور ان گروہوں[6] میں ایسے بھی ہیں جو قرآن کی بعض باتوں کو نہیں مانتے[7]

۶۸۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۵﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۶﴾ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ﴿۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ

اور ہم موسیٰؑ کو اپنی (نو) نشانیاں دے کر بھیج چکے ہیں[8] کہ اپنی قوم کو (کفر کے) اندھیروں سے نکال کر (ایمان کی) روشنی میں لا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں[9] ان کو یاد دلا[10] کیونکہ ان میں[11] ہر ایک صبر اور شکر کرنے والے کے لئے نشانیاں ہیں[12]۔ اور جب موسیٰؑ اپنی قوم سے کہا اللہ تعالیٰ نے جو تم پر احسان کیا ہے اس کو یاد کرو جب اس نے فرعون کے لوگوں سے تم کو نجات دی وہ تم کو سخت تکلیف دیا کرتے تھے[13]۔ اور تمہارے بیٹوں کو کاٹ ڈالتے اور بیٹیوں کو جیتا چھوڑ دیتے[14] اور اس معاملہ میں تمہارے مالک کی طرف سے تم پر بڑا احسان ہوا[15]۔ اور جب تمہارے مالک نے تم کو جتلا دیا اگر تم شکر کرو گے تو میں تم کو اور زیادہ (نعمتیں) دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے[16] تو (یہ سمجھ رکھو) کہ میرا عذاب سخت ہے اور موسیٰؑ نے (یہ بھی) کہا (اے بنی اسرائیل) اگر تم اور ساری زمین پر جتنے لوگ ہیں (سب مل کر) ناشکری کرنے لگیں تو بھی اللہ بیشک (وہ) بے نیاز اور سراسر تعریف

---

[1] کسی نے مانا کسی نے نہ مانا اسطرح قرآن میں بھی اگر لوگ اختلاف کرتے ہیں تو رنجیدہ مت ہو، [2] کہ قیامت ہی میں اسکی پوری سزا ملے گی، [3] یا جس نے انکو تم میں ڈالدیا ہے، [4] توریت اور انجیل، [5] کیونکہ توریت اور انجیل اور اگلی کتابوں کی اس سے تصدیق ہوتی ہے، [6] یہود اور نصاریٰ، [7] یا بعضی باتوں سے ناخوش ہوتے ہیں یہود اور نصاریٰ قرآن کی ان باتوں کو نہ مانتے جو انکی شریعت کے خلاف اترتیں، [8] اسکو حکم دیا تھا، [9] یا اللہ تعالیٰ کے دن یعنی واقعات اسکی قدرت کے جو گذر چکے ہیں، [10] نو نشانیاں حضرت موسیٰؑ کی یہ تھیں طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، بینڈک، خون، عصا، ید بیضا، قحط، پیداوار کی کمی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یہ تھیں فرعون سے نجات دلوانا۔ فرعون کو مع لشکر ڈبو دینا۔ واقعات سے مراد وہ عذاب ہیں جو اگلی امتوں پر آئے تھے جیسے عاد اور ثمود وغیرہ، [11] یعنی ان نعمتوں میں جو بنی اسرائیل کو دی گئیں تھیں یا ان عذابوں میں جو اگلی امتوں پر آئے تھے، [12] وہ ان نشانیوں سے عبرت لیتے ہیں اور انکو تسلی ہوتی ہے، [13] بڑی بڑی محنت اور مشقت کے کام تم سے کراتے تھے، [14] ان سے کسی نے کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو فرعون کی سلطنت مٹا دے گا، [15] ایسے سخت ظلم اور عذاب سے چھٹکارا ملا یا اس میں تمہارے مالک کی طرف سے تمہاری سخت آزمائش تھی کہ ایسی مصیبت میں صبر کرتے ہو یا نہیں، [16] ایمانداری اور پرہیزگاری چھوڑ دو گے،

حَمِيدٌ ﴿٨﴾ (ابراهیم پ۱۳ ع ۲ و ۱)

کے لائق ہے[1]

۶۹۔ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِن قَبْلُ ۖ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١١٨﴾ (النحل پ۱۴ ع ۱۵)

اور ہم نے یہودیوں پر وہ چیزیں جو ہم تجھ سے پہلے (سورۂ انعام کے سترھویں رکوع میں) بیان کر چکے ہیں (ان کی شرارت اور سرکشی کی وجہ سے) حرام کر دی تھیں اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا وہ خود اپنے پر آپ ظلم کرتے تھے[2]

۷۰۔ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٢٤﴾ (النحل پ۱۴ ع ۱۶)

ہفتہ کا دن تو انہیں لوگوں کے لئے مقرر ہوا تھا جنہوں نے اس میں اختلاف کیا[3] اور (اے پیغمبرؐ) تیرا مالک قیامت کے دن جن باتوں میں وہ اختلاف کر رہے ہیں ان کا فیصلہ کر دے گا۔

۷۱۔ وَآتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ أَلَّا تَتَّخِذُوا مِن دُونِي وَكِيلًا ﴿٢﴾ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ﴿٣﴾ وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ﴿٤﴾ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ ۚ وَكَانَ وَعْدًا

اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی[4] اور اسکی کتاب کو بنی اسرائیل کیلئے ہدایت بنایا (اور ہم نے ان سے کہہ دیا) کہ ہمارے سوا کسی کو اپنے کام نہ سونپو[5] تم ان لوگوں کی نسل ہو جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کر لیا تھا[6] وہ (یعنی نوح) حق ماننے والا بندہ تھا اور ہم نے بنی اسرائیل سے اس کتاب (توریت) میں صاف کہہ دیا تھا کہ تم دو بار ملک میں (یعنی شام کے ملک میں) فساد مچاؤ گے[7] اور (دونوں بار لوگوں پر) بڑی چڑھائی کرو گے[8] تو جب پہلے فساد (کے بدلہ لینے) کا وقت آن پہنچا[9] ہم نے اپنے کئی بندوں کو جو بہت جنگی تھے (بڑے لڑنے والے) تم پر بھیج دیا وہ (تمہارے شہروں کے) بیچ میں پھیل گئے[10] اور یہ وعدہ (ضرور) پورا ہونے والا

[1] اسکی ذات اور صفات میں تمام خوبیاں بھری ہوئی ہیں وہ ہر طرح حمد و ثنا کا مستحق خواہ کوئی اسکی تعریف کرے یا نہ کرے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ [2] مطلب یہ ہے کہ یہودیوں پر جو کوئی چیزیں یا وہ زیادہ حرام ہوئی تھیں وہ انکی شرارت کی سزا تھی اور مسلمانوں پر جو چیزیں حرام ہوئی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور مہربانی ہے کیونکہ ان چیزوں کے کھانے میں نقصان ہے۔ [3] موسیٰ نے جمعہ کی تعظیم کا حکم دیا انہوں نے اس سے اختلاف کیا اور کہا ہم اس دن کی تعظیم کرنا چاہتے ہیں جس دن اللہ تعالیٰ سب مخلوقات بنانے سے فارغ ہوا ہے وہ ہفتہ کا دن ہے، آخر اللہ تعالیٰ نے اسی کا حکم دیا اور ان پر سختی کی گئی کہ ہفتہ کو شکار نہ کریں اور اس آیت کا تعلق اگلے مضمون سے یہ ہے کہ یہودی ہفتہ کی تعظیم بھی حضرت ابراہیمؑ کا دین سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہفتہ کی تعظیم ابراہیمؑ کیلئے مقرر نہیں ہوئی تھی، بلکہ انکے بعد بنی اسرائیل کیلئے صحیح حدیث میں ہے کہ ہم دنیا میں آئے لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہونگے اور اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب پر جمعہ کی تعظیم فرض کی تھی لیکن یہود نے ہفتہ اختیار کر لیا اور نصاریٰ نے اتوار، [4] کوہ طور پر بلا کر وہاں ان سے باتیں بھی کیں یہ گویا حضرت موسیٰ کا معراج تھا۔ [5] یا کسی کو اپنا کارساز نہ بناؤ، [6] تو نوحؑ کی چال چلو اور میرے سوا کسی اور پر بھروسہ نہ کرو بنی اسرائیل بھی حضرت نوح کی اولاد میں سے تھے حدیث میں ہے کہ نوحؑ کیساتھ انکے چار بیٹے کشتی میں تھے سام اور حام اور یافث اور کوثر اور انہی کی اولاد میں سے یہ سب لوگ ہیں، [7] پہلے انہوں نے توریت کے حکموں کے خلاف کیا۔ پھر حضرت زکریاؑ اور یحییٰؑ کو قتل کیا [8] ستاؤ گے ظلم اور زیادتی کرو گے، [9] جو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں مقرر کر رکھا تھا، [10] یا اُتر پڑے تم کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنے اور لوٹنے اور قید کرنے کیلئے کہتے ہیں مراد بخت نصر بادشاہ کے لوگ ہیں بعضوں نے

مَفْعُوْلًا ۝۵ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝۶ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسٗٓـءُوْا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝۷ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝۸ (بنی اسرائیل پ ۱۵ ع ۱)

تھا۔[۱] پھر ہم نے تم کو (سو برس کے بعد) ان پر غلبہ دیا (تمہارے دن پھیرے[۲]) اور ہم نے مال اور بیٹوں سے تمکو زور بخشا[۳] اور تمہارا جتھا (پہلے سے بھی) بڑھا دیا۔[۴] اگر تم اچھا کرو گے تو اپنے لیئے اچھا کرو گے (تمہارا ہی بھلا کریگا) اور جو بُرا کرو گے تو اپنے لیئے بُرا کرو گے۔[۵] پھر جب دوسرے وعدے کی (سزا) کا وقت آن پہنچا تو ہم نے دوسرے بندوں کو تم پر بھیج دیا۔[۶] کہ (مارتے مارتے) تمہارے منہ بگاڑ دیں (تم اداس ہو جاؤ) اور پہلی بار کی طرح پھر مسجد میں گھس جائیں[۷]۔ اور جس چیز پر قابو پائیں اسکو برباد کریں (اب بھی اے بنی اسرائیل اگر تم توبہ کرو تو) اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی امید رکھو۔[۸] اور اگر تم پھر ویسی ہی (شرارتیں) کرو گے (اور محمدؐ کو ستاؤ گے) تو ہم پھر وہی (عذاب) کریں گے[۹] اور ہم نے کافروں کیلئے جہنم کو قید خانہ بنایا ہے (یا بچھونا)۔

۷۲۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَاسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ۝۱۰۱ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ

اور ہم موسیٰؑ کو نو کھلی نشانیاں دے چکے ہیں تو (اے پیغمبرؐ) بنی اسرائیل سے پوچھ لے۔ جب موسیٰؑ ان کے پاس[۱۰] آیا تو فرعون اُس سے کہنے لگا میں تو سمجھتا ہوں موسیٰؑ کسی نے تم پر جادو کر دیا ہے[۱۱] موسیٰؑ نے جواب دیا تو (خوب) جان چکا ہے کہ ان نشانیوں کو

۱؎ قضا مبرم تھی جو رک نہیں سکتی، ۲؎ طالوت بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوا اور حضرت داؤدؑ نے جالوت کو قتل کیا، ۳؎ پھر تم ویسے ہی زور آور ہو گئے جیسے پہلے تھے، ۴؎ یا تمہارا جتھا دشمن سے بھی زیادہ کر دیا، ۵؎ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے تم نے جو اس وقت اچھے کام کیئے تو اپنے لیئے کیئے یعنی ان کا فائدہ تمہیں نے اٹھایا اور جو بُرے کام کیئے وہ بھی اپنے لیئے یعنی انکی سزا تمہیں کو پہنچی اور کہا ہے کہ انہی بنی اسرائیل کو خطاب ہے جو گذر گئے، ۶؎ رومی لوگ بنی اسرائیل پر غالب ہوئے اور بیت المقدس کو اُجاڑا ہزاروں یہودیوں کو قتل اور قید کیا اور جو رہ گئے وہ قیصر روم کی رعیت بن کر رہے یہ دوسرا عذاب ان پر اس وقت ہوا جب یہودیوں کے بادشاہ ہیرودیس نے حضرت یحییٰؑ کو ناحق قتل کرایا، ۷؎ یعنی بیت المقدس کی مسجد کو دوبارہ خراب کریں، ۸؎ حالانکہ دو بار قصور کر چکے ہو مگر وہ ارحم الراحمین ہے، ۹؎ قتل ہو گئے قید ہو گئے ذلیل ہو گئے ایسا ہی ہوا بنی قریظہ اور بنی نضیر کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے سزا ملی، ۱۰؎ فرعون کے عذاب سے ان کو چھڑانے کے لیئے آیا، الخ، ۱۱؎ تیرے عقل میں فرق آگیا ہے ان نو نشانیوں کا اوپر بیان ہو چکا ہے ایک روایت میں ہے کہ دو یہودیوں نے صلاح کی اور کہا کہ اس پیغمبرؐ کے پاس چلو اس سے کچھ پوچھیں گے پھر ان نو نشانیوں کو پوچھا آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، زنا نہ کرو، چوری نہ کرو، ناحق خون نہ کرو، اسراف نہ کرو، جادو نہ کرو، بے قصور آدمی پر بادشاہ کے پاس تہمت نہ لگاؤ کہ وہ اس کو مار ڈالے سود مت کھاؤ، پاک دامن عورت پر بہتان نہ کرو یا کافروں کے مقابلہ سے مت بھاگو۔ راوی کو شک ہے اور ایک خاص تم پر اے یہودیو! واجب ہے وہ یہ کہ ہفتہ کے دن زیادتی نہ کرو، یہ سنتے ہی[۱۱]۔ دونوں یہودیوں نے آپؐ کے ہاتھ چومے اور کہنے لگے آپؐ بے شک اللہ تعالیٰ کے پیغمبرؐ ہیں آپ صلعم نے فرمایا پھر تم مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے۔ انہوں نے کہا داؤدؑ پیغمبر نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ ہمیشہ ان کی اولاد میں کوئی نہ کوئی پیغمبر ہوتا رہے اور ہم کو ڈر ہے۔ مسلمان ہوں تو یہودی ہم کو مار ڈالیں گے۔

اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ﴿۱۰۴﴾ (بنی اسرائیل پ۱۵ ع۱۲)

آسمان اور زمین کے مالک نے غور کرنے کے لیئے اُتارا ہے[۵۱] اور میں تو سمجھتا ہوں اے فرعون تو تباہ ہونے والا ہے[۵۲] پھر فرعون نے چاہا کہ بنی اسرائیل کو (مصر کے) ملک سے اکھیڑ دے (نکال دے یا مار ڈالے) آخر ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو ڈبو دیا۔ اور فرعون کے ڈبوئے پیچھے ہم نے بنی اسرائیل سے کہہ دیا۔ (اب) تم اس ملک میں بسو پھر جب قیامت کا وعدہ آلگے گا تو ہم سب کو سمیٹ کر (یا لپیٹ کر) لے آئیں گے[۵۳]

۳۷۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا نَسِیَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَآ اِلَی الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ ۡ وَمَآ اَنْسٰىنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓی اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا

اور (اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب موسیٰؑ نے اپنے خادم (یوشع بن نون[۵۴]) کہا میں تو نہیں ٹھہرونگا (سفر کیئے جاؤنگا) جبتک وہاں پہنچوں جہاں دو سمندر[۵۵] ملے ہیں یا برسوں چلتا ہی رہونگا[۵۶]۔ جب یہ دونوں ان دو سمندروں کے ملنے کی جگہ پر پہنچے تو وہ دونوں اپنی مچھلی کو بھول گئے[۵۷]۔ اس نے (ایک ہی ایکا) سمندر کی راہ لی اسکو سرنگ کیطرح بنا لیا[۵۸] پھر جب (اس مقام سے جہاں دو سمندر ملے ہیں) آگے بڑھ گئے تو موسیٰؑ نے اپنے خادم (یوشع) سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ ہم نے اپنے اس سفر سے بڑی تکان اٹھائی[۵۹] خادم نے کہا تو نے دیکھا (عجیب بات ہوئی) جب ہم اس پتھر کے پاس ٹھہرے[۶۰] تو میں مچھلی کا قصہ کہنا بھول گیا اور شیطان نے مجھے یہ بھلا دیا کہ تجھ سے اس کا ذکر کرتا اور مچھلی نے عجیب طرح سے اپنے لیئے دریا میں جانے کا راستہ کر لیا موسیٰؑ نے کہا یہی تو ہمارا مطلب[۶۱] تھا۔ آخر اپنے قدم پہچانتے پھر الٹے پھرے۔ پھر ان دونوں

[۵۱] کہ لوگ ان کو دیکھ کر اپنے مالک کی قدرت اور وحدانیت مان لیں [۵۲] تیری بربادی کے دن نزدیک آگئے تو اپنے مالک اپنے مالک حقیقی سے پھر گیا، [۵۳] اچھے اور برے مومن اور کافر سب کو حشر کے میدان میں اکٹھا کریں گے، [۵۴] بحر فارس اور بحر روم، [۵۵] ہوا یہ تھا کہ حضرت موسیٰؑ ایک بار کھڑے ہوئے بنی اسرائیل کو وعظ سنا رہے تھے اتنے میں ایک شخص نے ان سے پوچھا اس زمانہ میں سب سے زیادہ علم والا کون ہے انہوں نے کہا میں ہوں اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا ہوا انکو چاہیئے تھا یوں کہنا کہ اللہ کو معلوم ہے آخر اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی کہ جہاں دو سمندر ملے ہیں وہاں میرا ایک بندہ ہے جو تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا میں کیونکر اس بندے تک پہنچوں حکم ہوا ایک مچھلی اپنے ساتھ رکھ لے جس جگہ یہ مچھلی غائب ہو جائے وہاں اس بندے سے ملاقات ہو گی، [۵۶] موسیٰؑ تو یہ بھولے کہ مچھلی یوشع سے نہیں مانگی اور یوشع اس کا قصہ موسیٰؑ سے کہنا بھول گئے، [۵۷] کہتے ہیں وہاں پہنچ کر حضرت موسیٰؑ سو رہے اور یوشع وضو کرنے لگے زنبیل میں مچھلی تھی وہ خود بخود تڑپی اور پانی چلدی وہاں پانی اس پر ایک طاق کی طرح بن گیا یوشع کو نہایت تعجب ہوا انہوں نے قصد کیا کہ جب حضرت موسیٰؑ جاگیں تو ان سے یہ حال بیان کریں جب وہ جاگے تو دونوں آگے چل کھڑے ہوئے یوشع مچھلی کا قصہ کہنا بھول گئے، [۵۸] کہتے ہیں تکان اسوقت معلوم ہوئی جب اس مقام سے آگے بڑھے، [۵۹] جہاں دو سمندر ملے ہیں وہاں کنارے پر ایک پتھر تھا اسی مقام پر حضرت خضرؑ کا ملنا ٹھہرا تھا، [۶۰] ہم اسی فکر میں تھے کہ مچھلی کہاں گم ہو جاتی ہے وہیں خضرؑ سے ملاقات ہو گی۔

عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْئَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ فَانْطَلَقَا وقف حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ط قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ج لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا وقف حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ لا قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ط لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

نے (وہاں پہنچکر) ہمارے بندوں میں سے ایک بندے (خضر) کو پایا۔[1] ہم نے اسکو اپنی خاص مہربانی دی تھی اور ہم نے اسکو اپنے پاس سے علم سکھایا تھا۔ موسیٰؑ نے اس سے کہا کیا میں تیرے ساتھ رہ سکتا ہوں اس شرط پر کہ جو بہتر علم تجھ کو سکھایا گیا ہے وہ مجھ کو تو سکھلائے خضر نے کہا تجھ سے میرے ساتھ ہرگز صبر نہ ہوسکے گا۔[2] اور (بات یہ ہے) جس چیز سے تجھ کو پوری خبر نہ ہو اس پر تو کیسے صبر کرسکتا ہے۔[3] موسیٰؑ نے کہا اللہ تعالیٰ چاہے تو مجھ کو صبر کرنیوالا پائے گا اور میں کسی کام میں تیری نافرمانی نہیں کرنے کا خضر نے کہا اچھا اگر میرے ساتھ رہنا ہے تو اس وقت تک کوئی بات مجھ سے نہ پوچھ جب تک میں خود اس کا ذکر تجھ سے شروع نہ کردوں[4]۔ اور دونوں (ساتھ مل کر) چلے[5]۔ جب وہ کشتی میں سوار ہوگئے تو خضر نے کشتی کو پھاڑ ڈالا (اسکا ایک تختہ نکال ڈالا) موسیٰؑ کہہ بیٹھا تو نے کیا اس لیئے کشتی کو پھاڑ ڈالا کہ کشتی والوں کو ڈبو دے[6]۔ یہ تو تو نے بڑا سخت (خطرناک مروت کے خلاف) کام کیا خضر نے کہا میں نے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کرسکے گا موسیٰؑ نے کہا بھول چوک پر مجھ کو مت پکڑ (میری گرفت نہ کر) اور میرے کام کو مشکل میں نہ ڈال خیر[7] (یہ بات گئی گذری پھر) دونو (کشتی سے اتر کر کنارے پر) چلے (راہ میں) جب ان کو ایک لڑکا[8] ملا تو خضر نے اسکو مار ڈالا[9] موسیٰؑ (سے نہ رہا گیا) کہنے لگا تو نے ایک معصوم جان کو مار ڈالا (وہ بھی ناحق) کسی جان کے بدلے نہیں تو نے بڑا خراب کام کیا۔[10]

۱؎ کہتے ہیں جب حضرت موسیٰؑ ان کے پاس پہنچے وہ ایک کپڑا اوڑھے ہوئے تھے حضرت موسیٰؑ نے ان کو سلام کیا انہوں نے پوچھا تمہارے ملک میں سلام کہاں سے آیا، ۲؎ تو پیغمبر ہے شریعت کے برخلاف جو بات دیکھے گا اس پر اعتراض کرے گا، ۳؎ حق تعالیٰ نے تجھ کو ظاہر شریعت کا علم دیا ہے میرے کام ایسے ہیں کہ ظاہر شرع کے خلاف معلوم ہوتے ہیں پر جب باطن کا علم کسی کو ہو تو وہ عین مصلحت ہیں اور شریعت کے خلاف نہیں ہیں کیونکہ حکم الٰہی کے موافق کیئے جاتے ہیں، ۴؎ حضرت موسیٰؑ نے یہ شرط منظور کرلی، ۵؎ چلتے چلتے دریا پر پہنچے پیسہ پاس نہ تھا اتنے میں ایک کشتی نمودار ہوئی اور کشتی والوں نے حضرت خضرؑ کو پہچان کر کرایہ لیئے بغیر ان کو چڑھا لیا، ۶؎ اور انہوں نے ہم پر احسان کیا ہم کو مفت سوار کیا، ۷؎ حدیث میں ہے کہ یہ اعتراض حضرت موسیٰؑ کا واقعی بھول چوک سے تھا۔ انکو وہ شرط یاد نہ رہی، ۸؎ جو بہت خوبصورت تھا اور لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، ۹؎ اس کا سر اکھیڑ لیا یا ذبح کر ڈالا یا پتھر سے کچل دیا، ۱۰؎ پہلے کام سے بھی بدتر کیونکہ کشتی کا تختہ تو پھر جوڑ سکتے ہیں مگر یہ گئی ہوئی جان پھر کہاں سے آئے گی کہتے ہیں کہ اس لڑکے کا نام شمعون تھا۔ نجدہ حروری نے جو خارجی تھا ابن عباسؓ کو لکھا لڑائی میں لڑکوں کا مارنا کیسا ہے انہوں نے جواب دیا اگر تو خضر ہے اور جانتا ہے کہ کون لڑکا مومن ہوگا کون کافر۔ تو مار لیکن تو خضرؑ نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکوں کے قتل سے منع کیا ہے ان سے الگ رہو۔

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ
صَبْرًا ﴿٧٥﴾ قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ
بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي ج قَدْ بَلَغْتَ مِنْ
لَدُنِّي عُذْرًا ﴿٧٦﴾ فَانْطَلَقَا وقف حَتَّىٰ إِذَا
أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا
فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا
يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ ط قَالَ لَوْ
شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ﴿٧٧﴾ قَالَ
هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ
بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ﴿٧٨﴾
أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ
فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ
مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَأَمَّا
الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَنْ
يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَأَرَدْنَا أَنْ
يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ
رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ
يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَ

خضر نے کہا میں نے تجھ سے نہیں کہہ دیا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا موسیٰ نے
(شرمندہ ہو کر) کہا اگر میں اب اسکے بعد تجھ سے کچھ تو پوچھوں (تجھ پر کچھ اعتراض
کروں) تو مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھ تجھ کو میری طرف سے (پورا عذر) مل
گیا۔[1] خیر پھر دونوں چلے (چلتے چلتے) جب ایک گاؤں والوں کے پاس
پہنچے تو اُن سے کھانا مانگا (دونو بھوکے تھے) انہوں انکی مہمانی کرنے سے
انکار کیا (کھانا تک نہ کھلایا) پھر دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی
جو گرا ہی چاہتی تھی (جھک گئی تھی) خضر نے اسکو سیدھا کر دیا[2] (موسیٰ سے نہ رہا گیا)
کہہ اٹھا اگر تو چاہتا ہے تو اس دیوار اٹھانے کی (ان گاؤں) والوں سے (خاصی)
مزدوری لے سکتا تھا۔[3] خضر نے کہا (بس میرا تیرا ساتھ ہو چکا) اس بات نے مجھ کو اور
تجھ کو جدا کر دیا۔ جن باتوں پر تجھ سے صبر نہ ہو سکا اب میں انکی حقیقت تجھ سے
بیان کیئے دیتا ہوں وہ کشتی تو چند محتاجوں کی تھی جو سمندر میں مزدوری کرتے
تھے[4] میں نے چاہا کہ اسکو عیب دار کر دوں (اسلیئے ایک تختہ نکال) ڈالا کیونکہ
اُنکے آگے کیطرف ایک بادشاہ تھا (ظالم) جو ہر ایک کشتی زبردستی پکڑ لیتا[5] اور
وہ لڑکا اُسکے ماں باپ دونوں ایماندار تھے ہم ڈر گئے (ایسا نہ ہو یہ لڑکا بڑا
ہو کر اپنے ماں باپ کو بھی شرارت اور کفر میں ڈھانپ دے[6] تو ہم نے یہ چاہا کہ انکا مالک
اس لڑکے کے بدل (ایسا لڑکا) انکو دے جو پاکیزگی میں اس سے بہتر ہو اور (اپنے ماں
باپ پر) اس سے زیادہ مہربان ہو[7] اب دیوار کا قصہ سنو) وہ شہر کے دو لڑکوں کی
تھی (انکا باپ مر گیا تھا) اور اسکے تلے ان کا خزانہ (گڑا ہوا) تھا[8] اور ان

[1] میرا ساتھ ہے چھوڑنے کیلئے حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ رحم کرے موسیٰؑ پر اگر صبر کرتے تو عجیب عجیب باتیں دیکھتے، [2] اپنا ہاتھ اس پر پھیر دیا وہ سیدھی ہو گئی بعضوں نے کہا گرا کر بنائی بعضوں نے کہا اس میں اڑنگا لگا دیا، [3] انہوں نے تو ہم کو کھانا تک نہ کھلایا پھر ان کا کام مفت کرنا کیا ضرور تھا مزدوری لیتا تو ہمارا پیٹ ہی بھرتا، [4] ان کی جائداد اس کشتی کے سوا اور کچھ نہ تھی لوگوں کو کرایہ پر سوار کرتے اسی سے اپنا گذر چلاتے، [5] جب یہ کشتی وہاں پہنچی تو اس نے اس کو بھی پکڑنا چاہا لیکن دیکھا تو ٹوٹی پھوٹی ہے اس لیئے اس نے چھوڑ دیا چلو غریبوں کی روٹی بچ گئی ورنہ فاقوں سے مر جاتے۔ حضرت خضر نے جو تختہ چھوڑا تھا وہ نیچے پانی کی طرف کا نہ تھا۔ بلکہ اوپر کی جانب دیوار کی طرف کا وہ بھی اس وقت توڑا جب کشتی کنارے کے قریب پہنچی اور ڈوبنے کا کوئی ڈر نہ رہا، [6] اس کی قسمت میں تو کفر لکھا تھا اور خوبصورت بھی تھا حضرت خضر یہ ڈرے کہ اگر یہ لڑکا جوان ہوا تو مبادا اولاد کی محبت بری ہوتی ہے اس کے ماں باپ بھی کفر میں اس کے شریک ہو جائیں اور اس لیئے اس کو مار ڈالا۔ خس کم جہاں پاک۔ اور یہ مار ڈالنا بھی بحکم الٰہی تھا تو حضرت خضر پر کوئی گناہ نہ ہوا، وگرنہ یہ فتویٰ بریزی روایت[7] بعضوں نے کہا اس لڑکے کے بدل اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک اور لڑکا دیا جو نیک بخت اور پرہیزگار اور ماں باپ کا مطیع اور فرمانبردار تھا، [8] حدیث میں ہے کہ اگلی امتوں کے لیئے خزانے گاڑنا درست تھا اور یہ خزانہ سونے چاندی کا تھا، [9] اس کا نام ابلہ تھا یا انطاکیہ یا برقہ یا کوئی اور نام۔

كَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا ۚ فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۚ رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾ (الکھف پ ۱۵ ع ۱۰)

کا باپ (یا دادا) نیک بخت شخص تھا[۱] تو تیرے مالک نے یہ چاہا کہ وہ دونو (یتیم) جوان ہوجائیں اور اپنا خزانہ (جوان ہوکر) نکال لیں[۲] یہ تیرے مالک کی ان پر مہربانی ہے اور میں نے اپنے اختیار سے یہ نہیں کیا (بلکہ اس مالک حقیقی کے حکم سے کیا) یہ اصل حقیقت ہے ان باتوں کی جس پر تو صبر نہ کر سکا۔

۷۴۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ ۚ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ﴿۵۱﴾ وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾ (مریم پ ۱۶ ع ۴)

(اور اے پیغمبرؐ) قرآن میں موسیٰؑ کا ذکر کر وہ ہمارا خاص بندہ اور وہ خدا کا بھیجا ہوا لوگوں کو اللہ کا پیغام سنانے والا تھا۔[۳] اور ہم نے اس کو طور پہاڑ پر داہنی طرف سے (یا برکت والے کنارے سے) پکارا[۴]۔ اور ہم نے اس کو بھید کہنے کو نزدیک بلایا[۵]۔ اور ہم نے[۶] اپنی مہربانی سے اسکو (یعنی اس کی مدد کیلئے) اس کے بھائی ہارون کو پیغمبرؑ بنا دیا[۷]۔

۷۵۔ وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ﴿۹﴾ إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿۱۰﴾ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ يَا مُوسَىٰ ﴿۱۱﴾ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۖ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾ وَأَنَا

(اور اے پیغمبرؐ) کیا تجھ کو موسیٰؑ کا قصہ[۸] نہیں پہنچا[۹] جب اس نے (جنگل میں رات کو اندھیرے وقت) آگ دیکھی تو اپنی بی بی (صفورہ) سے کہا تم (ذرا) ٹھہر جاؤ مجھکو آگ دکھائی دیتی ہے[۱۰]۔ شاید (ہوسکا) تو میں تمہارے لیئے ایک چنگاری لے کر آؤں یا (اگر چنگاری نہ ملے تو) اس آگ پر کوئی رستہ بتلانے والا پالوں[۱۱] پھر جب موسیٰؑ وہاں (اس آگ کے پاس) آیا اس کو آواز آئی اے موسیٰؑ[۱۲] میں تیرا مالک ہوں تو اپنی جوتیاں اتار ڈال کیونکہ اسوقت تو پاک میدان طویٰ میں ہے[۱۳]، اور میں نے

۱ھ تو اس کیوجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسکی اولاد پر بھی رحم کیا ان کو تباہی سے بچایا کہتے ہیں یہ دادا اُن کا ساتویں پشت یا دسویں پشت کا دادا تھا اور جلاہے کا پیشہ کرتا تھا، ۲ھ اگر ابھی دیوار گر پڑتی تو دوسرے لوگ ان کا خزانہ چکھ جاتے، ۳ھ مجاہد نے کہا رسول وہ جو کسی قوم کی طرف بھیجا جائے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا کلام اُترے اور نبی وہ جس پر اللہ تعالیٰ کا کلام اترے گو وہ کسی طرف نہ بھیجا جائے، ۴ھ جب موسیٰؑ مدین سے مصر کو آرہے تھے تو یہ آواز ان کی داہنی طرف سے ہوئی کیونکہ وہ طور جو بیت المقدس کے پاس ہے مدین سے مصر آنیوالے کی داہنی طرف پڑتا ہے اور وہی طور مراد ہے سوئیس کا طور مراد نہیں وہ بائیں طرف پڑتا ہے، ۵ھ یا ہم نے اس کو بلند کر کے نزدیک بلایا، ۶ھ ابن عباسؓ اور ایک جماعت تابعین سے بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو آسمان پر اٹھا لیا انہوں نے قلم چلنے کی آواز سنی۔ جو لوح محفوظ پر چلتا ہے، ۷ھ ہارون حضرت موسیٰؑ چار برس بڑے تھے مگر ان کو پیغمبری حضرت موسیٰؑ کی دعا سے ملی انہوں نے دعا کی میرے عزیزوں میں سے کسی کو میرا دزیر بنا، ۸ھ یا تجھ کو موسیٰؑ کا قصہ پہنچ چکا ہے، ۹ھ یہ سورت مکہ میں اُتری اس وقت تک شاید آپ کو موسیٰؑ کا قصہ معلوم نہ ہوا ہو اس قصے کے بیان سے یہ مطلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہو کیونکہ موسیٰؑ پیغمبرؑ پر بھی بڑی بڑی سختیاں گذر چکی ہیں، ۱۰ھ حضرت موسیٰؑ راستہ بھول گئے تھے۔ اندھیری رات سخت سردی کی اور بی بی کو درد زہ شروع ہوا، ۱۱ھ کیونکہ آگ الاؤ پر ضرور کوئی آدمی ہوگا۔ اس سے رستہ پوچھ لوں حضرت موسیٰؑ دور سے اللہ تعالیٰ کے نور کو آگ سمجھے آگ لینے گئے تو اللہ تعالیٰ نے پیغمبری سے سرفراز فرمایا، ۱۲ھ یہ آواز خود پروردگار کی تھی جو موسیٰؑ کو ایک درخت سے سنائی دی، ۱۳ھ طویٰ اس میدان کا نام تھا۔ جوتیاں اتارنے کا حکم اس لیئے ہوا کہ وہ مردہ گدھے کی کھال کی تھیں یا تعظیم اور ادب کے لیئے۔

اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ﴿١٣﴾ إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ﴿١٤﴾ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ﴿١٥﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَىٰ ﴿١٦﴾ وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ ﴿١٧﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ ﴿١٨﴾ قَالَ أَلْقِهَا يَا مُوسَىٰ ﴿١٩﴾ فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ ﴿٢٠﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ﴿٢١﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَىٰ ﴿٢٢﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى ﴿٢٣﴾ اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿٢٥﴾

(پیغمبری کیلئے) تجھ کو (لوگوں میں سے) چن لیا ہے تو جو حکم ہو اسکو (دل لگاکر) سنتا رہ۔ بیشک میں ہی اللہ تعالیٰ ہوں میرے سوا کوئی سچا خدا نہیں تو میرا ہی پوجا کر اور میری یاد کیلئے نماز درستی سے پڑھا کر[۱]۔ بیشک قیامت (ایک دن ضرور) آنیوالی ہے میں اسکو چھپایا چاہتا ہوں (یعنی اسکے وقت کو) اس لیئے کہ ہر شخص کو اسکے کام کا بدلہ ملے[۲] تو اس (پر ایمان لانے) سے تجھ کو وہ شخص (کہیں) روک نہ دے جو (خود) اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہش پر چلتا ہے پھر تو تباہ ہو[۳] اور اے موسیٰؑ تیرے داہنے ہاتھ میں یہ کیا چیز ہے[۴] موسیٰؑ نے عرض کیا میری لاٹھی ہے میں اس[۵] پر ٹیکا دیتا ہوں اور اسی سے اپنی بکریوں پر (انکے چارے کیلئے) پتے جھاڑتا ہوں اور اس سے میں اور بھی کام لیتا ہوں[۶]۔ اللہ نے فرمایا اے موسیٰ اس لاٹھی کو (زمین پر) ڈال دے موسیٰؑ نے اسے ڈال دیا وہ فوراً سانپ بن گئی جو دوڑنے لگا[۷] اللہ نے فرمایا اسے پکڑ لے اور ڈر نہیں ہم ابھی اسکو اگلی صورت پر کیئے دیتے ہیں[۸] اور اپنا ہاتھ[۹] بغل کے نیچے لے جا (پھر نکال) وہ سفید (نورانی) بے عیب ہو کر نکلے گا یہ ایک اور نشانی ہے[۱۰] (ہم نے یہ نشانیاں تجھے اسلیئے دیں کہ ہم تجھ کو بڑی بڑی نشانیاں دکھلائیں[۱۱] (اے موسیٰؑ اب تو) فرعون کے پاس جا اس نے سر اٹھایا ہے[۱۲] موسیٰؑ نے عرض کیا خداوند (میں جانے کو حاضر ہوں) پر میرا سینہ کھول دے

۱؎ یا جب میری یاد آئے اس وقت نماز پڑھ لے صحیح حدیث میں ہے جو کوئی تم میں سے سو جائے یا نماز بھول جائے تو جب یاد آوے اس وقت پڑھ لے اسلیئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میری یاد آئے اسوقت نماز پڑھ لے، ۲؎ اگر قیامت کا وقت معلوم ہوتا تو ہر شخص اطمینان کے ساتھ گناہ کرتا یہ سمجھ کر کہ ابھی قیامت میں بہت دیر ہے توبہ کر لینگے اللہ تعالیٰ نے اسکو بالکل پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ پیغمبروں کو بھی نہیں بتایا، ۳؎ تیری آخرت برباد ہو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو نصیحت کی کہ بے ایمانوں سے جو آخرت کے منکر ہیں اور جی کی خواہش پر چلتے ہیں الگ رہو انکی صحبت میں نہ بیٹھو ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو بھی گمراہ کر دیں اور تمہاری آخرت خراب ہو، ۴؎ اللہ تعالیٰ کو سب معلوم تھا مگر اس لیئے پوچھا کہ موسیٰؑ کی زبان سے اقرار کرائے کہ وہ لکڑی ہے پھر جو خدا کی قدرتیں اس میں ظاہر ہوں اسکو موسیٰؑ خوب سمجھیں دوسرے اللہ تعالیٰ کو حضرت موسیٰؑ سے کچھ باتیں کرنا منظور ہوئیں تاکہ انکا دل کھلے اور انکی جھجک نکل جائے، ۵؎ چلتے وقت یا تھک جاتے وقت، ۶؎ مثلاً اپنا توشہ اس پر لٹکا لیتا ہوں یا موذی جانوروں کو اس سے بھگاتا ہوں، ۷؎ ایک درخت کیطرف گئی اسکو کھا گئی پھر ایک پتھر نگل گئی موسیٰؑ ڈر گئے، ۸؎ تیرے ہاتھ لگاتے ہی پھر لاٹھی کی لاٹھی ہو جائیگی، ۹؎ کہتے ہیں حضرت موسیٰؑ پھر بھی ڈرتے رہے دوسری بار پھر حکم ہوا پکڑ لے جب بھی ڈرتے رہے تیسری بار پھر حکم ہوا اور پروردگار نے فرمایا تو ڈر نہیں اطمینان سے رہ جب حضرت موسیٰؑ نے اسکو ہاتھ سے تھاما پھر لاٹھی ہو گیا، ۱۰؎ ایک نشانی عصا اور دوسری ید بیضا ہے عیب سے مراد یہ ہے کہ اس میں کوئی روگ نہ ہوگا جیسے کوڑھ میں بھی ہاتھ سفید ہو جاتا ہے مگر وہ بیماری ہے اور یہ عطیہ باری، ۱۱؎ یعنی آگے چل کر اور طرح طرح کی قدرتیں اپنے مالک کی دیکھے جیسے فرعون سے مقابلہ ہونا جادوگروں کا ہارنا فرعون کا ڈوب جانا، ۱۲؎ بڑی شرارت اور سرکشی پر کمر باندھی ہے خدائی کا دعویٰ کرتا ہے، ۱۳؎ میں پیغمبری کا بوجھ اٹھانے کے لائق ہو جاؤں

وَيَسِّرْ لِيٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ
لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ
وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿۳۰﴾
اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ
اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَّ
نَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾
قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ
مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَيْنَآ
اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿۳۸﴾ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي
التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ
الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ
لَّهٗ ۭ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ڬ وَ
لِتُصْنَعَ عَلٰي عَيْنِيْ ﴿۳۹﴾ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ
فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ
فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا
تَحْزَنَ ڛ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ
الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ڛ فَلَبِثْتَ
سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ڏ ثُمَّ جِئْتَ

اور میرا کام (پیغمبری کا حق ادا کرنا) مجھ پر آسان کر دے اور میری زبان میں جو گرہ
وہ کھول دے وہ میری بات سمجھیں اور میرے گھر والوں میں سے ایک کو میرا
وزیر بنا دے ف۱ ہارون کو جو میرا بھائی ہے اس سے میری پیٹھ مضبوط کر دے
اور اس کو میرے کام (پیغمبری میں) شریک کر دے اس لیئے کہ ہم (دونوں
مل کر) خوب تیری تعریف کریں اور خوب تیری یاد کریں ف۲ تو تو (پہلے
بھی) ہمارا حال اب جانتا تھا ف۳ اللہ نے فرمایا اے موسیٰؑ جو تو نے
مانگا وہ تجھ کو مل چکا ف۴ اور ہم تو (پہلے بھی) ایک بار اور تجھ پر احسان
کر چکے ہیں جب ہم نے تیری ماں کو وہ بات بتلائی جو (آگے بیان ہوتی
ہے ف۵ وہ یہ) کہ موسیٰؑ کو ایک صندوق میں ڈال دے پھر اس صندوق کو
دریا میں ڈال دے (اور اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھ) دریا اس صندوق کو (بحکم
الٰہی) کنارے پر دھکیل دے (وہاں) ایک شخص جو میرا دشمن ہے اور اس کا
(بھی) دشمن ہے ف۶ (یعنی فرعون) اس کو لے لیگا اور میں نے (اے موسیٰؑ) تجھ پر
اپنی طرف سے پیار ڈال دیا تھا ف۷ اور (مطلب یہ تھا) کہ تو میری آنکھ کے سامنے
پرورش پائے ف۸ جب تیری (بہن مریم تیری خبر لانے کو) جا رہی تھی ف۹ وہ
(آسیہ اور فرعون سے) کہنے لگی میں تمکو ایسی انا بتاؤں جو اس (بچے) کو (اچھی طرح پالے)
تو ہم نے تجھ کو تیری ماں کے پاس پہنچا دیا اسلیئے کہ اسکی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ
(تیری جدائی کا) رنج نہ کرے اور (جب تو بڑا ہوا) تو نے ایک شخص کو مار
ڈالا ف۱۰ پھر ہم نے اس غم سے تجھ کو چھڑا لیا (مدین میں تجھ کو بھگا دیا) اور ہم نے

ف۱ یعنی میرا مددگار جو اس بوجھ کے اٹھانے میں میرا شریک رہے ف۲ کئی آدمی مل جائیں تو عبادت بھی خوب ہوتی ہے ایک دوسرے سے مدد پہنچتی ہے اور دل نہیں گھبراتا ف۳ جب ہم بچے اور کم سن تھے ہم کو اس طرح سے پالا پرورش کیا دشمنوں سے بچایا تو اب بھی ہم پر احسان کر ف۴ تو نے منہ مانگی مراد پائی یعنی تیری سب درخواستیں منظور ف۵ یا وہ بات بتلائی جو بن بتلائے معلوم نہیں ہو سکتی حضرت موسیٰؑ کی ماں کا نام یوخاند تھا بتلانے سے مراد دل میں ڈالنا ہے یا خواب میں سنانا ف۶ جب حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے تو فرعون کا یہ ظلمی حکم جاری تھا کہ بنی اسرائیل کا لڑکا پیدا ہو وہ مار ڈالا جائے ان کی ماں ڈریں آخر انہوں نے با الہام الٰہی یہ تدبیر کی کہ موسیٰؑ کو ایک تابوت میں ڈال کر وہ تابوت دریائے نیل میں بہا دیا جائے اس میں سے ایک نہر فرعون کے باغ میں گئی تھی یہ صندوق بہتے بہتے اس نہر میں گیا اور فرعون کے باغ میں پہنچا اس کی بی بی آسیہ نے اس صندوق کو نکلوایا دیکھا تو اس میں ایک بچہ ہے آسیہ نے اس کو پال لیا اور فرعون نے بھی اس کو دیکھا تو پیار آ گیا اپنا بیٹا بنا کر پرورش کی ف۷ جو کوئی تجھ کو دیکھتا اس کا دل نرم ہو جاتا اور تجھ سے محبت کرنے لگتا ہے ف۸ آنکھ پروردگار کی ایک خاص صفت ہے جو اہل حدیث اسکی تاویل نہیں کرتے اور اسکو اپنے ظاہری معنوں پر رکھتے ہیں ف۹ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے فرعون کے گھر پہنچے وہاں دیکھا کہ آسیہ فرعون کی بی بی حضرت موسیٰؑ کو لیئے بیٹھی ہے اور ان کے لیئے انا کی تلاش ہو رہی ہے جو انا آتی ہے حضرت موسیٰؑ اس کا دودھ نہیں پیتے اور روتے ہیں ف۱۰ تجھ کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے ف۱۱ حضرت شعیب کے مکان میں

عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى (٤٠) وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ (٤١) اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ (٤٢) اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى (٤٣) فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى (٤٤) قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى (٤٥) قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى (٤٦) فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۥ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى (٤٧) اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى (٤٨) قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى (٤٩) قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰي كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى (٥٠) قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى (٥١) قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ

اے موسیٰؑ (عمر کی) حد کو پہنچ کر (ہمارے پاس) آیا اور میں نے تجھے (خاص) اپنے (کام کے) لیئے تیار کیا (یعنی پیغمبری کیلئے) تو اور تیرا بھائی (دونوں مل کر) میری نشانیاں لیکر فرعون کے پاس جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا[1] دونوں فرعون کے پاس جاؤ کیونکہ اس نے اُٹھار کھا ہے[2]۔ پھر اس سے نرمی سے بات کرو شاید وہ (حق بات) مان لے یا (خبر نہ ملنے تو) اس کو (خدا کا) ڈر ہی پیدا ہو[3] وہ دونوں عرض کرنے لگے مالک ہمارے ہم کو ڈر ہے (فرعون ظالم بادشاہ ہے کہیں) ہمکو جلدی سے سزا دے بیٹھے یا جوش میں آجائے[5]۔ اللہ نے فرمایا مت ڈر کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں (یعنی سُن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں[7]) تو تم دونوں مل کر) اسکے پاس جاؤ اس سے کہو ہم تیرے مالک کے بھیجے ہوئے ہیں۔ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دے[8]۔ اور انکو مت ستا ہم ایک نشانی تیرے مالک کی لیکر تیرے پاس آئے ہیں[9] اور (خدا کے عذاب سے) وہی بچے گا جو سیدھے رستہ پر چلے گا[10] ہم کو (خدا کیطرف سے یہ وحی آئی ہے کہ جو شخص (ہمکو) جھٹلائے اور (ہمارا کہنا) نہ مانے اسکو عذاب ہو گا[11]۔ فرعون نے کہا موسیٰؑ یہ تو کہو تمہارا مالک کون ہے موسیٰؑ نے کہا ہمارا مالک وہ ہے جس نے ہر چیز کو ایک (خاص) صورت دی (جو اسکے مناسب ہے) پھر اسکو (زندگی بسر کرنے کا) رستہ تبلایا[12]۔ فرعون نے کہا (اچھا) اگلے لوگوں کا کیا حال ہونا ہے موسیٰؑ نے کہا انکا حال میرے مالک کے پاس ایک کتاب (لوح محفوظ) میں (لکھا ہوا) ہے

[1] عبادت اور ذکرِ الٰہی کیلئے ہر وقت مستعد رہنا یا مطلب یہ ہے کہ خدا کے احکام پہ پہنچانے میں تقصیر نہ کرنا، [2] خدائی کا دعویٰ کرتا ہے خدا کے بندوں پہ طرح طرح کے ظلم توڑتا ہے، [3] اور آئندہ ایسے سخت ظلموں سے باز رہے اللہ تعالیٰ کو تو آئندہ کی سب باتیں معلوم ہیں اور اسکو خوب معلوم تھا کہ فرعون ایمان لانے والا نہیں پھر شاید کے کیا معنی ہونگے۔ اس کا جواب یہ دیا ہے کہ شاید موسیٰؑ اور ہارون کے علم سے متعلق ہے یعنی تم یہ امید رکھ کر کہ شاید وہ مان لیگا یا ڈرے گا اس کو نرمی سے نصیحت کرو باقی ہو گا وہی جو اللہ کو منظور ہے، [4] یعنی موسیٰؑ اور ہارونؑ، [5] اور زیادہ شرارت اور سرکشی پر کمر باندھے، [6] یہ عرض کرنیوالے تو صرف موسیٰؑ تھے کیونکہ ہارون اس وقت وہاں موجود نہ تھے مگر چونکہ موسیٰؑ اپنی طرف سے اور اپنے بھائی کی طرف سے بھی گفتگو کر رہے تھے اس لیئے یوں فرمایا کہ دونوں نے عرض کیا، [7] گو میری ذات مقدس عرش پر ہے مگر میرا سمع اور بصر ہر جگہ کام کر رہا ہے ایک رتی مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے، [8] ان کو آزاد کر دے وہ اپنے قدیمی ملک شام کو چلے جائیں، [9] جس سے تو پہچان لے کہ ہم اس مالک کے بھیجے ہوئے ہیں، [10] یا ہم اس کو سلام کرتے ہیں جو ہدایت کی پیروی کرے یا بہشت کے فرشتے اسی کو سلام کریں گے جو سیدھے رستہ پر چلے گا، [11] دنیا میں تباہ اور آخرت میں ہلاک، [12] غرض موسیٰؑ اور ہارونؑ دونوں مل کر فرعون کے پاس گئے اور اللہ تعالیٰ کا پیام پہنچایا، [13] پرندے کا بچہ چگنے لگتا ہے چارپایہ کا بچہ دودھ پینے لگتا ہے مچھلی کا بچہ تیرنے لگتا ہے، [14] یعنی ان کے اعمال سب لکھے ہوئے ہیں قیامت کے دن ان کو بدلہ ملے گا، [15] وہ بہشتی ہیں یا دوزخ حالانکہ وہ بُت پرستی کیا کرتے تھے فرعون کی غرض یہ پوچھنے سے یہ تھی کہ موسیٰؑ صاف ان کو دوزخی کہہ دیں تو لوگ بگڑ جائیں کہ ہمارے باپ دادا کو دوزخی بناتے ہیں حضرت موسیٰؑ نے ایسا گول جواب دیا کہ فرعون کا مطلب حاصل نہ ہو سکا۔

رَبِّیْ وَلَا یَنْسَی ﴿۵۲﴾ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَکَ لَکُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی ﴿۵۳﴾ کُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَکُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ﴿۵۴﴾ مِنْهَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُکُمْ تَارَةً اُخْرٰی ﴿۵۵﴾ وَلَقَدْ اَرَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا کُلَّهَا فَکَذَّبَ وَاَبٰی ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِکَ یٰمُوْسٰی ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِیَنَّکَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَکَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَکَانًا سُوًی ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُکُمْ یَوْمُ الزِّیْنَةِ وَاَنْ یُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًی ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰی فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ کَیْدَهٗ ثُمَّ اَتٰی ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰی وَیْلَکُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا فَیُسْحِتَکُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوْۤا

مالک نہ تو بھٹکتا ہے نہ بھولتا ہے[1] اسی نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہارے چلنے کے لیے اس میں راہیں نکالیں اور آسمان سے پانی برسایا پھر (ہم ہی نے) اس میں طرح بطرح کئی قسم کی سبزی نکالی۔ تم بھی (ان میں سے) کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی ان میں) چراؤ۔ بے شک عقل مندوں کے لیے اس میں (ہماری قدرت کی) نشانیاں ہیں[2] ہم نے تم کو اسی (زمین) سے پیدا کیا[3] اور اسی میں (مرنے کے بعد) پھیرے جائیں گے[4] اور اسی سے تم کو دوسری بار (قیامت کے دن) نکالیں گے[5] اور ہم نے تو فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھلائیں۔ لیکن اس نے جھٹلایا اور نہ مانا۔ (کہنے لگا یہ جادو ہے) کہنے لگا موسیٰ کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہم کو اپنے جادو (کے زور) سے ہمارے ملک سے نکال باہر کرے[6] تو ہم بھی ضرور ویسا ہی جادو (تیرے جادو کی طرح) تجھ کو بتلائیں گے (تیرے سامنے لائیں گے) لیکن ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدہ اور مقام (مقرر کر دے نہ ہم اس کے خلاف کریں نہ تو ایک صاف میدان ہو[7] موسیٰ نے کہا (اچھا) عید کا دن (ہمارا تمہارا وعدہ ہے اور دن چڑھے (سب) لوگ جمع ہو جائیں[8] یہ سن کر فرعون لوٹا اور اپنے داؤں اکٹھا کیے[9] پھر (وعدے کے مقام) پر آن موجود ہوا (جادوگروں کو ساتھ لایا)[10] موسیٰ نے کہا کیوں تمہاری شامت آئی ہے۔ اللہ پر جھوٹ مت جوڑو[11] وہ عذاب بھیج کر تم کو غارت کر دے گا اور (دیکھو) جس نے خدا پر جھوٹ باندھا وہ تباہ ہو چکا پھر وہ (جادوگر) آپس میں لگے

[1] یعنی باوجودیکہ اس نے کتاب میں سب کچھ چھوڑا ہے مگر وہ کتاب کا محتاج نہیں اس کو ایک ایک رتی سب یاد اور محفوظ ہے اس کے علم میں نہ غلطی ہو سکتی ہے نہ بھول چوک، [2] اگر معاذاللہ خدا تعالیٰ نہ ہوتا جیسے نیچری بے دین سمجھتے ہیں تو زمین میں یا تو کچھ پیدا ہی نہ ہوتا تو بھی ایک طرح کا اناج یا پھل یا ترکاری جب بھی زندگی میں ایک چیز کھاتے کھاتے دوبھر ہو جاتی یہ اس کی قدرت نہیں تو کیا ہے کہ ایک ہی ہوا ایک ہی پانی ایک ہی قسم زمین کی پھر ہر درخت کا پھل جدا گانہ اور ہر ایک کا مزہ الگ الگ کوئی گرم کوئی سرد کوئی تر کوئی خشک کوئی ملین کوئی قابض کہ ہر موقع پر آدمی کو تکلیف نہ ہو اور اپنی ضرورت پوری کرے، [3] آدم علیہ السلام کا پتلا مٹی سے بنایا گیا، [4] اگر آدمی جل جائے یا ڈوب جائے جب اس کے اجزا مٹی میں شریک ہو جاتے ہیں، [5] حدیث میں ہے کہ حضرت ام کلثوم کو جب قبر میں رکھا تو آنحضرت نے یہی آیت پڑھی مٹی دیتے وقت اس آیت کا پڑھنا مستحب ہے۔ [6] اور خود وہاں کا حاکم بن بیٹھے [7] یا ایک بیچا بیچ مقام ہو جو نہ ہم سے دور ہو نہ تجھ سے۔ [8] لفظی ترجمہ یہ ہے کہ ہمارا تمہارا وعدہ وہ دن ہے جس دن لوگ آراستہ ہوتے ہیں یہ دن ان کی عید کا تھا بعضوں نے کہا یہ دن عاشورے کا دن تھا، [9] جادوگروں کو بلوایا ان کو تیار کیا انعام دینے کا وعدہ کیا [10] ان جادوگروں کو ایک بار سمجھانا مناسب سمجھا [11] اس کے کاموں کو جادو نہ کہو [12] اس کے کام کو فروغ نہیں ہو سکتا سچے پیغمبر کی یہ ایک بڑی نشانی ہے کہ حق تعالیٰ کی مدد اس کے ساتھ ہوتی ہے اور روز بروز اس کے دین ترقی ہو جاتی ہے کہ دشمن کے مٹائے وہ دین نہیں مٹتا اور جھوٹے آدمی کے کام کو بقا نہیں۔

أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَىٰ ﴿٦٢﴾ قَالُوْا إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ أَنْ يُخْرِجَاكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰ ﴿٦٣﴾ فَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا ۚ وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَىٰ ﴿٦٤﴾ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ﴿٦٥﴾ قَالُوْا بَلْ أَلْقُوا ۖ فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ﴿٦٦﴾ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَىٰ ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ﴿٦٨﴾ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ﴿٦٩﴾ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ﴿٧٠﴾ قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ

جھگڑنے اور چپکے چپکے کانا پھوسی کرنے[۱] (آخر انہوں نے مشورہ کرکے) کہا بیشک یہ دونوں جادوگر ہیں وہ چاہتے ہیں اپنے جادو (کے زور) سے تم کو تمہارے ملک سے نکال باہر کریں اور تمہارا جو عمدہ طریق ہے اس کو میٹ دیں تم بھی سب مل کر داؤں کرو[۲] پھر پرا باندھ کر (سامنے) آؤ[۳] اور آج جو جیتا اس نے مراد پائی[۴] جادوگر کہنے لگے موسیٰ یا تو تم (اپنی لاٹھی پہلے) ڈالو اور یا ہم پہلے (اپنی لاٹھیاں) ڈالیں[۵] موسیٰ نے کہا نہیں تم ہی (پہلے ڈالو) (انہوں نے اپنا کرتب کیا) تو موسیٰ کو ان کے جادو سے ایسا معلوم ہوا[۶] کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں (سانپ بن کر) دوڑ رہی ہیں[۷] موسیٰ اپنے دل ہی دل میں سہم گیا[۸] اور اس نے وحی کا انتظار کیا ہم نے وحی کے ذریعہ سے) فرمایا مت ڈر بے شک تو ہی ور رہے گا (تو ان سب پر غالب آئے گا) اور جو (عصا) تیرے داہنے ہاتھ میں ہے اس کو ڈال دے (خدا کی قدرت دیکھ) کہ انہوں نے جو ڈھونگ کیا ہے اس کو ہڑپ کر جائے انہوں نے جو کچھ بنایا ہے (اس کی حقیقت کچھ نہیں) جادو کا تماشہ ہے[۹] اور جادوگر جہاں جائے بامراد نہیں ہوتا[۱۰] (پھر یہ حال دیکھتے ہی جادوگر سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے ہم تو ہارون اور موسیٰ کے مالک پر ایمان لائے[۱۱] فرعون بولا (واہ اچھے رہے) تم اس پر ایمان لائے۔ اور ابھی میں نے تم کو اذن ہی نہیں دیا[۱۲] بیشک وہ (یعنی موسیٰ) تمہارا

---

[۱] کسی کی رائے ہوئی کہ موسیٰ جادوگر ہیں اور ہم پر غالب ہوں گے کسی نے کہا وہ جادوگر معلوم نہیں ہوتے اور ہمارا ان پر غالب ہونا مشکل ہے [۲] یا موسیٰؑ اور ہارون نے جو منصوبہ باندھا ہے اس کو توڑنے کی مضبوط تدبیر کرو۔ [۳] قطار کی قطار ایک ہی بار جس میں سب دیکھنے والے ڈر جائیں [۴] آج جو ڈٹ رہا وہی جیت گیا بازی لے گیا منہ مانگی مراد پائی۔ [۵] جادوگروں نے حضرت موسیٰؑ کا ادب کیا کہتے ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو ایمان کی توفیق دی۔ [۶] یعنی دکھائی دیا حقیقت میں کچھ نہ تھا ایک شعبدہ تھا۔ [۷] کہتے ہیں انہوں نے اندر پارہ بھر دیا تھا دھوپ کی گرمی سے وہ ہلنے لگیں۔ [۸] ان کو یہ خیال ہوا کہ شاید میرے عصا ڈالنے سے پہلے لوگ ان جادوگروں کے معتقد ہو جائیں یا اب لوگ میری عصا پر کیا اعتقاد کریں گے جب اتنی بہت سی عصائیں سانپ بن گئیں۔ [۹] ٹھٹھ باڑی، شعبدہ بازی اور نظر بازی [۱۰] اس حکم کے آنے پر موسیٰؑ نے اپنی عصا پھینکی وہ ایک خونخوار اژدہا بن گئی جتنی لاٹھیاں اور رسیاں میدان میں جادوگروں نے پھیلائی تھیں ان کو نوالہ کر گئی پھر فرعون اور اس کے لوگوں کی طرف چلی انہوں نے غل مچایا حضرت موسیٰؑ نے اس کو ہاتھ سے اٹھایا تو پھر عصا ہو گئی [۱۱] یہ جادوگر بہتر یا چار سو یا نو سو یا بارہ ہزار یا چودہ ہزار تھے پہلے بھی ان میں سے بعضوں کی رائے یہ تھی کہ حضرت موسیٰؑ جادوگر معلوم نہیں ہوتے جب انہوں نے یہ صاف معجزہ دیکھا تو ان کو یقین ہو گیا کہ حضرت موسیٰؑ اللہ کے پیغمبر ہیں کوئی جادوگر کا باپ بھی یہ نہیں کر سکتا کہ ایک تنکہ کو دم کر دے اتنی لاٹھیاں اور رسیاں جو ایک دم میں نیست ہو گئیں تو وہ سمجھ گئے کہ یہ بندے کا کام نہیں ہے فعل الٰہی ہے [۱۲] میرے بغیر حکم اس کے معتقد بن گئے ہو نہ ہو یہی بات ہے۔

الَّذِیۡ عَلَّمَکُمُ السِّحۡرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیۡدِیَکُمۡ وَ اَرۡجُلَکُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّکُمۡ فِیۡ جُذُوۡعِ النَّخۡلِ ۫ وَ لَتَعۡلَمُنَّ اَیُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبۡقٰی ﴿۷۱﴾ قَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡثِرَکَ عَلٰی مَا جَآءَنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَ الَّذِیۡ فَطَرَنَا فَاقۡضِ مَاۤ اَنۡتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقۡضِیۡ هٰذِهِ الۡحَیٰوةَ الدُّنۡیَا ﴿۷۲﴾ اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغۡفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَ مَاۤ اَکۡرَهۡتَنَا عَلَیۡهِ مِنَ السِّحۡرِ ؕ وَ اللّٰهُ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی ﴿۷۳﴾ اِنَّهٗ مَنۡ یَّاۡتِ رَبَّهٗ مُجۡرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا یَمُوۡتُ فِیۡهَا وَ لَا یَحۡیٰی ﴿۷۴﴾ وَ مَنۡ یَّاۡتِهٖ مُؤۡمِنًا قَدۡ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِکَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الۡعُلٰی ﴿۷۵﴾ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ؕ وَ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا مَنۡ تَزَکّٰی ﴿۷۶﴾ وَ لَقَدۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی ۬ۙ اَنۡ اَسۡرِ بِعِبَادِیۡ فَاضۡرِبۡ لَهُمۡ طَرِیۡقًا فِی الۡبَحۡرِ یَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ

گرو ہے جس نے تم کو جادو سکھلایا[1] تو میں ضرور تمہارے ہاتھ پیر الٹے سیدھے کاٹ ڈالوں گا اور تم کو کھجور کے ڈھنڈوں (تنوں) سولی چڑھاؤں گا[2] اور تم اب ضرور اچھی طرح جان لو گے کہ ہم دونوں میں[3] سے کس کی مار سخت ہے[4] اور دیر تک رہتی ہے[5] انہوں نے کہا ہم تجھ کو ان دلیلوں سے جو ہمارے پاس آئیں اور اس خدا سے جس نے ہم کو پیدا کیا بڑھ کر سمجھنے والے نہیں جو تجھے کرنا ہے وہ کر گزر (سولی دے یا قتل کر) تیرا زور بس دنیا کی زندگی پر چل سکتا ہے[6] ہم تو اپنے مالک پر یقین کر چکے اس لیے کہ وہ ہمارے قصور اور اس (گناہ) کو جو تو نے زبردستی ہم سے جادو کرایا بخش دے اور اللہ تعالیٰ (کی دین اس کا ثواب تیرے مال اور دولت سے) بہتر ہے اور اس کا عذاب بھی تیرے عذاب سے زیادہ دیرپا ہے[7]. بے شک جو کوئی مرتے دم تک گنہ کر کے اپنے مالک کے سامنے حاضر ہو گا اس کے لیے دوزخ ہے نہ وہاں مرے[8] اور نہ جئے گا[9] اور جو کوئی ایمان رکھ کر اس کے سامنے حاضر ہو گا (دنیا میں نیک کام بھی) کر چکا ہے تو ایسے لوگوں کو بلند درجے ملیں[10] گے ہمیشہ رہنے کے باغ ان کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہیں وہ سدا ان میں رہیں گے اور جو کوئی (کفر اور گناہوں کی نجاست سے) پاک رہے اس کا یہی بدلہ ہے اور ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو راتوں رات (مصر سے) نکال لے جا پھر سمندر میں ان کے لیے (لاٹھی مار کر) سوکھا رستہ بنا نہ تجھے (فرعون کے

[1] وہ گرو ہے تم سب اس کے چیلے ہو اور یہ تمہارا ایک منصوبہ تھا استاد اور شاگرد سب نے مل کر یہ صلاح ٹھہرائی تھی کہ پہلے شاگرد ایک شعبدہ دکھائیں گے پھر سب کے سامنے استاد سے ہار جائیں گے تاکہ دیکھنے والے استاد کا کہا مان لیں اور اس کے معتقد بن جائیں، [2] کھجور کا درخت اونچا ہوتا ہے تو مطلب یہ ہے کہ اس کی ڈھنڈھ پر لٹکا کر سولی دوں گا [3] یعنی میں اور موسیٰ ان دونوں میں سے [4] یعنی موسیٰ جس سے تم کو ڈراتے ہیں یعنی آخرت کے عذاب سے وہ زیادہ سخت ہے یا میری مار، [5] تو یہی کر سکتا ہے نا کہ دنیا کی چند روزہ کی زندگی کا خاتمہ کر دیگا اس کی ہم کو پروا نہیں، [6] تیرا عذاب تو ایک دم بھر کا ہے جان نکل جانے کے بعد پھر تو کچھ نہیں کر سکتا اس کا عذاب تو معاذ اللہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا، [7] کہ چلو چھٹی ہوئی، [8] جیسے جینا چاہیے یعنی آرام کے ساتھ، [9] بلکہ سسکتا رہے گا صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا پھر یہ آیت سنائی اور فرمایا دوزخ والے جو ہیں (یعنی کافر) وہ نہ تو اس میں مریں گے نہ جئیں گے لیکن جو لوگ دوزخ والے نہیں ہیں (یعنی گناہ گار مسلمان) ان کو دوزخ کی آگ ایک بارگی مار ڈالے گی اور جل کر کوئلہ ہو جائیں گے پھر ان کے سفارشی (پیغمبر اور صالحین) کھڑے ہوں گے (جب ان کو خبر ہو گی) اور سفارش کریں گے ان کی سفارش قبول ہو گی وہ نہر الحیوۃ پر لائے جائیں گے پھر اس میں نہا کر اس طرح بڑھیں گے جیسے دانہ جو بہیں کے بہاؤ میں آجاتا ہے کوڑے میں وہ کس زور سے بڑھتا ہے، [10] معلوم ہوا بلند درجہ ملنے کے لیے ایمان کے ساتھ نیک اعمال بھی شرط ہیں لیکن ایمان تو وہ نجات کے لیے کافی ہے یعنی مومن ہمیشہ کے لیے دوزخ میں نہ رہے گا کبھی نہ کبھی وہاں سے نکالا جائے گا اور جنت میں داخل ہو گا۔ [11] کہتے ہیں فرعون نے جادوگروں کو موسیٰ کا مقابلہ کرنے کے لیے مجبور کیا تھا ورنہ ان کا دل نہیں چاہتا تھا انہوں نے جب سے یہ دیکھا کہ موسیٰ کی عصا لاٹھی کو ان کی حفاظت کرتی رہتی ہے تو سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں ہے،

دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ
فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ
فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ
جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ
وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ
وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ
وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾
وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ
صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ
عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ
عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ
لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ
مِنْ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾
فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ
قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ
اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ

آ پکڑنے کا ڈر ہوگا نہ (سمندر میں ڈوب جانے کا) خوف[1] (جب بنی اسرائیل رات کو مصر سے چل کھڑے ہوئے) تو فرعون (خبر پاکر) اپنے لشکر سمیت ان کے پیچھے لگا پھر سمندر نے ان کو جیسا کچھ گھیر لیا ویسا گھیرا[2] اور فرعون نے اپنی قوم کو بہکا دیا بارہ پر نہیں لگایا[3] اے بنی اسرائیل ہم نے تم کو تمہارے دشمن (فرعون) سے نجات دلائی اور (توریت شریف دینے کے لیے) تم سے طور (پہاڑ) کا داہنا جانب مقرر کیا، اور ہم نے تم پر[4] من اور سلویٰ اتارا[5]۔ اور یہ کہہ دیا کہ جو پاکیزہ روزی ہم نے تم کو دی ہے اس میں سے کھاؤ[6] اور اس میں حد سے مت بڑھو[7] نہیں تو میرا غضب تم پر اترے گا اور جس پر میرا غضب اترا وہ دوزخ میں گر چکا اور (یہ بھی میری صفت ہے) بے شک جو کوئی (گناہوں سے) توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرے پھر راہ پر لگا رہے[8] تو میں اس کو بہشت بخشنے والا ہوں[9]۔ اے موسیٰؑ تو اپنی قوم کو چھوڑ کر جلدی کیوں آ گیا[10] موسیٰؑ نے عرض کیا وہ میرے پیچھے آ رہے ہیں اور مالک میں جلد تیرے پاس حاضر ہو گیا کہ خوش ہو جائے پروردگار نے فرمایا ہم نے تو تیرے آئے پیچھے تیری قوم کو آزمایا اور سامری نے ان کو بہکا دیا[11]۔ (یہ سنتے ہی) موسیٰؑ (توریت لے کر) غصہ میں بھرا ہوا افسوس کرتا ہوا اپنی قوم کی طرف لوٹا[12] کہنے لگا بھائیو تم سے تمہارے مالک نے اچھا وعدہ (توریت شریف کا) نہیں کیا تھا[13]۔

[1] یہ قصہ اوپر گزر چکا ہے۔ [2] یعنی غرغر کر کے پانی کا ریلہ ان پر ایسا آیا کہ سب کے سب ڈوب گئے ایک بھی نہ بچا۔ [3] زبان سے تو کہتا تھا کہ میں تم کو ہدایت کا رستہ بتلاتا ہوں لیکن درحقیقت گمراہ کرتا تھا۔ [4] جنگل میں جہاں کچھ کھانے کو نہیں ملتا تھا۔ [5] اس کی تفسیر اوپر گزر چکی ہے۔ [6] یعنی حلال یا مزے دار کھانے۔ [7] اسراف نہ کرو نہ ناشکری یا کل کے لیے سمیٹ نہ رکھو۔ [8] یعنی مرتے تک ایمان اور نیک عمل پر قائم رہے۔ [9] اور جب موسےؑ توریت لینے کے لیے ستر آدمیوں کو لے کر طور پہاڑ کی طرف چلے تو اپنے ساتھیوں کو پیچھے چھوڑ کر خود آگے بڑھ آئے ہم نے کہا اے موسیٰؑ الخ۔ [10] حضرت موسےؑ پروردگار کے شوق میں اپنے ساتھیوں سے آگے بڑھ گئے اور ان سے پہلے کوہ طور پر پہنچ گئے اور ٹھہرا یہ تھا کہ ستر آدمیوں کو ساتھ لے کر آئیں تب پروردگار نے یہ پوچھا۔ [11] چھ لاکھ بنی اسرائیل میں سے حضرت موسےؑ ستر آدمیوں کو چن کر اپنے ساتھ کوہ طور پر لے گئے باقی کو وہاں چھوڑ گئے۔ ہارونؑ کو اپنا خلیفہ کر گئے سامری مردود نے سب کو بہکا دیا صرف بارہ ہزار آدمی اس کے دام میں نہ آئے کہتے ہیں یہ سامری منافق تھا ظاہر میں حضرت موسیٰؑ پر ایمان لایا تھا اور دل میں کافر تھا۔ [12] کہتے ہیں جب بنی اسرائیل کے نزدیک پہنچے تو چیخنے چلانے کی آواز سنی وہ بچھڑے کے گرد اگرد گا بجا رہے تھے حضرت موسےؑ نے فرمایا یہ گمراہی کی آواز ہے۔ [13] اور میں اسی کام کے لیے گیا ہوا تھا تم سے اتنا بھی صبر نہ ہو سکا کہ مجھ کو آ لینے دیا ہوتا۔

أَنْ يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
فَأَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِي ﴿٨٦﴾ قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا
مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَٰكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا
مِّنْ زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَٰلِكَ
أَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾ فَأَخْرَجَ لَهُمْ
عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَٰذَا
إِلَٰهُكُمْ وَإِلَٰهُ مُوسَىٰ فَنَسِيَ ﴿٨٨﴾
أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا
وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾ وَ
لَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ يَا قَوْمِ
إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ ۖ وَإِنَّ رَبَّكُمُ
الرَّحْمَٰنُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي ﴿٩٠﴾
قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ
حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ ﴿٩١﴾ قَالَ
يَا هَارُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا ﴿٩٢﴾
أَلَّا تَتَّبِعَنِ ۖ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي ﴿٩٣﴾
قَالَ يَا ابْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي

کیا تم پر ایسی بڑی مدت گزر گئی[۱] یا تم نے یہ چاہا کہ تمہارے مالک کا غضب تم پر اترے اور اس وجہ سے تم نے (اپنے) وعدے کا خلاف کیا جو مجھ سے کیا تھا[۲] وہ کہنے لگے ہم نے اپنے اختیار سے تیرا وعدہ خلاف نہیں کیا بلکہ ہوا یہ کہ فرعون والوں کے زیور کے بوجھے (مصر بھاگتے وقت) ہم پر لاد دیئے گئے تھے تو (ہارون کی صلاح سے) ہم نے ان کو (آگ میں) ڈال دیا اسی طرح سامری نے بھی ڈالا پھر سامری نے لوگوں کے لیے ایک بچھڑا (بنا کر) نکالا ایک دھڑ جو (بچھڑے کی طرح) آواز کرتا تھا[۳] تو[۴] کہنے لگا یہی تمہارا خدا ہے اور موسیٰ[۵] کا خدا لیکن موسیٰ[۶] بھول گیا[۵] کیا ان کو یہ کبھی نہ سوجھا تھا کہ بچھڑا ان کی بات کا جواب تک نہیں دیتا اور نہ اُن کے بُرے بھلے کا اختیار رکھتا ہے[۶]۔ اور ہارونؑ نے (موسیٰؑ کے لوٹنے سے) پہلے ہی ان سے کہہ دیا (دیکھو) بھائیو تم اس بچھڑے کی وجہ سے بلا میں پڑ گئے[۷] اور تمہارا مالک تو رحمان ہے تو میری راہ پر چلو اور میرا کہا مانو۔ انہوں نے جواب دیا ہم تو برابر (بچھڑے کی پوجا) پر جمے رہیں گے جب تک موسیٰؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے پاس لوٹ کر آئے[۸] موسیٰؑ کہنے لگا ہارون کیا سبب جب تو نے دیکھا تھا وہ بہک گئے تو (اسی وقت) میرے پاس کیوں نہ چلا آیا[۹] تو میرے حکم کے خلاف چلا[۱۰]۔ ہارون نے کہا میری ماں کے جنے[۱۱] میری داڑھی اور سر کے

---

[۱] کہ تم مجھ کو بھول گئے اتنا زمانہ گذر گیا، [۲] کہ ہم تمہارے آنے تک اپنے طریقہ پر قائم رہیں گے ہارون کی طاعت کرتے رہیں گے، [۳] کہتے ہیں سامری نے پہلے سب زیور گلا کر بچھڑے کی مورت بنائی پھر اس کے منہ میں وہ خاک ڈالی اس کے اثر سے وہ سچ مچ کا بچھڑا ہو گیا اور آواز کرنے لگا دھڑ سے یہی مراد ہے کہ گوشت پوست ہو گیا، [۴] سامری اور اس کے ساتھی جو گمراہ تھے، [۵] اور خدا کو یہاں چھوڑ کر کوہ طور پر چلا گیا، [۶] یا اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور ان کی بے عقلی ظاہر کرنا منظور ہے جن بے وقوفوں نے بچھڑے کو خدا سمجھ کر اس کا پوجا کیا ان کو اتنی عقل بھی نہ آئی کہ خدا کی نشان تو یہ ہے کہ سب سے زیادہ اس کو عقل ہو سب سے زور آور اور قوت والا ہو بُرا بھلا جو چاہے وہ کر سکے بچھڑا تو بات کا جواب تک بھی نہیں دے سکتا پھر یہ خدا کیوں کر ہو سکتا ہے، [۷] یہ خدا تعالےٰ کی آزمائش ہے ایمان پر قائم رہو، [۸] یہ بھی ان کا ایک بہانہ تھا دل تو بچھڑے کی پوجا سے لگ گیا تھا لیکن حضرت موسیٰؑ کے لوٹنے پر اس امر کا تصفیہ موقوف رکھا [۹] پھر موسیٰؑ لوٹ کر آئے اور اپنے بھائی ہارونؑ پر بہت غصے ہوئے، [۱۰] مجھ کو خبر کیوں نہ کی چپکا یہاں بیٹھا رہا اور لوگ گمراہ ہو گئے یا تو نے میرا طریقہ کیوں نہیں اختیار کیا کہ ان کو مار پیٹ کر درست بناتا شرک سے باز رکھتا، [۱۱] میں کہہ گیا تھا کہ میرا خلیفہ بن کر رہ اور حق پر جما رہ اور بدکاروں کے طریق پر مت چل تو بدکاروں کو دیکھ کر خاموش رہ گیا انہی میں بیٹھا رہا، [۱۲] حالانکہ وہ سگے بھائی تھے مگر ماں کا ذکر اس لیے کیا کہ موسےٰ کو رحم آ جائے،

وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۠ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾

(طٰہٰ پ۱۶ ع ۱۔۴)

بال (نہ پکڑ) میں ڈرا کہیں تو یہ کہہ بیٹھے تو نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا لحاظ نہ رکھا[1] موسےٰ نے کہا سامری تو نے یہ کیا کیا کہنے لگا میں نے وہ دیکھا جو اوروں نے نہیں دیکھا میں نے (اللہ تعالےٰ کے) بھیجے ہوئے (فرشتے) کے پاؤں کے تلے سے ایک خاک کی مٹھی اٹھا لی[2] اس کو میں نے (ڈھلے ہوئے بچھڑے میں) ڈال دیا اور میرے جی نے مجھ کو یہی صلاح دی[3]۔ موسےٰؑ نے کہا چل دور ہو (تیری سزا یہ ہے) جب تک تو دنیا میں زندہ رہے یوں کہتا رہے گا (دیکھ مجھ کو کہیں) چھونا نہیں[4] اور اس کے سوا تیرے لیے (آخرت میں) ایک (عذاب کا) وعدہ ہے جو تجھ پر سے ٹلنے والا نہیں اور اب اپنے خدا (بچھڑے) کو دیکھ جس کو تو (برابر پوجتا رہا) ہم اس کو جلا کر خاک کرا دیں گے پھر اس (خاک) کو دریا میں (اڑا کر) بکھیر دیں گے (تاکہ اس کا پتہ اور نشان بھی نہ رہے[5]) تمہارا (سچا) خدا وہ اللہ تعالیٰ ہے جس کے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں اس کے علم میں ہر چیز سما گئی ہے۔

۷۶۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾

(الانبیاء پ۱۷ ع ۴)

اور ہم نے موسےٰؑ اور ہارونؑ کو وہ کتاب (توریت شریف) دی جو (حق اور باطل کو) جدا کرنے والی اور روشنی اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لیے جو بن دیکھے اپنے مالک سے ڈرتے ہیں اور وہ قیامت کا خوف رکھتے ہیں[6]

۷۷۔ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۬

پھر ہم نے موسےٰؑ اور اس کے بھائی ہارونؑ کو اپنی نشانیاں اور

---

[1] یعنی اگر میں دوڑ کر جلدی سے تمہارے پاس چلا آتا تو جو لوگ بچھڑے سے الگ رہے ہیں وہ بھی میرے ساتھ چلے آتے اور کچھ لوگ یہاں سامری کے ساتھ رہ جاتے مجھے یہ ڈر ہوا تم یہ دیکھ کر یوں نہ کہو کہ تو نے بنی اسرائیل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے میرے واپس آنے تک تو ٹھہرا کیوں نہ رہا۔ [2] یعنی ان کے گھوڑے کے پاؤں کے تلے سے۔ [3] حضرت جبرائیلؑ کو سامری نے اس وقت دیکھا تھا جب وہ فرعون کو ڈبونے آئے تھے اور اس کے منہ میں کیچڑ ٹھونس رہے تھے اس ڈر سے کہ کہیں پروردگار کو پھر اس کے گڑگڑانے پر رحم نہ آ جائے۔ [4] ساری دنیا سے تجھ کو الگ رہنا پڑے گا جہاں کسی نے تجھ کو چھوا یا تو نے کسی کو چھوا دونوں کو بخار آیا اللہ تعالیٰ نے سامری کو یہ عذاب دیا جیسے اس نے بنی اسرائیل میں گھول میل کر کے ان کو بہکا دیا ویسے ہی اس کو یہ سزا ملی کہ ساری عمر تنہا میں سب سے علیحدہ اور جگ سے برا ہو کر رہے۔ سید علامہؒ نے کہا اس آیت سے یہ نکلا کہ بدعت اور کفر والوں سے علیحدہ اور دور رہنا چاہیے۔ [5] اللہ تعالےٰ کے سوا جو جھوٹے معبود ہیں بت وغیرہ ان کے ساتھ یہی کرنا چاہیے کہ توڑ پھوڑ کر جلا کر دیئے جائیں پھر راکھ بھی اس طرح پھیلا دی جائے کہ ان کا نشان تک باقی نہ رہے یہ طریقہ ہے حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمد علیہما السلام کا اور مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی توحید جاری کی اور کفر اور شرک کو مٹایا یہی لوگ دنیا میں پیغمبروں کے قائم مقام ہیں اور بہشت میں ان کے ساتھ ہوں گے۔ [6] کہ ہمارے اعمال کا اس دن محاسبہ ہو گا اچھے برے کا جواب دینا ہو گا۔

بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾

(المومنون پ۱۸ ع ۳)

کھلی سند (عصا) دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا پر وہ شیخی (گھمنڈ) میں آ گئے اور تھے ہی گھمنڈی لوگ[۱] کہنے لگے کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں کو مان لیں[۲] اور ان کی (ساری) قوم تو ہماری غلام ہے[۳]۔ پھر ان دونو (موسیٰ اور ہارون) کو ان لوگوں[۴] نے جھٹلایا آخر تباہ ہوئے (فرعون سمیت سمندر میں ڈوب مرے) اور ہم نے موسےٰ کو کتاب (توریت شریف) اس لیے دی تھی کہ ان کو ہدایت ہو[۵]۔

۷۸- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾

(الفرقان پ۱۹ ع ۴)

اور ہم (اس سے پہلے) موسیٰ کو کتاب (توریت شریف) دے چکے ہیں اور اس کے بھائی ہارون کو اس کا وزیر بنا کر اس کے ساتھ کر دیا تھا پھر ہم نے ان سے کہا تھا دونو (مل کر) ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلا رکھا ہے[۶] تب ہم نے ان کو (جڑ سے) اکھاڑ کر پھینک دیا[۷]۔

۷۹- وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۭ اَلَا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۱۲﴾ وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۱۴﴾ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾

اور (اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب تیرے مالک نے موسیٰ کو پکارا گنہگار لوگوں کے پاس جا (فرعون اور اس کی قوم کے پاس) کیا وہ (ہمارے عذاب اور غضب سے) نہیں ڈرتے موسیٰ نے عرض کیا مالک میرے مجھ کو ڈر ہے کہیں وہ مجھ کو جھٹلائیں اور میرا جی رک جائے اور میری زبان بند ہو جائے[۸] تو ہارون کو (بھی میرے ساتھ) پیغمبر بنا دے[۹] اور میں نے ایک قصور بھی کیا ہے[۱۰] تو میں ڈرتا ہوں کہیں وہ مجھ کو (اس خون کے بدل) مار ڈالیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہرگز نہیں[۱۱] تم دونوں میری نشانیاں لے کر جاؤ ہم خود تمہارے ساتھ (جو گفتگو ہوگی) اس کو سن رہے ہیں[۱۲]

---

[۱] ظلمی بنی اسرائیل پر ایک مدت سے ظلم کر رہے تھے جو ہم میں وہ کوئی نہیں یہ ان کا خیال تھا، [۲] ان کے مطیع بن جائیں، [۳] اول تو موسیٰ اور ہارون ہماری طرح ایک آدمی ہیں کوئی فوقیت ان میں معلوم نہیں ہوتی دوسرے خیر اگر ہماری قوم کے بھی یعنی قبط میں سے ہوتے تو مضائقہ نہ تھا وہ تو بنی اسرائیل کی قوم میں سے ہیں جو غلاموں کی طرح ہماری خدمت گذار رہے[۴] فرعون والوں نے، [۵] یعنی موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل، [۶] ان فرعون اور اس کی قوم والوں کے پاس آخر یہ دونوں ان کے پاس گئے اور بہت کچھ سمجھایا پر انہوں نے کسی طرح نہ ماننا تھا نہ مانا، [۷] ان کی سلطنت غارت ہو گئی جان بھی گئی نام و نشان تک نہ رہا، [۸] یا مالک میرے مجھ کو ڈر ہے وہ مجھ کو جھٹلائیں گے اور میرا سینہ بات کرنے سے رکتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی کیونکہ حضرت موسیٰ ہکلے تھے اور ہکلے آدمی کا سینہ بات کرتے دقت رکتا ہے زبان بھی اکثر بند ہو جاتی ہے [۹] مجھے زور حاصل ہوگا ایک سے دو بھلے دوسری بات کرنے میں آسانی ہوگی جہاں میں رک جاؤں گا تو ہارون کہہ نکلیں گے، [۱۰] ان کا ایک خون مجھ پر ہے حضرت موسیٰ نے ایک قبطی کو مار ڈالا تھا، [۱۱] وہ تجھ کو مار نہ سکیں گے، [۱۲] دیکھ رہے ہیں ہر طرح تمہارے نگہبان ہیں اللہ تعالیٰ عرش مقدس پر ہے اور پھر سب کے ساتھ بالعلم بھی ہے اس کی ایک ادنیٰ مخلوق جیسے چاند اور سورج آسمان پر ہیں لیکن ہر ایک مسافر کے ساتھ رہتے ہیں تو خالق کا کیا کہنا سب علماء نے بعیت کی تاویل کی ہے یعنی علم اور قدرت اور دو سے ساتھ ہونا مراد ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے سے یہ نہ سمجھے کہ معاذ اللہ تعالیٰ ہر مکان یا ہر جا میں ہے جیسے جہمیہ کا اعتقاد ہے خذلہم اللہ تعالیٰ،

فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَآ إِذًا وَّأَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيٓ إِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ

اور دونو فرعون کے پاس پہنچو اور کہو ہم اس کے بھیجے ہوئے ہیں جو سارے جہان کا مالک ہے (ہم اس لیے آئے ہیں) کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ روانہ کر دے (اور ان کو آئندہ مت ستا) فرعون نے کہا (موسیٰ) تو تو وہی ہے نا جس کو ہم نے بچہ سا پالا پوسا اور تو اپنی عمر کے کئی برس ہم میں گزار چکا ہے[۱] اور تو نے ایک حرکت بھی کی تھی جو کی[۲] اور تو ناشکروں[۳] میں سے ہے، موسیٰؑ نے کہا میں نے (بے شک) وہ حرکت کی تھی مگر جب میں نادان تھا[۴] پھر جب میں تم سے[۵] ڈرا تو میں تمہارے پاس سے بھاگ گیا[۶] (تو) پھر میرے مالک نے مجھ کو سمجھ عنایت فرمائی اور پیغمبروں میں مجھ کو شریک کیا[۷] اور کیا یہی احسان ہے جو تو مجھ پر جتاتا ہے کہ تو نے (سارے) بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے[۸] فرعون نے کہا یہ تو ہو (اب یہ بتا) سارے جہان کا مالک کیا معنی[۹]۔ موسیٰؑ نے کہا وہی جو آسمان اور زمین اور جو ان دونوں کے بیچ میں ہے ان کا مالک اگر تم[۱۰] مانو فرعون اپنے گرد وپیش والوں سے کہنے لگا

[۱] کیا ہم تجھ سے واقف نہیں ہیں تو کوئی نیا آدمی تھوڑے ہے تو یہ پیغمبر کب سے بن کر آیا پہلے تو تو نے کوئی ایسی بات کبھی منہ سے نہیں نکالی تھی کہتے ہیں حضرت موسیٰؑ اٹھارہ یا تیس یا چالیس برس کی عمر تک فرعون کے پاس رہ چکے تھے، [۲] یعنی اس قدر احسان کے سوا جو میں نے تجھ پر کیا ایک یہ بات بھی ہے کہ تو ایک بڑا قصور کر کے یہاں سے چل دیا تھا فرعون نے یہ اس لیے یاد دلایا کہ موسیٰؑ شرمندہ ہوں، [۳] ہمارے اس قدر احسان اوپر سے تو قصور وار اور پھر ہم ہی کو دبانے آیا چلا وہاں سے حکومت کرنے کو، [۴] یا مجھ سے نادانستہ یہ حرکت ہو گئی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وہ علم نہیں دیا تھا جو اب عطا فرمایا ہے۔ [۵] کہیں تم ظلم سے مجھ کو اس قبطی کے بدل مار نہ ڈالو، [۶] مدین کو چلا گیا وہاں سے ایک مدت کے بعد لوٹا، [۷] فرعون مردود نے حضرت موسیٰؑ پر گویا یہ الزام لگایا کہ ان کے ہاتھ سے خون ہو گیا ہے ایسا شخص پیغمبری کے لائق کب ہو سکتا ہے حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا کہ وہ خون در حقیقت خون نہ تھا کیونکہ میں نے جان کر قتل کے ارادے سے نہیں مارا تھا بلکہ ایک زبردست ایک زیردست کو مارے ڈالتا تھا میں نے ظالم کو ظلم سے باز رکھنے کے لیے ایک گھونسہ لگایا اتفاق سے وہ مر گیا اول تو یہ فعل کوئی گناہ نہیں ہے دوسرے پیغمبری مجھ کو اس کے بعد ملی ہے اور خداوند کریم کو اختیار ہے کہ اپنے جس بندے کو چاہے سرفراز فرمائے اس میں کسی کا کیا اجارہ ہے، [۸] جو میرے ہم قوم اور میرے بھائی برادر ہیں اور ایک مجھ کو پالا پرورش کیا اس سے کیا ہوتا ہے ایک شخصی احسان قومی تباہی کے مقابل محض لغو ہے اس کو احسان نہیں کہہ سکتے، [۹] یعنی اس کی حقیقت بیان کر وہ کیا چیز ہے کیا شے ہے فرعون در حقیقت دہری اور نیچری تھا وہ خدا کا منکر تھا اس نے تمام مصریوں کو یہ سمجھا رکھا تھا کہ میں ہی خدا ہوں اور وہ سب بے وقوف اسی کو پوجتے تھے چونکہ خدا کی حقیقت کوئی نہیں بیان کر سکتا اس لیے لاچار ہو کر حضرت موسیٰؑ نے اس کی صفتیں بیان کیں، [۱۰] اگر تم میں ایمان اور یقین کی صلاحیت ہے تو تم اس کی مخلوقات کو دیکھ کر اس کا یقین کر لو گے بس خدا کی پہچان یہی ہے باقی اس کی حقیقت کہ وہ کیا شے ہے اور کیسا ہے یہ تو آدمی کی سمجھ سے باہر ہے خدا تو خدا ایک ذرا سی اس کی مخلوق کی تو کوئی حقیقت پہچان لے مثلاً جان کی کہ وہ کیا شے ہے کیسی ہے کسی کو معلوم نہیں ہو سکتی۔

لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٢٦﴾ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ﴿٢٧﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢٨﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ﴿٢٩﴾ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُبِينٍ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَأْتِ بِهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٣١﴾ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ ﴿٣٢﴾ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ﴿٣٣﴾ قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ﴿٣٤﴾ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿٣٥﴾ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿٣٦﴾ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ ﴿٣٧﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ﴿٣٨﴾ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَمِعُونَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿٤٠﴾

سنتے ہو[1] موسیٰؑ نے پھر یوں کہا تمہارا مالک اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا مالک فرعون نے (غصے ہو کر کہا صاحبو) تمہارا پیغمبر جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے پاگل ہے موسیٰؑ نے کہا پورب اور پچھم اور جو ان دونوں کے بیچ میں ہے ان کا مالک اگر تم کو عقل ہے فرعون نے کہا (دیکھو موسیٰ) اگر تو نے میرے سوا اور کسی خدا کو مانا تو ضرور میں تجھے قید کر دوں گا موسیٰؑ نے کہا اور جو میں تجھ کو ایک کھلی دلیل بتلاؤں، فرعون نے کہا اچھا بتلا وہ دلیل کیا ہے۔ اگر تو سچا ہے اسی وقت موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی ڈال دی ایک ہی ایکا وہ کھلا اژدہا بن گئی[2] اور ہاتھ جو گریبان یا بغل میں ڈال کر، باہر نکالا تو ایک ہی ایکا دیکھنے والوں کو سفید (چمکتا) معلوم ہوا[3] (داب) فرعون اپنے سرداروں سے جو اس کے گرد بیٹھے تھے (کہا) کہنے لگا یہ ایک کامل جادوگر ہے اپنے فن کا استاد[4] اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکال باہر کرے[5] تو اب کیا صلاح دیتے ہو انہوں نے کہا (صلاح یہ ہے) اس کو اور اس کے بھائی کو (ذرا) ڈھیل[6] دے اور شہروں میں نقیب بھیج دے وہ ہر ایک استاد جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں آخر جو دن جو وقت ٹھہرا تھا اس پر جادوگر اکٹھا کئے گئے اور لوگوں سے کہہ دیا گیا کیا تم اتنا بڑا تماشہ دیکھنے کو جمع ہوتے ہو شاید یہ جادوگر غالب ہوں تو ہم ان کے کہے پر چلیں گے[7]

[1] موسیٰؑ کیا کہہ رہا ہے میں تو اس سے رب العٰلمین کی حقیقت پوچھتا ہوں وہ اس کے جواب میں وہی کہتا ہے جو پہلے کہہ چکا تھا کہ وہ سارے جہاں کا مالک ہے صرف پہلے ذرا گول کہا تھا اب اسی کو کھول کر کہتا ہے، [2] اژدہا یہ نہیں کہ نظر بندی اور بھٹ بازی سے جیسے جادوگر شعبدہ باز لوگ کرتے ہیں کہتے ہیں وہ لاٹھی اتنا بڑا اژدہا ہو گئی کہ آسمان تک اس کا منہ معلوم ہوتا تھا اور فرعون کی طرف چلی اس کی ہوش اڑ گئی موسیٰؑ کو قسمیں دینے لگا اس کو پکڑو پھر موسیٰؑ نے پکڑ لیا پھر لاٹھی کی لاٹھی، [3] سورج کی طرح اس پر آنکھ نہ ٹھہرتی تھی حالانکہ حضرت موسیٰؑ گندمی رنگ تھے، [4] مردود نے جب دیکھا کہ میری شیخی کرکری ہو گئی اور موسیٰؑ نے وہ کھلی نشانی دکھلائی جس سے ان کی صداقت سے شبہ نہیں رہتا تو یہ حیلہ نکالا اور لوگوں کا دل ملانے کے لیے سب کی رائے پوچھنے لگا، [5] اس طرح کے عجیب شعبدے دکھا کر لوگوں کے دل اپنی طرف کرے پھر خود بادشاہ بن جائے اور تمہاری سلطنت چھین لے، [6] چند روز تک ٹالم ٹولا میں رکھ، [7] اور موسیٰؑ کی پیروی سے بچ جائیں گے بعضوں نے کہا جادوگروں سے فرعون نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی مراد رکھا اور مطلب یہ ہے کہ اگر وہ غالب ہوئے تو تم ہم ان کا دین اختیار کر لیں گے۔

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ
لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾
قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾
قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾
فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ
فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى
مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا
يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾
قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ
مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ
قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ
عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾
لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ
وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۰﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ
اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۱﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ
يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ

پھر جب جادوگر آئے تو فرعون سے کہنے لگے بھلا اگر ہم وررہے تو ہم کو نیگ بھی ملے گا (کچھ سرکار سے انعام بھی ملے گا یا نہیں)، فرعون نے کہا ہاں (ضرور اور تم وررہے تو بادشاہ کے) مقرب بھی بن جاؤ گے[1]۔ موسےؑ نے جادوگروں سے کہا جو کچھ تم کو ڈالنا ہو وہ ڈال دو[2]۔ پھر انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہنے لگے فرعون کی عزت کی قسم بے شک ضرور ہم ہی وررہیں گے[3]۔ پھر موسےؑ نے اپنی لاٹھی ڈالی تو وہ ایک ہی ایکا جادوگروں نے جو سوانگ بنایا تھا اس کو نگلنے لگی[4]۔ جادوگر یہ دیکھ کر سجدے میں گر پڑے[5]۔ کہنے لگے ہم تو سارے جہان کے مالک پر ایمان لائے جو موسےؑ اور ہارون کا خدا ہے[6]۔ فرعون نے کہا (یہ تم نے کیا کیا)، تم میرے اذن دینے سے پہلے ہی موسےؑ پر ایمان لے آئے ہو نہ ہو (بات یہ ہے) کہ موسیٰؑ تم سب کا بڑا ہے اسی نے تم سب کو جادو سکھلایا ہے[7]۔ خیر تم کو اب آگے چل کر معلوم ہو گا (تمہارا نتیجہ کیا ہوتا ہے) میں تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے کاٹوں گا اور تم سب کو سولی دوں گا وہ کہنے لگے پھر (ہمارا) کیا بگڑے گا آخر ہم کو (ایک دن) اپنے مالک کے پاس لوٹ جانا ہے[8]۔ ہم کو تو امید ہے کہ ہمارا مالک گناہ بخش دیگا کیونکہ ہم (سب سے) پہلے ایمان لائے[9]۔ اور ہم نے (ایک مدت کے بعد جب فرعون نے کسی طرح نہ مانا) موسیٰؑ کو حکم دیا

[1] یعنی انعام تو ضرور ہی ملے گا اس کے سوا ایک بڑا درجہ بھی حاصل ہو گا کہ بادشاہ کے مصاحب ہو جاؤ گے، [2] پہلے جادوگروں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تم پہلے ڈالتے ہو یا ہم ڈالیں اس کے جواب میں حضرت موسیٰؑ نے یہ کہا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے ان کو جادو کرنے کا حکم دیا کیونکہ جادو کرنا گناہ ہے اور پیغمبر گناہ کا حکم نہیں دے سکتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر تم کسی طرح نہیں مانتے اور مقابلہ کرنا ہی چاہتے ہو تو تم جانو تمہارا کام اپنے دل کی ہوس نکال لو، [3] انہوں نے قسم کھائی کہ ہم ہی جیتیں گے کیونکہ وہ سمجھتے تھے ایک جادوگر اتنے بہت سے جادوگروں پر وہ بھی اپنے فن کے استاد کیونکر غالب ہو سکتا ہے چونکہ حضرت موسیٰؑ نے ایک لکڑی کو اژدہا بنا کر دکھایا تھا انہوں نے صدہا لاٹھیاں اور رسیاں اس کے مقابلہ کے لیے پیش کیں جو دیکھنے والے کو سانپ معلوم ہوتی تھیں، [4] تمام رسیاں اور لاٹھیاں اس کے پیٹ میں جانے لگیں اور غائب دم بھر میں میدان صاف جادوگر حیرت میں رہ گئے ان کو یقین ہو گیا کہ یہ جادوگر نہیں ہیں جادوگر کے باپ سے بھی کوئی شے غائب نہیں ہو سکتی یہ اللہ عزوجل ہی کا کام ہے، [5] ان کو معلوم ہو گیا کہ موسیٰؑ کا کام جادو نہیں ہے بلکہ فعل خداوندی ہے خدا کے مقابلہ میں بندہ کیا کر سکتا ہے ان کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ بے اختیار سجدے میں گر پڑے، [6] یہ اس واسطے کہا کہ فرعون بھی اپنے تئیں خدا کہتا تھا، [7] اور تم سب استاد اور شاگردوں نے سازش کر کے یہ جال پھیلایا کہ لوگوں کے دکھانے کے لیے استاد سے ہار گئے تاکہ سب لوگ استاد کے معتقد بن جائیں اور پھر ہماری بادشاہت چھین لو، [8] ایک دن ضرور مرنا ہے تو اگر ظلم سے ہم کو مارے گا تو اور ہمارا فائدہ ہے شہادت کا درجہ ملے گا صبر کا ثواب لوٹیں گے، [9] اس کے بعد ان کے دیکھا دیکھی اور بہت لوگ ایمان لائے کہتے ہیں چھ لاکھ ستر ہزار آدمی اس دن ایمان لائے،

أَسْرِ بِعِبَادِيٓ إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ﴿٥٣﴾ فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِينَ ﴿٥٤﴾ إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ﴿٥٥﴾ وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حٰذِرُونَ ﴿٥٦﴾ فَأَخْرَجْنٰهُم مِّن جَنّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٨﴾ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٥٩﴾ كَذٰلِكَ وَأَوْرَثْنٰهَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ﴿٦٠﴾ فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ ﴿٦١﴾ فَلَمَّا تَرَآءَا الْجَمْعٰنِ قَالَ أَصْحٰبُ مُوسٰىٓ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ﴿٦٢﴾ قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٦٣﴾ فَأَوْحَيْنَآ إِلٰى مُوسٰىٓ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ﴿٦٤﴾ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ ﴿٦٥﴾ وَأَنجَيْنَا مُوسٰى وَمَن مَّعَهُۥٓ أَجْمَعِينَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٦٧﴾ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ

میرے بندوں کو لے کر (راتوں رات مصر سے) نکل جا کیونکہ (دشمن) تمہارا پیچھا کریں گے[1] تو فرعون نے (فوج جمع کرنے کے لئے) شہروں میں نقیب بھیجے (اور کہا) یہ بنی اسرائیل تھوڑی سی جماعت ہیں اور انہوں نے ہم کو غصہ دلایا ہے[2]۔ اور ہم سب (کیل کانٹے سے) مستعد ہیں[3] آخر ہم نے ان کو (مصر کے) باغوں اور چشموں اور خزانوں سے اور عزت کے محلوں سے نکالا[4]۔ اسی طرح ہم نے ان کو نکالا اور یہ سب چیزیں بنی اسرائیل کو دلائیں[5] تو (ہوا یہ کہ) فرعون کے لوگوں نے سورج نکلتے بنی اسرائیل کو جا ملایا جب دونو جتھے (اتنے نزدیک ہوئے کہ) ایک دوسرے کو دکھائی دینے لگے اس وقت موسیٰؑ کے ساتھی کہنے لگے اب تو ہم پکڑے[6] گئے موسیٰؑ نے کہا واہ یہ نہیں ہوسکتا میرا مالک میرے ساتھ ہے وہ ضرور کوئی صورت مجھ کو بتلائے گا[7] اسی وقت ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ اپنی لاٹھی سمندر پر مار (موسیٰ نے ماری مارتے ہی) وہ پھٹ گیا اور (پانی کا) ہر ٹکڑا ایک بڑے پہاڑ کی طرح بن گیا[9] اور وہاں ہم دوسروں کو بھی (یعنی فرعون اور اس کی قوم والوں کو) نزدیک لے آئے اور ہم نے موسیٰؑ اور اس کے ساتھیوں کو تو بچا دیا پھر دوسرے لوگوں (یعنی فرعون اور اس کے لشکر) کو ڈبو دیا[10]۔ اس واقعہ میں (خدا کی قدرت کی)

[1] تو تم پہلے سے نکل جاؤ دشمن تم کو اس وقت پائیں جب تم سمندر پر پہنچ گئے ہو، [2] جب بنی اسرائیل راتوں رات نکل گئے اور فرعون کو خبر ہوئی الخ [3] کہ ہمارے بے اجازت نکل کھڑے ہوئے کہتے ہیں بنی اسرائیل چھ لاکھ ستر ہزار تھے اور فرعون کا لشکر سولہ لاکھ تھا ایک حدیث میں ہے کہ موسیٰؑ کے ساتھی ایک لاکھ بیس ہزار تھے اور سمندر میں بارہ رستے بنے تھے ہر رستے میں سے بارہ ہزار پار ہوئے اور فرعون کے ساتھ ستر افسر تھے ہر افسر کے تحت میں ستر ہزار فوج تھی (سب او نچاس لاکھ فوج ہوئی) ۴۹۰۰۰۰۰ ایک روایت میں ہے کہ موسیٰؑ کے ساتھی ستر ہزار تھے بہر حال فرعون کی فوج کے مقابل یہ ایک تھوڑی سی جماعت تھی، [4] یعنے ہم باسامان مستعد ہیں اور بنی اسرائیل بے سروسامان ان کا گرفتار کر لینا کچھ مشکل نہیں، [5] اور وہ بنی اسرائیل کے پیچھے ان کو گرفتار کرنے کے لیے روانہ ہوئے سب گھر بار مال متاع مصر میں چھوڑ گئے، [6] انہوں نے فرعون کے ڈوبنے کے بعد پھر مصر میں آن کر سارے سامان پر قبضہ کر لیا [7] دشمن آن پہنچا اب بچ نہیں سکتے، [8] کہتے ہیں جب موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر نکلے تو راہ بھول گئے بنی اسرائیل نے کہا اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت یوسفؑ نے مرتے وقت ہمارے باپ دادوں سے عہد لیا تھا کہ جب تم اس ملک سے نکلو تو میرا تابوت ساتھ لیتے جانا آخر بڑی مشکل سے حضرت موسیٰؑ نے ایک بڑھیا کے بتانے سے یہ تابوت پایا اور اپنے ساتھ لیا اس کی برکت سے رستہ کھل گیا اور بے کھٹکے جانے لگے، [9] بیچ میں بارہ رستے بن گئے بنی اسرائیل کے بارہ خاندان تھے ہر خاندان کے لیے ایک رستہ، [10] جب وہ سمندر میں آ گئے تو سمندر بحکم الٰہی مل گیا ایک بھی نہ بچا سب ایک ہی وقت میں مر گئے اس سے معلوم ہوا کہ طالع ایک واہیات بات ہے جس کا اثر آدمی کی حیات پر کچھ نہیں ہوتا حیات اور موت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے آخر یہ چالیس پچاس لاکھ آدمی تھے ان سب کا طالع جدا جدا ہو گا پھر ایک دم میں کیسے مرے،

اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٦٧﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٦٨﴾ (الشعراء پ ۱۹ ع ۲، ۳، ۴)

نشانی ہے اور فرعون والے اکثر ایمان دار نہ تھے۔[1] اور (اے پیغمبرؐ) تیرا مالک بے شک زبردست ہے رحم والا۔[2]

۸۰۔ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖۤ اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿٧﴾ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨﴾ يٰمُوْسٰۤى اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٩﴾ وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۣ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿١٠﴾ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْۗءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١﴾ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ

(وہ وقت یاد کر) جب موسیٰؑ نے (سفر میں ٹھنڈی رات میں) اپنی بی بی سے کہا مجھ کو (دور سے) کچھ آگ سی معلوم ہوتی ہے (میں جاتا ہوں) وہاں سے اب (رستے کی) کچھ خبر لاتا ہوں (رستہ بھول گئے تھے اس پر اندھیری رات) یا (اگر رستے کا پتہ نہ لگے) تو خیر میں ایک انگارا سلگا کر تاپنے کے لیے تمہارے پاس لاتا ہوں[3] جب اس آگ کے پاس پہنچا تو اس کو آواز آئی مبارک ہے وہ جو آگ میں ہے، اور جو اس کے گرد ہیں[4] اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جو سارے جہان کا مالک ہے اے موسیٰ (یہ آگ نہیں ہے) میں اللہ ہوں زبردست حکمت والا۔[5] اور اپنی لاٹھی (نیچے) ڈال دے (موسیٰؑ نے لاٹھی ڈال دی) جب دیکھا کہ سانپ کی طرح پھنپھنا رہی ہے (ہل رہی ہے) تو پیٹھ موڑ کر بھاگا اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) موسیٰؑ ڈر نہیں میرے پاس رہ کر پیغمبر نہیں ڈرا کرتے۔[6] مگر جس پیغمبر نے کوئی قصور کیا (یعنی صغیرہ گناہ کیا) پھر برائی کے بعد بدل کر بھلائی کی تو میں بخشنے والا مہربان ہوں اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر لے جا (پھر نکال)

[1] بے ایمان تھے صرف ان میں چند آدمی جیسے خرقیل ان کی بی بی آسیہ فرعون کی بی بی بڑھیا جس نے حضرت یوسفؑ کی قبر بتلائی تھی ایمان لائے تھے۔ [2] بڑی قوت رکھتا ہے دیکھو دم بھر میں فرعون کی حکومت غارت کر دی اس کے ساتھ رحم بھی بے حد ہے حضرت جبرئیلؑ کہتے ہیں میں ڈوبتے وقت فرعون کے منہ میں سمندر کی کیچڑ ٹھونس رہا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ گڑگڑائے اور پروردگار عالم کو رحم آ جائے، [3] حضرت موسیٰؑ کی بی بی کو اتفاق سے اس وقت دردِ زہ بھی شروع ہوا تھا اور ساتھ کوئی نہ تھا صرف ایک لڑکا ان کا اور ایک خادم، [4] جو آگ میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ اور جو اس کے گرد (یعنی فرشتے) حقیقت میں یہ آگ نہ تھی اللہ تعالیٰ کا نور تھا جو دور سے حضرت موسیٰؑ کو آگ معلوم ہوئی ابن عباسؓ اور سعید بن جبیرؓ نے کہا جو آگ میں ہے اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے یہ نور ایک درخت پر چمک رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اس پر تجلی فرمائی اور آواز دینے والا بھی اللہ تعالیٰ تھا گویا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو پہنچتے ہی اس خطاب سے سرفراز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ برکتوں والا اور تو بھی برکتوں والا ہے اور سارے فرشتے جو وہاں تھے وہ بھی مبارک ہیں توریت شریف میں ہے اللہ تعالیٰ سینا پہاڑ (یعنی کوہ طور) سے آیا پھر ساعین سے اس نے دیکھا اور فاران کی پہاڑی سے بلند ہوا سینا پہاڑ سے آنا حضرت موسیٰؑ کی طرف اور ساعین سے دیکھنا حضرت عیسیٰؑ کی طرف اور فاران سے بلند ہونا حضرت محمدؐ کی طرف اشارہ ہے فاران کہتے ہیں مکے کے ارد گرد پہاڑوں کو، [5] جن بے وقوفوں نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کی آواز نہیں سنی بلکہ درخت میں اللہ تعالیٰ نے بات کرنے کی قوت پیدا کر دی تھی اور آواز بھی اسی درخت کی تھی ان کو اس میں غور کرنا چاہیے کہ درخت بیچارے کی کیا مجال ہے کہ وہ کہے میں اللہ ہوں زبردست حکمت والا دوسرے اگر درخت یہ دعوے کر سکتا ہے کہ میں اللہ ہوں تو پھر حسین بن منصور نے کیا قصور کیا تھا جو انا الحق کہا اور حضرت جنید بغدادیؒ اور تمام علماء نے ان کے قتل کا فتوے کیوں دیا، [6] یعنی میرے حضور میں جب حاضر ہوتے ہیں تو ان کو سوا میرے اور کسی کا خیال بھی نہیں رہتا سانپ ہو یا اژدہا ہو وہ کسی سے نہیں ڈرتے۔

بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴﴾ (النمل، پ ۱۹، ع ۱)

وہ سفید (نورانی) ہو کر بے روگ نکلے گا[۱] تو نشانیوں میں (دے) ہیں جو تجھ کو دے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف (بھیجا جاتا ہے) کیونکہ وہ نافرمان لوگ ہیں[۲]. پھر جب ان کے[۳] پاس ہماری صاف صاف نشانیاں آئیں تو کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے۔ اور ان (دلوں) میں تو ان نشانیوں کا یقین آگیا (کہ وہ حق ہیں خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہیں) پر (زبان سے) ہیکڑی اور شیخی کے مارے انکار کرتے رہے (پھر اے پیغمبرؐ) دیکھ لے ان فسادیوں کا انجام کیا خراب ہوا[۴]۔

۸۱ — نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا

(اے پیغمبرؐ) ہم ایمان داروں کے (فائدے کے لیے) تجھ کو موسیٰؑ اور فرعون کا سچا قصہ سناتے ہیں فرعون (جو مصر کا بادشاہ تھا) ملک میں بڑھ چڑھ رہا تھا (بڑا مغرور ہو گیا تھا) اس نے وہاں کے لوگوں کے (الگ الگ) جتھے کر دیئے تھے ان میں سے ایک جتھے (بنی اسرائیل) کو کمزور سمجھ کر (یہ ظلم ان پر توڑ) تاکہ ان کے بیٹوں کو کاٹ ڈالتا اور بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتا (بیشک وہ (بڑا) فسادی تھا[۵]۔ (فرعون کا تو یہ خیال تھا) اور ہم یہ چاہتے تھے کہ جو لوگ ملک میں کمزور ہیں (بنی اسرائیل) ان پر احسان کریں اور ان کو سردار بنائیں اور انہی کو (بادشاہت کا) وارث ٹھہرائیں[۶] اور انہی کو ملک میں جمائیں اور فرعون اور (اس کے وزیر) ہامان اور ان کی فوجوں کو بنی اسرائیل (کے ہاتھوں سے) وہ بات دکھلائیں جس کا

---

[۱] یعنی کوئی عیب تیرے ہاتھ میں نہ ہوگا جیسے برص میں ہو جاتا ہے یہ دو نشانیاں ان نو نشانیوں الخ [۲] میرے حکم سے منحرف ہو گئے ہیں، [۳] یعنی فرعون اور اس کی قوم کے [۴] سب کے سب ڈوب کر مرے نام و نشان نہ رہا وہ ان کا مال اور اسباب گھر بار ان لوگوں کو ملا جن کو غلام بنا رکھا تھا یعنی بنی اسرائیل. [۵] اس سے کسی نجومی نے کہا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری بادشاہت چھین لے گا اس نے یہ حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے یہاں جو لڑکا پیدا ہو وہ مار ڈالا جائے لڑکی پیدا ہو تو چھوڑ دی جائے مردود کو اتنی عقل نہ آئی کہ نجومی یا سچا ہے یا جھوٹا اگر سچا ہے تو اتنے آدمیوں کا ناحق خون لینا کیا فائدہ، [۶] تمام دنیا دار اسی بلا میں مبتلا ہیں ہزاروں طرح کے منصوبے باندھتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ ان کے کئے سے کیا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہے وہی ہوگا حدیث میں ہے کہ اللہ تعالٰے کی عادت یہ ہے کہ ایک قوم کو چڑھاتا ہے دوسری قوم کو اتارتا ہے اس وقت فرعون کے لوگ یعنے قبطی بہت بڑھے چڑھے تھے بنو اسرائیل ان کے ہاتھوں میں غلام لونڈی خدمت گاروں کی طرح پہنے ہوئے تھے قبطیوں کو کبھی گمان بھی نہ تھا کہ ایسے ذلیل مزدوری پیشہ لوگ ان پر غالب آئیں گے یا ان کی سلطنت چھین لیں گے اللہ تعالٰے نے کس طرح اپنا ارادہ پورا کیا،

[ع] نو نشانیوں کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ بعضوں نے کہا ترجمہ یوں ہے کہ یہ دو نشان اور نو نشانیوں کے ساتھ تجھ کو دے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے تو سب نشانیاں گیارہ ہوئیں،

يَحْذَرُوْنَ ﴿٦﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٧﴾ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ﴿٨﴾ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٩﴾ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِىْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠﴾ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۖ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١١﴾ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ﴿١٢﴾

ان کو ڈر تھا۔[۱] اور ہم نے موسیٰؑ کی ماں (یوخانذ) کو وحی بھیجی[۲] تو اس کو دودھ پلاتی رہ پھر جب تجھ کو اس پر ڈر پیدا ہو (کہ فرعون کو خبر ہو جائے گی) تو (ایک صندوق میں بند کر کے) اس کو دریا (نیل میں) ڈال دے اور ڈر نہیں نہ رنج کر ہم (عنقریب) اس کو تیرے پاس لے آئیں گے اور اس کو پیغمبر بنائیں گے (موسیٰؑ کی ماں نے ان کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا) تو فرعون کے گھر والوں نے اس کو اٹھا لیا (ان کو خبر نہ تھی) کہ وہ (آگے چل کر) ان کا دشمن اور رنج دینے والا ہو گا کیونکہ فرعون اور ہامان اور ان کے سپاہی (لشکر والے) قصور وار تھے۔[۴] اور فرعون کی جورو (آسیہ بنت مزاحم اپنے خاوند سے) کہنے لگی یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے (پیارا بچہ ہے) اس کو مت مار و شاید (بڑا ہو کر) ہمارے کام آئے (ہمارے لیے مبارک ہے) یا ہم اس کو بیٹا بنا لیں اور ان لوگوں کو (انجام کی) خبر نہ تھی[۵] اور موسیٰؑ کی ماں کا دل (صبر سے) خالی ہو گیا[۶] وہ تو قریب تھی موسیٰ کا حال کھول دے (کہ وہ میرا بیٹا ہے) اگر ہم نے اس کا ایمان قائم رکھنے کے لیے اس کے دل پر گرہ نہ باندھ دی ہوتی اور (باندھ دی ہوتی اور (صندوق کو دریا میں ڈالتے وقت) موسیٰؑ کی ماں نے موسیٰؑ کی بہن (مریم) سے کہا اس کے پیچھے پیچھے جا (دیکھ وہ بہہ کر کہاں جاتا ہے) وہ اجنبی (کوری) بن کر اس کو دیکھتی رہی اور فرعون کے لوگوں کو یہ خبر نہ تھی[۸] اور ہم نے تو پہلے سے یہ (تدبیر کر رکھی تھی کہ) موسیٰ پر (سوا) اپنی ماں کے دوسرے دودھ (گویا) حرام کر دیئے تھے[۱۰] موسیٰؑ کی بہن (یہ حال دیکھ کر) کہنے لگی میں تم کو ایک گھر والے بتاؤں جو اس بچے کو (اچھی طرح) تمہارے لیے پالیں گے اور وہ بچے کی بھلائی چاہیں گے[۱۱]

---

[۱] وہ بھی ڈرتے تھے کہ کہیں نجومی کا کہنا سچ نہ نکلے اور بنی اسرائیل ہمارے ملک اور مال کے وارث نہ ہو جائیں اللہ نے ڈوبتے وقت ان کو یہ اپنی آنکھوں سے دکھلا دیا انہوں نے دیکھ لیا بنی اسرائیل تو سب بچ گئے اور ہم مر مٹے اب ہمارا سارا کارخانہ انہی کا ہے۔ [۲] یعنی ان کے دل میں ڈال دیا یا ان کو خواب پڑا یا کسی فرشتے کے ذریعہ سے کہلا بھیجا۔ [۳] چار مہینے یا تین مہینے یا آٹھ مہینے تک۔ [۴] اور حضرت موسیٰؑ ان کے قصوروں کی سزا تھی انہی کے ہاتھوں وہ تباہ ہوئے۔ [۵] کہ یہی لڑکا ہماری تباہی کا موجب ہو گا۔ [۶] بیٹے کی جدائی میں ایسی بیقرار ہوئیں کہ موسیٰؑ کے سوا اور کسی چیز کا خیال نہ رہا۔ [۷] یعنی اللہ تعالیٰ جو وعدہ ان سے فرمایا تھا کہ میں موسیٰؑ کو بچا لوں گا اس وعدے پر وہ یقین کئے بیٹھی رہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کا دل اس یقین اور ایمان پر مضبوط رکھا اور ورنہ موسیٰؑ کی جدائی میں ایسی ہوش باختہ ہو گئی تھیں کہ سارا حال کھول دینے کے قریب تھیں ابن عباسؓ نے کہا ہائے بیٹا ہائے بیٹا کہہ رہی تھیں۔ [۸] کہ اس صندوق کے ساتھ بچے کی بہن بھی آ رہی ہے۔ [۹] جب موسیٰؑ صندوق میں سے نکالے گئے اور فرعون نے ان کا پال لینا چاہا تو انا ڈوں کی تلاش ہونے لگی۔ [۱۰] جو انا آتی موسیٰؑ اس کی چھاتی منہ میں نہ لیتے اور روتے۔ [۱۱] کہتے ہیں فرعون کے لوگوں نے پوچھا وہ کون گھر والے ہیں موسیٰؑ کی بہن نے کہا میری ماں ہے انہوں نے کہا اس کو دودھ کہاں سے آیا وہ بولی میرے بھائی ہارون کا دودھ ہے وہ موسیٰؑ سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے تھے اور اس سال بچوں کے مارنے کا حکم فرعون نے نہیں دیا تھا آخر موسیٰؑ کی ماں آئیں انہوں نے جوں ہی چھاتی منہ میں دی موسیٰؑ خوشی سے پینے لگے فرعون کی بی بی بہت خوش ہوئی اور ایک اشرفی روزانہ موسیٰؑ کی ماں کو ملنے لگی۔

فَرَدَدْنٰهُ إِلٰى أُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۗ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣﴾ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ۖ إِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٤﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ۗ إِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿١٥﴾ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٦﴾ فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ

پھر ہم نے موسیٰ کو اس کی ماں کے پاس پہنچا دیا اس لیے کہ اس کی آنکھ (اپنے بیٹے کو دیکھ کر) ٹھنڈی ہو اور اس کو (اپنے بچے کی جدائی کا) رنج نہ رہے اور وہ سمجھ لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے[1] مگر (دنیا میں) اکثر لوگ یہ نہیں جانتے[2] اور جب موسیٰؑ اپنی جوانی پر آیا[3] اور ہوش سنبھالا (چالیس برس کا ہوا) تو ہم نے اس کو حکمت اور سمجھ عنایت فرمائی اور نیکوں کو ہم ان کی نیکی کا ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں[4] اور (ایسا ہوا) کہ (ایک دن) موسیٰ جب شہر والے بے خبر تھے[5] شہر میں گیا دیکھا تو وہاں دو آدمی لڑ رہے ہیں ایک تو اس کی قوم (بنی اسرائیل) کا تھا اور دوسرا اس کے دشمن (گروہ) میں کا (قبطی) پھر جو موسیٰ کا ہم قوم تھا اس نے اس شخص کے مقابلے پر جو موسےٰ کے دشمن گروہ میں تھا موسیٰؑ سے مدد چاہی[6] موسیٰؑ نے اس کو (قبطی کو) ایک مکا مارا (گھونسہ لگایا) اور اس کا کام تمام کر دیا[7] کہنے لگا یہ تو شیطانی حرکت ہوئی بیشک شیطان (آدمی کا) کھلم کھلا بہکانے والا دشمن ہے موسیٰ نے دعا کی مالک میرے میں نے اپنی جان پر ستم کیا[8] تو میرا قصور معاف کر دے پھر مالک نے اس کا قصور معاف کر دیا بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے[9]۔ موسیٰؑ نے عرض کیا مالک میرے تو نے مجھ پر جو احسان کیا کہ میرا قصور بخش دیا (تو آئندہ) میں کبھی مجرموں کی مدد نہ کروں گا۔[10] صبح کو ڈرتے ڈرتے انتظار کی حالت میں[11]

---

[1] جو اس نے فرمایا تھا کہ ہم موسیٰ کو تیرے پاس لے آئیں گے۔ [2] اور ذرا سا پیچ پڑ گیا اور بے ایمان ہو جاتے ہیں ان کو اللہ تعالےٰ کے وعدے پر یقین نہیں رہتا حالانکہ اس کا وعدہ خلاف ہو یہ نہیں ہو سکتا ضرور ایک نہ ایک دن پورا ہوا ہو گا آدمی کو صبر اور صبر اور تحمل لازم ہے۔ [3] اٹھارہ برس سے تینتیس برس تک جوانی ہے۔ [4] ان کو دنیا اور آخرت میں سرفراز کرتے ہیں کہتے ہیں اکثر پیغمبر چالیس برس سے کم عمر میں پیغمبر نہیں ہوتے۔ [5] دوپہر کے وقت یا رات کو یا عید کے دن جب وہ کھیل کود میں مشغول تھے۔ [6] یہ قبطی فرعون کا باورچی تھا اس کا نام فاتوں فلیتوں تھا وہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کو زبردستی بیگار کے طور پر لکڑیاں اٹھا کر لے چلنے کے لیے مجبور کر رہا تھا موسیٰؑ کو دیکھ کر اس نے مدد چاہی۔ [7] حضرت موسےٰ علیہم السلام نہایت طاقتور تھے انہوں نے قتل کی نیت سے نہیں بلکہ ظالم کو ظلم سے باز رکھنے کے لیے ایک گھونسا لگایا اتفاق سے وہ مر گیا یہ کوئی گناہ نہ تھا مگر اس پر بھی نادم ہوئے۔ [8] مجھ سے نادانستہ ایک خون ہو گیا۔ [9] گو عوام کے حق میں یہ کوئی قصور نہ تھا مگر پیغمبروں کی شان بڑی ہے ان کے شان کے لحاظ سے یہ بے احتیاطی بھی ایک گناہ قرار پائی۔ [10] ہر چند بنی اسرائیل کا وہ شخص جس کی موسےٰؑ نے مدد کی تھی مجرم نہ تھا بلکہ مظلوم تھا مگر اس کی مدد کی وجہ سے ایک جرم یعنے قتل سرزد ہوا اس لیے گویا وہ مجرم ہوا یعنی جرم کا سبب پڑا۔ ابن عباس رضؓ نے کہا حضرت موسےٰؑ کو انشاء اللہ کہنا تھا انہوں نے نہیں کہا اس لیے دوسرے دن پھر اسی بلا میں پھنسے۔ [11] غرض رات تو جوں توں کر کے گذری دوسرے دن صبح کو الخ [12] دیکھئے کیا ہوتا ہے کہاں پکڑا جاتا ہوں،

خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِى اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِىٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِىْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِىْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِى الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ؗ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ؗ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۬ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ

شہر میں گیا دیکھا تو وہی شخص جس نے کل موسےٰؑ سے مدد مانگی تھی (پھر) اس کی دہائی دے رہا ہے[۱] موسےٰؑ نے کہا تو کھلا بدمعاش ہے[۲] جب موسےٰ نے اس پر ہاتھ ڈالنا چاہا جو ان دونوں[۳] کا دشمن تھا (یعنی اس دوسرے قبطی پر) تو بنی اسرائیل کا شخص کہنے لگا موسیٰؑ کیا تو نے کل جیسے ایک شخص کو مار ڈالا مجھ کو بھی چاہتا ہے مار ڈالے[۴] (معلوم ہوتا ہے) بس تو یہی چاہتا ہے کہ ملک بھر میں زور زبردستی (مار دھاڑ) کرتا پھرے اور تو بھلا آدمی بن کر رہنا نہیں چاہتا اور[۵] ایک شخص[۶] شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا آیا اور موسےٰؑ سے کہنے لگا (دربار والے تیرے مار ڈالنے کا مشورہ کر رہے ہیں تو (خدا کے واسطے) شہر سے نکل جا میں تیرا بھلا چاہتا ہوں یہ سنتے ہی موسےٰؑ شہر سے نکل بھاگا (قدم قدم پر) سوچتا ہوا[۷] دعا کرنے لگا مالک میرے مجھ کو ان ظالم لوگوں سے بچا دے۔ اور جب موسےٰؑ نے مدین کا رخ کیا[۸] تو کہنے لگا مجھ کو امید ہے کہ میرا مالک مجھ کو سیدھا راستہ دکھلائے گا۔ (اور میں امن کے ساتھ مدین[۹] پہنچ جاؤں گا) اور جب موسےٰؑ مدین کے کنوئیں پر پہنچا وہاں لوگوں کی ایک بھیڑ دیکھی جو (اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے ہیں اور دو عورتوں کو دیکھا جو لوگوں سے[۱۰] الگ روک رہی

[۱] اب ایک اور قبطی سے لڑ رہا ہے اور موسیٰؑ کی مدد چاہتا ہے۔ [۲] ہر روز ایک سے لڑتا ہے اور میرے ہاتھ سے خون کرانا چاہتا ہے۔ [۳] یعنی موسیٰ کا اور بنی اسرائیل کے اس شخص کا۔ [۴] ہوا یہ کہ حضرت موسیٰؑ پہلے تو بنی اسرائیل کے شخص پر غصے ہوئے اور کہا تو بڑا بدمعاش ہے پھر دوسرے قبطی پر جو ظلم کر رہا تھا ہاتھ ڈالنا چاہا لیکن بنی اسرائیل کا شخص سمجھا کہ موسیٰؑ مجھ کو مارنا چاہتے ہیں اور اس نے کل کا راز کھول دیا اس وقت تک بجز موسیٰؑ اور اس بنی اسرائیل کے شخص کے اور کسی کو شہر میں معلوم نہ تھا کہ اس قبطی کا قاتل کون ہے اور قاتل کی تلاش ہو رہی تھی جب اس دوسرے قبطی نے بنی اسرائیل کے شخص سے یہ حال سنا تو وہ جھگڑا چھوڑ کر ایک دم بھاگ گیا اور فرعون کو جا کر خبر کی کہ اس قبطی کو موسیٰؑ نے قتل کیا ہے وہاں سے موسیٰؑ کی گرفتاری کا حکم صادر ہوا۔ [۵] موسےٰؑ پر راز کھل جانے سے فکر میں ہو گئے اتنے میں ایک شخص آیا الخ۔ [۶] جس کا نام خرقیل تھا یا ہارون یا طالوت یا سمعان وہ ایماندار تھا۔ [۷] یا پیچھے دیکھتا ہوا اب پکڑا گیا اب گرفتار ہوا۔ [۸] جو بے قصور مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہیں کسی شریعت یا انصاف کے قانون سے ایسی خفیف بے احتیاطی کی سزا قتل نہیں ہے کہتے ہیں حضرت موسےٰؑ جب بھاگے تو کھانے کو بھی کچھ ساتھ نہ تھا پاؤں میں جوتا بھی نہ تھا مدین وہاں سے آٹھ دن کی راہ پر تھا جہاں فرعون کی حکومت ختم ہوتی تھی اسی طرف بھاگے۔ [۹] مدین اس شہر کا نام تھا جہاں شعیبؑ پیغمبر رہتے تھے۔ [۱۰] یا ایک نشیب میں اپنی بکریوں کو۔

قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصْدِرَ الرِّعَاءُ ۖ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ (۲۳) فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ (۲۴) فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ ۖ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (۲۵) قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ (۲۶) قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَىٰ أَن تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ ۖ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِندِكَ ۖ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ (۲۷) قَالَ ذَٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ

ہیں[1] موسیٰؑ نے (ان عورتوں سے) کہا تم کیا کر رہی ہو (پانی کیوں نہیں پلاتیں) وہ کہنے لگیں[2] ہم اس وقت تک پانی نہیں پلاتیں جب تک سب چرواہے پانی پلا کر لوٹ نہ جائیں[3] اور ہمارا باپ بوڑھا پھونس[4] ہے موسیٰ[5] نے ان کے جانوروں کو پانی پلایا[6] پھر ایک طرف (درخت کے[7]) سایہ میں ہٹ گیا[8] اور دعا کرنے لگا الٰہی (اس وقت) جو کوئی نعمت تو مجھ پر اتارے میں اس کا محتاج ہوں[9] (کیا دیکھتے ہیں) ان دو عورتوں میں سے ایک شرماتی چلی آ رہی ہے اس نے (موسیٰ سے کہا) میرے باپ نے تجھ کو بلایا ہے تو نے جو ہماری (بکریوں) کو (ہم پر رحم کر کے) پانی پلایا اس کی مزدوری دینے کو جب موسیٰ اس کے پاس پہنچا اور سارا قصہ اس کو کہہ سنایا تو وہ بولا اب کچھ ڈر نہیں (یہاں فرعون کی حکومت نہیں) تو ظالم لوگوں سے بچ گیا ان دونوں عورتوں میں سے ایک کہنے لگی (جو موسیٰ کو لیکر آئی تھیں) باوا اس کو نوکر رکھ لے بہتر نوکر جو تو رکھنا چاہئے وہی[9] ہے جو زوردار امانت دار ہو[10] شعیب نے کہا اے موسیٰ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان دونوں میری بیٹیوں میں سے ایک کو تجھ سے اس (مہر) پر بیاہ دوں کہ تو آٹھ برس تک میری خدمت کرے پھر اگر تو دس برس پورے کر دے تو یہ تیرا احسان ہے (کچھ میرا زور نہیں) اور میں تجھ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا[11]۔ انشاء اللہ تعالےٰ تو دیکھے گا میں کیسا بھلا آدمی ہوں موسےٰؑ نے کہا (اچھا) یہی میرا تیرا اقرار ہے ان دونوں مدتوں سے جو میں پوری کر دوں

[1] ایسا نہ ہو وہ پانی پینے کے لیے گھس جائیں یا لوگوں کی بکریوں میں مل جائیں۔ [2] ہم بیچاری عورتیں ہیں ڈول کھینچنے کی طاقت نہیں، [3] اور ہجوم چھٹ جائے اس وقت بچا یا پانی اپنی بکریوں کو پلا لیتی ہیں [4] اس میں یہ طاقت نہیں کہ وہ بکریوں کے ساتھ آئے اور ڈول نکالے پانی پلائے۔ یہ دونوں حضرت شعیب پیغمبرؑ کی صاحبزادیاں تھیں اور عرب میں اس کا رواج ہے کہ عورتیں جانوروں کو چرانے کے لیے باہر نکلتی ہیں یہ کوئی عیب نہیں۔ [5] ان بیچاری عورتوں پر رحم کر کے باوجودیکہ کئی دن کے بھوکے تھے۔ [6] وہ ڈول جس کو دس آدمی مل کر کھینچتے تھے اکیلے کھینچ کر پانی نکالا [7] ببول کا درخت تھا یا موز کا۔ [8] حضرت موسیٰؑ یا تو فرعون بادشاہ کے پاس رہتے تھے وہاں طرح طرح کے کھانے کھاتے تھے ہر شے موجود تھی یا اس طرح یکہ و تنہا بے یار بے انیس بھاگے کھانے کو کچھ ساتھ نہ تھا بھوک کی شدت سے پیٹ پیٹھ سے لگ گیا تھا جب بالکل صبر نہ ہو سکا تو اس وقت دعا کی وہ بھی کیسے ادب اور لحاظ کے ساتھ سبحان اللہ پروردگار کی عجب شان ہے جو بندے محبوب ہوتے ہیں انہی پر طرح طرح کی آفتیں اور مصیبتیں اتارتا ہے اور ان کو آزماتا ہے اور ان سے دعا کراتا ہے پھر خود ہی قبول کرتا ہے دعا کرتے کچھ دیر نہ گذری تھی کہ مدد آ پہنچی، [9] صفورا یا ان کی چھوٹی بہن صغرا، یا لیلیو، [10] اور یہ صفتیں اس شخص میں موجود ہیں زور تو ایسا ہے کہ دس آدمی جس کام کو نہ کر سکیں اس نے اکیلے کر لیا۔ امانداری اس سے زیادہ کیا ہو گی کہ جوان عورت پر اپنی نظر پڑ نا گوارا نہ کی اور اس سے کہا میرے پیچھے ہو رہے۔ [11] کہ خواہ مخواہ دس سال پورے کرے یا سخت سخت کام بجا لائے۔

قَضَيۡتُ فَلَا عُدۡوَانَ عَلَيَّ ۖ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٢٨﴾ فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى ٱلۡأَجَلَ وَسَارَ بِأَهۡلِهِۦٓ ءَانَسَ مِن جَانِبِ ٱلطُّورِ نَارًا قَالَ لِأَهۡلِهِ ٱمۡكُثُوٓاْ إِنِّيٓ ءَانَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّيٓ ءَاتِيكُم مِّنۡهَا بِخَبَرٍ أَوۡ جَذۡوَةٍ مِّنَ ٱلنَّارِ لَعَلَّكُمۡ تَصۡطَلُونَ ﴿٢٩﴾ فَلَمَّآ أَتَىٰهَا نُودِيَ مِن شَٰطِيِٕ ٱلۡوَادِ ٱلۡأَيۡمَنِ فِي ٱلۡبُقۡعَةِ ٱلۡمُبَٰرَكَةِ مِنَ ٱلشَّجَرَةِ أَن يَٰمُوسَىٰٓ إِنِّيٓ أَنَا ٱللَّهُ رَبُّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ﴿٣٠﴾ وَأَنۡ أَلۡقِ عَصَاكَ ۖ فَلَمَّا رَءَاهَا تَهۡتَزُّ كَأَنَّهَا جَآنٌّ وَلَّىٰ مُدۡبِرًا وَلَمۡ يُعَقِّبۡ ۚ يَٰمُوسَىٰٓ أَقۡبِلۡ وَلَا تَخَفۡ ۖ إِنَّكَ مِنَ ٱلۡأٓمِنِينَ ﴿٣١﴾ ٱسۡلُكۡ يَدَكَ فِي جَيۡبِكَ تَخۡرُجۡ بَيۡضَآءَ مِنۡ غَيۡرِ سُوٓءٍ وَٱضۡمُمۡ إِلَيۡكَ جَنَاحَكَ مِنَ ٱلرَّهۡبِ ۖ فَذَٰنِكَ بُرۡهَٰنَانِ مِن رَّبِّكَ إِلَىٰ فِرۡعَوۡنَ وَمَلَإِيْهِۦٓ ۚ إِنَّهُمۡ كَانُواْ قَوۡمًا فَٰسِقِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي قَتَلۡتُ مِنۡهُمۡ نَفۡسًا فَأَخَافُ أَن يَقۡتُلُونِ ﴿٣٣﴾ وَأَخِي هَٰرُونُ هُوَ أَفۡصَحُ

تو مجھ پر کچھ زیادتی نہیں ہو سکتی[1]۔ اور جو ہم کہہ رہے ہیں اللہ اس کا گواہ ہے (کوئی اپنے قول سے پھرے نہیں) پھر جب موسیٰؑ نے (خدمت کی) مدت پوری کر دی (دس برس گزر گئے) اور اپنی بی بی (صفورا) کو لے کر (مصر کی طرف) چلا[2] تو طور (پہاڑ) کی طرف سے آگ دیکھی اپنی بی بی سے کہنے لگا تم (یہیں) ٹھہر جاؤ مجھے آگ دکھائی دیتی ہے، میں جاتا ہوں شاید وہاں پہنچ کر رستے کی خبر تم تک لاؤں[3] یا (غیر رستے کا پتہ نہ لگے تو) آگ کی ایک چنگاری لے آؤں تم تاپو (ذرا سردی کم ہو) تو جب موسیٰؑ آگ پاس پہنچا تو اس مبارک جگہ میں میدان کے داہنے کنارے ایک درخت سے اس کو آواز آئی اے موسیٰؑ میں اللہ تعالیٰ ہوں سارے جہان کا مالک[4] ہے اور (یہ بھی آواز آئی) اپنی لاٹھی (زمین پر) ڈال دے (موسیٰؑ نے ڈال دی) جب دیکھا وہ سانپ کی طرح پھنپھنا رہی ہے تو پیٹھ موڑ کر بھاگا اور پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا۔ (پھر آواز آئی) موسیٰ آگے آ اور ڈر نہیں بے فکر رہ (تجھے کوئی صدمہ نہیں پہنچنے کا[5]) اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال وہ سفید (نورانی) ہو کر نکلے گا بن روگ (کوئی عارضہ نہ ہوگا) اور ڈر دور ہونے کے لیے اپنا بازو اپنی طرف سکیڑ لے[6]۔ یہ دو نشانیاں ہیں تیرے مالک کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس پہنچنے کے لیے۔ (تجھ کو ملیں) بے شک وہ نافرمان لوگ ہیں موسیٰ نے عرض کیا مالک میرے میں نے ان میں کا ایک آدمی مار ڈالا ہے تو مجھ کو ڈر لگتا ہے کہیں وہ مجھ کو (اس کے بدل) مار نہ ڈالیں۔ اور بھائی میرا ہارون اس کی زبان مجھ سے زیادہ صاف

---

[1] تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ابھی اور خدمت کرو میری خوشی کی بات ہے آٹھ برس کے بعد اور دو برس خدمت کروں یا آٹھ برس خدمت ہوتے ہی اپنی بی بی کو لے کو چلدوں کہتے ہیں جب یہ عہد ہو چکا تو حضرت شعیبؑ نے اپنی ایک بیٹی سے کہا موسیٰؑ کو ایک عصا دو اس نے وہی عصا دی جس کو حضرت آدمؑ جنت سے لے کر آئے تھے اور پشت بہ پشت حضرت شعیب تک پہنچی تھی، [2] اپنی ماں اور بھائی سے ملنے کو راہ میں طور پہاڑ پڑا الخ۔ [3] رستہ بھول گئے تھے رات اندھیری تھی، [4] موسیٰؑ کو پاس جا کر معلوم ہوا کہ آگ نہیں ہے کیونکہ درخت سبز اور تر و تازہ اس پر آگ کیسے رہ سکتی ہے وہ نور الٰہی تھا موسیٰؑ آواز سنتے ہی اور وہاں کا موقعہ دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ یہ آواز پروردگار کی ہے۔ [5] یہ سن کر حضرت موسیٰؑ لوٹے اور پھر اپنے مقام پر آ کھڑے ہوئے حکم ہوا کہ عصا کو پھر تھام لے تھاما تو لکڑی کی لکڑی۔ [6] یعنی جب تیری عصا ایک اژدہا بنے اور تجھ کو ڈر معلوم ہوا تو اپنا بازو اپنے بدن سے ملا لے تیرا ڈر جاتا رہیگا ابن عباسؓ نے کہا اگر کسی شخص کو قدرہ پیدا ہو اور وہ اپنا ہاتھ اپنے دل پر رکھے تو ڈر کم ہو جاتا ہے۔

مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي إِنِّي أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ (٣٤) قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا بِآيَاتِنَا أَنتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغَالِبُونَ (٣٥) فَلَمَّا جَاءَهُم مُّوسَىٰ بِآيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ (٣٦) وَقَالَ مُوسَىٰ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَن جَاءَ بِالْهُدَىٰ مِنْ عِندِهِ وَمَن تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ (٣٧) وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامَانُ عَلَى الطِّينِ فَاجْعَل لِّي صَرْحًا لَّعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ (٣٨) وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُ

ہے تو اس کو میرے ساتھ بھیج دے (اس کو بھی پیغمبر بنا دے) وہ میرا مددگار رہ کر میری بات سچ کرتا رہے گا کیونکہ مجھ کو ڈر ہے (اگر میں اکیلا جاؤں گا) وہ مجھ کو جھٹلائیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اچھا) ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے زور دیں گے (اس کو تیرا قوت بازو بنائیں گے) اور تم دونوں کی (دشمنوں کے مقابلہ میں) ہیبت رکھیں گے وہ تم کو نقصان نہ پہنچا سکیں گے (جاؤ خوش ہو جاؤ) ہمارے نشانیوں کے سبب سے تم اور تمہارے ساتھی ہی غالب رہیں گے۔ پھر جب موسیٰ ہماری کھلی نشانیاں لے کر ان کے پاس پہنچا تو کہنے لگے یہ تو بس جادو ہے جو بٹ لیا گیا ہے۔ (خدا کی طرف سے نہیں ہے) اور ہم نے تو اپنے اگلے باپ دادا کے وقت سے نہیں سنا[۲] اور موسیٰ نے یہ جواب دیا کہ میرا مالک خوب جانتا ہے کون اس کے پاس سے ہدایت کی بات لے کر آیا ہے اور کس کا انجام بخیر ہوگا کیونکہ ظالم نیپ نہیں سکتے[۳] اور فرعون نے (اپنے درباریوں سے) کہا اے سردارو مجھے تو معلوم نہیں کہ میرے سوا کوئی تمہارا خدا ہو[۴] (تو رسنا) ہامان تو (ایسا کر پجاوا لگا) میرے لیے مٹی (کی اینٹیں) پکوا اور ایک محل میرے لیے تیار کر (میں اس پر چڑھوں) تو شاید موسیٰ کے خدا کو جھانک لوں اور میں تو سمجھتا ہوں موسیٰ جھوٹا ہے[۵] اور فرعون اور اس کے لشکر والے ناحق ملک میں غرور کرنے لگے اور سمجھے کہ ان کو ہمارے

۱ے مطلب یہ ہے کہ میری زبان میں لکنت ہے تقریر صاف نہیں ہے میں بحث میں اچھی طرح دلیل بیان کر سکوں گا، اگر ہارون میرے ساتھ ہو گئے تو وہ میری دلیل کو خوش تقریری سے خوب سمجھا دیں گے میری بات سچ کرنے سے یہی مراد ہے۔ ۲ے کہ کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر بن کر آیا ہو یا کسی نے ایسا جادو دکھلایا ہو۔ ۳ے مطلب یہ ہے کہ تم جو مجھے جھوٹا جادوگر بتاتے ہو اس کا حال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کہ میں اس کا سچا پیغمبر ہوں یا نہیں اور میں ہدایت کی بات اس کے پاس سے لے کر آیا ہوں یا نہیں اور میں یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ تم جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو جھٹلاتے ہو اور ظلم کرتے ہو تو ظالموں کو کبھی فلاح نہ ہوگی تم ایک دن ضرور تباہ ہو گے یا اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ کو فلاح نہ ہوگی اور نہ میرا انجام بخیر ہوگا کیونکہ ظالم جھوٹوں کا انجام ہمیشہ خراب ہوتا ہے۔ ۴ے فرعون یا تو دہری اور نیچر خدا تعالیٰ کا منکر تھا ہر چیز کو خدا سمجھتا تھا جیسے اس زمانہ میں بعضے ملحدوں کا اعتقاد ہے کہ خدا اور بندہ دونوں ایک ہیں اور غیریت کا انکار کرتے ہیں کہتے ہیں جب فرعون نے یہ کہا تو حضرت جبرائیلؑ نے پروردگار سے اس کو ہلاک کرنے کی اجازت چاہی حکم ہوا ابھی وقت نہیں ہوا پھر جب اس نے انا ربکم الاعلیٰ کہا تو فرمایا کہ اب اس کی ہلاکت کا وقت آن پہنچا ان دونوں فقروں میں چالیس برس کا تفاوت تھا۔ ۵ے جو کہتا ہے کہ میرا خدا آسمان میں ہے تمام پیغمبر حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمدؐ تک یہی فرماتے آئے کہ حق تعالیٰ اوپر ہے یعنی آسمان پر اپنے عرش پر اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین بھی اسی اعتقاد پر تھے یہاں تک کہ ایک گمراہ شخص ترمذ میں پیدا ہوا جس کا نام جہم بن صفوان تھا اس مردود نے یہ اعتقاد پھیلایا کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر نہیں ہے بلکہ ہر جا اور ہر مکان میں ہے اور عرش اور فرش سب کی نسبت اس کی ذات سے یکساں ہے آخر اس زمانہ کے پیشواؤں نے اس کے کفر کا فتویٰ دیا اور وہ مارا گیا۔

فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ ظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ اِلَیْنَا لَا یُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ ۚ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَ اَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً ۚ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰی بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَ هُدًی وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ اِذْ قَضَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسَی الْاَمْرَ وَ مَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَ لٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَ مَا كُنْتَ ثَاوِیًا فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ تَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ۙ وَ لٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَیْنَا وَ لٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ (القصص پ۲۰ ع ۱ تا ۵)

پاس لوٹ کر آنا نہیں[۱] آخر ہم نے اس کو اور اس کے لشکر والوں کو گانٹھ لیا اور سمندر میں پھونک دیا تو (اے پیغمبرؐ) دیکھ تو سہی ظالم لوگوں کا انجام کیسا خراب ہوا[۲] اور (دنیا میں) ہم نے ان کو سردار بنایا جو (لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے تھے[۳] اور قیامت کے دن ان کی کوئی مدد نہ کرے گا۔ اور ہم نے اس دنیا میں پھٹکار ان کے ساتھ لگا دی (ہر کوئی ان پر لعنت کرتا ہے) اور قیامت کے دن وہ بدتر ہوں گے (کالے منہ نیلی آنکھیں بدصورت شکل) اور ہم نے تو موسےؑ کو اس وقت کتاب (توریت شریف) دی جب کئی امتوں کو اس سے پہلے تباہ کر چکے تھے یہ کتاب لوگوں کو راہ سوجھانے والی اور ہدایت اور رحمت تھی اس لیے (دی گئی تھی) کہ وہ نصیحت لیں[۴] اور (اے پیغمبرؐ) جب ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا (اس کو پیغمبرؐ بنایا) تو (طور پہاڑ کے) پچھم کی طرف (جہاں ہم نے موسیٰ سے باتیں کیں) موجود نہ تھا اور نہ تو نے یہ واقعہ اپنی آنکھ سے دیکھا[۵] اور بات یہ ہے کہ ہم نے (موسےؑ کے بعد کئی) امتیں پیدا کیں ان پر لمبی مدتیں گزر گئیں[۶] اور تو مدین والوں میں نہیں رہا تھا (جیسے موسےؑ رہا تھا) کہ ان کو ہماری باتیں پڑھ کر سناتا (ان سے سیکھ لیتا) بلکہ ہم کو یہ منظور تھا کہ تجھ کو پیغمبر بنا کر بھیجیں[۷] اور جب ہم نے (موسیٰؑ کو) آواز دی تھی اس وقت بھی تو طور پہاڑ کی طرف موجود نہ تھا لیکن تیرے مالک کی مہربانی ہے (کہ تجھ کو پیغمبر بنا کر بھیجا) اس لیے کہ تو (عرب کے) ان لوگوں کو (خدا کے عذاب سے) ڈرائے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) نہیں آیا تاکہ ان کو نصیحت ہو[۸]

[۱] مرے کہ خاک ہو گئے پھر نہ حشر ہے نہ حساب نہ کتاب اور یہ سمجھ کر انہوں نے خوب دھندہ مچایا (برائی کے لیے خدا تعالیٰ کو بالکل بھلا دیا)۔ [۲] کمبخت ایک باگی سب ڈوب کر مرے کسی کو بات کرنے کی مہلت نہ ملی نہ اپنے گھر بار کا کچھ بندوبست کر سکے۔ [۳] لوگوں سے شرک اور کفر کراتے تھے جس کا انجام دوزخ ہے۔

[۴] صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توریت اترنے کے بعد پھر کسی قوم کو آسمان کے عذاب سے تباہ نہیں کیا البتہ ایک بستی کے لوگ (جو ہفتہ کے دن شکار کرتے) بندر بنا دیئے گئے تھے۔ [۵] اللہ تعالیٰ کے تبلانے سے تجھ کو یہ سب حال معلوم ہوئے کیونکہ تو پڑھا ہوا بھی نہ تھا کہ کتابوں کو دیکھ کر معلوم کر لیتا۔ [۶] شریعت کے احکام انہوں نے بدل ڈالے اب ایک نئے پیغمبرؐ کی ضرورت ہوئی۔ [۷] تو ہم نے اگلے پیغمبروں اور امتوں کے حالات وحی کے ذریعہ سے تجھ کو سنائے۔ [۸] حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے ان کے بعد جتنے پیغمبرؐ آئے وہ بھی بنی اسرائیل ہی میں سے پیدا ہوئے عرب کے لوگوں میں سے حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد کوئی پیغمبرؐ نہیں آیا بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔

۸۲- اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿٥٣﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۡ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۡ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿٥٥﴾ (القصص پ۲۰ ع ۶)

جن لوگوں کو ہم نے پہلے کتاب دی تھی وہ قرآن پر بھی ایمان لاتے ہیں[۱] اور جب ان کو (قرآن پڑھ کر) سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں، کچھ شک نہیں یہ ہمارے مالک کی طرف سے (اترا) ہے ہم تو (اس کے اترنے سے) پہلے ہی (اللہ تعالیٰ کے تابعدار تھے[۲] ان لوگوں کو ان کی مضبوطی کے بدل[۳] دوہرا ثواب دیا جائے گا اور یہ لوگ برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں[۴] اور ہمارا دیا خرچ کرتے ہیں۔ اور جب کوئی لغو بات (جیسے مشرکوں کی گالی گلوچ) سنتے ہیں تو انجان ہو جاتے ہیں[۵] اور کہتے ہیں (اچھا بھائی تم جانو) ہمارے کئے ہمارے سامنے آئیں گے اور تمہارے کئے تمہارے سامنے (اچھا بھائی، سلام ہم جاہلوں کو منہ نہیں لگاتے[۶]

۸۳- اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۤ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿٧٦﴾ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ

قارون موسیٰ ؑ کی قوم (بنی اسرائیل میں سے تھا[۷] پھر لگا ان پر بڑائی کرنے (یا ظلم کرنے) اور ہم نے اس کو (دولت کے) اتنے خزانے دیے تھے کہ اچھے کئی زبردست (ہٹے کٹے) آدمیوں کو اس کی کنجیاں اٹھانا مشکل ہوتا ایک بار اس کی قوم والوں نے اس سے کہا (اتنا) مت اترا کیونکہ اترانے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا[۸] اور اللہ تعالیٰ نے جو تجھے دے رکھا ہے اس میں سے پچھلے گھر (آخرت) کا سامان کر (خیرات دے) اور دنیا میں جو تیرا حصہ ہے اس کو مت بھول[۹] اور جیسے

۱؎ مراد وہ لوگ ہیں جو یہودیوں میں سے مسلمان ہو گئے تھے عبداللہ بن سلام وغیرہ یا وہ نصاریٰ جو نجاشی بادشاہ کے پاس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تھے یا وہ نصاریٰ جو نجران یا شام سے آئے تھے، ۲؎ اس کے پیغمبر (ؐ) اور اس کی کتابوں کو مانتے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا انتظار کر رہے تھے جن کی خوشخبری اگلی کتابوں میں ہم پڑھ کر چکے تھے ان کی پیغمبری کا ان کو یقین تھا، ۳؎ جو اگلی اور پچھلی کتاب دونوں پر قائم رہے، ۴؎ اگر کوئی گناہ ان سے سرزد ہو جاتا ہے تو اس کے بعد کوئی نیک کام کرتے ہیں جس سے وہ گناہ مٹ جاتا ہے۔ ۵؎ اس کا خیال نہیں کرتے اور چھچھوروں کی طرح تو تو میں میں پر نہیں آتے، ۶؎ یہ سلام تحیت کا نہیں ہے جو مسلمانوں کو آپس میں کیا جاتا ہے بلکہ رخصت اور ترک ملاقات کا۔ ۷؎ کہتے ہیں حضرت موسیٰ کا چچا زاد بھائی تھا۔ بعضوں نے کہا چچا تھا، بعضوں نے کہا خالہ زاد بھائی نہایت خوبصورت تھا اس کو منور بھی کہتے تھے رازی ؒ نے بنی اسرائیل میں اس سے زیادہ توریت کا کوئی قاری نہ تھا پھر موسیٰ ؑ کے دین سے پھر گیا اور سامری کی طرح منافق بن گیا، ۸؎ یعنی نیک عمل کر تا رہ دنیا میں سے بس یہی تیرے ساتھ جائے گا باقی سب پڑا رہ جائے گا جب لاد چلا بنجارہ، ۹؎ یا بخیلی مت کر کیونکہ اللہ تعالیٰ بخیلوں کو پسند نہیں کرتا یا ظلم مت کر کیونکہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا کہتے ہیں قارون فرعون کی طرف سے ایک ملک کا حاکم ہو گیا تھا وہاں رعیت پر بہت ظلم کیا کرتا، ۱۰؎ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے دنیا میں جو تیرا حصہ ہے اس کو مت بھول یعنی دنیا میں جو تیرے ساتھ جانے والا ہے اس کا خیال رکھ وہ کیا ہے دس گز کپڑا اور دو گز زمین باقی سب چھوڑ جائے گا۔

أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿۷۷﴾ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِن فِئَةٍ يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنتَصِرِينَ ﴿۸۱﴾

اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی اللہ تعالےٰ کے بندوں کے ساتھ احسان کر[1] اور ملک میں دھندہ مت مچا کیونکہ اللہ تعالےٰ دھندہ مچانے والوں کو پسند نہیں کرتا قارون نے جواب دیا کہ میں نے یہ پیسہ اپنے عقل کے زور سے کمایا ہے[2] کیا اس کو یہ نہیں معلوم ہوا کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ایسی قوموں کو تباہ کر دیا جو اس سے زیادہ بوتا اور اس سے زیادہ پونچی رکھتی تھیں[3] اور گناہ گاروں سے ان کے گناہ پوچھے نہ جائیں گے،[4] آخر (ایک روز ایسا ہوا) قارون اپنا جلوس[5] لے کر اپنے لوگوں پر نکلا[6] جو لوگ دنیا کی زندگی چاہتے تھے (ایمان والوں میں سے یا کافر) کہنے لگے کاش ہم کو بھی سامان ملتا جو قارون کو ملا ہے (بھئی) وہ بڑا صاحب نصیب ہے (قسمت والا)۔ اور جن کو (خدا کے پاس سے) علم ملا تھا وہ (ان آرزو کرنے والوں سے) کہنے لگے ارے کمبختو اللہ تعالےٰ کے پاس جو ایمان دار نیک کام کرنے والوں کو ثواب ملے گا۔ وہ اس سے (کہیں) بہتر ہے (وہ باقی ہے نہ فانی) اور یہ ثواب انہی کو ملے گا جو (دنیا کی تنگی اور مصیبت پر) صبر کرتے ہیں[7] پھر ہم نے (خود قارون اور اس کے گھر کو (خزانوں سمیت) زمین میں دھنسا دیا اور کوئی گروہ ایسا نہ تھا جو خدا کے مقابلہ میں اس کی مدد کرتا اور نہ آپ اپنی مدد کر سکا[8]

---

[1] صحیح حدیث میں ہے احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کو اس طرح پوجے جیسے اس کو دیکھ رہا ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنا ہی سہی کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو دیکھ رہا ہے، [2] مردود نے اللہ تعالیٰ کے احسان کا انکار کیا، [3] ہنر لکار ہیا ذ چو بخت بد باشد، مطلب یہ ہے کہ اگلی کئی قومیں اور حکومتیں اور کئی شخص قارون سے بھی زیادہ مالدار اور زوردار گذر چکی ہیں پھر جب تباہی کا وقت آیا تو عقل کہاں گئی انسان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ جو کچھ مال دولت اس کے پاس ہے وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت ہے اس کا شکر کرنا واجب ہے، یہ کہنا کہ ہم نے اپنی لیاقت اور تدبیر سے دولت کمائی ہے بڑی ناشکری ہے ایک دم کے دم میں ساری دولت خاک میں مل جاتی ہے اور پھر عقل اور تدبیر کچھ کام نہیں آتی۔ [4] یعنی ان کو پوچھ کر تھوڑی سزا دی جائے گی بلکہ فرشتے ان کی صورت دیکھ کر سمجھ لیں گے کہ یہ گناہ گار ہیں اور دوزخ میں دھکیل دیں گے بعضوں نے کہا پوچھ تو ان سے ہوگی مگر ایسی پوچھ نہ ہوگی جس میں معافی کی توقع ہو بلکہ ذلیل کرنے اور سزا دینے کے لیے، [5] سواری کا سامان خدمتگار گھوڑے خچر وغیرہ، [6] کہتے ہیں کہتے ہیں اس کی سواری میں چار ہزار خچر ساتھ ہے اور بہت سے گھوڑے سونے چاندی اور ریشمی سامان سے آراستہ۔ [7] اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں آخرت کو اپنا اصل رہنے کا مقام جانتے ہیں اور دنیا میں جس طرح ہو سکا تو زندگی کے چند روز گذار دیتے ہیں شکوہ اور شکایت کا کوئی لفظ زبان پر نہیں لاتے۔ [8] خدا کے عذاب سے اپنے تئیں بچا سکا یا موسیٰؑ اپنا بدلہ لے سکا حدیث میں ہے کہ اس قارون مردود نے ایک فاحشہ عورت کو یہ سمجھایا کہ وہ حضرت موسےٰؑ پر زنا کی تہمت لگائے چنانچہ جب حضرت موسےٰؑ نے اس کو قسم دی تو اس نے کہہ دیا کہ قارون کے بہکانے سے میں نے یہ تہمت کی حضرت موسیٰؑ کو غصہ آیا اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں رو کر دعا کی حکم ہوا کہ تم زمین کو جو کہو گے وہ کرے گی حضرت موسیٰؑ نے کہا اے زمین قارون کو پکڑ وہ ایڑیوں تک دھنس گیا (باقی اگلے صفحہ پر)

وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ ۖ لَوْلَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٢﴾

(القصص، پ٢٠، ع ٨)

اور ایسا ہوا کہ صبح کو (دوسرے روز) جو لوگ ابھی کل اس کا سا (مالدار) ہونا چاہتے تھے یوں کہنے لگے ہائے افسوس (ہم نے بھی کیا آرزو کی تھی) اللہ تعالیٰ تو اپنے جس بندے کو چاہتا ہے فراغت سے روزی دیتا ہے[1]۔ اگر اللہ کا ہم پر احسان نہ ہوتا تو (قارون کی طرح) ہم کو بھی دھنسا دیتا[2] ہائے افسوس کافر (کبھی) نپٹ نہیں سکتے[3]۔

٨٤۔ وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ ﴿٣٩﴾ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٠﴾

(العنكبوت، پ٢٠، ع ٤)

اور قارون اور فرعون اور ہامان (کو بھی ہم نے برباد کیا) اور ان کے پاس موسیٰؑ کھلی نشانیاں لے کر آیا پر وہ ملک میں اکڑتے ہی رہے (اللہ تعالیٰ کو نہ مانا) اور ہم سے بچ کر آگے نہ جا سکے[4] تو ہم نے (ان لوگوں میں سے جن کا ذکر اوپر ہوا) ہر ایک کو اس کے قصور کی سزا میں پکڑ لیا ان میں سے بعضوں پر تو ہم نے پتھراؤ کیا (لوطؑ کی قوم پر) اور بعضوں کو چنگھاڑ نے آ دابا (ثمود اور مدین والوں کو) اور بعضوں کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا (قارون اور اس کے ساتھیوں کو) اور بعضوں کو ہم نے (پانی میں) ڈبو دیا[5]۔ اور (بات یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ ان پر (کیوں) ظلم کرنے لگا تھا (کہ ناحق ان کو برباد کرتا) مگر وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے[6]۔

٨٥۔ وَكَذَٰلِكَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ ۚ فَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَمِنْ هَٰؤُلَاءِ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ ﴿٤٧﴾ (العنكبوت، پ٢١، ع ٥)

اور (اے پیغمبر) جیسے ہم نے اگلے پیغمبروں پر کتابیں اتاریں اسی طرح تجھ پر بھی ہم نے کتاب اتاری پھر جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی تھی[7] وہ تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور ان (مکہ والوں مشرکوں) میں سے بھی بعضے ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں کو وہی نہیں مانتے جو (اہل کتاب اور مشرکوں میں) ہٹ دھرم ہیں[8]۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) پھر لگا منت کرنے لیکن حضرت موسیٰؑ نے دوبارہ یہی کہا اے زمین اس کو پکڑ وہ گھٹنوں تک دھنس گیا ہوتے ہوتے گردن تک دھنس گیا ہزار منت کرتا رہا لیکن حضرت موسیٰؑ یہی کہتے گئے پکڑ اس کو پکڑ یہاں تک کہ پورا زمین میں سما گیا۔ اس کے ساتھ اس کے لوگ خزانے وغیرہ سب دھنس گئے۔

(حواشی صفحہ ہذا) [1] اسی میں اس کی کچھ حکمت ہے۔ [2] یہ ہمارا سمجھنا غلط نکلا کہ جو مالدار ہے اللہ تعالیٰ کا احسان اسی پر ہے۔ [3] ایک نہ ایک روز اپنے کفر کی شامت میں ضرور پھنسیں گے۔ [4] ہم نے ان کو پکڑ لیا اور مار ڈالا۔ [5] نوح علیہ السلام کی قوم اور فرعون اور اس کے ساتھیوں کو۔ [6] طرح طرح کے گناہوں اور شرک میں مبتلا تھے اللہ تعالےٰ نے پیغمبروں کو سمجھانے کے لیے بھیجا ان کی بھی نہ سنی۔ [7] یہود اور نصاریٰ میں سے۔ [8] ان میں انصاف کی بو نہیں اپنے کفر پر اڑے ہوئے ہیں مراد کعب بن اشرف وغیرہ ہیں یہودیوں میں سے اور ابوجہل وغیرہ مشرکوں میں سے جو خواہ مخواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت اور مخالفت پر تلے ہوئے تھے۔

۸۶۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُن فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ ۖ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿۲۳﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ﴿۲۴﴾ (السجدة پ۲۱ ع ۳)

اور ہم موسیٰ کو کتاب (تورات شریف) دے چکے ہیں تو اے پیغمبر! تو اس کے ملنے میں شک نہ کر[1]۔ اور ہم نے توریت کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کیا اور جب بنی اسرائیل کے لوگوں نے (کافروں کی ایذا دہی پر) صبر کیا تو ہم نے ان کو (دین کا) پیشوا بنایا[2] اور ہمارے حکم سے ایمان کا رستہ بتلاتے تھے اور ہماری آیتوں کا یقین رکھتے تھے۔

۸۷۔ وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُم مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن صَيَاصِيهِمْ ﴿۲۶﴾ (الاحزاب پ۲۱ ع ۳)

اور اہل کتاب (بنی قریظہ کے یہودیوں) کو جنہوں نے (عہد شکنی کر کے) مشرکوں کی مدد کی تھی، ان کو قلعوں سے اتار لایا۔

۸۸۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا ﴿۷۰﴾ (الاحزاب، پ۲۲، ع ۹)

مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جنہوں نے موسیٰ کو ستایا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو اس (عیب) سے جو وہ کہتے تھے پاک کر دکھایا۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک موسیٰ عزت دار تھا[3]۔

۸۹۔ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿۱۱۶﴾ وَآتَيْنَاهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنَاهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۱۹﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَ

اور موسیٰؑ اور ہارونؑ پر بھی (ان کو پیغمبری دے کر) احسان کر چکے ہیں اور اُن کو اور اُن کی قوم (بنی اسرائیل) کو ہم نے بڑی سختی سے بچا دیا[4]۔ اور ہم نے ان کی مدد کی تو (رہا تو وہ مغلوب تھے) پھر وہی غالب بن گئے[5]۔ اور ہم نے ان دونوں کو کھلی کتاب دی[6]۔ اور ہم نے ان دونوں کو سیدھے رستے پر لگایا اور ان دونوں کا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں ہم نے باقی رکھا[7] (سب کہتے ہیں) سلام ہے موسیٰ اور ہارون پر ہم نیکوں کو بے شک

[1] ایک روز تیری ملاقات موسیٰؑ کے ساتھ ضرور ہوگی یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا پورا ہوا شب معراج میں آسمان پر یا بیت المقدس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰؑ سے ملے بعضوں نے کہا ترجمہ یوں ہے موسیٰؑ کو ہم نے کتاب دی لیکن لوگوں نے اس کو جھٹلایا اور ستایا تو بھی اس میں شک نہ کر تجھ کو بھی لوگ ضرور ستائیں گے اور جھٹلائیں گے، بعضوں نے کہا ترجمہ یوں ہے موسیٰؑ کو ہم نے کتاب دی تو شک مت کر تجھ کو بھی کتاب ملے گی یعنی قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے معراج کی رات میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا ایک حدیث میں ہے میں نے موسیٰؑ کو دیکھا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ [2] معلوم ہوا کہ صبر کا بدلہ یہ ہے کہ آدمی کو سرداری ملتی ہے، [3] یہ آیت اس وقت اتری جب مسلمانوں نے آنحضرتؐ کو ستایا زید بن محمد کہا کرتے تھے بعضوں نے کہا آپؐ نے ایک بار لوٹ کا مال تقسیم کیا ایک شخص کہنے لگا اس تقسیم میں خدا کی رضامندی مقصود نہ تھی آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰؑ پر رحم کرے وہ مجھ سے زیادہ ستائے گئے مگر انہوں نے صبر کیا موسیٰؑ پر لوگوں نے یہ طوفان جوڑا کہ ان کو فتق کا عارضہ ہے یا برص ہے جب تو وہ چھپ کر نہاتے ہیں ایک روز پتھر پر کپڑے رکھ کر نہانے لگے اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ پتھر کپڑے لے کر بھاگا حضرت موسیٰؑ ننگے اس کے پیچھے دوڑے بنی اسرائیل نے دیکھ لیا کہ ان میں کوئی عیب نہیں ہے بعضوں نے کہا یہ طوفان جوڑا کہ انہوں نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو مار ڈالا۔ [4] فرعون کے ظلموں سے، [5] فرعون اور اس کی قوم کے لوگ قبطی جو غالب تھے مغلوب ہو گئے۔ [6] توریت شریف جس میں صاف صاف خدا کے حکم موجود تھے، [7] یہود اور نصاریٰ اور مسلمان سب اس کو مانتے ہیں۔

هٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۲۲﴾ (الصافات، پ ۲۳، ع ۴)

ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں (جیسے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو دیا) بے شک وہ دونوں ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھے۔

۹۰- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۚ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

اور ہم تو موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں اور کھلی دلیل (تورات شریف) دے کر فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف بھیج چکے ہیں انہوں نے (موسیٰ کو) جھوٹا جادوگر بتلایا[1]۔ جب موسیٰ ہمارے یہاں سے سچا دین لے کر ان کے پاس پہنچا تو وہ کہنے لگے جو لوگ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے ہیں ان کے بیٹوں کو تو مار ڈالو اور جو عورت ذات ہوں ان کو جیتا چھوڑ دو[2]۔ اور (یہ نہ سمجھے) کہ کافروں کا کوئی داؤں ہو[3] پٹ پڑے گا (غلط ہوگا)، اور (جب فرعون کی ایک نہ چلی تو) کہنے لگا مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کروں[4] اور موسیٰ اپنے مالک کو پکارے[5]۔ مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہیں موسیٰ تمہارے دین کو بدل دے یا ملک میں کوئی فساد کھڑا کردے[6]۔ اور موسیٰ نے (جب فرعون کی یہ دھمکی سنی تو) کہا میں تو ہر مغرور سے جس کو حساب کے دن کا یقین نہیں اپنے مالک اور تمہارے (سچے) مالک کی پناہ لیتا ہوں[7]۔ اور فرعون کے رشتہ داروں میں ایک مرد ایمان دار تھا لیکن ظاہر میں (فرعون سے) اپنا ایمان چھپاتا تھا یوں کہنے لگا[8] بھلا یہ کون سا انصاف ہے تم ایک شخص کو اتنی بات پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا مالک خدا

[1] حالانکہ فرعون اور ہامان نے موسیٰ کو جھٹلایا تھا لیکن چونکہ قارون کا بھی خاتمہ کفر پر ہوا ان کو بھی جھٹلانے والوں میں شریک کردیا، [2] اس طرح سے چند روز میں ان کی نسل تباہ ہو جائے گی اور ان کا دین بھی مٹ جائے گا۔ [3] کہتے ہیں فرعون کے درباری فرعون کو منع کرتے تھے کہ موسیٰ کو قتل نہ کرے ایسا نہ ہو کہ کوئی عذاب اترے بعضوں نے کہا فرعون مردود خود حضرت موسیٰ کے قتل سے ڈرتا تھا مگر ظاہر میں اپنی بہادری جتلانے کے لیے یہ بہانا کیا کہ میرے درباری ان کے قتل کی رائے نہیں دیتے، [4] جس نے اس کو بھیجا ہے وہ اس کی مدد کرتا ہے یا نہیں، [5] بے دین ملحد لوگ شرک مٹانے اور توحید پھیلانے کو بھی فساد سمجھتے ہیں حالانکہ توحید پھیلانا درحقیقت فساد کو مٹاتا ہے، [6] حساب کے دن سے قیامت کا دن مراد ہے یعنی جس کو عاقبت کا ڈر نہیں اس سے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں حضرت موسیٰ نے فرعون کا نام نہیں لیا نام لینے سے کیا فائدہ مطلب ادا کردیا، [7] کہتے ہیں یہ مرد قبطی تھا فرعون کا چچا زاد بھائی حضرت موسیٰ کے ساتھ ڈوبنے سے بچ گیا اسی نے حضرت موسیٰ کو آن کر خبر دی تھی کہ درباری لوگ تجھ کو مار ڈالنا چاہتے ہیں تو بھاگ جا بعضوں نے کہا یہ بنی اسرائیل کا ایک شخص تھا اس کا نام حبیب یا شمعان یا خزقیل یا جبرائیل تھا اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ اگر جان کا ڈر ہو تو آدمی اپنا ایمان چھپا سکتا ہے یعنی تقیہ کر سکتا ہے عمار بن یاسر نے بھی مشرکوں کے ڈر سے تقیہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا اگر پھر ایسا موقع آن پڑے تو پھر کر، [8] چلنے والا نہیں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ضرور الخ۔

مِنْ رَّبِّكُمْ ۖ وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ۖ وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ يَا قَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِينَ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ بَأْسِ اللَّهِ إِنْ جَاءَنَا ۚ قَالَ فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۗ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ

ہے حالانکہ وہ تمہارے مالک کی طرف سے تمہارے پاس نشانیاں بھی لے کر آیا ہے[1] اور اگر (بالفرض) وہ جھوٹا ہو تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا اور اگر (کہیں) وہ سچا ہوا تو پھر تو وہ جس (عذاب) کا تم سے وعدہ کرتا ہے اس میں سے کچھ نہ کچھ تو تم پر (ضرور) آن پڑے گا[2] بیشک جو بے لحاظ (حد سے بڑھ جانے والا) جھوٹا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کبھی راہ پر نہیں لاتا[3]۔ بھائیو آج تو تمہارا راج ہے اور ملک میں تم غالب ہو (تمہارا ہی بول بالا ہے) لیکن (کل کو) اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب ہم پر آن موجود ہوا تو ہماری مدد کون کریگا[4]۔ فرعون کہنے لگا (دیکھو) میں تو تم کو وہی (بات) سمجھاتا ہوں جو میں (مناسب) سمجھتا ہوں (موسیٰ کو قتل کر دوں) اور میں تم کو وہی راہ بتلاتا ہوں جس میں (تمہاری) بہتری ہے[5]۔ اور وہ شخص جو (دل میں) ایمان لا چکا تھا (پھر) بولا بھائیو میں ڈرتا ہوں (کہیں) تم کو اگلی امتوں کا سا برا دن (نصیب نہ ہو) جیسے نوحؑ کی قوم اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد والوں کا حال ہوا[6] اور اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا[7] اور بھائیو! میں ڈرتا ہوں ہانک پکار (قیامت) کے دن تمہارا کیا حال ہو گا[8]۔ جس دن تم پیٹھ موڑ کر (حشر کے میدان سے) بھاگو گے اُس دن اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے کوئی تمہارا بچانے والا نہ ہو گا اور جس کو اللہ تعالیٰ بھٹکا دے اس کو کوئی راہ پر نہیں لا سکتا اور تمہارے پاس (موسیٰ سے) پہلے یوسفؑ پیغمبر

[1] اس کا دعویٰ بے دلیل بھی نہیں ہے اس پر اس کو مارنا کونسا انصاف ہے جب عقبہ بن ابی معیط ملعون نے کپڑا پیچھے سے ڈال کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گلا گھونٹا آپؐ نماز پڑھ رہے تھے تو ابو بکر صدیق آئے اور عقبہ کو دھکیل دیا اور یہی آیت پڑھی اتقتلون رجلا اخیر تک۔ [2] حالانکہ وہ شخص مومن تھا اور مومن کو پیغمبر کے سچے ہونے میں شک نہیں ہوتا مگر جن کو وہ سمجھا رہا تھا وہ مومن نہ تھے تو اس طرح سے سمجھایا حقیقت میں بے دینوں کے قائل کرنے کا یہ عمدہ طریق ہے فرض کیا کہ آخرت میں عذاب ثواب کچھ نہیں تو مومن کا کچھ نقصان نہیں اور اگر ہوا تو پھر کافروں کی مٹی خراب ہے اس لیے احتیاط اور دور اندیشی اسی میں ہے کہ اگر کوئی دلیل بھی نہ ہو تب بھی آخرت کو مان لیا جائے اور بُرے کاموں سے پرہیز کیا جائے۔ [3] اس کا کام اور مقصد پورا نہیں ہونے دیتا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر موسیٰؑ جھوٹا ہے تو خود بخود اس کا جھوٹ کھل جائے گا ناحق خون کرنے سے کیا فایدہ اور جو وہ سچا ہے اور تم لوگ بے لحاظ جھوٹے ہو تو تم جھوٹے ہو گے اور موسیٰؑ کا ضرور غلبہ ہو گا [4] اس لیے خیر اسی میں ہے کہ موسیٰؑ کو قتل نہ کرو پڑا رہنے دو جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہے وہ ہو گا۔ [5] اب آیندہ تمہارا اختیار ہے مانو نہ مانو۔ [6] انہوں نے تمہاری طرح اپنے پیغمبر کو جھٹلایا یا اس کو مارنے اور ستانے کے درپے ہوئے آخر ان پر عذاب اترا سب کے سب تباہ ہو گئے۔ [7] کہ بے قصور ان کو تباہ کر دے بلکہ وہ قصور پر قصور کئے جاتے ہیں اور پروردگار درگذر کرتا جاتا ہے جب حد سے بڑھ جاتے ہیں اس وقت عذاب اترتا ہے۔ [8] قیامت کے دن جنتی دوزخیوں کو دوزخی جنتیوں کو چیلیے گروہ گروہ چیلوں کو پکاریں گے اس لیے اس کو ہانک پکار کا دن کہا۔

قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٌ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۖ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ ﴿٣٦﴾ أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا ۚ وَكَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ﴿٣٧﴾ وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ﴿٣٨﴾ يَا قَوْمِ إِنَّمَا هَٰذِهِ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ

نشانیاں لے کر آچکا ہے[۱] پھر وہ جو تمہارے پاس لے کر آیا تھا دین کی باتیں اس میں تم شک ہی کرتے رہے جب وہ مرگیا تو تم کہنے لگے[۲] اب اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی پیغمبر ہرگز نہیں بھیجنے کا[۳]۔ جو لوگ حد سے بڑھ گئے ہیں اور شک میں پڑے ہیں ان کو اللہ تعالے اسی طرح بھٹکا دیتا ہے ان کے پاس کوئی سند تو نہیں آتی اور خدائے تعالے کی آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک اُن کے یہ جھگڑے بہت بُرے ہیں جو کوئی غرور والا اینٹھو ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر اسی طرح مہر لگا دیتا ہے[۴]۔ اور فرعون نے اپنے وزیر ہامان سے، کہا ہامان تو میرے لیے ایک اونچا محل بنا شاید میں ان رستوں تک جا پہنچوں جو آسمان کے رستے ہیں پھر موسیٰؑ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں[۵] اور میں تو اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں[۶] اور اسی طرح فرعون کو اس کے بُرے کام بھلے کر دکھائے گئے تھے[۷] اور سیدھی راہ (توحید) سے وہ روک دیا گیا تھا اور فرعون کا داؤں خراب ہونے ہی والا تھا۔ اور وہ شخص جو دل میں ایمان دار تھا کہنے لگا بھائیو! میرے کہنے پر چلو میں تم کو ٹھیک رستہ بتلا دوں گا بھائیو! یہ دنیا کی زندگی (چند روز کا) مزہ ہے اور ہمیشہ رہنے کا گھر تو آخرت تو

---

۱ حضرت یوسفؑ نے مصر والوں کو بہت سمجھایا پر انہوں نے دین کی باتوں میں ان کا کہنا نہ مانا گو بادشاہ نے ان کا علم و فہم دیکھ کر اپنا وزیر کر دیا تھا۔ ۲ یوسف علیہ السلام کا جھگڑا تو مٹ گیا۔ ۳ مطلب یہ ہے کہ جب تک یوسفؑ زندہ رہے ان کی پیغمبری سے انکار کرتے رہے ان کے مرے بعد اور زیادہ کفر میں بڑھ گئے کہنے لگے اب آیندہ کوئی پیغمبر نہیں آنے کا۔ ۴ یہ اشارہ ہے فرعون کی طرف وہ بھی مغرور اینٹھو تھا۔ مہر لگا دینے سے مطلب یہ ہے کہ حق بات اس کے دل پر اثر نہیں کرتی۔ ۵ یعنی موسیٰؑ جو کہتا ہے کہ میرا خدا آسمان پر ہے یہ اس کا کہنا جھوٹ ہے آسمان پر کوئی خدا نہیں اگر ہے تو اس اونچے محل سے ضرور دکھلائی دے گا جو آسمان پر خدا ہونے کے منکر ہیں وہ بھی فرعون کے ہم مشرب ہیں باقی تمام اہلحدیث اور امام سب اس پر متفق ہیں کہ پروردگار عالم آسمان کے اوپر اپنے عرش پر ہے امام ابوالحسن اشعری جو اہلسنت کے پیشوا ہیں فرماتے ہیں کہ فرعون نے موسیٰؑ کی اسی بات کو جھٹلایا کہ ان کا خدا آسمان پر ہے۔ ۶ شیطان نے اس کی نظر میں بُرے کام یعنی شرک اور کفر اس واسطے اچھے کر دکھائے تھے۔ ۷ کیونکہ وہ تھا مکار وہ چاہتا تھا کہ لوگوں کو سچے خدا کا پوجا نہ کرنے دے اپنا پوجا کرانا رہے ایسے شخص کی تدبیر چل نہیں سکتی ایک دن ضرور ذلیل اور خوار ہوتا ہے اور اس کا جھوٹ اور فریب کھل جاتا ہے۔ ۸ فرعون تو مصر کا بادشاہ تھا وہ اتنا نادان نہیں ہو سکتا کہ محل پر چڑھ کر آسمان تک پہنچ جانے کی امید رکھے مگر یہ اس نے مسخرہ پن سے کہا اپنی قوم کے نادانوں کو تسلی دینے کے لیے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کا خدا آسمان پر ہے جیسے موسیٰؑ کہتا ہے تو شاید اس اونچے محل سے نظر پڑے بعضوں نے کہا فرعون خود اتنا نادان تھا۔

الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿٣٩﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٤٠﴾ وَيَا قَوْمِ مَا لِي أَدْعُوكُمْ إِلَى النَّجَاةِ وَتَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ ﴿٤١﴾ تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ بِاللَّهِ وَأُشْرِكَ بِهِ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَأَنَا أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ ﴿٤٢﴾ لَا جَرَمَ أَنَّمَا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ﴿٤٣﴾ فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ ۚ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿٤٤﴾ فَوَقَاهُ اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا ۖ وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ ﴿٤٥﴾ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا ۖ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ

ہے[1]۔ جو بُرا کام کرے گا اس کو ویسا ہی بدلہ ملے گا اور جو کوئی مرد یا عورت اچھا کام کرے ایمان کے ساتھ تو ایسے ہی لوگ بہشت میں جائیں گے وہاں بے حساب روزی پائیں گے۔ اور بھائیو بتلاؤ تو سہی یہ کیا بات ہے، میں تو تم کو دوزخ کی آگ سے چھڑانا چاہتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخ کی طرف بُلا رہے ہو[2]۔ تم مجھے اس لیے بلاتے ہو کہ میں اللہ سبحانہ وتعالےٰ کا انکار کروں، اور جس کو میں نہیں جانتا اس کو خدا تبارک وتعالےٰ کا شریک بناؤں[3]۔ اور میں تم کو اس خدا تبارک وتعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں جو زبردست ہے بڑی بخشش والا بیشک تم جس کی طرف مجھ کو بلاتے ہو (جھوٹے معبود کی طرف) وہ نہ دنیا میں (کسی کو) بلا سکتا ہے[4] اور نہ آخرت میں اور بے شک ہم کو (مرے پیچھے) اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور بے شک جو لوگ حد سے بڑھ گئے ہیں[5] وہ دوزخی ہیں غرض جو میں تم سے کہہ رہا ہوں آگے چل کر اس کو یاد کرو گے[6] اور میں تو اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرتا ہوں بیشک وہ (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے[7] آخر اللہ تعالیٰ نے اس ایماندار شخص کو تو اُن کے بُرے مکروں سے بچا لیا[8] اور فرعون والوں پر بُرا عذاب الٹ پڑا[9] (ڈوبے تو سمندر میں لیکن) صبح اور شام ان کو دوزخ کی آگ دکھلائی جاتی ہے[10]۔ اور جس دن قیامت برپا ہوگی[11]

[1] بزرگوں کا قول ہے کہ اگر دنیا سونے کی ہوتی اور آخرت مٹی کی تب بھی آخرت بہتر ہوتی کیونکہ آخرت باقی ہے اور دنیا فانی ہے۔ [2] تم کو توحید کی طرف بلاتا ہوں کہ تم کو بہشت ملے دوزخ سے نجات ہو اور تم مجھے شرک میں پھنسانا چاہتے ہو جس کا انجام دوزخ ہے، [3] یعنی جس کے شریک ہونے کی کوئی دلیل مجھ کو معلوم نہیں اس کو خدا تعالیٰ کا شریک بناؤں، [4] یا نہ کسی کی دنیا میں دعا قبول کر سکتا ہے الخ۔ [5] کفر اور شرک میں بڑھ گئے ہیں، [6] کسی نے ہم کو نصیحت کی تھی، [7] وہ خوب جانتا ہے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر، [8] حضرت موسیٰؑ کے ساتھ وہ دریا سے پار ہو گیا، [9] ان کی بری گت ہوئی سب کے سب سمندر میں ڈوب گئے، [10] صحیحین میں حدیث ہے جب آدمی مر جاتا ہے تو صبح اور شام اس کا ٹھکانا اس کو بتلا دیا جاتا ہے بہشتی ہے تو بہشت میں دوزخی ہے تو دوزخ میں اور اس سے کہا جاتا ہے یہ قیامت میں جی اٹھنے کے بعد تیرا ٹھکانا ہے اس آیت سے قبر کا عذاب ثابت ہوتا ہے اور دوسری آیت اغرقوا فادخلوا نارا کا یہی مضمون ہے جو نوح علیہ السلام کی قوم میں وارد ہوئی ہے اور عذاب قبر کے باب میں اتنی حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ ان کا مضمون متواتر ہو گیا ہے اور امام سیوطی نے شرح الصدور میں ان کو جمع کیا ہے اور جو کوئی عذاب قبر کا انکار کرے وہ بدعتی گمراہ ہے بلکہ اس پر کفر کا خوف ہے، [11] یہ عذاب تو ان کے ڈوبنے سے قیامت تک ہوتا رہے گا، [12] اس دن ہم فرشتوں کو حکم دیں گے،

اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ (المومن، پ۲۴، ع ۳، ۴، ۵)

فرعون والوں کو سخت سے سخت عذاب میں لے جاؤ۔[1]

۹۱- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ (المومن، پ۲۴، ع ۶)

اور ہم موسیٰ کو راہ دکھانے والی (کتاب) دے چکے ہیں اور بنی اسرائیل کو کتاب (توراۃ شریف) کا جو عقل مندوں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے وارث کر چکے ہیں۔

۹۲- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ (حم، السجدۃ، پ۲۴، ع ۶)

اور ہم تو اس قرآن سے پہلے موسیٰ کو کتاب دے چکے ہیں پھر اس میں اختلاف ہوا[2] اور اگر تیرا مالک ایک بات نہ فرما چکا ہوتا تو اب تک کب کا ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا (سب تباہ ہو جاتے) اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کو قرآن میں شک در شک ہے۔[ع۵]

۹۳- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ؗ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾

اور ہم تو موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیج چکے ہیں تو موسیٰ نے کہا میں اس کا بھیجا ہوا ہوں جو سارے جہان کا مالک ہے۔ جب موسیٰ ہماری نشانیاں لے کر ان کے پاس پہنچا دیکھا تو وہ ہنسی میں اڑاتے ہیں[3]۔ اور ہم ان کو جو نشانی دکھلاتے تھے وہ پہلی نشانی سے (جس کو وہ دیکھ چکے تھے) بڑھ کر ہوتی اور ہم نے ان کو عذاب میں (بھی) گانٹھا اس لیے کہ وہ (اپنے کفر سے) باز آئیں[4] اور (جب ان پر عذاب آتا تو) کہتے اور جادوگر تیرے مالک نے جس طرح تجھ سے وعدہ کیا ہے[5] ہمارے لیے دعا کر (اگر عذاب اٹھ جائیگا تو) ہم بیشک راہ پر آجائیں گے پھر جب ہم ان پر سے عذاب اٹھا لیتے تو وہ اسی وقت اپنا اقرار توڑ ڈالتے[6]

[1] حدیث میں ہے کہ مسلمان ہو یا کافر جو کوئی نیکی کرے اس کو بدلہ ملتا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کافر کو کیا بدلہ ملتا ہے آپ نے فرمایا اس کو دنیا میں دولت ملتی ہے تندرستی عطا ہوتی ہے اولاد عنایت ہوتی ہے پھر لوگوں نے عرض کیا آخرت میں اس کو کیا بدلہ ملے گا آپ نے فرمایا آخرت کا عذاب بھی کوئی ہلکا کوئی سخت پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب صحیح حدیث میں ہے کہ سب سے ہلکا عذاب قیامت کے دن ابوطالب کو ہوگا ان کو آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی جس سے ان کا بھیجا پکتا رہے گا۔ [2] کسی نے مانا کسی نے نہ مانا ایسا ہی قرآن کو بھی کوئی مانتے ہیں کوئی نہیں مانتے تو رنج کیوں کرتا ہے، [3] حضرت موسیٰ اور ان کے معجزوں پر لگے ٹھٹھے مارنے، [4] کہیں قحط پڑا کہیں طوفان کہیں ٹڈیاں کہیں جوئیں کہیں مینڈک کہیں خون یہ سب آفتیں ایک کے بعد ایک اس لیے آئیں کہ خواب غفلت سے بیدار ہوں شرک سے توبہ کریں سچے خدا کی طرف رجوع ہوں، [5] کہ جب لوگ ایمان لے آئیں گے تو میں عذاب اٹھا لوں گا، [6] موسیٰ کی ایک نہ سنتے اسی کفر پر قائم رہتے، [ع۵] کہ قیامت میں ان کا [ع۵] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں یہودیوں کو توریت میں شک در شک ہے یعنے ایک شک تو اس میں کہ قرآن اللہ تعالے کا کلام ہے اگر نہ ہو تو اس میں بھی شک ہے کیونکہ ایسا عمدہ کلام ایک ان پڑھ شخص کیوں کر بنا سکتا ہے۔

وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِن تَحْتِي ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿۵۱﴾ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ﴿۵۲﴾ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِّن ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّا آسَفُونَا انتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِّلْآخِرِينَ ﴿۵۶﴾

(الزخرف، پ۲۵، ع ۵)

اور فرعون نے اپنے لوگوں میں یہ منادی کرائی بھائیو کیا مصر کا بادشاہ میں نہیں ہوں اور (تم دیکھتے ہو) نہریں میرے (محل کے) تلے پڑی بہ رہی ہیں کیا تم کو سوجھتا نہیں[۱] میں اس شخص سے (موسےٰؑ سے) جو ذلیل (آدمی) ہے برابر بات نہیں کر سکتا ان کی زبان میں لکنت تھی کہیں بہتر ہوں[۲] (اگر سچ مچ خدا کا بھیجا ہوا ہے) تو اس پر سونے کے کنگن (آسمان) کیوں نہیں ڈالے گئے۔ یا نیز فرشتوں کو تو ساتھ ہو کر اس کے ساتھ آنا تھا۔[۳] آخر فرعون نے (ایسی ایسی باتیں بنا کر) اپنی قوم کو پھسلا لیا (اُلو بنا لیا) انہوں نے اس کا کہنا مان لیا (موسیٰؑ کا کہنا نہ سُنا) بے شک وہ نافرمان (شریر) لوگ تھے جب انہوں نے ہم کو غصہ دلایا[۴] تو ہم نے اُن سے بدلہ لیا ان سب کو (سمندر میں) ڈبو دیا اور ہم نے ان کو گئے گزرے کر دیا اور پچھلوں کے لیے عبرت بنا دیا[۵]

۹۴- وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿۱۷﴾ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۸﴾ وَأَن لَّا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي آتِيكُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿۱۹﴾ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَن تَرْجُمُونِ ﴿۲۰﴾ وَإِن لَّمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ﴿۲۱﴾ فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُونَ ﴿۲۲﴾ فَأَسْرِ

اور ان (عرب کے کافروں) سے پہلے ہم فرعون کی قوم والوں کو جانچ چکے ہیں اور ان کے پاس عزت والا پیغمبر (موسیٰؑ) آچکا ہے (اس نے کہا) اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو میں (خدا کا) بھیجا ہوا اعتباری تمہارے پاس آیا ہوں اللہ سے مت اینٹھو (شرارت نہ کرو) میں تم کو ایک کھلی دلیل بتلاتا ہوں اور (تم مجھ پر پتھراؤ کرو) اس سے میں اپنے مالک اور تمہارے مالک کی پناہ مانگتا ہوں[۶] اور اگر تم میرا کہنا نہیں مانتے تو (خیر) مجھ سے الگ تو رہو[۷] آخر موسیٰؑ نے اپنے مالک سے دعا کی (پروردگار) یہ لوگ (بڑے) شریر لوگ ہیں (ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا) تو راتوں رات

---

[۱] موسیٰؑ ایک فقیر محتاج آدمی ہے اور میں اتنا بڑا بادشاہ سارے مصر کا حاکم میرے پاس پانی کی یہ کثرت ہے کہ مکان کے تلے نہریں بہ رہی ہیں، [۲] تو میرا کہا تم کو ماننا چاہیے یا اس کا۔ [۳] قبطیوں میں یہ رسم تھی کہ ان میں عزت والے مالدار لوگ ہاتھ میں سونے کے کنگن یا کڑے پہنا کرتے مطلب یہ ہے کہ نہ تو موسیٰ علیہ السلام مالدار ہے اور نہ کچھ زور رکھتا ہے اگر فرشتوں کی فوج ساتھ ہوتی تو خیر زور نہیں زور ہی ہوتا [۴] ہمارے پیغمبرؑ کو جھٹلایا کسی طرح شرارت سے باز نہ آئے [۵] یعنی آنے والی قوموں کے لیے ان کا واقعہ ایک عبرت ناک قصہ رہ گیا۔ حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو جو وہ چاہے عنایت کرے اور وہ گناہوں میں مصروف ہو تو اللہ تعالیٰ کا استدراج (یعنی مکر) ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی، طاؤس نے کہا میں عبداللہ کے پاس تھا ناگہانی موت کا ذکر آیا انہوں نے کہا مومن پر یہ تخفیف ہے اور کافروں کے لیے یہ حسرت ہے، [۶] فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو ڈرایا کہ میں تجھ کو سنگسار کر ڈالوں گا یا گالیاں دوں گا اس وقت حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی [۷] یعنی میرے قتل کے درپے کیوں ہوتے ہو مجھے پڑا رہنے دو،

بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّکُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿۲۷﴾ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾ (الدخان، پ۲۵، ع ۱، ۲)

میرے بندوں کو لے کر چل دے کیونکہ (فرعون کے لوگ) تمہارا پیچھا کریں گے (تو تم آگے بڑھ جاؤ) اور سمندر کو تھما ہوا چھوڑ دے[1] کیونکہ یہ (فرعون کا) لشکر ڈوبایا جائے گا۔[2] یہ (فرعون کے) لوگ کتنے باغ اور چشمے اور کھیت اور عمدہ مکانات اور آرام کے سامان جن میں مزے اڑاتے تھے چھوڑ مرے اس طرح (ہم نے ان کو نکالا) اور دوسرے لوگوں کو اس (سب سامان) کا وارث کر دیا۔[3] اور ان پر نہ آسمان رویا نہ زمین روئی[4] اور نہ ان کو (ذرا بھی) مہلت ملی۔[5] اور ہم بنی اسرائیل کو فرعون کے ذلت دینے والے عذاب[6] سے نجات دے چکے ہیں۔[7] بے شک وہ اینٹھو (مغرور) حد سے بڑھا ہوا تھا۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو (ان کے زمانے میں) جان بوجھ کر سارے جہان کے لوگوں پر بزرگی دی تھی۔ اور ہم نے ان کو ایسی نشانیاں دی تھیں۔ جن میں کھلا ہوا احسان تھا۔

۹۵- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ

اور ہم بنی اسرائیل کو کتاب (توریت شریف) اور حکمت اور نبوت دے چکے ہیں۔[8] اور ہم نے ان کے کھانے کو عمدہ عمدہ چیزیں دیں۔[9] اور (اپنے زمانے میں) ان کو سارے جہان کے لوگوں پر بزرگی دی۔[10] اور دین کی باتیں کھول کر ان سے بیان کر دیں۔

---

[1] حضرت موسیٰؑ جب بنی اسرائیل سمیت سمندر پار ہو گئے تو انہوں نے یہ چاہا کہ اپنی عصا دوبارہ سمندر پر ماریں تاکہ سمندر رل جائے اور فرعون کے لوگ ان کا پیچھا نہ کر سکیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ابھی سمندر کو اسی حال پر رہنے دو، [2] آخر ایسا ہی ہوا فرعون لشکر سمیت اس میں گھسا اور جب سمندر میں آ گئے اس وقت سمندر رل گیا تمام ڈوب گئے، [3] جس ملک میں وہ غلامی کرتے تھے وہیں ساری جائداد کے مالک بن بیٹھے۔ [4] یعنی آسمان اور زمین کے لوگوں میں سے کسی نے ان کی تباہی پر افسوس نہیں کیا، سدیؒ نے کہا جب امام حسینؓ شہید ہوئے تو آسمان ان پر رویا کئی روز تک سرخ رہا حدیث میں ہے کہ ہر ایک بندے کے آسمان پر دو دروازے ہیں ایک میں سے اس کا عمل چڑھتا ہے دوسرے میں سے اس کی روزی اترتی ہے جب وہ مر جاتا ہے تو دونوں دروازے اس پر روتے ہیں پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ فرعون والوں نے کوئی نیک کام نہیں کیا تھا کہ ان کے مرنے پر آسمان ان پر روتا ابن عباسؓ نے کہا مومن کے لیے زمین چالیس دن تک روتی ہے ایک حدیث میں ہے کہ جو مسلمان مسافرت میں مر جاتا ہے اور وہاں اس پر رونے والا کوئی نہیں ہوتا تو آسمان اور زمین اس پر روتے ہیں اور کافر پر نہیں روتے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی، [5] کہ توبہ کر لیتے بلکہ فوراً ڈبو دیے گئے، [6] وہ ذلت کا عذاب یہ تھا کہ فرعون بنی اسرائیل کے لڑکوں کو مار ڈالتا اور لڑکیوں کو لونڈیاں بنا لیتا، [7] جیسے منّ سلویٰ وغیرہ یا ان کے ایمان کی کھلی آزمائش تھی، [8] ان میں بہت سے پیغمبر گذرے ہیں، [9] من اور سلویٰ وغیرہ، [10] ابن عباسؓ نے کہا اس زمانے میں بنی اسرائیل سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی قوم عزت والی نہ تھی۔

بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۱۷﴾ (الجاثیہ پ ۲۵ ع ۲)	انہوں نے (حق بات کو) جان بوجھ کر اس کے بعد آپس کی ضد سے اختلاف کیا۔ بے شک (اے پیغمبر) تیرا مالک قیامت کے دن جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے رہے ان کا فیصلہ کرے گا۔[1]
۹۶- وَمِنْ قَبْلِهِ كِتٰبُ مُوسٰى إِمَامًا وَّرَحْمَةً ﴿۱۲﴾ (الاحقاف پ ۲۶ ع ۲)	حالانکہ قرآن سے پہلے موسیٰؑ کی کتاب اتر چکی ہے جو پیروی کے لائق اور رحمت تھی۔
۹۷- إِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسٰى ﴿۳۰﴾ (الاحقاف پ ۲۶ ع ۴)	ہم ایک کتاب سن کر آئے ہیں جو موسیٰؑ کے بعد اتری ہے۔
۹۸- وَفِي مُوسٰى إِذْ أَرْسَلْنٰهُ إِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهِ وَقَالَ سٰحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿۳۹﴾ فَأَخَذْنٰهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿۴۰﴾ (الذاریات پ ۲۷ ع ۲)	اور موسیٰؑ (پیغمبر) میں بھی ہم نے اپنی قدرت کی نشانی (چھوڑی) جب ہم نے اس کو کھلا ہوا معجزہ دے کر فرعون کی طرف بھیجا اس نے اپنے لشکر سمیت منہ پھیر لیا (موسیٰؑ کا کہنا نہ سنا) اور کہا کہنے لگا موسیٰ جادوگر ہے یا باؤلا ہے آخر ہم نے اس کو اس کے لشکر سمیت دھر پکڑا اور سمندر میں پھینک مارا اور وہ تھا ہی ملامت کے قابل۔[2]
۹۹- وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَأَخَذْنٰهُمْ أَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ (القمر پ ۲۷ ع ۲)	اور فرعون والوں پاس بھی ڈرانے والے (پیغمبر) آ چکے انہوں نے ہماری سب نشانیوں کو جھٹلایا آخر ہم نے ان کو اس طرح سے دھر پکڑا جیسے کوئی زبردست طاقت والا ایک کمزور دشمن کو پکڑتا ہے۔[3]
۱۰۰- لِّئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتٰبِ أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۴۳﴾ (الحدید پ ۲۷ ع ۴)	اس لیے کہ کتاب والے (جو ایمان نہیں لائے) یہ سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر ان کی کچھ نہیں چلتی اور فضل اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے سرفراز فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔[4]
۱۰۱- وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهِ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُونَنِي وَقَدْ تَّعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ ۖ فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللّٰهُ	اور (اے پیغمبر) ان لوگوں کو وہ وقت یاد دلا، جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا بھائیو تم مجھ کو کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم کو یقین ہو چکا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا تمہارے پاس آیا ہوں[6] پھر جب وہ لوگ (موسیٰؑ کی قوم

[1] کہتے ہیں حق بات سے مراد حضرت یوشع کی نبوت ہے یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت بنی اسرائیل خوب پہچان گئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی پیغمبر ہیں جن کے آنے کی حضرت موسیٰؑ نے بشارت دی تھی مگر حسد اور عداوت اور ضد اور نفسانیت سے آپ کے مخالف بن گئے اور دنیا اور آخرت دونوں تباہ کیں۔ [2] انہوں نے انجیل مقدس کا ذکر نہیں کیا کس لیے کہ انجیل کوئی علیحدہ کتاب نہیں ہے اس میں یہی حکم دیا گیا ہے کہ موسیٰؑ کی شریعت پر چلو کچھ اخلاقی نصیحتیں زیادہ ہیں کچھ مثالیں۔ [3] کمبخت خدائی کا دعویٰ کرتا تھا غریب بنی اسرائیل پر کیا کیا ظلم توڑتا تھا۔ [4] دم بھر میں اس کا کچا نکال دیتا ہے۔ [5] اگر ان کی کچھ چلتی ہوتی تو وہ بھی ایمان لا کر دہرا ثواب حاصل کرتے۔ [6] تو چاہیے تھا مجھ کو آرام دینا میری تعظیم کرنا نہ کہ ستانا۔

قُلُوْبَهُمْ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (الصف پ ۲۸ ع ۱)

والے ٹیڑھی چال چلے اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا[۱] اور اللہ تع بدکاروں کو راہ پر نہیں لگاتا[۲]

۱۰۲- قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ (الجمعۃ پ ۲۸ ع ۱)

(اے پیغمبر یہودیوں سے) کہہ دے یہودیو تم جیسے سمجھتے ہو کہ سب لوگوں کو چھوڑ کر ہم ہی اللہ تعالیٰ کے چھیتے (پیارے) ہیں اگر تم سچے ہو تو بھلا موت کی آرزو کرو[۳] اور یہ لوگ (یہودی) اپنے ان (بُرے) کاموں کی وجہ سے جو وہ کر چکے ہیں کبھی موت کی آرزو کرنے والے نہیں اور اللہ تعالیٰ گناہ گاروں کو خوب جانتا ہے۔

۱۰۳- وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝ (الحاقۃ پ ۲۹ ع ۱)

اور فرعون اور اس سے پہلے کے لوگ اور الٹی ہوئی بستیوں والوں (لوط کی قوم) نے گناہ کئے اور اپنے مالک کے پیغمبر کا کہنا نہ سنا آخر اس نے ان کو بھی سخت پکڑا۔

۱۰۴- اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۝ (المزمل پ ۲۹ ع ۱)

(لوگو) جیسا پیغمبر ہم نے فرعون کی طرف بھیجا تھا ویسا ہی تمہارے پاس بھی ایک پیغمبر (یعنے حضرت محمدؐ کو) بھیجا ہے جو (قیامت کے دن) تم پر گواہی دے گا[۴] تو فرعون نے اپنے پیغمبر کا کہنا نہ مانا آخر ہم نے اس کو بڑے وبال میں دھر پکڑا[۵]

۱۰۵- هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۝ وَاَهْدِيَكَ

(اے پیغمبرؐ) کیا تو نے موسیٰ کا قصہ سنا ہے[۶]۔ جب اس کو اس کے مالک نے طویٰ کے میدان میں آواز دی[۷] (اے موسیٰ، فرعون کے پاس جا اس نے بہت سر اٹھا رکھا ہے[۸] اس سے کہہ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ سنور جائے[۹] اور میں تجھ کو تیرے مالک (کی توحید) کا رستہ بتلاؤں

[۱] ان کی سمجھ الٹی کر دی حق بات سے پھر گئے۔ [۲] اس قصے کا تعلق اگلے مضمون سے یہ ہے کہ اللہ نے پیغمبر کو تسلی دی کہ تم پر جو جہاد کا حکم اترا اور لوگ اس حکم کے بجا لانے میں پس وپیش کر رہے ہیں تو اس سے رنجیدہ مت ہو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ بھی اسی قسم کی تکلیفیں اپنی قوم والوں سے اٹھا چکے ہیں۔ [۳] جب جانے کیونکہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کا چہیتا ہو گا وہ دنیا کی جھنجھٹ کو کیوں پسند کرنے لگا وہ تو دل سے یہی چاہے گا کہ کسی طرح دنیا سے چھٹے اور خدا تعالیٰ کے پاس جا کر مزے اڑائے۔ [۴] حضرت موسیٰ نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی ہے اس میں یہی فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ تمہارے بھائیوں میں سے میری طرح کا ایک پیغمبر پیدا کرے گا یعنی صاحب شریعت اور صاحب کتاب حضرت موسیٰ کی شریعت میں بھی جہاد تھا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جہاد کا حکم ہوا۔ [۵] ڈبو کر چھوڑا اس میں قریش کے کافروں کو تنبیہ ہے کہ تم بھی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا نہیں مانتے تمہارا بھی ایک دن وہی حال ہونا ہے جو فرعون بے عون کا ہوا۔ [۶] اس سے غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تسلی دینا ہے کہ کافروں کی تکذیب اور انکار پر گھبرائیں نہیں موسیٰ علیہ السلام کو بھی یہی معاملہ پیش آچکا ہے۔ [۷] طویٰ اس میدان کا نام ہے جو مدین اور مصر کے بیچ میں ہے۔ [۸] خدائی کا دعویٰ کرنے لگا ہے۔ [۹] کفر اور شرک کی پلیدی سے پاک وصاف ہو جائے ابن عباسؓ نے کہا لا الٰہ الا اللہ کہہ لے۔

إِلَىٰ رَبِّكَ فَتَخْشَىٰ ﴿١٩﴾ فَأَرَاهُ الْآيَةَ الْكُبْرَىٰ ﴿٢٠﴾ فَكَذَّبَ وَعَصَىٰ ﴿٢١﴾ ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعَىٰ ﴿٢٢﴾ فَحَشَرَ فَنَادَىٰ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ ﴿٢٤﴾ فَأَخَذَهُ اللَّهُ نَكَالَ الْآخِرَةِ وَالْأُولَىٰ ﴿٢٥﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ ﴿٢٦﴾ (النازعات پ۳۰، ع ۱۴)

پھر تو اس سے ڈرنے لگے[1] موسیٰ گیا اور جا کر فرعون کو سمجھایا موسیٰ نے اس کو بڑی نشانی (بھی) دکھلائی[2] لیکن اس نے (موسیٰ کو) جھٹلایا اور نہ مانا پھر منہ پھیر کر لگا (فساد کی) کوشش کرنے[3] اور (لوگوں) کو جمع کر کے ان سے پکار کر کہنے لگا میں تمہارا سب سے بڑا خدا ہوں[4] آخر اللہ تعالیٰ نے اس کو آخرت اور دنیا دونوں کے عذاب میں دھر پکڑا[5] بے شک جو شخص خدا سے ڈرتا ہے وہ اس قصے سے نصیحت لے گا۔

۱۰۶۔ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ﴿١٧﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ﴿١٨﴾ (البروج، پ۳۰، ع ۱)

(اے پیغمبر) تجھ کو کیا اگلی (کافر) فوجوں فرعون اور ثمود کا قصہ پہنچا ہے[6]

۱۰۷۔ إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ﴿١٠﴾ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ﴿١١﴾ (الاعلیٰ پ۳۰ ع ۱۴)

یہ مضمون اگلی (آسمانی) کتابوں میں یعنے ابراہیم اور موسےٰ کے صحیفوں میں (بھی) موجود ہے[7]

۱۰۸۔ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿١١﴾ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ﴿١٢﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ﴿١٣﴾ (الفجر، پ۳۰، ع ۱)

اور فرعون کے ساتھ (کیا کیا) جو میخوں والا تھا (فوجوں اور لشکروں والا) ان لوگوں نے (دنیا کے) شہروں (میں) دھندہ مچا رکھا تھا۔ اور ان میں بہت فساد مچا رکھا تھا[8] آخر (اے پیغمبر) تیرے مالک نے ان پر اپنے عذاب کا کوڑا پھٹکارا[9]

۱۰۹۔ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿٤﴾ (البینۃ پ۳۰ ع ۱)

اور کتاب والے جو پھوٹ گئے (کوئی اس پیغمبر پر ایمان لائے کوئی نہ لائے) تو یہ پھوٹ انہوں نے دلیل پہنچ جانے کے بعد (ضد اور حسد سے کی)[10]

---

[1] بندگان خدا پر ظلم چھوڑ دے عدل و انصاف کرنے لگے [2] عصا یا ید بیضا، [3] ایسی تدبیروں کی فکر کرنے لگا جن سے موسیٰؑ کو زک ہو اور لوگ ان کا کہنا نہ سنیں، [4] بتوں کو چھوٹا خدا قرار دیا اور اپنے تئیں بڑا اہائے جہالت اور سرکشی، [5] آخرت میں دوزخ کا کندہ ہوگا اور دنیا میں ڈوب کر مرا اس آیت سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ فرعون پاک و صاف ہو کر مرا، [6] ضرور پہنچا ہے پھر کیوں گھبراتا ہے اللہ تعالیٰ نے جیسے ان فوجوں کو غارت کر دیا مکہ کے کافروں کو تباہ کرے گا فرعون سے مراد فرعون اور اس کے ساتھ والے ہیں، [7] ایک حدیث میں ہے کہ یہ سورت ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفوں سے لی گئی ہے یا ان کے صحیفوں میں موجود ہے ابوذرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ اللہ نے دنیا میں کتنی کتابیں اتاریں آپؐ نے فرمایا ایک سو چار کتابیں، [8] کفر اور گناہ، [9] کوئی آندھی سے ہلاک ہوئے کوئی چہنگاڑ سے کوئی ڈبوئے گئے یہ دنیا کے عذاب تھے جو آخرت کے عذاب کے سامنے ایک کوڑے کی مار کی طرح ہلکے ہیں، [10] نہ یہ کہ واقعی ان کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری میں کوئی شبہ تھا وہ تو سب نشانیاں جو اگلی کتابوں میں آپؐ کی بیان کی گئی تھیں خوب جانتے تھے اور ان کے دل میں پورا یقین ہو گیا تھا کہ اخیر زمانہ کے آنے کا وعدہ اگلے پیغمبروں نے فرمایا تھا آپ ہی ہیں مگر حسد اور عناد کی مٹی خراب ہو اس حسد نے ان کو کہیں کا نہ رکھا اور آپس میں پھوٹ پڑ گئی بعضوں نے آپ کو مانا اور بعضوں نے نہ مانا۔

قِصَّةُ إِسْرَائِيلَ يَعْقُوبَ

باب ۶ حضرت یعقوبؑ کا قصہ

۱- أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿١٣٣﴾
(البقرة پ۱ ع ۱۶)

بھلا (یہودیو) کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب علیہ السلام مرنے لگے جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا تم میرے بعد کس کو پوجو گے انہوں نے کہا ہم تیرے اور تیرے باپ دادوں ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق علیہما السلام کے خدا کو پوجیں گے ایک ہی خدا ہے اور ہم اس کے فرماں بردار ہیں[1]

قِصَّةُ عِيسَىٰ وَمَرْيَمَ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَالرَّدُّ عَلَى النَّصَارَىٰ

باب ۱۶ حضرت عیسٰی اور مریم اور زکریا اور یحیٰی علیہم السلام کا ذکر، اور نصارٰی کا رد

۱- وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ﴿٨٧﴾ (البقرة پ۱ ع ۱۱)

اور ہم نے عیسٰی بن مریم کو کھلی نشانیاں دیں[2] اور اس کو ہم نے روح القدس سے مدد دی[3]۔

۲- وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ﴿٢٥٣﴾ (البقرة پ۳ ع ۳۳)

اور ہم نے مریم علیہا السلام کے بیٹے عیسٰی علیہ السلام کو کھلی کھلی نشانیاں دیں[4] اور روح القدس (جبریلؑ) سے اس کی مدد کی[5]

۳- إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا

(اے پیغمبر) وہ وقت یاد کر (جب عمران کی بی بی حنہ بنت فاقوذام نے اپنے پروردگار سے) عرض کیا میرے مالک جو (بچہ) میرے پیٹ میں ہے میں نے اس کو آزاد کر[6] کے تیری نذر کر دیا اب میری یہ نذر قبول کر بیشک تو سنتا جانتا ہے[7]

---

[1] حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے چچا تھے مگر چچا بھی مثل باپ کی ہے یہ آیت اس وقت اتری جب یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ کو معلوم نہیں کہ یعقوب علیہ السلام نے مرتے وقت وصیت کی یہودی رہنے کی، [2] مردے کو جلانا مادرزاد اندھے کو آنکھ دینا کوڑھی کو اچھا کر دینا۔

[3] جبریل علیہ السلام سے یا اسم اعظم سے یا انجیل پاک سے، [4] مردے کو جلا دینا کوڑھی کو اچھا کر دینا اندھے مادرزاد کی آنکھیں روشن کر دینا، [5] وہ ہمیشہ ان کے ساتھ رہتے تھے، [6] یعنی غلام نہیں ہے یا دنیا کے کاموں اور دھندوں سے اس کو آزاد کر کے، [7] شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا اس امت میں دستور تھا کہ بعض لڑکوں کو ماں باپ اپنے حق سے آزاد کرتے پھر تمام عمران کو دنیا کے کام میں نہ لگاتے وہ ہمیشہ گرجا میں رہتے اور وہیں کی خدمت اور مجاوری کرتے نصاریٰ میں اب بھی اس کا رواج ہے مردوں کو مانک اور عورتوں کو نن کہتے ہیں ابن عباسؓ نے کہا عمران کی بی بی نے یہ منت کی کہ ان کا بچہ ہمیشہ گرجا میں رہے اور وہاں عبادت کیا کرے۔

قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۖ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ ۖ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿۳۶﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۖ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۖ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ

پھر (ایسا ہوا) اس نے بیٹی جنی تو کہنے لگی مالک یہ تو میں نے بیٹی جنی اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا جو وہ جنی تھی[1] اور بیٹا (جو اس کی مراد تھی) اس بیٹی کے برابر نہ تھا[2] کہنے لگی میں نے اس کا نام مریم رکھا اور اس کو اور اس کی اولاد کو مردود شیطان (کے شر) سے تیری پناہ میں دیتی ہوں[3] پھر اس کے مالک نے مریم کو اچھی طرح (خوشی سے) قبول کر لیا اور خاصے طور پر اس کو بڑھایا[4] اور اس کو زکریا کے سپرد کیا[5] جب زکریاؑ مریمؑ کے پاس حجرے میں جاتا تو وہاں کھانا (بن فصل کا میوہ) موجود پاتا (ایک دن زکریاؑ نے) پوچھا اے مریم یہ کھانا تیرے پاس کہاں سے آتا ہے[6] مریمؑ نے جواب دیا اللہ تعالےٰ کے پاس سے آتا ہے بے شک اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے[7] اسی جگہ (یا اسی وقت جب حضرت زکریاؑ نے یہ کرامت دیکھی تو) اپنے پروردگار سے دعا کی[8] مالک میرے مجھ کو بھی اپنی درگاہ سے نیک (اور پاکیزہ) اولاد عنایت کر[9] بیشک تو دعا سنتا ہے (اور قبول کرتا ہے) پھر فرشتوں نے

[1] ایک قرات یوں ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو میں نے جنی اس صورت میں یہ جملہ عمران کی بی بی کا کلام ہے، [2] یہ بیٹی لاکھوں بیٹوں سے افضل تھی حدیث میں ہے کہ حضرت مریم تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہیں ان کے پیٹ سے اللہ نے ایسے بڑے پیغمبر کو پیدا کیا یعنی حضرت عیسیٰؑ کو جس کا نام قیامت تک روشن رہے گا، [3] حق تعالیٰ نے عمران کی بی بی کی دعا قبول فرمائی حدیث میں ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کو ہاتھ لگاتا ہے وہ روتا ہوا پیدا ہوتا ہے مگر مریم اور ان کے بیٹے (حضرت عیسیٰؑ) کو شیطان نہ چھو سکا مریمؑ کے معنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والی، [4] یعنی شکل اور اچھی صورت کے ساتھ اور اپنی معرفت اور عبادت میں مصروف کیا کہتے ہیں حضرت مریمؑ ایک دن میں اتنی بڑھتی تھیں جتنا دوسرا بچہ ایک سال میں بڑھتا ہے، [5] زکریا پیغمبر تھے حضرت سلیمانؑ کی اولاد میں جب حضرت مریم کی ماں ان کو بیت المقدس کے مجاوروں کے پاس لے کر آئیں تو پہلے انہوں نے عذر کیا کہ لڑکی کو رکھنے کا دستور نہیں لڑکا ہوتا تو ہم قبول کرتے حضرت مریمؑ کی والدہ نے اپنا خواب ان سے بیان کیا کہ حق تعالیٰ نے اس لڑکی کو قبول فرمایا ہے اور مسجد میں لے جانے کا حکم دیا ہے تب انہوں نے منظور کیا چونکہ حضرت مریمؑ بڑی شریف زادی تھیں سب جھگڑنے لگے ہر ایک کہتا تھا میں اس لڑکی کو پالوں گا حضرت زکریاؑ نے کہا میں زیادہ حقدار ہوں کیونکہ اس لڑکی کی بہن میری جورو ہے انہوں نے نہ مانا اور قرعہ ڈالا قرعہ حضرت زکریا کے نام پر آیا وہ پرورش کرنے لگے اور مسجد کے ایک جانب بالا خانے میں ان کو رکھا سوا حضرت زکریاؑ کے کوئی وہاں نہ جاتا۔ [6] ان کا کھانا پانی تیل وغیرہ لے کر آتے تو کیا دیکھتے کہ حضرت مریمؑ کے پاس جاڑوں کا میوہ گرمی میں اور گرمی کا جاڑے میں دھرا ہوا ہے حالانکہ دروازہ بند رہتا ہے، اور میرے سوا کوئی تمہارے پاس نہیں آتا، [7] اس آیت سے اولیاء اللہ کی کرامت کا ثبوت ہوتا ہے کیونکہ حضرت مریمؑ اللہ تعالیٰ کی ولیہ تھیں کچھ پیغمبر نہ تھیں، [8] ہوا یہ تھا کہ حضرت مریمؑ کی ماں بانجھ تھیں حق تعالیٰ نے ان کو بیٹی دی اور بیٹی بھی ایسی عالی درجہ کی تو حضرت زکریاؑ بھی لاولد تھے ان کو خیال آیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مریمؑ کی ماں کو اولاد دی اور پھر قدرت یوں دکھلائی کہ بن فصل کے میوہ روز بھیجتا ہے تو مجھ کو اولاد دینا اسے کیا مشکل ہے، [9] جیسے تو نے مریمؑ کی بوڑھی بانجھ ماں کو اولاد دی،

اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾

(آل عمران، پ ۳، ع ۴)

زکریا کو آواز دی وہ محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا بے شک خدا تعالیٰ تجھ کو (ایک فرزند یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے کلمہ (عیسیٰ) کی تصدیق کرے گا اور (اپنی قوم) کا پیشوا ہوگا اور حلیم اور بردبار) اور عورتوں سے کچھ سروکار نہ رکھے گا اور پیغمبر ہوگا نیک بندہ زکریا (علیہ السلام) نے عرض کیا مالک میرے لڑکا کہاں سے ہوگا بڑھاپے نے تو مجھ کو بے ڈالا[1] اور میری عورت بانجھ فرمایا اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسی طرح جو چاہے سو کرتا ہے[2] زکریا نے عرض کیا مالک میرے لیے ایک نشانی مقرر کر دے[3] فرمایا نشانی یہ ہے کہ تو تین دن تک لوگوں سے (دنیا کی بات) نہ کرے گا مگر اشارے سے (ہاتھ یا ابرو کے)[4] اور (ان دنوں میں) اللہ تعالیٰ کی یاد بہت کر اور صبح اور شام نماز پڑھتا رہ۔

۴۔ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ص وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ

اور (اے پیغمبرؐ وہ وقت یاد کر) جب فرشتوں نے کہا اے مریمؑ بیشک اللہ تعالیٰ نے تجھ کو پسند کیا[5] اور تجھ کو پاک کیا اور سارے جہان کی عورتوں میں تجھ کو چن لیا (عیسیٰؑ کی پیدائش کے لیے خاص کیا) اے مریم اپنے پروردگار کے سامنے (دیر تک ادب سے) کھڑی رہ اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر[6] یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تجھ کو بھیجتے ہیں[7] اور تو ان کے پاس اس وقت نہ تھا جب وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کون مریمؑ کو پالے پوسے نہ تو اس وقت ان کے پاس تھا جب وہ جھگڑ رہے تھے[8] (اے پیغمبرؐ وہ وقت یاد کر)

---

[1] حضرت زکریا بانوے یا ننانوے یا ایک سو بیس برس کے تھے ان کی بیوی اٹھانویں برس کی تھیں اس پر بانجھ بھی اس لیے ان کو تعجب ہوا کہ ایسی حالت میں اولاد کیسے ہوگی اور گو فرزند کی خوشخبری ان کو حضرت جبریلؑ نے دی تھی لیکن حضرت زکریا نے پھر توجہ اپنے مالک ہی کی طرف کی اور اسی سے عرض کیا، [2] جس سے میں پہچان لوں کہ حمل رہ گیا، [3] مطلب یہ ہے کہ خدا کی قدرت سے جب تیری بی بی کو حمل رہے گا تو تیری زبان دنیا کی باتوں سے بند ہو جائے گی اگر تو دنیا کی کوئی بات نہ کرنا چاہے گا تو ہاتھ یا ابرو کے اشارہ سے کر سکے گا البتہ ذکر الٰہی کے لیے زبان کھلی رہے گی [4] شیطانی خیالات اور وسوسوں یا حیض و نفاس یا گناہ یا مرد کی صحبت سے [5] یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کر کہتے ہیں کہ جب حضرت مریم کو یہ حکم ہوا تو آپ نماز میں اتنی دیر تک کھڑی رہیں کہ پاؤں سوج گئے ان میں سے پیپ اور لہو بہ نکلا ایک حدیث میں ہے کہ سب سے بہتر عورت مریمؑ اور خدیجہؓ ہیں، [6] یعنی وحی سے تجھ کو یہ خبریں معلوم ہوتی ہیں، [7] مسجد کے بزرگوں نے جب حضرت مریمؑ کی ماں کا خواب سنا تو سب چاہنے لگے کہ ہم مریمؑ کو پالیں اس میں جھگڑا ہوا آخر فیصلہ یوں قرار پایا کہ اپنے اپنے قلم جس سے توریت لکھتے تھے دریا میں پھینکو جس کا قلم نہ بہے اور تھم جائے وہی مریمؑ کو پالے سب نے اپنے قلموں کو دریا میں ڈال دیا وہ بہہ گئے حضرت زکریا کا قلم اپنی جائے پہ تھما رہا تب مریمؑ کا پالنا ان کے متعلق کیا گیا۔

الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ ۗ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۗ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا

جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ تجھ کو اپنے ایک کلمہ کی خوشخبری دیتا ہے اس کا نام مسیح ہوگا[۱] عیسےٰ بن مریمؑ دنیا اور آخرت میں بڑے مرتبے والا اور مقرب بندوں میں سے اور دودھ پیتے میں (ماں کی گود میں (یا جھولے میں) اور بڑا ہو کر لوگوں سے بات کرے گا اور نیک بندوں میں سے ہوگا[۲]۔ مریمؑ نے عرض کیا مالک میرے بچہ کیسے ہوگا مجھ کو تو کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا فرمایا اسی طرح اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے[۳] وہ جب کسی کام کا حکم دیتا ہے تو فرما دیتا ہے ہو جا وہ ہو جاتا ہے[۴] اور اللہ تبارک تعالےٰ اس کو لکھنا[۵] (یا آسمانی کتابیں) اور حکمت عقل وفہم (اور توریت اور انجیل سکھلا دے گا[۶] وہ بنی اسرائیل کی طرف (اللہ تعالیٰ کا) رسول ہوگا[۷] میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں میں مٹی کا ایک پتلہ چڑیا کی شکل پہ بناتا ہوں پھر اس پر پھونک مارتا ہوں اور خدائی قدرت سے اڑنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو بھلا چنگا کر دیتا ہوں اور مردے کو جلا دیتا ہوں اور تم جو کھا کر آؤ اور جو اپنے گھروں

۱؎ حضرت عیسیٰ اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہیں یعنی اس کے حکم سے بن باپ کے پیدا ہوئے دنیا اور آخرت میں مرتبے والے دنیا میں پیغمبری کا مرتبہ ملا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے مقرب رہیں گے حضرت عیسیٰ کو مسیح فرمایا کیونکہ وہ ساری عمر زمین میں پھرا کئے ایک جگہ نہیں رہے یا اس لیے کہ وہ جس پر ہاتھ پھیر دیتے اچھا ہو جاتا، ۲؎ یعنی دودھ پیتا بچہ جس کے بات کرنے کا وقت نہ آیا ہو اور ابھی جھولی میں پڑا ہو اگر بات کرے تو ایک بڑی نشانی ہے قدرت کی حضرت عیسیٰؑ نے ایسا ہی کیا ایک حدیث میں ہے کہ حضرت یوسفؑ کے گواہ اور جریج عابد کے گواہ اور فرعون کی آیا کے بیٹے نے بھی اسی عمر میں بات کی، بڑا ہو کر یہ ترجمہ ہے کہل کا کہل کہتے ہیں اس شخص کو جو جوانی پوری کر چکا ہو لیکن ابھی بوڑھا نہ ہوا ہو یعنی چالیس برس سے لے کر ساٹھ برس تک کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ تیس برس کے جب ہوئے پیغمبری سے سرفراز ہوئے اور تین برس دنیا میں رہ کر آسمان پر تشریف لے گئے تو کہولت کا زمانہ انہوں نے کہاں پایا اس کا جواب بعضوں نے یہ جواب دیا کہ کہل سے مراد پوری عمر کا ہے، ۳؎ جیسے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور موسےٰؑ گذرے ہیں، ۴؎ یعنی وہ کسی طریقہ کا پابند نہیں ہے کہ اس کے خلاف نہ کر سکے گو اس نے اکثر عادت یوں رکھی ہے کہ جورو خاوند کے ملنے سے اولاد ہوتی ہے مگر جب وہ چاہے اس عادت کو توڑ سکتا ہے، ۵؎ یعنے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو، ۶؎ حضرت عیسیٰؑ نہایت خوشنویس تھے اور اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کو تمام اگلی آسمانی کتابیں جیسے توریت وزبور حضرت شعیاؑ کے صحیفے وغیرہ گویا حفظ کرا دیے تھے بڑے بڑے یہودی مولویوں سے جب بحث ہوتی تو آپ انہی کتابوں سے ان کو قائل کر دیتے وہ حیران اور لاجواب ہو جاتے، ۷؎ بنی اسرائیل کے پہلے رسول موسیٰؑ تھے اور اخیر رسول عیسیٰؑ ہوئے وہ کہے گا میں تمہارے پاس الخ۔

تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (٤٩) وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ (٥٠) إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ (٥١) فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (٥٢) رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ (٥٣) وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ

(آل عمران پ ۳ ع ۵)

میں رکھ چھوڑو وہ سب میں تم کو بتا دیتا ہوں اگر تم میں ایمان ہے تو یہ بڑی نشانی ہے تمہارے لیے[1] اور توریت کو جو مجھ سے پہلے اتری تھی سچ بتاتا ہوں اور میں اس لیے آیا کہ بعضی چیزیں[2] جو تم پر حرام ہوگئی تھیں ان کو (خدا کے حکم سے) تم پر حلال کر دوں اور میں تمہارے مالک کی طرف سے تم پاس نشانی لے کر آیا ہوں[3] تو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو[4] بے شک اللہ تعالیٰ تو میرا مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے اسی کو پوجا کرو یہی سیدھا رستہ ہے[5] جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے دیکھا یہودی (کسی طرح) نہیں مانتے (اور ان کے قتل پر مستعد ہیں) تو کہنے لگا اللہ تعالیٰ کی راہ میں میرا کون مددگار ہوتا ہے حواری کہنے لگے ہم اللہ تعالےٰ کے مددگار ہیں[6] اللہ پر ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم (اس کے) تابعدار ہیں[7] مالک ہمارے جو کتاب تو نے اتاری (یعنے انجیل شریف) اس پر ہم ایمان لائے اور تیرے رسول (یعنے حضرت عیسیٰؑ) کے ہم تابع ہوئے تو ہم کو ان لوگوں میں لکھ لے جو گواہ ہیں[8] اور انہوں نے[8] داؤں کیا[9] اور اللہ تعالیٰ نے (ان سے) داؤں کیا اور اللہ سب سے بہتر داؤں کرنیوالا ہے[10]

۵- إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے (وقت پر) اپنی موت سے ماروں گا (یہ یہودی تجھے نہیں مار سکتے) اور اپنے پاس تجھ کو اٹھالوں گا اور کافروں کی

---

[1] ابن عباسؓ نے کہا حضرت عیسیٰؑ نے چار مردوں کو جلایا عازر کو اور ایک بڑھیا کے بیٹے کو اور عاشر کی بیٹی کو اور سام بن نوحؑ کو اور سب زندہ رہے اور ان کی اولاد ہوئی سوا سام کے۔ [2] تمہاری شرارت کی وجہ سے، [3] میرا دعویٰ بے دلیل نہیں ہے، [4] یہودیوں پر اللہ تعالیٰ نے چربی حرام کر دی تھی۔ اسی طرح اونٹ کا گوشت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو بھیج کر یہ سختیاں ان پر سے اٹھا لینا چاہا باقی اکثر باتوں میں حضرت عیسیٰؑ توریت شریف پر چلتے تھے، [5] اب تک انجیل میں یہ مضمون موجود ہے حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا اللہ تو میرا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے اور کئی جگہ صاف صاف بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور تمام پیغمبروںؑ نے حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمدؐ تک اس امر پر اتفاق کیا ہے، [6] حواری کے معنی مددگار اصل میں یہ لوگ مچھلی پکڑنے والے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا میرے ساتھ ہو جاؤ میں تم کو آدمیوں کا شکار کرنا بتلاؤں گا وہ اپنے جال وغیرہ چھوڑ کر ان کے ساتھ ہو لیے، [7] تیری وحدانیت کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیغمبری کے، [8] یعنی یہودیوں نے جو حضرت عیسیٰؑ کے دشمن تھے، [9] یہ چاہا کہ فریب سے ایک بارگی آپ کو پکڑ لیں اور قتل کریں چنانچہ اسی لیے یہودا اسکریوطی کو بلایا اور رات کو کئی سو آدمی لاٹھیاں اور تلواریں لے کر گئے۔ [10] اللہ تعالےٰ کی شان بہت بڑی ہے داؤں اور مکر اس کی شان کے لائق نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ ان کے داؤں کا ایسا بدلہ دیا کہ یہ بھی یاد کریں گے اور مجازاً داؤں کے بدل کو بھی داؤں کہہ دیا جیسے سورہ بقرہ کے دوسرے رکوع میں گزرا۔

كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۖ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ (۵۵) فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ (۵۶) وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ (۵۷) ذَٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ (۵۸) إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ (۵۹) الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ (۶۰) فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَ

رگندی صحبت سے، پاک کردوں گا[۱] اور جن لوگوں نے تیری پیروی کی ہے میں ان کو دتیرے، نہ ماننے والوں (یعنے یہود) پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔ پھر تم (سب) کو ہمارے پاس لوٹ آنا ہے[۲] میں جن باتوں میں تم (دنیا میں) اختلاف کرتے تھے ان کا فیصلہ کر دوں گا پھر جن لوگوں نے تجھ کو نہ مانا ان کو میں دنیا اور آخرت میں سخت عذاب کروں گا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا[۳] اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کو (قیامت کے دن) پوری مزدوری ملے گی، اور اللہ تعالےٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا (تو خود کا ہے کو ظلم کرنے لگا) یہ آیتیں اور اچھی ہوئی باتیں ہم تجھ کو پڑھ کر سناتے ہیں بے شک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہے جیسے آدم کی (بلکہ اس سے بھی کم) اللہ تعالےٰ نے آدم کا پتلہ مٹی سے بنایا پھر اس سے کہا آدم ہو جا وہ آدم بن گیا یہ بات (یعنے عیسیٰؑ کا بن باپ خدا کے حکم سے پیدا ہونا) حق ہے تیرے مالک کی طرف سے تو شک کرنے والوں میں مت ہو، پھر جب تجھ کو عیسےٰؑ کا حال معلوم ہو چکا۔ اب بھی کوئی تجھ سے اس کے بارے میں جھگڑے تو کہہ دے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں، تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں

[۱] انجیل شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہو گیا تھا کہ وہ ظالم یہودیوں کے ہاتھ گرفتار ہوں گے اور ان کے ہاتھ قتل ہوں گے تو آپ نے بڑی عاجزی کے ساتھ دعا کرنی شروع کی اے خدا اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے پھیر دے حق تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو تسلی دی کہ تم اطمینان رکھو تم اپنی موت سے مرو گے یہ یہودی تمہارا کچھ نہیں کر سکتے چنانچہ ایسا ہی ہؤا کہ آپ کو اللہ تعہ نے زندہ اور صحیح سلامت آسمان پر بلا لیا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ آپ قیامت کے قریب پھر آسمان سے اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور ایک مدت تک بعض سات برس کہتے ہیں بعض چالیس برس زندہ رہیں گے پھر اپنی موت سے مریں گے اور مسلمان آپ کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے غرض اہل اسلام میں سے کوئی آج تک اس بات کا قائل نہیں ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ مر گئے اور صحیح صحیح حدیثیں جن پر تمام مسلمانوں نے اتفاق کیا ہے اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں اور قیامت کے قریب بیت المقدس میں اتریں گے ایک طرف ان کے جبریل ہوں گے اور دوسری طرف میکائیل اور دجال کا پیچھا کریں گے اور لد کے پاس اس کو قتل کریں گے اور اگر متوفیک کا معنی یہی رکھا جائے کہ تجھے ماریوالا ہوں تب بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰؑ مر گئے کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رافعک فرمایا اور واو زبان عرب میں مطلق جمع کے لیے ہے نہ ترتیب کے لیے البتہ اگر ثم رفعک کا ہوتا تو یہ مطلب نکال سکتے تھے کہ آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے مر جائیں گے اور افسوس ہے ان لوگوں پر جو احادیث صحیحہ اور مسلمانوں کے اجماع کے خلاف یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ گذر گئے اور اب وہ دنیا میں نہ آئیں گے مسلمان کیا نصاریٰ بھی بالاتفاق اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا میں آئیں گے اور خود انجیل شریف سے یہ ثابت ہے۔ [۲] خواہ حضرت عیسیٰؑ کے پیرو ہوں یا ان کے منکر۔ [۳] جو ہمارے عذاب سے ان کو بچا سکے۔

اَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (۶۱) اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۶۲) فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ (۶۳)

(آل عمران پ ۳ ع ۱۶)

کو اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنی ذاتوں سے شریک ہوں تم اپنی ذاتوں سے پھر خدا تعالیٰ کے سامنے گڑگڑائیں (روئیں اور عاجزی سے دعا کریں) اور جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجیں[۱] بے شک یہی قصے[۲] سچ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی زبردست ہے حکمت والا ہے[۳] اس پر بھی اگر یہ نہ مانیں[۴] تو اللہ تعالیٰ (دین) بگاڑنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا (۱۵۵) وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا (۱۵۶) وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَاِنَّ الَّذِيْنَ

حالانکہ[۵] اللہ تعالیٰ نے کفر کی وجہ سے ان پر مہر کر دی[۶] وہ ایمان نہ لائیں گے مگر تھوڑے[۷] اور اس وجہ سے (بھی ہم نے ان پر لعنت کی) کہ انہوں نے انکار کیا (حضرت عیسیٰؑ کا) اور بی بی مریمؑ پر بڑا طوفان جوڑا[۸] اور کہنے لگے ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو (اپنی تئیں) اللہ تعالیٰ کا رسول (کہتا) تھا مار ڈالا[۹] حالانکہ نہ اس کو مار ڈالا نہ سولی دی لیکن ان کو شبہ پڑ گیا[۱۰] اور جو لوگ اس میں (عیسیٰ کے مقدمہ میں) اختلاف کر رہے تھے وہ خود

[۱] اس کو مباہلہ کہتے ہیں جب کوئی شخص کج بحثی سے باز نہ آئے اور کسی طرح نہ مانے تو یہ آخری طریقہ ہے، ہوا یہ تھا کہ نجران کے نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کے مقدمہ میں بحث کرتے رہے اور حق بات کو نہ سنا کوئی کہتا تھا وہ خدا ہیں کوئی کہتا تھا کہ خدا کے فرزند ہیں کوئی کہتا تھا تین میں کے ایک ہیں (جیسے اس زمانہ کے نصاریٰ کہتے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور ہو کر ان سے کہا ایسا کرو کل ہم تم اپنی عورتوں اور اولاد سمیت ایک میدان میں نکلیں اور مباہلہ کریں سچ اور جھوٹ کھل جائے گا کیونکہ جھوٹے پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اترے گا نصاریٰ بھی اس پر راضی ہوئے دوسرے دن آپ صبح کو حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور دونوں شاہزادوں امام حسن اور حسین علیہم السلام کو لے کر نکلے نصاریٰ ڈر گئے اور مباہلہ کے لیے نہ آئے آنحضرتؐ نے فرمایا قسم خدا کی اگر وہ آتے تو آسمان سے اُن پر آگ برستی جابرؓ نے کہا اپنی ذاتوں سے مراد آنحضرت صلعم اور حضرت علیؓ ہیں اور بیٹوں سے امام حسنؓ اور امام حسینؓ ہیں گو وہ نواسے تھے مگر آنحضرت صلعم نے ان کو اپنا بیٹا فرمایا ایک روایت میں ہے کہ جب آنحضرت صلعم نکلے تو نصاریٰ کہنے لگے ہم مشورہ کریں پھر ان میں ایک بوڑھا شخص تھا اس نے کہا خدا کے واسطے مباہلہ مت کرو جس قوم نے پیغمبر سے مباہلہ کیا وہ تباہ ہو گئی ان میں کا چھوٹا بڑا کوئی نہ رہا اور میں دیکھ رہا ہوں یہ نبی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت (ایسے ہیں کہ اگر پہاڑ ٹلنے کے لیے دعا کریں گے تو ٹل جائے گا آخر وہ جزیہ پر راضی ہو گئے)، [۲] جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ اور مریمؑ کے بیان کئے ہیں، [۳] یعنی ہر پیغمبر نے اس کو تسلیم کیا ہے اور کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا اسی طرح ہر ایک آسمانی کتاب میں جگہ جگہ اس کا ذکر موجود ہے، [۴] اور توحید الٰہی کو تسلیم نہ کریں، [۵] غلاف ولاف کچھ نہیں، [۶] یعنی ہم نے بھی ان کو پھٹکار دیا ان پر لعنت کر دی، [۷] یعنی یہودیوں میں سے چند لوگ ایمان لائیں تو لائیں اکثر کافر رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کر دی ہے ایسا ہی ہوا کہ عبداللہ بن سلام اور اس کے چند ساتھیوں کے سوا تمام یہودی آنحضرت کے مخالف رہے، [۸] کہنے لگے معاذ اللہ حضرت مریمؑ نے زنا کرائی اور اسی وجہ سے ان کے منگیتر یوسف نجار نے ان کو چھوڑ دیا بعض کہنے لگے کہ خود یوسف نے ان سے زنا کیا اور حضرت عیسیٰؑ اس کے بیٹے ہیں، [۹] بعضوں نے کہا یہودی حضرت عیسیٰؑ کو طنز کی راہ سے اللہ کا رسول کہتے اور فخریہ بیان کرتے کہ ہم نے اللہ کے رسول کو مار ڈالا، [۱۰] ہوا یہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کو وہ یہودی جوان کے قتل کے درپے تھے بخوبی پہچانتے نہ تھے جب ان کو پکڑنے گئے تو آپ نے اپنے حواریوں سے فرمایا تم میں سے کون اس امر پر راضی ہوتا ہے کہ اللہ اس کی صورت میری سی بنا دے اور وہ میرے بدلہ سولی پر چڑھایا جائے ایک جوان شخص راضی ہوا اور تین بار اپنی رضامندی ظاہر کی (باقی اگلے صفحہ پر)

اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا (۱۵۷) بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (۱۵۸) وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (۱۵۹)

(النساء پ ۶ ع ۲۲)

شک میں تھے اُن کو کوئی یقین نہ تھا۲؎ مگر اٹکل پر چلتے تھے (یا چلتے ہیں)، اور (سچی بات تو یہ ہے) کہ ان یہودیوں نے عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا یہ یقین ہے۳؎ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے پاس اٹھا لیا۴؎ اور اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا۔ اور کوئی کتاب والا ایسا نہیں جو عیسیٰؑ کے مرنے سے پہلے اس پر ایمان لائے۵؎ اور عیسیٰؑ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ

کتاب والو! دین (کی باتوں) میں حد سے نہ بڑھو۶؎ اور اللہ تعالیٰ پر وہی بات کہو جو سچ ہے تو یہی ہے کہ مریم کا بیٹا عیسیٰ مسیحؑ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر تھا اور اس کا کلام تھا جو مریم تک اس نے پہنچا دیا۷؎ اور اس کی روح تھا۸؎ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور تین خدا نہ کہو۹؎

(بقیہ صفحہ سابقہ) تب وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل بن گیا اور یہودی اس کو پکڑنے گئے اور سولی دی حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا یہ قصہ ابن ابی حاتم اور نسائی اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر نے ابن عباسؓ سے موقوفاً روایت کیا اور اس کی اسناد صحیح ہے (حواشی صفحہ ہذا)

۱؎ جب مار چکے تو بعضے کہنے لگے یہی عیسیٰؑ ہیں بعضوں نے کہا یہ عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں منہ تو انہی کا سا ہے لیکن جسم اور ہے، ۲؎ یا کوئی یقین نہیں ہے، ۳؎ بلکہ کسی اور کو ان کے دھوکے میں قتل کیا ۴؎ یعنے تیسرے آسمان پر جیسے حدیث میں ہے، ۵؎ بلکہ قیامت کے قریب جب حضرت عیسیٰ السلام اتریں گے تو سب اہل کتاب بھی جو اس زمانہ میں ہوں گے ان پر ایمان لائیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب اسلام پھیل جائے گا، ۶؎ اسی کو غلو کہتے ہیں یعنی بیچ کی راہ چھوڑ کر ادھر اُدھر ہو جانا جیسے نصاریٰ اور یہود نے کیا نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کو یہاں تک چڑھایا کہ خدا بنا دیا یہود نے یہاں تک گھٹایا کہ ان کو پیغمبر بھی نہ مانا بلکہ جھوٹا بے دین بنایا سچا راستہ مسلمانوں کا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ اور پیغمبر مانتے ہیں، ۷؎ یعنی کن کا کلمہ جس سے حضرت عیسیٰؑ بن باپ کے پیدا ہو گئے اللہ تعالیٰ نے یہی کلمہ حضرت جبرائیلؑ کے ذریعہ سے مریمؑ کے پاس بھیجا انہوں نے مریمؑ کے گریبان میں پھونک دیا اللہ کی قدرت سے ان کو پیٹ رہ گیا ۸؎ یعنی خدا کی اسی واسطے حضرت عیسیٰؑ کو روح اللہ کہتے ہیں اگرچہ سب روحیں خدا کی ہیں مگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی روح کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ بزرگی دی اور اپنی طرف منسوب کیا اور یہی وجہ تھی کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایسے عجیب عجیب کام کرتے جو انسانی قدرت سے باہر ہیں مثلاً مردے کو جلا دینا، مادر زاد اندھے کو انکھیارا کر دینا کوڑھی جذامی کو دم بھر میں اچھا کر دینا، ۹؎ جیسے نصاریٰ کہتے ہیں باپ بیٹا روح القدس یہ تینوں مل کر خدا ہیں پہلے ایک خدا تھا پھر ایک کے تین ہو گئے باپ میں صرف وجود رہ گیا اور حیات روح القدس میں آگئی اور علم بیٹے یعنی مسیح میں آگیا معاذ اللہ کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک جتنی آسمانی کتابیں اتریں اور جن کو نصاریٰ بھی مانتے ہیں سب میں اس امر کی صراحت موجود ہے خداوند کریم ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور خود انجیل میں بھی جا بجا توحید کا بیان ہے۔

إِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ﴿۱۷۱﴾ (النساء پ ۶ ع ۲۳)

اس سے باز آؤ یہ تمہارے حق میں بہتر ہو گا۔[1]

۸- لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ (النساء پ ۶ ع ۲۴)

عیسیٰ مسیح اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے سے کبھی برا نہیں ماننے کا اور (نہ خدا کے) نزدیک والے فرشتے (برا مانیں گے) اور جو خدا کی بندگی میں شرم کرے (اس سے کنیائے) اور اپنے تئیں بڑا سمجھے تو خدا ان سب کو اپنے پاس اکٹھا کرنے والا ہے۔

وَلَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ﴿۱۷﴾ (المائدہ پ ۶ ع ۳)

بے شک وہ لوگ تو کافر ہو گئے جو کہتے ہیں مریمؑ کا بیٹا مسیحؑ وہی خدا ہے[2] (اے پیغمبرؐ) کہہ دے اگر اللہ تعالیٰ مریمؑ کے بیٹے مسیحؑ اور اس کی ماں اور زمین پر جتنے لوگ ہیں سب کو تباہ کرنا چاہے تو اس کے سامنے کس کی کچھ چل سکتی ہے۔[3]

۱۰- وَقَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾ (المائدہ پ ۶ ع ۷)

پھر بعد کو ہم نے ان ہی پیغمبروں کے[4] قدم بقدم مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ کو بھیجا وہ توریت کو سچ بتاتا تھا جو اس سے پہلے آئی تھی اور ہم نے اس کو انجیل دی جس میں ہدایت اور روشنی ہے اور اگلی کتاب توریت کو سچ بتاتی ہے اور (خدا تعالیٰ سے) ڈرنے والوں کو راہ دکھلاتی ہے اور نصیحت کرتی ہے۔[5]

۱۱- لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ﴿۷۲﴾ (المائدہ پ ۶ ع ۱۰)

بے شک وہ لوگ تو کافر ہو چکے جو کہتے ہیں مریمؑ کا بیٹا مسیحؑ وہی خدا ہے اور مسیح (مریم کے بیٹے) نے (خود یوں) کہا ہے اے بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کو پوجو میرا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے۔[6]

---

[1] یا وہ بات کہو جو بہتر ہے یعنی خدا ایک ہے۔ [2] نصاریٰ میں ایک یعقوبیہ اور ملکانیہ فرقہ ہے وہ یہی کہتا ہے بعضوں نے کہا کل نصاریٰ اس کے قائل ہیں کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا جزو بتلاتے ہیں کہتے ہیں باپ بیٹا روح القدس تینوں مل کر خدا ہیں اس آیت سے ان لوگوں کو سبق لینا چاہیے جو ہر چیز کو معاذ اللہ خدا کہتے ہیں اور عابد اور معبود اور خالق اور مخلوق میں فرق نہیں کرتے گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی ما للتراب ورب الارباب۔ [3] کسی کی کچھ نہیں چل سکتی وہ مالک ہے اس کو سب قدرت ہے جو چاہے سو کرے سب اس کے غلام اور بندے ہیں مجال نہیں کہ اس کی مرضی کے خلاف چوں کر سکیں اگر وہ چاہے تو ایک آن میں سب کو فنا کر دے اگر حضرت عیسیٰؑ خدا ہوتے تو کم سے کم اپنے تئیں تو بچا سکتے اس کے بعد اپنی ماں کو تو بچا سکتے کیونکہ ماں تمام لوگوں سے عزیز ہوتی ہے پھر جو اپنے تئیں نہ بچا سکے نہ اپنی ماں کو وہ اور لوگوں کو کیا بچائے گا۔ اور وہ خدا کیونکر ہو گا۔ [4] جو بنی اسرائیل میں آئے تھے [5] یعنی برے کاموں سے ان کو روکتی ہے اب تک انجیل میں یہ اثر باقی ہے گو نصاریٰ نے اس میں بہت کچھ تحریف اور تبدیل کر دی ہے [6] چنانچہ مشہور انجیل یوحنا کے بیسویں باب میں یہ ہے کہ میرے بھائیوں کے پاس جا اور ان سے کہو کہ میں اوپر اپنے باپ اور تمہارے باپ پاس اور اپنے خدا اور تمہارے خدا پاس جاتا ہوں دوسری آیت میں ہے کہ ایک خدا واحد برحق ہے۔

۱۲- لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ وَإِن لَّمْ يَنتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٣﴾ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧٤﴾ مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٧٥﴾ قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٧٦﴾ (المائدۃ پ ۶ ع ۱۰)

بے شک وہ لوگ تو کافر ہو چکے جو کہتے ہیں اللہ تین میں کا ایک ہے[۱] حالانکہ ایک خدا کے سوا اور کوئی سچا معبود نہیں ہے۔ اور اگر ایسا کہنے سے یہ لوگ باز نہ آئیں[۲] گے تو ان میں سے (اہل کتاب میں سے) جو (تین خدا کہہ کر) کافر ہوئے ان کو تکلیف کا عذاب ہو گا[۳] کیا خدا[۴] کے آگے (تثلیث سے) توبہ نہیں کرتے اور اپنا گناہ اس سے نہیں بخشواتے اور اللہ بخشنے والا مہربان[۵] ہے۔ مریمؑ کا بیٹا مسیح فقط ایک پیغمبر تھا[۶] اس سے پہلے کئی پیغمبر گزر چکے ہیں[۷] اور اس کی ماں (مریمؑ) بڑی ایمان[۸] دار تھی دونوں کھانا کھاتے تھے[۹] (اے پیغمبرؐ) دیکھ ہم کس طرح ان سے دلیلیں بیان کرتے ہیں پھر دیکھ[۱۰] وہ کیسے پھرے جاتے ہیں[۱۱] (اے پیغمبرؐ) کہہ دے کیا تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسے کو پوجتے ہو جو تمہارے برے کا مالک نہیں نہ بھلے کا اور اللہ تعالیٰ ہی سنتا جانتا ہے[۱۲]

۱۳- إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ إِذْ أَيَّدتُّكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۖ وَإِذْ عَلَّمْتُكَ

جس دن اللہ تعالیٰ فرما دے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰؑ میں نے جو (دنیا میں) تجھ پر اور تیری ماں پر احسان کیا تھا وہ یاد کر جب میں نے روح القدس سے تیری مدد کی تھی[۱۳] تو لوگوں سے گود میں رہ کر اور بڑے ہو کر ایک ساں، باتیں کرتا اور جب میں نے تجھ کو کتابت

---

[۱] جیسے اس وقت کے نصاریٰ بھی یہی کہتے ہیں [۲] اور توحید اختیار نہ کریں گے۔ جس کے لیے تمام پیغمبروں نے یکساں نصیحت کی ہے۔ [۳] شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا نصاریٰ میں دو قول ہیں بعضے کہتے ہیں کہ اللہ یہی ہے جو حضرت مسیح کی صورت لے کر دنیا میں آیا تھا اور بعض کہتے ہیں تین حصے ہو گیا ایک اللہ ایک روح القدس ایک مسیح یہ دونوں قول صریح کفر ہیں انتہیٰ [۴] اس قدر ڈرانے پر بھی [۵] اگر توبہ کریں اور اپنے قصور پر نادم ہوں تو گو یا گناہ بہت سخت ہے پر اللہ تعالیٰ بخشش دے گا [۶] جیسے اور پیغمبر نہ خدا [۷] اور انہوں نے بھی ایسے معجزے دکھلائے جو انسانی طاقت سے خارج ہیں پھر کیا وہ خدا ہو گئے اسی طرح حضرت مسیح بھی خدا نہیں ہو سکتے۔ نہ ہو [۸] بازی یچی یا دلی [۹] اور پیشاب پاخانہ کرتے تھے مطلب یہ ہے کہ دونوں میں بشری اور انسانی حاجتیں موجود تھیں اور خدا تو وہ ہے جو کسی چیز کا محتاج نہ ہو [۱۰] ایسی روشن دلیلیں سننے پر بھی [۱۱] تو دوسرا امر یعنی ایسی روشن دلیلوں کو سن کر بھی حق بات نہ ماننا پہلے امر یعنی روشن دلیلوں کو بیان کرنے سے بھی زیادہ عجیب ہے [۱۲] اس کے سوا کسی میں یہ طاقت نہیں کہ ہر چیز کو چھوٹی یا بڑی دور یا نزدیک دیکھ لے یا ہر شخص کی فریاد اور پکار سن لے حضرت مسیحؑ میں بھی یہ طاقت نہ تھی وہ بھی اور بندوں کی طرح بہت سی باتوں پر مجبور تھے چنانچہ خود انجیل میں ہے کہ جس شب کی صبح کو حضرت عیسیٰؑ پکڑے جانے والے تھے اس شب میں بڑی عاجزی اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے اور بار بار یہ عرض کرتے تھے خداوندا اگر ہو سکے تو یہ تکلیف مجھ پر سے ٹال دے پھر جو کوئی اپنے تئیں نہ بچا سکتا ہو وہ دوسرے کے برے یا بھلے کا کب اختیار رکھے گا [۱۳] یعنی حضرت جبرائیل کو ہر وقت تیرے ساتھ کر دیا تھا بعضوں نے کہا روح القدس سے وہ پاک روح مراد ہے جو عیسیٰؑ میں تھی۔

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۚ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ

(لکھائی) اور حکمت اور توریت اور انجیل سکھائی[1] اور جب تو میرے حکم سے چڑیا کی ایک مورت مٹی سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ (سچ مچ) میرے حکم سے چڑیا ہو جاتی ہے اور مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے چنگا کر دیتا۔ اور جب تو میرے حکم سے مُردوں کو (قبر سے زندہ) نکال دیتا[2] اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا (وہ تجھ کو قتل نہ کر سکے) جب تو ان کے پاس معجزے لے کر آیا پھر جو ان میں کافر تھے وہ کہنے لگے یہ تو کچھ نہیں مگر کھلا جادو ہے[3] اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ مجھ پر اور میرے پیغمبر پر ایمان لاؤ وہ کہنے لگے ہم ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم حکم بردار ہیں[4] (اے پیغمبر یاد کر) جب حواریوں نے مریم کے بیٹے عیسیٰؑ سے کہا کیا تیرے پروردگار سے یہ ہو سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے کھانے کا ایک خوان اتارے عیسیٰ نے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم میں ایمان ہے[5]۔ وہ کہنے لگے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس خوان سے کھائیں[6] اور ہمارے دل تسلی پائیں اور ہم کو پورا یقین ہو جائے

سے حضرت عیسیٰؑ کا یہ ایک بڑا معجزہ تھا کہ آپ جب بالکل کم سن ماں کی گود میں تھے اس وقت بھی کمال دانائی اور سہولت کے ساتھ لوگوں سے باتیں کرتے اور بڑے ہو کر بھی اسی طرح کرتے رہے ابن عباسؓ نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو تیس برس کی عمر میں پیغمبری دی اور تیس مہینے تک وہ لوگوں کو نصیحت کرتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھا لیا اب جب وہ زمین پر اتریں گے تو اس وقت ادھیڑ ہوں گے ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سب پیغمبر بلائے جائیں گے اور حضرت عیسیٰؑ اور ان کی ماں بھی اللہ تعالیٰ اپنے احسان بیان فرما کر ان سے پوچھے گا کیا تم نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا بنا لینا اللہ کو چھوڑ کر وہ کہیں گے ہرگز نہیں پھر نصاریٰ بلائے جائیں گے اور ان سے پوچھا جائے گا وہ کہیں گے ہاں حضرت عیسیٰؑ نے ہم سے کہا تھا کہ میں خدا ہوں پھر حضرت عیسیٰؑ ان سے بحث کریں گے اور بحث میں ان کو قائل کر کے دوزخ میں لے جائیں گے۔ حکمت سے مراد سمجھ اور دانائی ہے بعضوں نے کہا حکمت کے علم جیسے اخلاق طب وغیرہ بعضوں نے کہا سمجھ کی بات سے ان سب نشانیوں کی تفسیر سورہ آل عمران کے پانچویں رکوع میں گزر چکی ہے سے کمبخت اتنا نہ سمجھے کہ اندھے مادر زاد اور کوڑھی کو چنگا کر دینا اور مردے کو جلا دینا جادوگر کے باپ سے بھی نہیں ہو سکتا اور جادوگر تو خلاف شرع کام لوگوں سے کراتا ہے حضرت عیسیٰؑ تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت کا حکم کرتے سے یعنی حضرت عیسیٰؑ سے یا پروردگار سے انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے ایمان پر گواہ رہیو حواری حضرت عیسیٰؑ کے خاص اور سچے رفیق اور وہ بارہ تھے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے سے ایسی بے ادبی کی بات مت کرو وہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ہو سکتا وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ جب تم خدا پر ایمان لا چکے تو اب اس سے نشانی مانگنا کیا ضرور ہے کیا تم کو اللہ تعالیٰ پر یقین نہیں ہے سے خدا کی قدرت میں کوئی شبہ نہیں ہے نہ اس کا امتحان منظور ہے ہم الخ سے کیونکہ ہم بھوکے ہیں یا برکت کے لیے کچھ کھائیں۔

اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّىْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

(المائدہ پ ۷، ع ۱۵)

جو تو نے ہم سے کہا تھا وہ سچ ہے[۱] اور ہم اس نشانی پر گواہ رہیں[۲] (اس وقت) مریم کے بیٹے عیسیٰ نے (دعا کی) کہا یا اللہ مالک ہمارے آسمان سے کھانے کا ایک خوان ہم پر اتار جو ہمارے اگلوں اور پچھلوں کی عید ہو[۳] اور تیری (قدرت کی) ایک نشانی ہو اور ہم کو روزی دے تو بہتر روزی دینے والا ہے[۴] اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں (اتارنے کو تو) یہ خوان تم پر اتاروں گا[۵] لیکن پھر جو کوئی تم میں سے ناشکری کرے گا[۶] تو اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ ویسا عذاب سارے جہان میں کسی کو نہیں دینے کا[۷]

۱۴- وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِىْ وَاُمِّىَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِىْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِىْ ۤ بِحَقٍّ ۭ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ مَا فِىْ نَفْسِىْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِىْ نَفْسِكَ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِىْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

اور (اے پیغمبر وہ وقت بھی یاد کر) جب (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ فرمائے گا مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی اللہ تعالیٰ کے سوا خدا بنا لو وہ کہے گا تو پاک ہے[۸] مجھ سے کہیں یہ ہو سکتا ہے کہ میں وہ بات کہوں جو ناحق ہے[۹] اگر میں نے یہ بات کہی ہو گی تو تجھ کو ضرور معلوم ہو گی[۱۰] تو تو میرے دل تک کی بات جانتا ہے[۱۱] اور (البتہ) میں تیرے دل کی بات نہیں جانتا[۱۲] بیشک تو ہی غیب کی باتیں خوب جانتا ہے میں نے تو ان سے وہی کہا تھا جو تو نے مجھے حکم دیا تھا اور کچھ نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کو پوجو

---

[۱] یعنی تم سچے رسول ہو اگرچہ یقین پہلے سے بھی تھا مگر ایسی بڑی نشانی دیکھنے سے بہ یقین اور بڑھ جائے گا [۲] جو تمہاری پیغمبری کی بڑی دلیل ہے یا دوسرے بنی اسرائیل کے سامنے جو یہاں موجود نہیں یہاں اس معجزے کی گواہی دیں [۳] یعنی ہمارے زمانہ کے لوگ اور آئندہ زمانہ کے خوش ہوں یا اول سے لے کر اخیر تک سب کھائیں اتنا بڑا خوان ہو سب کو خوشی ہو یا اس کے اترنے کا دن عید کا دن ہو کہتے ہیں اتوار کو یہ خوان اترا اور اتوار نصاریٰ کی عید ہے [۴] سوا تیرے کوئی روزی دینے والا نہیں حضرت عیسیٰ نے اس عاجزی اور خوبی کے ساتھ دعا مانگی کہ قبول ہو گئی [۵] اور اتنی کھلی نشانی اپنی قدرت کی دکھلاؤں گا۔ [۶] اور میرا حکم نہ مانے [۷] اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ خوان اترا اور یہی حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ضرور پورا ہوتا ہے۔ مجاہد نے کہا خوان نہیں اترا اللہ تعالیٰ کے ایسا فرمانے سے وہ ڈر گئے اور اپنی خواہش سے باز آئے اور صحیح یہ ہے کہ خوان اترا۔ ابن عباسؓ نے کہا اس خوان میں ایک مچھلی اور چند روٹیاں تھیں۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا سب سے زیادہ سخت عذاب قیامت کے دن مائدہ والے ناشکروں کو ہو گا اور فرعون کی قوم اور منافقوں کو [۸] تیرا کوئی شریک نہیں ایک بھی نہیں دو کہاں سے ہوں گے [۹] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں وہ بات کہوں جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں ہے یعنی میں تیرا بندہ تو نے اپنے پیغام دینے کیلئے مجھ کو دنیا میں بھیجا بھلا بندے کی مجال ہے کہ خدا بن بیٹھے [۱۰] کیونکہ تجھ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی [۱۱] تو زبان سے نکال ہوئی بات کو کیونکر نہ کیا جائے گا [۱۲] حضرت عیسیٰؑ پہلے تو انکار کرنے لگے کہ میں بھلا ایسی نامناسب بات کیونکر کہہ سکتی ہوں پھر گئے اور زیادہ عاجزی کرنے لگے کہ بالفرض اگر مجھ سے یہ قصور ہوا ہے تب بھی تجھ کو سب معلوم ہے اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر نفس کا اطلاق کر سکتے ہیں [۱۳] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ تو میرا غیب جانتا ہے میں تیرا غیب نہیں جانتا

رَبِّیۡ وَرَبَّکُمۡ ۚ وَکُنۡتُ عَلَیۡہِمۡ شَہِیۡدًا مَّا دُمۡتُ فِیۡہِمۡ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ کُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِیۡبَ عَلَیۡہِمۡ ؕ وَاَنۡتَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنۡ تُعَذِّبۡہُمۡ فَاِنَّہُمۡ عِبَادُکَ ۚ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَہُمۡ فَاِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱۱۸﴾ (المائدۃ پ ع ۱۶)

جو میرا مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے اور جب تک میں ان میں رہا ان کا حال دیکھتا رہا پھر جب تو نے مجھ کو اپنے پاس اٹھالیا (آسمان پر بلالیا) تو تو ہی ان کا نگہبان رہا[۱] اور سب چیزیں تیرے سامنے ہیں[۲] اگر تو ان کا عذاب دے[۳] تو وہ تیرے بندے ہیں[۴] اور اگر تو ان کو بخش دے[۵] تو بے شک تو زبردست ہے حکمت والا۔

۱۵- کٓہٰیٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِکۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّکَ عَبۡدَہٗ زَکَرِیَّا ﴿۲﴾ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ وَہَنَ الۡعَظۡمُ مِنِّیۡ وَاشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ شَیۡبًا وَّلَمۡ اَکُنۡۢ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا ﴿۴﴾ وَاِنِّیۡ خِفۡتُ الۡمَوَالِیَ مِنۡ وَّرَآءِیۡ وَکَانَتِ امۡرَاَتِیۡ عَاقِرًا فَہَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ وَلِیًّا ﴿۵﴾ یَّرِثُنِیۡ وَیَرِثُ مِنۡ اٰلِ یَعۡقُوۡبَ ٭ۖ وَاجۡعَلۡہُ رَبِّ رَضِیًّا ﴿۶﴾ یٰزَکَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِۣ اسۡمُہٗ یَحۡیٰی ۙ لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ قَبۡلُ سَمِیًّا ﴿۷﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ وَّکَانَتِ امۡرَاَتِیۡ عَاقِرًا وَّقَدۡ بَلَغۡتُ

(اے پیغمبرؐ) یہ بیان ہے اس مہربانی کا جو تیرے مالک نے اپنے بندے زکریا پر کی جب اس نے اپنے مالک کو دبی آواز سے پکارا کہنے لگا مالک میرے میری ہڈیاں بودی ہوگئیں (کمزور جیسے بڑھاپے میں ہو جاتی ہیں) اور (بڑھاپے کی) سفیدی سے سر چمکنے لگا[۶] اور میں تجھ کو پکار کر (کبھی) محروم نہیں رہا[۷] اور مجھے اپنے بعد اپنے بھائی بندوں سے اندیشہ ہے[۸] اور میری بی بی بانجھ ہے تو اپنے کرم سے مجھے ایک فرزند عطا فرما جو میرا وارث ہو اور یعقوب کی اولاد کا بھی وارث ہو اور اس کو اے مالک چہیتا بنا اللہ نے اس کی دعا تیرہ برس بعد قبول کی اور فرمایا اے زکریا ہم تجھ کو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں اس کا نام یحییٰ ہوگا یہ نام ہم نے اس سے پہلے کسی کا نہیں رکھا[۹] زکریا نے عرض کیا مالک میرے مجھ کو لڑکا کیوں کر ہوگا اور میری بی بی بانجھ ہے اور میں بوڑھا پھونس

---

[۱] سید علامہؒ نے کہا اس آیت سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر جانے سے پہلے گذر گئے تھے اور یہ غلط ہے بے در بے حدیثیں اس مضمون کی موجود ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات نہیں ہوئی اور وہ آسمان پر زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے اور قیامت کے قریب پھر دنیا میں آئیں گے [۲] تجھے سب چیزوں کی خبر ہے، [۳] یعنی جو ان میں کافر ہیں ان کو [۴] تو جو چاہے وہ کرسکتا ہے تیری ملک ہیں [۵] یعنی جو ان میں موحد ہیں ان کو تو تجھ پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتا [۶] نجاشی بادشاہ حبش نے جو نصرانی تھا جعفر بن ابی طالب سے کہا تم کو کچھ قرآن یاد ہے جو حضرت محمدؐ پر اترا انھوں نے کہا ہاں پھر جعفر نے سورہ مریم شروع کی نجاشی رونے لگا یہاں تک کہ اس کی داڑھی تر ہوگئی اور جتنے پادری اس کے پاس بیٹھے تھے وہ بھی سب رو دیئے پھر نجاشی نے کہا یہ کلام اور جو کلام حضرت عیسیٰ لے کر آئے دونوں ایک ہی محراب سے نکلے ہیں معلوم ہوتے ہیں سو بار حضرت مریم کے کسی عورت کا نام قرآن شریف میں نہیں آیا حضرت مریمؑ کا تیس مقاموں میں ذکر ہے۔ فتح البیان [۷] یعنی بال بالکل سفید ہوگئے [۸] ہمیشہ تو نے میری دعا قبول فرمائی تو اب کی بار بھی مجھ کو طمع پیدا ہوئی کہ تجھ سے دعا کروں [۹] وہ اس لائق معلوم نہیں ہوتے کہ پیغمبری کا حق ادا کریں دین کو پھیلائیں [۱۰] اپنا مقبول یا سب خلائق کا مقبول [۱۱] یعنی اس سے پہلے کوئی شخص یحییٰ نام کا نہیں گذرا یحییٰ کے معنی زندہ رہے جیسے ہندوستان جیونا یا جیون نام رکھتے ہیں اور عرب میں عایش اور عائشہ اور حبش کے یہی معنی ہیں۔

مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿٨﴾ قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ﴿٩﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١٠﴾ فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿١١﴾ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿١٢﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ﴿١٣﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿١٤﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿١٥﴾

(مریم پ ۱۶ ع ۱)

۱۶- وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ فَاتَّخَذَتْ

ہو گیا ہوں[۱]۔ اس فرشتے نے جو خوشخبری دینے آیا تھا کہا (یا اللہ پاک نے فرمایا) یوں ہی ہو[۲] گا، تیرا مالک فرماتا ہے تم دونوں کو اولاد دینا تو مجھ کو آسان ہے اور اس سے پہلے میں نے تجھ کو پیدا کر دیا، جب تو کچھ نہ تھا (معدوم) تھا[۳]۔ زکریا نے عرض کیا، مالک میرے ایک نشانی میرے لیے مقرر کر دے[۴]۔ فرمایا نشانی یہ ہے کہ تو تین راتوں تک اچھا بھلا رہ کر لوگوں سے بات چیت نہ کر سکے[۵] گا۔ پھر زکریا[ؑ] عبادت کے موافق (حجرے سے (جس میں عبادت کیا کرتے تھے۔ اپنے لوگوں پاس نکلا۔ (بات نہ کہہ سکا) تو اشارے سے ان کو کہنے لگا۔ صبح اور شام (خدا تعالیٰ کی) عبادت کرو[۶]ت[۷]ے یحییٰ توراۃ شریف کو مضبوطی سے تھامے رہ (اس کے حکموں پر عمل کرتا رہ) اور ہم نے اس کو بچپن ہی سے سمجھ[۸] دی تھی اور اپنے پاس سے رحم دلی (لوگوں پر شفقت اور مہربانی) اور ستھرائی[۹] اور وہ پرہیزگار تھا[۱۰] اور اپنے ماں باپ کا تابعدار اور بگڑا[۱۱] (دغاباز نافرمان نہ تھا) اور اس پر خدا کی امان ہے جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن مرنے والا تھا اور جس دن پھر دوبارہ جی کر اٹھے گا[۱۲]۔

(اے پیغمبر) قرآن میں مریم[ؑ] کا قصہ بیان کر جب وہ (اپنے لوگوں سے الگ ہو کر (مسجد سے پورب کی طرف ایک جگہ جا[۱۳] بیٹھی تو اس نے ان کی

---

[۱] ہاتھ پاؤں سوکھی لکڑی کی طرح مرجھا گئے بال کمان پر جھریاں آگئی ہیں حضرت زکریا نے خود ہی تو پروردگار سے فرزند مانگا جب فرزند کی خوشخبری دی گئی تو اس طرح تعجب کرنے لگے اس سے یہ غرض تھی کہ اس مالک کی پوری قدرت ظاہر ہو یا اس پوچھنے سے ان کی غرض یہ تھی کہ یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کس طرح لڑکا دیگا یعنی اسی طرح جیسے سب عورتوں کو بچہ پیدا ہوتا ہے یا کو دوسری طرح سے کیونکہ اس کو سب طرح کی قدرت ہے [۲] یعنی گو تیری عورت بانجھ ہے اور تو بڑھا ہے مگر خدا کا حکم یہی ہے کہ اسی حالت میں تم دونوں کو اولاد ہو [۳] یعنی تیرے دادا آدم[ؑ] کو جس کی نسل سے سب آدمی نکلے [۴] جس سے میں یہ معلوم کر لوں کہ خوشخبری اب پوری ہوئی عورت کو پیٹ رہ گیا [۵] یعنی یہ نہ ہو گا کہ تو گونگا بہرا ہو جائے بلکہ خاصا چنگا رہ کر لوگوں سے بات چیت نہ کر سکے گا البتہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں زبان چلتی رہ گئی ایسا ہی ہوا۔ جب حضرت یحییٰ[ؑ] کا حمل رہا تو تین دن حضرت زکریا[ؑ] لوگوں سے بات چیت نہ کر سکے اشاروں سے ان کو سمجھاتے تھے [۶] صبح اور شام بڑے فضیلت کے وقت ہیں ہر دین اور ہر مذہب میں یہ عبادت اور یاد الٰہی کے وقت ہیں [۷] اس کے بعد یہ ہوا کہ حضرت یحییٰ[ؑ] علیہ السلام پیدا ہوئے اور جب بڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پیغمبری دی اور فرمایا اے یحییٰ الخ [۸] وہ توریت شریف پڑھنے پڑھانے لگے [۹] یعنی گناہوں سے بچے رہنا یا صدقہ دینا [۱۰] اللہ تعالیٰ نے یحییٰ[ؑ] کو ہر گناہ سے بچایا تھا حدیث میں ہے کہ نہ انہوں نے گناہ کیا نہ گناہ کا قصد کیا رات دن اللہ تعالیٰ کے ڈر سے روتے رہتے یہاں تک کہ گالوں پر آنسوؤں کے نشان بن گئے تھے [۱۱] یعنی خود سر اور مغرور [۱۲] کہ ماں باپ کو کچھ نہ سمجھے اور خدا تعالیٰ نافرمانی کرے [۱۳] آدمی کے یہی تین وقت بڑے ڈر اور دہشت کے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان تینوں میں ان کو محفوظ اور اپنی امان میں کر لیا [۱۴] عبادت کیلیے یا اس وجہ سے کہ ان کو حیض آ گیا تھا۔

مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۖ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا ۚ وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾ فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا ﴿٢٣﴾ فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۖ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا

طرف آڑ کر لی[1] پھر ہم نے اپنی روح (حضرت جبریل یا خود حضرت عیسیٰ کی روح) کو اس کے پاس بھیجا۔ وہ اچھے خاصے پورے آدمی کی شکل بن کر اس کے سامنے[2] آگیا[3] کہنے لگی میں تجھ سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں اگر تو (خدا سے) ڈرتا ہے[4]۔ وہ کہنے لگا میں تو تیرے مالک کا بھیجا ہوا ہوں، اس لیے (آیا ہوں) کہ تجھ کو ایک پاک لڑکا دوں[5]۔ مریم کہنے لگی، مجھ کو لڑکا کیونکر ہوگا اور کسی مرد نے مجھ کو چھوا تک نہیں (مجھ سے نکاح نہیں کیا) اور میں بدکار بھی نہیں ہوں[6] (کہ چھپا چرا کر میں نے یہ کام کیا ہو) وہ بولا یونہی ہوگا (صحبت کی ضرورت نہیں) تیرا مالک فرماتا ہے بے باپ کے لڑکا پیدا کرنا مجھ پر آسان ہے[7] اور اس سے مطلب یہ ہے کہ ہم لوگوں کے لیے اس لڑکے کو اپنی قدرت کی نشانی بنا دیں اور اپنی طرف سے (بندوں پر) رحم کریں اور یہ بات تو روز ازل میں ٹھہر چکی ہے[8] تو لڑکے کا حمل اس کو رہ گیا[9] پھر وہ پیٹ لیے ہوئے ایک دور مکان میں چلی گئی[10] پھر درد اس کو ایک کھجور کی جڑ میں (اس پر ٹیکا دینے کو) لے گیا۔ وہ کہنے لگی، کاش میں اس مصیبت سے پہلے ہی مر جاتی[11] اور (مر کر دنیا سے) بھولی بسری ہو جاتی (کوئی میرا ذکر تک نہ کرتا) پھر نیچے کی طرف سے اس کو فرشتے نے آواز دی یا خود حضرت عیسیٰ[12] نے (رنج کیوں کرتی ہے دیکھ) تیرے مالک نے تیرے تلے ایک سردار کو رکھا ہے[13] اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف جھکا۔ (خدا کی قدرت سے) تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں[14] گی، تو مزے سے کھجوریں کھا اور (چشمے کا میٹھا) پانی پی اور بیٹے کو دیکھ کر آنکھ ٹھنڈی کر (یا آرام سے سو جا) پھر اگر کوئی آدمی دیکھے[15] تو اس سے کہہ دے

---

[1] نہانے کے لیے یا سر سے جوئیں نکالنے کے لیے [2] اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ حضرت مریم کو آزمائے کہ ان کی عفت اور پاکدامنی کیسی ہے [3] جب پردے کے اندر یہ صورت دکھلائی دی تو مریم گھبرائیں کہ غیر مرد کہاں سے آگیا [4] یعنی اگر تو ایمان رکھتا ہے یا اگر تو پرہیزگار ہے جب خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ میرے سامنے سے ہٹ جا یا مجھے مت ہاتھ لگا [5] دلوا دوں دینے والا پروردگار ہے مگر وہ ذریعہ ہے [6] یعنی لڑکا حلال سے پیدا ہوتا ہے یا حرام سے میں تو بالکل کنواری ہوں میرے یہاں لڑکا کہاں سے پیدا ہوگا [7] جب بن باپ اور بن ماں کے میں پیدا کر سکتا ہوں [8] جیسے اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ دیا تھا ویسا ہی ہوگا وہاں کا لکھا بدل نہیں سکتا [9] اس کے بعد فرشتہ مریم کے قریب آگیا اور ان کے کرتے کے گریبان میں پھونک ماری [10] اس وقت حضرت مریم کی عمر تیرا یا دس یا سولہ برس کی تھی [11] بیت اللحم میں جو آبادی سے دور تھا ان کو ڈر ہوا لوگوں کے طعن تشنیع کا کہتے ہیں حمل کی مدت سات یا آٹھ یا نو مہینے تھی بعضوں نے کہا ایک ہی گھڑی میں سب کچھ ہو گیا حمل بھی ہوا اور حضرت عیسیٰ بھی پیدا ہو گئے [12] ایک تو درد اور تکلیف اور دوسرے لوگوں میں رسوائی کا ڈر [13] جو تمام بنی اسرائیل پر سرداری کرے گا [14] وہ درخت سوکھا خشک تھا یہ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری قدرت دکھائی کہ مریم کے ہاتھ لگتے ہی وہ ہرا بھرا ہو گیا اور کھجوریں بھی لگ گئیں پک بھی گئیں [15] اور وہ تجھ سے پوچھے کہ یہ لڑکا کہاں سے آیا اور یہ کیا ماجرا ہے۔

فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٣٤﴾

(مریم پ ۱۶ ع ۲)

میں نے اللہ تعالیٰ کی منت کا روزہ رکھا ہے تو میں آج کسی آدمی سے بات نہیں کر سکتی[1] پھر مریمؑ لڑکے کو گود میں لیے ہوئے اپنے لوگوں کے پاس آئی، وہ کہنے لگے مریم یہ تو نے کیا غضب کیا[2] اے ہارون کی بہن[3] تیرا باپ کچھ برا آدمی (بد کار) نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی[4] مریمؑ نے عیسیٰؑ کی طرف اشارہ کیا (اس سے پوچھو جو کچھ پوچھتے ہو) وہ کہنے لگے بھلا ہم بچے سے کیا بات کریں گے جو گود میں ہے (یا کھٹولے میں) بچہ (یہ سنتے ہی) بول اٹھا، میں اللہ کا بندہ ہوں[5] اس نے مجھ کو کتاب دی (انجیل مقدس) اور مجھ کو پیغمبر بنایا[6] اور میں جہاں رہوں اس نے مجھ کو برکت والا بنایا ہے[7] اور جب تک میں (دنیا میں) زندہ ہوں اس نے مجھ کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے (یا دل صاف کرنے) کا حکم دیا ہے اور اپنی ماں کا تابعدار (بنایا) اور اس نے مجھ کو مکرنا لائق نہیں بنایا۔ اور مجھ پر خدا تبارک و تعالیٰ کی امان ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن پھر جلا کر اٹھایا جاؤں گا[8] عیسیٰؑ مریمؑ کے بیٹے کی یہ حقیقت ہے۔ سچی بات جس میں وہ جھگڑا کرتے ہیں[9]

۱۷۔ وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ

اور (اے پیغمبرؐ) زکریا (نبی) کا قصہ یاد کر، جب اس نے اپنے مالک کو پکارا، مالک میرے مجھ کو (دنیا میں) نگوڑا نا ٹھار بے اولاد

---

[1] حالانکہ یہ کہنا بھی ایک بات ہے مگر شاید ان کی شریعت میں اتنی بات کہنے میں کچھ حرج نہ ہوگا۔ روزے سے مراد یہی ہے کہ بات نہ کرنے کا روزہ اگلی شریعت میں یہ چپ کا روزہ کہلاتا تھا یعنی سارے دن کسی آدمی سے بات نہ کرے البتہ فرشتوں سے بات کر سکتا ہے اور خداوند کریم سے دعا کر سکتا ہے [2] تیرا کوئی خاوند نہیں ہے اور تو لڑکا جنے پھر اس کو سب لوگوں میں لے کر آئی اب لوگ کیا کہیں گے ہماری ناک تو نے کٹا دی ساری عزت حرمت برباد کر دی [3] ہارون حضرت موسیٰؑ کے بھائی تھے مراد یہ ہے کہ تو ہارون کی طرح عابد اور پرہیزگار تھی گویا ہارون کی بہن تھی تو نے یہ کیا غضب ڈھایا [4] یعنی تیرے خاندان میں ماں اور باپ دونوں نیک گذرے ہیں پھر تو نے یہ برے کام کہاں سے سیکھے [5] حضرت عیسیٰؑ نے پیدا ہوتے ہی اللہ کی بندگی کا اقرار کیا اور اس عمر میں جو بات کی اس سے سب لوگوں کا یہ شبہ دور کر دیا کہ وہ حرام سے پیدا ہوئے ہیں کیونکہ حرامی بچہ میں یہ فضیلت کہاں سے آئی کہ اس عمر میں اللہ تعالیٰ کو پہچاننے اور نبوت کا دعویٰ کرے یہ کسی حلالی بچہ کو بھی نصیب نہیں ہوتا [6] مطلب یہ ہے کہ بڑا ہو کر میں پیغمبر ہونگا مجھ پر انجیل اترے گی۔ بعضوں نے کہا اس نے مجھ کو کتاب دی اس کا مطلب یہ ہے کہ توریت شریف مجھ کو سکھلا دی [7] یعنی نیک باتیں سکھانے والا [8] خدا کی امان ہے یعنی ان تینوں میں کوئی ڈر اور ہول مجھ کو نہ ہوگا [9] یہود کہتے ہیں معاذ اللہ وہ حرام سے پیدا ہوئے تھے یا یوسف نجار کے بیٹے تھے اور نصاریٰ کہتے ہیں وہ خدا کے اکلوتے بیٹے تھے۔

الْوٰرِثِيْنَ ﴿٨٩﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۫ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿٩٠﴾ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩١﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ڮ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٩٢﴾

(الانبیاء پ۱۷ ع ۶)

مت چھوڑ اور دلوں تو تو سب وارثوں سے بہتر ہے[۱]۔ پھر ہم اس کی دُعا قبول کر لی اور یحییٰؑ کو عنایت کیا اور اس کی بی بی کو چنگا کر دیا بھلا کر دیا[۲]، یہ سب[۳] نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہم کو توقع اور ڈر رکھ کر پکارتے تھے اور ہمارے سامنے گڑگڑاتے (عاجزی کرتے) رہتے تھے اور (اے پیغمبرؐ!) وہ عورت[۴] جس نے اپنی عصمت قائم رکھی (اپنی شرم گاہ کو محفوظ رکھا) پھر ہم نے اپنی روح اس میں پھونک[۵] دی اور ہم نے اس کو اور اس کے فرزند (عیسیٰؑ) کو سارے جہان کے لیے نشانی بنایا، (مسلمانو) تمہارا یہ مذہب[۶] ہے وہی ایک مذہب اور میں تمہارا مالک ہوں مجھ کو ہی پوجو اور کسی کی پرستش نہ کرو۔

۱۸- وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿٥٠﴾

(المومنون پ۱۸ ع ۳)

اور ہم نے مریمؑ کے بیٹے (عیسیٰؑ) اور اس کی ماں (مریمؑ) کو (اپنی قدرت کی) نشانی بنایا، اور ان کو ایک ٹیلے پر جگہ دی جو ٹھہرنے کے لائق اور وہاں کا پانی صاف تھا[۷]۔

۱۹- وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿٥٧﴾ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿٥٨﴾

اور جب مریم کے بیٹے (عیسیٰ مسیحؑ) کا حال بیان کیا گیا تو تیری قوم کے لوگ (خوشی سے) چلا اٹھے اور کہنے لگے کیا ہمارے دیوتا اچھے ہیں یا عیسیٰ[۸]۔ یہ بات انہوں نے صرف جھگڑے کے لیے تجھ سے بیان کی بات یہ ہے۔ کہ وہ بڑے جھگڑالو لوگ ہیں[۹]

---

[۱] اگر تو مجھ کو اولاد نہ ہی دے گا تب بھی تو میرے بعد دین کا کچھ انتظام ضرور کرے گا۔ [۲] ان کا بانجھ پن جاتا رہا یا ان کے اخلاق اچھے ہو گئے [۳] سب پیغمبر جن کا اوپر ذکر ہوا یا زکریاؑ اور یحییٰؑ اور ان کے گھر والے [۴] یعنی بی بی مریم کو یاد کیا [۵] اس کے کرتے کے گریبان میں حضرت جبرئیلؑ نے پھونک ماردی اس کو حمل رہ گیا۔ [۶] اسلام کا جو تمام پیغمبروں کا مذہب تھا اسلام کے اصول اور عقائد میں سب پیغمبر شریک ہیں کچھ فرق نہیں ہے [۷] یا وہاں چشمے بہ رہے تھے جب حضرت عیسیٰؑ پیدا ہونے کو تھے تو نجومیوں نے اس وقت کے ظالم بادشاہ ہیرودوس سے کہا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہونے والا ہے اور اس نے سب بچوں میں تلاش شروع کی حضرت مریم اس کے ڈر سے حضرت عیسیٰؑ کو مصر کے ملک میں لے کر چلی گئیں اور ایک بلند چشمہ دار گاؤں میں جا کر رہیں جس کو ربلہ کہتے تھے حضرت عیسیٰؑ وہیں جوان ہوئے اور جب ہیرودوس مر گیا تو حضرت مریم ان کو لے کر اپنے ملک میں آئیں بعضوں نے کہا ٹیلے سے دمشق کی زمین مراد ہے بعضوں نے کہا بیت المقدس کیونکہ وہاں کی زمین سب مقاموں سے اونچی ہے [۸] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کیا ہمارے دیوتا اچھے ہیں یا محمدؐ جب یہ آیت اتری انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم یعنی تم اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے ہو دوزخ کے ایندھن بنیں گے تو ابن الزبعری نے کہا اے محمد اب میں تم پر غالب آیا بھلا نصاریٰ عیسیٰ مسیحؑ کو پوجتے ہیں اور یہود عزیرؑ کو اور بنی ملیح فرشتوں کو اگر یہ سب دوزخ کا ایندھن بنیں گے تو ہمارے معبود بھی ان کے ساتھ رہیں ہم راضی ہیں آنحضرت صلعم نے تھوڑی دیر تک سکوت فرمایا قریش کے کافر کھلکھلانے اور چلانے لگے کہ ابن الزبعری جیت گیا اور حضرت محمدؐ کو خاموش کر دیا اس وقت یہ آیت اتری اور وہ آیت ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اخیر تک جو سورۃ انبیاء میں گذر چکی ہیں [۹] یعنی اس تقریر سے حق بات ظاہر کرنا ان کو منظور نہ تھا بلکہ صرف ایک جھگڑا نکالنا جیسے بیوقوفوں کی عادت ہوتی ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٢﴾ وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٦٥﴾ (الزخرف پ۲۵ ع۶)

۳۔ وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ ۖ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً ۚ وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۖ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ

عیسیٰؑ تو ہمارا ایک بندہ تھا، جس پر ہم نے اپنا فضل کیا تھا اور کچھ نہیں اور بنی اسرائیل کے لیے اس کو ہم نے (اپنی قدرت کا) ایک نمونہ بنا یا تھا اور اگر ہم چاہیں تو تم میں سے فرشتے پیدا کر دیں جو زمین میں تمہاری جگہ رہیں، اور بے شک عیسیٰؑ (کا اترنا) قیامت کی ایک نشانی ہے تو اے پیغمبر! لوگوں سے کہہ دے (تم قیامت میں شک مت کرو اور میرے کہنے پر چلو۔ یہی سیدھا رستہ ہے[1] اور شیطان ایسا نہ ہو تم کو (اس رستے سے روک دے بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور جب عیسیٰ (بنی اسرائیل) کے پاس معجزے لیکر آیا تو کہنے لگا، لوگو! میں تمہارے پاس نبوت لے کر آیا ہوں اور میرا مطلب یہ بھی ہے کہ بعضی باتیں جن میں تم اختلاف کر رہے ہو تم کو سمجھا دوں[2] تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہا مانو بے شک اللہ وہی میرا مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے، اسی کو پوجتے رہو یہی توحید سیدھا رستہ ہے پھر جب عیسیٰؑ نے ان کو یہ نصیحتیں سنائیں، بنی اسرائیل کے آپس میں پھوٹ کر کئی گروہ ہو گئے[3] تو جن لوگوں نے ظلم کیا[4] وہ تکلیف والے دن کے عذاب سے خراب ہوں گے[5]

اور (ان سب کے پیچھے) عیسیٰؑ کو بھیجا جو مریم کا بیٹا تھا، اور اس کو ہم نے انجیل دی اور جو لوگ اس کے تابع ہوئے ان کے دلوں میں ہم نے نرمی اور مہربانی رکھی[6] اور ان لوگوں نے درویشی نکال لی[7] ہم نے یہ حکم ان کو نہیں دیا تھا مگر انہوں نے (خود) اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کو (یہ نکال لی، پھر جیسا چاہیے تھا ویسا اس کو نباہ نہ سکے[8] پھر جو لوگ ان میں ایمان دار رہے (توحید پر قائم رہے)

(بقیہ صفحہ سابقہ) کہ اچھی خاصی بات کو بگاڑ کر اس میں خواہ مخواہ ایک بے ہودہ میخ نکالتے ہیں اللہ تعالیٰ کا مطلب اس آیت سے یہ تھا کہ مشرک جن بتوں یا پتھروں یا پہاڑوں کو پوجتے والے سب دوزخ میں جلائے جائیں گے (حواشی صفحہ ہذا) [1] جو میں تم کو بتلاتا ہوں یعنی توحید کا رستہ۔ [2] جیسے قیامت میں یہودی اختلاف کر رہے تھے بعضے قیامت کے قائل ہی نہ تھے [3] بعضوں نے تو حضرت عیسیٰؑ کو سچا پیغمبر مانا بعضوں نے مبالغہ کر کے ان کو خدا کا بیٹا بنا دیا بعضوں نے کہا وہ جھوٹے مکار ہیں [4] حضرت عیسیٰؑ کا کہا نہ مانا یا شرک اور کفر میں گرفتار رہے [5] تکلیف والے دن سے قیامت کا دن مراد ہے [6] یعنی حواریین حضرت عیسیٰؑ کے آپس میں ایک دوسرے پر نرم دلی اور مہربانی سے پیش آتے تھے اسی طرح جو ان کے تابع ہوئے اور دوسرے لوگوں پر بھی وہ ترس اور رحم کھاتے تھے [7] دنیا کا چھوڑ دینا اور شادی نہ کرنا اور خلقت سے الگ جنگل ویران میں رہنا [8] اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کی دو برائیاں بیان کیں ایک تو دین میں نئی بات نکالنا جس کو بدعت کہتے ہیں ہماری شریعت میں بھی یہ مذموم ہے حدیث میں ہے ہر بدعت گمراہی ہے۔

أَجْرَهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٢٧﴾ (الحدید پ ۲۷ ع ۴)

ان کو تو ہم نے ان کا ثواب عنایت فرمایا اور ان میں بہتیرے بے ایمان ہیں [1]

۲۱ وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٦﴾ (الصف پ ۲۸ ع ۱)

اور اے پیغمبرؐ! وہ وقت یاد دلا جب عیسیٰ نے جو مریم کا بیٹا تھا (بنی اسرائیل سے کہا) اے بنی اسرائیل میں اللہ کا بھیجا ہوا تمہارے پاس آیا ہوں، مجھ سے پہلے جو توراۃ شریف اتر چکی ہے اس کو سچ بتاتا ہوں اور (تم کو) ایک پیغمبرؐ کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمدؐ [2] ہوگا پھر جب وہ (یعنی عیسیٰؑ) ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آیا تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے۔

۲۲۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ ۖ فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ ۖ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا

مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار بنے رہو [3] جیسے عیسیٰؑ مریمؑ کے بیٹے نے حواریوں سے کہا، اللہ کی طرف ہو کر کون میری مدد کرے گا؟ حواریوں نے کہا ہم (حاضر ہیں) اللہ تعالیٰ کے (دین کی) مدد کرنے کو پھر بنی اسرائیل کا ایک گروہ تو ایمان لایا اور (ایک گروہ کافر رہا [4] پھر ہم نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیج کر ایمان والوں کی ان کے

---

[1] حدیث میں ہے کہ جو لوگ نصاریٰ میں ایماندار تھے ان کے تین گروہ ہو گئے بعضوں نے کافر بادشاہوں سے جو تثلیث کے حامی تھے لڑے اور بعض ان کے ظلم سے مارے گئے اور بعض جنگلوں میں بھاگ کر درویش بن گئے انہی کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا کہتے ہیں ان میں سے بہت لوگ جب ہمارے پیغمبر ظاہر ہوئے تو آپ پر ایمان لائے اور ایک حدیث میں ہے کہ اسلام میں درویشی یعنی ترک دنیا نہیں ہے اور اس امت کی درویشی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا ہے [2] یعنی سراہا ہوا تعریف کیا گیا یہ آیت جس میں صراحۃً آنحضرتؐ کا نام احمدؐ مذکور تھا اب موجودہ انجیلوں میں نہیں ملتا لیکن موجودہ انجیلیں اصل انجیل نہیں ہیں بلکہ نصاریٰ کے چند عالموں کے بنائے ہوئے مجموعے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے کلام کے ساتھ اور بھی کئی تاریخی مضامین اور قصے بڑھا دیئے گئے ہیں پھر وہ اصل کتابیں بھی نہیں ملتیں جو عبری زبان میں تھیں یہ مجموعے ایک یونانی ترجمے سے نقل کئے گئے ہیں جن میں بہت کچھ کمی اور بیشی ہوئی ہے عجب نہیں کہ پادریوں نے آنحضرتؐ کی عداوت سے اس آیت کو نکال ڈالا ہو اس کی دلیل یہ ہے کہ جس وقت قرآن مجید میں یہ آیت اتری عرب کے ملک میں بہت نصاریٰ موجود تھے اگر انجیل شریف میں بالکل یہ خوشخبری نہ ہوتی تو تمام لوگ قرآن شریف کو جھٹلانا شروع کرتے موجودہ انجیلوں میں بھی اس قدر تحریف پر حضرت عیسیٰؑ کی یہ خوشخبری موجود ہے کہ میں اس لیے جاتا ہوں کہ فارقلیط کو تمہارے پاس بھیج دوں فارقلیط کا معنی تسلی دینے والا بعضوں نے کہا یہ لفظ اصل میں یونانی لفظ پیری کلایوطس سے ماخوذ ہے جس کے معنی یہی ہیں سراہا ہوا یعنی احمدؐ صحیحین میں ہے آنحضرتؐ نے فرمایا میرے کئی نام ہیں محمدؐ اور احمدؐ اور حاشر یعنی میرے قدم پر لوگوں کا حشر ہوگا اور ماحی یعنی کفر کو مٹانے والا اور عاقب یعنی میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا [3] حواری حضرت عیسیٰؑ کے مددگار تھے [4] جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے تو آپ کے بعد نصاریٰ میں اختلاف ہوا کوئی آپ کو خدا کوئی خدا کا بیٹا کہنے لگا کوئی توحید پر قائم رہا اور پہلے دو کافر گروہ تیسرے گروہ پر غالب رہے یہاں تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔

ظٰهِرِيْنَ ⑭ (الصف پ ۲۸ ع ۲)　　　　دشمنوں پر مدد کی وہ غالب ہو گئے[1]

قِصَّةُ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَهَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَسَبَا (۶۲)

باب ۶۲ حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ہاروت اور ماروت اور سبا کے حالات

۱- وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۚ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۚ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۚ

اور سلیمان (علیہ السلام) کی بادشاہت میں شیطان جو پڑھا کرتے تھے اس کی پیروی کرنے لگے، حالانکہ سلیمان علیہ السلام کافر نہ تھے[ع] البتہ شیاطین کافر تھے جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور وہ باتیں جو شہر بابل میں[2] دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اتاری گئی تھیں اور وہ دونوں یعنے (ہاروت اور ماروت) کسی کو (جادو) نہیں سکھلاتے، جب تک یہ نہیں کہہ لیتے، ہم آزمائش[3] ہیں[4] اس پر بھی[5] وہ اُن سے ایسی باتیں سیکھتے ہیں جن کی وجہ سے جورو خصم میں جدائی کرا دیں[6] حالانکہ یہ بے حکم خدا کے یہ جادو سے کسی کا بگاڑ نہیں کر سکتے[ع] اور ایسی باتیں سیکھتے ہیں جن میں فائدہ کچھ نہیں نقصان ہی نقصان ہے[7] اور البتہ یہودیوں کو یہ معلوم ہے کہ جو کوئی جادو خرید ے (ایمان دے کر وہ)

[1] مشرک ذلیل اور خوار ہوئے اور مومن قیامت تک غالب رہیں گے اخیر غلبہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا جب مسلمان آپ کے ساتھ ہو کر دجال کو ماریں گے [2] بابل ایک شہر تھا ملک عراق میں اب اس کے قریب شہر کوفہ آباد ہے [3] یعنی اللہ تعالیٰ نے ہم کو لوگوں کا ایمان آزمانے کیلیے مقرر کیا ہے تو کافر مت بن [4] اس سے صاف نکلتا ہے کہ سحر کا سیکھنا ہی کفر جیسے امام احمد کا مذہب ہے اور صحیح حدیث میں ہے کہ جو کوئی نجومی یا جادوگر کے پاس جائے اور اس کو سچا جانے تو کافر ہو گیا [5] جو لوگ ایمان جانا پسند کریں [6] یعنی بعض کا عمل ان سے حاصل کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ سحر کا یہ بھی اثر ہوتا ہے کہ دو آدمیوں میں دشمنی یا دوستی ہو جائے [7] اس سے زیادہ نقصان کیا ہوگا کہ ایمان تشریف لے جاتا ہے اور جادوگر کا ہر شخص دشمن ہو جاتا ہے مار کھاتا ہے

[ع] چونکہ سحر پر عمل کرنا یعنے جادو چلانا کفر ہے اس لیے فرمایا کہ وہ کافر نہ تھے یعنی ساحر نہ تھے امام احمدؒ کے نزدیک سحر کا سیکھنا ہی کفر ہے خواہ اس پر اعتقاد رکھے یا نہ رکھے اور خواہ ساحر کے عمل کو رد کرنے کے لیے سیکھے اور امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک جادو کا چلانا کفر ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک گناہ کبیرہ ہے اور اس کو جائز سمجھے تو کفر ہے، [ع] اس سے دلیل لی ہے ان لوگوں نے جو کہتے ہیں سحر کی کوئی تاثیر نہیں ہے اہل حدیث کہتے ہیں کہ حکم خدا کی تو شرط ہر چیز میں ہے انگار بھی بے حکم خدا جلا نہیں سکتے حالانکہ انگار میں جلانے کا اثر اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے ایسا ہی سحر کو بھی سمجھنا چاہیے۔

وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِۦٓ أَنفُسَهُمْ ۚ لَوْ كَانُوا۟ يَعْلَمُونَ ﴿١٠٢﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ ءَامَنُوا۟ وَٱتَّقَوْا۟ لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ خَيْرٌ ۖ لَّوْ كَانُوا۟ يَعْلَمُونَ ﴿١٠٣﴾ (البقرۃ پ ع ۱۳)

آخرت میں بے نصیب ہے بیشک اگر وہ سمجھتے ہوتے تو برا بدلہ ہے جس کے عوض انہوں نے جانوں کو بیچ ڈالا[1] اور اگر وہ (حضرت محمدؐ پر) ایمان لاتے اور[2] پرہیز کرتے اور ان کو سمجھ ہوتی تو اللہ کے پاس جو ثواب ملتا وہ (ان کے حق میں) بہتر تھا۔

۲۔ وَدَاوُۥدَ وَسُلَيْمَـٰنَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِى ٱلْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ ٱلْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَـٰهِدِينَ ﴿٧٨﴾ فَفَهَّمْنَـٰهَا سُلَيْمَـٰنَ ۚ وَكُلًّا ءَاتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُۥدَ ٱلْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَٱلطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَـٰعِلِينَ ﴿٧٩﴾ وَعَلَّمْنَـٰهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّنۢ بَأْسِكُمْ ۖ فَهَلْ أَنتُمْ شَـٰكِرُونَ ﴿٨٠﴾ وَلِسُلَيْمَـٰنَ ٱلرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِى بِأَمْرِهِۦٓ إِلَى ٱلْأَرْضِ ٱلَّتِى بَـٰرَكْنَا فِيهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَىْءٍ عَـٰلِمِينَ ﴿٨١﴾ وَمِنَ ٱلشَّيَـٰطِينِ

اور (اے پیغمبرؐ!) داؤد اور سلیمان (کو یاد کر) جب دونوں ایک کھیت کا فیصلہ کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت چر پڑی تھیں اور ہم ان کے فیصلے کو دیکھ رہے[3] تھے[4] پھر ہم نے اس مقدمے کا ٹھیک فیصلہ سلیمانؑ کو سمجھا دیا[5] اور ہم نے ہر[6] ایک کو فیصلہ کرنے کی سمجھ دی تھی اور علم دیا تھا اور ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو داؤد کے حکم میں کر دیا تھا۔ وہ اس کے ساتھ تسبیح کیا کرتے اور ہم ہی نے یہ (سب) کیا تھا اور ہم ہی نے داؤد کو تمہارے لیے ایک پہنا وا بنانا سکھلا یا کہ (جنگ میں) ایک دوسرے کی مار سے تم کو بچائے (یعنی زرہ بنانا) تو کیا تم (اس نعمت) کا شکر کرو گے یا نہیں اور ہم نے زور کی ہوا سلیمانؑ کے لیے تابع کر دی تھی۔ وہ اس کے حکم سے اس ملک کی طرف چلتی تھی، جہاں ہم نے برکت رکھی ہے[7] اور ہم کو سب چیزوں کی خبر ہے اور بعضے شیطان

---

[1] پہلے یہ فرمایا کہ یہودیوں کو علوم ہے پھر فرمایا اگر جانتے ہوتے ان دونوں میں ظاہراً اختلاف معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت اختلاف نہیں ہے مطلب یہ ہے بغیر عمل کے گویا جاہل ہے جب ایک شخص جانتا ہے کہ یہ بات بری ہے اور پھر اس کو کرتا ہے تو گویا وہ نہیں جانتا [2] جادو سیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی کتاب بالائے بالائے طاق رکھنے سے [3] یا فیصلے کے وقت ہم حاضر تھے [4] ہوا یہ تھا کہ ان کی بکریاں رات کے وقت دوسرے کے کھیت یا انگور کے باغ میں گھس پڑیں اور اس کو خراب کر دیا حضرت داؤدؑ نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ بکریاں باغ یا کھیت والے کو دلائی جائیں حضرت سلیمانؑ نے کہا یوں فیصلہ ہونا چاہیے کہ باغ یا کھیت بکری والے کے اور بکریوں کے دودھ نسل اور بالوں سے فائدہ اٹھاتا رہے جب پھر باغ یا کھیت ویسا ہی ہو جائے جیسا پہلے تھا تو بکریاں بکری والے کو اور کھیت یا باغ اس کے مالک کو دے دیا جائے حضرت داؤدؑ نے اسی فیصلہ کو پسند کیا اور اپنا فیصلہ منسوخ کیا [5] دونوں نے اپنی رائے سے حکم دیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو حضرت سلیمان کی رائے پسند آئی بخاری اور مسلم نے روایت کیا کہ دو عورتیں ایک بچہ میں لڑائی آئیں ہر ایک کہتی تھی یہ میرا بچہ ہے حضرت داؤدؑ نے یہ بچہ اس عورت کو دلایا جو عمر میں بڑی تھی حضرت سلیمانؑ نے یہ حکم دیا کہ ایک چھری لاؤ میں بچہ کو دو ٹکڑے کر کے دونوں میں بانٹ دونگا یہ سن کر بڑی عورت خاموش رہی اور چھوٹی بولی اللہ تم پر رحم کرے جانے دو وہ بچہ اسی کا ہے یعنی بڑی عورت کا اسی کو دے دو تب حضرت سلیمان نے وہ بچہ چھوٹی کو دلا دیا [6] داؤدؑ اور سلیمانؑ دونوں میں سے [7] یعنی شام کے ملک کی طرف [8] حضرت سلیمانؑ کا ایک تخت تھا اس پر چھ لاکھ کرسیاں بچھتی تھیں اور آدمی اور جن کے رئیس ان پر بیٹھتے تھے اور پرندے پروں سے اس پر سایہ کرتے تھے پھر ہوا اس کو اڑا لے جاتی جب وہ چاہتے تو تیز چلتی اور جب چاہتے دھیمی چلتی صبح کو ایک مہینہ کی راہ طے کرتی اور شام کو ایک مہینہ کی راہ جیسا دوسری آیت میں ہے [9] کافر جن کو دیو بھی کہتے ہیں اس کے تابعدار تھے۔

مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾ الانبیاء پ ۱۷ ع ۶	تو اس کے واسطے (جواہرات نکالنے کو سمندر میں) غوطہ لگاتے اس کے سوا دوسرے کام بھی کرتے[1] اور ہم ہی (ان شیطانوں کے) نگہبان[2] تھے۔
۳۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ	اور ہم داؤد اور سلیمان (پیغمبروں کو) علم دے چکے ہیں[3] اور ان دونوں نے (خوش ہو کر یوں) کہا اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایماندار بندوں پر بڑھ چڑھ کر رکھا[4] اور سلیمان داؤد کا وارث ہوا[5] اور کہنے لگا لوگو ہم کو (خدا کی طرف سے) پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے[6] اور ہم کو ہر طرح کا سامان دیا گیا ہے[7]۔ بے شک یہ (خدا کا ہم پر) کھلا ہوا فضل ہے اور سلیمان کا جتنا لشکر تھا جنوں اور آدمیوں اور پرندوں کا (وہ سب) اس کے (دیکھنے اور داخلہ کے) لیے اکٹھا کیا گیا[8] اور ان کی مثلیں لگائی گئیں[9] (اس ترتیب اور انتظام سے لشکر چلا) جب وادی نمل (چیونٹیوں کے میدان[10]) میں پہنچے تو ایک (لنگڑی) چیونٹی نے کہا۔ چیونٹیو اپنے بلوں میں گھس جاؤ (کہیں) تم کو سلیمان اور اس کے لشکر والے بے خبری میں کچل نہ ڈالیں سلیمانؑ چیونٹی کے اس کہنے پر مسکرا کر ہنس دیا (کہ اتنا چھوٹا جانور اور ایسی سمجھ کی

[1] جیسے عمارت بنانا برتن ڈھالنا۔ [2] ہمارے ہی حکم سے ان کی تابعداری کرتے تھے ورنہ بھاگ جاتے یا جو صبح کو بناتے وہ شام کو بگاڑ دیتے۔ [3] یعنے دین اور شریعت کا علم یا جانوروں کی بولی سمجھنے کا۔ [4] یوں نہیں کہ سب ایماندار بندوں پر کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے بے حد ہیں معلوم کوئی ان سے بھی بڑھ چڑھ کر ہو اس آیت سے یہ نکلا کہ علم اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اور یہی میراث ہے پیغمبروں کی۔ [5] یعنی علم اور فضل اور موت کا اور یہاں کی میراث مراد نہیں ہے کیونکہ داؤد کے انیس بیٹے تھے اکیلے حضرت سلیمان ان کے مال کے وارث نہیں ہو سکتے۔ [6] حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام سب جانوروں کی بولی سمجھتے تھے پرند ہوں یا چرند اور یہاں پرند کو صرف اس لیے بیان کیا کہ پرند کا لشکر ہر وقت ان کے ساتھ رہتا اور ان پر سایہ کئے رہتا ایک روایت میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام استسقاء کے لیے لوگوں کے ساتھ میدان کو گئے وہاں ایک چیونٹی کو دیکھا جو چت لیٹے ہوئے اپنے پاؤں اٹھائے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہی ہے یا اللہ میں ایک تیری مخلوق ہوں اور تو کھانے کو نہ دے تو میں کیسے جی سکتی ہوں یا ہم کو کھانے کو دے یا مار ڈال حضرت سلیمان نے اس کی یہ دعا سن کر لوگوں سے فرمایا اب اپنے اپنے گھروں لوٹ چلو ایک چیونٹی نے تمہارا کام پورا کر دیا اب پانی پڑے گا۔ [7] سب جانور ہمارے تابع ہیں یہاں تک کہ ہوا بھی ہمارے حکم پر چلتی ہے تمام دنیا کی بادشاہت ہمارے ہاتھ میں ہے دیو اور جن تک ہمارے مطیع ہیں۔ [8] حضرت سلیمان علیہ السلام کے گرد آدمی تھے ان کے گرد جن اور سروں پر پرندے۔ [9] ہر ایک گروہ پر جدا جدا نقیب تھے [10] وہاں چیونٹیاں بڑی کثرت سے ہیں۔

قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِىٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِىٓ أَنْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلَىٰ وَالِدَىَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِى بِرَحْمَتِكَ فِى عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ﴿١٩﴾ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِىَ لَآ أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِينَ ﴿٢٠﴾ لَأُعَذِّبَنَّهُۥ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَا۟ذْبَحَنَّهُۥٓ أَوْ لَيَأْتِيَنِّى بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِۦ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍۭ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿٢٢﴾ إِنِّى وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَىْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٤﴾ أَلَّا يَسْجُدُوا۟ لِلَّهِ الَّذِى يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿٢٥﴾

بات) اور کہنے لگا ۔ مالک میرے مجھ کو (بھی) اس کا پابند کر دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر کروں جو تو نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عنایت فرمائیں اور میں (ہمیشہ باقی عمر میں) نیک کام کرتا رہوں جس سے تو خوش ہو اور (آخرت میں) اپنی رحمت سے مجھے نیک بندوں میں شامل کرے[۱] اور سلیمانؑ نے پرندوں کا جائزہ لیا (ان کا داخلہ دیکھا) تو کہنے لگا کیا بات ہے ہدہد نہیں دکھائی دیتا یا[۲] (حقیقت میں) غائب ہے (غیر حاضر) میں[۳] اس کو ضرور سخت سزا دوں گا یا اسے کاٹ ہی ڈالوں گا نہیں تو کوئی معقول وجہ میرے سامنے پیش کرے (کہ اس وجہ سے غیر حاضر رہا) تو بہت دیر نہیں گزری کہ ہدہد آگیا اور کہنے لگا میں نے وہ بات معلوم کی ہے جو تجھ کو (بھی) معلوم نہیں ہے اور میں شہر سبا[۴] سے ایک تحقیق (یقینی) خبر لے کر تیرے پاس آیا ہوں میں نے ایک عورت[۵] کو دیکھا وہ ان کی رانی[۶] ہے اور ہر طرح کا سامان (سلطنت کا) اس کے پاس موجود ہے اور اس کے پاس ایک بڑا (شاہی) تخت ہے[۷] میں نے دیکھا وہ عورت (جو ان کی رانی ہے) اور اس کی قوم کے لوگ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں (آفتاب پرست ہیں) اور شیطان نے ان کے کام ان کی نظر میں اچھے کر دکھائے ہیں[۸] اور سیدھی راہ (یعنے توحید سے) ان کو بار رکھا ہے ان کو کچھ سمجھ (بھی) نہیں ہے (کمبخت ان کو کیا ہوا ہے) اللہ کو کیوں نہیں سجدہ کرتے ۔ جو آسمان اور زمین میں چھپی چیزیں باہر نکال لاتا ہے[۹] اور تمہارا چھپا اور تمہارا کھلا (سب) جانتا ہے[۱۰]

[۱] یا اللہ تو ہم بھی اپنے پیارے پیغمبر حضرت سلیمان کی دعا میں شامل کرلے ہم بھی تیری بلند بارگاہ میں بڑی عاجزی اور ادب کے ساتھ یہی معروضہ کرتے ہیں ، [۲] کیا دوسرے پرندوں میں چھپ گیا ہے نظر نہیں آتا ۔ [۳] کہتے ہیں سفر میں ایک ہدہد بھی اور پرندوں کے ساتھ حضرت سلیمان کے ہمراہ رہتا اس کا کام یہ تھا کہ پانی کی خبر لاتا یہ بتلاتا کہ کھودنے سے یہاں اتنی دور پر پانی نکلے گا ایک بار جو حضرت سلیمانؑ کو سفر میں اس کی ضرورت ہوئی تو ہدہد کو دریافت کیا معلوم ہوا وہ غیر حاضر ہے ان کو غصہ آیا فرمانے لگے میں اس کو الخ [۴] جو یمن کے ملک میں تھا صنعاء سے تین دن کا رستہ سبا اس شہر کے بنانے والے کا نام تھا یا ایک عورت کا جو اس بستی میں رہتی تھی پھر اس کے نام سے وہ بستی مشہور ہوگئی ، [۵] بلقیس شراحیل یا ذی شرح کی بیٹی ، [۶] ملکہ ہے ایک حدیث میں ہے کہ اس کی ماں یا اس کا باپ جن تھا ۔ [۷] کہتے ہیں یہ تخت گنگا جمنی یعنی سونے اور چاندی سے بنا ہوا تھا اسی گز لمبا اور چالیس گز چوڑا اور تیس ہاتھ زمین سے اونچا تھا اور اس پر موتی اور یاقوت اور زمرد جڑے ہوئے تھے ابن عباسؓ نے کہا یہ تخت سونے کا تھا اس کے پائے جواہرات کے نہایت عمدہ کاری گری سے بنایا گیا تھا بہت بیش بہا تھا اس تخت پر سات حجرے تھے ہر حجرے میں ایک دروازہ جو بند رہتا تھا ۔ [۸] وہ سورج پرستی کو بڑا ثواب جانتے ہیں ۔ [۹] جو غور کریں کہ سورج اس پاک پروردگار کی ایک مخلوق ہے اور پوجا تو اس کی کرنا چاہیے جو سب کا خالق ہے ۔ [۱۰] مثلاً آسمان سے پانی برساتا ہے زمین کے اندر دانہ اگاتا ہے پیٹ میں سے بچہ پیدا کرتا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ اس خدا کو پوجنا چاہیے جو قدرت اور علم رکھے سورج میں نہ تو علم ہے نہ قدرت وہ ایک جسم ہے اور جسموں کی طرح ۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٦﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٩﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٣٠﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿٣٢﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ؗ فَمَاۤ

اللہ ہی سچا معبود ہے اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ بڑے تخت (عرش) کا مالک ہے[۱]۔ سلیمان نے کہا اچھا ہم دیکھتے ہیں تو سچ کہتا ہے یا تو بھی جھوٹوں میں کا ایک (جھوٹا) ہے میرا یہ خط لے جا اور ان لوگوں پہ ڈال دے، پھر وہاں سے ہٹ جا دیکھتا رہ وہ کیا جواب دیتے ہیں[۲]۔[۳] بلقیس نے (اپنے درباریوں سے) کہا سردارو میرے پاس ایک خط ڈالا گیا ہے جو عزت والا ہے وہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور (عبارت اس کی یہ ہے) شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے مہربان[۴] بسم اللہ کے بعد مطلب یہ ہے، مجھ پہ زور مت چلاؤ اور تابعدار بن کر میرے پاس حاضر ہو (خط کا مضمون سنا کر) بلقیس کہنے لگی سردارو اب اس معاملہ میں اپنی رائے مجھ سے بیان کرو[۵] میں تو کسی معاملہ کا اخیر فیصلہ اس وقت تک نہیں کرتی جب تک تم لوگ حاضر نہ ہو (اور اپنی رائے بیان نہ کرو) انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ زوردار ہیں[۶] اور بڑے لڑنے والے ہیں[۷] پھر تیرا اختیار ہے جو چاہے سمجھ کر حکم دے[۸]۔ بلقیس نے کہا (میں یہ سوچتی ہوں) بادشاہ جب کسی شہر میں (لڑائی کر کے) گھستے ہیں تو شہر کو خراب کر دیتے ہیں[۹] اور وہاں کے عزت دار لوگوں کو بے عزت بنا دیتے ہیں اور (بادشاہوں کا یہی قاعدہ ہے) ایسا ہی کرتے ہیں[۱۰] اور میں (ایسا کرتی ہوں) کچھ تحفہ ان کو بھیجتی ہوں[۱۱] پھر دیکھتی ہوں وہ جو تحفہ لے کر جاتے ہیں کیا جواب لاتے ہیں[۱۲]۔ جب بلقیس کا ایلچی سلیمانؑ کے پاس پہنچا تو سلیمانؑ نے کہا کیا تم لوگ مال (و دولت) سے میری مدد کرنا

[۱] اس کے عرش کے سامنے سارا آسمان کوئی نہیں سورج کی کیا حقیقت ہے۔ [۲] جو باتیں وہ آپس میں کریں سن تا رہ اور مجھ سے آن کر بیان کر۔ [۳] ہدہد نے وہ خط لے جا کر ان کی رانی بلقیس کی گود میں ڈال دیا اور آپ الگ ہو کر ان کی گفتگو سننے لگا۔ [۴] حدیث میں ہے کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خط کے شروع باسمك اللهم لکھا کرتے جب سے یہ آیت اتری تو ہر خط کے شروع پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھتے اور اخیر میں والسلام علی من اتبع الهدی۔ [۵] کہتے ہیں تین سو بارہ سردار اس کے ملک میں تھے سب کی رائے اس نے پوچھی۔ [۶] ہمارا شمار بھی بہت ہے اور طاقت بھی خوب رکھتے ہیں۔ [۷] اگر تو لڑنا چاہتی ہے تو ہم حاضر ہیں دبنے والے نہیں۔ [۸] ہم بسروچشم تعمیل کرنے کو حاضر ہیں۔ [۹] لوٹ مار ہنگامہ مچاتے ہیں۔ [۱۰] پہلے بلقیس نے اپنے سرداروں کی رائے پوچھی جب انہوں نے اسی کی رائے پر رکھ دیا تو بلقیس نے لڑنا مناسب نہ جانا کس لیے کہ جنگ دو سرا دارو۔ دوسرے یہ کہ اگر جنگ ہوئی اور دشمن کا لشکر شہر میں آگیا تو ایسا عمدہ شہر جیسے اس زمانہ میں شہر سبا تھا تباہ ہو جائے گا کیونکہ بادشاہوں کی عادت ہے جب دشمن کا شہر فتح کرتے ہیں تو لوٹ گھسوٹ تاراج کیا کرتے ہیں اکثر عمارتوں کو جلا کر خاک کر دیتے ہیں شہر کے نامی گرامی امیروں کو ذلیل کرتے ہیں۔ [۱۱] یعنی حضرت سلیمانؑ اور ان کے لشکر والوں کو۔ [۱۲] بلقیس نے یہ سوچا کہ اگر سلیمان دنیا کے بادشاہوں کی طرح ایک بادشاہ ہیں تو تحفہ تحائف سے خوش ہو جائیں گے پھر ان سے لڑنا کچھ مشکل نہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں تو وہ تحفہ قبول کرنے کے نہیں اس صورت میں ان کی اطاعت کرنا بہتر ہوگا کہتے ہیں بلقیس نے سونے کی چند اینٹیں تحفہ بھیجیں جب یہ ایلچی حضرت سلیمانؑ کے دربار تک پہنچے تو دیکھا تو وہاں سونے کا فرش ہے وہ شرمندہ ہوئے۔

اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ
اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ
اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ
بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ
صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ
يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ
مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ
اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ
وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ
الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا
اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ
فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ
فَضْلِ رَبِّيْ ۫ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ
وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ
فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا
لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ
الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَاۗءَتْ

چاہتے ہو اللہ تعالیٰ جو مجھ کو دے رکھا ہے (پیغمبری) وہ اس سے (کہیں) بہتر ہے جو تم کو دیا ہے[1] بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش رہو تو اپنے لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ تو ضرور ایسا لشکر لے کر ان پر آئیں گے جس کا مقابلہ ان سے نہ ہو سکے گا اور ہم ذلت کے ساتھ ان کو رسوا کر کے وہاں سے نکال دیں گے[2] سلیمانؑ نے (اپنے درباریوں سے) کہا۔ سردارو تم میں کوئی ایسا ہے یہ لوگ جو تابعدار بن کر آرہے ہیں ان کے مجھ تک پہنچنے سے پہلے بلقیس کا تخت[3] میرے پاس اٹھا لائے (اس پر) جنوں میں سے ایک دیو (راکھس) بولا میں اس کو تیرے پاس لا سکتا ہوں۔ اس سے پہلے کہ تو اپنی جگہ سے اٹھے[4] اور میں اس کے اٹھا لانے کا زور رکھتا ہوں امانت دار ہوں[5] وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا علم رکھتا تھا[6] بول اٹھا میں اس تخت کو تیرے پلک جھپکنے سے پہلے[7] تیرے پاس منگوائے دیتا ہوں[8] جب سلیمانؑ نے دیکھا تخت اس کے سامنے دھرا ہوا ہے تو کہنے لگا یہ تخت کا اتنے جلد اس طرح چلے آنا) میرے مالک کا احسان ہے اس لیے کہ مجھ کو آزمائے میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جو کوئی شکر کریگا[8] وہ اپنی ہی بھلائی کیلئے شکر کرے گا[9] اور جو کوئی ناشکری کرے تو میرا مالک بے پروا کرم والا ہے[10] سلیمانؑ نے کہا (ایسا کرو) اس کے تخت کی صورت (ذرا) بدل دو[11] دیکھیں وہ اپنا تخت پہچانتی ہے یا ان لوگوں میں شامل ہوتی ہے جو اپنی چیز تک نہیں پہچان سکتے پھر جب

---

[1] میں دنیا کے تحفہ تحائف سے خوش نہیں ہوتا۔ [2] کہتے ہیں جب ایلچی یہ پیام لے کر واپس ہوا اور تحفہ پھیر دیا گیا۔ تو بلقیس سے سب حال حضرت سلمان کا جو اس نے دیکھا تھا بیان کیا وہ ڈر گئی اور سمجھ گئی حضرت سلیمانؑ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں ان سے لڑنا ناممکن ہے آخر حکم کی اطاعت کی اور حضرت سلیمانؑ کی طرف روانہ ہوئی ادھر[3] جس کو وہ اپنے ملک میں چھوڑ کر آرہی ہے، [4] یعنی دربار برخاست کرے صبح سے دوپہر تک دربار ہوتا تھا، [5] اس کا جواہر وغیرہ کچھ چراؤں گا نہیں حضرت سلیمانؑ نے اس کے جواب میں فرمایا نہیں میں تو چاہتا ہوں اس سے بھی جلدی کوئی یہ تخت لے آئے، [6] آصف بن برخیا ان کا وزیر یا منشی بعضوں نے کہا اسم اعظم کا اس کو علم تھا، [7] تا تیری نگاہ تجھ تک لوٹ آنے سے پہلے، [8] نگاہ لوٹ آنے سے پہلے اس کا مطلب یہ ہے کہ تم آسمان کی طرف دیکھو پھر وہاں سے لوٹ کر نیچے نگاہ ڈالو تو یہ تخت تمہارے سامنے رکھا ہوگا بعضے کہتے ہیں اسم اعظم کے زور سے وہ عرش زمین کے نیچے آن کر دفعۃً حضرت سلیمانؑ کے سامنے ابھر آیا ابن عباسؓ اور مجاہدؒ سے ایسا ہی منقول ہے، [9] اس کو اور نعمتیں ملیں گی ناشکری کرنے سے جو نعمت ملی ہے وہ چھن جائے گی۔ [10] اس کو کسی کے شکر کی پرواہ نہیں اور کرم ایسا ہے کہ ناشکروں کو بھی ہزاروں نعمتیں دیتا ہے، [11] اس کی کچھ چیزیں آگے پیچھے تلے اوپر کر دو جنہوں نے حضرت سلیمانؑ سے کہہ دیا تھا کہ بلقیس دیوانی ہے اور اس سے ان کا مطلب یہ تھا، کہ حضرت سلیمانؑ اس سے نکاح نہ کریں اور اولاد نہ پیدا ہو ورنہ ان کو حضرت سلیمانؑ کے بیٹے کا بھی تابعدار رہنا ہوگا انہوں نے بلقیس کی عقل کو آزمانا چاہا جنوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ بلقیس کے پاؤں گدھے کی طرح نہایت بدشکل ہیں، [12] محض بیوقوف اور بھولے ہوتے ہیں۔

قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ (النمل پ۱۹ ع ۲،۳)

بلقیس (سلیمانؑ کے پاس) آن پہنچی تو اس سے پوچھا گیا تیرا تخت بھی ایسا ہی ہے وہ بولی یہ تو گویا وہی ہے[۱] اور ہم کو اس سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا اور ہم تو اسی وقت سے) تابعدار بن گئے تھے اور وہ جو اللہ کے سوا اور چیزوں کو پوجتی تھی اسی نے اس کو (خدائے تعالیٰ کی عبادت سے) روک رکھا تھا کیونکہ وہ کافر لوگوں سے تھی[۲] (جب یہ سب گفتگو ہو چکی تو) بلقیس سے کہا گیا چل محل کے اندر چل اس نے محل کو جو دیکھا[۳] تو سمجھی گہرا پانی ہے (کپڑا اٹھایا) اور اپنی پنڈلیاں کھول دیں[۴] سلیمان نے کہا[۵] ایک محل ہے جو گھونٹ کر آئینوں سے بنایا گیا ہے[۶]۔ بلقیس نے کہا[۷] اے میرے خدا میں نے اپنی جان پر بڑا ستم کیا[۸] اور (اب) میں سلیمان کے ساتھ ہو کر اللہ رب العالمین کی تابعدار ہوئی[۹]۔

۴۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ﴿۱۰﴾ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا

اور ہم داؤد (پیغمبر) کو بزرگی دے چکے ہیں[۱۰] پہاڑو تم داؤد کے ساتھ تسبیح کیا کرو اور پرندو۔ اور ہم نے لوہا اس کے لیے نرم کر دیا[۱۱] تھا اس کو یہ حکم دیا تھا) پورے بدن کی زرہیں اور کڑیاں اندازے سے[۱۲] جوڑا نیک کام کرتے رہو۔ کیونکہ میں تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہوں[۱۳] اور سلیمان (پیغمبر) کے لیے ہم نے ہوا کو تابعدار کر دیا تھا وہ صبح کو ایک مہینہ کی راہ لی

[۱] بلقیس بڑی عقلمند عورت تھی اس نے پہچان تو لیا کہ یہ وہی تخت ہے مگر چونکہ اس سے پوچھا یوں گیا تھا، تیرا تخت بھی ایسا ہی ہے تو اس نے جواب یوں دیا گویا ہو بہو وہی ہے اگر یوں پوچھتے کیا یہ تیرا تخت ہے تو وہ کہتی ہاں، [۲] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اور سلیمان نے بلقیس کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور چیزوں کے پوجنے سے روک دیا وہ کافر لوگوں میں سے اس صورت میں یہ جملہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہوگا اور اگلے ترجمہ پر بلقیس کا۔ [۳] وہاں آئینہ کا فرش تھا نیچے پانی بہہ رہا تھا، اور مچھلیاں تیر رہی تھیں، [۴] حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی پنڈلیاں دیکھ لیں ان میں کوئی عیب نہ تھا اور جنوں کا بیان جھوٹ نکلا یہی آزمانے کے لیے شیشہ کا محل بنایا گیا تھا، [۵] جب اس کی پنڈلیاں دیکھ لیں یہ پانی نہیں ہے۔ [۶] یا ایک محل ہے جس پر آئینے منڈھے ہوئے یا جڑے ہوئے ہیں، [۷] جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے یہ معجزے دیکھے شرمندہ ہوئی تو کہا الخ، [۸] جو اتنی مدت شرک میں مبتلا اور تجھ کو بھولی رہی، [۹] ابن عباسؓ نے کہا پھر حضرت سلیمان نے اس سے نکاح پڑھا لیا ایک حدیث میں ہے کہ حمام میں سب سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام داخل ہوئے جب وہاں کی گرمی دیکھی تو کہنے لگے ہائے افسوس اللہ تعالیٰ کا عذاب کیسا ہوگا۔ [۱۰] وہ بادشاہ اور پیغمبرؑ دونوں تھے ہم نے کہہ دیا تھا پہاڑو الخ: [۱۱] حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح ہو جاتا جس طرح چاہتے موڑ لیتے تپانے اور گرم کرنے کی ضرورت ان کو نہ ہوتی، [۱۲] بڑی چھوٹی نہ ہوں، [۱۳] بعضوں نے کہا کڑیاں اندازے سے جوڑ اس کے یہ معنے ہیں کہ کیلیں نہ بہت پتلی رکھ نہ بہت موٹی۔ بعضوں نے کہا حضرت داؤد علیہ السلام کی زرہ میں کیلیں نہ ہوتیں۔

شَهْرٌ ۚ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ ۖ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿١٢﴾ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ ۚ اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا ۚ وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ﴿١٣﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿١٤﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ﴿١٥﴾ فَأَعْرَضُوا

جاتی اور شام کو ایک مہینہ کی راہ لی جاتی[1] اور ہم نے اس کے لیے تانبے کا ایک چشمہ بہا دیا تھا[2] اور جنوں میں سے بھی کئی جن اس کے سامنے کام کرتے تھے اس کے مالک کے حکم سے اور (ہم نے کہہ دیا تھا) جو کوئی جن ہمارے حکم سے پھرے[3] گا ہم اس کو دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے[4] یہ جن اس کے عالیشان عمارتیں بناتے تھے (یا مسجدیں) اور مورتیں[5] اور حوض کی طرح (بڑے بڑے) پیالے اور جمی ہوئی دیگیں[6] (اور ہم نے یہ حکم دیا) اے داؤد کی اولاد (اللہ تعالیٰ کا) شکر مان کر (نیک) عمل کرتے رہو اور میرے بندوں میں شکر کرنے والے کم ہیں پھر جب سلیمانؑ پر ہم نے موت کا حکم دیا[7] اس کی موت جنوں کو کسی نے نہیں بتلائی مگر زمین کے کیڑے (دیمک) نے وہ اس کی لکڑی کھا رہا تھا جب (لکڑی کھوکھلی ہو گئی اور) سلیمان گر پڑا اس وقت جنوں کو معلوم ہوا اگر وہ غیب کی بات جانتے ہوتے تو (ایک مدت تک) ذلت کی محنت میں نہ پڑے رہتے[8] بیشک سبا والوں کے لیے اپنی ہی بستی میں نشانی (موجود) تھی[9] (بستی کے داہنے اور بائیں دو باغ تھے[10] اپنے مالک کی دی ہوئی) روزی کھاؤ اور اس کا شکر بجا لاؤ (سبحان اللہ کیا کہنا) ایسا پاکیزہ شہر اور مالک (مہربان) بخشنے والا[11] انہوں نے (ہمارا فرمانا) نہ سنا[12]

لہ تو ایک دن میں دو مہینے کی راہ طے کرتی حسن نے کہا حضرت سلیمان صبح کو دمشق سے چلتے اور دوپہر اسطخر میں آرام کرتے اور ان دونوں ملکوں میں ایک مہینے کی راہ ہے پھر شام کو اسطخر سے چلتے تو رات کو کابل یا بابل میں رہتے وہ بھی ایک مہینے کی راہ ہے، ٢ه وہ کان کے پانی کی طرح نکلتا۔ ٣ه سلیمانؑ کی اطاعت نہ کرے گا۔ ٤ه بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے ہم اس کو آگ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے کہتے ہیں ان جنوں پر اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کر دیا تھا آگ کا کوڑا اس کے ہاتھ میں رہتا جو کوئی جن حضرت سلیمانؑ کی نافرمانی کرتا یہ فرشتہ اس کو کوڑا مار کر جلا دیتا، ٥ه پیغمبروں اور فرشتوں اور علماء اور نیک بندوں کی حضرت سلیمانؑ کی شریعت میں مورتیں بنانا جائز تھا یہ مورتیں مسجدوں اور اچھے مقاموں میں رکھی جاتیں تاکہ لوگ ان کو دیکھ کر عبادت میں زیادہ کوشش کریں، ٦ه جو ایک ہی جگہ رکھی رہتیں کیونکہ ان کا اٹھانا اور لے جانا مشکل تھا، ٧ه تو وہ لکڑی ٹیک کر کھڑا رہ گیا تو لوگ سمجھتے رہے وہ زندہ ہے، ٨ه حضرت سلیمانؑ کے وقت میں جنوں کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ آئندہ کی باتیں بتا سکتے ہیں اور بعضے لوگ بھی ان کی نسبت یہی اعتقاد رکھتے تھے جب حضرت سلیمانؑ کے وقت میں جنوں کو معلوم ہوا کہ حضرت سلیمانؑ بہت دنوں میں پہلے مر چکے تھے اور ان کو افسوس ہوا کہ اگر پہلے ہی ہم کو ان کی موت کی خبر ہو جاتی تو اتنی مدت تک سخت مزدوری محنت کے عذاب میں کیوں مبتلا رہتے اور ان کو یہ بھی کھل گیا کہ غیب کا علم ہم کو نہیں ہے لوگوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ جنوں کا دعویٰ غیب دانی کا غلط تھا، ٩ه حدیث میں ہے کہ سبا ایک شخص کا نام تھا عرب میں اس کی دس اولاد ہوئیں چھ تو یمن کے ملک میں رہے اور چار شام کے ملک میں چلے گئے، ١٠ه وہاں نہ مکھی تھی نہ مچھر ہم نے سبا والوں سے کہلا بھیجا، ١١ه گویا دنیا اور آخرت دونوں بن گئے دنیا میں مزے مزے کے میوے اڑاؤ چین کرو اور آخرت میں پروردگار سے مغفرت کی امید رکھو، ١٢ه اور لگے کفر اور ناشکری کرنے سدیؒ نے کہا سبا والوں کی طرف تیرہ پیغمبر بھیجے گئے انہوں نے سب کو جھٹلایا اور بت پرستی کرنے لگے،

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿١٦﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿١٧﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ۭ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿١٨﴾ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿١٩﴾

(السبا، پ ۲۲ ع ۲)

ہم نے (باندھ اور کٹہرا توڑ کر زور کا نالہ ان پر چھوڑ دیا۔ اور ان دو (عمدہ) باغوں کو بدل کر دو باغ ایسے کر دیئے جن میں بد مزہ میوے اور جھاڑ کے درخت اور تھوڑے سے بیری کے درخت رہ گئے[۱] ان کی ناشکری پر ہم نے ان کو یہ سزا دی اور ہم انہی کو سزا دیتے ہیں جو ناشکرے ہیں اور ہم نے ان میں اور ان بستیوں کے بیچ میں جہاں ہم نے برکت رکھی تھی[۳] کئی کھلے[۴] گاؤں (آباد) کر رکھے تھے[۵] اور ان میں (سفر کرنے کو) منزلیں مقرر کر دی تھیں[۶]۔ اور (ان گاؤں میں بے کھٹکے رات دن چلتے رہو[۸] (ان کی شامت جو کوئی) تو کہنے لگے مالک ہمارے[۹] ہمارے (سفر کی منزلیں) دور دور[۱۰] کر دے اور اپنی جانوں پر ظلم کرنے لگے آخر ہم نے ان کو (میٹ کر) کہانیاں بنا دیا اور بالکل چیر پھاڑ ڈالا ان کی دھجیاں اڑا دیں[۱۱] جو صبر اور شکر کرتا ہے اس کے لیے البتہ اس قصے میں نشانیاں ہیں[۱۳]۔

۵۔ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ

اور ہمارے بندے داؤد (پیغمبر) کو یاد کر جو زور والا تھا[۱۴] کیونکہ وہ

[۱] باغ اور مکانات سب تباہ ہو گئے، [۲] مطلب یہ ہے کہ یا تو ان کے داہنے بائیں ایسے عمدہ باغ تھے جن میں قسم قسم کے عمدہ اور مزدار میوے پیدا ہوتے تھے یا جب انہوں نے ناشکری کی اور پانی کا باندھ لوٹ کر سیلاب آیا اگلے باغ تباہ ہو گئے تو پھر انہوں نے باغ لگائے مگر ان میں کوئی مزیدار میوہ پیدا نہیں ہوا کچھ کسیلے خراب پھل کچھ جھاڑ کچھ بیر رہ گئے باقی خیر صلاح یہ ناشکری اور کفر کا بدلا ملا۔ [۳] یعنی شام کی بستیوں میں، [۴] نمایاں یعنی قریب قریب، [۵] یہ لوگ مارب میں رہتے تھے اور شام کے ملک میں سوداگری کے لیے جاتے تھے مارب سے شام تک برابر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر گاؤں آباد تھے ایسے کہ ایک گاؤں سے دوسرا گاؤں نظر آتا اور مسافروں کو ایسا آرام ملتا کہ راستے میں توشہ رکھنے کی حاجت نہ پڑتی رات کو گاؤں میں اتر رہتے اور وہیں کھاتے پیتے، [۶] صبح کو ایک گاؤں میں پہنچتے تو دوپہر کو دوسرے گاؤں میں شام کو تیسرے گاؤں ہیں، [۷] ہم نے ان کو کہلا بھیجا ان گاؤں میں [۸] راہ میں اس وجہ سے کہ گاؤں نزدیک نزدیک تھے کوئی خطرہ نہ تھا نہ چور کا نہ ڈالو کھانے پینے کا سامان ہر جگہ موجود چار مہینے کی راہ تک یہی حال تھا، [۹] پاس پاس گاؤں ہیں سفر کا مزہ نہیں آتا، [۱۰] ہماری منزلیں کٹھن کر دے رستے میں آبادی کا نام نہ ہو بالکل جنگل ویران ہو جب تقدیر کی خرابی ہوتی ہے تو عقل ایسی اوندھی ہو جاتی ہے۔ [۱۱] شرک اور کفر اور ناشکری میں پڑ گئے، [۱۲] سبا کے لوگ سب منفرق ہو گئے ان میں سے اوس اور خزرج مدینے میں آن کر رہے اور غسان شام کو چلے گئے اور ازد عمان کو اور خزاعہ تہامہ کو اللہ تعالےٰ نے ان کا ملک ویران کر دیا جیسے انہوں نے خواہش کی تھی جنگل ہی جنگل ہو گیا، [۱۳] کہ ایک ایسا آباد ملک کس قدر تباہ ہو گیا۔ صبر کرتا ہے یعنی گناہوں سے اپنے تئیں روکتا ہے شکر کرتا ہے یعنی اللہ تعالےٰ کے حکم بجا لاتا ہے ایسے ہی لوگوں کو نصیحت اور عبرت ہوتی، [۱۴] عبادت کی طاقت بہت رکھتا تھا چنانچہ آپ ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے یہ بہت مشکل ہے کیونکہ نہ روزے کی عادت پڑتی ہے نہ افطار کی اللہ تعالےٰ کے پیغمبر کو تسلی دی کہ حضرت داؤد پر بھی طالوت کی حکومت میں بہت تکلیف گزری تم بھی ان کا قصہ یاد کر کے صبر کرو،

إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿١٧﴾ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ﴿١٨﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ ﴿١٩﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿٢٠﴾ وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿٢١﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ﴿٢٢﴾ إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ﴿٢٣﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ

اللہ تعالیٰ کی طرف بہت رجوع رہتا تھا[1] ہم نے پہاڑوں کو اس کا تابعدار بنا دیا تھا وہ سورج ڈھلے اور سورج نکلے اس کے ساتھ تسبیح کرتے[2] اور پرندوں کو بھی (اس کا تابعدار کر دیا تھا) وہ جمع ہو کر اس کی طرف رجوع رہتے[3] اور اس کی سلطنت کو ہم نے مضبوط کر دیا اور ہم نے اس کو تدبیر دی تھی[4] اور جھگڑا چکانے والی بات[5] اور (اے پیغمبر) کیا ان جھگڑنے والوں کی بھی خبر تجھ کو پہنچی ہے جو دیوار پھاند کر داؤد کے عبادت خانے میں آ گئے[6] (جب بے وقت بے اجازت) داؤد کے پاس گھس آئے، وہ ان کو دیکھ کر گھبرا گیا، انہوں نے کہا مت ڈر ہم دونوں میں جھگڑا ہے، ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا تو انصاف سے ہمارا فیصلہ کر دے اور بے انصافی نہ کر اور ہم کو سیدھی راہ بتلا دے[7]۔ یہ (دوسرا فریق) میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں (ایک کم سو) اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے اب وہ کہتا ہے (اپنی وہ ایک دنبی بھی میرے حوالے کر دے اور بات چیت کرنے میں وہ مجھ کو دبا بیٹھا ہے[8] داؤدؑ نے کہا بیشک یہ تم پر ظلم کرتا ہے جو تیری ایک دنبی مانگ کر اپنی ننانویں دنبیوں میں ملانا چاہتا ہے[9]

[1] اور یہی سبب تھا ان کے زور دار ہونے کا حدیث میں ہے آداب وہ جو تنہائی میں اپنے گناہ یاد کر کے اللہ سے بخشش چاہے ابن عباسؓ نے کہا اداب یعنی یقین رکھنے والا، [2] اشراق سے وہی وقت مراد ہے جب سورج نکل کر خوب چمکنے لگتا ہے [3] اس کے فرمانبردار رہتے یا تسبیح کے وقت جواب دیتے رہتے، [4] حکمت اور دانائی ملک کے انتظام کی عقل یا پیغمبری، [5] بحث سن کر فیصلہ کرنے کا طریقہ، [6] حضرت داؤدؑ نے اپنے دنوں کو یوں تقسیم کیا تھا ایک دن عبادت کا ایک دن مقدمے فیصل کرنے کا ایک دن سلطنت کے خاص کاموں کا ایک دن وعظ اور نصیحت کا عبادت کے دن حضرت داؤد عبادت میں مصروف تھے جبرائیل اور میکائیل دو آدمیوں کی صورت میں جھگڑتے آئے اور ان کے پاس جانا چاہا چوکیدار نے روکا وہ دیوار کود کر اندر پہنچ گئے حضرت داؤد ڈرے کہیں یہ دشمن نہ ہوں ان کے قتل کرنے کو آئے ہوں، [7] ان میں سے ایک نے مقدمہ کو یوں شروع کیا، [8] اس کی زبان بہت تیز ہے لوگ اسی کی طرفداری کرتے ہیں میری سی کوئی نہیں کہتا اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے دوسرے فریق سے جواب کیا اس نے دعویٰ کا اقبال کیا تب حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ فیصلہ سنایا بعضے کہتے ہیں بغیر جواب لیے فیصلہ سنا دیا اور حضرت داؤد علیہ السلام کا یہی قصور تھا جس کی انہوں نے معافی مانگی، [9] یہ دو شخص اصل میں دو فرشتے تھے جو مدعی مدعا علیہ بن کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے تھے ہوا یہ تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نگاہ بے اختیاری ایک عورت پر پڑ گئی وہ ان کو خوبصورت معلوم ہوئی انہوں نے اس کے خاوند سے درخواست کی کہ تو اس کو طلاق دیدے یا اس کے خاوند کو ایک لڑائی میں بھیج دیا وہ شہید ہوا حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی شہادت کا چنداں غم نہ کیا اور اس کی بی بی سے نکاح پڑھا لیا اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو تنبیہ آئی کہ تم نے ننانوے بی بیاں رکھ کر ان پر قناعت نہ کی اور ایک غریب کی بی بی پر نظر ڈالی حالانکہ یہ امر دوسرے عام لوگوں کے حق میں کوئی گناہ نہیں مگر پیغمبروں کی شان بڑی ہے ان سے اتنی سی بات پر بھی مواخذہ ہوا، اب جو بعضے لوگ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام اس عورت پر عاشق ہو گئے تھے، اور اس کے خاوند کو قتل کرانے کی فکر میں تھے یہ سب غلط ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو کوئی ایسی باتیں بیان کرے گا میں اس کو ایک سو ساٹھ کوڑے لگاؤں گا کہتے ہیں اس شخص کا نام اوریا تھا جس کی بی بی سے حضرت داؤد علیہ السلام نے نکاح کر لیا اور اسی کے پیٹ سے حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوئے۔

وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ﴿٢٤﴾ فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٢٥﴾ يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿٢٦﴾

(ص پ ۲۳ ع ۲)

اور اکثر ساجھی ایک دوسرے پر زیادتی کرتے رہتے ہیں[۱] مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کرتے ہیں (وہ ایسا نہیں کرتے) اور ایسے لوگ بہت کم ہیں اور داؤدؑ کو خیال آیا (کہ یہ مقدمہ نہ تھا بلکہ ہم نے ان کو آزمایا تھا[۲]) اسی وقت اس نے اپنے مالک سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑا اور (خدا کی طرف) رجوع ہوگیا۔ آخر ہم نے اس کا یہ قصور معاف کر دیا اور بے شک داؤدؑ کے لیے میرے پاس نزدیکی کا درجہ ہے۔ اور اچھا ٹھکانا داؤدؑ ہم نے تجھ کو زمین حاکم بنایا ہے تو لوگوں کا فیصلہ انصاف سے کیا کر اور (نفس کی) خواہش پر مت چل۔ ایسا نہ ہو وہ تجھ کو خدا کے (ٹھیک) رستے سے بہکا دے بے شک جو لوگ اللہ کی راہ سے بہک جاتے ہیں[۳] ان کو سخت سزا ملے گی اس وجہ سے کہ وہ حساب کا دن بھول گئے[۴]

۶- وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٣٠﴾ إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ ﴿٣١﴾ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَن ذِكْرِ رَبِّي حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾ رُدُّوهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ

اور ہم نے داؤدؑ کو سلیمانؑ (بیٹا) عنایت کیا اچھا بندہ وہ (خدا کی طرف) بہت رجوع رہنے والا تھا جب سورج ڈھلے پر اصیل عمدہ گھوڑے اس کے سامنے لائے گئے[۵] تو کہنے لگا میں نے مال (گھوڑوں) کی محبت اللہ تعالٰے کی یاد سے زیادہ چاہی یہاں تک کہ سورج پردے میں چھپ گیا (ڈوب گیا) ان گھوڑوں کو پھر میرے سامنے لاؤ تو ان کی ٹانگیں اور گردنیں کاٹنا شروع کیں[۶] اور ہم نے سلیمان کو ایک بلا میں پھانسا

---

[۱] اپنے ساجھی کا حق دبانا چاہتے ہیں۔ [۲] دیکھیں وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں، کہتے ہیں جب حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ فیصلہ سنایا تو وہ دونو دعویدار ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر ہنسنے لگے اس وقت حضرت داؤدؑ سمجھے کہ دونوں مدعی مدعٰی علیہ نہیں ہیں بلکہ پروردگار نے میری آزمائش کے لیے ان کو بھیجا ہے دنبیوں سے مراد عورتیں تھیں، [۳] اور نفس کی خواہش پر چلنے لگتے ہیں، [۴] یعنے قیامت کا دن جس دن حاکم سے پرستش ہوگی اور اس نے کسی مقدمے میں انصاف کے خلاف فیصلہ کیا ہو گا اس کو سخت سزا دی جائے گی۔

[۵] کہتے ہیں یہ ایک ہزار گھوڑے تھے یا بیس ہزار گھوڑے،

[۶] غصے سے ان گھوڑوں نے مجھ کو اللہ تعالٰے کی یاد سے غافل کر دیا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالٰے کی طرف سے ایسا ہی حکم ہوا ہوگا بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ ان کو ذبح کر ڈالا اور ان کا گوشت اللہ تعالٰے کی راہ میں تصدق کر دیا اللہ تعالٰے نے ان گھوڑوں کے بدل ہوا کو ان کے تابع کر دیا۔

وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ﴿٣٤﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّن بَعْدِي ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ﴿٣٦﴾ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ﴿٣٧﴾ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿٣٨﴾ هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٩﴾ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٠﴾

(ص پ ۲۳ ع ۳)

اور اس کی کرسی پر ایک (دوسرا) دھڑ ڈال دیا پھر وہ (خدا کی طرف) رجوع ہوا[1] کہنے لگا مالک میرے مجھ کو بخش دے اور ایسی بادشاہت دے جو میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو بے شک تو ہی بڑا دینے والا ہے ہم نے (اس کی دعا قبول کی) ہوا کو اس کے اختیار میں کر دیا۔ جہاں وہ پہنچنا چاہتا اس کے حکم سے دھیمی دھیمی چلتی[2] اور شیطانوں کو (بھی) جتنے ان میں معمار اور غوطہ خور تھے (سب اس کے اختیار میں کر دیئے)[3]۔ اور دوسرے شیطانوں کو بھی جو طوق زنجیروں میں جکڑے رہتے[4] (اور ہم نے سلیمانؑ سے کہا) یہ ہماری بے حساب دین ہے، تو (لوگوں کو اس میں سے) دے یا رکھ چھوڑ[5] اور بے شک سلیمان کے لیے ہمارے پاس نزدیکی کا درجہ ہے اور اچھا ٹھکانا[6]

قِصَّةُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَالْكَعْبَةِ (۶۳)

باب ۶۳ حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور کعبہ کے حالات

۱- وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا

اور (یاد کر) جب ابراہیم کو اس کے پروردگار نے کئی باتوں سے آزمایا اس نے ان باتوں کو پورا کیا پروردگار نے فرمایا میں تجھ کو لوگوں کا سردار بناؤں گا (کہ قیامت تک لوگ تیری پیروی کریں) ابراہیمؑ نے کہا اور میری اولاد کو فرمایا جو

---

[1] یا دوبارہ تخت پر بیٹھا دوسرے دھڑسے ایک شیطان مراد ہے جس کا نام صخر تھا ہوا یہ تھا کہ حضرت سلیمانؑ حاجت کو جاتے وقت اپنی انگشتری جس کی تاثیر سے جن اور دیو سب ان کے تابع تھے اپنی بی بی کو دے گئے صخر حضرت سلیمانؑ کی صورت بن کر وہ انگوٹھی ان کی بی بی سے لے گیا اور اس کو پہن کر بادشاہت کی کرسی پر بیٹھ کر لگا حکومت کرنے حضرت سلیمانؑ ڈر کے مارے کہ کہیں مجھ کو مر وا نہ ڈالے چھپ گئے چالیس دن کے بعد پھر وہ انگوٹھی حضرت سلیمانؑ کے ہاتھ آئی اور وہ دوبارہ تخت سلطنت پر بیٹھے اور صخر کو سمندر میں قید کیا بعضوں نے کہا ایک بار سلیمانؑ یوں کہہ بیٹھے کہ میری ستر بی بیاں ہیں آج شب کو ہر ایک کے پاس جاؤں گا تو ستر لڑکے پیدا ہوں گے اور اللہ تعالےٰ کی راہ میں جہاد کریں گے انشاء اللہ کہنا بھول گئے کسی بی بی کو حمل نہ رہا ایک بی بی جنی تو وہ بھی کچا بچہ لوگوں نے وہ دھڑ لا کر ان کی کرسی پر ڈال دیا یعنی یہی آپ کا لڑکا ہے اس وقت ان کو تنبیہ ہوئی کہ ان کو انشاء اللہ نہ کہنے کی یہ سزا ملی اور وہ اللہ کی طرف رجوع ہوئے، [2] اور ان کے تخت کو اسی طرف اٹھا کرلے جاتی دھیمی سے یہ غرض ہے کہ زور سے آندھی کی طرح نہیں چلتی ورنہ لوگوں کو تکلیف ہوتی، [3] معمار تو عمارتیں بناتے اور غوطہ خور موتی اور جواہر دریا میں سے نکالتے، [4] جب ان میں سے کوئی ایمان لاتا تو اس کو چھوڑ دیتے، [5] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے ہماری دین ہے اس میں سے دے یا رکھ چھوڑ جتنی چاہے کچھ حساب نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی دوسری مہربانی تھی کہ ان کو حساب کتاب بھی معاف کر دیا تھا، [6] یعنے بہشت،

يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ

ظالم (بے انصاف) ہیں ان تک یہ اقرار نہ پہنچے گا[1] اور (یاد کرو) جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لوٹ کر آنے کی (یا ثواب کی) اور امن کی جگہ ٹھہرائی[2] اور (لوگوں کو حکم دیا کہ) مقام ابراہیمؑ کو نماز کی جگہ بناؤ[3] اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو حکم کیا کہ میرے[4] گھر کو طواف اور اعتکاف اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو[5] اور (یاد کرو) جب ابراہیمؑ نے (اپنے مالک سے) عرض کیا پروردگار اس جگہ کو امن کا شہر بنا دے اور وہاں کے رہنے والوں میں سے جو اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان لائیں ان کو میوے کھانے کو دے (اللہ تعالےٰ) نے قبول فرمایا اور فرمایا کافر کو بھی چند روز تک فائدہ اٹھانے دوں گا پھر اس کو دوزخ کے عذاب کی طرف کھینچ لاؤں گا اور وہ بُرا ٹھکانا ہے[6] اور (یاد کرو) جب ابراہیمؑ خانہ کعبہ کے پایوں کو اونچا کر رہا تھا۔ (یعنے دیواریں بنا رہا تھا) اور اس کے ساتھ اسمٰعیلؑ بھی (دونوں نے کہا) پروردگار ہماری یہ خدمت قبول فرمالے تو (دعا کو) سنتا ہے (دل کی نیت کو) جانتا ہے[7] پروردگار ہمارے اور ہم کو اپنا تابعدار کر دے اور ہماری اولاد میں سے ایک گروہ پیدا کر۔ جو تیرا تابعدار ہو اور ہم کو حج کے طریقے بتلا دے[8] اور ہمارے قصور معاف

---

[1] یعنی میں تیری اولاد کو بھی سرداری دوں گا اس کا اقرار کرتا ہوں بشرطیکہ وہ نیک ہوں جو تیری اولاد میں بدکار اور ظالم ہوں گے وہ اس اقرار سے فایدہ نہیں اٹھا سکتے ان کو سرداری نہیں ملے گی، [2] لوگوں کے لوٹ کر آنے کی یعنی حاجی لوگ وہاں آتے ہیں پھر جاتے ہیں پھر آتے ہیں تو خانہ کعبہ مرجع خلایق ہے جو ایک بار آتا ہے وہ پھر چاہتا ہے کہ دوبارہ آوے امن کی جگہ اس لیے کہ مشرک بھی مکہ والوں کو نہ ستاتے اُس پاس کے لوگوں کو ایذا دیتے، [3] مقام ابراہیمؑ ایک پتھر ہے جس پر وہ کھڑے ہو کر کعبے کی دیواریں اٹھاتے تھے اب اس مقام پر ایک گنبد بنا ہوا ہے لوگ اکثر طواف کا وہیں دوگانہ ادا کرتے ہیں یا ساری مسجد حرام مراد ہے حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مقام ہے ہمارے باپ ابراہیمؑ کا ہم اس کو نماز کی جگہ بنا دیں تب یہ آیت اتری، [4] بتوں سے یا نجاست سے یا کفار سے یا جھوٹ اور فریب اور دغا بازی سے یا جنب اور حیض سے، [5] عاکفین کا ترجمہ اعتکاف کرنے والے، [6] صحیح حدیث میں ہے کہ ابراہیمؑ نے مکہ کو حرام کیا اور میں مدینہ میں کو حرام کرتا ہوں دونوں پتھریلی زمین کے بیچ۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا کو قبول کیا اور باوجودیکہ مکہ کا مقام بالکل ویران اور اجاڑ تھا اور وہاں کی زمین شور کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی تھی لیکن وہاں شہر بس گیا اور دور دور سے سب قسم کے میوے اور ترکاریاں آنے لگیں، [7] قسطلانیؒ نے کہا کعبہ دس بار بنایا گیا اول فرشتوں نے بنایا دوسرے آدمؑ نے تیسرے شیثؑ نے وہ طوفان نوحؑ میں گر گیا چوتھے ابراہیمؑ نے پانچویں عمالقہ نے چھٹے جرہم نے ساتویں قصی بن کلاب نے جو دادا ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آٹھویں قریش نے نویں عبداللہ بن زبیر نے دسویں حجاج بن یوسف نے میں کہتا ہوں گیارھویں شاہ روم نے ۱۰۳۹ھ میں اور وہی بناء اب تک قائم ہے، [8] اس کے ارکان اور آداب یا قربانی کرنے کے مقام یا عبادات کے طریقے،

الرَّحِيمُ ﴿١٢٨﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾ (البقرۃ پ ع ۱۵)

کر دے بیشک تو بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے[۱] پروردگار ہمارے ہمارے اس گروہ میں انہی میں سے ایک پیغمبر بھیج جو تیری آیتیں پڑھ کر ان کو سنائے اور کتاب (قرآن شریف) اور حکمت (حدیث شریف) ان کو سکھائے اور شرک سے ان کو پاک کرے بیشک تو زبردست ہے[۲] حکمت والا۔

۲۔ وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٣٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ ۖ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٣١﴾ وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٣٢﴾ (البقرۃ پ ع ۱۶)

اور ابراہیمؑ کے طریق سے وہی نفرت کریگا جو احمق ہوگا اور ہم نے اس کو دنیا میں چن لیا (اس کو پیغمبری عنایت فرمائی) اور آخرت میں وہ نیک ہے جب پروردگار نے اس سے فرمایا اسلام پر مضبوط ہو جا[۳] تو کہنے لگا میں اللہ کا تابعدار بن گیا جو سارے جہان کا مالک ہے۔ اور ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے بیٹوں (اسمٰعیل اور اسحاق کو) اور یعقوب نے بھی اپنے (بارہ) بیٹوں کو اسی دین کی وصیت کی بیٹا اللہ تعالےٰ نے تمہارے لیے یہ دین (یعنے اسلام) پسند کیا ہے تو مرتے وقت (مسلمان[۴] ہی مرنا۔

۳۔ وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا ۗ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٣٥﴾ (البقرۃ پ ع ۱۶)

اور (مسلمانوں سے) کہتے ہیں یہودی یا عیسائی بن جاؤ راہ پر آؤ۔ (اے پیغمبرؐ) کہہ دے نہیں ہم ابراہیمؑ کے دین پر ہیں جو سیدھی راہ پر تھا اور وہ مشرک نہ تھا[۵]۔

---

[۱] حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب ابراہیم علیہ السلام کعبہ بنا چکے تو عرض کیا پروردگار میں اپنا کام کر چکا اب حج کا طریقہ سکھلا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے ابراہیمؑ کے ساتھ حج کیا پیغمبر گناہوں سے معصوم ہیں مگر ان کی شان اتنی بڑی ہے کہ ذری سی غفلت بھی ان کے حق میں گناہ سمجھی جاتی ہے اور وہ اس سے استغفار کرتے ہیں۔ ترد یکاں را بیش بود حیرانی، [۲] انہی میں سے ایک پیغمبر بھیج یعنی انہیں کی قوم میں سے یہ دعا ہے نبی عربی یعنے پیغمبر آخرالزمان علیہ السلام کے سیے اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں دعا ہوں حضرت ابراہیمؑ کی حکمت سے مراد حدیث شریف ہے اور کتاب سے مراد قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میرے بعد کوئی مغرور سے ایسا نہ کہے کہ میں اللہ کی کتاب میں یہ حکم نہیں پاتا سن لو مجھ کو کتاب ملی ہے اور اس کے ساتھ ایک اور چیز جو اسی طرح کی ہے یعنی حدیث شریف جس شخص نے حدیث شریف سے منہ موڑا اس نے اللہ کی کتاب کو بھی چھوڑ دیا کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ما اتکم الرسول فخذوہ اور ہم کو قرآن شریف اور حدیث دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچے ہیں، [۳] یا خالص اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بن جا یا اپنے سب کام اللہ تعالےٰ پر چھوڑ دے، [۴] یعنی اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہو یہاں تک کہ موت آوے مرو تو اسی دین پر، [۵] بلکہ ایک طرف کا تھا یعنی ایک خدا کا ہو رہا تھا حنیف کہتے ہیں اس شخص کو جو جھوٹے مذہبوں سے موڑ کر سچے طریق پر آگیا ہو صحیح حدیث میں ہے کہ میں سیدھی سہل شریعت دے کر بھیجا گیا دوسری روایت میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا دین اللہ تعالےٰ کو پسند ہے فرمایا سیدھا سادہ سہل، یہ جو فرمایا کہ ابراہیمؑ مشرک نہ تھے اس میں رد ہوا یہود کے قول کا کہ عزیرؑ اللہ کے بیٹے تھے اور نصاریٰ کے قول کا کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے بیٹے تھے۔

۱۴۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَاُمِيْتُ ۭ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۵۸

(البقرۃ پ ۳ ع ۳۵)

(اے پیغمبرؐ) کیا تو نے اس شخص[۱] کے قصے پر نظر نہیں ڈالی جو اس وجہ سے کہ خدا نے اس کو بادشاہت دی تھی۔ ابراہیمؑ سے اس کے پروردگار کے باب میں جھگڑا جب ابراہیمؑ نے کہا میرا پروردگار تو وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے اس نے کہا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں[۲] ابراہیمؑ نے کہا اچھا اللہ تو سورج کو پورب سے نکالتا ہے (اگر تو خدا ہے) تو اس کو پچھم کی طرف سے لا (پس یہ سن کر) وہ کافر (نمرود مردود) ہکا بکا یعنی حیران اور خاموش رہ گیا[۳] اور اللہ ہٹ دھرم لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا۔

۱۵۔ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِىْ كَيْفَ تُحْىِ الْمَوْتٰى ۭ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۭ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ ۭ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ۭ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ

اور (اے پیغمبرؐ یاد کر) جب ابراہیمؑ نے کہا پروردگار مجھ کو (آنکھ سے) دکھلا دے کیوں کہ مردوں کو جلائے گا (خدا نے) فرمایا تجھ کو یقین نہیں ابراہیمؑ نے کہا کیوں نہیں[۴] لیکن[۵] اس لیے کہ میرے دل کو تسلی ہو جائے[۶] فرمایا اچھا تو چار پرندے لے پھر ان کو اپنے ساتھ ہلا لے[۷] پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دے[۸] پھر ان کو (اللہ کا نام لے کر) بلا وہ لپکتے ہوئے[۹] تیرے پاس آ جائیں گے اور یہ

---

[۱] یہ شخص نمرود بن کوش بن کنعان بن سام بن نوحؑ تھا بعضوں نے کہا نمرود بن فالح بن ارفخشد بن سام بن نوح اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑی بادشاہت دی تھی سب سے پہلے اس نے تاج اپنے سر پر رکھا اور غرور سے پھول گیا لگا خدائی کا دعویٰ کرنے حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بنا کر اس کی ہدایت کے لیے بھیجا۔

[۲] یعنی کسی شخص کے قتل کا حکم دیتا ہوں وہ مارا جاتا ہے کسی کو چھوڑ دیتا ہوں اس کی جان بچ جاتی ہے اگرچہ یہ جواب نہایت بیوقوفی اور حماقت کا جواب تھا اور ابراہیم علیہ السلام کہہ سکتے تھے کہ بھلا کسی کو مار کر پھر اس کو جلا تو سہی یا ایک چیونٹی یا ذرا سا جاندار تو بنا دے لیکن چونکہ نمرود احمق اور کٹ حجتی کرنا چاہتا تھا اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس تقریر کو چھوڑ ہی دیا اور ایک دوسری صاف تقریر شروع کی جس کو عقلمند اور بیوقوف سب سمجھ جائیں۔ [۳] اب کیا کہتا سورج تو بڑی چیز ہے بھلا اپنی جان کو مرتے وقت بچا لے، [۴] مجھ کو تیرے فرمانے سے یقین تو ہے، [۵] میں آنکھ سے دیکھنا چاہتا ہوں، [۶] حضرت ابراہیم علیہ السلام پیغمبر تھے اللہ تعالیٰ کے فرشتے اور اللہ تعالیٰ کے حکم ان کے پاس آتے تھے ان کو مردوں کے جی اٹھنے میں کوئی شک نہ تھا لیکن انہوں نے آنکھ سے دیکھنا چاہا انسانی عادت یہ ہے کہ جس بات کو سنتا ہے اس کو دیکھنا چاہتا ہے اور حدیث میں ہے کہ سننا دیکھنے کے برابر نہیں ہے، [۷] یعنی چند روز پال کر ان کو اپنے سے ہلا لو تاکہ زندہ ہونے کے بعد تم کو یقین ہو کہ وہی پرندے ہیں جن کو میں نے ذبح کیا تھا اور یہ ایک شبہ رہ جائے گا کہ ان پرندوں کی روح تو فنا ہو گئی مگر خدا نے تعالیٰ نے ایک دوسری روح ان جسموں میں پھونک دی، [۸] حضرت ابراہیمؑ نے ایک پہاڑ پر چاروں کے سر رکھے اور ایک پہاڑ پر چاروں کے پر ایک پر دھڑ ایک پر پاؤں،،،

[۹] یعنی چالاک وچست اچھی طرح تیزی کے ساتھ اڑتے ہوئے یہ نہیں کہ گرتے پڑتے لنگڑاتے۔

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦٠﴾ البقرة پ ٣ ع ٣٥

جان لے کہ اللہ زبردست ہے حکمت والا۔[1]

٦- يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنجِيلُ إِلَّا مِن بَعْدِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٥﴾ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُم بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٦٧﴾ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۗ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٨﴾

(آل عمران پ ٣ ع ٧)

(اے کتاب والو) ابراہیم کے مقدمہ میں کیوں جھگڑتے ہو اور توریت (جس سے یہود کی ابتدا ہے) اور انجیل (جس سے نصاریٰ کی ابتدا ہے) دونو ابراہیمؑ کے بعد اتریں کیا تم کو عقل نہیں سنو (بے وقوف) لوگو۔ تم نے ان باتوں میں جھگڑا کیا جن کو (صحیح یا غلط) کچھ نہ کچھ جانتے تھے۔[2] اب ان باتوں میں کیوں جھگڑتے ہو جن کا تمہیں مطلق علم نہیں (جیسے ابراہیمؑ کا مقدمہ) اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ابراہیم نہ تو یہودی تھا نہ نصرانی تھا وہ تو ایک بگا مسلمان تھا (یعنے ایک طرف والا اللہ کا تابعدار) اور مشرک نہ تھا[3] سب لوگوں میں ابراہیمؑ سے زیادہ خصوصیت رکھنے والے (یعنے زیادہ مشابہ) تو وہ لوگ تھے جنہوں نے اس کی پیروی کی[4] اور (پھر) یہ پیغمبر[5] اور ایمان والے (مسلمان) اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد پر ہے۔[6]

٧- قُلْ صَدَقَ اللَّهُ ۗ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٥﴾ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ﴿٩٦﴾ فِيهِ آيَاتٌ

کہہ دے اللہ نے سچ فرمایا (کہ ابراہیم پر یہ چیزیں حرام نہیں ہوتی تھیں) تو ابراہیم کی راہ پر چلو جو ایک بگا تھا (یعنے خالص خدا کی طرف کا) اور وہ مشرک نہ تھا[7] بیشک سب سے پہلے جو گھر (لوگوں کی عبادت کے لیے) بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے (یعنے کعبہ شریف) برکت والا اور سارے جہان کو ہدایت[8] کرنیوالا اس

[1] اس کی حکمت انسان کیا سمجھے گا بقول شخصے اول ایک قطرہ نجس اور آخر مردار بدبودار۔ ابن عباسؓ نے کہا ابراہیمؑ نے سات پہاڑوں پر ان کے ٹکڑے رکھے اور ان کے سر اپنے ہاتھ میں تھام لیے پھر ان کو آواز دی تو ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے سے اور ایک پر دوسرے پر سے اڑ کر ملنے لگا یہاں تک کہ ہر پرند پورا جڑ گیا لیکن سر نہ تھا پھر وہاں سے آن کر اپنے سروں سے جڑ گئے جو ابراہیمؑ کے ہاتھ میں تھے سبحان اللہ جلت قدرتہ۔ [2] جیسے توریت یا انجیل کے مضمون۔ [3] جیسے موحد خدا پرست بلکہ آیت میں اشارہ ہے کہ یہود اور نصاریٰ گو اپنے تئیں اہل کتاب کہتے ہیں مگر حقیقت میں مشرک ہیں، مولویوں کو انہوں نے خدا بنا رکھا ہے عزیرؑ اور عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ کا فرزند کہتے ہیں۔ [4] یعنی ان کی امت میں تھے۔ [5] یعنی حضرت محمدؐ جو ان کی امت میں ہیں اور بہت سے احکام ان کی شریعت کے ابراہیمؑ کی شرع سے ملتے ہیں۔ [6] مطلب یہ ہے کہ اگر تم ابراہیمؑ کو ایک اس معنے کر یہودی، نصرانی کہتے ہو کہ ان کی شریعت تمہاری شریعت سے ملتی جلتی ہے تو یہ بھی غلط ہے شریعت محمدیؐ شریعت ابراہیمؑ سے بہت ملتی ہے تو مسلمانوں کو تم سے زیادہ یہ کہنے کا حق ہے کہ ابراہیمؑ ہمارے طریق پر تھے۔ [7] تم تو شرک کرتے ہو اور مسلمانوں پر جو ابراہیمؑ کی طرح ایک طرفہ ہیں اعتراض کرتے ہو کہ وہ ابراہیمؑ کی راہ پر نہیں ہیں۔ [8] کیونکہ سب مومنوں اس کو قبلہ کرتے ہیں نماز میں یا اس وجہ سے کہ وہاں اللہ کی ایسی ایسی نشانیاں موجود ہیں جن سے ان کی پہچان ہوتی ہے حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے مسجد حرام بنائی گئی پھر چالیس برس بعد مسجد اقصیٰ ابن عمرؓ نے کہا اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو زمین بنانے سے دو ہزار برس پیشتر پیدا کیا اس وقت اس کا تخت پانی پر تھا یہ یہود کے دوسرے اعتراض کا جواب ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۹۷ (ال عمران پ ۴ ع ۱۰)

میں (یعنی خانہ کعبہ میں اللہ کی قدرت کی) کئی کھلی نشانیاں ہیں (ان میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے[۱] اور جو شخص اس کے اندر آئے اس کو امن مل جاتا ہے[۲]

۸۔ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۗ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۱۲۵ (النساء پ ۵ ع ۱۸)

اور کس کا دین اس شخص سے اچھا ہو سکتا ہے جس نے اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا[۳] اور نیکی میں لگ گیا[۴] اور ابراہیم کے رستہ پر چلا جو ایک لگا تھا[۵] اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا سچا دوست بنایا[۶]

۹۔ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ۚ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۹۷ (المائدہ پ ۷ ع ۱۳)

خدا تعالیٰ نے کعبے کو جو عزت والا گھر ہے لوگوں کا گزارہ بنایا[۷] اور (اسی طرح) ادب والے مہینے کو اور[۸] (اسی طرح) نیاز کے جانور کو[۹] اور (اسی طرح) پٹکن والے جانور کو[۱۰] یہ اس لیے کہ تم سمجھ لو جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اس کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے[۱۱] اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے[۱۲]

۱۰۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ

اور (اے پیغمبر) وہ وقت یاد کر جب ابراہیم نے اپنے باپ آذر سے[۱۳] کہا[۱۴]

(بقیہ صفحہ سابقہ) وہ کہتے تھے کہ بیت المقدس سب مقاموں سے افضل ہے کیونکہ تمام پیغمبروں نے وہاں ہجرت کی اور وہیں کی زمین پر حشر ہوگا تو اس کو چھوڑ کر کعبہ قبلہ بنانا بھی بیجا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتراض کا جواب دیا کہ کعبہ بیت المقدس سے بھی پہلے بنا ہے، (حواشی صفحہ ہٰذا)

[۱] جو ایک پتھر ہے اس پر حضرت ابراہیمؑ کے قدموں کے نشان تھے لیکن اب مٹ گئے دوسرے یہ کہ اصحاب الفیل جنہوں نے اس گھر کو اجاڑنے کا ارادہ کیا تھا اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر اترا اور سب ہلاک ہوگئے تیسرے یہ کہ صفا اور مروہ دو پہاڑ وہاں ہیں جن کے بیچ میں حضرت ہاجرہ دوڑی تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا۔ چوتھے یہ کہ زمزم کا چشمہ موجود ہے جس کا پانی کم نہیں ہوتا۔ پانچویں یہ کہ جب رکن یمانی کی طرف ابر رہتا ہے تو یمن میں ارزانی ہوتی ہے اور جب رکن شامی کی طرف رہتا ہے تو شام میں ارزانی ہوتی ہے اور جب ہر طرف رہتا ہے تو سب ملکوں میں ارزانی رہتی ہے، [۲] یعنی کیسا ہی قصور کر کے اگر کوئی کعبہ میں پناہ لے تو جب تک وہاں رہے اس کو سزا نہیں دے سکتے اگرچہ شرع کی حد ہو امام ابوحنیفہؒ کا یہی قول ہے اور اکثر علما اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں حد لگا دیں گے، [۳] یعنی خالص خدا کے لیے عمل کیا یا اپنے کام خدا کو سونپ دئے، [۴] یا توحید پر قائم ہوگیا یا دل لگا کر خدا کی عبادت کی جیسے خدا کو دیکھ رہا ہے یا خدا اس کو دیکھ رہا ہے، [۵] یعنی خاص خدا کی طرف کا، [۶] جن کی دوستی میں کسی طرح کی خامی نہ تھی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بھی سچا دوست بنایا جیسے ابراہیمؑ کو بنایا تھا، [۷] بہت لوگ کعبے کی طفیل پرورش پاتے ہیں حاجیوں اور زائروں کی روزی پیدا کرتے ہیں، [۸] ذی قعدہ اور ذی الحج اور محرم اور رجب کو لوگ ان میں امن کے ساتھ سوداگری کرتے ہیں، [۹] کوئی اس کو لوٹتا نہیں اور اس کے گوشت سے غریب مسکین اپنا پیٹ بھرتے ہیں، [۱۰] یہ بھی نیاز کا جانور ہے جس کے گلے میں نشان کے لیے جوتا یا دسترخوان یا اور کوئی چیز لٹکا دیتے ہیں پھر اس کو کوئی نہیں لوٹتا، [۱۱] جو اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو گزارہ اور امن بنایا یا غیب کی باتیں اس سورت میں بیان کیں، [۱۲] یہ بھی سمجھ لو کہ آسمان اور زمین کیا[۱۳] تو جو حکم اس نے دیے ہیں انہیں پر چلنے میں تمہارا فائدہ ہے اور تمہارا بچاؤ ہے، [۱۴] توریت شریف میں ابراہیمؑ کے باپ کا نام تارخ لکھا ہے اور اکثر مورخین بھی یہی کہتے ہیں تو شاید تارخ نام ہوگا اور آزر لقب ہوگا آزر کے معنے مددگار نے والا،،

أَصْنَامًا آلِهَةً ۚ إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٧٤﴾ وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا ۖ قَالَ هَٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ ﴿٧٦﴾ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِن لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ﴿٧٧﴾ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ ۖ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ﴿٧٨﴾ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا ۖ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٧٩﴾ وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ ۚ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ ۚ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَن يَشَاءَ

کیا تو بتوں کو خدا جانتا ہے (ان کا پوجا کرتا ہے) میں تو تجھ کو اور تیری قوم کو کھلا گمراہ سمجھتا ہوں۔ اور[1] اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمان اور زمین کی بڑی چیزیں[2] دکھلانے لگے اور[3] تاکہ وہ (پورے) یقین والوں میں سے ہو جائے[4]۔ تو جب رات کی اندھیری اس پر چھا گئی اس نے ایک تارا دیکھا اور کہنے لگا یہ میرا مالک ہے، جب[5] وہ تارا ڈوب گیا تو کہنے لگا ڈوبنے والوں کو میں پسند نہیں کرتا۔ پھر[6] جب چاند کو دیکھا جگمگاتا ہوا کہنے لگا یہ میرا مالک[7] ہے۔ جب وہ (بھی) ڈوب گیا تو کہنے لگا اگر میرا مالک[8] مجھ کو راہ پر نہ لگائے گا تو میں ضرور گمراہ لوگوں میں ہو جاؤں گا۔ پھر[9] جب سورج کو دیکھا جھلکتا ہوا (بہت چمکتا ہوا) کہنے لگا یہ میرا مالک ہے یہ سب سے بڑا ہے پھر[10] جب وہ (بھی) ڈوب گیا تو کہنے لگا بھائیو[11] میں[12] ان چیزوں سے بیزار ہوں (الگ ہوں) جن کو تم (خدا کے ساتھ) شریک مانتے ہو[13] میں نے تو ایک ہی کا ہو کر (ایک بگا ہو کر) اپنا منہ اس کی طرف کر لیا۔ جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرک نہیں ہوں اور اس کی قوم اس سے جھگڑنے لگی ابراہیم نے کہا کیا تم اللہ (کی وحدانیت) میں مجھ سے جھگڑتے ہو وہ تو مجھ کو راہ پر لگا چکا اور جن کو تم اس کا شریک سمجھتے ہو میں[14] ان سے نہیں ڈرتا ہاں اگر میرا مالک

---

[1] جیسے ابراہیمؑ کو ہم نے یہ سمجھ دی، [2] یا آسمان و زمین کی بادشاہت یا آسمان اور زمین کا انتظام، [3] آسمان کی بڑی چیزیں سورج اور چاند اور تارے اور زمین کی بڑی بڑی چیزیں پہاڑ دریا سمندر وغیرہ، [4] تاکہ وہ ان چیزوں سے حق تعالیٰ کے وجود پر دلیل لے، [5] یعنی عین الیقین ان کو حاصل ہو جس کا درجہ علم الیقین سے بھی زیادہ ہے، [6] ہوا یہ تھا کہ حضرت ابراہیمؑ کو ان کی ماں نے شہر سے باہر لے جا کر پہاڑ کے ایک غار میں پرورش کیا تھا اور ان کے باپ سے بھی چھپایا تھا اس وقت کا بادشاہ سب بچوں کو مار ڈالتا تھا نجومیوں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ ایک بچہ ایسا پیدا ہونے والا ہے جو تیری بادشاہت کو تباہ کرے گا جب ابراہیمؑ بڑے ہوئے تو غار سے باہر نکلے اور سورج ڈوب گیا تھا رات اندھیری آ رہی تھی ایک بڑا چمکتا تارا مشتری یا زہرہ کو دیکھا اس کو خدا سمجھے ان کے بچپنے کا زمانہ تھا اور دنیا سے بالکل ناواقف تھے، [7] خدا ایسا ہونا چاہیے جو ہمیشہ ایک حال میں رہے، [8] دیکھنے میں وہ تارے سے بڑا اور زیادہ چمکدار تھا، [9] جو اصلی مالک اور سچا خدا ہے، [10] راہ پر نہ لگائے گا یعنی سیدھی اور سچی راہ پر قائم نہ رکھے گا کیونکہ پیغمبر پیدائش کے وقت سے راہ پر ہوتے ہیں کبھی شرک نہیں کرتے، [11] جسم میں اور چمک میں اور ہر بات میں، [12] اب اصل بات کھولی اپنے اعتقاد کی اور پہلی باتیں صرف ان جاہلوں کو قائل کرنے کے لیے کی تھیں، [13] میری قوم کے لوگو، [14] کیونکہ خدا کے سوا دنیا کی سب چیزیں یہاں تک کہ سورج بھی جو سب میں بڑا اور سب سے زیادہ روشن اور چمکدار ہے ایک حال سے دوسرے حال میں بدلتی رہتی ہیں اور ہر ایک چیز میں کچھ نہ کچھ عیب بھی موجود ہیں۔

[15] بتوں اور جھوٹے معبودوں کو۔

رَبِّيْ شَيْئًا ؕ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ أَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَأَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ ۚ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ (الانعام پ ۷ ع ۹)

کچھ چاہے۔ میرے مالک کے علم میں سب چیزیں سماگئی ہیں[۱] کیا تم غور نہیں کرتے اور[۲] جن کو تم (خدا کا) شریک بناتے ہو۔ میں ان سے کیوں ڈرنے لگا حالانکہ تم اللہ تعالےٰ کے ساتھ ان چیزوں کو شریک کرنے سے نہیں ڈرتے جن کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری تو اب کہو دونوں طرف میں سے کس کو زیادہ خاطر جمع رہنا چاہیے اگر تم کو علم ہے[۳]

۱۱- وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ إِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ (الانعام پ ۷ ع ۱۰)

اور یہ ہماری (بتلائی ہوئی) دلیل تھی جو ہم نے ابراہیمؑ کو اس کی قوم کے مقابلہ میں تبلائی ہم جس کو چاہیں اس کے درجے بلند کر دیتے ہیں (اے پیغمبرؐ) بیشک تیرا مالک حکمت والا ہے جاننے والا[۴]

۱۲- قُلْ إِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶۰﴾ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ الانعام پ ۸ ع ۲۰

(اے پیغمبرؐ) کہہ دے مجھ کو تو میرے مالک نے سیدھا رستہ دکھلایا ٹھیک دین ابراہیمؑ کا طریق جو ایک ہی طرف کا ہو رہا[۵] تھا۔ اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا[۶]

۱۳- وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرٰهِيْمَ لِأَبِيْهِ إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ إِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ أَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ؕ إِنَّ إِبْرٰهِيْمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ (التوبۃ پ ۱۱ ع ۱۴)

اور ابراہیم نے جو اپنے باپ کے لیے مغفرت کی دعا مانگی تھی تو کچھ نہیں مگر ایک وعدے (کی وجہ) سے جو اُس نے اپنے باپ سے کیا تھا[۷] پھر جب ابراہیم کو یہ کھل گیا کہ اس کا باپ خدا کا دشمن ہے تو وہ اُس سے الگ[۸] ہوگیا۔ بے شک ابراہیمؑ بڑا[۹] نرم دل بُردبار تھا[۱۰]

۱۴- وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ إِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى

اور ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم کے پاس خوشخبری لیکر آچکے ہیں[۱۱]

---

[۱] اس کا علم سب پر حاوی ہے [۲] کہ یہ بت پر محض بے جان ہیں ان سے تو تم اچھے ہو پھر ان کے پوجنے سے کیا فایدہ [۳] اور تم جاہل نہیں ہو تو سمجھ سکتے ہو کہ مشرکوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے کیونکہ اس کو ہر طرح کی قدرت ہے اور موحدوں کو کوئی ڈر نہیں ان کا بت کیا بگاڑ سکتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے خود ہی جواب دیا اور فرمایا الذین الایۃ [۴] یعنی چونکہ ابراہیم نے اپنی جان کا کچھ ڈر نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی اور اللہ کی راہ میں کوشش کی تو ہم نے بھی ان پر بڑے بڑے احسان کیے ان کو اسحاقؑ سا بیٹا اور یعقوب علیہ السلام سا پوتا دیا معلوم ہوا کہ نیکبخت بیٹا یا پوتا حق تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے [۵] یعنی خدا کی طرف کا [۶] جیسے قریش کے کافر کہتے ہیں [۷] یعنی ابراہیم نے اپنے باپ سے استغفار کا وعدہ کرلیا تھا جیسے اس آیت میں ہے لاستغفرنّ لک تو وعدے کو پورا کرنے کے لیے انہوں نے دعا کی [۸] بیزار ہوگیا محبت چھوڑ دی [۹] یا بہت رونے والا آہ آہ کرنے والا یا بہت دعا کرنے والا یا بہت اللہ کی یاد کرنے والا یا بہت توبہ کرنے والا یا بہت تسبیح کرنے والا یا بہت سمجھ والا یا بہت مہربان [۱۰] کوئی سختی کرتا تو آپ نرمی کرتے چنانچہ ان کے باپ نے کہا میں تجھ کو پتھروں سے مار ڈالوں گا انہوں نے جواب دیا تم سلامت رہو میں تمہارے لیے دعا کروں گا جب ان کو کوئی ستاتا تو فرماتے اللہ تم کو ہدایت دے [۱۱] یہ فرشتے حضرت لوطؑ کی قوم پر عذاب اتارنے کے لیے آئے تھے راہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سے گزرے انہوں نے سمجھا مسافر ہیں اور ان کی مہمانی کرنا چاہی کہتے ہیں تین فرشتے تھے جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام بعضوں نے کہا نو تھے۔ خوشخبری یہی تھی کہ ابراہیم علیہ السلام کی بی بی سارہ کو لڑکا پیدا کرنے کی۔ بعضوں نے کہا لوط علیہ السلام کی قوم کی تباہی کی۔

قَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ
اَنْ جَاۗءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَآٰ
اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَ
اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ
اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿٧٠﴾ وَامْرَاَتُهٗ
قَاۗىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ
مِنْ وَّرَاۗءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿٧١﴾ قَالَتْ
يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ
شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوْٓا
اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ
بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ
مَّجِيْدٌ ﴿٧٣﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ
الرَّوْعُ وَجَاۗءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ
قَوْمِ لُوْطٍ ﴿٧٤﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ
مُّنِيْبٌ ﴿٧٥﴾ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا

(فرشتوں نے) کہا سلام ابراہیمؑ نے جواب دیا سلام پھر کچھ دیر نہیں ہوئی کہ ابراہیمؑ ایک بھنا ہوا بچھڑا[1] لے کر آیا۔ جب ابراہیمؑ نے دیکھا وہ اپنے ہاتھ بچھڑے کی طرف نہیں بڑھاتے[2] تو بُرا[3] مانا[4] اور دل ہی دل میں ڈر گیا[4] انہوں نے کہا مت ڈر ہم لوط کی قوم کی طرف بھیجے گئے[5] ہیں اور اس کی بی بی[6] کھڑی تھی وہ ہنس[7] دی تو ہم نے اس کو خوش خبری دی اسحاق[8] کی اور اسحاق کے بعد (اسحاق کے بیٹے) یعقوبؑ کی وہ کہنے لگی وائے خرابی کیا جنوں گی میں بوڑھی اور میرا خاوند (بھی) بوڑھا پھونس، یہ تو اچنبے کی بات[9] ہے۔ فرشتے کہنے لگے کیا تو خدا کی قدرت پر تعجب کرتی ہے[10] اے گھر والو تم پر خدا کی رحمت اور برکت ہے[11] وہ سراہا گیا ہے بڑا احسان کرنے والا۔ پھر جب ابراہیمؑ کے دل سے ڈر جاتا رہا۔ اور (اولاد کی) خوش خبری ملی تو لوطؑ کی قوم کے مقدمے میں ہم سے جھگڑنے لگا[12] بے شک ابراہیم علیہ السلام بُردبار نرم دل خدا سے دل لگانے والا تھا۔ اے ابراہیم علیہ السلام اب یہ خیال چھوڑ دے[13]

[1] ان کے کھانے کے لیے [2] اور کھانا شروع نہیں کرتے [3] یا ان کو نیا اور اجنبی سمجھا [4] کیونکہ وہاں کا یہ دستور تھا کہ جو نیا شخص آوے اور رکھا ہوا نہ کھائے تو سمجھتے کوئی بُری خبر لایا ہے یا ارادے سے آیا ہے [5] ہم فرشتے ہیں تیرے مالک کے بھیجے ہوئے [6] سارہ بنت ہارون [7] اسی خوشی سے کہ ہم پر تو کوئی آفت نہیں آئی یا تعجب سے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہمارے گھر آئے یا لوطؑ کی قوم کی ہلاکت سن کر کیونکہ وہ سب بدکار تھے۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے ان کو حیض آگیا حالانکہ اُن کی عمر اس وقت اٹھانوے برس کی تھی فرشتوں کی برکت سے وہ جوان ہو گئیں [8] اس کا بیٹا پیدا ہونے کی [9] خوشخبری یہ دی کہ تیرا ایک بیٹا پیدا ہوگا اسحاق اور وہ جیئے گا اور زندہ رہیگا اور اس کا بیٹا پیدا ہوگا [10] چونکہ یہ امر عادت کے خلاف تھا کہ اٹھانوے برس کی بڑھیا اور ایک سو برس یا ایک سو بیس برس کے بوڑھے کی اولاد پیدا ہو اس لیے سارہ کو تعجب ہوا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ان کو کچھ شک نہ تھا [11] وہ تو بن ماں باپ کے پیدا کر سکتا ہے بوڑھی عورت کو اسے بچہ دینا کیا مشکل ہے [12] تو یہ بھی اس کی ایک عنایت ہے تم پر یا تم پر خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں اتریں فرشتوں نے دعا کی ان کے لیے اس آیت سے نکلا کہ گھر والوں میں بی بی داخل ہے اور اسی وجہ سے اکثر لوگوں نے اہل بیت میں ازواج مطہرات کو داخل کیا ہے [13] اور کچھ باتیں کر[14] حضرت ابراہیم بہت رحم دل تھے انہوں نے جب سنا کہ یہ فرشتے اس شہر کو تباہ کرنے آئے ہیں جس میں لوطؑ اور اس کی قوم کے لوگ رہتے تھے تو ان سے پوچھا جس بستی میں تین سو مسلمان ہوں کیا تم اس کو تباہ کر دوگے انہوں نے کہا نہیں کہا اگر دو سو ہوں کہا نہیں کہا اگر چالیس ہوں کہا نہیں کہا اگر دس ہوں کہا نہیں کہا اگر پانچ ہوں کہا نہیں کہا اگر ایک ہو کہا نہیں تب ابراہیم علیہ السلام نے کہا تو وہاں ایک مسلمان تو لوط علیہ السلام موجود ہیں پھر تم اس بستی کو کیسے ہلاک کرنا چاہتے ہو،

إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴿٧٦﴾ (هود پ ۱۲ ع ۷)

تیرے مالک کا حکم ہو چکا اور ان پر وہ عذاب آنے والا ہے جو ٹل نہیں سکتا۔

۱۵۔ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ ﴿٣٥﴾ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ ۖ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣٦﴾ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿٣٧﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ ۗ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿٣٨﴾ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٩﴾ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۚ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ﴿٤٠﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي

اور جب[۱] ابراہیمؑ نے دعا کی مالک میرے اس شہر کو (یعنی مکہ کو) امن کی جگہ کر دے[۲] اور مجھ کو اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پوجا سے بچائے رکھ مالک میرے ان بتوں نے بہت آدمیوں کو گمراہ کر دیا ہے[۳] تو جو میری راہ پر (توحید پر) چلے وہ میرا ہے اور جو کوئی میرا کہا نہ مانے (اور شرک کرے) تو تو بخشنے والا مہربان ہے[۴]۔ مالک ہمارے میں نے اپنی کچھ اولاد کو ایک ایسے میدان میں لا کر بسایا جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے ادب والے گھر کے پاس مالک ہمارے (یہاں میں نے ان کو) اس لیے (بسایا) کہ وہ (تیرے گھر کے پاس) نماز کو درستی سے ادا کریں تو ان کی گذر کے لیے (ایسا کر دے کہ) کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف جھک[۶] جائیں اور ان کو (طرح طرح کے) میوے کھلا تاکہ وہ شکر کریں[۷] مالک ہمارے تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ہم کھولتے ہیں اور اللہ پر کوئی چیز چھپی نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں[۸] شکر اس خدا کا جس نے بڑھاپے میں مجھ کو اسمٰعیل اور اسحاق (دو بیٹے) عنایت فرمائے بیشک میرا مالک (اپنے بندوں کی) دعا سنتا ہے (قبول کرتا ہے) مالک میرے مجھ کو نماز کا پابند کر دے[۹] اور میری اولاد میں سے بھی کچھ لوگوں کو[۱۰] مالک ہمارے اور میری دعا قبول کر[۱۱] مالک ہمارے اور مجھ

[۱] اے مکہ کے کافرو وہ وقت یاد کرو [۲] پہلے یہ دعا کی تھی کہ مکہ کو امن کا شہر بنا دے پھر جب آبادی ہوئی تو یہ دعا کی اور مجھ کو اور میرے الخ [۳] بت ان کی گمراہی کا سبب ہوئے تو انہوں ہی نے گمراہ کیا [۴] شاید اس وقت دعا کی جب ان کو یہ معلوم نہ ہوا ہو گا کہ شرک کی بخشش نہیں ہوتی [۵] جس وقت یہ دعا کی اس وقت کعبہ بن چکا تھا یا ان کو وحی سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہاں خدا کا گھر بنایا جائے گا [۶] لوگ یہاں آنے لگیں حج اور عبادت کے لیے ان کا گزر چلنے لگے ابن عباسؓ نے کہا اگر یوں فرماتے کہ لوگوں کے دل ان کی طرف جھکا دے تو ایران، روم، روس، ہند سب ادھر جھک پڑتے اور مکہ میں جگہ نہ ملتی [۷] اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی مکہ میں ہزاروں لاکھوں آدمی دور دور سے ہر سال آتے ہیں اور مکہ والوں کو ان سے فائدہ ہوتا ہے میووں کا یہ حال ہے کہ ہر ملک کے میوے مکہ میں چلے آتے ہیں [۸] حضرت ابراہیم کا مطلب اس دعا سے یہ تھا کہ گو کھول کر ہم تجھ سے یہ بیان کرتے ہیں کہ اسمٰعیلؑ کو یہاں لا کر بسانے سے تیرے گھر کا آباد کرنا منظور ہے مگر دل میں جو اسمٰعیلؑ کی جدائی کا رنج ہے وہ بھی تو خوب جانتا ہے [۹] میں اچھی طرح اپنے وقت پر تمام شرائط اور آداب کے ساتھ اس کو ادا کرتا ہوں [۱۰] نمازی کر دے ان کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ بعضی اولاد ان کی کافر ہو گی [۱۱] یا میری ساری دعائیں جو میں نے تجھ سے اوپر مانگی قبول فرما

وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿٤١﴾ (ابراہیم پ ۱۳ ع ۱۶)

کو اور میرے ماں باپ اور سب ایمان والوں کو جس دن (عملوں) کا حساب ہونے لگے۔ بخش دے[1]

۱۶- وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ ﴿٥١﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ﴿٥٣﴾ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَىٰ أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ﴿٥٤﴾ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَانِطِينَ ﴿٥٥﴾ قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ﴿٥٦﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٥٧﴾ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ﴿٥٨﴾ إِلَّا آلَ لُوطٍ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٩﴾ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا إِنَّهَا لَمِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٦٠﴾ (الحجر پ ۱۴ ع ۴)

اور (ابراہیمؑ کے مہمانوں کا حال ان کو سنا[2] جب وہ ابراہیمؑ کے پاس پہنچے تو سلام کیا ابراہیمؑ نے کہا ہم کو تو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے[3] وہ کہنے لگے ڈر نہیں ہم تو تجھ کو ایک علم والے لڑکے کی خوشخبری سناتے ہیں ابراہیمؑ نے کہا (واہ) کیا خوشخبری مجھ کو سناتے ہو میں تو بوڑھا ہو چکا اب کاہے کی خوشخبری دیتے[4] ہو انہوں نے کہا (نہیں) تجھ کو سچی خوشخبری سناتے ہیں تو (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے) ناامید نہ ہو[5] ابراہیمؑ نے کہا اور کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہوتا ہے مگر وہ لوگ ناامید ہوتے ہیں[6]۔ ابراہیمؑ نے کہا (خیر یہ تو ہوا اب) (یہ بتلاؤ) تم کس کام پر بھیجے گئے ہو[8] وہ کہنے لگے ہم تو کچھ گناہ گار لوگوں کی طرف (ان پر عذاب اتارنے کو) بھیجے گئے ہیں۔ مگر (حضرت) لوط علیہ السلام کے خاندان کو ہم بالکل بچا دیں گے[9]۔ مگر ان کی بی بی ہم نے یہ فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہے[10]

۱۷- إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿١٢١﴾ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٢٢﴾ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ

بیشک ابراہیمؑ (لوگوں کا) پیشوا تھا۔ خدا کا تابعدار بندہ ایک طرف والا (ایک لگا) اور وہ مشرک نہ تھا[11] خدا کی نعمتوں کا شکر گزار خدا نے اس کو چن لیا تھا اور سیدھی راہ (توحید کی) سوجھائی تھی اور ہم نے اس کو دنیا میں بھلائی دی تھی (عزت اور آبرو آل اولاد) اور آخرت میں (بھی) وہ بے شک (ہمارے) نیک بندوں میں ہے۔ پھر[12] بڑی فضیلت ابراہیمؑ کی یہ ہے) کہ ہم نے تجھ کو حکم دیا ایک طرف والے ابراہیمؑ

[1] شاید یہ دعا اس وقت کی ہے جب ان کو اپنے باپ کے لیے دعا کرنے میں ممانعت نہیں ہوئی تھی اوپر گزر چکا۔ [2] یہ قصہ اوپر گزر چکا ہے کہ حضرت جبرائیلؑ اور میکائیلؑ خوبصورت لڑکوں کی شکل بن کر پہلے حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے تھے پھر حضرت لوطؑ کے پاس گئے۔ [3] جواب دیا پھر بھنا بچھڑا بھون کر لائے انہوں نے کھایا تب گھبرائے اور کہا الخ۔ [4] معلوم نہیں تم کون لوگ ہو کہاں سے آ گئے ہو بے اجازت ڈراتے ہوئے گھس آئے پھر کھانا بھی نہیں کھاتے۔ [5] اس عمر میں بھلا کہیں اولاد ہوتی ہے [6] اللہ تعالیٰ میں بڑی قدرت ہے۔ [7] میں نے دنیا کا دستور دیکھ کر تعجب کیا کہ اس عمر میں لڑکا کیونکر ہوگا اللہ تعالیٰ کی رحمت یا اس کی قدرت میں کس کو شک ہے۔ [8] ابراہیمؑ سمجھ گئے کہ یہ کسی بڑے کام کے لیے آئے ہیں اگر صرف فرزند کی خوشخبری کے لیے آئے ہوتے تو ایک فرشتہ بس تھا۔ [9] ان میں سے کوئی عذاب میں گرفتار نہ ہوگا۔ [10] یعنی ان کافروں میں جو عذاب سے ہلاک ہوں گے یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے بعضوں نے کہا فرشتوں کا اور چونکہ وہ خدا کی طرف سے آئے تھے اس لیے انہوں نے خدا کے فیصلہ کو اپنا فیصلہ کہہ دیا۔ [11] جیسے قریش کے کافر سمجھتے ہیں۔ [12] انہوں نے خود دعا کی تھی یا اللہ مجھ کو نیکوں میں ملا دے اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٣﴾ (النحل پ ۱۴ ع ۱۶)

علیہ السلام کے دین پر چلنے کا[۱] اور مشرک نہیں تھا[۲]

۱۸- وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ﴿٤١﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ﴿٤٢﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ ۖ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ ۖ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ ۖ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي ۖ إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ﴿٤٧﴾ وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُو رَبِّي عَسَىٰ أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا

اور (اے پیغمبرؐ) قرآن میں ابراہیمؑ کا ذکر کر وہ بڑا سچا تھا پیغمبر تھا۔ جب اُس نے اپنے باپ (آزر) سے کہا باوا تو اُس کو کیوں پوجتا ہے جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ تیرے کچھ کام آسکتا ہے[۳] باوا مجھ کو وہ علم آچکا ہے جو تجھ کو نہیں آیا (گو میں عمر میں تجھ سے چھوٹا ہوں) تو میرے کہنے پر چل میں تجھ کو سیدھا راستہ بتاؤں گا (توحید اور ایمان کا رستہ) باوا شیطان کو مت پوج (اس کا کہا مت مان) کیونکہ شیطان خدا کا مخالف ہے[۴]۔ باوا میں ڈرتا ہوں کہیں (تیرے شرک اور کفر کی وجہ سے) خدا کی طرف سے کوئی عذاب تجھ کو لگ جائے پھر تو (دوزخ میں) شیطان کا رفیق بن جائے (اس کا باپ غصے ہوا) کہنے لگا ابراہیمؑ کیا تو میرے معبودوں سے پھر بیٹھنے والا ہے (ان کو چھوڑ دینے والا ہے) اگر تو (ایسی باتوں سے) باز نہ آئے تو میں تجھ کو سنگسار (یا تجھ پر گالیوں کی بوچھاڑ) کروں گا اور (جا) ایک مدت تک مجھ سے دور رہ[۵] ابراہیم نے (نرمی کی اور) کہا تو سلامت رہے[۶] میں اب تیرے لیے اپنے مالک سے بخشش چاہوں گا کیوں کہ وہ مجھ پر بہت مہربان ہے[۷] اور میں تم سے اور جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو ان سے الگ رہتا ہوں[۸] اور اپنے مالک کو (بس اسی کو) پکارتا ہوں مجھے امید ہے کہ اپنے مالک کو پکار کر میں بے نصیب نہ ہوں گا[۹] پھر جب ابراہیمؑ ان سے اور جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے (یعنی بتوں کو) ان سے الگ ہو گیا (اور اکیلا رہ گیا) تو ہم نے اس کو اسحاق (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) دیا[۱۰] اور ہر ایک کو (ان دونوں میں سے) ہم نے پیغمبر بنایا اور ہم نے اپنی رحمت کا حصہ ان کو دیا[۱۱]

[۱] حالانکہ تو تمام پیغمبروں کا سردار ہے۔ [۲] ورنہ تجھ کو اس کے طریق کی پیروی کا کیوں حکم ہوتا ابراہیمؑ کے دین سے اسلام مراد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت باتوں کا حکم تھا ان کے طریق پر چلنے کا جیسے توحید اختیار کرنا بتوں سے نفرت کرنا حج کے ارکان وغیرہ، [۳] درد دکھ دفع کر سکتا ہے فائدہ پہنچا سکتا ہے، [۴] اور جب تو شیطان کا کہنا سُنے گا تو بھی خدا کا مخالف اور نافرمان بن جائے گا، [۵] یا اپنے تئیں مجھ سے بچا کر رکھ۔ [۶] یا اچھا سلام جیسے کسی سے ملاقات ترک کرتے وقت کہتے ہیں، [۷] تو شاید تیرے باب میں میری دعا قبول فرمائے، [۸] تمہارے دین اور دین والوں کو ترک کرتا ہوں، [۹] وہ میری دعا قبول فرمائے گا تمہاری طرح میں بے نصیب نہ رہوں گا کہ بتوں کو پکارتے ہو جس سے خاک فائدہ نہیں، [۱۰] کہ اس کا دل ان میں لگ جائے اور تنہائی سے نہ گھبرائے، [۱۱] پیغمبری دی اور دولت اور حکومت،

وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿٥٠﴾
(مريم پ ۱۶ ع ۳)

اور (سب سے بڑھ کر یہ نعمت دی) سچی زبان ان کے لیے بلند کر دی[1]۔

۱۹۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿٥١﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۪ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿٥٢﴾
(مريم پ ۱۶ ع ۴)

اور (اے پیغمبر) قرآن میں اسمٰعیل کا ذکر کر وہ وعدے کا سچا تھا[2] اور وہ اللہ کا بھیجا ہوا اس کا (پیغام لوگوں کو) سنانے والا تھا اور اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم کرتا اور وہ اپنے مالک کا پیارا تھا[3]۔

۲۰۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿٥٢﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿٥٣﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٥٤﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿٥٥﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾

اور ہم نے ابراہیم کو اس سے پہلے[4] اس کے (حصہ کی) دانائی عطا فرمائی اور ہم اس کا حال جانتے تھے (کہ وہ پیغمبری کے لائق ہے) جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا یہ مورتیں جن (کے پوجے) پر تم جے بیٹھے ہو کیا چیز ہیں[5] وہ کہنے لگے ہم نے تو اپنے باپ دادوں کو انہی کی پوجا کرتے ہوئے پایا[6] ابراہیم نے کہا تم اور تمہارے باپ دادا کھلی گمراہی میں تھے[7] وہ کہنے لگے کیا تو سچ مچ (یہ بات) ہم سے کہتا ہے یا دل لگی کرتا ہے ابراہیم نے کہا بلکہ تمہارا خدا وہ ہے جو آسمان اور زمین کا مالک ہے جس نے ان کو پیدا کیا اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں (کہ وہی ایک خدا تمہارا خدا ہے جس نے آسمان اور زمین کو بنایا)۔ اور خدا کی قسم جب تم پیٹھ موڑ کر چل دو گے تو میں تمہارے بتوں سے ضرور ایک چال چلوں گا[8]

---

[1] ہمیشہ ان کا ذکر خیر ہر ایک کی زبان پر جاری رہا ہے، [2] اگرچہ اور سب پیغمبر بھی وعدے کے سچے تھے مگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو وعدے کا بہت خیال رہتا کہتے ہیں انہوں نے ایک شخص سے وعدہ کیا کہ میں اس مقام پر تجھ سے ملوں گا تو ایک برس تک وہاں پڑے رہے اس کا انتظار کیا کئے انہوں نے اپنے باپ سے وعدہ کیا کہ ذبح کے وقت صبر کروں گا ایسا ہی کیا چھری کے تلے لیٹ گئے چوں نہ کی بلکہ باپ سے کہا کہ میرے ہاتھ پاؤں خوب باندھ دینا۔ چھری کو خوب تیز کر لینا اپنی آنکھوں پر پٹی چڑھا لینا ایسا نہ ہو میرا چہرہ دیکھ کر تم کو رحم آ جائے سبحان اللہ اچھوں کے اچھے ہی پیدا ہوتے ہیں باپ تو اللہ تعالیٰ کے خلیل تھے بیٹے نے وہ کام کیا جو کسی بشر سے ہونا مشکل ہے، [3] مولانا و مرشدنا حضرت فضل الرحمٰن صاحب قدس سرہ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو ایک چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے سبحان اللہ اس سے بڑھ کر کونسا شرف ہو گا کہ غلام اپنے مالک کا پیارا ہو جائے بس عزت اور آبرو کی حد ہو گئی صدقے اس مالک کے، [4] یعنی توریت اور قرآن شریف کے اترنے سے پہلے یا اس کے جوان ہونے سے پہلے، [5] کس کام کی ہیں ان سے فائدہ ہی کیا ان میں تو جان تک نہیں ہے، [6] جب کچھ تقلید بیان نہ کر سکے تو تقلید کی رسی تھامی جس کو ہر ڈوبنے والا تھامتا ہے سید علامہ نے کہا مقلدین کا بھی یہی حال ہے جب کوئی قرآن اور حدیث کا عالم ان کو ملامت کرتا ہے کہ تم حدیث کو چھوڑ کر رائے پر کیوں چلتے ہو تو یہی عذر پیش کرتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا اس مسئلہ میں فلانے امام کے قول پر چلتے رہے ہم بھی اسی پر چلتے ہیں، [7] صریح غلطی میں تھے اور ایسی بیجان چیزوں کو پوجتے تھے تم کو ان کی غلطی پر چلنا کیا ضرور ہے، [8] چال چلونگا یعنی ان کا اچھا علاج کروں گا ان کو توڑ پھوڑ کر برابر کر دوں گا۔

فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ﴿۵۸﴾ قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۵۹﴾ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ﴿۶۱﴾ قَالُوا أَأَنْتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنْفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ ﴿۶۵﴾ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾ أُفٍّ لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ﴿۶۸﴾

پھر ابراہیم نے ان (سب) بتوں کو (توڑ کر) ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ مگر ان کے بڑے بت کو (چھوڑ دیا) اس لیے کہ وہ اس کی طرف رجوع[1] ہوں[2] کہنے لگے ہمارے دیوتاؤں کے ساتھ کس نے یہ کیا[3] بیشک جس نے یہ کام کیا وہ (بڑا) ظالم ہے (ان میں سے کسی نے) کہا ہم نے ایک نوجوان کو جس کو ابراہیم پکارتے ہیں سنا ان کا ذکر کر رہا تھا کہنے لگے (ایسا ہے) تو اس نوجوان کو سب کے سامنے لاؤ تاکہ لوگ (اس کا بیان سنیں اور) گواہ ہو جائیں انہوں نے پوچھا۔ ابراہیم کیا تو نے ہمارے دیوتاؤں کے ساتھ ایسا کیا ہے[4] ابراہیم علیہ السلام نے کہا نہیں یہ کام ان میں کے بڑے (بت) نے کیا ہے۔ اگر وہ بولتے ہوں تو ان سے پوچھ[5] دیکھو آخر وہ لوگ اپنے دلوں میں (کچھ) سوچے اور (آپس میں) کہنے لگے۔ تم خود ظالم ہو۔ پھر اپنے سروں پر اوندھے ہو گئے[6] تو تو جانتا ہے یہ (بت) بات نہیں کرتے (پھر ان سے کیا پوچھیں) ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کیا تم اللہ تعالےٰ کے سوا ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جو نہ کچھ تمہارا بھلا کر سکتی ہیں نہ برا کر سکتی ہیں تف ہے (تھو ہے) تم پر اور ان چیزوں پر جن کو تم اللہ تعالےٰ کے سوا پوجتے ہو کیا تم کو عقل نہیں[7] کہنے لگے اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو تو ابراہیم[8] کو (آگ میں) جلا ڈالو اور اپنے دیوتاؤں کی پشتی کرو (ان کا بدلہ لو)[9]

[1] اس سے پوچھیں کہ ان بتوں کو کس نے توڑا کیونکہ ان کی عادت تھی کہ ان مشکل (وقتوں) میں اس بڑے بت سے فریاد کرتے کہتے ہیں کہ عید کا دن آیا تو ابراہیمؑ کی قوم کے لوگ شہر کے باہر جانے لگے انہوں نے ابراہیمؑ سے کہا تم بھی چلو ابراہیمؑ نے کہا میں بیمار ہوں پھر وہ سب چل دیے ابراہیمؑ رہ گئے انہوں نے موقع پاکر ایک تبر لیا اور سب بتوں کو توڑ پھوڑ کر وہ تبر بڑے بت کے گلے میں لٹکا دیا اس کو چھوڑ دیا اور خاموش بیٹھ رہے صحیح حدیث میں ہے کہ ابراہیمؑ نے عمر بھر میں تین بار جھوٹ بولے ایک بار یہ کہ اپنے تئیں بیمار کہا اور بیمار نہ تھے۔ دوسرے یہ کہ بتوں کو انہوں نے توڑا تھا اور کہا کہ بڑے بت نے توڑا ہے تیسرے سارہ اپنی بی بی کو بہن کہا ایک ظالم بادشاہ کے سامنے جو لوگوں کی بی بی چھین لیتا اور یہ تینوں جھوٹ اللہ تعالےٰ کے واسطے بولے، [2] جب وہ عید سے لوٹ آئے اور بتوں کو دیکھا ٹوٹے پڑے ہیں تو کہنے لگے الخ [3] ان کو توڑ پھوڑ ڈالا [4] ان کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، [5] یہ ان کے قائل کرنے کے لیے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ جب یہ دیوتا ہیں تو کیا بات بھی نہیں کرتے ان سے پوچھ دیکھو اور مطلب یہ تھا کہ جب وہ یوں کہیں یہ تو بات بھی نہیں کر سکتے اس کو ان کو شرمائیں کہ پھر ایسی بے زبان بے حرکت مورتوں کو تم نے خدا کیوں بنایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ [6] یعنی پھر شرارت اور کفر پر کمر باندھی اور لگے جواب سوال کرنے یا شرمندگی سے اپنے سر جھکا لیے پھر کہنے لگے تو تو الخ، [7] جب خود ان کی زبان سے قبولوا لیا کہ وہ بات نہیں کرتے، [8] ابراہیمؑ کے ایسا کرنے سے وہ سمجھ گئے کہ یہ سب کام ابراہیمؑ ہی نے کیا ہے اور جب دلیل اور بحث میں عاجز ہوئے تو ایذا رسانی پر مستعد ہوئے جیسے جاہلوں کا قاعدہ ہے، [9] پھر سب کی رائے یہی ٹھہری کہ ایک میدان میں آگ جلائی جائے بہت سی لکڑیاں وہاں اکٹھا کیں اور آگ روشن کی اور ابراہیمؑ کو ایک جھولے میں بٹھا کر اس آگ میں ڈال دیا تاکہ وہ سات دن یا چالیس دن یا پچاس دن تک اس آگ ہی میں رہے اس وقت ان کی عمر سولہ یا چھبیس برس کی تھی،

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ وَ اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۰﴾ وَ نَجَّيْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ وَ يَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَ كُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَ كَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾

(الانبیاء پ ۱۷ ع ۵)

ہم نے آگ سے کہا آگ ابراہیمؑ پر ٹھنڈک اور آرام ہو جا[۱] اور انہوں نے ابراہیمؑ کو ستانا چاہا۔ ہم نے انہی کو تباہ کیا[۲] اور ہم نے ابراہیمؑ اور (ان کے بھتیجے) لوطؑ کو نجات[۳] دے کر اس سرزمین میں پہنچایا۔ جس میں ہم نے سارے جہان کے لیے برکت رکھی ہے[۴]۔ اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو (ان کی دعا پر) اسحاق (بیٹا) اور (کھاتے میں) یعقوبؑ (پوتا[۵]) اور سب کو نیک بخت کیا[۶] اور ہم نے ان (چاروں) کو پیشوا بنایا اور ہمارے حکم سے (لوگوں کو) ہدایت کرتے تھے۔ اور ہم نے ان کو نیک کام کرنے اور نماز درستی سے ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی بھیجی۔ اور وہ خاص ہمارے پوجنے والے تھے۔

۲۱۔ وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْقَآئِمِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾

(الحج پ ۱۷ ع ۴)

اور (اے پیغمبر) جب ہم نے ابراہیم علیہ السلام کے لیے خانہ کعبہ کی جائے مقرر کر دی[۷] اور اس کو حکم بھیجا کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا اور میرا (یہ) گھر طواف کرنے والوں اور (نماز میں) کھڑے ہونے والوں اور رکوع کرنے والوں کے لیے صاف ستھرا رکھنا۔

۲۲۔ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ

اس نے تم کو (تمام دنیا کے لوگوں میں اپنے دین اور پیغمبرؐ کی مدد کے لیے) چن لیا اور تم پر دین میں کوئی مشکل نہیں رکھی[۸] یہ دین تمہارے

---

[۱] یہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ٹھنڈک کے بعد آرام کا لفظ فرمایا ورنہ آگ برف کی طرح ٹھنڈی ہو کر ابراہیمؑ کو تکلیف پہنچاتی کہنے لگے جب ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے لگے تو حضرت جبرئیلؑ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابراہیمؑ تم ہم سے کچھ کام کو ابراہیمؑ نے فرمایا مجھ کو تم سے کوئی کام نہیں انہوں نے کہا تو پھر اپنے پروردگار سے دعا کر ابراہیمؑ نے کہا وہ میرا حال خوب جانتا ہے یہی کافی ہے آخر اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا کہ ٹھنڈی اور راحت ہو جا ابراہیمؑ ایسے آرام کے ساتھ اس میں رہے کہ ہمیشہ فرمایا کرتے وہ دن کیا آرام کے دن تھے جب میں آگ میں رہا تھا۔[۲] اور تو شرمندہ ہوئے کہ اتنی بہت آگ سلگائی مگر ابراہیمؑ کا بال بیکا نہ ہوا صرف جو مشکیں انہوں نے کسی تھیں وہیں جل گئیں دوسرے ان پر عذاب اترا مچھر آن پہنچے اور نمرود اور اس کی قوم کو ہلاک کیا۔ [۳] عراق سے جہاں کا حاکم نمرود تھا۔ [۴] مراد شام کا ملک ہے وہاں بہت سے پیغمبر پیدا ہوئے جن کی تعلیم کا اثر سارے جہان میں پھیلا۔ [۵] انہوں نے صرف بیٹا مانگا تھا اللہ تعالیٰ نے وہ دیا اور پوتا اور زیادہ اپنی طرف سے۔ [۶] یعنی ابراہیمؑ اور لوطؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ سب نیک تھے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔ [۷] کہتے ہیں خانہ کعبہ کو اسی مقام پر جہاں اب ہے پہلے آدمؑ نے بنایا تھا پھر شیثؑ نے بنایا پھر طوفان میں مٹ گیا حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے اس مقام کو اس طرح بتلایا کہ ایک ہوا آئی اس نے ایک مقام پر جیسے جھاڑو دیتے ہیں اس طرح کوڑا صاف کر دیا انہوں نے دیکھا تو اس کی بنیاد وہاں معلوم ہوئی اسی پائے پر کعبہ کو از سر نو بنایا۔ [۸] بلکہ آسانی کی ہر مرد کو چار عورتیں تک درست رکھیں سفر میں نماز کو کم کر دیا مسافر کو روزہ معاف کیا اسی طرح ہزاروں طرح کی آسانیاں ہماری شریعت میں ہیں صحیح حدیث میں ہے کہ میں سیدھی آسان شریعت دے کر بھیجا گیا ہوں۔

اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ (۷۸)

(الحج پ ۱۷ ع ۱۰)

باپ ابراہیمؑ کا دین ہے[۱]۔ اسی نے پہلے سے (قرآن اترنے سے پہلے تمہارا نام مسلمان رکھا[۲] اور اس (قرآن) میں بھی اسی لیے کہ رسول (قیامت کے دن) تم پر گواہ ہو[۳] اور تم (دوسری) لوگوں (امتوں) پر گواہ ہو (اس کا بیان سورہ بقر میں گزر چکا ہے)

۲۳- وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ (۶۹) اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ (۷۰) قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ (۷۱) قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ (۷۲) اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ (۷۳) قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ (۷۴) قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ (۷۵) اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ (۷۶) فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ (۷۷) الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ (۷۸) وَ الَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَ يَسْقِيْنِ (۷۹) وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (۸۰) وَ الَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ (۸۱) وَ الَّذِيْۤ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ (۸۲)

اور (اے پیغمبرؐ) ان لوگوں کو ابراہیمؑ کا قصہ سنا۔ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کس کو پوجتے ہو[۴] انہوں نے کہا ہم بت پوجتے ہیں انہی کے سامنے پڑے رہتے ہیں[۵] تب ابراہیمؑ نے پوچھا جب تم (ان کو) پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری سنتے ہیں یا (اگر تم ان کی پوجا کرو تو) تم کو کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں (یا اگر نہ کرو تو) کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں[۶]۔ کہنے لگے[۷] بات یہ ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو یہی کرتے ہوئے پایا۔ ابراہیمؑ نے کہا کچھ سمجھے جن کو تم اور تمہارے اگلے باپ دادا پوجتے آئے وہ (سب) میرے مخالف (دشمن) ہیں (یعنی میں ان کا دشمن ہوں) مگر وہ جو سارے جہان کا مالک ہے[۸]۔ جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر وہی مجھ کو (دین اور دنیا کی) سمجھ دیتا ہے[۹] اور وہ جو مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہی مجھ کو چنگا (تندرست) کرتا ہے[۱۰] اور وہ مجھ کو (ایک دن) مارے گا پھر (حشر کے دن) جلائے گا اور وہ جس سے مجھ کو یہ امید ہے کہ انصاف کے دن میرا قصور معاف کرے گا[۱۱]

[۱] حضرت ابراہیمؑ تمام عرب لوگوں کے باپ تھے اور دوسرے مسلمانوں کے باپ حضرت رسول کریمؐ ہیں اور حضرت ابراہیم رسول کریمؐ کے باپ تھے تو سب مسلمانوں کے بھی باپ ٹھہرے، [۲] یعنی اللہ تعالیٰ نے اگلی کتابوں میں اس امت کے لوگوں کا نام مسلمان رکھا [۳] اس نے خدا کا پیغام تم کو پہنچا دیا تم میں سے کون اچھا ہے کون برا [۴] ابراہیم جانتے تھے کہ وہ بتوں کو پوجتے ہیں لیکن ان پر حجت قائم کرنے کے لیے پہلے ان سے قبولوا لیا کہ وہ بتوں کو پوجتے ہیں، [۵] مطلب یہ ہے کہ تمہارا کچھ برا بھلا بھی ان کے اختیار میں ہے یا نہیں ہے تو ان کے پوجنے کا کیا فایدہ بلکہ سراسر نقصان ہے، [۶] نہ وہ سنتے ہیں نہ ہمارا بھلا برا کر سکتے ہیں، [۷] جب کچھ دلیل بیان نہ کر سکے تو تقلید کا سہارا لیا خازن نے کہا اس آیت میں دین میں تقلید کرنے کی صاف برائی نکلتی ہے اور دلیل پر عمل کرنے کی تعریف، [۸] وہی میرا دوست اور مربی اور مالک ہے باقی اس کے سوا جتنے معبود ہیں وہ سب میرے دشمن ہیں، [۹] حضرت ابراہیمؑ نے یہاں خداوند کریم کی دو صفتیں بیان کیں جن سے معلوم ہو کہ پوجا کے لائق اسی کی ذات ہے [۱۰] ادب کی راہ سے بیماری کو اپنی طرف نسبت دی اور یوں نہیں کہا جب وہ بیمار کرتا ہے، [۱۱] یہاں تک کہ اس پاک پروردگار کی صفتیں بیان ہوگئیں مطلب یہ ہے کہ آدمی کو شروع سے لے کر بہشت میں جانے تک اتنی ضرورتیں ہیں پیدا کرنا سمجھ دینا کھلانا پلانا بیماری سے چنگا کرنا پھر مارنا پھر جلانا قیامت کے دن گناہ معاف کرنا یہ کل کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے دوسرے کسی کو ان میں دخل نہیں ہے پھر اور کسی کو پوجا کرنا نرا گدھا پن ہے، حالانکہ پیغمبر گناہ سے معصوم ہیں مگر حضرت ابراہیمؑ نے عاجزی کی راہ سے اپنے تئیں گناہگار قرار دیا ع یہ اسی کی سیوا کرتے رہتے ہیں۔

رَبِّ هَبۡ لِيۡ حُكۡمًا وَّ اَلۡحِقۡنِيۡ بِالصّٰلِحِيۡنَ ﴿۸۳﴾ وَاجۡعَلۡ لِّيۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِي الۡاٰخِرِيۡنَ ﴿۸۴﴾ وَاجۡعَلۡنِيۡ مِنۡ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيۡمِ ﴿۸۵﴾ وَاغۡفِرۡ لِاَبِيۡۤ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيۡنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخۡزِنِيۡ يَوۡمَ يُبۡعَثُوۡنَ ﴿۸۷﴾ يَوۡمَ لَا يَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنۡ اَتَى اللّٰهَ بِقَلۡبٍ سَلِيۡمٍ ﴿۸۹﴾ وَاُزۡلِفَتِ الۡجَنَّةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ الۡجَحِيۡمُ لِلۡغٰوِيۡنَ ﴿۹۱﴾ وَقِيۡلَ لَهُمۡ اَيۡنَمَا كُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۹۲﴾ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ هَلۡ يَنۡصُرُوۡنَكُمۡ اَوۡ يَنۡتَصِرُوۡنَ ﴿۹۳﴾ فَكُبۡكِبُوۡا فِيۡهَا هُمۡ وَالۡغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُوۡدُ اِبۡلِيۡسَ اَجۡمَعُوۡنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوۡا وَهُمۡ فِيۡهَا يَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنۡ كُنَّا لَفِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۹۷﴾ اِذۡ نُسَوِّيۡكُمۡ بِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۹۸﴾ وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا

مالک میرے مجھ کو سمجھ عنایت فرما (یا نبوت) اور نیک بندوں سے مجھ کو ملا دے (آخر میں ان کے ساتھ رکھ) اور آنے والے لوگوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھ[1] اور آرام کے باغ (یعنی جنت) کے جو وارث ہیں ان میں مجھ کو بھی کر دے[2] اور میرے باپ کو بخش دے وہ گمراہوں میں سے تھا (مشرکوں میں سے) اور جس دن لوگ جلا کر اٹھائے جائیں گے مجھ کو ذلیل مت کر[3] جس دن نہ مال کچھ کام آئے نہ بیٹے (کچھ کام آئیں گے) مگر ہاں جو پاک دل لے کر خدا کے سامنے حاضر ہوگا (تو اس کے دل کی پاکی اس کے کام آئے گی[4]) اور بہشت پرہیزگاروں کے نزدیک لائی جائے گی اور گمراہوں پہ دوزخ کھول دی جائے گی (ان کو دکھائی دینے لگے گی) اور ان سے کہا جائے گا اب خدا کے سوا جن کو تم پوجتے تھے وہ کہاں ہیں تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا خود اپنے تئیں بچا سکتے ہیں[5] پھر وہ (جھوٹے معبود) اور گمراہ لوگ (جو ان کو پوجتے تھے) اور شیطان کے لشکر سب کے سب اوندھے منہ اس میں گرا دیے جائیں گے گمراہ کہیں گے جب وہ اپنے معبودوں سے جھگڑ رہے ہوں گے قسم خدا کی ہم تو (دنیا میں) صاف گمراہی میں تھے جب ہم تم کو سارے جہان کے مالک کے برابر سمجھتے تھے[6] اور ہم کو تو کسی اور نے

[1] قیامت تک لوگ میرا نام نیکی سے لیتے رہیں اور بہتری سے مجھ کو یاد کرتے رہیں ایسا ہی ہوا حضرت ابراہیمؑ کا نام اب تک نیکی سے لیا جاتا ہے خصوصاً مسلمانوں میں تو ہر نماز میں ان کا نام درود شریف میں لیا جاتا ہے۔ [2] اگلی آیت میں دنیا کی بہبودی چاہی یعنی ہمیشہ نیک نام قائم رہے اور اس میں آخرت کی بہبودی مبارک ہیں وہ لوگ جو دنیا میں نیک نام رہے اور آخرت میں بہشتی ہوئے یہی سعادت عظمیٰ ہے یا اللہ ہم کو بھی اپنے فضل سے نصیب کر۔ [3] کہ سب کے سامنے مجھ پر غصہ یا عذاب کرے صحیح حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیمؑ اپنے باپ کو دیکھیں گے پریشان حال تو فرمائیں گے کیا میں نے دنیا میں تجھ سے نہیں کہا تھا کہ میرا کہنا مان وہ کہے گا اب تیری نافرمانی نہ کروں گا تب حضرت ابراہیمؑ عرض کریں گے خداوندا تو نے میری یہ دعا دنیا میں قبول فرمائی تھی کہ قیامت کے دن مجھ کو ذلیل نہ کرنا اس سے زیادہ کیا ذلت ہوگی کہ میرا باپ تیری رحمت سے دور رہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے کافروں پر بہشت حرام کر دی ہے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوگا اپنے پاؤں کے تلے دیکھو کیا ہے وہ دیکھیں گے تو ایک بجو ہے نجاست سے لتھڑا ہوا فرشتے اس کے پاؤں پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیں گے۔ [4] یا جو پاک دل لے کر خدا کے سامنے حاضر ہوگا اس کا مال اور اولاد اس کے کام آئے گا پاک دل سے یہ مراد ہے کہ مشرک نہ ہو یعنی شرک کی نجاست سے پاک ہو بعضوں نے کہا سنت کا تابع ہو اور بدعت سے محفوظ ہو بعضوں نے کہا برے اخلاق جیسے حسد اور بغض اور نفاق سے پاک ہو۔ [5] یا تمہارا بدلہ کسی سے لے سکتے ہیں۔ [6] خدا کے برابر سمجھنا یہ ہے کہ جو کام یا عبادت خاص خدا کے لیے کی جاتی ہے وہ دوسرے کیلیے کرے مثلاً کسی اور کو سجدہ کرے یا اس کے نام کی منت مانے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا جو صفتیں خاص خدا کی ہیں جیسے ہر چیز کا علم یا ہر جگہ سے سن لینا یا ہر مصیبت زدہ کی مدد کرنا یا بیمار کو چنگا کرنا اولاد دینا مالدار کرنا روٹی رزق دینا ان میں سے کوئی صفت کسی اور کیلیے ثابت کرے صحیح حدیث میں ہے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کہا جو آپ چاہیں اور اللہ چاہے آپ نے فرمایا تو نے مجھ کو خدا کے برابر کر دیا یوں کہہ جو اللہ چاہے پھر اس کا رسولؐ چاہے۔

الْمُجْرِمُونَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۲﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۳﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۰۴﴾

(الشعراء پ۱۹ ع ۵)

نہیں گناہ گاروں نے بہکا دیا[1] تو اب نہ کوئی ہماری سفارش کرنے والا ہے نہ کوئی دل سوز[2] دوست[3]۔ تو کاش ہم کو ایک بار (اور دنیا میں) جانا ملے ہم بھی ایمان داروں میں شامل ہوں بیشک اس میں (یعنے ابراہیمؑ کے قصے میں نشانی ہے[4] اور ابراہیمؑ کی قوم کے لوگ اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے[5] اور (اے پیغمبرؐ) تیرا مالک بے شک زبردست ہے رحم والا۔

۲۴۔ وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ۖ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۶﴾

(العنکبوت پ۲۰ ع ۲)

اور ابراہیم کو (بھی بھیجا) جب اس نے اپنی قوم سے کہا اللہ تعالیٰ کو پوجو اور اس سے ڈرو اگر تم سمجھو تو یہ (ایمان لانا) تمہارے لیے (دنیا اور آخرت میں) بہتر ہے۔

۲۵۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿۲۵﴾ فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ ۘ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي ۖ إِنَّهُ

پھر ابراہیمؑ کی قوم نے (ان باتوں کا) کچھ جواب تو نہ دیا یہی کہا اس کو مار ڈالو یا جلا دو (اور اس کو آگ میں ڈال دیا) اللہ تعالیٰ نے اس کو آگ سے بچا دیا (آگ ٹھنڈی ہو گئی) بیشک اس میں (ابراہیمؑ کے آگ سے بچ جانے میں) ایمان (دار) لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں[6] اور (ابراہیمؑ نے (جب آگ سے باہر آیا) کہا تم تو بس خدا کے سوا دیوتاؤں کو مانتے ہو تو دنیا کی زندگی میں اپنی دوستی قائم رکھنے کو پھر قیامت کے دن (تمہارا یہ حال ہونا ہے) ایک کو ایک[7] مانے گا اور ایک پر ایک لعنت کرے گا[8] اور (آخر) تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ اور کوئی تمہاری مدد نہ کرے گا تو لوطؑ اس پر ایمان لایا اور ابراہیمؑ نے کہا میں تو وطن چھوڑ کر اپنے مالک کی طرف (جہاں اس کو منظور ہو) نکل جاؤں گا

---

[1] گناہ گاروں سے مراد شیطان ہیں۔ بعضوں نے کہا ان کے گورو پیر مرشد سردار، [2] یا جانی دوست یا رشتہ دار دوست، [3] صدیق کے معنی دوست حمیم وہ دوست جو اپنے دوست کی ایذا دہی سے گرم ہو یعنے اس کے لیے ایذا دینے والے پر غصہ کرے یعنی سچا دلی دوست [4] عبرت ہے غور کرنے والوں کے لیے، [5] یا ان قریش کے لوگوں میں اکثر ایسے ہیں جو ایمان نہ لائیں گے، [6] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آگ اور پانی بھی اس وقت اپنا اثر دکھاتے ہیں جب اللہ تعالےٰ کی مرضی ہو اگر اللہ تعالےٰ بچانا چاہے تو نہ آگ کچھ کر سکتی ہے نہ پانی [7] تم سمجھتے ہو کہ اگر ہم دیوتاؤں کا پوجا چھوڑ دیں گے تو بھائی برادری والے سب الگ ہو جائیں گے دوستی محبت کا رشتہ کٹ جائے گا ذات سے باہر ہو جائیں گے، [8] دنیا کی ساری دوستی اور برادری وہاں کٹ جائے گی جب خدا تعالےٰ کا عذاب دیکھیں گے تو ہر ایک دوسرے کو ملامت کرے گا چیلے گورو سے کہیں گے تم نے ہم کو بہکایا تباہ کیا تم پر خدا کی سنوار گورو چیلوں سے پھٹکار کریں گے،

هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٦﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٢٧﴾

(العنکبوت پ ۲۰ ع ۳)

بے شک وہی زبردست ہے حکمت والا۔[۱] اور ہم نے (وطن چھوڑنے کے بعد) اس کو اسحاق (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) دیا اور اس کی اولاد میں پیغمبری اور (اللہ تعالےٰ کی) کتابیں اترنا قائم رکھا اور ہم نے اس کو دنیا میں بھی (اس کی نیکیوں کا) بدلہ دیا۔ اور آخرت میں تو وہ نیک بندوں میں ہے۔[۲]

۳۶- وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُو أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۖ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا ۚ قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا ۖ لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٣٢﴾

(العنکبوت پ ۲۰ ع ۴)

اور (ایسا ہوا کہ) جب ہمارے فرشتے ابراہیمؑ کو (لڑکا پیدا ہونے کی) خوشخبری دینے آئے تو انہوں نے ذکر کیا ہم (خدا کے حکم سے) اس بستی (سدوم) والوں کو تباہ کریں گے یہ بستی والے (بڑے) شریر ہیں۔ ابراہیم نے کہا اس بستی میں تو لوطؑ (بھی) رہتا ہے (تم اس کو کیسے تباہ کرو گے) انہوں نے کہا ہم کو خوب معلوم ہے جو لوگ اس بستی میں ہیں ہم لوطؑ اور اس کے گھر والوں کو بچا دیں گے۔ ایک اس کی جورو البتہ رہنے والوں میں رہ جائے گی۔[۳]

۷۷- وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ ﴿٨٣﴾ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٤﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ﴿٨٥﴾ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ ﴿٨٦﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٨٧﴾ فَنَظَرَ

اور نوحؑ ہی کے راہ پر چلنے والوں میں ایک ابراہیمؑ بھی تھا[۴] جب اپنے مالک کے پاس پاک دل لے کر آیا[۵] جب اس نے اپنے باپ (آزر) اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا تم کن چیزوں کو پوجتے ہو[۶] کیا اللہ کو چھوڑ کر تم ان جھوٹے خداؤں کے پیچھے لگے ہو تم نے خدا کو جو سارے جہان کا مالک ہے کیا سمجھ رکھا ہے[۷] تو اسؑ نے[۸] ستاروں کو ایک بار دیکھا[۹]

۱؎ کہتے ہیں سب سے پہلے ابراہیمؑ ہی نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی اس وقت ان کی عمر پچھتر سال کی تھی۔ قتادہؒ نے کہا انہوں نے کوثا سے جو بابل کے ملک میں تھا حران کو ہجرت کی وہاں سے فلسطین کو جو شام کے ملک میں تھا حدیث میں ہے کہ مسلمانوں میں سب سے پہلے حضرت عثمانؓ نے ہجرت کی جو اپنے گھر والوں کو ساتھ لے کر حبش کے ملک میں چلے گئے اور ابراہیمؑ اور لوطؑ کے بعد انہوں نے ہجرت کی، ۲؎ دنیا میں یہ بدلہ دیا کہ صاحب اولاد کیا ان کے خاندان میں برابر پیغمبری چلتی رہی حضرت موسیٰؑ، عیسیٰؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ، زکریاؑ اور یحییٰؑ تمام بنی اسرائیل کے پیغمبرؑ انہی کی اولاد میں سے ہوئے خاص حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے اسحاق پیغمبر ہوئے پھر ان کے بعد یوسفؑ حضرت ابراہیمؑ کے دوسرے بیٹے حضرت اسماعیلؑ بھی پیغمبر ہوئے جن کی اولاد میں عرب لوگ ہیں آخری زمانے کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں پیدا ہوئے قیامت تک حضرت ابراہیمؑ کا ذکر خیر باقی رکھا تمام امتیں یعنی یہود اور نصاریٰ اور مسلمان سب ان کو مانتے ہیں، ۳؎ عذاب والوں میں شریک ہو جائے گی، ۴؎ حضرت ابراہیمؑ ہودؑ اور صالحؑ کے بعد تھے کہتے ہیں حضرت ابراہیمؑ اور نوحؑ میں دو ہزار ایک سو بیالیس برس کا فاصلہ تھا، ۵؎ جو شرک اور کفر اور ہر طرح کے عیب سے پاک تھا، ۶؎ یعنی یہ بت وغیرہ کیا چیزیں ہیں، ۷؎ یہ کیا تم کو بن سزا دیے چھوڑ دے گا، ۸؎ ایسا ہوا کہ اس کی قوم کے لوگ میلے میں جانے لگے ابراہیمؑ سے بھی چلنے کو کہا، ۹؎ ابراہیمؑ کی قوم کے لوگ ستارہ پرست تھے ان کا یہ اعتقاد تھا کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے سب ستاروں کی گردش سے ہوتا ہے، حضرت ابراہیمؑ نے ان کو دھوکا دینے کے لیے ایک نظر ستاروں پر ڈالی،

نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ﴿٨٨﴾ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ﴿٨٩﴾
فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ﴿٩٠﴾ فَرَاغَ إِلَىٰ
آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿٩١﴾ مَا لَكُمْ
لَا تَنطِقُونَ ﴿٩٢﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا
بِالْيَمِينِ ﴿٩٣﴾ فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ ﴿٩٤﴾
قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ﴿٩٥﴾ وَاللَّهُ
خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا ابْنُوا لَهُ
بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ﴿٩٧﴾ فَأَرَادُوا
بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ﴿٩٨﴾ وَقَالَ
إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٩٩﴾ رَبِّ
هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٠٠﴾ فَبَشَّرْنَاهُ
بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ
قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ
فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ

پھر کہنے لگا میں (شاید) بیمار ہو جاؤں گا[۱] وہ اس کو چھوڑ کر پیٹھ موڑ کر چل دیئے[۲] اور ابراہیم علیہ السلام چپکے سے ان کے بتوں میں جا گھسا۔ اور (ٹھٹھے کے طور پر ان سے) ان سے کہنے لگا[۳] تم کھاتے کیوں نہیں[۴] تم کو کیا ہوا ہے بولتے کیوں نہیں پھر ان پر پل پڑا داہنے ہاتھ سے مارنے لگا[۵] لوگ دوڑتے ہوئے اس کے پاس پہنچے[۶] ابراہیمؑ نے کہا کیا تم ان چیزوں کو پوجتے ہو جن کو تم (خود) تراشتے ہو حالانکہ تم کو اور جن چیزوں کو تم بناتے ہو[۷] اللہ نے پیدا کیا ہے[۸] وہ لوگ کہنے لگے ابراہیمؑ کے لیے ایک عمارت[۹] بناؤ پھر اس دھکتی آگ میں ڈال دو[۱۰]۔ غرض انہوں نے ابراہیمؑ پر داؤں چلانا چاہا ہم نے انہی کو نیچا دکھایا[۱۱] اور ابراہیمؑ نے (آگ سے نکل کر) یہ کہا اب میں اپنے مالک کی طرف چلا جاتا ہوں[۱۲] وہ مجھ کو ضرور (رہنے کا ٹھکانا) بتلائے گا[۱۳]۔ مالک میرے مجھ کو ایک (بیٹا) دے جو نیک ہو تو ہم نے ایک تحمل والے لڑکے کی اس کو خوشخبری دی[۱۴] جب وہ لڑکا اس لائق ہوا کہ ابراہیمؑ کے ساتھ دوڑ سکے تو ابراہیمؑ نے کہا بیٹا میں خواب میں یہ دیکھتا ہوں (جیسے) تجھ کو ذبح کر رہا ہوں[۱۵] تو بھی سوچ کر دیکھ تیری رائے کیا ہے[۱۶] لڑکے نے کہا ابا جو اللہ تعالیٰ کا

[۱] تو مجھ کو اپنے ساتھ نہ لے جاؤ کہتے ہیں ان کے زمانے میں طاعون کی بیماری بہت تھی ابراہیمؑ کی قوم والے ڈرے کہیں اس کو طاعون نہ ہو جائے اور چھوڑ کر چل دیئے، [۲] ڈرے کہیں اس کی بیماری ہم کو بھی نہ لگ جائے، [۳] یہ چڑھاوے جو تمہارے گرد رکھے ہیں [۴] ابراہیمؑ کی قوم والے لوگ اچھے اچھے کھانے پکا کر بتوں کے سامنے رکھ جاتے، [۵] اور توڑ پھوڑ کر ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ایک شخص دیکھ رہا تھا اس نے جا کر لوگوں کو خبر دی، [۶] اور دریافت شروع کی جب ان کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ ابراہیمؑ نے توڑا ہے اور ابراہیمؑ بھی سمجھ گئے کہ یہ حال کھل گیا، [۷] یا جو کام تم کرتے ہو ان کو الخ، [۸] اس آیت سے اہل حدیث کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ بندہ اور بندے کے تمام افعال اللہ ہی کے پیدا کئے ہوئے ہیں کیونکہ پیدا کرنے والا یعنی خالق اس کے سوا کوئی نہیں ہے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ بندے کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا لیکن بندے کے افعال کا پیدا کرنے والا خود بندہ ہے، [۹] اس میں لکڑیاں بھر کر آگ لگا دو، [۱۰] کہتے ہیں انہوں نے ایک چار دیواری اٹھائی جس کا لمبان تین گز اور عرض بیس گز تھا اور اس میں خوب لکڑیاں بھریں، اور آگ لگا دی جب آگ روشن ہو گئی تو ابراہیمؑ کا اس میں ڈالنا مشکل ہو گیا آخر ایک جھولے میں بٹھا کر ابراہیمؑ کو اس میں پھینک دیا، [۱۱] اللہ تعالیٰ نے آگ ٹھنڈی کر دی فرشتوں نے آہستگی کے ساتھ ابراہیمؑ کو لے کر اس چار دیواری میں اتار دیا ان کا بال بیکا نہیں ہوا اور جب ابراہیمؑ وہاں سے صحیح اور سالم باہر آئے تو ڈالنے والے بہت ذلیل اور شرمندہ ہوئے۔ [۱۲] ان کافروں کے ملک سے ہجرت کرتا ہوں اور شام کے ملک کو روانہ ہوئے، [۱۳] جب شام کے ملک کو پہنچے تو ابراہیمؑ نے یہ دعا کی، [۱۴] اکثر مفسرین کے نزدیک اس سے اسمٰعیلؑ مراد ہیں اور یہی صحیح ہے، [۱۵] اور پیغمبروں کا خواب وحی الٰہی ہے تین رات برابر حضرت ابراہیمؑ نے یہی خواب دیکھا، [۱۶] یہ رائے لینے کا کیا موقع ہے۔

مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلصَّٰبِرِينَ ﴿١٠٢﴾ فَلَمَّآ أَسْلَمَا وَتَلَّهُۥ لِلْجَبِينِ ﴿١٠٣﴾ وَنَٰدَيْنَٰهُ أَن يَٰٓإِبْرَٰهِيمُ ﴿١٠٤﴾ قَدْ صَدَّقْتَ ٱلرُّءْيَآ ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِى ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ ٱلْبَلَٰٓؤُا۟ ٱلْمُبِينُ ﴿١٠٦﴾ وَفَدَيْنَٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ﴿١٠٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى ٱلْءَاخِرِينَ ﴿١٠٨﴾ سَلَٰمٌ عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ ﴿١٠٩﴾ كَذَٰلِكَ نَجْزِى ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١١٠﴾ إِنَّهُۥ مِنْ عِبَادِنَا ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١١١﴾ وَبَشَّرْنَٰهُ بِإِسْحَٰقَ نَبِيًّا مِّنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿١١٢﴾ وَبَٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰٓ إِسْحَٰقَ ۚ وَمِن ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِۦ مُبِينٌ ﴿١١٣﴾ (الصافات پ ۲۳ ع ۳)

حکم تجھ کو ہوا ہے اس کو (فوراً) بجا لا تو دیکھے گا اللہ تع نے چاہا میں ضرور صبر کروں گا جب باپ اور بیٹا دونوں مستعد ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل (اوندھا) پچھاڑا اور ہم نے ابراہیمؑ کو پکارا اے ابراہیمؑ تو نے (اپنا خواب سچا کر دکھایا ہم نیکوں کو) ان کی نیکی کا) ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک یہ کھلی آزمائش تھی اور ہم نے اس لڑکے کے صدقے میں ایک بڑی قربانی دی[۲] اور ابراہیمؑ کا ذکر خیر ہم نے پچھلے لوگوں میں باقی رکھا ہر شخص یہی کہتا ہے اسلام ہے ابراہیم پر ہم نیکوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں (جیسے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا) بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا اور ہم نے اس کو ایک دوسرے لڑکے) اسحاق کی خوشخبری دی جو پیغمبر ہو گا نیک بختوں میں[۳] سے اور ہم نے ابراہیمؑ اور اس کے فرزند اسحاق پر برکت اتاری[۴] اور ان دونوں کی اولاد میں کوئی تو نیک ہے کوئی اپنی جان پر کھلا ستم کرنے والا (بدکار) ہے۔

۲۸- وَٱذْكُرْ عِبَٰدَنَآ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ أُو۟لِى ٱلْأَيْدِى وَٱلْأَبْصَٰرِ ﴿٤٥﴾ إِنَّآ أَخْلَصْنَٰهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى ٱلدَّارِ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ ٱلْمُصْطَفَيْنَ ٱلْأَخْيَارِ ﴿٤٧﴾ وَٱذْكُرْ إِسْمَٰعِيلَ وَٱلْيَسَعَ وَذَا ٱلْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ ٱلْأَخْيَارِ ﴿٤٨﴾ (صٓ پ ۲۳ ع ۴)

اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کر جو ہاتھ اور آنکھیں دونوں رکھتے تھے[۵] ہم نے ان کو خالص آخرت کی یاد کے لیے چن لیا تھا[۶] اور وہ ہمارے پاس چنے ہوئے نیک بندوں میں سے تھے اور (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل (پیغمبروں) کو یاد کر اور یہ سب اچھے لوگوں میں سے تھے[۷]

---

[۱] حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کا امتحان کیا کہ دیکھیں ان کا خیال کیا ہے آیا وہ اللہ تع کی رضامندی کو مقدم رکھتے ہیں یا جان بچانے کو وہ اپنے باپ سے بھی زیادہ مضبوط اور صابر نکلے اور باپ سے یہ کہا کہ سوچنے کی کیا بات ہے اللہ تع کا حکم فوراً بجا لاؤ سچ ہے اچھوں کے اچھے ہی پیدا ہوتے ہیں، [۲] ایک سینگ دار مینڈھا جنت سے بھیجا، [۳] اس آیت سے یہ نکلتا ہے فبشرناہ بغلام حلیم سے حضرت اسمٰعیلؑ مراد ہیں جیسے اکثر مفسرین کا قول ہے ایک حدیث میں ہے کہ میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں یعنی حضرت اسمعیلؑ اور حضرت عبداللہ کا جو آنحضرتؐ کے والد ماجد تھے اور جن لوگوں نے کہا ہے کہ غلام حلیم سے حضرت اسحاقؑ مراد ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اس آیت سے ان کے پیغمبر ہونے کی بشارت مراد ہے اگلی آیت میں صرف ان کے پیدا ہونے کی بشارت تھی، [۴] سینکڑوں پیغمبر ان کی اولاد میں ہوئے، [۵] ہاتھ سے مراد عبادت کی طاقت یا لوگوں سے احسان کرنے کی عادت ہے اور آنکھوں سے مراد یہ ہے کہ اللہ تع کو پہچانتے تھے اور دین کی عقل رکھتے تھے، [۶] دنیا کا ان کو بالکل خیال نہ تھا آخرت ہی کو لو ان کو لگی رہتی، [۷] الیسع کو حضرت الیاس نے بنی اسرائیل پر خلیفہ کیا تھا پھر اللہ تعالےٰ نے ان کو پیغمبری دی اور ذوالکفل الیسع کے چچازاد بھائی تھے۔

۲۹- وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ﴿٢٦﴾ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ﴿٢٧﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾

(الزخرف پ ۲۵ ع ۳)

اور (اے پیغمبرؐ) وہ وقت یاد کر جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم والوں سے کہا میں تو جن کو تم پوجتے ہو ان سے بیزار ہوں مگر اس (خدا) سے جس نے مجھ کو پیدا کیا وہ مجھ کو ضرور ٹھیک رستہ تبلائے گا اور ابراہیمؑ نے (یا اللہ نے) اس (کلمہ توحید کے) کلمہ کو ابراہیمؑ کی اولاد میں باقی رکھا تاکہ وہ اللہ کی طرف رجوع رہیں[۱]

۳۰- هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ﴿٢٤﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ ﴿٢٥﴾ فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ﴿٢٦﴾ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿٢٧﴾ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ﴿٢٨﴾ فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ﴿٢٩﴾ قَالُوا كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٣١﴾ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن طِينٍ ﴿٣٣﴾ مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ

(اے پیغمبرؐ) کیا تو نے ابراہیمؑ کے عزت دار مہمانوں کا قصہ سنا ہے[۲] جب وہ ابراہیمؑ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے سلام ابراہیمؑ نے بھی جواب دیا سلام (اور دل میں کہا) یہ لوگ تو کچھ نئے قسم کے معلوم ہوتے ہیں[۳] پھر اپنے گھر جا کر ایک (بھنا ہوا) موٹا بچھڑا لے کر آیا وہ ان کے سامنے رکھا (انہوں نے کھانے میں تامل کیا) ابراہیمؑ نے کہا تم کھاتے کیوں نہیں تب تو ابراہیمؑ کا دل ان سے دہل گیا (ڈر گیا)[۴] انہوں نے (یہ حال دیکھ کر) کہا ڈر نہیں[۵] اور انہوں نے ایک علم والے لڑکے کی اس کو خوشخبری سنائی[۶] یہ سن کر اس کی بی بی (سارہ) آگے بڑھی اور منہ پیٹ کر کہنے لگی (اے نوج مجھے بیٹا ہوگا میں تو) بوڑھی (دوسرے) بانجھ (ہوں) انہوں نے کہا (تو تعجب کیا کرتی ہے) تیرے مالک نے ایسا ہی فرمایا ہے بے شک وہ تو بڑا حکمت والا جاننے والا (جب یہ باتیں ہو چکیں تو) ابراہیمؑ نے پوچھا (بھلا یہ تو بتلاؤ) تم جو بھیجے گئے ہو تو کس کام کے لیے وہ کہنے لگے ہم کچھ گناہ گار لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں[۷] ان پر مٹی کی اینٹیں (کنکر) برسانے کو جن پر تیرے مالک کے پاس حد سے بڑھ جانے

[۱] مطلب یہ ہے کہ ابراہیمؑ نے توحید کو اس طرح مضبوط کر دیا کہ باپ مرتے وقت اپنے بیٹوں کو اس کی وصیت کرتا اور شرک سے ڈرا جاتا اور ان کے خاندان میں مدت تک یہ توحید قائم رہی اس قصے سے بھی تقلید کا باطل کرنا منظور ہے اللہ تعالیٰ نے مکہ کے مشرکوں کو یوں الزام دیا کہ تم تقلید کو جائز سمجھتے ہو یا حرام اگر حرام ہے تو پھر اپنے باپ دادا کی تقلید کیوں کرتے ہو اگر جائز ہے تو تمہارے بڑے دادا ابراہیمؑ تھے وہ موحد تھے تم کو بھی موحد بننا چاہیے دوسرے یہ کہ ابراہیمؑ تمہارے بڑے دادا کی تقلید چھوڑ دی اور دلیل کی پیروی اختیار کی اگر باپ دادا کی تقلید کوئی اچھی چیز ہوتی تو ابراہیمؑ اس کو کیوں چھوڑ دیتے۔ [۲] عزت دار مہمانوں سے وہ فرشتے مراد ہیں جو حضرت ابراہیمؑ کے پاس خوبصورت لڑکوں کے بھیس میں آئے تھے اور یہ فرشتے جبرائیلؑ اور میکائیلؑ اور اسرافیلؑ تھے اس کا قصہ اوپر گزر چکا ہے، [۳] کسی اوپرے ملک کے کیونکہ ان کی وضع اور ان کا طرز کلام اور برتاؤ اس ملک خلاف معلوم ہوا جہاں حضرت ابراہیمؑ رہتے تھے، [۴] اول سے وہ نئے قسم کے لوگ معلوم ہوتے تھے جب کھانے سے بھی انہوں نے انکار کیا تو ابراہیمؑ ڈرے ہوں ہو یہ لوگ کسی بُرے ارادے سے آئے ہیں عربوں کا قاعدہ ہے کہ جس شخص کو مارنے یا لوٹنے کے لیے جاتے ہیں اس کے یہاں کھانا نہیں کھاتے، [۵] ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں، [۶] یعنی حضرت اسحاقؑ کی مجاہدؒ نے کہا اسمٰعیلؑ کی مگر یہ صحیح نہیں ہے [۷] یعنی لوطؑ کی قوم کی طرف۔

لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣٤﴾ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣٥﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَاۤ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٣٧﴾ (الذاریات پ ۲۷ ع ۲)

والوں کے لیے نشان پڑ چکا ہے[1] آخر اس بستی میں جتنے ایماندار تھے ان کو تو ہم نے نکال لیا۔ وہاں ایک ہی گھر مسلمانوں کا ہم نے پایا[2] اور اس بستی میں ہم نے ان لوگوں کے لیے جو تکلیف کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ ایک نشانی چھوڑ دی[3]

۳۱۔ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰۤؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ (الممتحنۃ پ ۲۸ ع ۱)

(مسلمانو) تم کو ابراہیم اور اس کے ساتھ والوں کو اچھی خصلت کی پیروی کرنا تھی جب انہوں نے اپنی قوم والوں سے (جو مشرک تھے) کہہ دیا ہم کو تم سے اور جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو ان سے کوئی علاقہ نہیں ہے (ہم تم سے اور ان سے بالکل الگ ہیں) ہم تمہارے دین کو نہیں مانتے اور ہم میں اور تم میں کھلم کھلا ہمیشہ عداوت اور دشمنی رہے گی جب تم اکیلے (سچے) خدا پر ایمان نہ لاؤ گے[4] مگر ہاں ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے یہ کہا تھا کہ میں تیرے لیے بخشش مانگوں گا اور میں اللہ تعالٰے کے سامنے تیری بھلائی کا کوئی اختیار نہیں رکھتا[5]

۳۲۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿٦﴾ (الممتحنۃ پ ۲۸ ع ۱)

(مسلمانو) جو کوئی اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو[6] اس کو ان لوگوں کی اچھی خصلت کی پیروی کرنا چاہیے اور جو کوئی (ان لوگوں کی پیروی سے) منہ پھیرے (اور کافروں سے دوستی رکھے) تو اللہ تعالٰے بے پرواہ ہے خوبیوں والا۔

۳۳۔ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٨﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿١٩﴾ (الاعلیٰ پ ۳۰ ع ۱)

یہ مضمون[7] اگلی (آسمانی) کتابوں میں یعنی ابراہیم اور موسٰی کے صحیفوں میں بھی موجود ہے[8]

---

[1] ان پر سفید اور سیاہ یا سفید اور سرخ دھاریاں ہیں یا ہر ایک اینٹ پر اس شخص کا نام لکھا ہے جو اس سے مارا جائے گا حد سے بڑھ جانے والے لوطؑ کی قوم کے لوگ تھے اللہ تعالیٰ نے مرد کو اپنی شہوت نکالنے کے لیے عورت دی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حد سے بڑھ گئے تھے عورتوں کو چھوڑ کر فطرت کے خلاف کام کیا کرتے تھے۔ [2] صرف لوطؑ اور ان کی بیٹیوں کا۔ سعید بن جبیرؓ نے کہا کل تیرہ مسلمان تھے۔ [3] وہ کالی اینٹیں یا ان کے مکانوں کے کھنڈر یا کالا بدبو دار پانی۔ [4] جہاں اکیلے سچے خدا پر ایمان لائے پھر کوئی دشمنی نہ رہی بلکہ محبت ہو گئی مطلب یہ ہے کہ ابراہیمؑ اور ان کے ساتھ والے ایماندار مشرکوں سے الگ ہو گئے تھے تم کو بھی اسی طرح ان سے کوئی تعلق نہ رکھنا چاہیے۔ [5] وہ اس وجہ سے کہ ابراہیمؑ نے وعدہ کر لیا تھا اور وعدہ پورا کرنا ضرور ہے پھر جب ان کو معلوم ہو گیا کہ ان کا باپ اللہ تعالیٰ کا مخالف اور دشمن ہے تو اسی وقت اس سے الگ ہو گئے جیسے اوپر گذر چکا۔ [6] کہ خواہ مخواہ زبردستی تجھ کو بخشوا لوں۔ [7] یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتا ہو اور قیامت کو مانتا ہو۔ [8] دنیا کا فانی ہونا اور آخرت کا بہتر اور زیادہ پائیدار۔ [9] ایک حدیث میں ہے کہ یہ صورت ابراہیمؑ اور موسٰیؑ کے صحیفوں سے لی گئی ہے یا ان کے صحیفوں میں موجود ہے۔ ابوذرؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالٰے نے دنیا میں کتنی کتابیں اتاریں آپ نے فرمایا ایک سو چار کتابیں،

قِصَّۃُ نُوْحٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ

باب ۶۴ حضرت نوح ؑ کے حالات

۱۔ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِہٖۤ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَۃٌ وَّ لٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَکُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ لِیُنْذِرَکُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَکَذَّبُوْہُ فَاَنْجَیْنٰہُ وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗ فِی الْفُلْکِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہُمْ کَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ﴿۶۴﴾

(الاعراف پ ۸ ع ۸)

قسم اللہ کی ہم نے[1] نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا[2] اس نے کہا بھائیو اللہ کو پوجو اس کے سوا کوئی تمہارا سچا معبود نہیں[3] مجھ کو تم پر بڑے دن کے عذاب[4] کا ڈر ہے۔ اس کی قوم کے سردار کہنے لگے ہم تو بے شک سمجھتے ہیں تو کھلی گمراہی میں ہے[5]۔ نوح ؑ نے کہا بھائیو میں تو گمراہ نہیں ہوں[6] البتہ اس کا بھیجا ہوا ہوں جو سارے جہان کا مالک ہے میں تم کو اپنے مالک کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری بھلائی چاہتا ہوں[7]۔ اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے[8] کیا تم کو اس بات پر تعجب ہوا کہ تمہارے مالک کا ارشاد تم ہی میں سے ایک مرد کی زبان پر تم کو پہنچا اس لیے کہ وہ تم کو (اس کے عذاب سے) ڈرائے اور اس لیے تاکہ تم (گناہوں سے) بچو اور اس لیے کہ تم پر رحم ہو[9] آخر ان لوگوں[10] نے اس کو جھٹلایا تو ہم نے اس کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ کشتی میں بیٹھے تھے بچا لیا۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کو ڈبو دیا۔ کیوں کہ وہ اندھے لوگ تھے[11]

۲۔ وَاتْلُ عَلَیْہِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اِنْ کَانَ کَبُرَ عَلَیْکُمْ مَّقَامِیْ وَ تَذْکِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَعَلَی

اور (اے پیغمبر[12]) ان کو نوح ؑ کا قصہ سنا۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا بھائیو۔ اگر تم میں (میرا رہنا اور خدا کی آیتیں پڑھ کر سنانا تم کو بھاری لگتا ہے[13] تو میں نے اللہ پہ بھروسا کیا تم

[1] ابن للک بن متوشلخ، [2] حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی تھے چالیس یا پچاس برس کی عمر میں پیغمبر ہوئے بعضوں نے کہا اڑھائی سو برس کی بعضوں نے کہا سو برس کی عمر میں اور حضرت آدم ؑ کے بعد صاحب شریعت یہی پیغمبر ہوئے ان کو نوح ؑ اس لیے کہتے ہیں کہ برسوں اپنے اوپر روتے رہے کہتے ہیں ان کا اصلی نام عبد الغفار تھا رونے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنی قوم پر بد دعا کی تھی یا اپنے بیٹے کے بچاؤ کے لیے مالک سے دوبارہ عرض کیا تھا، [3] اگر تم اور کسی کو پوجو گے تو، [4] یعنی قیامت کے دن کا یا طوفان کے دن کا، [5] کہ اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر ہم کو بھی ایک نئے دین میں کھینچنا چاہتا ہے، [6] مجھ میں گمراہی کی کون سی بات ہے، [7] تمہارا سچا خیر خواہ ہوں، [8] کیونکہ مجھ پر وحی آتی ہے تم پر وحی نہیں آتی، [9] یعنی پیغمبر جو تمہاری قوم میں سے آیا تو اس کو خدا کا فضل سمجھنا چاہیے اگر غیر قوم کا آدمی ہوتا، تم اس کی زبان نہ سمجھتے وہ تمہاری نہ سمجھتا۔ اس میں تعجب کا کیا موقع ہے، [10] یعنی نوح ؑ کی قوم نے، [11] یعنی دل کے اندھے ان کی ہدایت کی امید نہ تھی، [12] گراں گزرتا ہے شاق ہوتا ہے۔

اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۷۴﴾

(یونس پ ۱۱ ع ۸)

اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر ایک بات ٹھہرالو[۱] پھر اس بات کو چھپاؤ نہیں[۲] جو کچھ کرنا ہے وہ کر ڈالو[۳] اور مجھ کو ذرا بھی مہلت نہ دو[۴] پھر اگر تم منہ پھیر لو[۵] تو میں تم سے کچھ مزدوری تو مانگتا نہ تھا[۶] میری مزدوری تو خدا ہی پر ہے[۷] اور مجھ کو حکم ہوا ہے کہ فرماں برداروں میں شریک رہوں۔ آخر لوگوں نے اس کو جھٹلایا پھر ہم نے اس کو اور اس کو اور اس کے ساتھ جو (مومن) کشتی میں سوار تھے ان کو بچا دیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کو ڈبو دیا اور نوح علیہ السلام کے ساتھیوں کو ان کا جانشین کر دیا[۸] تو دیکھ جن کو ڈرایا گیا تھا ان کا کیا انجام ہوا[۹] پھر نوح علیہ السلام کے بعد ہم نے کئی پیغمبر اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں (معجزے) لے کر آئے لیکن جن باتوں کو پہلے جھٹلا چکے تھے وہ ان پر ایمان لانے والے نہ تھے[۱۰] ہم حد سے بڑھنے والوں کے دلوں پر اسی طرح[۱۱] مہر کر دیتے ہیں[۱۲]

۳- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ

اور بیشک ہم نے نوح[۱۳] کو اس کی قوم کی طرف بھیجا (اس نے کہا) میں تم کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو نہ پوجو کیوں کہ میں ڈرتا ہوں تم کو تکلیف کے دن (قیامت) کا عذاب نہ ہو تو اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے (نوح سے) کہنے لگے ہم تو یہی دیکھتے ہیں تو ہماری طرح ایک آدمی

---

[۱] میرے مار ڈالنے کی تدبیر کر لو، [۲] یا گول گول مت رکھو صاف اچھی طرح سے مجھ سے دشمنی کرو میرے مار ڈالنے کی فکر کرو، [۳] مجھ کو نقصان پہنچانے میں ہرگز نہ چوکو [۴] شریکوں سے مراد بت ہیں جن کو نوحؑ کی قوم کے لوگ خدا کا شریک سمجھتے تھے حضرت نوحؑ کو پروردگار عالم پر ایسا بھروسا تھا کہ اپنی قوم کے لوگوں سے ان کو ذرا بھی ڈر نہ رہا اور علانیہ ان کو دشمنی اور ایذا پہنچانے کی اجازت دے دی، [۵] کہ میرا نقصان ہو، [۶] وہی میرا ثواب دینے والا ہے، [۷] ان کا مال اور ملک سب ان مومنوں کے ہاتھ آیا، [۸] کیسے تباہ اور برباد ہو گئے اسی طرح تیرے جھٹلانے والے بھی عنقریب تباہ ہوں گے اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو تسلی دی، [۹] یعنی پیغمبر آنے سے پیشتر یا معجزہ دکھلانے سے پیشتر جن باتوں کو جھٹلاتے تھے مثلاً نبوت یا قیامت وغیرہ کو اسی طرح بعد بھی جھٹلاتے یا جیسے ان سے پہلے نوحؑ کی قوم والے جن باتوں کو جھٹلاتے تھے انہوں نے بھی ان کو جھٹلایا یہ اور وہ دونوں کافر اور دونوں ایک ہی مزاج اور طبیعت کے تھے اور بعضوں نے کہا پہلے جھٹلا چکنے سے مطلب یہ ہے کہ جب عہد الست لیا گیا تھا اس وقت ان کافروں کی روحوں نے جھٹلایا تھا، [۱۰] جیسے ان لوگوں کے دلوں پر مہر کر دی تھی، [۱۱] تو حق بات ان کے دلوں میں سما نہیں سکتی، [۱۲] خدا کے عذاب سے،

مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۭ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْـهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ

ہے اور ہم دیکھتے ہیں صرف ان ہی لوگوں نے تیری پیروی کی ہے جو ہم میں رزالے ہیں[۱] وہ بھی اوپر کی عقل سے[۲] اور ہم تو تم کو[۳] کسی بات میں اپنے سے زیادہ نہیں پاتے بلکہ تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں[۴] نوح علیہ السلام نے کہا بھائیو بتلاؤ تو سہی اگر میں اپنے مالک کی طرف سے جو دلیل آئی اس پر قائم ہوا اور اس نے اپنی مہربانی سے مجھ کو سرفراز کیا[۵] اور تم سے وہ چھپی رہے[۶] تو کیا ہم زبردستی تم نہیں چاہتے مگر اس کو تمہارے گلے چپک سکتے ہیں[۷]. اور بھائیو میں تم سے اس پر[۸] کچھ روپیہ نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس اللہ ہی پر ہے اور میں ایمان داروں کو اپنے پاس سے نکال نہیں سکتا[۹] وہ آخر اپنے مالک سے ملنے والے ہیں[۱۰] اور میں تو سمجھتا ہوں کہ تم لوگ جہالت کرتے ہو[۱۱] اور بھائیو اگر میں ان لوگوں کو (بے قصور) نکال دوں گا تو اللہ تعالیٰ کے سامنے[۱۲] کون میری مدد کو کھڑا ہوگا کیا تم سوچتے نہیں اور میں تم سے یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ خدائی خزانے میرے پاس ہیں[۱۳] اور نہ میں غیب کی بات جانتا ہوں اور نہ میں اپنے تئیں فرشتہ کہتا ہوں[۱۴] اور جو لوگ تمہاری آنکھوں میں حقیر ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ

[۱] نیچ قوم کے جیسے دھنیے جلاہے موچی چمار وغیرہ، [۲] بن سوچے سمجھے تیرے ساتھ ہوگئے ہیں یا ظاہر میں تجھ کو دھوکہ دینے کو دل سے تیرے شریک نہیں ہیں وہ بیوقوف یہ نہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذات اور نسب اور شرافت میں حلال پیشے کرنے سے کچھ فرق نہیں آتا اور ہمیشہ پیغمبروں کی پیروی پہلے پہلے غریب لوگوں ہی نے کی ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کی عزت دنیا کے کتوں سے بہت زیادہ ہے، جو اپنے عہدے اور مال [illegible] لت پر مغرور رہتے ہیں [۳] اے نوح علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے تابعدارو، [۴] اس دعویٰ میں کہ نوح اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں [۵] پیغمبری دی، [۶] یعنی تم پر وہ دلیل نہ کھلی اور تم اللہ تعالیٰ سیـ[illegible] کو نہ سمجھے، [۷] مطلب یہ ہے کہ ہمارا کام تم کو سمجھانے کا ہے اور خدا کا راستہ جس کا ثبوت عقل سلیم اور نبوت دونوں سے ہوا ہے وہ صاف ہے مگر جن کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نہیں رکھا ہے ان کی سمجھ میں نہیں آتا تو ہم زبردستی تم کو اس راہ پر لگا نہیں سکتے خصوصاً اس حال میں جب تم اس کو برا جانتے ہو یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے، [۸] سمجھانے اور نصیحت کرنے، [۹] جیسے تم چاہتے ہو کہ جن لوگوں نے میری پیروی کی ہے وہ نیچ قوم کے لوگ ہیں ان کو اپنی صحبت سے الگ کر دوں، [۱۰] اگر میں ان کو نکال دوں ستاؤں تو وہ مالک کے پاس اپنا انصاف چاہیں گے اس وقت میں کیا جواب دوں گا [۱۱] بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ فلاں شخص کم ذات ہے فلاں شخص نیچ قوم کا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسی کی عزت ہے جو ایماندار اور پرہیزگار ہو بے ایمان اور بدکار کتنے ہی شریف خاندان کا ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک چوہڑے اور چمار سے بھی بدتر ہے، [۱۲] جب وہ میرے اوپر غصہ کرے گا، [۱۳] میں مال و دولت میں سب سے زیادہ ہوں، [۱۴] ان لوگوں نے کہا تھا کہ ہم تم کو کسی بات میں اپنے سے زیادہ نہیں پاتے تو حضرت نوحؑ نے جواب دیا کہ بیشک یہ سچ ہے کچھ خدائی خزانے میرے قبضے میں نہیں ہیں کہ میں سب سے بڑھ جاؤں انہوں نے کہا تھا کہ جو لوگ تمہارے ساتھ ہوئے ہیں یہ اوپر کی طرف سے دل سے تمہارے دوست نہیں ہیں حضرت نوحؑ نے جواب دیا کہ دل کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے غیب کا علم مجھ کو نہیں ہے انہوں نے کہا تھا کہ تم ہماری طرح آدمی ہو حضرت نوحؑ نے جواب دیا کہ بے شک میں آدمی ہوں فرشتہ نہیں ہوں۔

يُؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۫ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ

اللہ تعالیٰ ان پر فضل نہیں کرنے کا۔ اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے ان کے دلوں میں کیا ہے اگر ایسی باتیں میں کروں تو میں بھی ظالموں میں شریک ہو جاؤں گا۔ وہ کہنے لگے اے نوحؑ تو نے ہم سے بحث کی اور بہت بحث کی[1] اگر تو سچا ہے تو جس (عذاب) کا ہم سے وعدہ کرتا ہے اس کو لے کر آ نوحؑ نے کہا اللہ اگر چاہے گا تو وہ عذاب تم پر لے آئے گا اور تم (اللہ تعالیٰ کو) ہرا نہیں سکتے[2] اور میں تمہاری بھلا بھی کرنا چاہوں تو میری نصیحت تم کو کچھ فایدہ نہ دے گی اگر اللہ تعالےٰ تم کو گمراہ کرنا چاہتا ہے وہی تمہارا مالک ہے اور اسی کے پاس تم کو لوٹ جانا ہے کیا وہ[3] کہتے ہیں کہ نوحؑ نے یہ (سب) جھوٹ بنا لیا[4] اے نوحؑ کہہ دے اگر میں نے یہ جھوٹ باندھا ہے (اللہ تعالیٰ پر) تو میرے گناہ کا وبال مجھ پر ہوگا اور تم جو گناہ کرتے ہو[5] اس سے مجھ کو غرض نہیں[6] اور نوحؑ کو وحی بھیجی گئی کہ تیری قوم میں سے جو لوگ ایمان لا چکے بس اب ان کے سوا اور کوئی ایمان نہ لائے گا تو ان کے کاموں پر رنج مت کر[7] اور ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم کے موافق کشتی تیار کر[8] اور ظالموں کے مقدمہ میں مجھ سے مت بول وہ ضرور ڈوبیں گے اور وہ (یعنی نوحؑ) کشتی بنانے لگا اور جب اس پر اس کی قوم کا ایک گروہ گزرتا تو اس سے ٹھٹھا کرتا[9] نوحؑ نے (ان سے) کہا[10] اگر تم ہم پر (آج) ٹھٹھے

[1] اب ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہے، [2] اس سے بھاگ کر کہیں بچ نہیں سکتے۔ [3] یعنی نوحؑ کی قوم والے، [4] کہ میں اللہ تعہ کا پیغمبر ہوں اور اللہ تعہ نے یہ حکم دیے ہیں، [5] کہ سچ کو جھوٹ کہتے ہو، [6] اس کا وبال تم پر پڑے گا مقاتل نے کہا ترجمہ یوں ہے کیا یہ مکہ کے کافر کہتے ہیں کہ محمدؐ نے یہ قرآن جھوٹ بنا لیا ہے اے محمدؐ کہہ دے اگر میں نے جھوٹ بنا لیا ہے تو میرے گناہ کا وبال مجھ پر پڑے گا اور تمہارے گناہ سے میں الگ رہوں گا۔ [7] جب حضرت نوحؑ کو اللہ پاک کی طرف سے یہ وحی پہنچی اس وقت وہ نا امید ہو گئے اور انہوں نے اپنی قوم کے لیے بد دعا کی بلکہ ساری زمین کے کافروں کے لیے۔ [8] حضرت نوحؑ کو معلوم نہ تھا کشتی کیونکر بنائیں اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی کہ مرغ کے سینہ کی طرح بناؤ یہ جو فرمایا ہماری آنکھوں کے سامنے اس سے اہل حدیث کے مذہب کی تائید ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں اور آنکھیں لیکن ان کی حقیقت کوئی نہیں جانتا یعنی کیفیت، [9] یا اس کی قوم کے سردار جب اس کے پاس ہو کر نکلتے تو اس پر ٹھٹھا مارتے وہ کہتے اے نوحؑ پہلے تو تو پیغمبر تھا اب بڑھئی بن گیا کہتے ہیں حضرت نوحؑ نے یہ کشتی جنگل میں بنانا شروع کی جہاں پانی وانی کچھ نہ تھا اس کی قوم کے لوگوں نے کبھی نہیں دیکھی تھی جب وہ اس نئی چیز کو دیکھتے تو اس پر ہنستے اور کہتے یہ کیا چیز ہے تو اس سے فایدہ ہی کیا ہے، [10] میں اس پر سوار ہو کر پانی پر چلوں گا ان کو تعجب ہوا کہ پانی کہاں ہے اور ٹھٹھے مارنے لگے آخر انہوں نے کہا اگر تم ہم پر الخ۔

كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿٣٨﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ
مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ
عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٣٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا
وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ
زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ
عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَآ اٰمَنَ
مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿٤٠﴾ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا
بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ
رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٤١﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ
بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۣ وَنَادٰى
نُوْحُ ِۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ
ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٤٢﴾
قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ
الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ
اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ
مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿٤٣﴾ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ
مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ

مارتے ہو (تو مار لو کل) ہم تم پر ٹھٹھے ماریں گے جیسے تم ٹھٹھے مارتے ہو[1]
اب قریب ہیں تم کو معلوم ہو جائے گا کس پر رسوائی کا عذاب (دنیا میں)
آتا ہے اور ہمیشہ کا عذاب کس پر اترتا ہے[2] یہاں تک کہ جب ہمارا حکم
آن پہنچا اور تنور نے جوش مارا[3] ہم نے کہہ دیا ہر قسم کے (جانور)
دو دو جوڑا (ایک نر ایک مادہ) اور اپنے گھر والوں کو ان کے سوا جن
کے لیے (ہلاکت کا) حکم ہو چکا[4] اور ایمان داروں کو (اپنے ساتھ) کشتی
میں سوار کر لے اور تھوڑے ہی سے آدمی اس پر ایمان لائے تھے[5] اور
نوحؑ[6] نے کہا کشتی چلتے وقت اور ٹھہرتے وقت اللہ کا نام لے کر
اس میں سوار ہو جاؤ بے شک میرا مالک بخشنے والا مہربان ہے اور وہ
(کشتی) پہاڑوں کی سی موجوں میں ان کو لیے ہوئے جا رہی تھی اور نوحؑ
نے اپنے بیٹے (کنعان) کو آواز دی وہ کشتی سے الگ تھا بیٹا ہمارے
ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ مت رہ[7]۔ وہ کہنے
لگا میں ابھی کسی پہاڑ پر ہو رہتا ہوں جو پانی سے مجھ کو بچا لے گا۔
نوحؑ نے کہا آج اللہ تعالےٰ کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا
مگر جس پر اللہ تعالیٰ ہی رحم کرے (وہ ہی بچ سکتا ہے[8])، اور موج
دونوں کے بیچ میں آن پڑی اور وہ بھی ان میں شریک ہوا جو ڈبو دئے
گئے اور[9] حکم دیا گیا اے زمین اپنا پانی چوس لے اور اے آسمان

[1] یعنی کل جب اللہ تعالیٰ کا عذاب اترے گا اس وقت قدر عافیت معلوم ہو گی اور جیسے تم اس وقت ہم کو احمق بناتے ہو اور ہم پر ہنستے ہو ہم تم کو احمق بنا دیں گے اور تم پر ہنسیں گے، [2] یعنی آخرت میں دوزخ کا عذاب، [3] تنور سے مراد سطح زمین ہے بحکم الٰہی پانی اوپر سے بھی برسنا شروع ہوا اور ادھر زمین کے اندر سے بھی پانی پھوٹ نکلا بعضوں نے کہا یہ تنور روٹی پکانے کا تنور تھا پتھر کا جس میں حضرت حوا روٹیاں لگاتی تھیں وہی حضرت نوحؑ کو ملا تھا، [4] یعنی وا علہ ان کی بی بی اور کنعان ان کا بیٹا [5] اسی آدمی یا بہتر یا آٹھ یا دس ان میں سام اور حام اور یافث حضرت نوحؑ کے تینوں بیٹے اور بی بیاں بھی تھیں جانوروں میں سے ایک ایک جوڑا حضرت نوحؑ کو کشتی میں رکھ لینے کا حکم ہوا مراد وہ جانور ہیں جن کا نر اور مادہ ملنے سے بچہ پیدا ہوتا ہے نہ وہ جانور جو خود بخود زمین سے پیدا ہو جاتے ہیں باقی سب جانوروں کو بھی اللہ تعالےٰ نے آدمیوں کی شامت کی وجہ سے غرق کر دیا یا اللہ تیری پناہ تیرا غصہ بہت سخت ہے، [6] کشتی میں چڑھنے والوں سے کہا الخ، [7] کہتے ہیں زمین پر سب سے اونچا پہاڑ ہے (مثلاً ہمالیہ کی چوٹیاں) پانی اس سے بھی چالیس ہاتھ یا پندرہ ہاتھ اونچا ہو گیا اور کوئی بستی نہ بچی نہ کوئی آدمی نہ کوئی جانور کنعان دل میں کافر تھا حضرت نوحؑ نے ظاہر میں اس کو ایمان دار سمجھ کر پکارا کہ ہمارے ساتھ سوار ہو جا بعضے کہتے ہیں وہ ظاہر میں بھی کافر تھا مگر محبت پدری حضرت نوحؑ پر غالب ہوئی بعضے کہتے ہیں وہ حضرت نوحؑ کی بی بی کا بیٹا تھا دوسرے خاوند سے، [8] باپ بیٹے یہ باتیں کر رہے تھے کہ پانی کی موج
[9] جب طوفان ختم ہو تو،

وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنِّي أَعِظُكَ أَن تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُن مِّنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٤٧﴾ قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِّمَّن مَّعَكَ ۚ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٨﴾ تِلْكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ ۖ مَا كُنتَ تَعْلَمُهَا أَنتَ وَلَا قَوْمُكَ مِن قَبْلِ هَٰذَا ۖ فَاصْبِرْ ۖ إِنَّ الْعَاقِبَةَ

کھل جا (برسنا موقوف کر) اور پانی اتر گیا اور کام پورا ہو گیا[1] اور کشتی جودی (پہاڑ) پر جا کر ٹھہری اور حکم ہوا کہ بے انصاف لوگ[2] دھتکارے گئے[3] اور نوحؑ نے اپنے مالک کو پکارا اور کہا مالک (آخر) میرا بیٹا میرے ہی گھر والوں میں ہے[4] اور تیرا وعدہ بے شک سچا ہے اور سب حاکموں میں تو بڑا حاکم ہے[5] اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوحؑ وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے اس کے گن اچھے نہیں[6] پھر جو بات تجھ کو معلوم نہیں[7] وہ مجھ سے مت مانگ میں تجھ کو نادانوں میں شریک ہونے سے ڈراتا ہوں نوحؑ نے عرض کیا کیا مالک میں ایسی بات پوچھنے سے جس کی حقیقت میں نہیں جانتا تیری پناہ مانگتا ہوں اور اگر تو مجھ کو نہ بخشے[8] اور مجھ پر رحم نہ کرے تو میں تباہ ہو جاؤں گا[9] کہا گیا اے نوحؑ ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ (کشتی سے) اتر[10] اور تجھ پر اور تیرے ساتھ والوں سے جو گروہ پیدا ہوں گے۔ ان پر برکتوں[11] کے ساتھ اور کچھ گروہ ایسے بھی (پیدا ہوں گے) جن کو ہم مزہ لینے دیں گے پھر ان کو ہماری طرف سے تکلیف کا عذاب پہنچے گا[12] یہ غیب کی خبریں ہیں جن کو ہم[13] تجھ کو بھیجتے ہیں اس سے پہلے[14] نہ تو ان کو جانتا تھا نہ تیری قوم والے تو صبر[15] کئے رہ۔ بے شک جو پرہیزگار ہیں۔ انہی کا انجام اچھا ہوتا

[1] تمام کافر ہلاک ہو گئے، [2] اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے، [3] جودی ایک پہاڑ ہے موصل کے قریب بعضوں نے کہا شام میں ہے کہتے ہیں دسویں رجب کو حضرت نوحؑ کشتی میں بیٹھے، اور دسویں محرم کو طوفان ختم ہوا اور کشتی پہاڑ پر تھم گئی چھ مہینے تک یہ آفت رہی زمین کا ایک جاندار نہ بچا، [4] اور تو نے مجھ کو اور میرے گھر والوں کو بچا دینے کا وعدہ کیا تھا، [5] تیرا حکم ٹوٹ نہیں سکتا، بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے سب حاکموں میں تو زیادہ انصاف کرنیوالا ہے یا سب حاکموں سے تو زیادہ علم رکھتا ہے اور تیرا حکم سب سے بہتر ہے، [6] یا اس نے برا کام کیا مطلب یہ ہے کہ وہ کافر ہے کافر کو مسلمان سے خصوصاً پیغمبر سے کوئی تعلق نہیں۔ ابن عباسؓ نے کہا ترجمہ یوں ہے تیرا یہ کام یعنی اس کیلیے دعا کرنا اچھا نہیں ہے [7] جس کی حقیقت تو نہیں جانتا، [8] میرا یہ قصور معاف نہ کرے، [9] حضرت نوحؑ کا یہ کام کوئی گناہ نہ تھا وہ یہ سمجھے کہ بیٹا گو کافر ہو جب بھی گھر والوں میں داخل ہے اور یہ سمجھ کر انہوں نے دعا کی گویا اجتہاد میں ان سے غلطی ہوئی مگر پیغمبروں کی شان ہے، ان کیلیے ایسی غلطی بھی ایک گناہ سمجھی گئی اور حضرت نوح علیہ السلام نے اس کی معافی چاہی، [10] پروردگار کی طرف سے [11] اور کھانے پینے کی فکر نہ کر اللہ تعالیٰ دینے والا ہے، [12] کہتے ہیں حضرت نوحؑ طوفان کے بعد جب کشتی سے اترے تو ان کے ساتھ والے تھوڑی مدت میں سب مر گئے ان میں سے کسی کی نسل نہیں چلی صرف حضرت نوحؑ کے تینوں بیٹے یعنی سام اور حام اور یافث کی نسل دنیا میں پھیلی اس لیے حضرت نوحؑ کو آدم ثانی کہتے ہیں اب دنیا میں جتنے لوگ ہیں وہ حضرت نوح علیہ السلام ہی کی اولاد ہیں حضرت نوحؑ اور حضرت آدمؑ میں ایک ہزار برس کا فاصلہ تھا، [13] چند روز دنیا کا، [14] اس سے مراد کافر ہیں اور پہلے گروہوں سے مومن مطلب یہ ہے کہ تیری نسل سے مومن اور کافر دونوں پیدا ہوں گے، [15] وحی کے ذریعہ سے، [16] یعنی قرآن اترنے سے پہلے، [17] کافروں کے ستانے پر، [18] جیسے نوحؑ نے ایک مدت تک صبر کیا،

لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ (ھود پ ۱۲ ع ۴-۳)

ہے[1]

۴- وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ (الانبیاء پ ۱۷ ع ۶)

اور (اے پیغمبر[2]) نوح[3] کا قصہ یاد کر جب اس نے اس سے پہلے (خدا کو) پکارا (اپنی قوم پر بد دعا کی) پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو بڑی سختی سے نجات دی[4] اور ہم نے ان لوگوں کے مقابل جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا نوح[5] کی مدد کی بیشک وہ برے لوگ تھے تو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا۔

۵- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ

اور ہم نے نوح[2] کو اس کی قوم کی طرف پیغمبر[2] بنا کر بھیج چکے ہیں اس نے (اپنی قوم سے) کہا لوگو اللہ تعالیٰ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی سچا معبود نہیں کیا تم (اس کے عذاب سے) نہیں ڈرتے اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے (دوسروں سے) کہنے لگے یہ ہے کیا تم جیسا ایک آدمی ہے بس اس کا مطلب یہ ہے (کسی طرح تمہارا بڑا) بن جائے[3] اور اگر (واقعی) اللہ تعالیٰ (کسی پیغمبر کو بنا کر بھیجنا) چاہتا تو فرشتے اتارتا[5] ہم نے تو ایسی بات اپنے اگلے باپ دادوں میں بھی (کبھی ہوتی ہوئی) نہیں سنی[6] اس مرد (یعنے نوح[2]) کو اور کچھ نہیں جنون ہو گیا ہے تو ایک وقت تک اس کی راہ دیکھو[7] نوح[2] نے (سینکڑوں برس سمجھانے کے بعد جب مایوس ہو گئے تو) دعا کی پروردگار میری مدد کر کیونکہ انہوں نے مجھ کو جھوٹا بنایا (اب وہ راہ پر آنے والے نہیں) آخر ہم نے اس کو حکم بھیجا ہماری آنکھوں کے سامنے اور جیسے ہم بتائیں ایک کشتی[8] بنا پھر جب ہمارا حکم[9] آن پہنچے اور تنور ابلنے لگے تو اس میں ہر جانور کا جوڑا یعنے دو دو (اس) ایک نر ایک مادہ[10] بٹھا لیے اور اپنے لوگوں کو بھی[11] مگر ان میں

[1] یا آخرت کی بھلائی پرہیز گاروں ہی کو ملے گی اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ اخیر میں تم ہی غالب ہوئے اور تمہارا ہی انجام اچھا ہوگا، [2] وہ مصیبت یہ تھی کہ نوحؑ کی قوم والے نوحؑ کو اور ایمان داروں کو تنگ کرتے رات دن ستاتے اور ایذائیں دیتے پچاس کم ہزار برس حضرت نوحؑ نے اسی تکلیف میں بسر کی آخر کو نہ رہا گیا بد دعا کی، [3] ان میں سے کوئی باقی نہ رہا یہ قصہ اوپر گزر چکا ہے [4] تم سب اس کی اطاعت کرو، [5] اس کے یہاں فرشتوں کی کیا کمی تھی جو آدمی کو اس نے اپنا ایلچی کیا، [6] کہ ایک خدا ہی کا پوجا ہو اور کسی کا پوجا نہ ہو جیسے کہتے ہیں بلکہ ہمارے باپ دادا ہمیشہ خدا کے سوا اوروں کا بھی پوجا کرتے آئے ہیں یا ہم نے اپنے باپ دادوں سے بھی کبھی یہ نہیں سنا کہ کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہو، [7] آپ ہی بکتے بکتے یا تو مر جائے گا یا اس کا جنون کم ہو جائے گا عقل آ جائے گی، [8] کہتے ہیں دو برس میں حضرت نوحؑ نے یہ کشتی بنائی اسکی لمبائی تین سو ہاتھ اور چوڑائی پچاس ہاتھ تھی اور بلندی تیس ہاتھ اور اس میں تین درجے تھے نیچے کے درجے میں درندے جانور اور کیڑے مکوڑے اور بیچ کے درجے میں چوپائے جانور اور اوپر کے درجے آدمی سوار کئے گئے، [9] عذاب کا یا کشتی پر سوار ہو جانے کا، [10] یعنی ایک جوڑا ہر جانور کا ایک نر اور ایک مادہ اس کشتی میں سوار کرے تنور اور کشتی کا مفصل قصہ سورہ ہودؑ میں گذر چکا ہے، [11] جو تجھ پر ایمان لائے ہیں یا اپنے گھر والوں کو بھی بٹھا لے،

سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنتَ وَمَن مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٨﴾ وَقُل رَّبِّ أَنزِلْنِي مُنزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنتَ خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ﴿٢٩﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِن كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ﴿٣٠﴾

(المومنون پ ۱۸ ع ۲)

سے جس کے لیے آگے ہی سے حکم ہو چکا ہے[1] (اس کو رہنے دے)، اور ان ظالموں کے مقدمے میں ہم سے (کچھ) نہ کہنا[2] تو وہ ضرور ڈوبیں گے[3] پھر جب تو اور تیرے ساتھ والے کشتی پر سوار ہو جائیں تو یوں کہہ اللہ تعالیٰ کا شکر جس نے ہم کو ظالم لوگوں سے چھڑایا (ان کی صحبت سے نجات دی) اور (یوں) دعا کر مالک میرے مجھ کو (اس کشتی میں یا اس کشتی سے زمین پر) برکت کا اتارنا اتاریو اور تو سب اتارنے والوں میں اچھا اتارنے والا ہے[4]۔ بے شک اس میں (نوحؑ کے حالات میں) نشانیاں تھیں اور ہم تو جانچنے والے ہیں[5]۔

۶۔ وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٣٧﴾

(الفرقان پ ۱۹ ع ۴)

اور نوح کی قوم نے بھی جب پیغمبروں کو جھٹلایا[6] ہم نے ان کو ڈبو دیا اور ان لوگوں کے لیے (اپنی قدرت کی) ایک نشانی (اور عبرت) بنا دیا۔ اور ہم نے گناہ گاروں (مشرکوں) کے لیے تکلیف کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۷۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٠٨﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١١٠﴾ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ﴿١١١﴾

نوحؑ کی قوم نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا[7] جب ان کے بھائی نوحؑ نے ان سے کہا کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے[8] میں تمہارا (سچا) امانت دار پیغمبر ہوں[9]۔ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں تم سے اس نصیحت کرنے کی کوئی نیگ (اجرت مزدوری) نہیں مانگتا میرا نیگ تو بس اسی پر ہے جو سارے جہان کا مالک ہے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہا مانو[10] وہ کہنے لگے کیا ہم تیری بات مان لیں اور تیرے ساتھ والے تو رذالے ہیں[11]

[1] اس کی قسمت میں ہلاک ہونا اور ڈوبنا اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے یعنی نوحؑ کی بی بی اور ایک بیٹا، [2] ان کی سفارش نہ کیجیو کہ ہم ان کو بچا دیں [3] بچ نہیں سکتے قطعی حکم ہو چکا ہے، [4] برکت کے اتارنے سے یہ مطلب ہے کہ کوئی آفت نہ آئے ان کی نسل میں برکت ہو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو دو دعائیں سکھلائیں ایک کشتی پر چڑھتے وقت الحمد للہ الذی نجانا من القوم الظلمین دوسری کشتی سے اترتے وقت رب انزلنی منزلا مبارکا و انت خیر المنزلین [5] نوحؑ کی قوم کو جانچا جب انہوں نے کسی طرح نہ سنا تو ان کو ڈبو دیا اسی طرح ہر قوم کا امتحان لیں گے پیغمبروں کو بھیجیں گے بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اور ہم تو ضرور نوحؑ کی قوم پر عذاب بھیجنے والے تھے، [6] کیونکہ ایک پیغمبر کا جھٹلانا گویا سب کا جھٹلانا ہے حدیث میں ہے کہ پیغمبر سب علاتی بھائی باپ ایک مائیں الگ الگ، [7] حالانکہ انہوں نے صرف ایک پیغمبر حضرت نوحؑ کو جھٹلایا تھا مگر ایک پیغمبر کا جھٹلانا گویا سب پیغمبروں کو جھٹلانا ہے [8] جو بتوں کو پوجتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کا کہنا نہیں مانتے، [9] تم پہلے سے جانتے ہو کہ میں جھوٹا آدمی نہیں ہوں، [10] دوبارہ پھر تاکید کی، [11] تمام کمینے روٹیوں کے محتاج عرب لوگ دھینے جلاہے موچی چمار فقیر ساتھ ہو گئے ہم کو شرم آتی ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ ہم بھی تیرے تابعداروں میں شامل ہوں صحیح حدیث میں ہے کہ پیغمبروں کے تابعدار پہلے ایسے ہی غریب لوگ ہوئے ہیں چونکہ اللہ اپنی امیری کی بل میں پھولے ہوتے ہیں وہ بغیر مار کھائے سیدھی طرح رستے پر نہیں آتے فتح البیان میں ہے مسلمان کو رذالہ نہیں کہنا چاہیے گو وہ کتنا ہی غریب اور کیسے ہی ذات کا ہو۔

قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۱۲﴾ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۴﴾ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۸﴾ فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ﴿۱۲۰﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۱﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۲۲﴾

(الشعراء پ ۱۹ ع ۶)

نوحؑ نے کہا میں کیا جانوں وہ کیا پیشہ کرتے ہیں[1] ان باتوں کا حساب میرا مالک ہی لے گا کاش تم کو اتنی سمجھ ہوتی اور یہ نہ ہو سکتا کہ ایمانداروں کو میں دھتا بتلاؤں[2] میں تو کھلم کھلا صاف صاف ڈرانے والا ہوں[3] وہ کہنے لگے نوحؑ اگر تو ایسی باتوں سے باز نہ آئے گا[4] تو بے شک ہم تجھ کو پتھروں سے مار ڈالیں گے[5] آخر مجبور ہو کر نوحؑ نے دعا کی مالک میرے میری قوم نے مجھ کو جھٹلایا[6] تو میرا ان کا اچھی طرح فیصلہ کر دے[7] اور مجھ کو اور میرے ساتھ والے ایمان داروں کو بچا لے تب ہم نے نوحؑ اور اس کے ساتھیوں کو بھری ہوئی کشتی میں بٹھا کر ڈوبنے سے بچا لیا اس کے بعد باقی لوگوں کو جو کافر تھے ڈبو دیا۔ بے شک اس واقعے میں حق تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے اور نوحؑ کی قوم کے لوگ اکثر ایمان والے نہ تھے اور بے شک تیرا مالک زبردست ہے رحم والا۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا ۖ فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿۱۴﴾ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا

اور ہم نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیج چکے ہیں وہ پچاس کم ہزار برس تک ان میں رہا (ان کو سمجھایا لیکن انہوں نے نہ مانا) آخر طوفان نے ان کو آدبایا اور وہ (خود) قصوروار تھے[8] اور ہم نے نوحؑ کو بچا دیا اور جو (اس کے ساتھ) کشتی میں سوار تھے اور ہم نے

۱ مجھے تو اللہ تعالیٰ کا رستہ بتلانے سے غرض ہے ان کے پیشہ اور حرفہ سے کیا مطلب کوئی پیشہ بھی کریں جو شرع کی رو سے حرام نہیں ہے اور خدا کے حکم پر چلیں تو وہ کروڑ درجے ان مغرور مالداروں سے افضل ہیں جو خدا کی نافرمانی پر تلے ہوئے ہیں حدیث میں ہے کہ میری امت کے محتاج لوگ مالداروں سے پانچ سو برس پہلے بہشت میں داخل ہو جائیں گے بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے میں کیا جانوں ان کے دلوں میں کیا گن بھرے ہوئے ہیں یعنے میں تو ظاہر کو دیکھتا ہوں ظاہر میں وہ ایمان لائے تو میں نے اپنے لوگوں میں ان کو شریک کر لیا اب تم جو کہتے ہو وہ رذالے ہیں دل سے ایمان نہیں لائے ہیں لالچ سے تمہارے ساتھ ہو گئے اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ ۲ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مومنوں کو اپنے پاس سے دھکے دے کر نکال باہر کروں جیسے تم چاہتے ہو۔ ۳ خدا کے عذاب اور اس کے غضب سے تم کو ڈراتا ہوں میری یہی خدمت ہے اور باتوں سے مجھ کو کوئی مطلب نہیں ہے کہ رذالوں کو کیوں رکھا یہ کیوں کیا وہ کیوں کیا۔ ۴ یہ نصیحت کرنا اور ہمارے معبودوں کو برا کہنا نہ چھوڑے گا تو بے شک ۵ یا تجھ پر گالیوں کی بوچھاڑ کریں گے۔ ۶ اب وہ کسی طرح ماننے والے نہیں۔ ۷ یعنی ان پر اپنا عذاب اتار۔ ۸ کہتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام چالیس برس کی عمر میں پیغمبر ہوئے اور پچاس کم ہزار برس تک اپنی قوم کے لوگوں کو سمجھاتے رہے پھر طوفان کے بعد ساٹھ برس اور جئے۔ عکرمہؓ نے کہا ان کی عمر ایک ہزار سات سو برس کی ہوئی۔ بعضوں نے کہا دو ہزار دو سو چالیس برس کی۔

اٰیَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۵﴾ (العنکبوت پ ۲۰ ع ۲)

اس کشتی کو سارے جہان کے لیے ایک نشانی بنایا [۱]

۹. وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۸۲﴾ (والصافات پ ۲۳ ع ۳)

اور نوحؑ بھی [۲] ہم کو پکار چکا ہے اور ہم خوب فریاد سننے والے ہیں [۳] اور ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو بڑی مصیبت سے بچایا [۴] اور ہم نے (دنیا میں) نوحؑ کی اولاد کو ہی باقی رکھا [۵] اور اس کا ذکر خیر ہم نے پچھلے لوگوں میں قائم رکھا [۶] سارے جہان والے یہی کہتے ہیں نوح پر سلام [۷] ہم نیکوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں (جیسے نوح کو دیا) [۸] بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا۔ پھر دوسروں کو جو کافر تھے۔ ہم نے ڈبو دیا۔

۱۰. كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ﴿۱۲﴾ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ الْاَحْزَابُ ﴿۱۳﴾ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾ (ص پ ۲۳ ع ۱۱)

ان (کافروں سے) پہلے نوحؑ کی قوم والوں نے اور عاد نے اور فرعون نے جو میخوں والا تھا اور ثمود نے اور لوط کی قوم والوں نے اور بن کے رہنے والوں نے (پیغمبروں کو) جھٹلایا یہی وہ جتھے ہیں (جنہوں نے شکست پائی) [۹] ان سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا آخر ان پر میرا عذاب اترنا ضرور ہو گیا۔

۱۱. كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۪ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ لِیَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَیْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۵﴾ (المومن پ ۲۴ ع ۱)

ان مکہ کے کافروں سے پہلے نوحؑ کی قوم نے اور ان کے بعد اور قوموں نے بھی (اپنے پیغمبروں کو) جھٹلایا اور ہر ایک قوم نے اپنے پیغمبر کو پکڑ لینا (مار ڈالنا) چاہا اور سچے دین کو مٹانے کے لیے جھوٹے جھگڑے نکالے [۱۰] آخر میں نے ان کو دھر پکڑا۔ تو میری سزا کیسی سخت ہوئی [۱۱]

---

[۱] وہ مدت تک جودی پہاڑ پر پڑی رہی لوگ اس کو دیکھتے تھے اور عبرت لیتے تھے، [۲] جب اپنی قوم سے ناامید ہوا تو مدد کے لیے ہم کو پکار چکا ہے، [۳] ہم نے ان کی دعا قبول کر لی، [۴] مصیبت یہی تھی کہ قوم کے لوگ ان کو ستاتے تھے طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے کہتے ہیں حضرت نوحؑ کو پتھروں سے اس قدر مارتے کہ وہ لہولہان ہو کر بیہوش ہو جاتے پھر ہوش میں آتے تو نصیحت کرتے ہزار برس تک ایسا ہی کرتے رہے، [۵] اسواسطے انکو آدم ثانی کہتے ہیں کافر تو سب طوفان میں ڈوب گئے نوحؑ کے ساتھ تو چند ایماندار کشتی میں سوار تھے وہ بھی لاولد گذر گئے، [۶] ہر ایک پیغمبر علیہ السلام نے اپنے زمانہ کی ان کی تعریف بیان کی ہے، [۷] کہتے ہیں جو کوئی اس آیت کو تین بار پڑھ کر اپنے اوپر پھونک لے اس کو کوئی جانور نقصان نہیں پہنچائیگا، [۸] کہ دنیا میں بھی ان کو بچا لیتے ہیں اور مرنے کے بعد ان کا نام نیک قائم رکھتے ہیں، [۹] فرعون کسی کو سزا دیتا تو چو میخہ کرتے اسی لیے اس کو میخوں والا کہا بن والوں سے شعیب علیہ السلام کی قوم مراد ہے اس کی تفسیر سورہ شعراء میں گذر چکی ہے، [۱۰] جیسے عاد اور ثمود وغیرہ نے، [۱۱] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اور سچے دین کو ڈگمگا دیا لڑکھڑا نے یا پھسلا دینے کے لیے جھوٹی باتوں کی سند سے کر جھگڑتے ہیں مطلب یہ ہے کہ پیغمبر سچی بات یعنی توحید بیان کرتے تھے ان کافروں نے شرک کو جو جھوٹی بات ہے پیش کر کے یہ چاہا کہ توحید ڈگمگا جائے اس کا پاؤں جمنے نہ پائے، [۱۲] ان کا نام و نشان تک نہ رہا۔

۱۲۔ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۝۱۳ (الشوریٰ پ ۲۵ ع ۲)

(لوگو) اس خدا نے تمہارے لیے وہ دین ٹھہرایا جس دین پر نوحؑ (پیغمبر) کو چلنے کا حکم دیا۔ اور جس دین کا حکم ہم نے تجھ کو (اے محمدؐ) دیا۔ اور جس دین کا ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰ اور عیسیٰ (پیغمبر علیہ السلام کو) حکم دیا دین کو قائم رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو[1]

۱۳۔ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝۴۶ (الذاریات پ ۲۷ ع ۲)

اور (عاد ثمود سے) پہلے ہم نوحؑ کی قوم کو (تباہ کر چکے تھے) بے شک وہ نافرمان لوگ تھے۔

۱۴۔ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ۝۵۲ (النجم پ ۲۷ ع ۳)

اور ان سے پہلے نوحؑ کی قوم والوں کو بھی بیشک وہ بڑے ظالم اور بڑے شریر تھے[2]

۱۵۔ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝۹ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝۱۰ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَاۗءِ بِمَاۗءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝۱۱ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَاۗءُ عَلٰٓي اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝۱۲ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰي ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝۱۳ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَاۗءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝۱۴ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۱۵ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝۱۶ (القمر پ ۲۷ ع ۱)

ان سے پہلے نوحؑ کی قوم والوں نے ہمارے بندے (نوحؑ) کو جھٹلایا اور کہنے لگے یہ باولا ہے اور اس کو ڈانٹا[3] آخر اس نے اپنے مالک کو پکارا (ان کے ہاتھ سے) عاجز ہوں اب تو ہی ان سے (میرا) بدلہ لے ہم نے (اس کی دعا پر) آسمان کے دہانے کھول دیئے موسلادھار پانی سے لگا[4] اور (ادھر) زمین کے سوتے بہا دیے تو دونوں پانی ایک کام کے لیے مل گئے جو ٹھہر چکا تھا[5] اور ہم نے نوحؑ کو اس کشتی پر سوار کر لیا جو (لکڑی کے) تختوں اور کیلوں سے بنی تھی۔ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے (پانی پر) تیر رہی تھی یہ بدلہ تھا اس شخص کا جس کی انہوں نے ناقدری کی[6] اور ہم نے اس واقعہ کو (ایک) نشانی بنا چھوڑی تو ہے کوئی نصیحت لینے والا تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا (سخت) تھا۔

۱۶۔ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاۗءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝۱۱ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ

ہم نے (نوح کے زمانہ میں) جب پانی حد سے بڑھ گیا تم کو کشتی میں سوار کر لیا اسلیے کہ اس واقعہ کو تمہارے لیے یادگار بنائیں اور جو کان اسکو یاد رکھنے

[1] مطلب یہ ہے کہ اسلام کا دین وہی ہے جو اگلے پیغمبروں نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا تھا یہ سب پیغمبر ایمان کے اصول اور عقاید میں متفق تھے خدا کی توحید اور اس کی کتابوں اور فرشتوں اور قیامت کو سب کو مانتے تھے دین کے قائم رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ دین کے ارکان کی حفاظت کرو ان کو احتیاط کے ساتھ بجالاؤ۔ [2] حضرت نوحؑ کو ناحق اتنا مارتے کہ وہ بیہوش ہو جاتے اور کسی کو ان کی وعظ نہ سننے دیتے۔ [3] جھڑکا کہ پیغمبری کا دعویٰ نہ کرے۔ [4] چالیس دن برابر برستا رہا۔ [5] وہ کام کیا تھا ان کا ہلاک کرنا ڈبو دینا۔ [6] یعنی حضرت نوحؑ کا بدلہ ہم نے ان کافروں سے لیا جن کی ذات کافروں کے لیے ایک نعمت تھی مگر انہوں نے اس کی قدر نہ کی ناشکری کی۔ [7] یعنی کان والا شخص یاد رکھے کہتے ہیں جب یہ آیت اتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی یاد رکھنے والا کان علی ہوں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں آپ کی دعا سے میں کوئی بات نہیں بھولا جو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی۔

وَاعِيَةٌ ⑫ (الواقعة پ۲۹ ع۱)

۱۷- إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ① قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ② أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ③ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ④ قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ⑤ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ⑥ وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ⑦ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ⑧ ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ⑨ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ⑩ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا ⑪ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا ⑫ مَّا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ

کے قابل ہے وہ یاد رکھے۔

ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا (اس کو حکم دیا) اپنی قوم کو ڈرا، اس سے کہ ان پر تکلیف کا عذاب آن پہنچے[1] نوح نے (اپنی قوم سے) کہا بھائیو میں تم کو (اللہ کے عذاب سے) کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں یہ کہ تم اللہ کو پوجو اور اس سے ڈرتے رہو اور میرا کہا مانو (ایسا کروگے تو) وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے گا (جو تم نے کفر کی حالت میں کئے)[2] اور تم کو مقرر وعدے تک (موت تک) مہلت دیگا (آرام سے زندگی گزاروگے) کیونکہ خدا کا وعدہ (عذاب) آن پہنچا ہے تو وہ (کسی کے ٹالے) ٹل نہیں سکتا کاش تم یہ بات سمجھتے ہوتے[3] نوح نے دعا کی مالک میرے میں نے اپنی قوم کو رات دن (ایمان کی طرف) بلایا پھر میرے بلانے سے وہ اور زیادہ بھاگنے لگے[4] اور ہر بار جب میں نے ان کو (ایمان کی طرف) بلایا اسی لیے کہ تو ان کے گناہ بخشے تو انہوں نے (میری بات نہ سننے کو) اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور (میرا چہرہ دکھائی نہ دینے کو) انہوں نے اپنے کپڑے اوڑھ لیے[5] اور اپنی ہٹ پر قائم رہے[6] اور بہت غروری ہو گئے پھر میں نے ان کو (آواز سے) پکار کر بلایا پھر (کبھی) ان کو کھلم کھلا سمجھایا اور (کبھی) چھپ چھپا کر[8] میں نے یہ کہا اپنے مالک سے بخشش مانگو۔ بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے[9] آسمان سے موسلا دھار بارش تم پر برسائے گا اور تمہارے مال اور اولاد میں بڑھتی کرے گا اور تم کو باغ دے گا اور نہریں عنایت کرے گا[10] تم کو کیا ہو گیا تم خدا کی عظمت سے

[1] حضرت نوحؑ پہلے پیغمبر ہیں جن کو شرک سے ڈرانے کا حکم ہوا کیونکہ ان سے پہلے پیغمبروں کے زمانے میں لوگ موحد رہے تکلیف کے عذاب سے دوزخ کا عذاب مراد ہے یا طوفان کا، [2] یا تمہارے گناہ بخش دیگا، [3] جب نوحؑ ایک مدت تک اپنی قوم کو سمجھاتے رہے اور انہوں نے نہ مانا تو دعا کی الخ، [4] ایمان سے ان کو اور زیادہ نفرت ہو گئی الٹا اثر ہوا، [5] یا انہوں نے میری دشمنی پر کمر باندھی، [6] کفر اور شرک نہ چھوڑا، [7] گھمنڈ میں آ گئے اکڑ بیٹھے، [8] یعنی پوشیدہ اور ظاہر دونوں طرح سمجھایا مطلب یہ ہے کہ کوئی دقیقہ ان کے سمجھانے میں باقی نہ رکھا، [9] وہ تمہارے گناہ بخش دیگا اور آسمان سے الخ، [10] استغفار کا یہی اثر ہے کہ مال دولت اولاد میں برکت ہوتی ہے امام حسن بصریؒ سے ایک شخص نے قحط کا شکوہ کیا دوسرے نے محتاجی کا تیسرے نے بے اولادی کا انہوں نے سب کو استغفار کا حکم کیا، ربیع نے کہا ہر ایک کے شکوے جدا جدا ہیں مگر تم نے سب کو استغفار کا حکم دیا انہوں نے یہی آیت پڑھی قشیری نے کہا جو کوئی اپنا مقصد پروردگار سے چاہے استغفار کرے شہاب نے کہا استغفار سے یہ مراد نہیں ہے کہ صرف زبان سے استغفر اللہ کہہ دے بلکہ گناہوں سے توبہ کرے اور زبان اور دل کو پاک کرے،

وَقَارًا ﴿۱۳﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ وَاللّٰهُ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ قَالَ نُوحٌ رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَنْ لَمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا فَلَمْ

نہیں ڈرتے[1] حالانکہ اس نے تم کو طرح طرح پر پیدا کیا[2] کیا تم نہیں دیکھتے اللہ تعالیٰ نے سات آسمان تہ برتہ (ایک کے اوپر ایک) بنائے ہیں اور ان میں چاند رکھا۔ روشنی کے لیے اور سورج کو (جلتا ہوا) چراغ بنایا[3] اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی نے تم کو زمین سے اُگایا[4] پھر اسی میں تم کو لوٹا کر لے جائے گا (خاک ہو جاؤ گے) اور (قیامت کے دن اسی زمین سے) تم کو نکال کھڑا کرے گا اور اللہ تعالیٰ ہی نے زمین کو تمہارے لیے بچھونا بنایا۔ اس لیے کہ اس لیے کہ اس کے کھلے رستوں میں (جدھر چاہو) چلو پھرو[5] جب اس پر بھی نوح کی قوم نے نہ مانا تو، نوح علیہ السلام نے دعا کی مالک میرے وہ میرا کہنا نہیں مانتے اور ان لوگوں کی سنتے ہیں جن کے مال اور اولاد نے ان کو (فائدہ تو نہ دیا) الٹا نقصان پہنچایا[6] اور انہوں نے (میرے ساتھ) بڑا داؤں کیا[7] اور (آپس میں ایک دوسرے سے) کہنے لگے اپنے دیوتاؤں کو نہ چھوڑنا اور نہ وُدّ اور نہ سواع اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو[8] اور ان لوگوں (بتوں یا رئیسوں) نے بہتیروں کو گمراہ کر ڈالا اور پروردگار ایسا کر کہ یہ ظالم اور زیادہ گمراہوں (آخر) اپنے گناہوں کی وجہ سے نوح کی قوم والے ڈبوئے گئے۔ پھر آگ میں

---

[1] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے تم کو کیا بلا ہو گئی تم خدا سے یہ امید نہیں رکھتے کہ وہ تم کو عزت اور آبرو دے یعنی اس پر ایمان کیوں نہیں لاتے ایمان لاؤ تو خدا کے نزدیک تمہاری عزت ہو گی حدیث میں ہے کہ کچھ لوگ ننگے نہار ہے تھے آپ نے پکار کر ان سے فرمایا مالکم لاترجون للہ وقارا یعنی تم اللہ تعالیٰ کی عظمت سے نہیں ڈرتے [2] پہلے چھوٹے چھوٹے ذروں کی شکل میں تھے پھر عنصر کی صورت میں آئے پانی اور ہوا اور آگ اور مٹی کی شکل میں پھر ایک درخت بن گئے پھر پیٹ میں جا کر نطفہ بنے پھر مخلقہ ہوئے پھر مضغہ پھر ہڈیاں اور گوشت ہوئے پھر زندہ ہو کر دودھ پیتے نکلے پھر لڑکے ہوئے پھر جوان پھر بوڑھے پھر خاک ہو جاؤ گے پھر دوبارہ زندہ ہو گے ؎ ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام ؛ ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام ؛ [3] گویا چاند پہلے آسمان پر ہے مگر جب پہلے آسمان کے اندر ہوا اس کا یہ مطلب نہیں کہ چاند کی روشنی ساتوں آسمانوں میں پہنچتی ہے اور کچھ عیب نہیں اگر پہنچتی ہو کیونکہ آسمان شفاف ہیں، [4] یعنی تمہارے باپ آدمؑ کو مٹی سے بنایا، [5] بچھونے سے یہ مطلب ہے کہ زمین پھیلی ہوئی برابر معلوم ہوتی ہے اور اس پر چلنے اور بیٹھنے میں تکلیف نہیں ہوتی اگرچہ گول ہے، [6] مطلب یہ ہے کہ اپنے رئیسوں اور امیروں مالداروں کے تابع ہیں میرا کہنا نہیں سنتے اور امیروں اور مالداروں کو انکے مال اور اولاد نے غارت کر دیا خدا کو بھول گئے اور ان کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی ہدایت سے محروم رہے تو مال انکے حق میں وبال ہوا، [7] داؤں یہ تھا کہ یہ مالدار لوگ حضرت نوحؑ کے ستانے کیلیے اکساتے تھے، [8] کہتے ہیں یہ سب لوگ حضرت نوحؑ کے زمانہ سے پہلے نیک لوگ تھے انکے مرنے کے بعد شیطان نے بہکایا کہ انکی مورتیں بنا کر عبادت کے وقت رکھ لیا کرو تو تمہارا جی عبادت میں خوب لگے گا انہوں نے ایسا ہی کیا جب یہ لوگ مر گئے تو انکی اولاد کو یوں بہکایا کہ تمہارے باپ دادا ان مورتوں کا پوجا کیا کرتے تھے تم بھی انکا پوجا کرو اسطرح انکا پوجا شروع ہو گیا صحیحین میں ہے، کہ ام حبیبہؓ اور ام سلمہؓ نے ایک گرجا کا آنحضرتﷺ سے ذکر کیا جسکو انہوں نے حبش میں دیکھا تھا اس میں مورتیں رکھی تھی آنحضرتﷺ نے فرمایا ان لوگوں کا قاعدہ تھا جب کوئی نیک آدمی انمیں مر جاتا تو اسکی قبر پر مسجد بنا لیتے اور مسجد میں مورتیں رکھتے یہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے سب سے برے ہونگے، [9] مرتے ہی انکو عذاب شروع ہوا مراد قبر کا عذاب ہے۔

يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ (نوح پ ۲۹ ع ۱، ۲)

خدا کے سوا ان کو کوئی مدد کرنے والا نہ ملا جو خدا تعالیٰ کے عذاب سے ان کو بچائے اور نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی بد دعا کی مالک میرے زمین پر ان کافروں میں سے ایک چلنے والا یا بسنے والا بھی نہ چھوڑ کیونکہ اگر تو ان کافروں کو چھوڑ دے گا تو تیرے بندوں کو بہکائیں گے اور ان کی جو اولاد ہوگی وہ بھی بدکار سخت ناشکری ہی ہوگی مالک میرے مجھ کو بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور جو کوئی ایمان لاکر میرے گھر میں آئے اس کو اور تمام ایماندار مرد اور ایماندار عورتوں کو اور ظالموں (مشرکوں) کی تباہی (روز بروز) بڑھاتا جا۔

قِصَّةُ هُوْدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ (۶۵)

باب ۶۵ حضرت ہودؑ کے حالات اور قوم عاد کا بیان

۱۔ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾ اَوَعَجِبْتُمْ

اور ہم نے عاد کی قوم کی طرف ہودؑ کو بھیجا اس نے کہا بھائیو! اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی سچا معبود نہیں کیا تم اس کے عذاب سے نہیں ڈرتے۔ اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے ہم تو بے شبہ سمجھتے ہیں تو احمق ہے اور ہم بے شک خیال کرتے ہیں کہ تو جھوٹا ہے ہود نے کہا بھائیو میں احمق نہیں ہوں البتہ اس کا بھیجا ہوا ہوں جو سارے جہان کا مالک ہے میں تم کو اپنے مالک کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا خیر خواہ امانت دار (دوست) ہوں کیا تم کو اس بات

۱؎ سب کو ہلاک کر دے یہ حضرت نوحؑ نے اس وقت بد دعا کی جب ان کو معلوم ہو گیا کہ اب ان کافروں میں سے کوئی ایمان نہیں لائے گا اور ان کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے، ۲؎ حضرت نوحؑ پچاس کم ہزار برس تک لوگوں میں رہے ان کو خوب تجربہ ہو گیا تھا کہ ان کی اولاد بھی نالائق اور کافر ہی ہوگی، ۳؎ میرے گھر میں اگر پناہ لے یا میری مسجد یا میری کشتی میں، ۴؎ یہ دعا قبول ہوئی اور سب مشرک اور کافر ہلاک ہوئے ان کے ساتھ انکی اولاد بھی اپنے ماں باپ کی شامت اعمال سے تباہ ہوئی اللہ جل جلالہ کا یہی کارخانہ چلا آیا ہے جب کوئی عام عذاب آتا ہے تو اچھے برے قصور وار بے قصور یہاں تک کہ جانور بھی لپٹ جاتے ہیں لیکن آخرت کا عذاب انہی کو ہوگا جو قصور وار ہیں اور یہ عدل کے خلاف نہیں ہے کیونکہ سب اسکی ملک ہیں اور وہ اپنی حکمت خوب جانتا ہے، ۵؎ ابن عوص بن ارم بن شالخ بن ارفخشد بن شام بن نوح، ۶؎ ابن عبد اللہ بن رباح بن خلود ابن عاص بن عوص، ۷؎ یعقوب نے کہا شالخ کے بیٹے تھے یہ حضرت نوحؑ کے آٹھ سو برس بعد پیغمبر ہوئے اور چار سو چونسٹھ سال زندہ رہے عاد ایک زبردست قوم تھی جو یمن سے کر شام تک آباد تھی، ۸؎ جو کہتا ہے کہ اللہ تم کا بھیجا ہوا ہوں، ۹؎ اس آیت سے یہ نکلا کہ ضرورت کے وقت آدمی اپنا حال اس طرح بیان کر سکتا ہے جس سے اسکی تعریف ثابت ہو اور یہ اس خود ستائی میں داخل نہیں ہے جو منع ہے۔

أَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾

(الاعراف پ ع ۱۹)

پر تعجب ہوا کہ تمہارے مالک کا ارشاد تم ہی میں سے ایک مرد کی زبان پر تم کو پہنچا۔ اس لیے کہ وہ تم کو (اس کے عذاب سے) ڈرائے اور[1] تم یاد کرو جب نوحؑ کی قوم کے بعد تم کو (ان کا) جانشین کیا اور بدن کا پھیلاؤ بھی تم کو زیادہ دیا[2] تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو[3]۔ انہوں[4] نے کہا کیا تو اس لیے ہمارے پاس آیا کہ ہم اکیلے ایک خدا کو پوجنے لگیں اور ہمارے باپ جن[5] کو پوجتے تھے ان کو چھوڑ بیٹھیں اچھا اگر تو سچا ہے تو جس (عذاب) سے ہم کو ڈراتا ہے وہ لے کے آ۔ ہود علیہ السلام نے کہا تمہارے مالک کا عذاب اور غصہ تو تم پر ہو[6] چکا کیا تم مجھ سے ان ناموں میں جھگڑتے ہو[7] جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے گھڑ لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری بھلا تو ٹھہرے رہو میں بھی تمہارے ساتھ ٹھہرا ہوں[8][9] آخر ہم نے ہود کو اور اس کے ساتھ (ایمان) والوں کو اپنی مہربانی سے بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کی جڑ (یا پچھاڑی) کاٹ دی اور وہ کبھی ایمان لانے والے نہ تھے[10]

۲۔ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ

اور عاد کی طرف ہم نے ہودؑ کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا۔ اس نے کہا

[1] اللہ تعالیٰ کا وہ احسان، [2] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے تم کو ان سے زیادہ ڈانڈ کا بتایا یا ان سے بھی زیادہ ہٹا کٹا بنایا کہتے ہیں کہ عاد کی قوم میں لمبا آدمی سو ہاتھ کا اور بونا ساٹھ ہاتھ کا ہوتا اور سر ایک گنبد کے برابر اور آنکھ اتنی بڑی کہ درندے اس میں بچہ جنتے اسی طرح نتھنے، قتادہؓ نے کہا عاد کے لوگ بارہ ہاتھ لمبے ہوتے ابن عباسؓ نے کہا اسی ہاتھ ابو ہریرہؓ نے کہا عاد کا ایک شخص پتھر کی ناٹ کو روک لیتا ہمارے زمانہ کے پانسو آدمی اس کو نہ اٹھا سکیں اور کوئی ان میں سے اپنا پاؤں زمین پر مارتا تو زمین میں گھس جاتا انار کے وقت کے انار کے چھلکے میں اس وقت کے دس آدمی بیٹھ جائیں اور یہ سب ضعیف روایات میں جو اعتماد کے قابل نہیں ہیں، [3] یا تم مراد کو پہنچو، [4] یعنی ہود کی قوم نے، [5] معبودوں کو، [6] یعنی اب اس کے آنے میں شک نہیں، [7] یعنی نام ہی نام ہیں حقیقت کچھ نہیں، [8] عذاب کا انتظار کرتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں، [9] نام ہی نام ہیں یعنی صرف خیالی اور بادہوائی معبود ہیں جن کو مشرکوں نے خدائی کارخانہ میں شریک سمجھا ہے ان کا وجود بھی نہیں مثلاً کہتے ہیں کہ ایک معبود اگنی ہے ایک ہوائی ایک فلانی یہ سب فرضی نام ہیں، [10] یعنی ان سے امید نہ رہی تھی وہ کبھی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو مانیں گے اور اس کا حکم قبول کریں گے آخر عذاب اترا اور ان کو فنا کر دیا ان پر آندھی ایسی زور کی چلی کہ مکانات گر گئے اور بہت سے آندھی میں اڑ کر بہت سے دب کر مر گئے اس وقت حضرت ہودؑ چند ایمانداروں کو اپنے ساتھ لیے ہوئے ایک احاطہ میں تھے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آندھی نے ان کو نہیں ستایا۔ ابو ہریرہؓ نے کہا حضرت ہودؑ چار سو بہتر برس زندہ رہے۔ حضرت علیؓ نے کہا حضرت ہودؑ کی قبر ملک حضرموت میں ہے، سرخ ٹیلے کے پاس وہاں بیر کا درخت ہے،

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْۤ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْۤا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖۤ

بھائیو اللہ تعالیٰ ہی کو پوجو۔ اس کے سوا کوئی تمہارا (سچا) خدا نہیں ہے[1] تم تو کچھ نہیں مگر جھوٹ باندھتے ہو بھائیو میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو اسی (خدا) پر ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا تم کو عقل نہیں[2] اور اے بھائیو اپنے مالک سے[3] بخشش چاہو پھر اس کی درگاہ میں[4] توبہ کرو[ع] وہ تم پر آسمان کے دھارے چھوڑ دے[5] گا[6] اور تمہارے زور پر اور زیادہ زور دے گا[ع] اور مشرک بن کر منہ مت پھراؤ وہ کہنے لگے اے ہود تو کوئی نشانی ہمارے پاس نہیں لایا[7] اور ہم تو تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہم تیری بات ماننے والے ہیں ہم تو بس یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود[8] کی تجھ پر مار پڑ گئی ہے[9] ہودؑ نے جواب دیا میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ خدا کے سوا جن کو تم خدا کا شریک سمجھتے ہو میں ان سے بیزار ہوں[10] تو تم سب مل کر میری[11] فکر کرو[12] اور مجھ کو دم نہ لینے دو[13] میں تو اللہ پر بھروسا کرتا ہوں جو میرا مالک ہے اور تمہارا (بھی) مالک ہے کوئی جان دار ایسا نہیں جس کی پیشانی (چوٹی) اس کے ہاتھ میں نہ ہو[14] بیشک میرا مالک سیدھے رستے پر ہے[15] پھر اگر تم پھرے رہو[16] تو پھرے رہو، میں نے تو تم کو وہ حکم پہنچا دیا جو میں دے کر

[1] اللہ تعالیٰ کے سوا جو اوروں کو خدا سمجھتے ہو، [2] کہ جو شخص سچے دل سے نصیحت کرتا ہے وہ روپیہ ٹکا نہیں چاہتا، [3] اپنے گذشتہ گناہوں کی، [4] آیندہ گناہ کرنے سے، [5] خوب زور کا مینہ برسائے گا، [6] عاد کے لوگ باغات اور کھیتی رکھتے شام اور یمن کے بیچ میں بستے تھے تین سال سے ان پر بارش کی تھی قحط ہو رہا تھا حضرت ہودؑ نے کہا اگر ایمان لاؤ اور توبہ کرو تو قحط جاتا رہیگا خوب برسات ہوگی، [7] جس سے ہم تجھ کو سچا سمجھیں، [8] جس کو تو برا سمجھتا ہے، [9] اس نے تجھ کو دیوانہ بنا دیا ہے کہ ایسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے، [10] اور ہر وقت ان کے برا کہنے کو تیار، [11] تم اور تمہارے معبود، [12] جو نقصان پہنچا سکو پہنچاؤ، [13] ہودؑ کی قوم نے بیوقوفی سے یہ گمان کیا کہ ان کے بتوں میں سے کسی بت نے ہودؑ کو دیوانہ کر دیا ہے حضرت ہودؑ نے فرمایا اگر تمہارا یہ خیال ہے تو سب بت اور تم بھی مل کر میری تباہی کی کوشش کرو اور ذرا بھی مہلت نہ لینے دو دیکھو تو میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں میں پہلے سے زیادہ اب اور تمہارے جھوٹے معبودوں کو برا کہوں گا، [14] سب اس کے حکم میں ہیں، [15] یعنی باوجودیکہ سب کی چوٹی اس کے ہاتھ میں ہے مگر وہ ظلم نہیں کرتا ہمیشہ عدل وانصاف پر قائم ہے بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے بیشک میرا مالک تم کو سیدھی راہ کی طرف بلاتا ہے، [16] اور جو میں کہتا ہوں اس کو نہ مانو تو میرا کیا بگاڑ لو گے، [ع] یا بخشش چاہو ایمان لا کر اور توبہ کرو اس کی عبادت اور اطاعت کر کے، [ع] ارزانی پر ارزانی ہوگی یا عزت اور آبرو میں ترقی ہوگی یا مال اور اولاد کی فراوانی ہوگی کہتے ہیں تیس برس سے ان کی عورتیں بانجھ ہو گئیں تھیں امام حسن علیہ الرحمۃ نے فرمایا جو شخص بہت استغفار کرے گا اس کی اولاد زیادہ ہوگی،

اِلَيْكُمْ ۚ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا ۚ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۟ۙ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾

(ھود پ ۱۲ ع ۵)

بھیجا گیا تھا اور میرا مالک[۱] ایک دوسری قوم کو تمہاری جگہ قائم کرے گا اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔ بے شک میرا مالک ہر چیز کا نگہبان ہے[۲] اور جب ہمارا عذاب آن پہنچا تو ہم نے ہود اور اس کے ساتھ کے ایمان لانے والوں کو اپنی مہربانی سے بچا دیا اور سخت عذاب[۳] سے ان کو چھڑا دیا۔ اور یہ عاد کے لوگ[۴] تھے جنہوں نے اپنے مالک کی تو آیتوں کا انکار کیا اور اس کے پیغمبروں کی نافرمانی کی[۵] اور ہر ایک ظالم سرکش کا کہا مان لیا[۶] اور اس دنیا میں پھٹکار ان کے پیچھے لگ گئی[۷] اور قیامت کے دن[۸] بھی سن لو عاد نے اپنے مالک کو نہ مانا[۹] سن لو عاد جو ہود[۱۰] کی قوم والے تھے[۱۱] دھتکارے گئے۔

۳۔ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾

(الفرقان پ ۱۹ ع ۴)

اور اسی طرح ہم نے عاد اور ثمود اور کنوئیں والوں کو اور ان کے بیچ میں اور بہت قوموں کو (تباہ کر[۱۱] دیا۔ اور ہم نے ہر ایک قوم کو مثالیں بیان کر کے سمجھایا (لیکن وہ نہ سمجھے) اور ہم نے سب کو کھپا کر ستیاناس کر دیا۔

۴۔ كَذَّبَتْ عَادُ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

عاد کی قوم نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا[۱] جب ان کے بھائی ہود[۲] نے ان سے کہا کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے میں تمہارا سچا امانت دار پیغمبر ہوں تو اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں تم سے اس (نصیحت کرنے) پر کوئی نیگ نہیں مانگتا۔ میرا نیگ تو بس اسی پر ہے جو سارے جہان کا مالک ہے کیا تم ہر ٹیلے (ریا ناکے) پر ایک مکان بنا کر کھیل کرتے ہو[۱۳]

[۱] جب تم کسی طرح نہ مانو گے تو تم کو تباہ کر کے، [۲] سب اسی کی حفاظت میں ہیں تو اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں یا تم میرا کیا بگاڑ سکتے ہو جب خدا میرا نگہبان ہے، [۳] یعنی آخرت کے عذاب سے بھی، [۴] جن کی نشانیاں اب تک موجود ہیں، [۵] کیونکہ ایک پیغمبر کی نافرمانی تمام پیغمبروں کی نافرمانی ہے، [۶] یعنی اپنی قوم کے سرداروں کا جو مغرور اور خدا تعالیٰ کے مخالف تھے، [۷] ہر پیغمبر ان پر لعنت کرتا رہا، [۸] سب کے سامنے خدا کی پھٹکار ان پر پڑے گی، [۹] یا اس کی ناشکری کی، [۱۰] خدا کے دربار سے، [۱۱] کنوئیں والوں سے انطاکیہ کے لوگ مراد ہیں وہاں ایک کنواں تھا اس پر ان کے پیغمبر حبیب نجار ان کو سمجھایا کرتے تھے ان مردوں نے ان کو مار کر اسی کنوئیں میں ڈال دیا بعضوں نے کہا ایک کچا کنواں تھا مشرک وہاں بتوں کی پرستش کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کنوئیں کو دھنسا دیا وہ سب مر کر رہ گئے، [۲] عاد اس قوم کے بڑے دادا کا نام تھا وہ سام بن نوحؑ کی اولاد میں تھا، [۱۳] کبوتر بازی یا لوگوں کو ستاتے ہوا آنے مسخراپن کرتے تھے

وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿۱۲۹﴾ وَإِذَا بَطَشْتُم بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُم بِمَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۳۲﴾ أَمَدَّكُم بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ﴿۱۳۳﴾ وَجَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۱۳۴﴾ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُن مِّنَ الْوَاعِظِينَ ﴿۱۳۶﴾ إِنْ هَٰذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۳۹﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۴۰﴾

(الشعراء پ ۱۹ ع ۷)

اور ایسی عمارتیں ٹھونکتے ہو گویا تم دنیا میں ہمیشہ رہو گے[۱] اور جب تم کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو بے رحمی کے ساتھ ہاتھ ڈالتے ہو[۲] تو خدا تعالے سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور اس خدا سے ڈرو جس نے تم کو وہ نعمتیں دیں جو تم کو معلوم ہیں تم کو چوپائے جانور عنایت کئے اور بیٹے اور باغ اور چشمے۔ مجھے ڈر ہے کہیں تم کو بڑے دن کا عذاب نہ ہو[۳] وہ کہنے لگے تو ہم کو نصیحت کرے یا نہ کرے ہم کو تو سب برابر ہے[۴] یہ تو اگلے لوگوں کا طرز ہے اور کچھ نہیں[۵] اور عذاب ہم پر نہیں آئے گا۔ آخر انہوں نے ہودؑ کو جھٹلایا پھر ہم نے (اس کی سزا میں) ان کو تباہ کر ڈالا۔ بے شک اس میں (ہودؑ کے قصے میں) نشانی ہے[۶] اور ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہ تھے۔ اور بے شک تیرا مالک زبردست ہے رحم والا۔

۵۔ وَعَادًا وَثَمُودَا۟ وَقَد تَّبَيَّنَ لَكُم مِّن مَّسَاكِنِهِمْ ۖ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ﴿۳۸﴾ (العنکبوت پ ۲۰ ع ۴)

اور عاد اور ثمود کی قوموں کو بھی ہم نے تباہ کیا اور ان کے (اجڑے) گھر اب تک تم کو (شام کے رستے میں) دکھائی دیتے ہیں اور شیطان نے (کیا کیا) اُن کے (بُرے) کاموں کو انہیں اچھا کر دکھایا اور (اس فریب سے) ان کو (سچی توحید کی) راہ سے روک دیا اور وہ اچھے خاصے ہوشیار لوگ تھے[۷] پھر اگر

۶۔ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ

(اللہ تعالیٰ کی اتنی نشانیاں بتانے پر بھی) وہ (کافر) دھیان نہ

[۱] عاد کی قوم پتھر تراش کر بڑی کاریگری سے عمارتیں بناتے گویا قیامت تک کا سامان کرتے زندگی تو چند روز اس پر یہ ہوس اب بعض بیوقوفوں کو یہ سما گیا ہے کہ اپنی یادگار کے لیے کوئی محل یا عمارت یا گنبد یا برج بناتے ہیں اور اتنا نہیں سمجھتے کہ آخر یہ بھی ایک مدت کے بعد فنا ہو جائیں گے رہے نام اللہ کا ہاں وہ کام کرو جو آخرت میں تمہارے کام آئے اگر سو دو سو برس تک بالفرض دنیا میں تمہارا نام بھی رہا تو تم کو کیا فایدہ تم تو اس عالم میں ہو گئے۔ سعی داری کہ یہ عالم زتو ماند نامے ؛ اندکے غور کن نام چہ خواہد بودن ؛ [۲] جیسے ظالموں کا قاعدہ ہے ذرا سا کسی سے رنج پہنچا تو اس کی جان لینے کی فکر میں ہو گئے، [۳] یعنی قیامت کا عذاب یا قیامت اور دنیا دونوں کا عذاب، [۴] ان مردودوں نے حضرت ہودؑ کی نصیحت کو بے حقیقت سمجھا اور حقیر جانا گویا ہم کو اس کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہے، [۵] وہ ایسے ہی لوگوں کو ڈرایا کرتے تھے اور بہشت اور دوزخ کے دھڑکے سنایا کرتے تھے بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے یہ اگلے لوگوں کی جھوٹی باتیں ہیں ہمارے زمانہ میں بھی ملحد بے دین لوگ ایمانداروں کی شکل دیکھ کر یہی کہتے ہیں یہ اولڈ فیشن کے لوگ ہیں یعنی پرانی طرز کے، [۶] خدا کی قدرت کی ایسی زبردست قوم کو سات دن کی آندھی میں برباد کر دیا، [۷] عقل اور صنعت والے لیکن شیطان نے ان کی عقل پر پردہ ڈال دیا بیوقوف بن گئے دین کی سچی راہ نہ سمجھ سکے ہمارے زمانہ کا نصاریٰ کا یہی حال ہے دنیا کے کاموں میں بڑے ہوشیار بڑی تدبیر والے پر دین میں محض بیوقوف ایک انسان کو جو ہماری طرح کھاتا پیتا تھا خدا سمجھنے لگے اور اب تک ہٹ دھرمی سے اسی پہ قائم ہیں،

صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ (حٰمٓ سجدہ پ ۲۴ ع ۲)

کریں (تو ان سے) کہہ دے میں تم کو اس کڑاکے (عذاب) سے ڈراتا ہوں جیسا کڑاکا عاد اور ثمود پر آیا جب ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے[۱] سے ان کے پاس پیغمبر آئے (اور ان کو سمجھایا) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مت پوجو انہوں نے جواب دیا[۲] اگر ہمارا مالک (کسی کو اپنی طرف سے) بھیجنا چاہتا تو فرشتوں کو اتارتا[۳] خیر ہم تو جو تم تو جو تم دے کر بھیجے ہو اس کو نہیں مانتے[۴] تو عاد نے تو یہ کیا کہ ناحق ملک میں لگے شیخی کرنے اور کہنے لگے بل بوتے میں ہم سے بڑھ کر کون ہے[۵] کیا ان کو یہ نہ سوجھا کہ جس اللہ نے ان کو پیدا کیا وہ بل بوتے میں ان سے (کہیں) بڑھ کر ہے اور وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے آخر ہم نے ان پر کئی منحوس دنوں میں زور کی آندھی چلائی[۶] اس لیے کہ ہم دنیا کی زندگی میں ان کو ذلت کا عذاب چکھائیں اور بے شک آخرت کا عذاب تو زیادہ ذلت کا ہے اور (وہاں) ان کو مدد بھی نہیں ملنے کی۔

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ڮ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا

اور (اے پیغمبر) عاد کے بھائی (ہودؑ) کو یاد کر جب اس نے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا[۷] اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کئی ڈرانے والے (پیغمبر) گزر چکے[۸] (اس نے کہا) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ پوجو میں ڈرتا ہوں تم کو (کہیں) بڑے دن کا عذاب نہ ہو[۹] انہوں نے (جواب میں) کہا کیا تو اس لیے ہمارے پاس آیا ہے کہ ہم کو ہمارے دیوتاؤں سے پھیر دے اگر تو سچا ہے تو جس (عذاب) کا ہم سے وعدہ کرتا ہے وہ ہم پر لے آ ہود نے کہا (عذاب آنے کا) علم تو اللہ ہی کو ہے[۱۰] اور میں تو جو پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں وہ تم کو پہنچائے دیتا ہوں مگر میں دیکھتا ہوں

[۱] یعنی دور اور نزدیک یا ہر ایک تدبیر اور موقع، [۲] تم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نہیں ہو، [۳] کیا اس کے پاس فرشتوں کی کمی تھی کہ آدمی کو بھیجا، [۴] یعنی تم اپنے نزدیک جس دین کو سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ دے کر بھیجا ہے اس کو نہیں مانتے، [۵] کوئی ہمارا بال بیکا نہیں کر سکتا، [۶] وہ منحوس دن چار شنبہ سے لے کر دوسرے چار شنبہ تک تھے سات راتیں اور آٹھ دن برابر ان پر ایسے زور کی آندھی چلی کہ مکانات گر گئے لوگ اڑ گئے سب ہلاک ہو گئے۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے ہم نے ان پر بڑی ٹھنڈی آندھی چلائی گئی سخت یا مصیبت کے دنوں تک، [۷] احقاف کی تفسیر اوپر گزر چکی ہے، [۸] ہودؑ سے پہلے آدمؑ اور شیعبؑ اور ادریسؑ اور نوحؑ آ چکے تھے اور ان کے بعد تو بہت سے پیغمبر آئے جیسے صالحؑ اور ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ وغیرہ، [۹] یعنی قیامت کے دن کا اس کو بڑا دن کہا اس لیے کہ سخت مصیبت کا دن ہوگا، [۱۰] وہی جانتا ہے کب عذاب اترے گا میں کیوں جلدی کروں،

تَجْهَلُوْنَ ﴿٢٣﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٤﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٢٦﴾ (الاحقاف پ ۲۶ ع ۳)

تم لوگ جہالت کر رہے ہو[1]۔ آخر ان پر عذاب آن پہنچا، جب انہوں نے ایک ابر دیکھا جو ان کے میدانوں پر امنڈا آ رہا تھا تو کہنے لگے یہ ابر ہم پر برستا معلوم ہوتا ہے[2] بلکہ یہ وہ (عذاب) ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے آندھی ہے جس میں تکلیف کا عذاب ہے یہ آندھی اپنے مالک کے حکم سے ہر چیز کو برباد کر دے گی پھر[3] (ایسا ہی ہوا، وہ لوگ ایسے تباہ) ہو گئے کہ ان کے گھروں کے سوا کچھ نظر ہی نہ آتا تھا[4]۔ ہم گناہ گاروں کو ایسے ہی سزا دیتے ہیں[5]۔ اور ہم نے عاد کے لوگوں کو وہ مقدور دیا تھا جو تم کو (اے مکہ کے کافرو) نہیں دیا[6] اور ہم نے ان کو کان اور آنکھیں اور دل (سب) دیئے تھے لیکن چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے تو ان کے کان اور آنکھیں اور دل کچھ ان کے کام نہ آئے اور جس (عذاب) کا وہ ٹھٹھا اڑاتے تھے وہی ان پر الٹ پڑا۔

۸. وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿٤١﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿٤٢﴾ (الذاریات پ ۲۷ ع ۲)

اور عاد کی قوم میں (بھی ہم نے نشانی چھوڑی) جب ان پر برباد کرنے والی آندھی بھیجی جس چیز پر آندھی پہنچتی اس کو باقی نہ چھوڑتی چور چور کر ڈالتی[7]۔

۹. وَاَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَا ۨ الْاُوْلٰى ﴿٥٠﴾ (النجم پ ۲۷ ع ۳)

اور یہ کہ اسی نے پہلے عاد کی قوم کو تباہ کیا[8]۔

۱۰. كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿١٨﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿١٩﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ

عاد کی قوم والوں نے بھی (پیغمبر کو) جھٹلایا، پھر میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا (سخت) ہوا۔ ہم نے ان پر کڑکڑاتی ٹھنڈی آندھی[9] ایسے منحوس دن میں بھیجی جس کی نحوست (ان کے مرنے تک) قائم رہی[10] وہ آندھی

---

[1] اچھی بات کو تو قبول نہیں کرتے الٹے عذاب کی جلدی مچاتے ہو، [2] بہت خوش ہوتے مدت سے قحط پڑ رہا تھا ہودؑ نے کہا نہیں نہیں یہ برسات کا ابر نہیں ہے [3] صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب ابر نمودار ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک چہرے پر فکر معلوم ہوتی میں نے اس کی وجہ پوچھی آپ نے فرمایا اے عائشہؓ ایک امت پر اسی ابر سے عذاب آ چکا ہے مجھے اطمینان ہے شاید اس میں اللہ تعالیٰ کا عذاب ہو، [4] گھر رہ گئے گھر والے چل بسے [5] ان کا نام ونشان تک نہیں چھوڑتے کہتے ہیں ایسے زور سے آندھی چلی کہ سب رستے میں دب گئے آٹھ روز تک اسی میں دبے رہے پھر ہوا نے ان کو اڑا اڑا کر سمندر میں پھینک دیا [6] مال اور زور اور عمر سب میں زیادہ تھے بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اور ہم نے عاد کے لوگوں کو وہ طاقت دی تھی جو اگر تم کو دیں تو تم بہت شرارت کرو، [7] یعنی جس چیز پر لگتی وہ بوسیدہ ہڈی کی طرح چورا چورا ہو جاتی عقیم اصل میں بانجھ عورت کو کہتے ہیں یہاں وہ ہوا مراد ہے جس سے فایدہ تو کچھ نہ ہوا الٹی بربادی [8] جن کی طرف حضرت ہودؑ بھیجے گئے تھے دوسرا عاد عاد ارم ہے، جن کا ذکر سورہ فجر میں آئے گا، [9] یا زور کی آندھی جس میں سے آواز نکلتی تھی، [10] کہتے ہیں وہ دن شوال کا آخر چارشنبہ تھا وہ بر کے چارشنبہ تک ایسی ہی آندھی چلتی رہی یعنی آٹھ دن سات راتیں برابر جیسے سورہ حاقہ میں ہے حدیث میں ہے کہ یوم نحس مستمر چارشنبہ کا ہے دوسری روایت میں ہے (بقیہ اگلے صفحہ)

كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ (القمر پ ۲۷ ع ۱)

لوگوں کو اس طرح (اکھیڑ کر) پھینکتی گویا وہ اکھیڑے ہوئے کھجور کے درختوں کی جڑیں ہیں[۴] تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا (سخت) ہوا۔

۱۱۔ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿۶﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿۷﴾ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ﴿۸﴾ (الحاقہ پ ۲۹ ع ۱)

اور عاد بہت ٹھنڈی زناٹے کی آندھی سے تباہ کئے گئے برابر سات راتیں اور آٹھ دن (یا سات راتیں اور آٹھ منحوس دن) ان پر ہوا چلائی[۵] تو اس وقت اگر تو ہوتا تو (یہ) دیکھتا۔ وہ لوگ اس آندھی میں اس طرح مرے ہوئے پڑے تھے جیسے کھجور کے کھوکھل ڈھنڈ (بو) تے[۶] پھر اب تو دیکھتا ہے ان میں سے کوئی بچ رہا[۷]

۱۲۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿۷﴾ الَّتِىْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِى الْبِلَادِ ﴿۸﴾ (الفجر پ ۳۰ ع ۱)

کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ تیرے مالک نے عاد ارم کے لوگوں کے ساتھ کیا کیا جو بڑے قد آور تھے ان کے برابر (دنیا کے) شہروں میں کوئی نہیں پیدا ہوا۔

قِصَّةُ صَالِحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ (۶۶)

باب ۶۶ حضرت صالحؑ کے حالات اور قوم ثمود کا بیان

۱۔ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ

اور ہم نے ثمود کی طرف[۱] صالحؑ کو بھیجا[۲] اس نے کہا بھائیو

(بقیہ صفحہ سابقہ) صحابہؓ نے پوچھا کیوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی دن فرعون کو ڈبویا اور عاد اور ثمود کو اس دن ہلاک کیا شاہ عبد القادر صاحب نے فرمایا نحوست کا دن انہی کی قوم والوں پر تھا یہ نہیں کہ ہمیشہ کو، (حواشی صفحہ ہذا) [۱] آندھی ان کو زمین سے اس طرح اکھاڑ کر پھینکتی جیسے کوئی درخت کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینکے مجاہدؒ نے کہا آندھی ان کو اٹھا کر سر کے بل پھینکتی اور سر تن سے جدا ہو جاتے فقط دھڑ رہ جاتے جیسے درختوں کی جڑیں بعضوں نے کہا جب آندھی نمودار ہوئی تو انہوں نے گڑھے کھود دیئے اور ایک دوسرے کو مضبوط تھام کر کھڑے ہو گئے لیکن آندھی کیا تھی قہر الٰہی تھا اس نے ان گڑھوں میں سے انکو اکھیڑ کر ایسا پھینکا جیسے کوئی درخت کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دے۔ [۲] صرصر کے معنی بہت سرد بعضوں نے کہا جس میں سے آواز نکلے۔ مجاہدؒ نے کہا سخت زہریلی عاتیہ کے معنی حد سے بڑھ جانے والی یعنی زناٹے کی تیز آندھی بعضوں نے کہا عاتیہ کے معنی نافرمان یہ ہوا حکم الٰہی فرشتوں کے کہنے سے باہر ہو گئی۔ ایک حدیث میں ہے کہ انگوٹھی برابر چھوڑنے کا فرشتوں کو حکم ہوا تھا لیکن ہوا نے فرشتوں کی ایک نہ سنی اور ہر طرف سے نکل پڑی اسی لیے اس کو نافرمان کہا، [۳] یہ دن جاڑے کے تھے اس پر ایسے ٹھنڈے زناٹے کی آندھی معاذ اللہ، [۴] یعنی جڑیں جن کو فارسی میں تنہ کہتے ہیں یہ عاد کے لوگ بڑے قد آور تھے اس لیے ان کے دھڑ جو سر سے الگ تھے کھجور کے کھوکھل ڈھنڈوں کی طرح زمین پر پڑے ہوئے دکھائی دیتے تھے حدیث میں ہے کہ عاد پر دبور یعنی پچھمی ہوا چلی تھی، اور مجھ کو صبا یعنی پوربی ہوا سے مدد ملی۔ [۵] ایک آدمی بھی نہیں بچا کہتے ہیں آٹھ دن تک یہ آندھی چلائی سب مر گئے آٹھویں دن شام کو ہوا کو حکم ہوا نے ان کی لاشیں اڑا کر سمندر میں پھینک دیں، [۶] جو ثمود کی اولاد میں تھے وہ عاد کا بیٹا تھا، [۷] ابن عبید ابن سلف بن ماسح بن عبید بن جاذر بن ثمود، [۸] ثمود کی قوم کو عاد ثانی کہتے ہیں حقیقت میں یہ پہلے عاد کی اولاد تھی یہ لوگ حجاز اور شام کے درمیان رہتے تھے۔

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِيْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا

اللہ تعالیٰ کو پوجو اس کے سوا کوئی تمہارا سچا معبود نہیں ہے تمہارے پاس تو ایک نشانی (دیکھی)، تمہارے مالک کی طرف سے آ چکی یہ خدا تعالیٰ کی اونٹنی تمہارے لیے ایک نشانی[1] ہے تو اس کو چھوٹا پھرنے دو اللہ تعالیٰ کی زمین کھاتی رہے (چرتی رہے)، اور برائی سے اس کو نہ ہاتھ لگاؤ پھر دکھ کا عذاب تم کو آن پکڑے[2] اور[3] یاد کرو جب تم کو عاد کے بعد ان کا جانشین بنایا اور تم کو زمین میں بسایا تم اس کی نرم مٹی سے (اینٹیں بنا کر) محل کھڑے کرتے ہو اور پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے ہو[4] اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو اور ملک میں (فساد) مت مچاؤ[5] صالح علیہ السلام کی قوم میں جو سردار متکبر تھے وہ ان لوگوں سے جو غریبوں میں ایمان لائے تھے۔ پوچھنے لگے کیا تم کو معلوم ہے کہ صالح اپنے پروردگار کا بھیجا ہوا ہے انہوں نے کہا بے شک صالح جو دے کر بھیجا گیا ہے ہم کو تو اس پر یقین ہے وہ متکبر کہنے لگے ہم کو جس پر تم ایمان لائے ہو اس کو نہیں مانتے آخر انہوں نے اونٹنی کاٹ ڈالی[7] اور اپنے پروردگار کے حکم کو نہ مانا[8] اور کہنے لگے صالح اگر تو پیغمبر ہے تو وہ

[1] ہوا یہ تھا کہ صالح کی قوم نے ان سے درخواست کی کہ کوئی معجزہ دکھلاؤ انہوں نے کہا اچھا چلو پھر ایک پتھر دفعتہً پھٹا اور اس میں سے ایک اونٹنی نکل آئی چونکہ خداوند کریم نے اس کو محض اپنی قدرت سے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اس لیے وہ خدا کی اونٹنی کہلائی، [2] یعنی اگر اس کو ستاؤ گے مار دو گے یا زخمی کر دو گے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب تم پر اترے گا، [3] خدا کا وہ احسان، [4] جاڑے میں رہنے کے لیے اور گرمی میں محل میں رہتے تھے بعضوں نے کہا ان کی عمریں اتنی بڑی تھیں کہ مکان کی چھت اور دیواریں آدمی کی زندگی ہی میں بوسیدہ ہو جاتیں اس لیے پہاڑوں میں پتھر تراش کر مکانات بناتے۔ ضحاک نے کہا ثمود کے لوگ تین سو برس سے ہزار برس تک زندہ رہتے، [5] فساد نہ پھیلاؤ خلق اللہ کو یا اللہ کی اونٹنی کو مت ستاؤ، [6] یعنی صالح کی پیغمبری تو ہر شخص کو معلوم ہے ہم کو تو اس پر بھی پورا یقین ہے جو حکم کہ صالح اپنے پروردگار کی طرف سے لے کر آئے ہیں یہ صالح کی قوم کے سرداروں کا پوچھنا طنز کے طور پر تھا، [7] کاٹنے والا ایک شخص تھا ان میں جس کا نام قدار بن سالف تھا وہ سرخ رنگ نیلی آنکھ والا تھا زنا کی اولاد میں سے اس مردود نے پہلے اپنی قوم کے سب لوگوں کی مرضی لی یہاں تک کہ عورتوں اور بچوں کی بھی جب سب نے کہا ہم اس اونٹنی کے قتل سے راضی ہیں اس وقت اس نے تلوار سے اس کو مارا بعضے کہتے ہیں نحر کیا بعض کہتے ہیں اس کے پاؤں کاٹے پھر ذبح کیا اس کا بچہ بھاگا اور اسی پتھر میں چھپ گیا جہاں سے اس کی ماں نکلی تھی وہ پتھر کھل گیا اس میں سما گیا بعض کہتے ہیں بچہ کو بھی پکڑ کر مار ڈالا، ہوا یہ تھا کہ اس قوم کی پانی کی کمی تھی حضرت صالح نے حکم دیا تھا کہ ایک روز یہ اونٹنی پیا کرے ایک دن تم اپنے جانوروں کو پلایا کرو، اس پر یہ خفا ہوئے اور اونٹنی کو مار ڈالا، [8] اونٹنی کو مار ڈالا، [8] اونٹنی کو مار ڈھیٹ بنے سے۔

يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾

(الاعراف پ ع ۱۰)

(عذاب) ہم پر لے آنا۔ جس کا ہم کو ڈراوا دکھاتا تھا[۱] پھر زلزلے (بھونچال) نے (نیچے سے، آدبایا[۲] صبح کو اپنے گھر میں اوندھے (مرے) پڑے تھے تو حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے منہ پھیر لیا[۳] اور کہنے لگا بھائیو میں نے تو تم کو اپنے مالک کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری خیرخواہی کی لیکن تم خیرخواہوں کو پسند نہیں کرتے[۴]

۲- وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ۫ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾

اور ثمود کی (قوم کی) طرف ہم نے ان کے بھائی صالحؑ (پیغمبر) کو بھیجا اس نے کہا بھائیو اللہ تعالیٰ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے اسی نے تم کو زمین سے نکالا[۵] اور زمین میں بسایا تو اس کی بخشش چاہو پھر اس کی درگاہ میں توبہ کرو بے شک میرا مالک نزدیک ہے (سب کی سنتا ہے) دعا قبول کرتا ہے۔ کہنے لگے صالحؑ تو تو اس[۶] سے پہلے ہونہار سمجھا جاتا تھا[۷] بھلا تو ہم کو ان چیزوں کے پوجنے سے منع کرتا ہے۔ جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے اور ہم کو تو اس رستے میں شک ہے، جدھر تو بلاتا ہے[۸] اس پر دل نہیں جمتا[۹]۔ صالحؑ نے کہا بھائیو بتلاؤ تو سہی اگر مجھ کو میرے مالک کی طرف سے ایک کھلی سند مل گئی ہو[۱۰] اور اس نے مجھ کو اپنی مہربانی سے سرفراز کیا ہو پھر میں اس کی نافرمانی کروں تو مجھ کو خدا[۱۱] سے کون بچائے گا تو تم سے یہی فائدہ ہے کہ مجھ کو اور نقصان دینا چاہتے ہو[۱۲] اور بھائیو یہ خدا کی اونٹنی تمہارے لیے ایک نشانی ہے[۱۳] تو اس کو چھٹا رہنے دو وہ اللہ کی زمین میں چرتی پھرے اور اس کو مت ستاؤ نہیں تو جلدی سے تم کو عذاب آ لگے گا[۱۴]

۱؎ کہتا تھا اس اونٹنی کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ تم کو دکھ کا عذاب آن پکڑے گا، ۲؎ اوپر سے کڑک شروع ہوئی، ۳؎ جب عذاب اتر چکا یا عذاب اترنے کا وقت ہوا۔
۴؎ تم تو خوشامد خوروں جھوٹوں کے آشنا ہو جو شخص سچی بات کہے وہ تمہارا دوست نہیں۔ یہ بیماری صالحؑ کی قوم میں کیا اب تک ہر قوم کے بڑے آدمیوں اور سرداروں میں پھیلی ہوئی ہے ۵؎ کیونکہ آدمؑ مٹی سے بنے تھے۔ ۶؎ پیغمبری کے دعوے سے۔ ۷؎ لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ تو بڑا عقلمند ہوگا ۸؎ یعنی توحید میں، ۹؎ معاذ اللہ کیسے الو بیوقوف تھے کہ شرک پر تو دل جمتا تھا جس کی کوئی سند نہیں اور توحید جو سیدھا اور سچا رستہ اور جس کی ہزاروں دلیلیں موجود ہیں اس پر دل نہیں ٹھہرتا تھا یہ ساری خرابی باپ دادا کی تقلید سے پیدا ہوتی ہے تقلید کی دھن ایسی سما جاتی ہے کہ انسان انسانیت سے گزر جاتا ہے، ۱۰؎ نبوت اور پیغمبری ۱۱؎ یعنی اس کے عذاب سے، ۱۲؎ چاہتے ہو کہ میں دونوں جہان سے جاؤں اور آفت میں پھنس جاؤں، ۱۳؎ اس کی قدرت کی کہ اس میں سے خود بخود نکل آئی، ۱۴؎ ایسا ہی ہوا کہ اونٹنی کو جب انہوں نے مارا اس کے چوتھے دن ہی عذاب آیا۔

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ (هود پ ۱۲ ع ۶)

(آخر) انہوں نے[1] اس اونٹنی کو زخمی کیا[2] تب صالحؑ نے کہا تین دن اور گھروں میں چین کر لو یہ وہ وعدہ ہے (خدا کا) جو جھوٹ نہیں ہو سکتا پھر جب ہمارا عذاب آن پہنچا تو ہم نے صالحؑ اور اس کے ساتھ کے ایمانداروں کو اپنی مہربانی سے بچا دیا اور اس دن کی رسوائی سے (ان کو محفوظ رکھا) بے شک تیرا مالک طاقت والا ہے زبردست اور (چوتھے دن) ظالموں کو چنگھاڑ (زور کی چیخ) نے دبا لیا۔ تو اپنے گھروں میں (مرکر) اوندھے پڑے رہ گئے (اور ایسے مرمٹے) گویا وہاں بسے ہی نہ تھے سن لو ثمود کے لوگوں نے اپنے مالک کو نہ مانا سن لو ثمود کے لوگ راندے گئے۔

۳۔ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ (الحجر پ ۱۴ ع ۶)

اور (اسی طرح) حجر کے رہنے والے بھی پیغمبروں کو جھٹلا چکے ہیں[6] اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں[7]۔ پھر بھی انہوں نے ان پر کچھ خیال نہ کیا[8]۔ اور وہ پہاڑوں کو تراش کر ایسے گھر بناتے تھے جن میں ان کو ڈر نہ رہتا[9]۔ آخر صبح کے وقت ان کو چنگھاڑ نے آ دبا یا۔ پھر جو کچھ وہ کرتے تھے (یعنے مضبوط گھر۔ کھیتی مال و دولت وغیرہ) کچھ ان کے کام نہ آیا۔

۴۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا

ثمود کی قوم نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا جب ان کے بھائی صالح نے ان سے کہا کیا تم (خدائے تعالےٰ سے) نہیں ڈرتے میں تمہارا سچا پیغمبر امانت دار ہوں تو اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں اس (نصیحت کرنے) پر تم سے کچھ نیگ نہیں چاہتا میرا نیگ تو بس اسی پر ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔ کیا تم (یہ سمجھتے ہو کہ) جو (چیزیں) یہاں (دنیا میں) ہیں۔ باغ اور چشمے اور کھیت اور کھجور کے درخت جن کے گا بھے نازک[10]

[1] یعنی صالحؑ کی قوم کے لوگوں نے صالحؑ کا کہنا نہ سنا اور اس اونٹنی کو زخمی کیا۔ [2] اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ [3] اس کے بعد سب ہلاک ہو گئے۔ [4] یعنی عذاب سے۔ [5] اپنے مالک کی درگاہ سے۔ [6] حجر ایک بستی تھی مدینہ اور شام کے درمیان وہاں ثمود کی قوم رہتی تھی۔ [7] جیسے اونٹنی جس کا قصہ اوپر گزر چکا۔ [8] ان نشانیوں کو دیکھ کر بھی انہوں نے اپنے پیغمبرؑ کو نہ مانا۔ [9] کرنے کا یا اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈر نہ رہتا وہ سمجھتے تھے ہمارے گھر ایسے محفوظ ہیں کہ آندھی یا پانی کا ان پر اثر نہیں ہو سکتا۔ [10] اور ملائم یا جن کی کیلیں بوجھ سے جھکی اور ٹوٹی پڑتی ہیں۔

هَضِيمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۵۰﴾ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿۱۵۲﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿۱۵۳﴾ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ﴿۱۵۷﴾ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۵۸﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۵۹﴾

(الشعراء پ ۱۹ ع ۸)

ان میں ہمیشہ چین سے چھوڑ دئے جاؤ گے اور فراغت سے پہاڑوں میں تراش کر گھر بناتے رہو گے[۱] تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور جو لوگ حد سے بڑھ گئے ہیں ملک میں دھند مچاتے ہیں اور سنوارتے نہیں ان کا کہا مت سنو[۲] وہ کہنے لگے (صالح) تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے[۳] تو ہماری طرح ایک آدمی ہے اور کچھ نہیں۔ اگر سچا ہے تو کوئی نشانی بتلا (جس سے ہم جانیں کہ تو سچا پیغمبر ہے)، صالح علیہ السلام نے کہا (لو) یہ اونٹنی (خدا تعالےٰ کی بڑی نشانی ہے) ایک دن (بستی کا) پانی یہ پئے ایک دن تمہارا مقرر ہے۔ تم پیو اور اپنے جانوروں کو پلاؤ) اور (دیکھو خیال رکھو) کہیں اس کو ستانا نہیں پھر بڑے دن کا عذاب تم کو آدبوچے[۵] آخر انہوں نے (نہ مانا) اونٹنی کو زخمی کیا[۶] پھر شرمندہ ہوئے[۷] پھر عذاب نے ان کو آدبوچا۔ بے شک اس واقعہ میں (خدا کی قدرت کی) نشانی[۸] ہے اور صالحؑ کی قوم کے لوگ اکثر ایمان لانے والے نہ تھے اور بے شک تیرا مالک زبردست ہے رحم والا۔

۵۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يَا قَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۖ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا

اور ہم ثمود کی قوم کی طرف صالح کو بھیج چکے ہیں (انہوں نے کہا) اللہ تعالیٰ کو پوجو پھر وہ یکا یک صالح کے سمجھاتے ہی (دو گروہ ہو کر) جھگڑنے لگے[۹] صالحؑ نے (جھٹلانے والے گروہ سے) کہا بھائیو تم بھلائی سے پہلے برائی کی کیوں جلدی مچاتے ہو[۱۰] تم اللہ تعالیٰ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے کہ تم پر رحم ہو (اور عذاب سے بچو) کہنے لگے

---

۱ کبھی موت نہیں آئے گی یا کوئی آفت نہیں پڑے گی، ۲ یہ خیال تمہارا غلط ہے آفت کی گھڑی اور موت سر پر کھڑی ہے ۳ وہ نو آدمی تھے مفسد جنہوں نے اونٹنی کو مارنے کی فکر کی۔ دھند مچانا یہ ہے کہ شریعت اور قانون کی اطاعت نہ کرنا لوٹ اور غارت پر کمر باندھے پھرنا سب سے بڑا دھند یہ ہے کہ شرک اور کفر پھیلانا اللہ واحد اور رب حق کی عبادت چھوڑ کر بت پرستی کرنا ایمانداروں کو ستانا، ۴ تیری عقل جاتی رہی ہے یا تو بھی ہماری طرح پیٹ رکھتا ہے یعنی کھاتا پیتا ہے، ۵ بڑے دن سے وہ دن مراد ہے جس دن صالحؑ کی قوم پر عذاب اترا تھا، ۶ زخمی کرنے والا ان میں کا ایک شخص تھا قدار اس مردود نے تلوار سے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں، ۷ جب عذاب نمودار ہونے لگا ان کے رنگ زرد ہو گئے پھر لال پھر کالے، ۸ پتھر میں سے خود بخود اونٹنی کا نکلنا پھر اس کے مارنے والوں کا جو حال ہوا، ۹ ایک گروہ تو غریب لوگوں کا جو صالح پر ایمان لائے تھے اور دوسرا گروہ بڑے آدمیوں کا جو صالحؑ سے منحرف تھے، ۱۰ صالحؑ اپنی قوم سے کہتے تھے تم ایمان لاؤ تو اللہ تعالیٰ دین اور دنیا کی بھلائی تم کو دے گا ورنہ عذاب اترے گا ان کی قوم کو چاہیے تھا کہ ایمان لاتے اور بھلائی کے لیے جلدی کوشش کرتے وہ تو نہ کیا لگے برائی کی جلدی کرنے لگے اور کہنے لگے عذاب کہاں ہے جلدی ہم پر اتار،

بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۚ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿٤٨﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٠﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٥١﴾ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٣﴾ (النمل پ۱۹ ع۴)

ہم نے تو تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو منحوس قدم پایا [۱]۔ صالح نے کہا (نحوست وحوست واہیات ہے، تمہاری بری قسمت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے بات یہ ہے کہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے، تم لوگوں کو آزمائش ہو رہی ہے [۲]۔ اور اس شہر میں نو آدمی ایسے تھے جو ملک میں فساد مچاتے تھے اور سنوارنے کی نیت نہ رکھتے تھے [۳] انہوں نے کہا (آؤ جی) سب مل کر اللہ تعالیٰ کی قسم کھاؤ [۴] ہم رات کو صالحؑ اور ان کے گھر والوں پر چھاپہ ماریں گے (شبخون کریں گے) پھر (جب دریافت ہوگی تو) اس کے وارث سے کہہ دیں گے ہم تو صالحؑ کے گھر والے جب مارے گئے اس وقت موجود ہی نہ تھے اور ہم سچ کہتے ہیں اور انہوں نے ایک داؤں کیا اور ہم نے بھی ایک داؤں کیا اور ان کو ہمارا داؤں معلوم ہی نہ تھا [۵] پھر اے پیغمبرؐ دیکھ لے ان کے داؤں کا کیا انجام ہوا ہم نے ان (نو) کو اور ان کی قوم سب کو تباہ کر دیا [۶] تو یہ ان کے گھر ہیں جو ان کے گناہ کی وجہ سے خالی (ویران) پڑے ہیں بیشک اس واقعہ میں جاننے والوں کیلئے (خدا کی قدرت کی نشانی) ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور (خدا سے) ڈرتے تھے انکو ہم نے بچا دیا [۷]۔

۲۔ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٧﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا

اور ثمود کو ہم نے راہ بتلا دی لیکن انہوں نے سیدھا رستہ چھوڑ کر گمراہی پسند کی [۸] آخر ان کے (برے) کاموں کی وجہ سے ذلت کے مہلک عذاب نے ان کو پکڑ لیا۔ اور جو لوگ ایمان دار اور پرہیز گار تھے ان کو ہم نے بچا دیا [۹]

---

[۱] ان پر قحط آیا تو صالحؑ اور ایمانداروں کی نحوست سمجھنے لگے [۲] وہ بلائیں بھیج کر تم کو خواب غفلت سے بیدار کرتا ہے تاکہ شرک اور کفر چھوڑ دو اور اس کی طرف رجوع ہو بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے بات یہ ہے کہ یہ عذاب تم لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے ہے قرطبی نے کہا دنیا کے انتظام اور تدبیر کو بگاڑنے والا نحوست کے اعتقاد سے زیادہ کوئی چیز نہیں ہے جو لوگ ایسے ضعیف الاعتقاد ہوتے ان کا کوئی کام نہیں بنتا اور جو شخص یہ سمجھے کہ گائے کا پکارنا یا کوے کا آواز دینا یا کسی کا چھینکنا یا کانے کا یا عورت کا سامنے سے آنا یا کتے کا رونا یا الو کا بولنا یا بلی کا سامنے سے گزرنا منحوس ہے تو وہ جاہل ہے صحیح حدیث میں ہے کہ بدشگون لینا شرک ہے اور اسلام میں بدشگونی نہیں ہے عرب کے لوگ جاہلیت کے زمانہ میں ایسے ہی خیالات میں مبتلا تھے سفر کرتے وقت جانور کو اڑاتے اگر وہ داہنی طرف اڑتا تو مبارک سمجھتے ورنہ منحوس اور سب واہی باتوں کو اسلام نے مٹا دیا، [۳] یہ قدار ملعون کے ساتھی تھے جس نے اونٹنی کو زخمی کیا، [۴] یا انہوں نے مل کر اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی، [۵] ہم کو ان کا داؤں معلوم تھا پھر وہ کیا جیت سکتے تھے ہوا یہ کہ جب یہ نو مردود شخص اونٹنی کو زخمی کر کے صالحؑ اور ان کے گھر والوں کو مارنے کے لیے نکلے تو راستہ ہی میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا انہوں نے پتھروں سے ان سب کو کچل ڈالا اللہ تعالیٰ کے داؤں سے اس کی تدبیر مراد ہے اور عرب کا قاعدہ ہے کہ ایک چیز کے جوڑ کو بھی اس کا نام دھر دیتے ہیں جیسے اوپر کئی بار گزر چکا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی مشرکوں نے یہی چاہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا منصوبہ نہ چلنے دیا اور یہ قصہ اوپر سورۂ انفال میں گزر چکا ہے، [۶] وہ تو پتھروں سے کچلے گئے اور ان کی قوم والے چنگھاڑ سے ہلاک ہوئے جیسے اوپر گزر چکا ہے، [۷] صالحؑ ان لوگوں کو لے کر حضر موت کی طرف چلے گئے وہیں انتقال کئے، [۸] ایمان کو چھوڑ کر کفر اختیار کر لیا، [۹] وہ چار ہزار کے قریب تھے،

يَتَّقُونَ ﴿١٨﴾ (حٰمٓ السجدۃ پ٢٤ ع ٢)

٧- وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٤٣﴾ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنظُرُونَ ﴿٤٤﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنتَصِرِينَ ﴿٤٥﴾

(الذاریات پ٢٧ ع ٢)

اور ثمود کی قوم میں (بھی نشانی چھوڑی) جب انہوں نے اونٹنی کو زخمی کیا اور ان سے کہہ دیا گیا ایک وقت تک زندگی کا مزہ اٹھالو (یعنے تین دن تک، غرض انہوں نے اپنے مالک کا حکم نہ مانا آخر بجلی نے ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ان کو دبوچ لیا پھر عذاب آجانے پر کھڑے بھی نہ ہو سکے (بھاگتے کیا) اور نہ (ہمارے عذاب کو) روک سکے

٨- وَثَمُودَ فَمَا أَبْقَىٰ ﴿٥١﴾ (النجم پ٢٧ ع ٣)

اور ثمود کو بھی اور ان دونوں میں سے کسی کو (بھی) باقی نہ رکھا۔

٩- كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ﴿٢٣﴾ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٢٤﴾ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ﴿٢٥﴾ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ﴿٢٦﴾ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿٢٧﴾ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿٢٨﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٠﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾ (القمر پ٢٧ ع ٢)

ثمود کی قوم والوں نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا کہنے لگے کیا ہم اپنے ہی میں سے ایک اکیلے آدمی کے کہنے پر چلیں[١] ایسا کریں تو ہم گمراہ اور پاگل ٹھہرے[٢] (تعجب کی بات ہے) ہم (سب) ہوتے ساتے ایک اسی پر وحی اتری[٣] نہیں بات یہ ہے وہ جھوٹا ہے لپاٹیا ڈینگیا ہے[٤] (ہم نے صالح سے کہا) کل ان کو معلوم ہو جائیگا کون جھوٹا لپاٹیا ڈینگیا ہے[٥] (انہوں نے جیسے فرمائش کی اسی طرح) ہم نے ان کے آزمانے کو اونٹنی بھیجیں[٦] گے تو بھی ان کو تکتا رہ اور (ان کے ستانے پر) صبر کئے رہ اور ان کو جتلا دے کہ پانی ان میں (اور اونٹنی میں) بٹ گیا ہے ہر کوئی اپنے وقت پر پانی پینے آئے[٧] انہوں نے کیا کیا اپنے ساتھی (قدار) کو بلایا۔ اس نے (تلوار کا) ہاتھ چلایا اور (اونٹنی کو) زخمی کر ڈالا۔ آخر میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا (سخت) نکلا۔ ہم نے ان پر ایک چیخ کا عذاب بھیجا (حضرت جبرئیلؑ کی چھنکاڑ) وہ روندی ہوئی باڑ کی[١٠] طرح رہ گئے[١١]

[١] یعنی پیغمبر حضرت صالحؑ کی نسبت کہنے لگے کہ وہ ہماری طرح ایک آدمی ہیں ہماری ہی قوم کے سب ان کے تابعدار بن جائیں یہ نہیں ہو سکتا، [٢] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے ایسا ہو تو ہم غلطی میں پڑے اور عذاب میں پھنس گئے، [٣] حالانکہ ہم میں اس سے بہتر لوگ موجود ہیں، [٤] وہ چاہتا ہے کہ سب سے بڑا بن جائے سب لوگ اس کی تابعداری کریں، [٥] کل سے مراد قریب زمانہ ہے یعنی جب ان پر عذاب اترے گا یا قیامت کا دن، [٦] کہ اب بھی اللہ تعالیٰ کا حکم مانتے ہیں یا نہیں، [٧] ایک دن سارا پانی اونٹنی پئے گی ایک دن وہ لیں، [٩] کچھ دنوں ایسا ہی کرتے رہے پھر تنگ آکر اونٹنی کو مار ڈالنا چاہا، [١٠] پھونس ہو کر، [١١] بالکل پامال ہو گئے عرب میں قاعدہ ہے کہ جانوروں کی حفاظت کے لیے سوکھی ٹہنیوں اور کانٹوں کی باڑھ بنا لیتے ہیں چند روز میں جانور اس کو روند ڈالتے ہیں اور وہ پھونس کی طرح اڑ کر خاک ہو جاتی ہے۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے وہ گلی ہوئی جلی ہڈیوں کی طرح ہو کر رہ گئے۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے وہ دیواروں کی لونی کی طرح جو ہوا سے اڑتی ہے ہو گئے۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے وہ سوکھی گھانس کی طرح ہو گئے جس کو بکریاں کھا جاتی ہیں۔

۱۰۔ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾ (الحاقۃ پ ۲۹ ع ۱)

پھر ثمود تو ایک چنگھاڑ (یا زلزلے) سے کھپا ئے گئے[1]

۱۱۔ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿۱۷﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ﴿۱۸﴾ (البروج پ ۳۰ ع ۱)

(اے پیغمبرؐ) تجھ کو کیا اگلی (کافر) فوجوں فرعون اور ثمود تصہ پہنچا ہے[2]

۱۲۔ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿۹﴾ (الفجر پ ۳۰ ع ۱)

اور ثمود کے ساتھ (کیا کیا) جنہوں نے وادی القری[3] میں پہاڑ کو تراشا تھا[4]

۱۳۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا ﴿۱۱﴾ اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴿۱۲﴾ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿۱۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۬ۙ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ﴿۱۴﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾ (الشمس پ ۳۰ ع ۱)

ثمود کی قوم والوں نے اپنی شرارت سے (پیغمبر صالح کو) جھٹلایا جب ان میں بڑا بدبخت شخص[5] اٹھ کھڑا ہوا[6]۔ پھر اللہ تعالیٰ کے پیغمبر (صالح نے) ان سے کہا اللہ تعالیٰ کی اونٹنی کو چھوڑ دو۔ اور اس کو اپنی باری میں پانی پینے دو[7]۔ لیکن انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا اور (اونٹنی کو) مار ڈالا[8] آخران کے مالک نے ان کے گناہ پر ان کو الٹ مارا پھر ان کو پورا غارت کر دیا[9] اور اس کو ڈر نہیں ان کا برا انجام ہوا[9]۔

قِصَّةُ لُوْطٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ (۶۷)

باب ۶۷ حضرت لوطؑ کے حالات اور مؤتفکات کا بیان

۱۔ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ

اور (اے پیغمبرؐ) لوط کو یاد کر جب[10] اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم وہ

---

[1] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اپنی شرارت کی وجہ سے تباہ کئے گئے۔ بعضوں نے کہا طاغیہ ثمود کا وہ شخص ہے جس نے اونٹنی کو زخمی کیا تھا۔ اس کی وجہ سے ساری قوم تباہ ہوئی، [2] ضرور پہنچا ہے پھر کیوں گھبراتا ہے اللہ تعالیٰ نے جیسے ان فوجوں کو کر دیا مکہ کے کافروں کو بھی تباہ کرے گا فوجوں سے مراد فرعون اور اس کے ساتھ والے ہیں، [3] جو مدینہ کے نزدیک ہے شام کو جاتے ہوئے، [4] کہتے ہیں سب لوگوں سے پہلے ثمود ہی نے پہاڑوں کو کاٹ کر مکان بنائے تھے۔ ایک ہزار سات سو شہر انہوں نے آباد کئے تھے، [5] بدذات کمبخت قدار بن سالف اس نے اونٹنی پر حملہ کیا اس کو زخمی کیا اوپر کئی بار گزر چکا ہے، [6] ایک دن تم اپنے جانوروں کو پانی پلاؤ ایک دن اس کو پینے دو، [7] حدیث میں ہے اے علی میں تم کو بتلاؤں سب لوگوں میں زیادہ بدبخت دو شخص ہیں ایک تو وہ جس نے اونٹنی کو مارا ثمود کی قوم میں دوسرے وہ جو تیرے سر پر مارے گا اور ڈاڑھی خون سے تر ہو جائے گی یعنی ابن ملجم ملعون جس نے حضرت علی کو عین نماز میں تلوار سے مارا۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا معجزہ ہے اور اسی لیے امام ابو نعیمؒ نے اس کو دلائل النبوت میں روایت کیا ہے، [8] ان میں کا کوئی نہیں بچا نہ بڑا نہ چھوٹا صرف وہ لوگ بچ گئے جو حضرت صالحؑ پر ایمان لائے تھے، [9] یعنی ان کی تباہی اور بربادی کی اللہ تعالیٰ کو ذرا بھی پروا نہیں ہوئی جیسے دنیا کے بادشاہ ایک کام کرنے میں اس کے انجام سے ڈرتے ہیں، [10] لوطؑ ہاران بن تارخ کے بیٹے تھے اور ابراہیمؑ بن تارخ کے بیٹے تو لوط ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے اور دونوں بابل یعنی ملک عراق میں تھے پھر وہاں سے نکل کر شام کے ملک میں آ بسے ابراہیمؑ فلسطین میں اترے اور لوط اردن میں اور اللہ تعالیٰ نے لوطؑ کو پیغمبری دے کر ایک شہر میں بھیجا جس کا نام سدوم تھا۔

الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿٨٠﴾ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ﴿٨١﴾ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوهُم مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ﴿٨٢﴾ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٨٣﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٨٤﴾ (الاعراف پ ۸ ع ۱۰)

بے شرمی کا کام[۱] کرتے ہو جو تم سے پہلے سارے جہان میں کسی نے نہیں کیا۔ بے شک تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش بجھانے کو لگا کرتے ہو[۲]۔ بلکہ تم (جانوروں سے بھی) بڑھ گئے ہو[۳]۔ اور اس کی قوم نے بس یہی جواب دیا کہنے لگے لوطؑ[۴] اور اس کے لوگوں کو اپنی بستی سے باہر نکالو۔ یہ لوگ پاکیزہ (اور مقدس) بننا چاہتے ہیں[۵]۔ پھر ہم نے لوطؑ اور اس کے گھر والوں کو بچا لیا۔ صرف اس کی بی بی رہنے والوں میں رہ گئی[۶]۔ اور ہم نے ان پر پتھراؤ کیا پتھراؤ[۷] تو (اے پیغمبرؐ) دیکھ گناہ گاروں کا انجام کیا ہوا[۸]۔

۲۔ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ﴿٧٧﴾ وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِن قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ۚ قَالَ يَا قَوْمِ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي ۖ أَلَيْسَ مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ ﴿٧٨﴾

اور جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوطؑ کے پاس[۸] پہنچے تو اس کو (ان کا آنا) ناگوار گزرا اور دل میں رک گیا[۹]۔ اور کہنے لگا یہ تو بڑا سخت دن ہے[۱۰]۔ اور اس کی قوم کے لوگ[۱۱] اس کے پاس دوڑتے آئے اور وہ پہلے ہی سے بُرے بُرے کام کیا کرتے تھے[۱۲]۔ لوطؑ نے کہا[۱۳] بھائیو میری بیٹیاں موجود ہیں[۱۴]۔ وہ تمہارے لیے پاکیزہ ہیں تو خدا سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھ کو ذلیل نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی ایک بھی بھلا آدمی نہیں

[۱] لواطت اغلام، لونڈے بازی۔ [۲] جانوروں کی طرح خواہش بجھانے کے سوا اور تم کو کوئی غرض نہیں، [۳] یعنی جانور بھی اپنی فطری عادت کے موافق خواہش پوری کرتے ہیں نر ہمیشہ مادہ پر چڑھتا ہے اور مادہ بھی اپنی جنس کی یہ نہیں کہ نر نر پر کودنے لگے یا دوسری جنس کے جانور پر تم ایک درجہ جانوروں سے بھی بڑھ گئے فطرت کے خلاف نر سے اپنی خواہش بجھانے لگے، [۴] ہم گناہ گار ناپاک لوگوں میں ان کا کیا کام مسخرہ پن سے کہنے لگے [۵] یعنی ان لوگوں میں رہ گئی جو حضرت لوطؑ کے ساتھ نہیں بھاگے تھے بلکہ اپنے ملک میں رہے ان پر عذاب اترا وہ بھی ان کے ساتھ رہ گئی، [۶] پتھروں کا مینہ برسایا، [۷] مجاہد نے کہا حضرت جبرائیلؑ نے ان ساری بستیوں کو جن میں لوطؑ کی قوم بستی تھی اکھاڑا اور آسمان تک لے گئے پھر الٹا کر پھینک دیا اوپر سے پتھر برسے، [۸] اور اس نے دیکھا وہ خوبصورت لڑکوں کی شکل میں تھے، [۹] حضرت لوطؑ یہ ڈرے کہ یہ خوبصورت لڑکے ہیں اور میری قوم بدکار ہے وہ ان کو ضرور ستائیں گے اور مجھ میں یہ زور نہیں کہ ان کو بچاؤں، [۱۰] اپنے مہمانوں کی عزت بچانے کے لیے ساری قوم سے لڑنا پڑے گا، [۱۱] ان خوبصورت لڑکوں کا آنا سن کر، [۱۲] لونڈے بازی اور لواطت کے عادی تھے ان کو کچھ شرم تو رہی نہ تھی انہوں نے ان فرشتوں پر بھی ہاتھ چلانا چاہا اور حضرت لوطؑ ان کو روکنے لگے، [۱۳] اگر تم کو ایسے ہی شہوت کا غلبہ ہے تو نکاح کر لو، [۱۴] حضرت لوطؑ کی دو یا تین بیٹیاں تھیں یہ کافر ان کی درخواست کر چکے تھے مگر ان کی بدکاری کی وجہ سے حضرت لوطؑ نے منظور نہیں کیا تھا اب مہمانوں کو بچانے کے لیے لاچار ہو کر بیٹیوں کو ان سے بیاہ دینا منظور کر لیا۔

قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ (٧٩) قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ (٨٠) قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ۭ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۭ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ (٨١) فَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ (٨٢) مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا هِىَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ (٨٣) (ھود، پ ١٢ ع ٧)

وہ (مردود) کہنے لگے تو تو جانتا ہے ہم کو تیری بیٹیوں کی کوئی خواہش نہیں ہے اور تو جانتا ہے جو ہم کرنا چاہتے ہیں[1]۔ لوط نے کہا کاش اگر مجھ کو کچھ زور ہوتا یا کسی زبردست کنبے کا آسرا ہوتا[2][3] کہنے لگے لوط[4] ہم تیرے مالک کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں۔ وہ ہرگز تمہارے پاس تک نہ پھٹک سکیں گے تو اپنے گھر کے لوگوں کو لے کر کچھ رات رہے چل دے[5] اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑکر نہ دیکھے[6] مگر تیری جورو[7] اس کو بھی وہی عذاب ہوگا[8] جو ان لوگوں کو ہوگا۔ ان (کی ہلاکت) کا وعدہ صبح کو ہے کیا صبح نزدیک نہیں ہے[9]۔ پھر جب ہمارا عذاب آن پہنچا[10] ہم نے اس کے اوپر کا حصہ تلے کر ڈالا[11] اور ہم نے اس پر[12] کھر نجے کے پتھر تہ بہ تہ تیرے مالک کے پاس بنے ہوئے[13] برسائے[14] اور ایسے پتھر برسنا ظالموں سے دور نہیں ہیں[15]۔

۲۔ فَلَمَّا جَاۗءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلُوْنَ (٦١) قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ (٦٢) قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ (٦٣) وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (٦٤)

پھر جب بھیجے ہوئے (فرشتے) لوطؑ کے خاندان کے پاس آئے لوط نے کہا تم تو بیگانے ہو[15][16]۔ وہ کہنے لگے[17] بلکہ جس (عذاب) میں یہ لوگ شک کرتے تھے ہم وہی (عذاب) لے کر آئے ہیں اور ہم ہونے والی بات لے کر تیرے پاس آئے ہیں[18] اور ہم سچے ہیں تو کچھ

---

[1] لواطت اور لونڈے بازی، [2] تو میں اس وقت تم سے سمجھ لیتا، [3] حضرت لوطؑ اپنی قوم میں زبردست کنبہ نہیں رکھتے تھے وہ پہلے حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ تھے پھر شام کے ملک میں ہجرت کی وہاں سے اللہ تعالیٰ نے ان کو سدوم بھیجا جہاں یہ بدکار لوگ بستے تھے حضرت لوطؑ ان میں ایک غریب پردیسی کی طرح رہتے تھے ابو ہریرہؓ نے کہا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جتنے پیغمبروں کو بھیجا وہ کنبے والے تھے آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوطؑ پر رحم کرے وہ زبردست کنبے کی پناہ ڈھونڈتے تھے، [4] یا رات کے اندھیرے میں نکل کھڑا ہو، [5] اللہ تعالیٰ کے عذاب کی آوازیں کان میں تو بھی ادھر نہ دیکھو چپکے پیٹھ موڑے ہوئے بھاگے چلے جاؤ، [6] وہ پیچھے مڑکر دیکھے گی اس کی تقدیر میں یہ لکھا ہے، [7] ایسا ہی ہوا حضرت لوطؑ اور ان کے گھر والے چپکے کچھ رات رہے بستی سے چل دئے ان کی بی بی ساتھ لیکن اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور اپنی قوم کی تباہی پر افسوس کرنے لگی ایک پتھر اس پر بھی آن کر گرا اور وہیں مرگئی، [8] یعنی بالکل قریب ہے، [9] یا وہ وقت جو عذاب آنے کے لیے مقرر تھا، [10] اور تلے کا اوپر جبرائیل نے پہلے ساری بستی کو اکھاڑا اور آسمان تک اوپر لے گئے پھر الٹ کر پٹخ دیا، [11] الٹنے سے پہلے یا الٹنے تک یا الٹنے کے بعد، [12] یا نشان کئے ہوئے، [13] سجیل اینٹ کا پتھر یا کھنگر، عکرمہؒ نے کہا مٹی پتھر ملا ہوا نشان کئے ہوئے یعنی ان پر کوئی علامت کی گئی تھی، بعضوں نے کہا ہر پتھر پر اس کا نام لکھا تھا جو اس سے ہلاک کیا گیا، [14] یعنی ظالموں اور مشرکوں پر اس قسم کا عذاب اترنا قیاس سے بعید نہیں ہے وہ ایسے ہی عذاب کے لائق ہیں، [15] پردیسی اجنبی معلوم ہوتے ہو، [16] اس ملک کے نہیں ہو اس لیے مجھے تم سے خوف معلوم ہوتا ہے، [17] انہیں ڈرنے کا کوئی سبب نہیں ہے، [18] جس کے ہونے میں کوئی شک نہیں یعنی خدا تعالیٰ کا قطعی حکم ہے،

فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا حَيْثُ تُؤْمَرُونَ (۶۵) وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَٰلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هَٰؤُلَاءِ مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ (۶۶) وَجَاءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ (۶۷) قَالَ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ (۶۸) وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ (۶۹) قَالُوا أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعَالَمِينَ (۷۰) قَالَ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ (۷۱) لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ (۷۲) فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ (۷۳) فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ (۷۴) إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ (۷۵) وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ

رات رہے اپنے گھر والوں کو لے کر (یہاں) سے چل دے اور تو سب کے پیچھے چلیو[۱] اور تم میں سے کوئی (پیچھے) مڑ کر نہ دیکھے[۲] اور جہاں تم کو حکم ہے[۳] وہیں (سیدھے) چلے جاؤ اور ہم نے لوطؑ کو اس بات کا فیصلہ کہلا بھیجا کہ صبح کو ان لوگوں کی جڑ بنیاد کٹ جائے گی[۴]۔ اور شہر (سدوم) والے لوگ[۵] خوشیاں مناتے آئے اور بدفعلی کا قصد کیا، لوطؑ نے کہا یہ میرے مہمان ہیں تو مجھ کو رسوا نہ کرو[۶] اور خدا سے ڈرو مجھ کو فضیحت نہ کرو۔ وہ کہنے لگے کیا ہم تجھ کو جہان کے لوگوں سے منع نہیں کر چکے ہیں[۷]۔ لوطؑ نے کہا اگر تم کو ایسا ہی کرنا ہے۔ تو یہ میری بیٹیاں (حاضر) ہیں[۸]۔ (اے پیغمبرؐ) تیری زندگی کی قسم بے شک وہ اپنی مستی میں دیوانے ہو رہے تھے۔ پھر سورج نکلتے ان کو چنگھاڑ نے آ دبوچا (حضرت جبرئیل نے ایک چیخ ماری) پھر ہم نے اس (بستی) کو الٹ کر اوپر تلے کر دیا[۹] اور (ہم نے) ان پر کھنگر کے پتھر برسائے۔ بے شک اس (قصے) میں ٹوہ لگانے والوں[۱۰] کو نشانیاں ہیں اور یہ بستی تو سیدھے

[۱] تاکہ ان کو دیکھتا جائے اور تجھے اطمینان رہے کسی کے رہ جانے کا ڈر نہ ہو۔ [۲] یا تم میں سے کوئی پیچھے نہ رہ جائے [۳] یعنی شام کی طرف یا مصر کی طرف یا اور دوں کی طرف۔

[۴] ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا سب کے سب ہلاک اور برباد ہو جائیں گے، [۵] ان خوبصورت لڑکوں کا آنا سن کر، [۶] تم ان سے بدفعلی کرنا چاہو گے اور میں تم کو روک نہ سکوں گا تو ان کی نگاہ میں ذلیل ہوں گا کہ اپنے مہمان کو بچا نہ سکا یا جب تم ان کو ذلیل کرو گے تو میں بھی ذلیل ہوں گا کیونکہ مہمان کی ذلت صاحب خانہ کی ذلت ہے، یہ گفتگو اس سے پہلے کی ہے جب ان فرشتوں نے اپنا حال لوطؑ پر کھولا اور کہا کہ تم مت گھبراؤ ہم خدا کے بھیجے ہوئے آئے ہیں جیسے سورہ ہود میں گذر چکا، [۷] کہ تو کسی کی حمایت ہمارے مقابلہ میں نہ کر ہم جس سے چاہیں برا کام کریں یا ہم نے تم کو منع نہیں کر دیا تھا کہ تو پردیسیوں کی ضیافت ہمارے گاؤں میں نہ کیا کر نہ ان کو ہمارے گاؤں میں آنے دیا کر، [۸] ان سے نکاح کر لو۔ بعضوں نے کہا مراد بستی کی عورتیں ہیں کیونکہ پیغمبر علیہ السلام باپ کی طرح ہوتا ہے[۹] وہاں چار بستیاں تھیں جن میں چار لاکھ لڑنے والے مرد تھے حضرت جبرائیلؑ نے چاروں کو آسمان تک اٹھایا پھر الٹ کر وہاں سے پھینک دیا، [۱۰] یا غور و فکر کرنے والوں کو حق تعالیٰ کی قدرت کی۔ ع[۵] حضرت لوطؑ کی بات نے کچھ اثر نہ کیا حالانکہ اگر لوہے کی طرح کسی کا دل سخت ہو تو بھی اس نرم گفتگو سے لامحالہ شرمندہ ہو جائے پاجی بات نہیں مانتے ان کو جوتی اور لات چاہیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی قسم کھائی سوائے آپ کے اور کسی کو یہ عزت حاصل نہیں ہوئی بعضوں نے کہا ترجمہ یوں ہے قسم اس کی جو تیری زندگی کا خالق ہے، بعضوں نے کہا یہ فرشتوں کا کلام ہے انہوں نے لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کی قسم کھائی سید علامہ نے کہا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا اور کسی کی قسم کھانا منع ہے، اور صحیح حدیثیں اس کی ممانعت میں وارد ہوئی ہیں تو بندوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا اور کسی کی قسم نہ کھانا چاہیے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اختیار ہے۔ وہ جس چیز کی چاہتا ہے قسم کھاتا ہے،

مُقِيمٍ ﴿٧٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ (الحجر پ ۱۴ ع ۵)

رستے پر ہے[1] بے شک جو ایمان دار ہیں ان کے لیے تو اس (قصے) میں (خدا کی قدرت کی بڑی) نشانی ہے۔

۴۔ وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَت تَّعْمَلُ الْخَبَائِثَ ۗ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ ﴿٧٤﴾ وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا ۖ إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٧٥﴾ (الانبیاء پ ۱۷ ع ۵)

اور لوط علیہ السلام کو ہم نے پیغمبری دی (یا سمجھ فیصلہ کرنے کی) اور علم دیا اور ہم نے اس کو بستی (سدوم) سے نجات دی۔ جہاں کے لوگ ناپاک کام کیا کرتے تھے (لواطت) بے شک وہ بدکار لوگ تھے اور ہم نے اس کو اپنی رحمت میں (جنت) میں داخل کر لیا۔ بیشک وہ نیک بندوں میں سے تھا۔

۵۔ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿٤٠﴾ (الفرقان پ ۱۹ ع ۴)

اور یہ کافر اس بستی پر ہو کر آئے ہیں جس پر بُرا پتھراؤ کیا گیا تھا (یعنے سدوم پر جو لوط والوں کا شہر تھا) کیا انہوں نے اس کو نہ دیکھا ہو گا بات[2] یہ ہے کہ ان کو مر کر پھر جی اٹھنے کی امید نہیں ہے[3]۔

۶۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُم مِّنْ أَزْوَاجِكُم ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُم مِّنَ الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾

لوطؑ کی قوم نے (یعنی ملک والوں نے) پیغمبروں کو جھٹلایا جب[4] ان کے بھائی (یعنے ہم وطن ہم شہر) لوطؑ نے کہا کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے میں تمہارا سچا (امانت دار) پیغمبر ہوں تو اللہ تعالے سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں (اس نصیحت کرنے پر) تم سے کچھ نیگ نہیں مانگتا میرا نیگ تو بس اسی پر ہے جو سارے جہان کا مالک ہے (تم کو شرم نہیں آتی) تم جہان کے لونڈوں پر چڑھتے ہو امردوں سے بُرا کام کرتے ہو اور جو تمہارے مالک نے تمہارے لیے (اچھی پاکیزہ) بی بیاں پیدا کی ہیں ان کو چھوڑ بیٹھے ہو بات یہ ہے کہ تم لوگ (شرارت میں) حد سے بڑھ گئے ہو[5] وہ کہنے لگے لوطؑ (دیکھ سنبھل) اگر تو (اس نصیحت سے) باز نہ آئے گا تو[6] بے شک بستی سے نکال باہر کیا جائے گا لوطؑ نے کہا (خیر تمہارا اختیار ہے) میں تو تمہارے اس کام سے بیزار ہوں[7] (پاک) پروردگار مجھ کو اور میرے گھر والوں کو تو ان کے (ناپاک) کاموں سے بچا دے آخر ہم نے لوطؑ اور اس کے گھر والوں کو (سب کو) عذاب سے بچا[...]

---

[1] جب قریش شام کے ملک کو جاتے ہیں تو یہ بستی راہ میں پڑتی ہے اب تک اس کے نشان موجود ہیں مگر ان کو عبرت نہیں ہوتی، [2] ضرور دیکھا ہو کیونکہ وہ شام کے راستہ پر واقع ہے اور قریش کے لوگ وہاں سوداگری کے لیے آتے جاتے رہتے ہیں، [3] تو سب کچھ دیکھتے ہیں پر عبرت نہیں ہوگی آخرت کا یقین ہو تو عبرت ہو، [4] لوط علیہ السلام جس بستی میں جا کر رہے تھے اس کا نام سدوم تھا لوطؑ ان کی قوم میں سے نہ تھے کیونکہ وہ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے جو بابل کے رہنے والے تھے کہ اپنے شہر والوں کو بھی کبھی اپنی قوم کہتے ہیں، [5] یہاں تک کہ فطرت کے خلاف بھی کرنے لگے، [6] پھر ہم کو لونڈے بازی سے منع کرے گا، [7] اس کام کا سخت مخالف اور دشمن ہوں۔

إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٧٢﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧٤﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾

(الشعراء پ۱۹ ع ۵)

مگر ایک بڑھیا (لوطؑ کی بی بی) رہنے والوں میں رہ گئی اس کے بعد ہم نے دوسرے (سب لوگوں کو) ہلاک کر مارا اور ان پر (پتھروں کا) برساؤ کیا تو بُرا برساؤ تھا ان لوگوں کا جو (ہمارے عذاب سے) ڈرائے گئے تھے (پر کمبخت نہ ڈرے اور بُرا کام نہ چھوڑا) بے شک اس واقعہ میں خدا کی قدرت کی نشانی ہے اور لوطؑ کی قوم کے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہ تھے اور بے شک تیرا مالک زبردست ہے رحم والا۔

۷۔ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ﴿٥٤﴾ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿٥٥﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ﴿٥٦﴾ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٥٧﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ﴿٥٨﴾

(النمل پ۱۹ ع ۴)

اور (اے پیغمبرؐ) لوطؑ کو (یاد کر) اس نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا۔ تم جان بوجھ کر (یا ایک دوسرے کے سامنے) بےحیائی کا کام کرتے ہو، بھلا تم اپنی عورتوں کو چھوڑ کر للچا کر (شہوت بجھانے کو) مردوں (لڑکوں) پر گرتے ہو سچ یہ ہے کہ تم بڑے بے وقوف ہو[۱] پھر اس کی قوم نے کچھ جواب نہ دیا بس یہ کہنے لگے لوطؑ کے گھر والوں کو اپنی بستی سے باہر کرو۔ کیونکہ وہ لوگ پاکیزہ (اور مقدس) بننا چاہتے ہیں[۳] آخر ہم نے لوطؑ اور اس کے گھر والوں کو (عذاب سے) بچا لیا۔ مگر اس کی بی بی جس کے حصے میں ہم نے رہ[۴] جانا کہہ دیا تھا تو اس کی قوم پر ہم نے پتھروں کا برساؤ کیا۔ تو ان لوگوں کا برساؤ جو (عذاب سے) ڈرائے گئے تھے۔ کیا بُرا برساؤ تھا۔

۸۔ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿٢٨﴾ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنكَرَ ۖ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِن كُنتَ

اور لوطؑ (کو بھی بھیجا) جب اس نے اپنی قوم والوں سے کہا تم تو ایسی بے شرمی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے سارے جہان میں کسی نے نہیں کیا (لواطت اور لونڈے بازی) کیا تم (عورتوں کو چھوڑ کر) مردوں سے صحبت کرتے ہو اور رستہ لوٹتے ہو (مسافروں کو ستاتے ہو) اور (اپنی مجلس میں برا کام کرتے ہو[۵] پھر اس کی قوم نے (ان باتوں کا) کوئی جواب نہیں دیا۔ یہی کہنے لگے اگر تو سچا ہے تو

[۱] وہ دوسرے بدکاروں کے ساتھ ہلاک ہوئی کیونکہ ان بدکاروں سے راضی تھی، [۲] کمبخت جانور گدھے اور کتے بھی ایسا نہیں کرتے آدمی جیسے اشرف المخلوقات ہے ویسے ہی کبھی وہ جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے ؎ آدمی زاد طرفہ معجونے است؛ از فرشتہ سرشتہ واز حیوان؛ گر کند میل ایں شود کم ازاں؛ ور کند قصد آں شود بہ ازاں، [۳] ہم گناہ گار وہ بڑے نیک مقدس پھر ہمارے ساتھ کیوں رہیں یہ ہنسی ٹھٹھے سے کہا، [۴] اور گناہ گاروں کے ساتھ ہلاک ہونا [۵] غریبوں پر کنکریاں پھینک مارتے ہو یا راستے میں بیٹھ کر مسافروں کو چھیڑتے ہو یا مجلس میں ٹرٹر گوز لگاتے ہو یا علانیہ لواطت کرتے یا کبوتر بازی کرتے ہو یا چوسر اور شطرنج کھیلتے ہو یا ننگے ہو جاتے ہو اور سیٹی بجاتے ہو یا فحش اور بیہودہ بکتے ہو گالی گلوچ وغیرہ،

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾

(العنکبوت پ ۲۰ ع ۳)

اللہ تعالیٰ کا عذاب ہم پر لے آ۔ لوطؑ نے (عاجز ہوکر) دعا کی یا میرے خدا ان فسادی لوگوں پر میری مدد کر (ان کو تباہ اور برباد کر، یہ ماننے والے نہیں۔

۹۔ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾

(العنکبوت پ ۲۰ ع ۴)

اور جب ہمارے فرشتے لوطؑ کے پاس پہنچے تو وہ ان (کے آنے) سے ناخوش ہوا اور اس کا دل تنگ ہو گیا[۱] اور فرشتے کہنے لگے تو ڈر نہیں اور رنج[۲] نہ کر ہم تجھ کو تیرے گھر والوں کو (عذاب سے) بچا دیں گے البتہ تیری جورو رہنے والوں میں شریک ہے (وہ عذاب میں مبتلا ہوگی) ہم اس بستی والوں پر اُن کے بُرے کاموں[۳] کی سزا میں آسمان سے عذاب اتاریں گے (پتھر برسائیں گے) اور ہم نے عقلمند لوگوں کے لیے اس بستی میں سے ایک کھلا نشان چھوڑ دیا ہے[۴]

۱۰۔ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

(الصّٰفّٰت پ ۲۳ ع ۴)

اور لوط بھی بے شک پیغمبروں میں سے تھا جب ہم نے اس کو اور اس کے گھر والے سب کو عذاب سے بچا دیا مگر ایک بڑھیا (لوط کی بی بی) جو رہ جانے والوں میں (رہ گئی) تھی پھر دوسرے (سب) لوگوں کو ہم نے تباہ کر دیا اور[۵] تم صبح کو (اور کبھی) رات کو ان پر سے گزرتے رہتے ہو کیا تم کو عقل نہیں[۶]

۱۱۔ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾

(النجم پ ۲۷ ع ۳)

اور لوط کی بستیوں (موتفکہ) کو بھی اسی نے الٹ[۷] مارا پھر ان پر جو تباہی آئی وہ آئی[۸]

۱۲۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۢ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ

لوطؑ کی قوم والوں نے بھی ڈرانے والوں (پیغمبروں) کو جھٹلایا ہم نے ان پر پتھراؤ کیا مگر لوطؑ کے لوگوں پر (جو ایماندار تھے) احسان کر کے ہم نے صبح سویرے ہی ان کو (وہاں سے نکال کر) بچا دیا۔ جو لوگ (ہماری نعمتوں کا) شکر کرتے ہیں ہم ان کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں[۹] اور لوطؑ نے

[۱] حضرت لوط علیہ السلام سمجھے کہ یہ انسان ہیں اور ایسے خوبصورت تو میری قوم والے جن کو کمبخت لواطت کی عادت پڑی ہے ایسے خوبصورتوں کو کب چھوڑیں گے اور میں بچا نہ سکوں گا، [۲] ہم اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں انسان نہیں ہیں۔ ان کے گرے ہوئے مکان اور چھت یا وہ پتھر جو آسمان سے برسے تھے، مجاہد نے کہا ایک کالا پانی جو اب تک اس زمین پر موجود ہے، [۴] شام کے ملک کو جاتے آتے ان پر گذرتے ہو، [۵] لوطؑ کی قوم کی بستیاں سدوم وغیرہ مکہ سے شام کو جاتے وقت راہ میں اب تک ان کے نشان نظر آتے ہیں، [۶] ان کا قصہ اوپر گذر چکا ہے، [۷] ایک تو الٹائی گئی دوسرے اوپر سے پتھر برسائے گئے، [۸] آفت سے ان کو محفوظ رکھتے ہیں۔

أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ ﴿٣٨﴾ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٩﴾ (القمر پ ۲۷ ع ۲)

(عذاب آنے سے پہلے ہی) ان کو ہماری پکڑ سے ڈرایا تھا مگر وہ ڈرانے میں لگے شک کرنے اور[1] (الٹا یہ کیا) کہ لوط کے مہمانوں کو اس سے مانگا۔ ان سے برا کام کرنے کو، ہم[2] نے ان کی آنکھوں کو اندھا[3] کر دیا اور (ہم نے کہا) اب میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو اور دن کو سویرے ہی ان پر عذاب آ پہنچا جو ٹل نہیں سکتا تھا (ہم نے کہا) اب میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو۔

قِصَّةُ شُعَيْبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ (۶۸)

باب ۶۸ حضرت شعیب علیہ السلام کے حالات

۱۔ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٨٥﴾ وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوا

اور ہم نے مدین والوں کی طرف[4] شعیب کو بھیجا جو ان کا بھائی تھا اس[5] نے کہا بھائیو اللہ کو پوجو اس کے سوا کوئی تمہارا سچا معبود نہیں تمہارے پاس تو تمہارے مالک کی طرف سے ایک نشانی آ چکی[6] ہے تو مال تول پورے کر دو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں نقصان نہ دو[7] اور جب ملک سنور گیا ہے تو اب اس میں خرابی مت[8] مچاؤ اگر تم ایمان دار ہو تو ان باتوں پر عمل کرنا تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور ہر رستے پر بیٹھ کر جو (لوگوں کو) ڈراتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے اس پر ایمان لانے والوں کو روکتے ہو اور اس کو ٹیڑھا کرنا[9] چاہتے ہو تو (آئندہ) اس طرح مت بیٹھو[10] اور خیال کرو تم کتنے تھوڑے

[1] ان کو لوط کے ڈرانے کا یقین نہ آیا، [2] یہ مہمان حضرت جبرئیل میکائیل اور اسرافیل تھے جو خوبصورت لڑکوں کے بھیس میں حضرت لوطؑ کے پاس آئے تھے ان کا قصہ اوپر کئی بار گزر چکا ہے، [3] یا ان کی آنکھوں پر جھاڑ وچھیری میٹ کر برابر کر دیا، [4] ایک شہر تھا یا قبیلہ یا چشمہ، [5] شعیب میکائیل کا بیٹا وہ یشجب کا وہ مدین کا وہ ابراہیم کا بیٹا تھا۔ اور مدین والے بھی سب مدین کی اولادیں تھے تو شعیبؑ انہیں کے بھائی برادر تھے، [6] وہ نشانی کیا تھی قرآن میں اس کا ذکر نہیں ہے کہتے ہیں شعیب جب کسی پہاڑ پر چڑھنا چاہتے تو وہ جھک جاتا، [7] قریب سے قیمت گھٹا کر یا اور کسی تدبیر سے۔ بعضوں نے کہا محصول لیتے تھے یعنی خراج گیر تھے [8] اس کی تفسیر ساتویں رکوع میں گزر چکی ہے، [9] یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ کو، [10] اس میں عیب نکالنا چاہتے ہو، [11] شعیب کی قوم کے بدمعاش لوگ ہر ہر ناکے پر بیٹھتے اور جو آدمی شعیبؑ کے پاس دین کی باتوں کو سیکھنے کے لیے آتا اس کو ڈراتے دھمکاتے کبھی یوں کہتے کہ شعیب جھوٹا مکار ہے اس کے پاس مت جا۔ بعضوں نے کہا وہ راہوں پر اس لیے بیٹھتے کہ آتے جاتے کو ڈرا کر اس کا مال لوٹ لیں۔ بعضوں نے کہا وہ ہر ناکے پر بیٹھ کر پردیسیوں کو ستاتے اور ان سے محصول لیتے۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ دین کے راہوں پر اس طرح مت بیٹھو یعنی لوگوں کو ایمان لانے سے مت روکو نہ ان کو ڈراؤ میرے پاس آنے سے نہ ایمان میں عیب نکالو کہ خواہ مخواہ سیدھی راہ ٹیڑھا کرنا چاہو۔

إِذْ كُنْتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿٨٦﴾ وَإِنْ كَانَ طَائِفَةٌ مِنْكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿٨٧﴾ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ﴿٨٨﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ﴿٨٩﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا

تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو بہت کر دیا[۱]۔ اور (یہ بھی) دیکھو کہ فسادیوں کا انجام کیسا ہوا[۲]۔ اور اگر تم میں سے ایک گروہ کو اُس کا یقین ہے جو میں دے کر بھیجا گیا[۳]۔ اور ایک گروہ کو اس پر یقین نہیں ہے[۴] تو صبر کرو یہاں تک کہ اللہ سبحانہ و تعالےٰ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے[۵] اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں میں بہتر ہے۔ اس کی قوم کے سردار متکبر کہنے لگے شعیب ہم تجھ کو اور جو تیرے ساتھ ایمان لائے ان سب کو اپنی بستی سے ضرور باہر نکال دیں گے یا تم پھر ہمارے دین میں آجاؤ گے[۶] شعیب نے کہا بھلا اگر ہم (اس کو) بُرا سمجھتے ہوں[۷] جب اللہ نے ہم کو ہمارے (غلط) دین[۸] سے نجات دی اگر پھر ہم تمہارے دین میں آجائیں تو ہم[۹] نے اللہ پر جھوٹ باندھا[۱۰] اور ہم سے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ تمہارے دین میں پھر آجائیں۔ ہاں مگر خدا کی مرضی ہو جو ہمارا مالک ہے[۱۱]۔ ہمارے مالک[۱۲] کا علم سب چیز کو گھیرے ہوئے ہے اللہ تعالیٰ ہی پر ہمارا بھروسہ ہے مالک ہمارے ہمارا اور ہماری قوم کا انصاف سے فیصلہ کر دے[۱۳] اور تو سب فیصلہ کرنے والوں میں بہتر ہے اور اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے (قسم خدا کی) اگر شعیب کے کہنے پر چلے تو بے شک جب تو

۱؎ تمہاری نسل بڑھا کر یا تم مفلس تھے اللہ تعالیٰ نے تم کو مالدار کر دیا، ۲؎ کس طرح تباہ اور برباد ہو گئے یعنی اگلی امتوں پر نظر ڈالو، ۳؎ یعنی اس شریعت کا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو دی گئی ہے، ۴؎ اے وہ لوگو جن کو یقین نہیں ہے یعنی کافر دیا جن کو یقین ہے یعنی مومنو، ۵؎ کافروں کو تباہ کرے مومنوں کو غالب کرے، ۶؎ مطلب یہ ہے کہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہو گی یا تو پھر ہمارے دین میں آجانا یا بستی سے نکالے جانا، ۷؎ جب بھی تم ہم کو اپنے مذہب میں ملا لوگے مطلب یہ کہ تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ وہ کاموں میں سے ایک کام ضرور ہوگا یا تو پھر تمہارے دین میں جانا یا نکالے جانا دین میں ملنا تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ جب ہمارا دل تمہارے دین سے بیزار ہے تو جبراً نکالے کو ملنا نہیں کہہ سکتے البتہ نکالے جانا ہو سکتا ہے اگر تم زبردستی سے نکالو تو نکل جائیں گے دل میں تو اس کو بھی بُرا جانتے ہیں، ۸؎ یعنی شرک اور کفر، ۹؎ بیشک اس کا مطلب یہ ہو گا کہ، ۱۰؎ یعنی جب پھر تمہارے دین میں آگئے تو معلوم ہوا کہ اب تک جو ہم نبوت کا دعویٰ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو پیغام سناتے تھے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ پر ایک جھوٹا بہتان تھا معاذ اللہ، ۱۱؎ تو یہ اور بات ہے، ۱۲؎ مطلب یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں تو ظاہر میں تو یہ محال ہے کہ ہم پھر کافر ہو جائیں مگر خدا کی مرضی دوسری بات ہے، وہ دم بھر میں دل کو پھیر سکتا ہے اور مذہب ہے اہل سنت کا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت محال سے متعلق ہو سکتی ہے اور تمام پیغمبروں نے کفر سے پناہ مانگی ہے اسی طرح خاتمہ کی خرابی سے، ۱۳؎ وہ سب کچھ رتی رتی جانتا ہے۔ ۱۴؎ اگر وہ عذاب کے لائق ہوں تو ان پر عذاب اتار یہ نہیں کہ خواہ مخواہ ان پر عذاب اترے۔

لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾ (الاعراف پ ۹ و ۸ ع ۱۱)

تم برباد ہوئے۔ آخر زلزلے (بھونچال) نے ان کو آ دبایا۔ صبح کو اپنے گھر میں اوندھے (مرے) پڑے تھے جن[۵] لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا (وہ) ایسے مرمٹے گویا اپنے گھروں میں (کبھی) رہے ہی نہ تھے۔ جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا وہی برباد ہوئے[۳] تو شعیبؑ نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگا بھائیو میں نے تو تم کو اپنے مالک کے پیغام پہنچا دیئے اور تمہاری خیر خواہی[۵] کی تو ایسے کافر لوگوں کا میں کیا غم کھاؤں[۶]

۲۔ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۗ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ

اور ہم نے مدین قوم کی طرف اس کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا[۷]۔ اس نے کہا بھائیو اللہ تعالیٰ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی سچا خدا نہیں ہے اور ماپ اور تول میں فرق نہ کرو (گھٹاؤ نہیں) میں تو دیکھتا ہوں تم آسودہ ہو[۸] اور[۹] مجھ کو تم پر ایسے دن کے عذاب کا ڈر ہے جو (تم سب کو) گھیرے گا[۱۰] اور بھائیو ماپ اور تول انصاف سے پورے کرو[۱۱] اور لوگوں کو (سودا سلف میں) ان کی چیزیں کم نہ دو۔ اور ملک میں فساد مت مچاتے پھرو۔ (ہر ایک کا حق ادا کرکے) جو اللہ تعالیٰ (حلال سے) بچائے وہ تمہارے لیے بہتر ہے[۱۲] اگر تم ایماندار ہو اور[۱۳] میں تمہارے اوپر کٹروڑی تو ہوں نہیں[۱۴] وہ کہنے لگے اے شعیب کیا تیری نماز نے تجھے یہ سکھلایا کہ ہم ان بتوں کو چھوڑ بیٹھیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے رہے

[۱] تمہاری آمدنی کم ہو جائے گی ماپ تول میں محصول میں جو کماتے ہو وہ جاتا رہے گا۔ [۲] قتادہؒ نے کہا ایکہ والے تو سائبان کے عذاب سے ہلاک ہوئے جس کا ذکر آگے آئے گا اور مدین والے چیخ کی آواز سے جو حضرت جبرائیل نے کی اور اس آیت میں جو رجفہ مذکور ہے اس سے چیخ ہی مراد ہے یا زلزلہ اور شاید پہلے آواز ہوئی ہو پھر زلزلہ ہوا ہو اور دونوں کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے ہوں۔ [۳] اور جو اس پر ایمان لائے تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے بچا دیا۔ [۴] جب شعیبؑ کی قوم تباہ ہوگئی یا تباہ ہونے کو تھی۔ [۵] لیکن تم نے میری نصیحت نہ سنی۔ [۶] یعنی ہر چند وہ میرے عزیز تھے اور اپنے عزیز دل اور قوم والوں کی تباہی کا رنج ہر ایک آدمی کو ہوتا ہے مگر جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہ مانا اور اس کے پیغمبر کو جھٹلایا تو ان کی تباہی واجبی ہوئی اس وجہ سے مجھ کو رنج نہ کرنا چاہیے۔ [۷] مدین ایک قبیلہ کا نام ہے یا ایک شہر کا تبوک کے قریب بحر قلزم کے کنارے پر۔ [۸] اچھے خاصے خوشحال ہو پھر ایسی دغا بازی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ [۹] اگر تم اس حرکت سے باز نہ آؤ گے تو۔ [۱۰] یعنی آخرت کا عذاب جس سے کوئی نہ بچے گا یا دنیا میں جو عذاب شعیبؑ کی قوم پر اترا۔ [۱۱] نہ زیادہ لو نہ کم دو۔ [۱۲] دغا بازی اور حرام مال سے۔ [۱۳] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت تمہارے لیے بہتر ہے بعضوں نے کہا اس کی دی ہوئی روزی۔ بعضوں نے کہا اس کا ثواب۔ [۱۴] کہ ہر وقت تمہارے ماپ تول کو دیکھتا رہوں یا برے کاموں کا تم کو مزہ چکھاتا رہوں میں تو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دینے والا اور تمہارا خیر خواہ ہوں۔

نَّفۡعَلَ فِیۡۤ اَمۡوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّکَ لَاَنۡتَ الۡحَلِیۡمُ الرَّشِیۡدُ ﴿۸۷﴾ قَالَ یٰقَوۡمِ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ کُنۡتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنۡ رَّبِّیۡ وَ رَزَقَنِیۡ مِنۡہُ رِزۡقًا حَسَنًا ؕ وَ مَاۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُخَالِفَکُمۡ اِلٰی مَاۤ اَنۡہٰىکُمۡ عَنۡہُ ؕ اِنۡ اُرِیۡدُ اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ مَا اسۡتَطَعۡتُ ؕ وَ مَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ اِلَیۡہِ اُنِیۡبُ ﴿۸۸﴾ وَ یٰقَوۡمِ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شِقَاقِیۡۤ اَنۡ یُّصِیۡبَکُمۡ مِّثۡلُ مَاۤ اَصَابَ قَوۡمَ نُوۡحٍ اَوۡ قَوۡمَ ہُوۡدٍ اَوۡ قَوۡمَ صٰلِحٍ ؕ وَ مَا قَوۡمُ لُوۡطٍ مِّنۡکُمۡ بِبَعِیۡدٍ ﴿۸۹﴾ وَ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ رَحِیۡمٌ وَّدُوۡدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوۡا یٰشُعَیۡبُ مَا نَفۡقَہُ کَثِیۡرًا مِّمَّا تَقُوۡلُ وَ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیۡنَا ضَعِیۡفًا ۚ وَ لَوۡ لَا رَہۡطُکَ لَرَجَمۡنٰکَ ۫ وَ مَاۤ اَنۡتَ عَلَیۡنَا بِعَزِیۡزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ یٰقَوۡمِ اَرَہۡطِیۡۤ اَعَزُّ عَلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَ اتَّخَذۡتُمُوۡہُ وَرَآءَکُمۡ ظِہۡرِیًّا ؕ اِنَّ رَبِّیۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ مُحِیۡطٌ ﴿۹۲﴾

یا اپنے مال میں جو ہم چاہیں[۱] وہ نہ کریں[۲] تو تو بڑا بردبار اور نیک چلن تھا[۳]۔ شعیب نے کہا بھائیو بتلاؤ تو سہی اگر میں اپنے مالک کی طرف سے ایک کھلی سند رکھتا ہوں اور اس نے مجھ کو اپنے (فضل) سے حلال روزی دی[۴] اور میں یہ نہیں چاہتا کہ تم کو تو ایک کام سے منع کروں پھر خود اس کو کرنے لگوں[۵] میں تو چاہتا ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے تم کو سنواروں[۶] اور خدا ہی نے مجھ کو یہ توفیق دی ہے[۷] اسی پر میں بھروسا کرتا ہوں اور اسی کی طرف اپنا دل لگاتا ہوں اور بھائیو کہیں میرے ساتھ ضد کرنا تم کو اس (آفت) میں نہ ڈال دے جو آفت نوحؑ کی قوم پر پڑی (وہ سب ڈوب گئے)، یا ہودؑ کی قوم پر[۸] یا صالحؑ کی قوم پر[۹] اور لوطؑ کی قوم بھی تم سے دور نہیں[۱۰] اور اپنے مالک سے بخشش مانگو پھر اس کی درگاہ میں توبہ کرو[۱۱] بیشک میرا مالک مہربان ہے بہت محبت کرنے والا[۱۲] وہ کہنے لگے شعیب جو تو کہتا ہے اس میں سے بہت باتیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتیں[۱۳] اور ہم دیکھتے ہیں تو ہم لوگوں میں کمزور ہے[۱۴] اور جو تیرے کنبے کے لوگ نہ ہوتے[۱۵] تو ہم (کب کے) تجھ پر پتھراؤ کر چکے ہوتے[۱۶] اور تو ہمارے سامنے کوئی چیز نہیں[۱۷]۔ شعیب نے کہا بھائیو کیا تم کو خدا سے زیادہ میرے کنبے کا خیال ہے اور خدا کو تو تم نے اپنی پیٹھ پیچھے ڈال[۱۸] دیا خیر میرے مالک کا علم تمہارے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے[۱۹]

---

[۱] جس طرح تصرف ہم کو منظور ہو [۲] دوسرے کے حکم پر چلیں، [۳] اور پھر ایسی نادانی کی باتیں کرتا ہے یا تو ایسا کہاں کا عقلمند اور ہے یعنی بیوقوف گمراہ ہے کہتے ہیں حضرت شعیبؑ نے ان کو سکہ توڑنے سے منع کیا تو کہنے لگے ہمارا مال ہے ہم جو چاہیں کریں توڑیں یا جلائیں یا پھینک دیں تجھ سے کیا غرض بڑے رحم دل اور ترس کھانے والے راستباز بن کر آئے ٹھٹھے کی راہ سے حضرت شعیبؑ کو کہا، [۴] تو کیا مجھ کو یہ سزاوار ہے کہ میں اس کا حکم تم کو نہ پہنچاؤں حضرت شعیبؑ بہت مالدار امیر تھے، [۵] اور سارا نفع میں کمالوں جیسے حیلہ بازوں کی عادت ہوئی ہے کہ ڈرا دھمکا کر اوروں کو تو ایک کام سے روک دیتے ہیں پھر خود اس کو کر کے خوب فایدہ کماتے ہیں، [۶] بری باتوں سے تم کو چھڑاؤں اچھی باتوں پر لگاؤں اتفاق اور تہذیب پھیلاؤں، [۷] کہ میں تمہارا ہادی اور مرشد بنا ہوں، [۸] وہ آندھی سے تباہ ہو گئے، [۹] وہ چنگھاڑ سے سب مر گئے [۱۰] یعنی ان کا ملک تم سے دور نہیں ہے، [۱۱] کہ آیندہ گناہ نہ کریں گے، [۱۲] مومنوں پر جو توبہ کریں، [۱۳] یا انہوں نے تحقیر کے طور پر کہا جیسے کسی سے کہتے ہیں کیا کہا کچھ سمجھ میں نہیں آتا یعنی واہیات بکتا ہے [۱۴] نہ تیرے پاس فوج ہے نہ لشکر نہ کچھ ایسا کر دو بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ تم ناتواں اور ضعیف ہو کیونکہ حضرت شعیبؑ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے حدیث میں ہے کہ حضرت شعیبؑ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اتنا روئے کہ ان کی بینائی جاتی رہی، [۱۵] جن کا ہم کو خیال ہے کیونکہ وہ ہمارے دین پر ہیں، [۱۶] پتھروں سے مار چکے ہوتے یا گالی گلوچ کر چکے ہوتے، [۱۷] ہمارے دل میں تیری کچھ عزت نہیں جو کچھ ہم کو خیال ہے وہ تیری برادری والوں کا ہے، [۱۸] ذرا بھی اس سے نہیں ڈرتے، [۱۹] کوئی کام تمہارا اس سے پوشیدہ نہیں ہے،

وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۖ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٩٤﴾ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ ﴿٩٥﴾ (هود پ ۱۲ ع ۸)

اور بھائیو! تم اپنی جگہ جو کرتے ہو کرتے رہو[۱] میں بھی کر رہا ہوں آگے چل کر تم جان لو گے رسوائی کا عذاب کس پر آتا ہے اور کون جھوٹا تھا اور[۲] دوقت کے منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں اور جب ہمارا حکم آن پہنچا[۳] تو ہم نے شعیب اور اس کے ساتھ والے ایمان داروں کو تو اپنی مہربانی سے بچا دیا اور گناہ گاروں کو چنگھاڑ نے آد بایا[۵] پھر اپنے گھروں میں اوندھے پڑے گئے دم مر گئے اور ایسے مرمٹے، گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے۔ سن کو مدین کے لوگ بھی اسی طرح دھتکارے گئے جیسے ثمود کے لوگ[۶]

۳۔ وَإِن كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ ﴿٧٨﴾ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ ﴿٧٩﴾ (الحجر پ ۱۴ ع ۵)

اور (لوط کی قوم) بن[۷] میں رہنے والے (بھی) شریر تھے[۸] آخر ہم نے ان سے بدلہ لیا اور یہ دونوں[۹] بڑے رستے پر تھیں (کھلی سڑک پر)

۴۔ كَذَّبَ أَصْحَابُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٧٩﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٠﴾ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوا

بن کے رہنے والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب شعیب نے ان سے کہا کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے۔ میں تمہارا سچا (امانت دار) پیغمبر ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں اس (نصیحت کرنے پر) تم سے کچھ نیگ نہیں مانگتا میرا نیگ تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا مالک ہے ماپ پورا کر دیا کرو اور کم مت دو۔ اور سیدھی ڈنڈی رکھ کر تولو اور لوگوں کو ان کی (خریدی) چیزیں کم نہ دو اور ملک میں دھند چاتے مت پھرو اور اس خدا سے ڈرو جس نے تم کو اور اگلی خلقت کو پیدا کیا۔ وہ[۱۰] کہنے لگے تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے

[۱] شرک اور کفر بے ایمانی دغابازی ماپ تول میں فرق، [۲] جو کرتا ہوں وہ، [۳] میں یا تم وہ مردود حضرت شعیبؑ کو جھوٹا کہتے تھے، [۴] اس کا وقت آگیا [۵] ایسی زور کی آواز ہوئی کہ معاذ اللہ، [۶] کہتے ہیں دو امتوں پر ایک ہی طرح کا عذاب نہیں آیا مگر صالحؑ اور شعیبؑ کی قوموں پر ایک ہی عذاب ہوا۔ یعنی چنگھاڑ بعضوں نے کہا صالحؑ کی قوم پر جو آواز ہوئی نیچے سے ہوئی اور شعیبؑ کی قوم پر اوپر سے، [۷] یعنی جھاڑی میں مراد شعیبؑ کی قوم ہے جو مدین میں آباد تھی، [۸] انہوں نے حضرت شعیبؑ کو جھٹلایا اور بری حرکتوں سے کسی طرح باز نہ آئے، [۹] یعنی لوط کی قوم اور شعیب کی قوم کی بستیاں، [۱۰] جو تم سے بڑھ کر زوردار تھے۔ لیکن گناہوں کی وجہ سے تباہ ہو گئے۔

إِنَّمَا أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٨٥﴾ وَمَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِن نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿١٨٦﴾ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٨٩﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٩٠﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٩١﴾

(الشعراء پ ١٩ ع ٨)

اور کچھ نہیں اور[1] تو ہمارے جیسا ایک آدمی ہے۔ اور ہم تو تجھ کو ضرور جھوٹا ہی سمجھتے ہیں۔ اور اگر تو سچا ہے بھلا آسمان سے ایک ڈوہ (ٹکڑا) تو ہم پر گرا دے شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا جو (گناہ کی باتیں) تم کر رہے ہو میرا مالک خوب جانتا ہے[2] آخر انہوں نے شعیب کو جھٹلایا پھر سائبان کے دن کا عذاب ان پر آلگا[3]۔ بے شک یہ ایک بڑے دن کا عذاب تھا[4] بیشک اس (واقعہ) میں (خدا تعالےٰ کی قدرت کی) ایک نشانی ہے اور شعیب علیہ السلام کی قوم کے لوگ اکثر ایمان لانے والے نہ تھے۔ اور بے شک تیرا مالک زبردست ہے رحم والا۔

٥۔ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٣٦﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٣٧﴾ (العنکبوت پ ٢٠ ع ٤)

اور ہم نے (مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب (پیغمبر) کو بھیجا۔ اس نے کہا بھائیو اللہ تعالےٰ کو پوجو۔ اور آخرت کے دن کا خیال رکھو اور ملک میں اتنا بہت (دھند) اندھیر) مت مچاؤ انہوں نے شعیب کو جھٹلایا آخر بھونچال نے ان کو آدبایا۔ تو اپنے گھروں میں (مرکر) اوندھے رہ گئے۔

قِصَّةُ أَيُّوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (٦٩)

باب ٦٩ حضرت ایوب علیہ السلام کا قصّہ

١۔ وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٨٣﴾

اور (اے پیغمبر) ایوب (پیغمبر کو یاد کر) جب اس نے اپنے مالک کو پکارا مجھے سخت تکلیف لگ گئی ہے اور تو سارے رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالا[5]

[1] تیری عقل جاتی رہی ہے اور تو بھی ہماری طرح ایک مخلوق ہے، [2] وہ کیا تم کو چھوڑے گا ضرور سزا دے گا، [3] ابر سائبان کی شکل پر نمودار ہوا اس میں سے آگ برسی ہلاک ہو گئے، [4] ابن عباسؓ نے کہا پہلے سات دن تک ان پر لو (گرم ہوا) چلتی رہی ان کے بدن پک گئے اور پانی کنوں اور چشموں میں سوکھ گیا گھبرا کر جنگل میں نکلے وہاں دھوپ کی شدت نیچے سے زمین ایسی گرم تھی کہ پاؤں کی کھال نکل گئی پھر ایک کالا ابر سائبان کی شکل میں نمودار ہوا وہ خوشی خوشی اس کے سائے میں آگئے اور سب وہاں اکٹھے ہو گئے اس وقت ابر سے آگ برسنا شروع ہوئی سب مر گئے ابن عباسؓ نے کہا جو کوئی اور کچھ تفسیر کرے وہ جھوٹا ہے، [5] سبحان اللہ حضرت ایوبؑ کا ادب تین برس یا سات برس یا اٹھارہ برس ایسی سخت مصیبت میں مبتلا رہے کہ دوسرا آدمی ایک دن بھی اس پر صبر نہیں کر سکتا بڑے امیر مالدار صاحب اولاد تھے حق تعالےٰ نے آزمانے کے لیے مال بھی لے لیا اولاد بھی گذر گئی سوائے ایک بی بی کے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ ﴿٨٤﴾ (الانبیاء پ۱۷ ع۶)

ہے[1] تو ہم نے اس کی دعا قبول کر لی اور[2] جو دکھ اس کو لگ گیا تھا وہ دور کر دیا[3] اور اس کے گھر والے (جو پہلے تھے وہ) اس کو دیئے اور اتنے ہی اور[4] یہ ہماری طرف سے اس پر مہربانی تھی اور عبادت کرنے والوں کے لیے نصیحت تھی[5]

۲۔ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ﴿٤١﴾ ارْكُضْ بِرِجْلِكَ ۖ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ﴿٤٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٤٣﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ ۗ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٤٤﴾ (صٓ پ۲۳ ع۴)

اور (اے پیغمبر[6]) ہمارے بندے ایوب (پیغمبر) کو یاد کر جب اس نے[7] اپنے مالک سے فریاد کی مجھ کو شیطان نے دھکا مارا ہے اور عذاب میں ڈال[8] دیا ہے[9]۔ اپنا پاؤں (زمین پر) مار[10] یہ ٹھنڈا پانی (تیرے) نہانے اور پینے کے لیے ہے[11]۔ اور ہم نے اس کے گھر والے اس کو دئے اور اتنے ہی اور یہ ہماری طرف سے (اس پر) مہربانی تھی اور عقلمندوں کے لیے نصیحت تھی[12] اور (اپنے[13]) ہاتھ میں (سو) سینکوں کا ایک مٹھا لے پھر (اپنی جورو) کو اس سے مار دے اور قسم جھوٹی نہ کر[14]۔ بیشک اس کو ہم نے صبر کرنے والا پایا۔ اچھا بندہ تھا وہ (خدا کی طرف) بہت رجوع کرنے والا تھا[15]

(بقیہ صفحہ سابقہ) کوئی غلام لونڈی پاس نہ رہا بیماری ایسی آئی کہ سارے بدن میں کوڑھ ہو گیا کیڑے پڑ گئے بستی والوں نے کمن سے بستی سے باہر نکال دیا لیکن منہ سے ایک کلمہ ناشکری کا نہ نکالا صبر کئے رہے لاچار ہو کر ایک عرصہ کے بعد دعا بھی کی تو اس ادب سے یوں نہیں کہا صاف کہ مجھ کو اچھا کر دے یا ایسا کر دے یا ویسا کر دے بلکہ اپنی اپنی تکلیف بیان کی اور اس کے رحم و کرم کا اظہار کیا اب مالک کا اختیار رہے، حواشی صفحہ ہذا، [1] دعا کرتے ہی دریائے رحم و کرم جوش میں آیا، [2] دل کا مطلب معلوم تھا گو صاف انہوں نے نہیں کہا تھا، [3] سارا بدن چاندی کی طرح صاف ہو گیا، [4] کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی زندہ کر دیا اور اتنے ہی بال بچے اور عنایت فرمائے یا مطلب یہ ہے کہ جتنے بال بچے ان کے پہلے تھے اتنے ہی پیدا ہوئے پھر اتنے ہی پیدا ہوئے تو دونے ہو گئے بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ پہلے کے بال بچے ان کے جنت میں رہے اور دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اتنے ہی اور دیے، [5] کہ مصیبت کے وقت حضرت ایوبؑ کی مصیبت کو یاد کریں اور بلا صبر اختیار کریں، [6] اٹھارہ برس تکلیف اٹھا کر اپنے مالک سے الخ۔ [7] یہ حضرت ایوبؑ کا ادب تھا کہ تکلیف اور بیماری کو شیطان کی طرف نسبت دی بعضوں نے کہا شیطان چونکہ اس آفت کا سبب پڑا تھا اس لیے یہ کہا کہ مجھ کو شیطان نے عذاب میں ڈال دیا ہے ہوا یہ کہ شیطان کے بہکانے سے ایک بار ان کو اپنے مال و دولت پر غرور پیدا ہوا بعضوں نے کہا ایک مصیبت زدہ کی انہوں نے خبر نہ لی، [8] ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کو حکم دیا اپنا الخ، [9] اس نے مارا وہاں ایک چشمہ پانی کا پھوٹ نکلا ہم نے فرمایا یہ الخ، [10] یعنی نہا بھی اسی پانی سے اور پی بھی وہی اس سے تو اچھا ہو جائے گا، [11] کہ دوسرے لوگ بھی حضرت ایوبؑ کی طرح بلا اور مصیبت پر صبر کریں اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور مہربانی کے متوقع رہیں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے گھر والوں کو جو مر گئے تھے پھر جلا دیا، [12] ہم نے اس کی قسم پوری ہونے کے لیے یہ کہا کہ اپنے ہاتھ میں الخ، [13] کہتے ہیں ان کی بی بی ایک روز معمول سے زیادہ دیر کر کے روٹی لائی ان کو اس کی نسبت گمان پیدا ہوا اور قسم کھائی کہ تجھ کو سو لکڑیاں ماروں گا، [14] سبحان اللہ حضرت ایوب کا صبر ایسا تھا کہ آج تک ان کا نام ضرب المثل ہے یا تو ایسے بڑے امیر تھے یا ایک ہی ایک غریبی آئی خیر غریبی تو غریبی بال بچے سب مر گئے خود بیمار پڑے بیماری بھی ایسی خراب سارا بدن سڑ گیا کوئی خیر لینے والا بجز ایک بی بی کے نہ رہا ایسی سخت مصیبتوں پر اٹھارہ برس تک اف نہ کی پھر دعا بھی کی تو اس ادب کے ساتھ

قِصَّةُ اِدْرِيْسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (۷۰)

باب ۶ حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر

۱۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ (مریم پ ۱۶ ع ۴)

اور (اے پیغمبر) قرآن میں ادریس علیہ السلام کا ذکر کردہ بڑا سچا تھا۔ (اور) نبی تھا۔ اور ہم نے اس کو بلند جگہ اٹھا لیا[1]

قِصَّةُ اِلْيَاسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (۷۱)

باب ۷ حضرت الیاس علیہ السلام کا ذکر

۱۔ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰۤى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ (الصفت پ ۲۳ ع ۴)

اور بیشک الیاس بھی پیغمبروں میں سے تھا[2]۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم لوگ (خدا سے) نہیں ڈرتے کیا تم بعل کو پکارتے ہو[3] اور سب سے بہتر پیدا کرنے والے کو چھوڑ بیٹھے ہو۔ اللہ تعالے کو جو تمہارا مالک ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا (بھی) مالک تھا اور الیاس کی قوم والوں نے اس کو جھٹلایا بے شک وہ (قیامت کے دن عذاب میں) پکڑے آئیں گے مگر جو اللہ تعالے کے خالص بندے تھے[4]۔ اور ہم نے الیاس کا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں باقی رکھا[5] (سب کہتے ہیں) الیاس پر سلام ہو[6]۔ ہم نیکوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا۔

قِصَّةُ اَصْحٰبِ الْاُخْدُوْدِ (۷۲)

باب ۸ خندق والوں کا قصہ

۱۔ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ

(دیکھ کہ کافر ضرور ایک دن تباہ ہوں گے جیسے) کھائیاں کھودنے والے تباہ ہوئے

---

[1] چوتھے آسمان پر یا دوسرے آسمان پر یا جنت میں پہنچا دیا نبوت سے سرفراز کیا۔ [2] کہتے ہیں الیاس حضرت ادریس کا نام تھا۔ بعضوں نے کہا وہ بنی اسرائیل میں ایک پیغمبر تھے حضرت ہارون کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بعلبک والوں کی طرف بھیجا تھا بعلبک ایک شہر تھا وہاں کے لوگ ایک بت کو پوجتے تھے جس کا نام بعل تھا۔ [3] جو ایک بت تھا یا ایک عورت تھی، [4] انہوں نے الیاس کو نہیں جھٹلایا، [5] یہود اور نصاریٰ اور مسلمان سب اس کو مانتے ہیں، [6] الیاسین بھی حضرت الیاس کا نام ہے۔

الْوَقُوْدِ ﴿٥﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ﴿٦﴾ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ﴿٧﴾ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿٨﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿٩﴾ (البروج پ۳۰ ع۱)

ہوئے جن میں آگ تھی بہت ایندھن والی[۱]۔ جب یہ کھائی کھودنے والے خندق کے کنارے کرسیاں لگا کر، وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور ایمانداروں پر جو ظلم، وہ کر رہے تھے (اس کا تماشا اپنی آنکھوں سے) دیکھ رہے تھے[۲] اور ایمانداروں سے صرف اتنی بات پر چڑھے تھے کہ وہ زبردست خوبیوں والے خدا پر ایمان لائے تھے جس کی آسمان اور زمین میں بادشاہت ہے اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے۔

قِصَّةُ اَصْحٰبِ الْفِيْلِ[۳]

باب۳۷ اصحاب الفیل کا قصہ

۱۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ﴿١﴾ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ﴿٢﴾ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ﴿٣﴾ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿٤﴾ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ﴿٥﴾ (الفیل پ۳۰ ع۱)

(اے پیغمبر) کیا تو نے اس واقعہ پر نظر نہیں کی تیرے مالک نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا (سلوک) کیا[۳]۔ اس نے ان کی (ساری) تدبیر خاک میں نہیں ملا دی۔ اور ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے وہ ان پر کھنگر کی پتھریاں مارتے تھے[۴]۔ پھر ان کو کھائے ہوئے بھس کی طرح کر دیا[۵]۔

---

[۱] یا آگ تھی جو شعلے مار رہی تھی اختلاف ہے کہ یہ کون لوگ تھے لیکن اس پر اتفاق ہے کہ کافر لوگوں نے اگلے زمانہ میں کچھ ایماندار لوگوں سے کہا کہ تم اپنے دین سے پھر جاؤ انہوں نے نہ مانا تو خندقیں کھودیں ان میں آگ سلگائی اور ان غریب ایمانداروں کو ان میں جھونک دیا۔ [۲] کہتے ہیں یہ ایماندار ستر آدمی تھے اللہ تعالیٰ نے آگ میں گرنے سے پہلے انکی جان قبض کر لی اور بہشت میں بھجوا دیا اور خندق کی آگ ایسی بھڑکی کہ ان تماشا دیکھنے والوں کو اس نے دم بھر میں جلا کر بھسم کر دیا۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے یہ لوگ قیامت کے دن جو ظلم انہوں نے ایمانداروں پر کیا اس کی گواہی دیں گے یا یہ لوگ اپنے بادشاہ کے سامنے ایمانداروں کے ساتھ جو کر رہے تھے اس کے گواہ بنے یعنی اس بات کے کہ ہم نے بادشاہ کا حکم بجا لایا۔ اور ایمانداروں کو اپنے سامنے خندق میں دھکیل کر جلا دیا۔ [۳] جس سال یہ واقعہ ہوا اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے کہتے ہیں ابرہہ یمن کا بادشاہ تیرہ ہاتھی لے کر کعبے کو ڈھانے آیا تھا اس نے اپنے ملک میں ایک کعبہ بنایا تھا وہ چاہتا تھا کہ حاجی سب وہیں جایا کریں قریش کے ایک شخص نے وہاں پہنچ کر نجاست ڈال دی اس کو غصہ آیا اور اس نے قسم کھائی کہ میں کعبہ گرا دوں گا۔ [۴] کہتے ہیں جب یہ لوگ مکہ کے قریب پہنچے تو عبدالمطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جو اس وقت قریش کے سردار تھے باہر نکلے اور ان سے مل کر کہا تم نے یہاں کیوں تکلیف کی اگر ہم کو تم بلاتے تو ہم تمہارے پاس حاضر ہوتے انہوں نے کہا ہم کعبہ کو ڈھانے کے لیے آئے ہیں، عبدالمطلب نے ان کو بہت سمجھایا کہ اس ارادے سے باز آؤ۔ انہوں نے نہ مانا آخر عبدالمطلب ایک پہاڑ پر رہ گئے۔ اور انہوں نے کہا بہتر یہی ہے کہ میں اپنی آنکھ سے کعبہ کی تباہی نہ دیکھوں اتنے میں سمندر کی طرف سے ایک تاریکی نمودار ہوئی دیکھا تو کالے کالے پرندوں کے جھنڈ آ رہے ہیں انہوں نے ان لوگوں پر کنکریاں پھینکنی شروع کیں جس پر ایک کنکری گرتی وہ بھسم ہو کر رہ جاتا کہتے ہیں ہر پرندے کے پاس تین کنکریاں تھیں دو دو پاؤں میں اور ایک چونچ میں، [۵] یا کھائے ہوئے بالی کی طرح جس کو جانور کھا کر نیچے کا جڑ یلہ ٹکڑا پھینک دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ سب کے سب پامال اور ہلاک ہو گئے کہتے ہیں جس پر ایک کنکری گرتی اس کی دبر سے جا نکلتی اور وہ فوراً ہلاک ہو جاتا۔ قرطبی نے کہا اس واقعہ کے پچاس دن بعد آنحضرت پیدا ہوئے بعضوں نے کہا چالیس برس یا تئیس برس بعد غرض یہ واقعہ مکہ میں ایسا متواتر اور مشہور تھا کہ خاص و عام اس سے سب واقف تھے۔

قِصَّةُ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (۷) — باب ۷ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ

۱- إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ④ قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ⑤ وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ⑥ لَّقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِّلسَّائِلِينَ ⑦ إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ

(اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب یوسف نے اپنے باپ[۱] سے کہا، بابا میں نے (خواب میں) دیکھا کہ گیارہ تارے اور سورج اور چاند مجھ کو سجدہ کر رہے ہیں[۲] یعقوب[۳] نے کہا بیٹا (کہیں اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا[۴] پھر تیری (خرابی کے) لیے کوئی فریب کی چال کر بیٹھیں کیونکہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے[۵] اور ایسے ہی وہ[۶] (اپنے بندوں میں سے) تجھ کو چن لے گا اور خوابوں کی تعبیر تجھ کو سکھلائے گا اور جس طرح اس نے اپنا احسان تیرے دو دادوں ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام پر اگلے زمانہ میں پورا کیا[۷] ایسے ہی وہ اپنا احسان تجھ پر اور یعقوب کی اولاد پر پورا کرے[۸] گا بے شک تیرا مالک خوب جانتا[۹] ہے حکمت والا۔ یوسف اور اس کے بھائیوں میں[۱۰] نشانیاں ہیں پوچھنے والوں کے لیے[۱۱] جب یوسف کے بھائیوں نے کہا[۱۲] یوسف اس کے بھائی کو ہمارا باپ ہم سے زیادہ چاہتا ہے حالاں کہ ہم جوان مضبوط ہیں بے شک ہمارا باپ ضرور کھلی غلطی پر رہا ہے

۱؎ یعقوب ابن اسحاق بن ابراہیم۔ ۲؎ ابن عباس رضی نے کہا پیغمبروں کا خواب سچا ہوتا ہے۔ گیارہ تارے ان کے گیارہ بھائی تھے اور سورج اور چاند سے باپ اور ماں مراد تھے چنانچہ یہ تعبیر خواب سے چالیس برس یا اسّی برس بعد ظاہر ہوئی سجدے سے مراد زمین پر پیشانی لگانا ہے جو اگلی شریعتوں میں بطور تحیت کے جائز تھا ہماری شریعت میں حرام ہوا گو وہ تحیت کے طور پر ہو اور یہی صحیح ہے ۳؎ ایسا نہ ہو وہ اس کی تعبیر سمجھ جائیں اور حسد کرنے لگیں، ۴؎ یعنی گو وہ تیرے بڑے بھائی ہیں اور ایمان دار ہیں مگر شیطان ہر آدمی کے پیچھے لگا رہتا ہے کچھ عجب نہیں ان کو حسد میں پھانس دے اور وہ تیری ہلاکت کی تعبیر کریں، ۵؎ جیسے حق اللہ تعالیٰ نے تجھے اس خواب سے سرفراز کیا ۶؎ ان کو پیغمبری عطا فرمائی ۷؎ تجھ کو بھی پیغمبری ملے گی اور تیرے بعد بنی اسرائیل میں سینکڑوں پیغمبر پیدا ہوں گے ۸؎ کون اس کے بندوں میں سرفرازی کے لائق ہے ۹؎ یعنی ان کے قصہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں ۱۰؎ جو یوسف کا قصہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہتے ہیں مکہ کے کافروں نے یہود سے کہا تم کوئی بات ایسی بتلاؤ جو ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں اگر وہ نہ کر سکیں تو ہم سمجھ لیں کہ وہ سچے پیغمبر نہیں ہیں انہوں نے کہا یہ پوچھو کہ ابراہیم تو شام کے ملک میں تھے پھر یعقوب کی اولاد مصر میں کیسے پہنچی اور یوسف کا قصہ پوچھو اس وقت یہ سورہ اتری ۱۱؎ آپس میں ایک دوسرے سے۔

مُّبِيْنِ ﴿۸﴾ ۨاقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ
اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا
مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾ قَالَ
قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ
فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ
السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوْا يٰٓ
اَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا
لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا
يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾
قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ
اَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ
غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ
وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا
ذَهَبُوْا بِهٖ وَ اَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ
الْجُبِّ ۚ وَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ
بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ
جَآءُوْٓا اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا
يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ

یوسف کو مار ڈالو یا کسی ملک میں (دے جاکر) پھینک آؤ تو تمہارے باپ کا رخ تمہاری ہی طرف رہے گا اور یوسف کے[1] بعد پھر تم لوگ اچھے رہو گے[2] ان میں سے ایک کہنے والا[3] کہنے لگا اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو (ایسا کرو) یوسف کو جان سے نہ مارو۔ اس کو اندھیرے کنوئیں میں ڈال دو[4]۔ کوئی راہی چلتا (مسافر) اس کو نکال[5] لے[6] گا۔ کہا باوا تو یوسف کے لیے ہم پر بھروسہ کیوں نہیں کرتا اور ہم تو اس کی بھلائی چاہتے ہیں[7]۔ کل اس کو ہمارے ساتھ کر دے[8] وہ (بھی) کچھ کھائے پئے کھیلے کودے گا اور ہم اس کے نگہبان رہیں گے۔ یعقوبؑ نے کہا[9] تم اس کو (کہیں) لے جاؤ تو مجھے رنج ہوتا ہے[10] اور[11] مجھ کو ڈر ہے تم غافل ہو جاؤ اور بھیڑیا (لاانڈ کا) اس کو کھا لے[12] وہ کہنے لگے۔ اگر یوسف کو ہم اتنے بہت ہوتے ہوئے بھیڑیا کھا جائے تو پھر ہم کسی کام کے ہی نہیں[13]۔ خیر جب[14] وہ یوسف کو لے گئے اور (راہ میں) سب نے یہ ٹھہرا لیا کہ اس کو اندھیرے کنوئیں میں ڈال دیں[15] اور ہم نے (اسی وقت یوسفؑ کو وحی بھیجی تو ضرور ان کو اس (برے) کام پر جتلائے گا اور وہ بے خبر ہوں گے[16]۔ اور اندھیرے ہوئے پر (یعنی رات کو) روتے ہوئے اپنے باپ کے[17] پاس آئے کہنے لگے باوا ہم (شرط کے طور پر) دوڑنے لگے اور یوسف کو ہم نے اپنے سامان

[1] پہلے جانے کے، [2] باپ کی نظر میں عزیز ہو گے رات دن جو حسد میں تکلیف ہوتی ہے وہ جاتی رہے گی، [3] یہودا یا روبیل یا شمعون، [4] یعنی اس کی تہ میں جہاں بالکل اندھیرا ہے یہ کنواں ایسے مقام پر تھا جدھر سے قافلے آتے جاتے تھے اور لوگ اس میں سے پانی لیا کرتے تھے [5] اور ایسا خوبصورت لڑکا پاکر خوش ہوگا اپنے ملک میں لے جائے گا یوسف کی جان کی جان بچے گی اور تمہارا مطلب حاصل ہوگا [6] جب یہ صلاح ہو چکی تو سب نے مل کر، [7] حضرت یعقوب کو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ ان کے دل یوسف سے صاف نہیں ہیں اور وہ بھی یوسف کو ان کے اوپر نہیں چھوڑتے تھے اپنی آنکھوں کے سامنے سے جدا نہیں ہونے دیتے تھے [8] ہم جنگل کی سیر کریں گے، [9] نہیں بات یہ ہے کہ، [10] میں اس کی جدائی کا متحمل نہیں ہوں، [11] دوسری بات یہ ہے کہ، [12] بعض کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب نے ان بھائیوں کو بھیڑیا قرار دیا اور مطلب یہ تھا کہ تم کہیں اس کو مار نہ ڈالو بعض کہتے ہیں کہ واقعی اس جنگل میں بھیڑیے بہت تھے، [13] پھر ہمارا زندگی کس دن کام آئے گا ہم دس ہیں مضبوط جوان اور تھا بھی ایسا ہی حضرت یوسف کے بھائی بہت زور آور اور قوی جوان تھے ان میں کا ایک شیر کو مار ڈالنے کے لیے کافی تھا بھیڑیا کیا چیز ہے [14] حضرت یعقوب یہ سن کر خاموش ہو رہے اور یوسف کو ان کے ساتھ کر دیا [15] تو انہوں نے ایسا ہی کیا، [16] تجھ کو پہچانتے نہ ہوں گے اس وقت کیسے نادم ہوں گے بلکہ یہ ندامت ان کے حق میں اس گناہ سے کہیں بدتر ہوگی یہ قصہ آگے آئے گا [17] مکاری کا رونا تھا کہ باپ سچا سمجھیں۔

عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ ﴿١٦﴾ وَجَاءُوا عَلَىٰ قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ ۚ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١٧﴾ وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ ۖ قَالَ يَا بُشْرَىٰ هَٰذَا غُلَامٌ ۚ وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ﴿٢٠﴾ وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۚ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ

کے پاس چھوڑ دیا۔ اتنے میں[1] بھیڑیا اس کو کھا گیا اور ہم سچے بھی ہوں تو تجھ کو ہماری بات کا یقین نہ آئے اور یوسف ؑ کے کُرتے پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے[2]۔ یعقوب نے کہا[3] بلکہ [illegible] یہ بات بنا لی ہے خیر میں عمدہ[4] صبر کرتا ہوں اور تم جو باتیں بناتے ہو ان پر اللہ تعالیٰ ہی کی مدد چاہتا ہوں[5] اور ایک قافلہ[6] آیا انہوں نے اپنا بہشتی بھیجا[7] اس نے جونہی اپنا ڈول ڈالا بہشتی کہنے لگا واہ واہ یہ تو لڑکا ہے اور بہشتیوں نے اس کو دوست سمجھ کر قافلہ والوں سے چھپایا[8] اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا جو وہ کر رہے تھے[9] اور یوسف کے بھائیوں[10] نے اس کو بہت کم قیمت گنتی کے روپیوں پر بیچ ڈالا[11] اور وہ[12] اس کی خواہش نہیں رکھتے تھے۔ اور جس شخص نے مصر والوں میں سے اس کو خرید لیا[13] اس نے اپنی عورت[14] زلیخا سے کہا اس کو اچھی طرح[15] رکھ شاید یہ (کسی دن) ہمارے کام آئے یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں[16] اور اسی طرح ہم نے یوسف کو مصر کے ملک میں جمایا[17] اور مطلب یہ تھا کہ اس کو خوابوں کی تعبیر دینا سکھلائیں اور اللہ زبردست ہے جو کام چاہتا ہے پورا کرتا ہے[18] مگر اکثر لوگ نہیں جانتے[19] اور جب یوسف اپنی جوانی کو پہنچا[20] تو ہم نے اس کو

[1] آکر کیا دیکھتے ہیں کہ بھیڑیا الخ [2] مگر کرتہ صحیح اور سالم تھا پھٹا نہ تھا حضرت یعقوب ؑ سمجھ گئے کہ یہ سب ان کی کارسازی اور مکاری ہے [3] بھیڑیے نے ہرگز یوسف کو نہیں کھایا [4] عمدہ صبر یہ ہے کہ کسی سے گلا اور شکوہ نہ کرے حق تعالیٰ کی تقدیر پر شاکر رہے یہ مضمون حدیث کا ہے [5] اللہ تعالیٰ فریب کھولے گا [6] اس کنوئیں کے پاس [7] پانی لانے کے لیے [8] ان سے یہ نہیں کہا کہ یہ لڑکا ہم کو کنوئیں میں سے ملا بلکہ یوں کہا کہ اس کنوئیں کے مالکوں نے ہم کو یہ لڑکا اس لیے دیا ہے کہ مصر میں جا کر بیچ لادیں یا قافلہ والوں سے بالکل اس کا ذکر ہی نہیں کیا [9] قافلہ والے یا یوسف کے بھائی [10] یا بہشتیوں نے [11] یا قافلوں والوں نے اس کو کم قیمت چند روپوں کے بدل خرید لیا [12] یعنی بہشتی یا یوسف کے بھائی یا قافلہ والے [13] پھر یہ قافلہ والے یوسف کو مصر میں لے کر گئے اور وہاں کے وزیر کے ہاتھ جس کا نام قطفیر تھا اور عزیز خطاب تھا ان کو بیچا کہتے ہیں بیس اشرفی اور دو جوڑے کپڑوں اور جوتوں کے بدل عزیز نے ان کو مول لیا [14] اس کا نام قطفیر اور لقب عزیز تھا وہ ریان بن ولید بادشاہ مصر کا وزیر تھا یہ ریان اس فرعون کا دادا تھا جس سے حضرت موسیٰ ؑ سے مقابلہ کیا تھا [15] آبرو اور آرام کے ساتھ [16] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ شاید ہم کو یہ فائدہ دے یعنی اور زیادہ قیمت سے ہم اس کو بیچ ڈالیں اس عزیز کی کوئی اولاد نہ تھی اس نے حضرت یوسف ؑ کی خوبصورتی اور عقلمندی کو دیکھ کر یہ بھی تجویز کیا کہ میں اس کو اپنا بیٹا بنالوں تو بھی ہو سکتا ہے [17] جیسے ہم نے اس کو اس کے بھائیوں کے ہاتھ سے بچایا [18] کوئی اس کے ارادے اور حکم کو نہیں روک سکتا [19] یعنی کافر اور مشرک وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کا بھی زور چلتا ہے [20] تینتیس سال کے ہوئے یا پچیس سال کے یا چالیس سال کے،

حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۭ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾

حکومت دی[1] اور علم دیا اور ہم نیکوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں[2] اور جس عورت کے گھر میں وہ رہتا تھا[3] اس نے اپنی خواہش اس کی ذات سے بجھا نا چاہی[4] اور دروازے (مکان کے سب) بند کر دیئے[5] اور کہنے لگی لے آجا[6] یوسفؑ نے کہا (اس برے کام سے) اللہ کی پناہ وہ تو میرا مالک ہے[7] اس نے مجھ کو اچھی طرح عزت سے رکھا[8] کیوں کہ نمک حرام لوگ (کبھی) نہیں پنپ سکتے اور ہوا یہ کہ زلیخا نے یوسف کا قصد کیا[9] اور یوسفؑ نے زلیخا[10] کا اگر وہ اپنے مالک کی نشانی نہ دیکھتا[11] اسی طرح[12] تاکہ ہم برائی اور بدکاری سے اس کو دور رکھیں بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا[13] اور دونوں بھاگتے ہوئے دروازے کی طرف چلے اور زلیخا نے یوسفؑ کا کرتہ[14] پیچھے سے چاک کر دیا اور دونوں نے دروازے پر عورت کے خاوند کو دیکھا کہنے لگی جو شخص تیری بی بی کے ساتھ برا کام کرنا چاہے اس کی یہی سزا ہے کہ قید ہو یا تکلیف کی مار پڑے۔ یوسفؑ نے کہا اس عورت نے خود مجھ سے اپنی خواہش بجھانا چاہی[15] اور زلیخا کے لوگوں میں سے[16] ایک گواہ نے گواہی دی[17] اگر یوسفؑ کا کرتہ سامنے سے چاک ہے تب تو عورت سچی ہے اور یوسفؑ جھوٹا ہے[18]۔ اور اگر اس کا کرتہ پیچھے سے چاک ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یوسفؑ سچا ہے[19]

[1] یا حکمت اور دانائی یعنی نبوت [2] جب یوسف جوان ہوا تو، [3] یعنی زلیخا کے، [4] یعنی صحبت کی طلب گار ہوئی، [5] سات دروازے تھے [6] یا جاری سے آ، [7] یعنی جس نے خریدا، [8] میں اس گھر میں ایسی خیانت کروں یہ نہیں ہو سکتا [9] یعنی اس کے ساتھ بدکاری کرنے کا، [10] یعنی یوسفؑ کے دل میں بھی شیطان نے خطرہ ڈالا کہ برا کام کر لو اور یہ خطرہ ہونا کوئی گناہ نہیں ہے تاکہ پیغمبری کے خلاف ہو اگر دل کا خیال بھی آدمی کے دل میں نہ رہے تو پھر گناہ سے بچنے کا ثواب ہی کیا ہوگا ثواب تو اسی میں ہے کہ آدمی کے دل میں شہوت پیدا ہو اور نفس خواہش کرے پھر خدا کے ڈر سے نفس کو روکے اور اس کی خواہش پوری نہ ہونے دے، [11] تو بیشک زلیخا سے صحبت کر بیٹھتا اس نشانی میں علماء سلف نے اختلاف کیا ہے کہ وہ کیا تھی بعضوں نے کہا انہوں نے یہ آواز سنی یوسف تیرا نام تو پیغمبروں میں ہے اور جاہل نادانوں کے کام کرتا ہے بعضوں نے کہا یعقوب اپنے باپ کی صورت دیوار پر دکھلائی دی وہ انگلی دانتوں میں لیے تھے قتادہ اور اکثر مفسرین اور حسن اور سعید بن جبیرؓ اور مجاہدؒ اور عکرمہؒ اور ضحاکؒ نے یہی کہا ہے [12] ہم نے یوسف کے دل کو مضبوط کیا، [13] یعنی پیغمبروں میں سے، [14] پکڑ پایا اس کو پیچھے سے الخ، [15] اور میں بھاگا اس نے پیچھے سے مرا کرتہ پکڑ پایا اس کو چاک کر ڈالا تب خاوند کو تردد ہوا کہ زلیخا یہ کہتی ہے یوسف یہ کہتا ہے کس کی بات سچ مانیے، [16] یعنی اس کے علاقہ داروں میں سے، [17] یعنی یہ رائے ظاہر کی، [18] یوسف نے بالجبر اس سے صحبت کرنا چاہی ہوگی چونکہ عورت راضی نہ تھی اس نے مزاحمت کی اور سامنے سے کرتہ چیر ڈالا، [19] کہ یوسف بھاگا اور عورت اس کے پیچھے پڑی تھی اللہ تعالیٰ نے یہ گواہی اس سے دلوائی تاکہ زلیخا اچھی طرح شرمندہ ہو اور حضرت یوسفؑ کی بے جرمی اور طہارت خوب کھل جائے حدیث میں ہے کہ وہ شیر خوار جھولی میں تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو بولنے کی قدرت دی ابن عباسؓ نے کہا ایک ہرن تھی اس کو اللہ تعالیٰ نے زبان دی۔

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ

جب خاوند نے دیکھا کہ یوسف علیہ السلام کا کُرتہ پیچھے سے پھٹا ہے[1] تو کہنے لگا یہ تمہارا ہی چلتر ہے[2] بیشک عورتوں کا چلتر غضب کا ہوتا ہے[3]۔ یوسف تو اس کا خیال کچھ نہ کر[4] اور (زلیخا) تو اپنا گناہ بخشوا بیشک تو گناہ گار تھی[5] اور شہر میں عورتوں نے چرچا کیا کہ عزیز کی عورت اپنے غلام سے خواہش بجھانا چاہتی ہے اس کی محبت میں دیوانی ہو گئی ہے ہم تو سمجھتی ہیں وہ صاف بہک گئی ہے[6] جب زلیخا نے ان عورتوں کے طعنے سنے[7] تو زلیخا نے ان کو بلا بھیجا (مہمان بلایا) اور ایک محفل کی تیاری کی[8] اور اُن میں سے ہر ایک عورت کو ایک ایک چھُری دی[9] اور یوسف علیہ السلام سے کہا اب ان کے سامنے نکل آ[10] جب عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا[11] تو سہم گئیں اور[12] اپنے ہاتھ کاٹ لیے[13] اور (بے اختیار) بول اٹھیں حاشا للہ[14] یہ آدمی کاہے کو ہے یہ تو ایک نیک فرشتہ ہے[15] زلیخا نے کہا یہی تو وہ (غلام) ہے جس (کی محبت) میں تم مجھ پر طعنے مارتی تھیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ میں ہی نے اس کی خواہش کی اس نے نہ مانا اور (خیر) اگر (اب بھی) میرے کہنے پر نہ چلے گا تو ضرور قید ہو گا اور ضرور ذلیل ہو گا[16]۔ یوسف علیہ السلام نے دعا کی مالک میرے جو کام یہ عورتیں مجھ سے کرانا چاہتی ہیں اس سے تو قید میں رہنا مجھے پسند ہے[17] اور اگر

[1] زلیخا اور اس کے ساتھ والیوں سے۔ [2] بعضے عورتوں کے فریب کو چرتر کہتے ہیں بعضے چلتر، [3] کہ قصور تو خود کریں چھدا دوسرے پر رکھیں ایک بزرگ کہتے ہیں میں شیطان سے زیادہ عورت سے ڈرتا ہوں اللہ تعالٰے نے شیطان کو فرمایا کہ اس کا مکر کمزور ہے اور عورت کے لیے فرمایا کہ اس کا مکر بڑا ہے [4] یہ بات جانے دے خاموش رہ کہ اور لوگوں میں نہ پھیلے، [5] بس اتنا ہی کہہ کر چپ ہو رہا اگر کوئی دوسرا باغیرت خاوند ہوتا تو زلیخا کی اچھی طرح مرمت کرتا، [6] بھلا غلام میاں کے سامنے ایسا کیا خوبصورت ہو گا کہ اس کے عشق میں دیوانی ہو رہی ہے، [7] وہ جو پیٹھ پیچھے زلیخا کو کہتی تھیں، [8] جس میں فرش فروش تکیے لگے تھے اور میوے سامنے رکھے گئے جو کاٹ کر کھائے جاتے تھے [9] میوے یا ترنج کاٹ کر کھانے کے لیے، [10] ذرا اپنی شکل ان کو دکھا دے، [11] حسن وجمال اور نبوت کے رعب سے، [12] دہشت میں ترنج کے بدل، [13] چھری کہاں چلاتی تھیں چل گئی کدھر ہاتھ زخمی ہو گئے، [14] سبحان اللہ خالق تیری قدرت، [15] آدمی کی شکل میں حدیث میں ہے کہ یوسفؑ اور ان کی ماں کو دنیا کا آدھا حسن ملا اور آدھا باقی دنیا کو، [16] زلیخا نے اس راز کو کہ اس نے خود خواہش کی تھی عورتوں میں خود فاش کر دیا کیونکہ عورتیں آپس میں عورتوں سے وہ باتیں کرتی ہیں جو مردوں پر کھولنا نہیں چاہتیں یہ ہر ملک کی عورتوں میں یہی رسم ہے، [17] جب حضرت یوسفؑ نے زلیخا کی یہ گفتگو سنی تو ان کو یقین ہو گیا کہ اب زلیخا اس ارادے سے باز نہ آئے گی اور اپنے خاوند سے جو اس کو بہت چاہتا ہے اور اس کی بہت سنتا ہے کہہ کر مجھ کو ضرور ستائے گی ناچار ہو کر خداوند کریم کی درگاہ میں یہ دعا کی:۔

عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۳۵﴾ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ

تو ان کا چلتر مجھ سے نہ روکے گا[۱] تو میں[۲] ان عورتوں کی طرف پھسل جاؤں گا[۳] اور نادان بن جاؤں گا[۴] تو مالک نے اس کی دعا قبول کی[۵] اور ان عورتوں کا چلتر اس پر سے روک دیا[۶] بیشک وہ سب کی سنتا جانتا ہے۔ پھر ان لوگوں کو اتنی نشانیاں دیکھنے پر بھی یہی سوجھا کہ یوسفؑ کو ایک مدت تک قید رکھیں

اور یوسف علیہ السلام کے ساتھ قید خانہ میں دو غلام اور گئے[۷] ایک نے کہا (جو ساقی تھا) میں (خواب میں) یہ دیکھتا ہوں جیسے شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا (جو نانبائی تھا) میں دیکھتا ہوں اپنے سر پر روٹیاں لادے ہوں پرندے اس میں سے کھا رہے ہیں یوسفؑ ان خوابوں کی تعبیر ہم کو بتلا دے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں تو نیک آدمی ہے یوسفؑ نے کہا[۸] میں تو تم سے جو کھانا تم کو (بادشاہ سے) ملتا ہے[۹] اس کا سب حال[۱۰] اس کے آنے سے پیشتر بیان کر سکتا ہوں[۱۱] یہ وہ علم ہے جو میرے مالک نے مجھ کو سکھلایا[۱۲] میں نے ان لوگوں کا طریق چھوڑ دیا جو اللہ پر یقین نہیں رکھتے[۱۳] اور آخرت کو بھی وہ نہیں مانتے[۱۴] اور میں اپنے باپ دادوں کے طریق پر چلتا ہوں ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے[۱۵] ہمارا یہ کام نہیں[۱۶] کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو

[۱] چاہا تو صرف زلیخا نے تھا مگر دوسری عورتوں نے بھی حضرت یوسفؑ کو ترغیب دی کہ زلیخا کا کہا مان لیں۔ [۲] مجھ کو عفت اور پاک دامنی پر مضبوط نہ رکھے گا [۳] نفس اور شیطان کے فریب میں آکر۔ [۴] ان کا کہا مان لوں گا۔ [۵] سبحان اللہ کوئی دعا کا ڈھنگ حضرت یوسف سے سیکھے آخر پیغمبر تھے اپنے تئیں بالکل عاجز اور گناہ کی طرف مائل قرار دیا اور طہارت اور پاک دامنی کا دعویٰ نہیں کیا فرمایا وہ خدا کی طرف سے ہے۔ [۶] حضرت یوسفؑ بچے رہے کسی عورت کے دام میں نہ آئے۔ [۷] ان میں ایک ساقی تھا اور ایک نانبائی دونوں پر یہ جرم لگایا گیا کہ انہوں نے بادشاہ کے شراب یا روٹی میں زہر ملا دیا ہے دونوں نے انکار کیا بادشاہ نے پہلے ساقی سے کہا تو یہ شراب پی جا وہ پی گیا اس کو کچھ نقصان نہ ہوا پھر نانبائی سے کہا تو یہ روٹی کھا جا اس نے نہ کھائی آخر وہ روٹی ایک جانور کو کھلائی گئی وہ زہر کے اثر سے مر گیا بادشاہ نے دونوں کو قید خانے میں بھیج دیا یوسف بھی وہاں گئے ان دونوں نے یوسفؑ سے پوچھا تم کون سا علم جانتے ہو انہوں کہا میں خواب کی تعبیر کا علم جانتا ہوں تب انہوں نے اپنا اپنا خواب بیان کیا۔ [۸] خواب کی تعبیر کیا چیز ہے [۹] یا تمہارے گھر سے آتا ہے [۱۰] وہ کس قسم کا کھانا ہے کیسا ہے کتنا ہے۔ [۱۱] یہ معجزہ حضرت یوسف کو اسی قسم کا دیا گیا تھا جیسے حضرت عیسٰی کو وہ بتلا دیتے تھے کہ آج تم نے فلاں قسم کا کھانا کھایا اور فلاں قسم کا کھانا تمہارے گھر میں موجود ہے [۱۲] اور اس کی وجہ یہ تھی کہ۔ [۱۳] یعنی اس کی توحید پر [۱۴] حضرت یوسفؑ کا مطلب اس ساری تمہید کے بیان کرنے سے یہ تھا کہ قیدیوں کو ہدایت ہو اور شاید ان میں سے کوئی شرک سے توبہ کر کے موحد بن جائے سچ ہے اچھے لوگ جہاں جاتے ہیں بیکار نہیں رہتے ہر جگہ ان کے فیض جاری رہتے ہیں حضرت مجدد کو جہانگیر بادشاہ نے بعض بدعتی مولویوں کے کہنے سے قید کیا تو آپ نے قید خانہ میں جا کر قیدیوں کو تعلیم تلقین کرنی شروع کی وہاں جماعت سے نماز ہونے لگی اور بہت سے قیدی آپ کی صحبت کے اثر سے ولایت کے درجے کو پہنچے۔ [۱۵] جو سب کے سب پیغمبر اور ٹھیک راہ پر تھے۔ [۱۶] یا ہم سے یہ نہیں ہو سکتا ما

مِنْ شَيْءٍ ۚ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَ
عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٨﴾
يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ
خَيْرٌ أَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٣٩﴾ مَا
تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا
أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ
سُلْطٰنٍ ۚ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا
إِلَّا إِيَّاهُ ۚ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ
أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٠﴾ يٰصَاحِبَيِ
السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا ۖ
وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ
مِنْ رَأْسِهِ ۚ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ
تَسْتَفْتِيَانِ ﴿٤١﴾ وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ
نَاجٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ فَأَنْسٰهُ
الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ
بِضْعَ سِنِينَ ﴿٤٢﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي
أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ
سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ

شریک کریں[1] یہ (ایمان اور توحید) اللہ کا فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر
لیکن اکثر آدمی (اس بڑے فضل کا) شکر نہیں کرتے[2] اے قیدیو۔
جدا جدا مالک اچھے یا ایک (مالک) اللہ تعالیٰ اکیلا زبردست[3]
تم لوگ اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہو وہ نرے نام ہیں[4]
جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں۔
اللہ تعالے نے تو ان کے پوجنے کی کوئی سند نہیں
اتاری۔ اللہ تعالے کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے[5]
اس نے تو یہ حکم دیا ہے۔ کہ سوا اس کے کسی کو نہ پوجو
یہی[6] سیدھا رستہ ہے۔ مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اے قیدیو[7]
تم میں سے ایک تو[8] اپنے صاحب کو شراب پلائے گا[9]
اور دوسرا جو ہے وہ سولی دیا جائے گا۔ پھر پرندے اس کے
سر میں سے کھائیں گے جس بات کو تم دونوں دریافت کرتے
تھے اس کا فیصلہ (خدا کے پاس سے) ہو چکا[10] اور جس کو یوسف
علیہ السلام نے سمجھا کہ وہ چھوٹنے والا ہے[11] اس سے کہا اپنے صاحب کے
پاس میرا ذکر کرنا[12] لیکن شیطان نے اس کو بھلا دیا کہ اپنے صاحب سے
اس کا ذکر کرے آخر کئی برس تک یوسف علیہ السلام قید خانہ میں
پڑا رہا[13] اور بادشاہ[14] نے کہا۔ میں (خواب میں) دیکھتا ہوں کہ سات گائیں
موٹی تازی ہیں ان کو سات گائیں دبلی سوکھی کھائے جاتی ہیں اور سات بالیاں سبز ہیں

---

[1] آدمی ہو یا فرشتہ یا جن یا بت یا پتھر یا جھاڑ یا پہاڑ یا قبر یا چلہ یا شدہ۔ [2] ذری سی دنیا کی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے تئیں بدقسمت سمجھنے لگتے ہیں مشرک اور بدعتیوں کو صاحب قسمت جانتے ہیں حالانکہ ایماندار موحد آدمی کو کیسی ہی دنیا کی تکلیف ہو لیکن خوش اور خدا کا شکر گزار رہنا چاہیے کہ اس نے اپنے فضل سے شرک اور بدعت سے بچایا۔ [3] وہ دونوں قیدی بت پرست تھے۔ [4] جن کی کچھ حقیقت نہیں [5] اس کا قول سند ہو سکتا ہے۔ [6] یعنی ایک خدا کو صرف پوجنا۔ [7] یا قید خانے کے رفیقو۔ [8] جو ساقی ہے چھوٹ کر۔ [9] پھر اپنی قدیم خدمت پر مقرر ہو جائے گا۔ [10] یعنی یہ قضائے ربانی ہے جو رک نہیں سکتی کہتے ہیں جب حضرت یوسفؑ نے یہ تعبیر بیان کی تو وہ کہنے لگے ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا تھا صرف دل لگی کے لیے تم سے پوچھا تب حضرت یوسفؑ نے فرمایا اب کیا ہوتا ہے جو تعبیر میں نے بیان کی وہی خواب کا فیصلہ ہے اور تمہارے لیے یہی ہونا ہے حضرت یوسفؑ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ تین دن میں یہ تعبیر ظاہر ہو گی ایسا ہی ہوا [11] یعنی ساقی کو۔ [12] کہ ایک غلام مدت سے قید خانہ میں پڑا ہے اس کا کوئی قصور نہیں خواب کی تعبیر ایسی بیان کرتا ہے کہ واہ [13] سات برس تک یا بارہ برس تک یا چودہ برس تک یا پانچ برس تک۔ بعضوں نے یوں ترجمہ لیا ہے لیکن شیطان نے یوسفؑ کو بھلا دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد کرے یعنی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے بدل انہوں نے ایک آدمی سے مدد چاہی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی برس تک قید جھیلنا پڑی [14] ریان بن ولید نے دربار میں،

يٰبِسٰتٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ
اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا
اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ
الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا
مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ
فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ
اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ
سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ
يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ
سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ
سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ
يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ
مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾
ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ
النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ
ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ
قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ

اور باقی (سات) سوکھی ہیں[1] درباریو اگر تم خواب کی تعبیر جانتے ہو تو
میری اس خواب کی تعبیر بیان کرو۔ وہ کہنے لگے یہ تو پریشان خوابوں
کے گچھے ہیں اور ایسے پریشان خوابوں کی تعبیر ہم کو نہیں[ع]
معلوم[2] اور جو[3] ان دو قیدیوں میں سے چھوٹ گیا تھا اس نے
کہا اور ایک مدت کے بعد اس کو خیال آیا۔ میں تم کو اس
کی تعبیر بتاتا ہوں۔ مجھ کو بھیجو تو سہی[3] اے[4] یوسفؑ تو
بڑا سچا آدمی ہے[5] ہم کو بتلا۔ سات موٹی تازی گائیں ہیں
جن کو سات دبلی سوکھی گائیں کھائے جاتی ہیں اور سات بالیاں
(اناج کی) ہری ہیں اور باقی (سات) سوکھی شاید میں (درباری)
لوگوں تک پھر پہنچ سکوں۔ اور شاید (تیرا حال) ان کو معلوم ہو[6]
یوسف علیہ السلام نے کہا۔ تم معمول سے سات برس تک
کھیتی کرو گے[7] پھر جب اناج کاٹو تو اناج کو بالیوں ہی میں رہنے دو
مگر تھوڑا سا اپنے کھانے کے موافق نکال لو[8] تو ان سات برسوں کے بعد
سات برس آئیں گے جن میں قحط ہو گا جو کچھ تم نے ان برسوں کے لیے رکھ
چھوڑا تھا اس کو چٹ کر جائیں گے[9] مگر تھوڑا سا بچا رکھو گے[10] پھر انکے بعد ایک سال ایسا
آئے گا جس میں لوگوں کیلئے برسات (اچھی) ہو گی[11] اور اس سال رس بھی (خوب) نچوڑیں گے[12]
بادشاہ نے کہا[13] یوسف کو میرے پاس لے آؤ جب بادشاہ کا بھیجا ہوا شخص یوسفؑ کے
پاس آیا[14] اس نے کہا اپنے مالک کے پاس لوٹ جا اور اس سے پوچھ ان عورتوں کا

ف۱ اور سوکھی بالیاں ہری بالیوں پر لپٹ گئیں یہاں تک کہ ہری بالیاں ان کے اندر چھپ گئی ہیں یہ خواب سات برس کے بعد بادشاہ مصر نے دیکھا اور درباریوں سے کہا درباریو اگر الخ، ف۲ اتفاق سے وہاں بادشاہ کا ساقی بھی موجود تھا، ف۳ یعنی قید خانے تک جانے کی اجازت دو، ف۴ بادشاہ نے اس کو اجازت دی اور وہ سات برس کے بعد قید خانے میں آیا اور یوسفؑ سے کہنے لگا اے یوسفؑ الخ، ف۵ یا خواب کی تعبیر بہت سچی دیتا ہے بھلا اس خواب کی تو تعبیر، ف۶ وہ سمجھیں کہ ایسے ذی علم لائق شخص کا یوں قید رکھنا بڑا ظلم ہے اور تجھ کو رہائی ملے، ف۷ یا سات برس لگاتار یعنی پے در پے کھیتی کرو گے، ف۸ اس میں یہ فائدہ تھا کہ غلہ کو کیڑا نہ کھا دے دوسرے اس کے چھلکے وغیرہ جانوروں کے بیچارے کے لیے محفوظ رہیں، ف۹ یعنی تمام چٹ کر جاؤ گے سب تمام کر دو گے ف۱۰ سبحان اللہ ایسی صاف تعبیر دینا پیغمبر کے سوا دوسرے کسی سے نہیں ہو سکتا حدیث میں ہے حضرت یوسف علیہ السلام کی ہمت اور صبر پر تعجب آتا ہے اور آنحضرت صلعم فرماتے ہیں اگر میں ان کے بدلے ہوتا تو جب تک قید سے نکالنے کی شرط نہ کر لیتا کبھی تعبیر نہ بتلاتا اسی طرح اگر میرے پاس بادشاہ کا بھیجا ہوا شخص بلانے کو آتا تو میں فوراً اٹھ کھڑا ہوتا مگر یوسفؑ نے اس کو لوٹا دیا، ف۱۱ یا ان کا رنج سب جاتا رہے گا ف۱۲ یعنی انگور تل زیتون وغیرہ جو چیزیں نچوڑی جاتی ہیں وہ کثرت سے پیدا ہوں گی، ف۱۳ پھر ساقی یہ تعبیر سن کر گیا اور درباریوں اور بادشاہ سے بیان کی ان کو حضرت یوسفؑ کے علم پر تعجب ہوا، ف۱۴ اس کے لیجانے کو تو وہ نہ گیا اور ع بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے یہ اڑتے خواب ہیں اور ہم ایسے خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے،

النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ
رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ
اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ
حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ
امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ؗ
اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ
الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ
اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ
الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ
النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ ۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ؕ
اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ
ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا
كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ
اَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ
الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ
مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا
حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ

کیا قصہ ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے بے شک میرا خدا
ان کے چلتر خوب جانتا ہے[۱] بادشاہ[۲] نے کہا (سچ کہو) تمہارا کیا حال
گزرا جب تم نے یوسفؑ کی ذات سے اپنی خواہش بجھانا چاہی[۳] وہ کہنے
لگیں حاشا للہ ہم کو اس کی کوئی برائی معلوم ہی نہیں ہوئی[۴] عزیز کی بی بی
کہنے لگی اب حق[۵] بات تو کھل گئی[۶] میں نے خود اس کی ذات سے اپنی
خواہش بجھانا چاہی تھی اور بے شک وہ سچا ہے[۷] یہ (سب
جھگڑا)[۸] اس لیے کیا کہ عزیز[۹] جان لے کہ میں نے پیٹھ پیچھے اس کے
چوری نہیں کی اور چوروں کا مکر اللہ تعالٰے چلنے نہیں دیتا[۱۰]
اور میں اپنے نفس کو (برائیوں سے) پاک نہیں کہتا بیشک میرا مالک
بخشنے والا مہربان ہے اور بادشاہ نے کہا اس کو میرے پاس لے آؤ
میں اس کو[۱۱] خاص اپنے کام پر رکھوں گا. جب بادشاہ نے یوسفؑ سے
گفتگو کی تو کہنے لگا آج سے تو ہمارے پاس (بڑے) مرتبے والا ہے
امانت دار یوسفؑ نے کہا مجھ کو ملک[۱۲] کے خزانوں (کے انتظام) پر
مقرر کر دیجیے میں ان کی حفاظت کر سکتا ہوں[۱۳] اور خبردار ہوں[۱۴] اور ہم نے
اسی طرح سے (مصر کے) ملک میں یوسفؑ کو جمایا[۱۵] وہ جہاں چاہتا تھا[۱۶]
اس ملک میں رہتا تھا ہم[۱۷] جس پر چاہتے ہیں اپنی رحمت پہنچاتے ہیں
اور نیکیوں کی محنت ہم برباد نہیں ہونے دیتے[۱۸] اور ایماندار اور پرہیزگار

[۱] حضرت یوسف نے جو جانے میں جلدی نہ کی یہ بڑی دانائی کی انہوں نے بادشاہ پر پہلے یہ ثابت کر دینا چاہا کہ میں بے قصور قید کیا گیا تاکہ آئندہ لوگ ان کو بری نگاہ سے نہ دیکھیں اور زلیخا کا ذکر نہ کیا اسی خیال سے کہ عزیز کو ناگوار نہ ہو دوسرے اس لیے ایسا نہ کہ وہ کوئی اور چلتر نکالنے [۲] بادشاہ نے اس مقدمہ کی دریافت شروع کی اور زلیخا اور جن عورتوں کو اس نے مہمان بلایا تھا سب کو بلا بھیجا، [۳] کیا تم نے یوسفؑ میں کوئی برائی دیکھی اس نے تم پر بدنظر ڈالی یا بدفعلی کرنا چاہی یا کیا، [۴] اس بیچارے نے آنکھ تک نہ ملائی حالانکہ ہم سب نے اس کو لبھانا چاہا اصل میں بادشاہ نے یہ سوال زلیخا سے کیا مگر چونکہ وہ وزیر کی بی بی تھی اس لیے اس کی عزت رکھی اور روئے سخن اور عورتوں کی طرف کیا، [۵] چھپانے سے کیا فائدہ، [۶] زلیخا کا مکروفریب عورتوں کے اظہار سے معلوم ہوگیا اور زلیخا اس پر اور شرمندگی ہوئی کہ باوجودیکہ اس نے حضرت یوسف کو اتنا ستایا قید کرایا ذلیل کیا پر ان کی لیاقت اور شرافت دیکھیے کہ بادشاہ سے اس کا نام تک نہ لیا اور دوسری عورتوں کا ذکر کیا، [۷] میں جھوٹی تھی اپنے قصور کا اقرار کرتی ہوں، [۸] غرض عورتوں کا یہ ماجرا جو گزرا بادشاہ کے بھیجے ہوئے شخص نے پھر قید خانے جاکر یوسف سے بیان کیا وہ خوش ہوا اور کہنے لگا میں نے یہ سب جھگڑا اس لئے کیا، [۹] زلیخا کا خاوند اچھی طرح، [۱۰] یوسف نے یہ بھی کہا، [۱۱] عزیز کے پاس سے نکال کر، [۱۲] سب روپیہ اور غلوں کے، [۱۳] حساب کتاب سے بھی، [۱۴] میں قسط کا اچھی طرح انتظام کرلوں گا۔ [۱۵] وہاں کے خزانوں کا اس کو افسر بنادیا، [۱۶] یا جس طرح سے چاہتا تھا، [۱۷] اپنے بندوں میں سے، [۱۸] دنیا اور آخرت دونوں میں ان کو نیک کاموں کا ثمرہ ملتا ہے،

وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَةِ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَكَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَجَآءَ اِخۡوَةُ يُوۡسُفَ فَدَخَلُوۡا عَلَيۡهِ فَعَرَفَهُمۡ وَهُمۡ لَهٗ مُنۡكِرُوۡنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمۡ بِجَهَازِهِمۡ قَالَ ائۡتُوۡنِىۡ بِاَخٍ لَّكُمۡ مِّنۡ اَبِيۡكُمۡ‌ۚ اَلَا تَرَوۡنَ اَنِّىۡۤ اُوۡفِى الۡكَيۡلَ وَاَنَا خَيۡرُ الۡمُنۡزِلِيۡنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنۡ لَّمۡ تَاۡتُوۡنِىۡ بِهٖ فَلَا كَيۡلَ لَـكُمۡ عِنۡدِىۡ وَلَا تَقۡرَبُوۡنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوۡا سَنُرَاوِدُ عَنۡهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوۡنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتۡيٰنِهِ اجۡعَلُوۡا بِضَاعَتَهُمۡ فِىۡ رِحَالِهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَعۡرِفُوۡنَهَاۤ اِذَا انۡقَلَبُوۡۤا اِلٰٓى اَهۡلِهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوۡۤا اِلٰٓى اَبِيۡهِمۡ قَالُوۡا يٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الۡكَيۡلُ فَاَرۡسِلۡ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَكۡتَلۡ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰـفِظُوۡنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلۡ اٰمَنُكُمۡ عَلَيۡهِ اِلَّا كَمَاۤ اَمِنۡتُكُمۡ عَلٰٓى اَخِيۡهِ مِنۡ قَبۡلُ‌ؕ فَاللّٰهُ خَيۡرٌ حٰفِظًا‌ وَّهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ ﴿۶۴﴾

لوگوں کے لیے آخرت کا ثواب[۱] بہتر ہے اور[۲] یوسفؑ کے بھائی[۳] اس کے پاس (مصر میں) آئے یوسفؑ نے ان کو پہچان لیا اور انہوں نے یوسفؑ کو نہ پہچانا اور جب یوسفؑ نے ان (کے سفر) کا سامان تیار کر دیا تو کہنے لگا[۴] اپنے بے ماں بھائی کو بھی لے کر آؤ کیا تم نہیں دیکھتے میں کیسی پوری ماپ غلہ دیتا ہوں اور میں[۵] سب سے اچھی طرح اتارنا ہوں[۶] پھر اگر تم اس کو نہ لاؤ تو میرے پاس سے تم کو کچھ غلہ نہ ملے گا[۷] اور نہ میرے پاس پھٹکنا[۸] وہ کہنے لگے ہم جاتے ہی اس کے باپ سے خواہش کریں گے[۹] اور ہم ضرور کریں گے[۱۰] اور یوسفؑ نے[۱۱] اپنے غلاموں سے کہا یہ جو پونجی (ساتھ) لائے تھے[۱۲] وہ (پھیر) ان کے سامان میں رکھ دو اس لیے کہ جب یہ لوٹ کر اپنے گھر پہنچیں تو اپنی پونجی پہچان کر شاید پھر آئیں[۱۳] پھر جب وہ لوٹ کر اپنے باپ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے باوا[۱۴] غلہ کالاا اب بند ہو گیا بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے ہم غلہ (پھر) لاتے ہیں اور ہم اس کے نگہبان ہیں[۱۵] باپ نے کہا کیا میں اس پر بھی تمہارا ایسا ہی بھروسا کریں جیسا پہلے اس کے بھائی پر تمہارا بھروسا کر چکا ہوں[۱۶] اللہ تعالیٰ بہتر نگہبان ہے، اور وہ سارے رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے[۱۷]

۱ دنیا کے فائدے کے علاوہ، ۲ جب تمام اطراف کے ملکوں میں قحط پڑا تو، ۳ جو شام کے ملک کنعان میں رہتے تھے غلہ مول لینے کے لیے ۴ اب کے تم آؤ تو، ۵ مہمانوں کو ۶ کہتے ہیں جب حضرت یوسفؑ نے ان سے کہا تم جاسوس تو نہیں ہو انہوں نے کہا معاذ اللہ حضرت یوسفؑ نے کہا میں کیونکر یقین آوے کوئی تمہارا جان پہچان یہاں ہے انہوں نے کہا ہم دور کے رہنے والے ہیں ہم کو یہاں کون پہچانتا ہے تب حضرت یوسف نے کہا اچھا تم دسوں میں سے ایک شخص کو ہمارے پاس گروی کر جاؤ باقی نو آدمی غلہ لے کر اپنے ملک میں جاؤ اور اپنے باپ سے خط لکھوا کر لاؤ تو مجھے یقین ہوگا کہ تم جاسوس نہیں ہو سب بھائیوں نے قرعہ ڈالا تو شمعون کے نام پر آیا وہ حضرت یوسفؑ کے پاس رکھ لیا گیا باقی نو بھائی غلہ لے کر اپنے باپ کے پاس ۷ میں کوئی معاملہ تم سے نہ کروں گا، ۸ میرے ملک میں ہی نہ آنا یا میرے پاس نہ اترنا کیونکہ میں سمجھ لوں گا کہ تم جھوٹے ہو، ۹ کہ اس بھائی کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیں، ۱۰ ہم سے جس طرح بنے گا اور جہاں تک ہم سے ہو سکے گا اس کے ساتھ لانے کی کوشش کریں گے۔ ۱۱ بھائیوں کے چلتے وقت، ۱۲ جس کے بدل غلہ خریدا تھا روپیہ تھے یا چمڑا یا جوتے، ۱۳ کیونکہ ان کو پھر اپنی پونجی اپنے پاس دیکھ کر دوبارہ غلہ لانے کی اللچ ہوگی دوسرے شاید ان کے پاس راہ خرچ نہ ہو اور یہ میرے پاس دوبارہ نہ آسکیں تیسرے جب یہ ہی پونجی پھر اپنے پاس دیکھیں گے تو میرے پاس آنے کا بے حد شوق پیدا ہوگا کہ ایسا سخی رئیس دیکھنے میں نہیں آیا جب تک رہے خاطر داری سے اتارا پھر غلہ پورا تول کر دیا پھر قیمت بھی واپس کر دی ۱۴ اگر تم بھائی کو ہمارے ساتھ نہ کرو تو ۱۵ آپ اندیشہ نہ کیجیے۔ ۱۶ جب تم یوسفؑ کو لے کر گئے تھے جب بھی یہی کہہ کر لے گئے تھے کہ ہم اس کے نگہبان ہیں پھر اچھی نگہبانی کی کہ آج تک یوسف کا پتہ نہیں ایسے ہی تم اس بھائی کی بھی نگہبانی کرو گے نہ صاحب در گزرا۔ ۱۷ کہتے ہیں حضرت یعقوبؑ نے یوسفؑ کو لیجاتے وقت اللہ کو اللہ کی نگہبانی میں نہیں دیا تو اس مصیبت میں پڑے اور جب بنیامین کے لیے یہ فرمایا پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا قسم میری عزت اور بزرگی کی میں تیرے دونوں بیٹوں کو تجھ سے ملا دوں گا،

فَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ

اور جب انہوں نے[ا] اپنا سامان کھولا دیکھا تو ان کی پونجی اسی میں ہے جو ان کو لوٹا دی گئی کہنے لگے باوا ہمیں اور کیا چاہیے۔ یہ پونجی بھی ہے جو ہم کو پھیر دی گئی ہے[۲] اور اپنے گھر والوں کے لیے غلہ لائیں گے اور اپنے بھی کی خبر داری کریں گے۔ اور[۳] ایک لونٹ بھر غلہ اور لائیں گے اب کے جو لائے ہیں وہ تھوڑا سا غلہ ہے باپ نے کہا میں تو ہرگز اس کو تمہارے ساتھ بھیجنے والا نہیں جب تک تم خدا کی قسم کھا کر مجھ سے عہد نہ کرو کہ تم ضرور اس کو لے کر میرے پاس آؤ گے ہاں اگر سب مارے جاؤ تو یہ اور بات ہے جب انہوں نے یہ عہد کر لیا تو باپ نے کہا جو ہم کہہ رہے ہیں اللہ اس پر گواہ ہے اور یعقوب[ع] نے تو کہا اے میرے بیٹو[۴] ایک ہی دروازے سے سب نہ جاؤ[۵] بلکہ الگ الگ دروازوں میں سے جانا اور میں اللہ کے حکم کو تم سے ذرا بھی ٹال نہیں سکتا[۶] حکم تو بس اللہ ہی کا چلتا ہے[۷] اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور بھروسا کرنے والوں کو اسی پر بھروسا کرنا چاہیے اور جب وہ (مصر میں) اسی طرح[۸] جیسے باپ نے ان کو حکم دیا تھا داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے تو یہ تدبیر کچھ ان کو کام نہ آ سکتی تھی وہ تو یعقوب[ع] کے دل کی بس ایک آرزو تھی جو اس نے پوری کر لی[۹] اور بے شک یعقوب[ع] کو جو ہم نے سکھلایا وہ اس کو جانتا تھا[۱۳] لیکن اکثر آدمی یہ نہیں جانتے[۱۴] اور جب وہ[۱۵] یوسف[ع] کے پاس پہنچے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس اتارا[۱۶]

ا یوسف کے بھائیوں نے ۲ مصر کے بادشاہ نے ہم پر اتنا بڑا احسان کیا اور جو مہمانی خاطر داری کی تھی وہ باپ سے بیان کی ہم اس پونجی سے دوبارہ سفر کریں گے ۳ دوسرا فائدہ بھائی کے لیجانے سے یہ ہوگا کہ ۴ جب سب بیٹے چلنے لگے ۵ جب تم مصر میں پہنچو تو شہر میں۔ ۶ ایسا نہ ہو کہ تم کو نظر لگ جائے ۷ بہت صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ نظر لگ جاتی ہے اور اس سے آدمی کو نقصان پہنچتا ہے اور جس نے اس کا انکار کیا ہے وہ بیوقوف ہے ہوا یہ تھا کہ یعقوب[ع] کے سب بیٹے حسین اور خوبصورت اور قوی جوان تھے اور پھر ماشاء اللہ گیارہ بھائی انہوں نے خیال کیا کہ اگر سب مل کر ایک ہی دروازے سے جائیں تو ضرور لوگوں کی نظر پڑے گی۔ ۸ جو تقدیر میں ہے وہ تو ضرور ہوگا مگر آدمی کا یہ کام ہے کہ ہوشیار رہے اور جہاں تک ممکن ہے خرابی سے بچتا ہے ۹ اور کسی کا نہیں چلتا۔ ۱۰ جدا جدا دروازوں سے۔ ۱۱ اولاد کی مامتا ہر ایک کو ہوتی ہے۔ ۱۲ کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے کوئی چیز روک نہیں سکتی ۱۳ وہ تدبیر ہی پر نازاں رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ تقدیر سے کچھ نہیں ہوتا جب طرح طرح کی کھکھیڑیں اٹھاتے ہیں اور سارے سامان جمع ہونے پر بھی مطلب حاصل نہیں ہوتا اس وقت ہوشیار ہوتے ہیں ۱۴ یوسف کے بھائی دوبارہ ۱۵ حضرت یوسف نے دو دو بھائیوں کو ایک ایک جگہ ٹھہرایا بنیامین اکیلے رہ گئے تو ان کو اپنے پاس اتار لیا اور کھانے میں بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا ۱۶ وہ سب سن رہا ہے دیکھ رہا ہے یا اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں اس کا پورا کرنا ہے انسان کو یہی چاہیے کہ دنیا کے قاعدے کے مطابق سب طرح کی مضبوطی کرے پھر اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرے،

أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِم مَّاذَا تَفْقِدُونَ ﴿٧١﴾ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَن جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُم مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِن كُنتُمْ كَاذِبِينَ ﴿٧٤﴾ قَالُوا جَزَاؤُهُ مَن وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٧٥﴾ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِن وِعَاءِ أَخِيهِ ۚ كَذَٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ ۖ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ ۗ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿٧٦﴾ قَالُوا

اور کہا میں تیرا (سگا) بھائی ہوں تو یہ لوگ (جو آج تک تیرے ساتھ کرتے رہے اس کا رنج مت کر[۵۲] پھر جب یوسفؑ نے ان کا سامان (سفر کا) تیار کر دیا تو (پانی پینے کا) کٹورہ[۵۳] اپنے بھائی کے سامان میں رکھوا دیا پھر ایک پکارنے والے نے پکارا قافلہ والو تم بے شک چور ہو[۵۴] ان لوگوں نے پکارنے والوں کی طرف رخ کیا اور پوچھا کیوں کیا چیز تمہاری گم ہے انہوں نے کہا ہم کو بادشاہ کا کٹورہ[۵۵] نہیں ملتا اور جو شخص اس کو لے کر آئے اس کو ایک اونٹ بھر غلہ (انعام) ملے گا۔ اور میں اس کا ضامن ہوں[۵۶] یوسفؑ کے بھائی کہنے لگے۔ قسم خدا کی تم تو جان چکے ہو[۵۷] ہم اس لیے نہیں آئے ہیں کہ مصر میں فساد مچائیں[۵۸] اور نہ ہم چور ہیں[۵۹] بادشاہی لوگ کہنے لگے بھلا اگر تم جھوٹے نکلے تو چور کی کیا سزا ہے یوسف علیہ السلام کے بھائی کہنے لگے چوری کی سزا تو یہ ہے کہ جس کے سامان میں یہ کٹورہ ملے۔ وہی اس کے بدلے دے دیا جائے[۶۰] ہم ظالموں کو یہی سزا دیتے ہیں[۶۱] پھر یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کی خرجی سے پہلے دوسروں کی خرجیاں دیکھنی شروع کیں بعد اس کے وہ کٹورہ اپنے بھائی کی خرجی سے نکلوایا ہم نے اسی طرح سے یوسف علیہ السلام کو تدبیر[۶۲] بتائی وہ (مصر کے) بادشاہ کے قانون کی رو سے اپنے بھائی کو رکھ نہیں سکتا تھا[۶۳] مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہتا[۶۴] ہم جس کے چاہتے ہیں اس کے درجے بلند کرتے ہیں اور ہر ایک عالم سے بڑھ کر دوسرا عالم ہے[۶۵] یوسف علیہ السلام کے

---

[۵۱] دوسرے بھائیوں سے چھپا کر اس سے [۵۲] جو کچھ انہوں نے تجھ کو ستایا تکلیف دی اب اس کا غم نہ کھا تو اپنے سگے بھائی پاس پہنچ گیا۔ [۵۳] جو چاندی یا سونے کا تھا اس پر جواہر لگے تھے اس سے غلہ ناپتے تھے۔ [۵۴] چور تو تھے ہی انہوں نے حضرت یوسفؑ کو باپ سے چرا کر بیچ ڈالا تھا۔ [۵۵] جس سے غلہ ناپتے تھے۔ [۵۶] یہ پکارنے والے نے کہا۔ [۵۷] ہم دوبارہ تمہارے پاس رہ چکے ہیں۔ [۵۸] چوری چکاری کریں۔ [۵۹] کبھی ہم نے چوری کی ہے کہتے ہیں جب یہ لوگ پہلی بار مصر میں آئے تھے تو اس وقت بھی لوگ ان کی پرہیزگاری کی تعریف کرتے رہے دوبارہ دوبارہ بھی ایسے ہی رہے یہاں تک کہ اپنے جانوروں کا منہ باندھ دیتے تھے کہ ایسا نہ ہو کسی کا کھیت چر جائیں [۶۰] جس کا کٹورہ ہے اس کا غلام بن جائے۔ [۶۱] حضرت یعقوبؑ کے خاندان چور کی یہی سزا مقرر کی تھی کہ وہ ایک برس تک جس کی چوری کرے اس کا غلام رہے پھر چھوڑ دیا جاتے۔ [۶۲] بنیامین کے رکھ لینے کی [۶۳] کیونکہ مصر میں یہ قانون تھا کہ چور کو مار پڑے دہ وز ناجرمانہ دے لیکن غلام نہیں ہو سکتا تھا [۶۴] تو اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ یوسف کا بھائی ان کے پاس رہ جاتے اور یوسف کو یہ تدبیر سکھلائی انہوں نے چوری کی سزا خود ہی انہی سے پوچھی اور جو انہوں نے بیان کی اس پر عمل کیا۔ [۶۵] ہر ایک دانا سے بڑھ کر دوسرا دانا ہے یہاں تک کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب سے بڑھ کر عالم اور دانا ہے اور وہ سب کے اوپر ہے [۶۶] جب بنیامین کی خرجی سے کٹورہ نکلا تو،

إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَّهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ أَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ﴿٧٧﴾ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ أَبًا شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ ۖ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٧٨﴾ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ نَّأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهُ ۙ إِنَّا إِذًا لَّظَالِمُونَ ﴿٧٩﴾ فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ۖ قَالَ كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُمْ فِي يُوسُفَ ۖ فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّىٰ يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي ۖ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿٨٠﴾ ارْجِعُوا إِلَىٰ أَبِيكُمْ فَقُولُوا يَا أَبَانَا إِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حَافِظِينَ ﴿٨١﴾ وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا

بھائی کہنے لگے۔ اگر اس نے چوری کی (تو کچھ تعجب نہیں) اس کے بھائی نے بھی پہلے چوری کی ہے[1] یوسف علیہ السلام نے اس بات کو اپنے دل میں چھپا لیا اور ان سے کچھ نہ کھولا کہا تم تو (یوسف سے) بدتر ہو اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم[2] بیان کرتے ہو[3] کہنے لگے اے عزیز (مصر کے وزیر) اس بنیامین کا ایک باپ ہے بہت بوڑھا[4] تو ہم میں سے (اس کے بدل) ایک کو رکھ لے ہم دیکھتے ہیں تو احسان کیا کرتا ہے[5] یوسف علیہ السلام نے کہا اللہ کی پناہ کہ ہم کسی کو (ناحق) پکڑ رکھیں مگر جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی[6] ایسا کریں تو ہم ظالم ٹھہرے[7] جب یہ لوگ یوسفؑ سے ناامید ہو گئے[8] تو الگ ہو کر مصلحت کرنے لگے۔ ان میں جو بڑا تھا[9] کہنے لگا کیا تم کو معلوم نہیں تمہارے باپ نے تم سے خدا کی قسم دے کر پکا اقرار کر لیا تھا[10] اور پہلے تم یوسفؑ کے باب میں ایک قصور کر چکے ہو[11] تو میں تو جب تک میرا باپ مجھ کو اجازت نہ دے یا اللہ تعالیٰ کوئی اور تدبیر نہ نکالے اس ملک سے سرکنے والا نہیں اور اللہ تعالیٰ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے[12] تم اپنے باپ پاس لوٹ جاؤ اور اس سے کہو باوا تیرے بیٹے نے چوری کی اور ہم نے یہ تو (اس پر) وہی گواہی دی جو ہم نے یقین کیا[13] اور ہم کو آئندہ ہونے والی بات کیا معلوم تھی[14] اور[15] اس بستی والوں سے پوچھ لے جہاں ہم تھے اور اس قافلہ والوں سے جس میں ہم آئے ہیں

---

[1] جھوٹے تھے مگر پیغمبر کہیں چوری کرتے ہیں ہوا یہ تھا کہ حضرت یوسفؑ کے نانا ایک بت کو پوجا کرتے تھے حضرت یوسفؑ نے اس کو چپکے سے اڑا لیا اور توڑ کر پھینک دیا ان کی پھوپھی ان کو پرورش کرتی تھیں بڑے ہوئے تو حضرت یعقوبؑ نے لینا چاہا پھوپھی نے اپنی کمر کا پٹکا ان کی کمر سے باندھ دیا اور پھر چوری کا الزام لگا کر ایک برس کے لیے اور ان کو اپنے پاس رکھ لیں، [2] اپنے بھائی کی چوری، [3] وہ تو چوری نہ تھی تم خود ہی پکے چور اور پکے ظالم ہو، [4] وہ اس کو بہت چاہتا ہے اور اس کی جدائی پر صبر نہیں کر سکتا، [5] ہم پر بھی تو نے بڑا احسان کیا ہے اور داتا اور کرکہ ہم میں سے ایک کو رکھ لے اور اس کو جانے دے، [6] ہم اس کو پکڑ رکھیں گے، [7] اور ظلم ہم نہیں کر سکتے حضرت یوسفؑ نے ایسے لفظ کہے جو جھوٹ نہ تھے یوں کہا کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی اور یہ نہ کہا کہ جو چور ہے کیونکہ حقیقت میں بنیامین نے چوری نہیں کی تھی یہ حیلہ تھا حضرت یوسفؑ کا یہ حیلہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا تو اس میں کوئی گناہ نہ ہوا، [8] ان سے بہت عاجزی کی بنیامین کو چھوڑ دو ہم میں سے کسی کو رکھ لو لیکن انہوں نے کسی طرح نہ مانا، [9] عمر میں یعنی روبیل یا عقل میں یعنی یہودا یا سرداری میں یعنی شمعون، [10] کہ طرح بنے بنیامین کو اپنے ساتھ لیتے آنا [11] اور والد کو کتنا رنج پہنچ چکا ہے اب پھر ان کو رنج دینا مجھ سے تو نہیں ہو سکتا، [12] اس کو بہت شرم آئی کہ میں اپنے باپ کو اب کیونکہ منہ دکھلاؤں گا، [13] ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ چوری کا کٹورا اس کے سامان سے نکلا تب ہم نے مان لیا کہ بیشک وہ چور ہے، [14] کہ بنیامین مصر جا کر چوری کریگا ورنہ ہم اس کو ساتھ کیوں لاتے [15] اگر تجھ کو ہمارا اعتبار نہ آتے تو۔

وَإِنَّا لَصَادِقُونَ (٨١) قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ عَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (٨٢) وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ (٨٣) قَالُوا تَاللَّهِ تَفْتَأُ تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتَّىٰ تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ (٨٤) قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (٨٥) يَا بَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِن يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَيْأَسُوا مِن رَّوْحِ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ (٨٦) فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ (٨٧) قَالَ

اور ہم بالکل سچے ہیں[1] یعقوب نے کہا[2] بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات بنالی ہے[3] تو میں عمدہ صبر کروں گا مجھ کو تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب[4] کو میرے پاس لے آئے گا[5] بے شک وہ جاننے والا ہے حکمت والا اور یعقوبؑ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور[6] کہنے لگا ہائے یوسف اور غم کے مارے اس کی دونوں آنکھوں پر سفیدی چڑھ گئی[7] اور[8] وہ گھٹتا رہا[9] یوسفؑ کے بھائی کہنے لگے (باوا) اللہ تعالیٰ کی قسم تو یوسفؑ ہی کی یاد میں لگا رہے گا یہاں تک کہ تو گل گل کر مرجو نا (مرنے کے قریب) ہوجائے گا یا مرجائے گا یعقوبؑ نے کہا میں (کیا کروں) اپنے دل کا درد[10] اور غم اللہ تعالیٰ ہی پر کھولتا ہوں[11] اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے[12] بیٹا جاؤ پھر یوسفؑ اور اس کے بھائی کا پتہ لگاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اس کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں پھر جب یوسفؑ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے اے عزیز[13] ہم پر اور ہمارے گھر والوں پر (قحط کی) مصیبت پڑی ہے اور ہم تھوڑی سی پونجی[14] لے کر (غلہ خریدنے کو) آئے ہیں تو ہم کو پوری ماپ غلہ دلوادے اور ہم کو خیرات دے[15] کیونکہ اللہ تعالیٰ خیرات کرنے والوں کو (اچھا) بدلہ دیتا ہے[16] یوسفؑ نے کہا

[1] آخر بڑے بھائی کے کہنے سے باقی بھائی کنعان کو لوٹ گئے اور باپ سے یہ سب بیان کیا۔ [2] بنیامین نے کبھی چوری نہ کی ہوگی [3] جو کہتے ہو کہ بنیامین نے چوری کی حقیقت میں یہ بنی بات تھی یا مراد یہ ہے کہ تم نے جو یوسفؑ کے مقدمہ میں کہا تھا وہ ایک بنی بات تھی۔ [4] یعنی یوسفؑ اور بنیامین اور بڑے بھائی کو جو شرمندگی کے مارے مصر ہی میں رہ گیا تھا۔ [5] مجھ سے ملادے گا [6] یوسفؑ کو یاد کرکے۔ [7] اندھے ہوگئے بینائی جاتی رہی۔ [8] اندر ہی اندر دل میں۔ [9] بوڑھے باپ کا نور بصر یوسفؑ کا سامنہ جبین جب آنکھوں کے سامنے سے دور ہوا تھا وہ رنج کیا کم تھا کہ بنیامین اس کا سگا بھائی بھی جس کو دیکھ کر کسی قدر تسکین ہوتی تھی وہ بھی غائب ہوگیا اس حالت میں حضرت یعقوبؑ ہی کا جگر تھا کہ اسی برس تک یوسفؑ کی جدائی پر صبر کیے رہے اور زبان سے کوئی حرف شکوہ اور شکایت نہ نکالا دل میں رنج کرنا منع نہیں ہے نہ نبوت کی شان کے خلاف ہے یہاں تک کہ آنکھوں سے رونا بھی منع نہیں ہے بلکہ یہ انسان کی فطرتی بات ہے اولاد کی محبت اللہ پاک نے ماں باپ کے دل میں ڈال دی ہے اگر کسی کو اولاد کا رنج نہ ہو تو اس کی انسانیت میں فرق ہے [10] جس کو چھپا نہیں سکتا جس کا ضبط نہیں ہوسکتا۔ [11] تم سے یا اور لوگوں سے تو نہیں کہتا۔ [12] کہتے ہیں اسی برس حضرت یعقوب حضرت یوسفؑ کی جدائی میں روتے رہے حالانکہ اس زمانہ میں ساری زمین پر ان سے بڑھ کر کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کا مقبول نہ تھا یہ پروردگار کا امتحان تھا جو اپنے مقبول بندوں کا کیا کرتا ہے [13] مصر کے وزیر [14] کچھ کھوٹے روپے یا چمڑا یا گھی وغیرہ۔ [15] کیونکہ یہ پونجی اس لائق نہیں کہ کوئی غلہ کے بدل اس کو قبول کرے [16] یہ ان بھائیوں نے بڑی عاجزی سے کہا اور رونے اور گڑگڑانے لگے حضرت یوسفؑ کے رحم اور کرم اور محبت برادرانہ کو جوش آیا انہوں نے اپنے چہرے پر سے نقاب اٹھادی الخ۔

هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ
إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ ﴿۸۹﴾ قَالُوٓا أَءِنَّكَ
لَأَنْتَ يُوسُفُ ۖ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا
أَخِي ۖ قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا ۖ إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ
وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۹۰﴾
قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِنْ
كُنَّا لَخَاطِئِينَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ
الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ
الرَّاحِمِينَ ﴿۹۲﴾ اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا
فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا ۚ
وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ
الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ ۖ
لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ ﴿۹۴﴾ قَالُوا تَاللَّهِ إِنَّكَ
لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّا أَنْ جَاءَ
الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا ۖ
قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ

کیا تم کو معلوم نہیں جو تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ (سلوک) کیا جب تم جاہل تھے[۱] وہ کہنے لگے[۲] کیا تو ہی یوسفؑ ہے یوسفؑ نے کہا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا (سگا) بھائی ہے اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اس لیے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک لوگوں کا حق برباد نہیں کرتا۔ کہنے لگے خدا کی قسم بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھ کو ہم پر زندگی دی ہے اور بے شک ہم گناہ گار (خطاوار) تھے۔ یوسفؑ نے کہا[۳] آج میں تم پر کوئی الزام نہیں لگاتا[۴] اللہ تم کو بخشے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ یہ میرا کرتہ[۵] لے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے منہ پر ڈال دو۔ وہ (سب چیزیں) دیکھنے لگے گا (پھر بینائی آجائے گی) اور (اپنے سب گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ[۶] اور جب قافلہ (مصر سے) نکلا۔ تو ان کے باپ نے[۷] کہا میں یوسفؑ کی خوشبو سونگھ رہا ہوں[۸] اگر تم مجھ کو یہ نہ کہو کہ بوڑھا سٹھیا گیا ہے[۹] وہ کہنے لگے خدا کی قسم تو تو اسی اپنے پرانے خبط میں ہے[۱۰] پھر جب خوشخبری دینے والا[۱۱] آن پہنچا[۱۲] تو کرتہ یعقوبؑ کے منہ پر ڈال دیا جس طرح پہلے دیکھتا تھا دیکھنے لگا[۱۳] یعقوبؑ نے کہا دیکھو، میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میں وہ باتیں

[۱] شیطان نے تم کو حسد میں پھنسا دیا تھا تم جاہل بن گئے تھے اللہ تعالیٰ کا ڈر بھلا دیا تھا یا تم کو یہ خبر نہ تھی کہ یوسفؑ اور اس کے بھائی کو اللہ کتنا بڑھا دینے والا ہے اب اس دن کا ظہور ہوا جو اس سورہ کے دوسرے رکوع میں بیان کی گئی تھی یعنی تو ان کو ان کا کام جتلا دے گا اور ان کو خبر نہ ہوگی یوسفؑ کے ساتھ ان کی بدسلوکیاں اوپر گزر چکیں یوسفؑ کے بھائی کے ساتھ بدسلوکی یہ تھی کہ جب سے یوسف علیہ السلام غائب ہو گئے تھے تو حضرت یعقوبؑ ان کے بھائی بنیامین کو بہت چاہنے لگے تھے یہ سب بھائی ان سے بھی حسد کرنے لگے ان کو ستاتے رہتے، [۲] جب یوسفؑ کا چہرہ دیکھا اور ان کی باتوں سے بھی سمجھ گئے، [۳] جب تم اپنے تصور کا اقرار کرتے ہو اور معافی چاہتے ہو تو الخ [۴] میں نے تو اپنا حق معاف کر دیا اب اللہ تعالیٰ کا گناہ رہا [۵] کہتے ہیں یہ وہی کرتا تھا جو اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو پہنایا تھا جب وہ آگ میں ڈالے گئے تھے ابراہیمؑ سے اسحاقؑ کو ملا اسحاقؑ سے یعقوبؑ کو اور یعقوبؑ نے اس کو لپیٹ کر یوسفؑ کے بازو میں باندھ دیا تھا یا ان کی گردن میں لٹکا دیا تھا تاکہ ان کو نظر نہ لگے، [۶] جو ستر یا ترانوے آدمی تھے، [۷] جو کنعان میں تھا منزلوں کے فاصلے پر اپنے گھر والوں سے، [۸] یعنی اس جنت کے کرتے کی کہتے ہیں آٹھ دن یا دس دن کی راہ یا اسی فرسخ سے ان کو مہک آتی، [۹] دیوانہ ہو گیا ہے عقل میں فتور آ گیا ہے تو میری بات سچ جانو گے، [۱۰] یوسفؑ کی محبت میں غرق ہے تجھے ہر طرف یوسفؑ ہی نظر آتا ہے۔ [۱۱] یہودا قافلہ سے آگے بڑھ کر [۱۲] جب قافلہ کنعان کے قریب پہنچا تو یہودا نے دوسرے بھائیوں سے کہا مجھے یہ کرتہ لے کر آگے جانے دو میں باپ کو خوش کر دوں جیسے میں نے اس دن رنجیدہ کیا تھا جب یوسفؑ کے کرتے میں خون لتھیڑ کر لایا تھا، [۱۳] یہودا سے پوچھا تم نے یوسفؑ کو کس دین پر پایا اس نے کہا تمہارے دین پر تب یعقوبؑ نے کہا شکر خدا کا اس کا احسان پورا ہوا،

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٥﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿٩٦﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٩٧﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰي يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَي الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۡ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَاۗءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿٩٩﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ

جانتا ہوں جن کو تم نہیں جانتے[۱] کہنے لگے۔ باوا ہمارے گناہ (اللہ تعالیٰ سے) بخشوا[۲] بے شک ہم گناہ گار تھے یعقوبؑ نے کہا ٹھہرو میں تمہارے لیے اپنے مالک سے بخشش چاہوں گا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے پھر جب یوسفؑ سے ملے تو اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہنے لگا خدا چاہے تو اب مصر میں بے کھٹکے داخل ہو اور یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھلایا اور سب[۴] نے یوسفؑ کو سجدہ کیا[۵] اور یوسفؑ نے کہا باوا جو خواب میں نے پہلے دیکھا تھا اس کی یہ تعبیر ہے اللہ تعالیٰ نے (آج) اس کو سچ کر دکھایا اور (اس کے سوا) مجھ پر یہ احسان کیا کہ مجھ کو قید خانے سے نکالا[۶] اور شیطان نے جو مجھ میں اور میرے بھائیوں میں فساد ڈال دیا اس کے بعد گاؤں سے تم سب کو لایا (اور مجھ سے ملایا) بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے باریکی سے اس کو پورا کرتا ہے[۷] کیوں کہ وہ جانتا ہے حکمت والا۔ مالک میرے تو نے مجھ کو حکومت سے کچھ دیا[۸] اور خوابوں کی تعبیر بھی کچھ سکھلائی۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی میرا والی ہے[۹] دنیا اور آخرت میں مجھ کو اپنا تابعدار رکھ کر دنیا سے اٹھا لے اور نیک بندوں سے

[۱] انہوں نے کہا تھا کہ یوسفؑ زندہ اور صحیح سلامت ہے اور اللہ ضرور اس کو مجھ سے ملا دے گا لیکن گھر والوں کو اس کا یقین نہ آیا وہ کہنے لگے اب اتنی مدت گزر گئی ہم کیسے یقین کریں، [۲] اتنے میں اور بھائی بھی آن پہنچے، [۳] دعا کر اپنے قصور کا اقرار کیا [۴] ماں باپ اور بھائیوں نے [۵] ان کی شریعت میں تحیت کا سجدہ جائز تھا جامع البیان میں ہے کہ تحیت کا سجدہ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ کے زمانے تک جائز رہا صرف ہماری شریعت میں حرام ہوا معاذؓ نے شام سے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کیا آپ نے فرمایا معاذؓ یہ کیا کرتا ہے انہوں نے کہا میں نے شام میں دیکھا وہ لوگ اپنے اپنے بزرگوں کو سجدہ کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا الیامت کر ایک روایت ہے کہ اگر میں کسی بندے کو سجدہ کرنے کا حکم کرتا دوسرے بندے کو تو جورو کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے [۶] اور کنوئیں سے نکالنے کا احسان بیان نہیں کیا تاکہ بھائیوں کو شرمندگی نہ ہو ان کا قصور تو حضرت یوسفؑ معاف کر چکے تھے، [۷] یا بڑی عنائیت اور مہربانی سے بندوں کے مطلب بر لاتا ہے [۸] یعنی مصر کی حکومت ساری زمین کی حکومت تو چار بادشاہوں کو ملی ہے دو مسلمان [۹] تھے سکندر اور سلیمانؑ اور دو کافر تھے بخت نصر اور شداد، سیدعلامہ نے کہا اب پانچویں حضرت عیسیٰؑ ہوں گے جن کو قیامت کے قریب ساری دنیا کی حکومت ملے گی، [۹] سب کاموں کا بنانے والا کریم کارساز،

بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ (یوسف پ ۱۳ ع ۱ تا ۱۱) — مجھ کو ملا دے[1]

قِصَّةُ يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (۷۵)

باب ۷۵ حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ

۱- فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾ (یونس پ ۱۱ ع ۱۰)

پھر کیوں کوئی بستی والے[2] ایمان نہ لائے کہ ان کا ایمان ان کو فائدہ دیتا[3] لیکن یونس کی قوم والے جب ایمان لائے[4] تو ہم نے دنیا کی زندگی میں رسوائی کا عذاب ان سے دور کر دیا اور ایک وقت تک ان کو زندگی کا مزہ لینے دیا[5]

۲- وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ڰ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ

اور مچھلی والے کو[6] جب وہ خفا ہو کر (اپنی قوم کے پاس سے) چل دیا وہ سمجھا کہ ہم اس کو تنگ نہ کریں گے[7] تب (وہ اپنے قصور کا قائل ہوا۔ اور) اندھیروں میں پکار اٹھا (اے خدا) تیرے سوا کوئی سچا خدا نہیں تو پاک بیشک میں قصوروار تھا[8] ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کو غم سے

---

[1] یعنی ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ اسحاقؑ اور یعقوبؑ سے یا تمام نیک بہشتی لوگ مراد ہیں عکرمہؒ نے کہا اس دعا کے بعد وہ ایک ہفتہ بھی نہیں جئے جب مر گئے تو وہیں مصر کے ملک میں دفن ہوئے حضرت موسیٰؑ نے ان کا تابوت نکالا اور شام میں لا کر ان کے باپ دادا کے پاس دفن کیا۔ حضرت یعقوبؑ جب مرنے لگے تو انہوں نے حضرت یوسفؑ کو وصیت کی کہ مجھ کو شام کے ملک میں لے جا کر میرے باپ کے پاس دفن کرنا حضرت یوسفؑ نے ایسا ہی کیا خود ان کا جنازہ لے کر شام کے ملک کو گئے اور دفن کر کے پھر مصر لوٹ آئے [2] عذاب اترنے سے پہلے، [3] عذاب سے بچ جاتے، [4] عذاب اترنے سے پہلے اس کی نشانیاں دیکھ کر یا عذاب اترتے ہی، [5] یعنی موت تک ان کو مہلت دی حضرت یونسؑ کی قوم مینوائے شہر میں تھی جو موصل کے قریب ہے انہوں نے جب پیغمبر کا کہنا نہ مانا تو وہ یہ کہہ کر چلے گئے کہ تم پر فلاں دن اللہ تعالیٰ کا عذاب اترے گا جب عذاب کا نقشہ انہوں نے دیکھا تو اللہ کے سامنے رونے پیٹنے لگے اور توبہ کی اللہ تعالیٰ نے عذاب دفع کر دیا حضرت یونسؑ کو ان کی خبر ہوئی تو بہت غصے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ایک میل پر آگیا تھا سارے آسمان پر کالا دھواں چھا گیا تھا انہوں نے یہ کہنا شروع کیا یا حی حین لا حی یا حی یحیی الموتی و یا حی لا الٰہ الا انت بعض کہتے ہیں یہ دعا کی یا اللہ ہمارے گناہ گو بہت ہیں لیکن تیری شان بڑی ہے تو ہمارے ساتھ وہ کر جو میرے لائق ہے یعنی رحم کر اور وہ نہ کر جس کے لائق ہم ہیں [6] یعنی یونس پیغمبر کو یاد کر [7] یا اس کو عذاب نہ کریں گے [8] ہوا یہ تھا کہ حضرت یونسؑ نے اللہ تعالیٰ کے وعدے کے موافق اپنی قوم کو جب کسی طرح انہوں نے نہ مانا یہ سنا دیا کہ فلاں وقت اللہ تعالیٰ کا عذاب تم پر اترے گا اور یہ کہہ کر حضرت یونسؑ اس بستی سے نکل گئے جب عذاب نمودار ہوا تو ان کی قوم والوں کو یونسؑ کی سچائی معلوم ہوئی اور ان کی تلاش کی لیکن نہ پایا آخر سب بستی والے مل کر ایک میدان میں نکلے اور بارگاہ الٰہی میں رونا پیٹنا عاجزی شروع کیا وہ ارحم الراحمین ہے اس کو رحم آگیا اور عذاب اٹھا دیا گیا اس کے بعد حضرت یونسؑ اس بستی کی طرف آئے دیکھا تو بستی اسی طرح آباد ہے اور لوگ خوش و خرم ہیں انہوں نے خیال کیا کہ اب میں ان لوگوں میں کیا منہ لے کر جاؤں پہلے تو وہ مجھ کو جھوٹا سمجھتے تھے میری بات نہ مانتے تھے اب تو اور زیادہ دغاباز کہیں گے اور رنج و غم میں خفا ہو کر دوسرے ملک کو چل دیے راہ میں ایک کشتی ملی اس پر سوار ہوئے کشتی پر کچھ آفت آئی وہ رک گئی ناخدا نے کہا کوئی بھاگا ہوا غلام اس میں سوار ہے وہ نکل جائے تو کشتی چلے آخر قرعہ ڈالا تو قرعہ حضرت یونس کے نام پر نکلا ان کو دریا میں دھکیل دیا اور ایک مچھلی نے ان کو نگل لیا اس وقت وہ سمجھے کہ بھاگا ہوا غلام میں ہی تھا جو اپنے مالک کے حکم پر ناراض ہو کر چل دیا۔ انہوں نے توبہ کی اور یہ دعا پڑھی لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظٰلمین [9] مچھلی کنارے پر ان کو صحیح و سالم اگل دیا کہتے ہیں چالیس دن تک اس کے پیٹ میں رہے،

مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾

(الانبیاء پ۱۷ ع ۶)

نجات دی[1] اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچا لیتے ہیں[2]

۲۔ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾

(الصافات پ۲۳ ع ۵)

اور بے شک یونسؑ بھی پیغمبروں میں سے تھا جب بھاگ کر بھری ہوئی کشتی کے پاس پہنچا[3] پھر قرعہ ڈالا تو بار یونسؑ کے نام پر نکلا) تو وہ ہار گیا[4] پھر مچھلی اس کو نگل گئی اور وہ (اپنے تئیں) ملامت کر رہا تھا[5] پھر اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں نہ ہوتا[6] تو جس دن لوگ (دوبارہ زندہ ہو کر) اٹھائے جائیں گے وہ اسی کے پیٹ میں رہتا[7] آخر ہم نے اس کو چٹیل میدان میں[8] ڈال دیا اور وہ[9] بیمار ہو گیا تھا اور (اس پر درسائے کے لیے)، ہم نے ایک کدو کا درخت اگا دیا۔ اور ہم نے یونسؑ کو لاکھ بلکہ[10] زیادہ آدمیوں کی طرف بھیجا تھا۔ جب ان پر عذاب اترا تو وہ ایمان لے آئے ہم ان کو ایک مدت تک (دنیا کے) مزے اٹھانے دیے۔

۴۔ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾

(القلم پ۲۹ ع ۲)

اور مچھلی والے (یعنی یونس پیغمبر) کی طرح (جلد باز) مت بن جب اس نے (خدا کو) پکارا اور وہ غصے (یا رنج) میں بھرا ہوا تھا[11] اگر اس کے مالک کا فضل اس کو نہ سنبھالتا تو ایک چٹیل میدان میں برے حالوں پھینک دیا جاتا (وہاں بھوکوں مر جاتا[12] آخر پروردگار نے اس کو سرفراز کیا اور نیک بندوں میں اس کو شریک کر لیا[13]

---

[1] ان کا رنج اور غم دور کر دیتے ہیں۔ [2] گو اس میں جگہ نہ تھی مگر کشتی والوں نے حضرت یونسؑ کو سوار کر لیا۔ [3] دریا میں طوفان آیا کشتی ڈوبنے لگی لوگوں نے کہا قرعہ ڈالو جس کا نام نکلے اس کو دریا میں ڈال دو۔ [4] اور کشتی والوں نے ان کو دریا میں پھینک دیا کہتے ہیں کشتی چلتی چلتی رک گئی ملاحوں نے کہا کوئی غلام اپنے مالک کے پاس سے بھاگ کر اس کشتی میں چھپا ہے جب تک وہ نہیں نکالا جائے گا کشتی اٹکی رہے گی سب کی صلاح یہ ہوئی کہ قرعہ ڈالو جس کے نام پر نکلے اس کو دریا میں دھکیل دیں تین بار قرعہ حضرت یونسؑ کے نام پر نکلا وہ خود دریا میں کود پڑے [5] کہ میں ناحق اپنے مالک کے حکم سے رنجیدہ ہو کر بھاگا اور پھر بغیر مالک کے حکم کے کشتی پر چڑھ بیٹھا ہوا یہ تھا کہ حضرت یونسؑ دعا پر اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم پر عذاب اتارا پھر ان کے رونے پیٹنے پر عذاب اٹھا لیا حضرت یونسؑ کو اس پر رنج ہوا اور خفا ہو کر اس ملک سے بھاگ نکلے راہ میں یہ واقعہ ہوا۔ [6] یعنی اللہ تعالیٰ کے یاد کرنے والوں میں تسبیح سے یہ کلمہ مراد ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ [7] اللہ تعالیٰ اس مچھلی کو قیامت تک زندہ رکھتا اور وہ اس کے پیٹ ہی میں پڑے رہتے [8] جہاں درخت وغیرہ کچھ نہ تھے [9] جب مچھلی نے کنارے پر آکر ان کو اگل دیا تو اس طرح سے نکلے جیسے مرغ کا چوزہ جس پر بال اور پر نہ ہوں [10] اگر بچوں کو بھی ملا لو تو لاکھ سے بھی زیادہ الخ۔ [11] حضرت یونسؑ نبی کا قصہ اوپر گزر چکا ہے [12] فضل سے یہ مراد ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو توبہ کی توفیق دی انہوں نے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ پڑھنا شروع کیا۔ [13] کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضرت یونسؑ کم مرتبہ ہیں ایک حدیث میں ہے کہ جو کوئی کہے میں (یعنی حضرت محمدؐ) یونسؑ سے بہتر ہوں وہ جھوٹا ہے مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں میں ایک دوسرے پر اس طرح سے فضیلت نہ دو کہ دوسرے پیغمبرؑ کی تحقیر نکلے۔

قِصَّةُ اَصْحٰبِ الْكَهْفِ (۶)

١- اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۞ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۞ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۞ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۞ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۞ وَّرَبَطْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰـهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۞ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ۭ فَمَنْ

باب ۶ اصحاب کہف کا قصہ

(اے پیغمبر) کیا تو یہ سمجھا کہ غار اور تختے والے ہماری (قدرت کی) نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی تھی[۱] جب ان جوانوں نے (ایک پہاڑ کی، غار (کھوہ) میں پناہ لی[۲] پھر دعا کرنے لگے مالک ہمارے ہم کو اپنی خاص رحمت عطا فرما اور ہمارا کام اچھی طرح سے بنا دے[۳] تو[۴] ہم نے ان کے کان تھپک دیے (ان کو سلا دیا) کئی برس تک (سوتے رہے) پھر ہم نے ان کو جگا اٹھایا اس لیے کہ دیکھیں ان کے دونوں فرقوں میں سے کس فرقے کو ان کے (غار میں) رہنے کی مدت خوب یاد ہے[۵] ہم تجھ سے ان کا ٹھیک قصہ بیان کرتے ہیں یہ لوگ (اصحاب کہف) چند جوان شخص تھے جو اپنے مالک پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کو اور زیادہ ہدایت دی[۵] اور ہم نے ان کے دلوں کو اور زیادہ مضبوط کر دیا[۶] تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارا مالک تو وہی ہے جو آسمان اور زمین کا مالک ہے ہم تو ہرگز اس کے سوا دوسرے کسی خدا کو پکارنے والے نہیں۔ اگر ہم ایسا کریں تو ہم نے بڑی کفر کی بات کہی[۷] یہ ہماری قوم کے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا اور معبود (بھی) بنا رکھے ہیں (اگر یہ سچے ہیں) تو ان کے معبود ہونے پر کوئی کھلی سند کیوں نہیں لاتے[۸] پھر اس سے

[۱] مراد اصحاب کہف ہیں رقیم سے مراد تختی ہے پتھر یا سیسے کی جس میں ان کے نام لکھے ہیں وہ غار کے دروازے پر لگی ہے [۲] یہ سات شخص تھے روم والے ان کے شہر کا نام افسوس یا طرسوس تھا جنہوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کا دین قبول کیا تھا اس ملک کا بادشاہ دقیانوس نامی ان کا دشمن ہو گیا یہ ایک پہاڑی میں جا کر چھپ رہے [۳] ہم کو اپنے مقصد میں آسانی کے ساتھ کامیاب کر دے، [۴] تین سو نو برس قمری تک وہ سوتے ہی رہے جب جاگے تو ان کے دو گروہ ہو گئے ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم ایک دن یا دن سے کچھ کم سوئے اور دوسرے گروہ کا قول اللہ تعالیٰ نے بیان نہیں فرمایا، بعضوں نے کہا دو فرقوں سے مراد مومنین اور کافرین ہیں جو اصحاب کہف کے رہنے کی مدت میں اختلاف کرتے تھے بعضوں نے کہا اصحاب کہف کی بستی والے ان میں دو فرقے ہو گئے تھے کوئی کہتا تھا ابھی سوئے ہیں کوئی کہتا نہیں اتنی مدت سے سو رہے ہیں [۵] کہ اپنے دین پر ایسے مضبوط رہے کہ شہر چھوڑ دینا قبول کیا پر دین حق کا چھوڑنا گوارا نہ کیا، [۶] جب دقیانوس بادشاہ نے ان کو دھمکایا کہ پھر مشرک بن جاؤ نہیں تو قتل کئے جاؤ گے، [۷] بڑی بے جا یا بڑی غلط بات کہی، [۸] جب سند نہیں رکھتے تو ان کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ [۹] مقصد ان کا یہ تھا کہ کافروں کی ایذا دہی سے بچ جائیں اور اپنا دین سنبھالے رہیں کافر یہ کہتے تھے کہ وہ پھر مشرک بن جائیں اور ان کے قتل کی فکر میں تھے [۱۰] ایک روز ایسا ہوا مغرب کے بعد وہ باتیں کر رہے تھے ہم نے الخ،

أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ⑮ وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنشُرْ لَكُمْ رَبُّكُم مِّن رَّحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُم مِّنْ أَمْرِكُم مِّرْفَقًا ⑯ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَاوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ⑰ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ⑱ وَكَذَٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ

بڑھ کر کون ظالم ہوگا۔ جو اللہ پر جھوٹ باندھے[۱] اور جب تم ان سے (اپنی قوم کے لوگوں سے) اور جن لوگوں کو وہ خدا کے سوا پوجتے ہیں ان سے الگ ہو گئے تو غار میں پناہ لو تمہارا مالک اپنی رحمت تم پر پھیلا دے گا اور تمہارا کام آرام سے بنا دے گا[۲] اور ایسی جگہ جا کر لیٹے۔ اگر تو ان کو دیکھے (تو) دیکھے گا۔ کہ سورج جب نکلتا ہے تو ان کی غار سے داہنی طرف کترا جاتا ہے (ان پر دھوپ نہیں آتی) اور جب ڈوبنے لگتا ہے تو ان سے بائیں طرف کترا جاتا ہے اور وہ غار میں (تنگ جگہ پر نہیں ہیں بلکہ) کشادہ جانے میں ہیں[۳] یہ بھی خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے (ایک نشانی) ہے جس کو اللہ تعالیٰ راہ پر لگائے وہی راہ پاتا ہے۔ اور جس کو وہ بھٹکا دے۔ اس کا کوئی کام بنانے والا، راہ پر لانے والا تو نہ پائے گا۔ اور تو ان کو دیکھے گا تو) سمجھے گا۔ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم داہنے اور بائیں (سال میں ایک یا دو بار) ان کے کروٹ بدلتے ہیں[۵] اور ان کا کتا چوکھٹ پر اپنی بازو پسارے پڑا ہے[۶] اگر تو ان کو جھانک کر دیکھے تو الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہو اور تجھ میں ان کی دہشت بھر جائے[۷] اور ایسے ہی ہم نے ان کو (ایک بار) جگایا اس لیے کہ آپس میں پوچھ کچھ کریں[۸] ان میں سے ایک کہنے والا کہنے لگا (بھائیو) تم (یہاں) کتنی دیر رہے ہو گے انہوں نے کہا دن بھر رہے ہوں گے یا دن سے کچھ کم[۹]

---

۱ اس کا کوئی شریک نہیں وہ اکیلا ہے لیکن اس کے شریک ٹھہراتے ہیں ۲ کوئی نہ کوئی تمہارے بچاؤ اور فائدے کی شکل نکال دیگا ۳ یہ صلاح کر کے وہ غار میں جا چھپے ۴ اچھی طرح ہوا آتی ہے اور سایہ رہتا ہے۔ ۵ اس لیے کہ ان کے بدن کو مٹی نہ کھا جائے گو اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت ہے کہ بے کروٹ بدلے بھی ان کے بدن کو خاک ہو جانے سے محفوظ رکھے مگر اس نے دنیا میں ہر چیز کو سبب لگا دیئے ہیں اور خود اسباب کے پردے میں ہر کام کرتا ہے اس میں بڑے بڑے بھید ہیں اگر ظاہر میں سبب کا ذریعہ نہ ہوتا تو سب مومن ہو جاتے اور کوئی کافر باقی نہ رہتا اور منظور تو یہ ہے کہ دنیا میں مومن اور کافر دونوں رہیں اور بہشت اور دوزخ دونوں آباد ہوں۔ ۶ کہتے ہیں اس کا نام قطمور یا قطمیر یا ریان یا صہبان ہے اور غار کے باہر چوکھٹ پر پڑا ہوا ہے چوکھٹ سے مراد غار کے باہر کا حصہ ہے جو غار سے ملا ہوا ہے بعضوں نے کہا جس وقت یہ لوگ شہر سے بھاگ نکلے تو ایک کتا ان کے ساتھ ہوا وہ ڈرے کہ کہیں یہ آواز کرے اور لوگ ہمارا پتہ لگا لیں اس کو مارا پیٹا ہنکایا لیکن وہ ساتھ نہیں چھوڑتا تھا آخر اللہ تعالیٰ نے اس کو زبان دی وہ کہنے لگا میں بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں تم اللہ تعالیٰ کو چاہتے ہو میں تم سے محبت رکھتا ہوں تم سو جاؤ میں تمہاری نگہبانی کروں گا ۷ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہیبت ایسی رکھی ہے کہ جو کوئی ان کو دیکھ پائے وہ ڈر کے مارے بھاگ کھڑا ہو اور اس طرح سے ان کی حفاظت کی ہے ۸ جیسے ہم نے یہ سب کام کئے کہ غار میں ان کو سلایا کتے کو ان کی نگہبانی کے لیے مقرر کیا ان کا بدن گلنے سڑنے سے محفوظ رکھا، ۸ اور ہم ان کی باتیں سنیں اللہ تعالیٰ کی قدرت خود ان کو معلوم ہو جائے ۹ کیونکہ وہ سورج نکلتے اس غار میں گئے تھے اور ان کی آنکھ جب کھلی اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا وہ سمجھے کہ وہی دن ہے جس دن صبح کو ہم سوئے تھے،

قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ﴿١٩﴾ إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٢٠﴾ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا ﴿٢١﴾ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا

کہنے لگے[1] تمہارا مالک خوب جانتا ہے جتنی دیر تم یہاں رہے خیر (اب یہ قصہ جانے دو) تمہارے پاس جو یہ روپیہ ہے وہ تم میں سے کسی کو دے کر شہر بھیجو[2] وہ (وہاں) جا کر دیکھے کس کے پاس اچھا کھانا ملتا ہے[3] تو اس میں سے کچھ کھانا تمہارے پاس لے کر آئے اور چپ چاپ رہے[4] اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے کیونکہ اگر وہ تمہاری خبر پالیں گے[5] (تم تک پہنچ جائیں گے) تو پتھروں سے تم کو مار ڈالیں گے یا تم کو زبردستی اپنے دین میں دوبارہ شریک کر لیں گے اور ایسا ہوا (یعنی پھر مشرک بن گئے تو) تم کو کبھی بھلائی نہ ہو گی[6] اور اسی طرح ہم نے ان کی خبر کھول دی[7] اس لیے کہ ان کو یقین آجائے کہ اللہ کا وعدہ (مر کر پھر جی اٹھنا) سچا ہے اور قیامت (کے آنے) میں شک نہیں[8] جب وہ (یعنی شہر والے) اپنے (دین کے) مقدمے میں جھگڑ رہے تھے[9] تو انہوں نے کہا۔ ان لوگوں پر[10] ایک عمارت بنا دو۔ جو ان کی یادگار رہے ان کا مالک ان کا حال خوب جانتا ہے[11] جو لوگ (اس وقت) ان کے مقدمے میں غالب رہے انہوں نے کہا ہم تو ان پر[12] ایک مسجد بنا لیں گے اب تو یہ لوگ کہیں گے کہ (غار والے) تین تھے چوتھا ان کا کتا اور (بعضے) کہیں گے پانچ تھے چھٹا ان کا کتا بن دیکھے تکے

[1] پھر کچھ سوچے اور اپنا حال دیکھا کہ ناخون بڑھ گئے ہیں یا بال بڑھ گئے ہیں تو کہنے لگے الخ [2] افسوس کہ جس کو اب طرسوں کہتے ہیں، [3] یعنی حلال طیب یا پاکیزہ کھانا کیونکہ ان کے وقت میں اس شہر میں ایماندار کم تھے اور کافر بہت رہتے تھے [4] ہوشیاری اور نرمی سے برتاؤ کرے کسی سے جھگڑا نہ نکالے، [5] یعنی تمہاری قوم کے لوگ [6] دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہوں گے، [7] ان کی قوم کو ان کا حال معلوم ہو گیا، [8] ہوا یہ کہ جب ان میں سے ایک شخص روپیہ لے کر شہر میں گیا اور کھانا مول لیا اور روپیہ دینے لگا تو لوگوں نے دیکھا وہ روپیہ تین سو برس کا پرانا دقیانوس کا سکہ ہے ان کو شبہ ہوا کہ شاید اس شخص نے کوئی گڑا ہوا خزانہ پایا ہے اس میں سے یہ روپیہ نکال لایا ہے وہ اس کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے حال پوچھا تو اس نے کہا میں تو آج ہی صبح کو اس شہر سے نکل کر پہاڑ میں جا کر رہا تھا بادشاہ کو تعجب ہوا وہ سب لوگوں سمیت اس پہاڑ پر آیا جب غار پر پہنچا تو پہلے وہ شخص اندر گھسا جو کھانا لانے گیا تھا اللہ تعالیٰ نے غار کا منہ چھپا دیا باقی لوگ اندر نہ جا سکے۔ [9] کوئی کہتا تھا کہ مر کر جی اٹھنا سچ ہے اور قیامت برحق ہے کوئی ان کا انکار کرتا تھا بعضے کہتے تھے اگر حشر ہو گا بھی تو روح کا نہ بدن کا کیونکہ بدن جب گل سڑ کر خاک ہو گیا تو اب وہ دوبارہ کدھر سے آئے گا اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا حال ان کو دکھا کر ان قیامت کا یقین دلایا کیوں کہ جس خدا نے اپنی قدرت سے تین سو برس تک اس طرح سلا رکھا کہ بدن نہ سڑا نہ گلا وہ خدا تعالیٰ بدن کے اجزا کو دوبارہ بھی اکٹھا کر سکتا ہے [10] یعنی اصحاب کہف کے سونے کے مقام پر [11] کہ وہ کب اس غار میں آئے تھے اور کب سے سو رہے ہیں [12] جو آئے پیغمبر تمہارے زمانہ میں ہیں،

بِالْغَيْبِ ج وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ط قُلْ رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ق فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا ص وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ أَحَدًا (۲۲) (الکہف پ۱۵ ع ۱، ۲، ۳)

چلاتے ہیں[ع] اور (بعضے) کہیں گے سات تھے آٹھواں ان کا کتا[ع] ان لوگوں سے کہہ دے میرا مالک اتنی گنتی خوب جانتا ہے اور ان (غار والوں) کو تھوڑے ہی لوگ جانتے ہیں[له] اور ان کے مقدمے میں (لوگوں سے جھگڑا نہ کر مگر اوپرے (سرسری) جھگڑا[عله] اور نہ ان کے مقدمے میں ان لوگوں میں[سه] سے کسی سے کچھ پوچھ[له]

۲- وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا (۲۵) قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ج (۲۶) (الکہف پ۱۵ ع ۴)

اور یہ غار والے اپنی غار میں تین سو برس (سوتے) رہے اور نو برس اوپر[شه] کہہ[له] دے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے وہ کتنی مدت سوتے رہے[شه]

قِصَّةُ ذِی الْقَرْنَیْنِ وَیَاجُوجَ وَمَاجُوجَ (۷۷)

باب ذی القرنین اور یاجوج اور ماجوج کا قصہ

۱- وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ط قُلْ سَأَتْلُوا عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا (۸۳) إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا (۸۴) فَأَتْبَعَ سَبَبًا (۸۵) حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ

اور (اے پیغمبر) یہ لوگ تجھ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں[له] کہہ دے میں اب تم کو اس کا کچھ ذکر سناتا ہوں ہم نے اس کو زمین پر جمایا تھا (حکومت دی تھی) اور ہر طرح کا سامان اس کو دیا تھا آخر اس نے ایک سامان کیا۔ جب (چلتے چلتے) سورج ڈوبنے کے مقام[له] پر دیکھا تو سورج کالے کیچڑ کی گنڈ میں

له کہ وہ کس قسم کے لوگ تھے ان کے نام کیا تھے یا ان کی گنتی کیا تھی۔ ٢ جتنا خدا نے تجھ پر اتارا وہ ان کو سنا دے زیادہ کد نہ کر ان کو سخت کہہ ٣ یعنی اہل کتاب میں سے۔ ٤ کیونکہ ان کو کچھ معلوم نہیں ہے صرف اٹکل پچو باتیں بناتے ہیں۔ ٥ اصل میں وہ تین سو شمسی برس سوتے رہے شمسی سال قمری سال سے ملاؤ تو ہر سو برس میں تین برس کا فرق ہو جاتا ہے۔ ٦ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل کتاب جو ان کے سونے کی مدت میں اختلاف کرتے ہیں کوئی تیس سو برس کہتا ہے کوئی تین سو نو کوئی دو سو تو کہہ دے الخ ٧ تو جب خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ تین سو نو قمری برس سوتے رہے اب اختلاف کی کیا ضرورت ہے ٨ قریش نے یہود کے کہنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتحان لیا اصحاب کہف کا قصہ پوچھا اور ذوالقرنین کا اور روح کی حقیقت دریافت کی تب یہ سورۃ اتری ذوالقرنین لقب ہے سکندر بادشاہ کا جو مقدونیہ کا رہنے والا فیلقوس کا بیٹا تھا اس کا وزیر ارسطو حکیم تھا بعضوں نے کہا ذوالقرنین ایک اور بڑا بادشاہ تھا ابراہیمؑ کے زمانے میں ذوالقرنین اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ وہ مشرق اور مغرب دونوں طرف کے ملکوں میں پھر آیا تھا اس کے سر پر دو چوٹیاں تھیں ٩ ایک راستے کے پیچھے لگا پہلے مغرب یعنی پچھم کا ملک اس نے دیکھنا چاہا۔ ١٠ یعنی مغرب کی اخیر آبادی تک۔

عه اٹکل پچو باتیں بناتے ہیں جیسے کوئی بن دیکھے نشانہ لگائے۔ عله پہلا اور دوسرا قول اہل کتاب کا تھا اور تیسرا قول مومنوں کا۔ ابن عباسؓ نے کہا یہی صحیح ہے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا۔

فِیْ عَیْنٍ حَمِئَۃٍ وَّوَجَدَ عِنْدَھَا قَوْمًا ۥ
قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَ
اِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْھِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾ قَالَ
اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُہٗ ثُمَّ یُرَدُّ
اِلٰی رَبِّہٖ فَیُعَذِّبُہٗ عَذَابًا نُّکْرًا ﴿۸۷﴾ وَاَمَّا
مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَہٗ جَزَآءَ ۨ
الْحُسْنٰی ۚ وَسَنَقُوْلُ لَہٗ مِنْ اَمْرِنَا
یُسْرًا ﴿۸۸﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰٓی اِذَا
بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَھَا تَطْلُعُ
عَلٰی قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّھُمْ مِّنْ دُوْنِھَا
سِتْرًا ﴿۹۰﴾ کَذٰلِکَ ۭ وَقَدْ اَحَطْنَا
بِمَا لَدَیْہِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾
حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ
دُوْنِھِمَا قَوْمًا ۙ لَّا یَکَادُوْنَ یَفْقَھُوْنَ
قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ
وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَھَلْ
نَجْعَلُ لَکَ خَرْجًا عَلٰٓی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا

ڈوبتا ہے[۱،۲] اور وہاں اس نے کچھ لوگ پائے (جو بالکل وحشی اور برہنہ رہتے تھے) ہم نے کہا اے ذوالقرنین (تجھے ہم نے اختیار دیا ہے) یا تو ان کو عذاب دے یا تو ان سے اچھا سلوک کر[۳] اس نے عرض کیا جو کوئی (ان میں سے) شرارت کرے گا (ایمان کی بات نہ مانے گا) اس کو ہم ابھی سزا دیں گے[۴] پھر (آخرت میں) اپنے مالک کے پاس لوٹایا جائے گا تو وہ اس کو بری طرح عذاب دے گا اور جو کوئی ایمان لائے گا اور اچھے کام کرے گا، اس کو خدا کے پاس اچھا بدلہ ملے گا (بہشت ہاتھ آئے گی) اور ہم (دنیا میں بھی) اس کو اپنے حکموں میں سے آسان حکم دیں گے[۵] پھر اس نے ایک سامان کیا (پورب کے سفر کی تیاری کی) یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچا جہاں سے سورج نکلتا ہے[۶] دیکھا تو سورج ایسے لوگوں پر نکلتا ہے جن کے لیے ہم نے سورج سے کوئی آڑ ہی نہیں رکھی[۷] ایسا ہی اس نے وہاں بھی کیا[۸] اور ہم کو خوب معلوم ہے جو سامان اس کے پاس تھا[۹] پھر اس نے ایک سامان کیا[۱۰] (جب چلتے چلتے) دونوں پہاڑوں کے بیچ میں پہنچا[۱۱] وہاں اس طرف پہاڑوں کے ادھر ایسے لوگوں کو دیکھا جو دوسرے ملک والوں کی بات ہی نہیں سمجھتے[۱۲] وہ کہنے لگے[۱۳] اے ذوالقرنین (اس گھاٹی کے پرے) یاجوج ماجوج (دو قوم کے لوگ) ملک میں فساد مچاتے ہیں[۱۴] تو کیا ہم تیرے لیے کچھ چندہ جمع کریں[۱۵] اس شرط پر کہ ہمارے

۱؎ یا گرم چشمے میں ڈوبتا ہے ۲؎ مطلب یہ ہے کہ چلتے چلتے مغرب کی طرف اس مقام تک پہنچا جہاں آبادی ختم ہے اور دیکھنے میں اس کو ایسا معلوم ہوا جیسے ایک کالے کیچڑ کا چشمہ ہے اس میں سورج ڈوب جاتا ہے، ۳؎ وہ لوگ کافر تھے اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو وحی بھیجی کہ تم چاہو کہ تم ان کو قتل کر دو چاہو تو نرمی سے ان کو سمجھا کر ہدایت پر لاؤ اس سے معلوم ہوا کہ ذوالقرنین پیغمبر تھے بعضوں نے کہا ولی تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو الہام کیا ۴؎ دنیا ہی میں وہ قتل کیا جائے گا ۵؎ سخت حکموں کا بار اس پر نہ ڈالیں گے ۶؎ یعنی اس مقام پر جہاں مشرق میں آبادی کی انتہا ہے ۷؎ نہ ان کا گھر ہے نہ خیمہ نہ ڈیرہ دن کو دھوپ ہی میں رہتے ہیں سکندر ذوالقرنین پہلے مغرب کی طرف گیا یعنی یورپ کے آخری حصہ دنیا تک پھر مشرق کو گیا یعنی چین کے آخری حصہ تک جو ایشیا میں ہے، ۸؎ یعنی جیسا مغرب والوں کے لیے اس نے کہا تھا ایسا ہی مشرق والوں کے لیے بھی کہا کہ ایماندار پر آسانی کریں گے اور کافر شریر کو سزا دیں گے بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ ذوالقرنین کا حال ایسا ہی ہے جو بیان ہوا، ۹؎ یا جو حال اس کا گزرا کیونکہ ہم ہی نے اس کو پیدا کیا تھا اور ہم ہی نے اس کو سب سامان دیے تھے تاریخ والوں سے زیادہ ہم اس کا صحیح حال جانتے ہیں ۱۰؎ مشرق اور مغرب کے بیچ میں شمال یعنی اتر کی طرف چلا، ۱۱؎ جہاں ترکوں کا ملک ختم ہوتا ہے بعضوں نے کہا آرمینیا اور آذربائیجان کی طرف اب وہاں روس کا ملک ہے ۱۲؎ سوا اپنی زبان کے دوسری زبانوں سے بالکل ناواقف ہیں اور اتنی لیاقت نہیں رکھتے کہ دوسری زبانیں سیکھیں، ۱۳؎ سکندر سب زبانیں سمجھتا تھا یا کوئی ترجمان تھا ۱۴؎ ہم ان کو آن کر لوٹتے اور ستاتے ہیں ۱۵؎ یا کچھ محصول ٹھہرائیں جو ہمیشہ تجھ کو ادا کیا کریں،

بَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انفُخُوا حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾ فَمَا اسْطَاعُوا أَن يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هَٰذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّي فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ﴿٩٨﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِينَ عَرْضًا ﴿١٠٠﴾ الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَن ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ

اور ان کے بیچ میں تو ایک روک کر دے[۱] ذوالقرنین نے کہا مجھ کو جو میرے مالک نے مقدور دیا ہے وہ (تمہارے چندے سے) بڑھ کر[۲] ہے۔ تو محنت مزدوری سے میری مدد کرو[۳] میں تجھ میں اور ان میں ایک مضبوط آڑ کر دوں گا لوہے کے تختے مجھ کو لا دو[۴] جب دونوں کناروں تک دیوار کو برابر کر دیا تو مزدوروں کو حکم دیا اب دھونکو (آگ پھونکو) جب وہ لال انگارا ہو گئی تو یہ حکم دیا اب تانبا لاؤ پگھلا کر اس پر انڈیل دوں گا[۵] پھر وہ ایسی بلند اور مضبوط بنی کہ نہ اس پر یاجوج ماجوج چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ کر سکے[۶] ذوالقرنین نے کہا یہ میرے مالک (خداوند کریم) کی مہربانی ہے[۷] پھر جب میرے مالک کا وعدہ آئے گا[۸] تو اس کو گرا کر صاف (زمین کے برابر) کر دے گا۔ اور میرے مالک کا وعدہ سچا ہے[۹] اور اس دن یاجوج اور ماجوج کو ایک دوسرے میں لہریں مارتے ہوئے چھوڑ دیں گے[۱۰] اور صور پھونکا جائے گا۔ پھر ہم ان کو (حشر کے میدان میں) جوڑ کر اکٹھا کر دیں گے اور دوزخ کو اس دن کافروں کے سامنے لائیں گے[۱۱] جن کی آنکھوں پر میری یاد سے[۱۲] پردہ پڑا ہوا تھا اور[۱۳] وہ ہمارا کلام (سن بھی نہیں

[۱] کہ وہ ہمارے ملک میں نہ آسکیں دو طرف تو دو اونچے اونچے پہاڑ تھے ان پر وہ چڑھ نہ سکتے تھے بیچ میں گھاٹی تھی یاجوج ماجوج اسی میں سے آ کر ان غریبوں کو ستاتے انہوں نے یہ چاہا کہ اگر یہ گھاٹی سکندر بند کر دے تو ان کو امن حاصل ہو [۲] بہتر ہے البتہ اگر تم میری مدد کرنا چاہتے ہو [۳] ہاتھ پاؤں سے شریک ہو روپیہ کی مدد کی مجھ کو ضرورت نہیں [۴] پتھر اور اینٹ کی جگہ لوہے کے تختے بچھائے گئے اور ان کے بیچ میں لکڑی اور کوئلہ بھر گیا اسی طرح دیوار تیار ہونے لگی [۵] شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے فرمایا تانبہ اس لیے پگھلا کر ڈالا کہ درزوں میں بیٹھ جائے اور ساری دیوار جم کر ایک پہاڑ کی طرح ہو گئی ہمارے پیغمبرؐ کے پاس ایک شخص آیا کہنے لگا میں سینک گیا ہوں میں نے اس کو دیکھا ہے آپؐ نے پوچھا بھلا بیان کرو کیسی ہے وہ کہنے لگا جیسے چارخانہ لنگی فرمایا تو سچا ہے لوہے کے تختے سیاہ ہیں اور درزوں میں تانبے کی لکیریں سرخ [۶] یاجوج اور ماجوج بالکل وحشی قوم تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی روک ایک مدت کے لیے اس طرح سے کر دی [۷] جو ایسی مضبوط دیوار بنانے کی مجھ کو توفیق دی۔ [۸] یعنی وہ وقت جب تک اس کو اس دیوار کا قائم رکھنا منظور ہے [۹] بعضوں نے وعدے سے مراد قیامت کا دن رکھا ہے [۱۰] ان کو دکھانے کے لیے کہ یہ تمہارا ٹھکانا ہے [۱۱] یعنی ہماری نشانیاں دیکھنے سے یا قرآن میں غور کرنے سے [۱۲] ان کے کانوں میں بھی گرانی ہو گئی تھی [۱۳] یعنی اس قدر کثرت سے نکلیں گے جیسے پانی کی لہریں یہ اس وقت ہو گا جب دجال حضرت عیسیٰ کے ہاتھوں ہلاک ہو گا، حضرت عیسیٰ یاجوج اور ماجوج کے ڈر سے مومنوں کو اپنے ساتھ لے کر طور پہاڑ میں چھپ جائیں گے بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے۔ اس دن ہم خلقت کو یعنی آدمیوں کو جنوں کو ایک میں ایک ملا دیں گے کیونکہ سب حیران ہوں گے اور قیامت سے سہمے ہوئے،

سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ (الکہف پ ۱۶ ع ۱۱)

۲۔ حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ (الانبیاء پ ۱۷ ع ۷)

سکتے تھے[1]

جب تک یاجوج ماجوج[2] (ذوالقرنین کی روک سے) کھول دیے جائیں یعنی قیامت قائم ہو احرام (ناممکن) ہے[3] اور وہ ہر پہاڑ سے دوڑ پڑیں گے[4]

قِصَّةُ اَصْحٰبِ الْقَرْیَةِ (۸۷)

باب ۸۷ اصحاب القریہ کا قصہ

۱۔ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْیَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَیْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّآ اِلَیْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَیَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ

اور (اے پیغمبر) ان لوگوں سے گاؤں والوں کا قصہ بیان کر جب ان کے پاس اللہ تعالیٰ کے پیغمبر آئے[5] جب ہم نے ان کی طرف دو پیغمبر بھیجے انہوں نے دونوں کو جھٹلایا تو ہم نے تیسرے پیغمبر کو مدد کے لیے بھیجا۔ ان تینوں نے (مل کر) یہ کہا ہم تمہارے پاس خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہیں[6] وہ کہنے لگے تم تو ہماری طرح آدمی ہو اور اللہ نے کوئی کتاب نہیں اتاری تم تو بس نرے جھوٹے ہو۔ پیغمبروں نے کہا ہمارا مالک جانتا ہے کہ ہم بے شک تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں اور ہمارا کام اور کچھ نہیں صرف کھول کر تم کو سنا دینا ہے وہ کہنے لگے تمہارا آنا تو ہم پر منحوس ہوا[7] تم اگر باز نہ آؤ گے تو ہم تم کو پتھروں سے مار ڈالیں گے[8] اور ہماری طرف سے تم کو سخت تکلیف پہنچے گی۔ پیغمبروں نے کہا۔ تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے[9] تم کو جو نصیحت کی گئی (تو لگے نصیحت کرنے والے ہی کو منحوس کہنے) بات یہ ہے کہ تم لوگ حد سے بڑھ گئے[10] اور شہر کے پرلے سرے سے

[1] دو بہوں سے بدتر ہو گئے بہرہ بھی جب خوب چیخو تو کچھ سن لیتا ہے [2] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اور جس بستی کو ہم نے تباہ کر دیا اس بستی والوں کو (قیامت کے دن ہمارے سامنے) لوٹ کر آنا ضرور ہے [3] مطلب یہ ہے کہ یہ بستی والے پھر دنیا میں نہیں آسکتے یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج نکل پڑیں اور قیامت قائم ہو اس وقت یہ لوگ بھی حشر کے لیے زندہ کیے جائیں گے [4] ہر ٹیلے اور ہر بلندی سے نکل پڑیں گے۔ [5] یا حضرت عیسیٰؑ کے بھیجے ہوئے اس گاؤں کا نام انطاکیہ تھا جو روم کے ملک میں ہے [6] کہتے ہیں پہلے دو پیغمبروں کا نام یوحنا اور سمعون تھا اور تیسرے کا نام شکون تھا ابن عباسؓ نے کہا حضرت عیسیٰؑ کے بعد یہ لوگ حوارین میں سے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیغمبری عطا فرمائی تھی ان کے بعد پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک کوئی پیغمبر نہیں ہوا [7] تین سال تک ان پر سخت قحط پڑا ان میں سے جن لوگوں نے پیغمبروں سے گستاخی کی تھی وہ جذام میں مبتلا ہوئے اپنے اعمال کو تو نہ دیکھا پیغمبروں کو منحوس بتانے لگے [8] یا گالیوں کی تم پر بوچھاڑ کریں گے [9] تمہاری شامت اعمال ہے تم کہیں بھی رہو وہاں نحوست پہنچے گی [10] اتنا نہیں سمجھتے کہ برے کام خود کرتے ہو اور منحوس دوسروں کو کہتے ہو جو برے کاموں سے منع کرتے ہیں یہ خوب ٹھہری۔

رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۹ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۲۱ وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۲۲ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ۝۲۳ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۴ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ۝۲۵ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝۲۶ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝۲۷ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ۝۲۸ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ۝۲۹ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا

ایک مرد دوڑتا ہوا آیا[۵] کہنے لگا بھائیو پیغمبروں کا کہنا مان لو ان لوگوں کا کہنا مان لو جو تم سے کچھ نیگ نہیں مانگتے اور وہ ٹھیک رستے پر ہیں اور مجھے کیا کچھ (جنون) ہوا ہے میں اس (خدا) کو نہ پوجوں جس نے مجھ کو پیدا کیا اور اسی کے پاس تم سب کو لوٹ کر جانا ہے[۶] کیا میں اس کے سوا دوسروں کو بھی خدا بنالوں اور ان کا حال تو یہ ہے کہ اگر خدا مجھ کو کوئی دکھ (تکلیف) دینا چاہے تو ان کی سفارش بھی میرے کچھ کام نہ آئے۔ اور نہ وہ خود مجھ کو (اس دکھ سے) چھڑا سکیں[۳] اگر ایسا کروں تو بے شک صریح نادان ہوں میں تمہارے مالک پر ایمان لایا ہوں، تم سن رکھو[۴] اس سے کہا گیا (حق تعالےٰ نے فرمایا) بہشت میں داخل ہو وہ (اس وقت بھی) کہنے لگا، کاش میری قوم کو یہ معلوم ہو جاتا کہ میرے مالک نے مجھ کو بخش دیا اور عزت داروں میں مجھ کو شریک کیا اور (اس کے مرے) بعد ہم نے اس کی قوم پر آسمان سے (فرشتوں کی) کوئی فوج نہیں اتاری اور نہ ہم کو ضرورت تھی[۵] بس ایک چنگھاڑ کی دیر تھی، وہ اسی دم بجھ کر (مر کر) رہ گئے[۶] ہائے افسوس ہے بندوں پر جب ان کے

۵ اس کا نام حبیب ابن مری یا حبیب بن اسرائیل تھا وہ رسیاں بٹا کرتا تھا یا بڑھئی یا دھوبی یا موچی تھا بعضوں نے کہا جولاہا تھا ریشمی کپڑے بنا کرتا تھا وہ شہر کے قریب ایک غار میں عبادت کیا کرتا جب اس نے پیغمبروں کا قصہ سنا تو دوڑتا ہوا شہر میں آیا قرطبی نے کہا وہ ان لوگوں میں سے ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ کے ظہور سے پہلے ایمان لائے تھے ۶ ہماری ابتدا اور انتہا دونوں اسی کے ہاتھ میں ہیں تو ایسے مالک کو چھوڑ دوں دوسروں کا پوجا کروں یہ بڑی نادانی ہے ۳ مطلب یہ ہے کہ ان کو کوئی اختیار نہیں نہ تو خود اتنا زور ہے کہ خدا کے برخلاف مجھ کو مصیبت سے نجات دیں نہ اتنی وجاہت رکھتے ہیں کہ خدا پر زور ڈال کر سفارش کر کے مجھ کو بچالیں اس آیت سے اس سفارش کی نفی نہیں ہوتی جو قیامت میں پیغمبر یا نیک بندے کریں گے کیونکہ وہ سفارش زور کی سفارش نہیں ہے اللہ تعالیٰ پر کسی کا زور نہیں چلتا وہ سفارش ایسی ہے جیسے کوئی عاجز بندہ اپنے مالک کی مرضی پاکر ادب کے ساتھ کچھ عرض کرتا ہے اور مالک محض رحم کر کے اپنے غلام کی التجا قبول کر لیتا ہے ۴ اور گواہ رہو کہتے ہیں جب حبیب نے یہ کہا تو اس کی قوم کے لوگ اس پر پل پڑے اور پاؤں سے کھندلا یہاں تک کہ اس کی آنتیں نکل پڑیں اور وہ مر گیا۔ جن نے کہا اس کو مار کر شہر کی دیوار پر لٹکایا پھر جلا دیا بعضوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس کو آسمان پر اٹھا لیا ۵ فرشتوں کی فوج تو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کے لیے اللہ تعالیٰ نے اتاری باقی جتنی قومیں تباہ ہوئیں ان کے لیے فوج نہیں آئی کوئی ہوا سے تباہ ہوئی کوئی زلزلے سے کوئی چنگھاڑ سے ۶ حضرت جبرائیل نے شہر کے دروازے پر کھڑے ہو کر ایک آواز کی وہ سب مر گئے کہتے ہیں انطاکیہ کا بادشاہ اور وہاں کے لوگ تو سب سے پہلے حضرت عیسیٰ پر ایمان لائے تھے تو ہلاک وہ لوگ ہوں گے جو ایمان نہیں لائے تھے بعضوں نے کہا یہ کسی اور بستی کا ذکر ہے اور یہ پیغمبر صادق اور صدوق اور شلوم تھے کیونکہ توریت اترنے کے بعد پھر کسی قوم پر عذاب نازل نہیں ہوا۔

يَا يْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾ (یٰس ۔ پ ۲۳، ع ۱)

پاس (اللہ کی طرف سے) کوئی پیغمبر آیا تو اس سے ٹھٹھا کرنے لگے۔

اَلْمُتَفَرِّقَاتُ

ذَمُّ الدُّنْيَا وَفَضْلُ الْاٰخِرَةِ (۷۹)

باب ۷۹ دنیا کی مذمت اور آخرت کی تعریف کا بیان

۱۔ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ (اٰلِ عمران، پ ۳ ع ۲)

لوگ مزوں کی محبت میں رجھائے گئے ہیں جیسے بی بیاں اور بیٹے اور سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہوئے[۱] اور گھوڑے پورے بدن کے[۲] اور مویشی (گائے بیل بھینس بکریاں) اور کھیت یہ سب دنیا کی (چند روزہ) زندگی کے مزے ہیں اور اچھا ٹھکانا تو اللہ ہی کے پاس ہے[۳] (اے پیغمبر کہہ دے کیا میں تم کو ان (دنیاوی فانی مزوں سے) بہتر مزہ بتلاؤں جو لوگ پرہیزگار ہیں (یعنے شرک سے بچے ہیں) ان کو اپنے پروردگار کے پاس باغ ملیں گے۔ جن کے تلے نہریں بہ رہی ہیں اور ستھری بی بیاں[۴] اور (سب سے بڑی نعمت اللہ جل جلالہ کی رضامندی[۵] (ملے گی) اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ بندوں کو دیکھ رہا ہے[۶]۔

[۱] قرآن میں قناطیر کا لفظ ہے جو جمع ہے قنطار کی۔ ایک حدیث میں ہے کہ بارہ ہزار اوقیہ کا ایک قنطار ہے دوسری حدیث میں ہے کہ ایک ہزار اوقیہ کا ابو سعید خدری نے کہا قنطار بیل کی کھال بھر کر سونا ہے ابن عمرؓ نے کہا قنطار ستر ہزار کا ہوتا ہے [۲] یا نشان لگے ہوئے یا موٹے تازے یا جنگل میں چرتے ہوئے [۳] دین ہمیشہ رہنا ہے یعنی بالفرض یہ سب چیزیں ملیں تو بھی عقل مند آدمی کا یہ کام نہیں کہ ان پر فریفتہ ہو جائے اور خدا کو بھول جائے کب تک مزے اڑاؤ گے آخر مرنا ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے پاس رہنا ہے وہاں کی فکر سب پر مقدم ہے [۴] پاکیزہ نہ ان کو حیض آئے گا نہ نفاس نہ منی نہ رینٹ وغیرہ قبیح چیزیں۔ [۵] سبحان اللہ اس نعمت اور سرفرازی پر ساری دنیا اور آخرت کی نعمتیں تصدق ہیں ہمارا مالک اگر ہم سے راضی ہو جائے تو پھر ہم کو کچھ نہیں چاہیے صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جنتیوں کو پکارے گا اے جنت والو وہ عرض کریں گے حاضر اے ہمارے مالک سب بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے ارشاد ہوگا تم خوش ہوئے عرض کریں گے اب بھی خوش نہ ہوں گے تو نے وہ عنایت فرمایا جو کسی بندے کو نہیں دیا ارشاد ہوگا اب میں اس سے بڑھ کر تم کو دوں عرض کریں گے اب نعمتوں سے بڑھ کر اور کون سی نعمت ہے ارشاد ہوگا میں اپنی رضامندی تم پر اتارتا ہوں اب کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گے [۶] کون بندہ دنیا کے مزوں میں غرق ہو کر اپنے مالک سے غافل ہو گیا ہے اور کون بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے میں مصروف ہے ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق بدلہ دے گا۔

۲۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا ۢ بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ (النساء پ۵ ع ۱۹)

جو کوئی دنیا کا فایدہ چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا فایدہ ہے[۱] اور اللہ تعالےٰ سنتا دیکھتا ہے (اس پر کوئی بات پوشیدہ نہیں)

۳۔ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾ (الانعام، پ۷، ع ۴)

اور دنیا کی زندگی کچھ نہیں مگر کھیل اور دل بہلانا[۲] اور البتہ پرہیزگاروں کے لیے آخرت کا گھر بہتر ہے۔ کیا تم کو عقل نہیں[۳]

۴۔ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ (الاعراف پ۹ ع ۲۱)

اور پرہیزگاروں کے لیے آخرت کا گھر[۴] (کہیں) بہتر ہے کیا تم کو عقل نہیں۔

۵۔ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ (التوبۃ پ۱۰ ع ۶)

دنیا کی زندگی کا مزہ (بالکل) بے حقیقت ہے۔ اور کچھ نہیں[۵]

۶۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ (ھود، پ۱۲، ع ۳)

جو لوگ دنیا کی زندگی اور رونق چاہتے ہوں تو ہم ان کے کاموں کا بدل دنیا ہی میں ان کو پورا بھر دیں گے اور وہ دنیا میں گھاٹا نہ اٹھائیں گے ان لوگوں کے لیے آخرت میں دوزخ کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور دنیا میں جو (اچھے کام) کئے تھے وہ (سب) اکارت ہوئے۔ اور ان کا کیا کرایا سب ہوا ہوگیا۔

۷۔ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ﴿۱۰۹﴾ (یوسف پ۱۳، ع ۱۲)

اور اس میں شک نہیں کہ پرہیزگاروں کے لیے[۶] آخرت کا گھر بہتر ہے۔

۸۔ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا

اور یہ لوگ (مکہ کے کافر) دنیا کی زندگی پر پھولے ہوئے ہیں اور دنیا کی زندگی آخرت کے سامنے کچھ نہیں مگر

---

[۱] تو آخرت کا فائدہ نہ چاہتا اور دنیا کے فائدے پر قناعت کرنا بڑی کم ہمتی ہے ابن جریر نے کہا یہ بھی مشرکین اور منافقین کے حق میں ہے [۲] جیسے بچوں کا کھیل اور تماشا تھوڑی دیر ختم ہو جاتا ہے اس طرح دنیا کی زندگی گزر جاتی ہے اور ایک دم موت سر پر آن کھڑی ہوتی ہے، [۳] یعنی جو لوگ شرک اور کفر سے پرہیز کرتے ہیں اور گناہوں سے بچتے ہیں دنیا کے کھیل کود میں غرق نہیں ہو جاتے ان کے عیش و آرام کے لیے آخرت کا گھر تیار ہے جو دنیا کے گھر سے کہیں بہتر ہے [۴] اس دنیا کے دن کے سامان سے، [۵] یا بالکل معدوم ہے کیوں کہ دنیا کا مزہ فانی ہے اور آخرت کا باقی فانی باقی کے مقابل معدوم کی طرح ہے اس آیت کے شروع سے یہ نکلا کہ جہاد ہر وقت اور ہر حال میں فرض ہے گو گرمی کی شدت ہو یا برسات کی کثرت یا اور کوئی آفت [۶] جو شرک سے بچتے ہیں،

مَتَاعٌ (٢٦) (الرّعد پ۱۳ ع۳)

بے حقیقت ۱

۹۔ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا (١٨) وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا (١٩) كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا (٢٠) انْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ وَلَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا (٢١) (بنی اسرائیل پ۱۵ ع۲)

اور جو شخص دنیا کی بھلائی چاہتا ہو تو جتنا ہم چاہتے ہیں اس کو بھلائی سے دنیا میں دیتے ہیں پھر (آخرت میں تو) ہم نے اس کے لیے دوزخ ٹھہرا رکھی ہے جس میں بُرے حالوں مردود ہو کر اس کو جانا ہے اور جو شخص آخرت کی بھلائی چاہتا ہو اور اسی کے لیے جیسے کوشش کرنا چاہیے ویسی کوشش کرے اور ایمان دار ہو۔ تو ایسے لوگوں کی کوشش قبول ہوگی ۲ ۳ اور ہر ایک کو ہم تیرے پروردگار کی بخشش سے مدد دیتے ہیں ۴ اور تیرے مالک کی بخشش (کسی پر) بند نہیں ہے ۵ (اے پیغمبر) دیکھ تو سہی ہم نے (دنیا میں) ایک کو دوسرے پر کیسا بڑھا دیا ہے ۶ اور آخرت تو بے شک (دنیا سے) کئی درجے بڑی ہے اور وہاں کی بڑھوتری بھی بہت ہے ۷

۱۰۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا (٤٦) (الکہف پ۱۵ ع۶)

مال اور مرد بیٹے دنیا کی زندگی کی رونق ہیں اور رہنے والی نیکیاں ثواب اور امید کے لیے تیرے مالک کے نزدیک (دنیا کے مال اور اولاد سے کہیں) بہتر ہیں ۸

۱۱۔ وَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (٦٠) (القصص پ۲۰ ع۶)

اور (لوگو) جو کچھ تم کو ملا ہے وہ دنیا کی (چند روزہ) زندگی کا سامان اور اسی کی بہار (رونق) ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو ملنے والا ہے (اگر تم ایمان لاؤ) وہ کہیں بہتر اور پائدار ہے کیا تم کو عقل نہیں ۹

---

۱ یا ایک ذرا سا ناشتا ابن عباس نے کہا چرواہا جب اونٹوں اور بکریوں کو چرانے نکلتا تو گھر والوں سے کچھ ناشتا مانگتا وہ روٹی کا ایک ٹکڑا یا مٹھی بھر کھجور اس کو دے دیتے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی یہی مثال بیان کی صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہاں کے سردار ایک بوریے پر آرام فرما رہے تھے آپ کی مبارک پسلی میں بوریے کا نشان پڑ گیا صحابہ نے عرض کیا ہم آپ کے لیے ایک بچھونا بچھا دیں آپ نے فرمایا کیا کرنا ہے بس تو دنیا میں اس طرح سے ہوں جیسے کوئی راہ چلتا سوار (سفر میں) کسی درخت کے تلے ٹھہر جاتا ہے پھر وہاں سے چل دیتا ہے ۲ یا اس سے دگنا تگنا ثواب ملے گا۔ ۳ دنیا چاہنے والے اور آخرت چاہنے والے۔ ۴ مطیع اور گناہ گار دونوں کو پرورش کرتے ہیں دنیا کی نعمتوں سے سرفراز کرتے ہیں ۵ کہ صرف نیکیوں ہی کو پہنچتے بلکہ دنیا ہی میں اس کی بخشش سے ہر ایک سرفراز ہوتا ہے۔ ۶ کوئی مال دار ہے کوئی مفلس کوئی خوبصورت ہے کوئی بدصورت کوئی چالاک وچست ہے کوئی ناتواں بیمار ۷ صحیحین میں ہے کہ جنت میں بڑے درجے والے علیین والوں کو ایسا دیکھیں گے جیسا تم اس تارے کو دیکھتے ہو جو آسمان کے کنارے میں ڈوب رہا ہو ۸ رہنے والی نیکیاں تمام اعمال صالحہ جن کا ثواب ابد الآباد کا عیش ہے ابن عباسؓ نے کہا سبحان اللہ اور الحمد للہ اور لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر ہے ایک حدیث میں ہے رہنے والی نیکیاں بہت کرو لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہیں آپ نے فرمایا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ دوسری حدیث میں ہے کہ یہ سپر ہیں دوزخ کی ۹ کہ فانی کو اختیار کرتے ہو اور باقی کا خیال نہیں کرتے اس سے زیادہ بے وقوفی اور کیا ہوگی۔

۱۲۔ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾ (العنکبوت پ ۲۱ ع ۷)

اور یہ دنیا کی زندگی کیا ہے کچھ نہیں مگر بہلاوا اور کھیل کود اور اگر سچ پوچھو تو آخرت کا ہی گھر زندگی ہے[۱] کاش یہ لوگ بات کو جانتے ہوتے۔

۱۳۔ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ (المؤمن پ ۲۴ ع ۵)

یہ دنیا کی زندگی (چند روز کا) مزہ ہے۔ اور (ہمیشہ رہنے کا گھر تو آخرت ہی ہے[۲]

۱۴۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ (الشوریٰ، پ ۲۵ ع ۳)

جو کوئی (نیک عمل کر کے) آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کی کھیتی اور بڑھائیں گے[۳] اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہے[۴] ہم اس کو وہی دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہ رہے گا[۵]

۱۵۔ فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۶﴾ (الشوریٰ پ ۲۵ ع ۴)

تو (اے لوگو) جو کچھ تم کو ملا ہے وہ (دنیا کی چند روزہ) زندگانی کا سامان ہے اور اللہ تعالےٰ کے پاس جو (ثواب) ان لوگوں کے لیے ہے جو ایماندار ہیں اور اپنے مالک پر بھروسہ رکھتے ہیں وہ بہتر اور زیادہ پائدار ہے[۶]

۱۶۔ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾ (الزخرف پ ۲۵ ع ۳)

اور یہ سب سامان کچھ نہیں مگر دنیا کی (چند روزہ) زندگانی کا مزہ ہے اور (اے پیغمبر) آخرت (کی بھلائی) تو تیرے مالک کے پاس پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے۔

۱۷۔ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾ (محمد پ ۲۶ ع ۴)

دنیا کی زندگی کچھ نہیں (چند روز کا) کھیل اور تماشا ہے اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور (کفر اور گناہ سے) بچے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے نیگ تم کو دے گا اور وہ تم لوگوں کے مال تم سے نہیں مانگے گا[۷]

---

[۱] اصل زندگی وہی ہے جو قائم اور باقی ہے اور دنیا کی زندگی نقش برآب یا ایک حباب ہے اور اس کے ساتھ ہزاروں آفتیں اور بیماریاں لگی ہوئی ہیں حدیث میں ہے کیا تعجب کی بات ہے آخرت تو زندگی کا گھر ہے اور آدمی فریب کے گھر (یعنی دنیا) کی زندگی کے لیے کوشش کرتا ہے کاش یہ لوگ اس بات کو جانتے ہوتے [۲] بزرگوں کا قول ہے کہ اگر دنیا سونے کی ہوتی اور آخرت مٹی کی تب بھی آخرت بہتر ہوتی کیونکہ آخرت باقی ہے اور دنیا فانی ہے [۳] دس گنے سے سات سو گنے تک ثواب دیں گے [۴] یہاں کا فائدہ مال متاع [۵] کیونکہ وہ نیک عمل سے آخرت کے ثواب کی نیت نہیں رکھتا تھا بلکہ دنیا کا فائدہ چاہتا تھا (اللہ تعالیٰ نے دیدیا اب آخرت میں اس کو کچھ نہیں ملے گا بعضوں نے کہا یہ آیت کافروں سے خاص ہے کہ آنحضرت نے یہ آیت پڑھی پھر کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدمی تو میری عبادت میں دل لگا دے میں تیرا سینہ غنا اور تونگری سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی روک دوں گا اور اگر تو ایسا نہ کرے گا تو میں تجھ پر فکریں ڈال دوں گا اور تیری محتاجی دور نہیں کروں گا حضرت علیؓ نے کہا دنیا کی کھیتی مال اور اولاد ہے اور آخرت کی کھیتی وہ نیک عمل جن کا ثواب باقی رہتا ہے [۶] دنیا کا سامان اس کے مقابلہ میں کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتا وہ باقی یہ فانی۔ [۷] جو شرک اور کفر (گناہ سے بچتے ہیں [۸] اس کو مال اور دولت کی کچھ پرواہ نہیں نہ احتیاج ہے ایک تھوڑا سا حصہ جو تم زکوٰۃ اور صدقہ میں دینے کا حکم ہے وہ بھی تمہارے فائدے کیلئے،

۱۸۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ (الحدید پ ۲۷ ع ۳)

(لوگو) یہ جان رکھو دنیا کی زندگی اور کچھ نہیں بس کھیل اور تماشا ہے اور بناؤ سنگار اور ایک دوسرے پر بڑائی جتانا اور ایک دوسرے سے زیادہ مال اور اولاد کی خواہش کرنا[1]

۱۹۔ وَفِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (الحدید پ ۲۷ ع ۳)

اور آخرت میں (بروں کے لیے) سخت عذاب ہے اور (اچھوں کے لیے) اللہ تعالیٰ کی معافی اور رضامندی اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے[2]

۲۰۔ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۙ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ؕ (القیٰمۃ پ ۲۹ ع ۱)

نہیں نہیں (لوگو) تم (آدمیوں کا قاعدہ ہے) جلد بازی پسند کرتے ہو اور انجام کا خیال نہیں رکھتے۔

۲۱۔ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ یُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَیَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ یَوْمًا ثَقِیْلًا (الدھر پ ۲۹ ع ۲)

یہ کافر تو دنیا کو پسند کرتے ہیں اور (قیامت کے) سخت دن کو انہوں نے اپنی (پیٹھ) پیچھے چھوڑ دیا ہے[3]

۲۲۔ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ۫ۖ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی (الاعلیٰ پ ۳۰ ع ۱)

مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو مقدم رکھتے ہو حالانکہ آخرت (دنیا سے کہیں) بہتر اور زیادہ پائدار ہے[4]

۲۳۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی ؕ (الضحیٰ پ ۳۰ ع ۱)

اور البتہ آخرت تیرے لیے دنیا سے (کہیں) بہتر ہے[5]

ذَمُّ التَّقْلِیْدِ (۸۰)

باب ۸۰ متعصبانہ تقلید کی مذمت کا بیان

۱۔ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْـًٔا وَّ

اور جب ان سے[6] کہو اللہ تعالیٰ نے جو (حکم) اتارا ہے اس پر چلو تو کہتے ہیں نہیں ہم تو اس طریق پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو چلتے ہوئے پایا بھلا اگر ان کے بزرگ (باپ دادے) بے عقل اور

---

[1] کلام الملوک الکلام حقیقت میں دنیا داروں کے سارے مطلب ان پانچ باتوں میں آگئے بچپنے میں کھیل کود تماشے کے دلدادہ اور فریفتہ ہوتے ہیں جوانی میں اپنے بناؤ سنگار کی لو لگی رہتی ہے اسی فکر میں گزرتی ہے کہ ہم سے بڑھ کر لوگوں کی نظر کسی جوان پر نہ پڑے عورتیں دیکھتے ہی ہماری عاشق بن جائیں جب ذرا جوانی ڈھلنے لگتی ہے اور عقل آتی ہے تو فخر کی سوجھتی ہے اپنے مال و دولت حسن و جمال زور و قوت پر ناز پیدا ہوتا ہے پھر جب بڑھاپا آیا تو یہ فکر ہوتی ہے کہ مال اور اولاد میں دوسروں سے بڑھ چڑھ کر رہیں اسی واہیات میں ساری عمر گزر جاتی ہے اور ایک ہی ایکا ایکی موت آکر اپنے پنجہ میں دبا لیتی ہے چلو چھٹی ہوئی [2] جو کوئی خود دنیا سے محبت رکھے وہ دھوکے میں آگیا اس نے اپنے ہمیشہ رہنے کا گھر برباد کیا البتہ اگر دنیا کو آخرت کی بھلائی کمانے کا ذریعہ کرے تو سبحان اللہ اور ایسے لوگوں کے لیے دنیا کی زندگی دھوکے کی ٹٹی نہیں ہے [3] اس کے لیے کوئی تیاری نہیں کرتے۔ [4] یہ آیت کافروں کے باب میں ہے بعضوں نے کہا مومن اور کافر سب کے باب میں ابن مسعودؓ نے یہ آیت پڑھی پھر کہا ہم نے دنیا کو اس لیے مقدم کیا کہ دنیا کی آرائش اور بہار زیب و زینت وہاں کا کھانا پینا وہاں کی عورتیں سب ہمارے سامنے آگئیں اور آخرت تو ہم سے غائب ہے تو ہم نے نقد کو اختیار کیا اور ادھار کو چھوڑ دیا [5] حدیث میں ہے کہ میری امت جو جو ملک فتح کریگی وہ مجھ کو دکھلائے گئے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری [6] یعنی مشرکوں سے یا یہود سے

لَا يَهْتَدُونَ ﴿١٧٠﴾ (البقرة پ۲ ع۲۱)

گمراہ ہوں[۱]۔

۲۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٠٤﴾ (المائدة پ۷ ع۱۴)

اور جب ان سے (یعنی ان کافروں سے) کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اتارا (یعنی قرآن شریف) اس کی اور پیغمبرؐ کی طرف آجاؤ[۲] تو کہتے ہیں ہم کو وہی طریق بس ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا بھلا اگر ان کے باپ دادے نرے بے علم اور گمراہ ہوں تب بھی یہ انہیں کی پیروی کریں گے[۳]

۳۔ وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ ۖ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾ قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ ۖ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ ﴿٢٩﴾ (الاعراف پ۸ ع۳)

اور جب یہ لوگ (یعنی مشرک) کوئی برا کام[۴] کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے اپنے بڑوں کو ایسا ہی کرتے پایا اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کام کا حکم کیا[۵] (اے پیغمبرؐ) کہہ دے اللہ برے کام کا حکم نہیں دیتا[۶] کیا جو بات تم کو معلوم نہیں اس کو اللہ تعالیٰ پر لگاتے ہو[۷] (اے پیغمبرؐ) کہہ دے میرے مالک نے تو انصاف کا[۸] حکم دیا ہے[۹] اور یہ کہ جہاں نماز پڑھو اپنے منہ سیدھے کر لو[۱۰] اور نرے اس کے تابعدار ہو کر اس کو پکارو[۱۱] جیسے تم کو پہلے پیدا کیا ویسے ہی پھر (دوبارہ) پیدا ہو گے[۱۲]

۴۔ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هَٰؤُلَاءِ ۚ

تو یہ (مشرک) جن بتوں کو پوجتے ہیں تجھ کو ان سے شک نہ پیدا ہو[۱۳]

---

[۱] اس آیت میں مشرکین اور یہود کا ذکر ہے مگر الفاظ عام ہیں ان سب لوگوں کو شامل ہیں جو قرآن و حدیث کی بات نہ مانیں اور اپنے باپ دادا بزرگوں کی راہ اختیار کریں۔ یعنی قرآن و حدیث پر عمل کرو۔ [۲] تب بھی یہ انہیں کی پیروی کریں گے اور عقل اور دانائی کی بات نہ مانیں گے [۳] جیسے شرک کرنا کعبہ کا طواف ننگے ہو کر کرنا [۴] بڑوں کا کرنا تو صحیح تھا مگر یہ امر کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا حکم دیا بالکل غلط اور بہتان تھا اسی کو اس آیت میں رد کیا اور بڑوں کی نسبت تو سورۃ بقرہ میں گزر چکا ہے کہ ان کا کرنا کوئی سند نہیں کیونکہ بڑے بھی تمہاری طرح آدمی تھے بھلا اگر بے عقل یا بے وقوف ہوں تو تم بھی ویسے ہی ہو جاؤ گے [۵] خصوص اس برے کام کا جس میں بے حیائی اور بے شرمی ہو [۶] محض گمان سے کہتے ہو کہ جب ہمارے باپ دادا ایسا کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ضرور حکم دیا ہو گا۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کیوں بے جانے بوجھے (یا بے سوچے سمجھے) اللہ پر جھوٹ بولتے ہو، قتادہؓ نے کہا قسم خدا کی اللہ تعالیٰ نے گناہ پر کسی بندے کو عزت نہیں دی اور گناہ سے راضی ہوا نہ گناہ کا حکم کیا البتہ اطاعت سے راضی ہوا اور گناہ سے اس نے منع کیا [۷] یا بیچ کی راہ جس میں نہ گھٹاؤ نہ بڑھاؤ یعنی معتدل اور مستقیم کا النح [۸] ابن عباسؓ نے کہا انصاف سے مراد لا الٰہ الا اللہ ہے تو اس کا کہا مانو، [۹] قبلہ کی طرف یعنی کعبہ کی طرف منہ کرو نماز میں یا جس وقت نماز پڑھو قبلہ کی طرف منہ کرو۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ ہر سجدہ خالص خدا کی رضامندی کے لیے کرو بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آ جائے تو جہاں ہو وہیں نماز پڑھ لو اپنی مسجد میں پہنچنے کا انتظار نہ کرو [۱۰] یعنی اسی کی عبادت کرو اور دعا اور عبادت میں کسی اور کو شریک مت کرو۔ بعضوں نے کہا شریعت کے موافق اس کی عبادت کرو، [۱۱] یعنی جیسے پہلے کچھ نہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیا۔ عقل اور شعور دیا ویسی ہی دوبارہ زندگی بھی دے دے گا۔ یعنی حشر کے دن، حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تم کو ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ حشر کرے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ کما بدانا اول خلق نعیدہ وعداً علینا انا کنا فاعلین [۱۲] انہوں نے اپنے عقل سے کچھ کام ہی نہیں لیا،

مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ (هود، پ۱۲ ع ۹)

جیسے ان کے باپ دادا (بتوں کو) پوجتے رہے یہ بھی اسی طرح پوجتے ہیں اور ہم قیامت کے دن ان کے عذاب کا حصہ ان کو پورا پورا پہنچا دیں گے کچھ نہ ہو گا۔

۵۔ وَكَذٰلِكَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ (الزخرف، پ۲۵، ع ۲)

اور (اے پیغمبر) اسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے جب کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) بھیجا تو وہاں کے مالدار لوگ یہی کہنے لگے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم تو انہی کے قدم بقدم چلیں گے پیغمبر نے (ان کے جواب میں) کہا کیا اگر تم کو اس سے بڑھ کر ٹھیک رستہ بتاؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا[۱] انہوں نے کہا (کچھ بھی ہو) ہم تو جو تم دے کر بھیجے گئے ہو[۲] اس کو نہیں مانتے آخر[۳] ہم نے ان سے بدلہ لیا (سب کو تباہ کر دیا) تو (اے پیغمبر) دیکھ تو سہی (پیغمبروں کو) جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

اَلتَّبْشِيْرُ (۸۱)

باب۸۱ بشارت اور خوشخبری کا بیان

۱۔ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ﴿۲۵﴾ (البقرة، پ۱، ع ۳)

اور (اے پیغمبر) خوشخبری سنا دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لیے باغ ہیں جن کے تلے نہریں بہ رہی ہیں۔

۲۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ﴿۱۴۳﴾ (البقرة، پ۲ ع ۱۷)

اور[۴] ایسے ہی ہم نے تم کو ایک بیچ بیچ کی امت بنایا[۵] تاکہ تم دوسرے لوگوں پر (قیامت کے دن) گواہ ہو اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر گواہ ہو[۶]

---

[۱] تب بھی تم میری بات نہ مانو گے اور اپنے پرانے دھڑے پر چلے جاؤ گے یہ تو احمق بیوقوف کا کام ہے کہ اچھی چیز کو چھوڑ کر خواہ بری چیز کو لیے رہے اور کسی کی بات نہ سنے شوکانی نے کہا ہے ہمارے زمانے میں مسلمان مقلدوں کا بھی یہی حال ہے ان کو جب حدیث یا آیت سناؤ تو امام کے قول پر جمے رہتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے امام حدیث قرآن کو تم سے زیادہ جانتے تھے ان کا جواب یہ ہے کہ اگر تمہارے امام اس وجہ سے کہ ان کا زمانہ پہلے ہے حدیث یا قرآن زیادہ جانتے تھے تو تابعین اور صحابہ کا زمانہ ان سے بھی پہلے تھا پھر وہ تمہارے اماموں سے بھی زیادہ حدیث اور قرآن کو جانتے ہوں گے تو ان کی تقلید کیوں نہیں کرتے۔ [۲] یعنی اللہ تعالیٰ کا پیغام سچا دین۔ [۳] جب انہوں نے کسی طرح نہ مانا ہم نے ان سے الخ [۴] مسلمانوں جیسے ہم نے تم کو قبلہ بتا دیا یا جیسے ہم نے ابراہیم کو چن لیا۔ [۵] یعنی معتدل اور بہتر کہ نہ اس میں مبالغہ ہے نہ تقصیر نہ افراط نہ تفریط نہ غلو نہ تخفیف۔ صحیح حدیث میں ہے کہ وسط سے مراد عدل ہے یعنی معتدل اور بہتر نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو یہاں تک بڑھایا کہ ان کو خدا بنا دیا اور یہود نے ان کو یہاں تک گھٹایا کہ ان کی پیغمبری سے بھی انکار کیا مسلمان بیچ بیچ میں ہیں حضرت عیسیٰؑ کو پیغمبر اور خدا کے مقبول اور پیارے بندے جانتے ہیں [۶] صحیح حدیث میں ہے جس کو امام بخاری اور ترمذی اور نسائی وغیرہم نے روایت کیا اس آیت کی تفسیر موجود ہے یعنی قیامت کے دن نوحؑ بلائے جائیں گے وہ کہیں گے حاضر ہوں اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا تم نے میرا حکم پہنچا دیا وہ عرض کریں گے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

۳۔ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿١٥٦﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿١٥٧﴾ (البقرۃ پ۲ ع ۱۹)

اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے ان کو جب کوئی مصیبت آ پڑتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف جانے والے ہیں[۱] ان ہی لوگوں پر اللہ تعالٰے کی بخشش اور مہربانی ہو گی اور وہی بہشت کا راستہ پائیں گے[۲]

۴۔ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿٣٤﴾ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ (الحج پ۱۷ ع ۵)

اور گڑگڑانے والوں کو خوشخبری دے جن کے دل اللہ تعالے کا نام لیتے ہی ڈر جاتے ہیں اور جو مصیبت ان پر پڑے اس پر صبر کرتے ہیں اور نماز کو درستی سے ادا کرتے ہیں اور جو ہم نے انکو اپنے فضل سے دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں[۳]

۵۔ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٧﴾ (الحج ع ۵)

اور اے پیغمبرؐ نیکوں کو بہشت کی خوشخبری دے۔

۶۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿٤٧﴾ (الاحزاب پ۲۲ ع ۶)

اور ایمان والوں کو یہ خوشخبری سنا ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا فضل ہو گا[۴]

۷۔ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿١٧﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿١٨﴾ (الزمر پ ۲۳ ع ۲)

تو میرے ان بندوں کو خوشخبری سُنا جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر جو اچھی ہوتی ہے اس پر چلتے ہیں[۵] یہی لوگ تو وہ ہیں جن کو اللہ تعالے نے سیدھی راہ بتلائی ہے اور یہی لوگ تو عقل والے ہیں[۶]

اَلْاِنْذَارُ (۸۲)

باب ۸۲ ڈراوا اور تحذیر کا بیان

۱۔ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ

تو اس آگ سے بچو جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں دہکائے

بقیہ صفحہ سابقہ) جی ہاں۔ پھر ان کی امت سے پوچھے گا کہ نوحؑ نے میرا حکم تم کو پہنچایا تھا وہ کہیں گے ہمارے پاس کو ڈرانے والا (یعنی پیغمبر) نہیں آیا تب اللہ تعالیٰ نوحؑ سے فرمائے گا تمہارا گواہ کون ہے وہ کہیں گے محمدؐ اور ان کی امت کے لوگ یہ گواہی دیں گے کہ نوحؑ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اپنی امت کو پہنچا دیا۔ اب حضرت محمدؐ اپنی امت پر گواہی دیں گے کہ ان کی گواہی سچ ہے (حواشی صفحہ ہذا) [۱] یعنی دل اور زبان دونوں سے ایسا کہتے ہیں اور بے قراری اور اضطراب نہیں کرتے ثابت قدم رہتے ہیں اور زبان سے کوئی کلمہ بے ادبی اور ناشکری کا نہیں نکالتے [۲] صلوٰۃ کے معنی بعضوں نے عنایتیں اور رحمتیں کیا ہے پھر اس کے بعد رحمت کا ذکر کرنے سے مقصود تاکید ہے یا یہ کہ ایک رحمت کے بعد دوسری رحمت [۳] یعنی زکوٰۃ اور صدقہ دیتے ہیں [۴] بہشت ملے گی جب یہ آیت اتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ اور معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا لوگوں کو خوشخبری سناؤ اور نفرت مت دلاؤ اور آسانی کرو سختی نہ کرو [۵] اور بری بات پر توجہ نہیں کرتے [۶] جب یہ آیت اتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم کیا کہ وہ منادی کرے جو کوئی مرے اس حال میں کہ شرک نہ کرتا ہو وہ جنت میں جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو لوٹا دیا اور آنحضرتؐ سے عرض کیا میں ڈرا ایسا نہ ہو لوگ اسی پر بھروسہ نہ کریں اور عمل کرنا چھوڑ دیں۔

وَالْحِجَارَةُ ۚ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

(البقرۃ۔ پ ۱ ع ۳)

لکڑیوں کے اس میں جلیں گے، وہ منکروں کے لیے تیار ہے [۱]

۲۔ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۖ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾

(البقرۃ۔ پ ۳ ع ۳۸)

اور اس دن سے ڈرو جب تم کو اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹ جانا ہوگا (یعنی موت یا قیامت کے دن سے) پھر ہر ایک شخص کو اس کے کاموں کا پورا بدلہ ملے گا اور ان کا حق نہ مارا جائے گا [۲]

۳۔ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾

(آل عمران۔ پ ۳ ع ۲)

(اے پیغمبر) کافروں سے کہہ دے اب کوئی دن میں تم مغلوب ہوئے ہو [۳] اور (قیامت کے دن) دوزخ کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بری جگہ ہے [۴]

۴۔ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

(آل عمران۔ پ ۴ ع ۱۴)

اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار رہوئی ہے [۵]

۵۔ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾

(مریم۔ پ ۱۶ ع ۲)

اور ان (ظالموں کو) افسوس کے دن سے ڈرا جب کام تمام ہو جائے گا اور (اب تو) وہ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے [۶] [۷]

۶۔ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿۷۱﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا

اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو دوزخ میں نہ جائے (یا دوزخ پر سے نہ گزرے) یہ تو تیرے مالک پر لازم ہے اس نے فیصلہ کر لیا ہے [۸] پھر جو پرہیزگار ہیں (شرک اور کفر سے بچے رہے ہیں) تو ہم دوزخ

[۱] ایندھن آدمی اور پتھر ہیں یعنی دوزخ میں جلائے جائیں گے بعضوں نے کہا پتھروں سے مراد وہ بت ہیں جن کو کافر پوجتے تھے قیامت کے دن اپنے پوجنے والوں سمیت دوزخ میں ڈال دیے جائیں جیسے فرمایا انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم۔ اس آیت سے یہ نکلا کہ دوزخ کو اللہ تعالیٰ بنا چکا ہے اور موجود ہے اور ایسے ہی جنت بھی یہی مذہب ہے اہل سنت کا۔ [۲] ابن عباسؓ نے کہا یہ آخر آیت ہے قرآن کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری اس کے بعد آپ صرف اکاسی دن یا اکتیس دن یا نو دن یا سات دن زندہ رہے۔ [۳] یعنی دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھ سے [۴] یعنی دوزخ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ بدر سے لوٹ کر آئے جس میں مسلمانوں کو مکہ کے کافروں پر پوری فتح ہوئی تھی تو آپ نے یہودیوں کو ڈرایا کہ تمہارا بھی یہی حال ہونا ہے جو مکہ کے کافروں کا ہوا بہتر یہ ہے کہ اسلام قبول کر لو۔ وہ شیخی میں آکر کہنے لگے کہ مکہ کے کافر وحشی تھے لڑائی کے فنون سے واقف نہ تھے آپ ہم سے لڑیں گے تو معلوم ہوگا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا، یہودی لوگ ذلیل وخوار ہوئے کچھ لونڈی غلام بنائے گئے باقی ماندہ ملک شام کو نکال دیئے گئے۔ [۵] یعنی دوزخ اصل میں کافروں کے لیے بنائی گئی ہے لیکن اس میں بعضے مسلمان بھی جائیں گے جو گناہگار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو بخشنا نہ چاہے گا۔ اس آیت سے رد ہوتا ہے ان لوگوں کا جو کہتے ہیں مسلمان گناہگار جو دوزخ میں نہ جائیں گے۔ [۶] دنیا کے دھندوں نے ان کو اندھا کر دیا ہے [۷] افسوس کے دن سے مراد قیامت کا دن ہے [۸] مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں کے سوا اور سب لوگ مسلمان ہوں یا کافر ایک بار دوزخ میں ضرور جائیں گے۔ پھر مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ اس کو ٹھنڈا کر دے اور وہ سلامتی کے ساتھ اس میں سے پار ہو جائیں گے،

جِثِيًّا ﴿۷۲﴾ (مریم، پ ۱۶، ع ۵)

۷- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿۱﴾ (الحج پ ۱۷ ع ۱)

۸- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۥ وقفه وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ (لقمان- پ ۲۱، ع ۴)

۹- اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿۲﴾ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾ ط كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ﴿۵﴾ ط لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ﴿۶﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ﴿۷﴾ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾ (التکاثر پ ۳۰ ع ۱)

سے نکال لیں گے اور کافروں کو اسی میں گھٹنوں کے بل پڑا رہنے دیں گے[۱]

لوگو اپنے مالک کے عذاب سے ڈرو کیونکہ قیامت کا بھونچال ایک بڑی آفت ہے[۲]

لوگو اپنے مالک سے ڈرو اور اس دن کا خوف رکھو جس دن باپ اپنی اولاد کے کام نہ آئے گا۔ اور نہ کوئی اولاد اپنے باپ کے کچھ کام آئے گی[۳] بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا وعدہ (قیامت کا دن) برحق ہے تو ایسا نہ ہو دنیا کی زندگی تم کو دھوکا دے اور شیطان تمہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے غافل کر دے[۴]

(لوگو، تم کو (مال اور اولاد) کے زیادہ ہونے کی خواہش نے (اللہ کی یاد سے) غافل کر دیا یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے[۵] یہ سمجھ لو آگے چل کر تم کو اس غفلت کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا سمجھ لو اگر تم کو اپنا انجام، یقیناً معلوم ہوتا تو کبھی ایسی غفلت میں نہ رہتے[۶] تم بے شک (ایک روز) جہنم کو دیکھو گے پھر اس کو یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے پھر تم سے اس دن (دنیا کے مزوں کی بھی پوچھ ہو گی[۷]

---

[۱] یا سب کافروں کو اسی میں چھوڑ دیں گے پروردگار کا مطلب پرہیزگاروں کو دوزخ میں لے جانے سے یہ ہوگا کہ دوزخ کو ایک بار دیکھ لیں اس کے بعد بہشت کو جائیں تاکہ حق تعالیٰ کا شکر دل سے ادا کریں۔ قدر عافیت کے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید دوسرے یہ کہ دوزخیوں کو اور زیادہ رنج ہو مسلمانوں کو نجات پاتے دیکھیں اور اپنے حال پر روئیں تیسرے یہ کہ بہشت کی لذت زیادہ حاصل ہو جیسے محنت اور تکلیف کے بعد آرام میں مزہ ملتا ہے، [۲] کہتے ہیں یہ بھونچال قیامت کے قریب رمضان کی پندرھویں کو ہوگا۔ اس کے بعد سورج پچھم سے نکلے گا۔ بعضوں نے کہا یہ بھونچال پہلا صور پھونکنے کے وقت ہوگا بعضوں نے کہا قیامت کے بھونچال سے خود قیامت مراد ہے۔ [۳] بلکہ ہر ایک کو اپنی فکر ہوگی نفسی نفسی کا وقت ہوگا [۴] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں تم کو آرزوئیں دھوکا نہ دیں یعنی یہ امید کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے معاف کر دے گا اب تو عیش کر لو، [۵] یعنی مرتے تک اسی فکر میں رہے کہتے ہیں قریش کے دو خاندانوں نے ایک دوسرے پر فخر کیا یہاں تک کہ مردوں پر بھی ناز کرنے لگے اس وقت یہ سورت اتری، [۶] یقیناً معلوم ہوتا یعنی اس میں کوئی شک اور شبہ تم کو نہ رہتا بہت لوگ آخرت کو زبان سے مانتے ہیں لیکن ان کے دل میں پورا یقین نہیں، [۷] صحت اور عافیت اور کھانے پینے اور جماع اور تمام لذتوں کی بازپرس ہوگی کہ ان کا شکر کیا ادا کیا، حدیث میں ہے کہ آپؐ نے صحابہؓ کے ساتھ تازی کھجور کھائی اور ٹھنڈا پانی پیا۔ پھر فرمایا یہ دنیا کا مزہ ہے جس سے تم پوچھے جاؤ گے ایک روایت میں ہے کہ دنیا کا مزہ پیٹ بھر کر کھانا ٹھنڈا پانی پینا سایہ دار جگہ میں رہنا ہاتھ پاؤں کا درست ہونا، میٹھی نیند سونا ان سب چیزوں کو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ وہ نعمتیں ہیں جن کی آخرت میں پوچھ ہوگی،

اَلْعَفْوُ وَالتَّوْبَۃُ وَ اَلْاِسْتِغْفَارُ (۸۳)

باب ۸۳ مغفرت اور توبہ اور استغفار کا بیان

۱- اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَى اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَہَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِکَ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ﴿۱۷﴾ وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَہُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَہُمْ کُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَہُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۸﴾ (النسآء پ ع ۳)

اللہ تعالیٰ انہی کی توبہ قبول کرتا ہے جو نادانی سے برا کام کر بیٹھتے ہیں پھر جلدی سے (یعنی مرنے سے پیشتر) توبہ کر لیتے ہیں[1] تو اللہ ان کو معاف کر دیتا ہے اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا[2] اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں جو بُرے کام کرتے رہتے ہیں جب موت ان میں سے کسی کے سر پر آن کھڑی ہوتی ہے تو کہنے لگتا ہے اب میں نے توبہ کی[3] اور نہ ان لوگوں کی جو کفر میں مرتے ہیں (اور اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھ کر مرنے کے بعد توبہ کرتے ہیں)، ان (دونوں قسم کے) لوگوں کے لیے تو ہم نے بڑی تکلیف کا عذاب تیار کیا ہے۔

۲- یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمْ وَیَہْدِیَکُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَیَتُوْبَ عَلَیْکُمْ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰہُ یُرِیْدُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْکُمْ ۟ وَیُرِیْدُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّہَوٰتِ اَنْ تَمِیْلُوْا مَیْلًا عَظِیْمًا ﴿۲۷﴾ یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ ۚ

اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے اگلے (نیک) لوگوں کا رستہ تم سے بیان کر دے اور تم کو اسی پر چلائے اور گناہ سے (نیکی کی طرف) پھرا دے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والا ہے حکمت والا اور اللہ تعالیٰ تو تم کو گناہ سے پھرانا (اور نیکی پر لگانا) چاہتا ہے اور جو لوگ مزوں پر لگے ہیں[4] وہ چاہتے ہیں کہ تم ایک طرف (خوب) جھک پڑو[5] اللہ تعالیٰ تمہارا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہے[6]

---

[1] طا ہیں نادم ہوتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ اب ایسا نہ ہوگا [2] قتادہ نے کہا ہر گناہ نادانی سے ہوتا ہے گو عمداً ہو ضحاک اور مجاہد نے کہا نادانی سے یہ مراد ہے کہ عمداً گناہ کرے عکرمہ نے کہا دنیا کے کام نادانی ہی سے ہُوا کرتے ہیں ابوالعالیہ نے کہا آنحضرت کے صحابہ کہا کرتے تھے جو گناہ بندہ کرے وہ نادانی سے ہے [3] ابوالعالیہ نے کہا مراد منافق لوگ ہیں اور ابن عباسؓ نے کہا مشرک اور ثوری نے کہا مسلمان مراد ہیں جو موت سے پیشتر توبہ نہیں کرتے اور گناہ کرتے رہتے ہیں جب جان حلق میں آکر غرغر کرتی ہے تب توبہ کرتے ہیں، [4] شہوت پرست ہیں جیسے یہود اور نصاریٰ یا پارسی جو بہن اور بھانجی اور بھتیجی سے نکاح کر لیتے ہیں یا زنا باز [5] اور وہ جو اعتدال کی راہ راست ہے اس سے مڑ کر دور ہو جاؤ اکثر بدمعاش لوگوں کو یہی سمجھاتے ہیں کہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے عیش کر لو اور خوب مزے اُڑا لو ان بیوقوفوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ شریعت کی جو راہ ہے اس پر چلنے میں ساری عمر کا مزہ اور عیش ہے جو لوگ شریعت پہ چلتے ہیں دونوں جہاں میں خوش اور اچھے رہتے ہیں جو مزوں کے پیچھے اس طرح لگ جاتے ہیں کہ حلال اور حرام کی قید اٹھا دیتے ہیں نہ دنیا میں چند ہی روز جیتے ہیں اور برے حال ہزارہا بیماریوں میں گرفتار اور مرنے کے ساتھ ہی عذاب تیار۔ [6] سہل سہل حکم تم کو دیتا ہے مثلاً لونڈی سے بھی نکاح کی تم کو اجازت دی،

وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا (۲۸) (النسآء پ ۵ ع ۲)

اور آدمی پیدائش سے کمزور بنا ہے[1]

۳۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (۶۴) (النسآء پ ۵ ع ۹)

اور اگر یہ لوگ جس وقت انہوں نے قصور کیا تھا تیرے پاس آن کر اللہ تعالٰے سے معافی مانگتے اور پیغمبر بھی (یعنی تو بھی) ان کے لیے معافی چاہتا تو بے شک وہ اللہ تعالٰی کو بڑا معاف کرنے والا مہربان پاتے[2]

۴۔ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۱۰۶) (النسآء پ ۵ ع ۹)

اور اللہ تعالٰی سے معافی مانگ[3] بے شک اللہ تعالٰی بخشنے والا مہربان ہے[4]

۵۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۱۱۰) (النسآء پ ۵ ع ۱۶)

اور جو کوئی (دوسرے کے ساتھ) برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے[5] پھر اللہ تعالٰے سے بخشش چاہے تو اللہ تعالٰے کو بخشنے والا مہربان پائے گا[6]

۶۔ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۳۹) (المائدۃ پ ۶ ع ۶)

پھر جو کوئی قصور کے بعد (یعنی چوری کر کے) توبہ کرے اور اچھے کام کرنے لگے تو اللہ تعالٰے اس کو معاف کر دے گا بیشک اللہ تعالٰے بخشنے والا مہربان ہے[7]

۷۔ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ ۙ فَاَنَّهٗ

تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر یہ لکھ لیا ہے[8] کہ وہ مہربانی کریگا (یعنی) جو کوئی تم میں نادانی سے کوئی گناہ کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اپنے تئیں سنوارے[9] تو وہ

---

[1] وہ سخت احکام کا تحمل نہیں کر سکتا اپنی خواہش کو بالکل دور نہیں کر سکتا اس لیے اللہ تعالٰے نے اپنے فضل و کرم سے ہر حکم میں آسانی رکھی اور شریعت کو ایسا بیچ بیچ کا راستہ کر دیا کہ نہ دنیا کا عیش بالکل مٹ جائے نہ آدمی بالکل عیش میں غرق ہو کر خدا سے غافل ہو جائے ۔ [2] آنحضرت جب دنیا میں تشریف رکھتے تھے تو گناہ کی معافی کا یقینی طریقہ اللہ تعا نے بتلا دیا تھا کہ پیغمبر پاس حاضر رہتے خود بھی استغفار کیا آپ سے بھی دعا کرائی گناہ معاف ہو گیا اب جب پیغمبر صاحب دنیا سے تشریف لے گئے ہیں تو قرآن شریف موجود ہے اس آیت کو پڑھ کر اللہ تعالٰی سے استغفار کرے تو امید ہے کہ وہ اپنے فضل سے توبہ قبول کر لے گا [3] اس کی جو تو نے دوسرے بے قصور شخص کو مجرم بنانے کا اور مجرم کو بری کرنے کا قصد کیا تھا [4] پیغمبر گناہوں سے معصوم ہیں مگر بعضی باتیں عام لوگوں کے حق میں گناہ نہیں ہیں لیکن جلالت شان کی وجہ سے ان کے حق میں وہ گناہ گنی جاتی ہیں ان کو اس سے بھی استغفار کرنے کا حکم ہوتا ہے یہ مقدمہ ایسا ہی تھا اگر کوئی اور حاکم ایسا کرتا تو کچھ برا نہ ہوتا کیونکہ غیب کا علم خدا کو ہے عدالت کا قیاس یہی ہے کہ جس کے قبضہ سے چوری کا مال نکلے وہ چوری کا سمجھا جائے [5] یعنی ایسا گناہ کرے جس سے دوسرے کو نقصان پہنچے مثلاً کسی پر جھوٹا طوفان لگانا جیسے طمعہ اور اس کی قوم نے کہا کہ زرہ چرائی خود ۔ اور تھوپ دیا ایک بے گناہ پر ۔ یا ایسا گناہ کرے جس کا دوسرے کا تو نقصان ہو مگر خود تباہ ہو جیسے شراب پیا زنا کی ۔ [6] اس آیت میں اشارہ کیا اس طرف کہ طمعہ کو اس بری حرکت سے توبہ کرنا چاہیے مگر کم بخت نے توبہ نہ کی بلکہ اسلام سے پھر گیا اور کافروں میں مل گیا [7] اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر چور توبہ کرے تو اس کا گناہ معاف ہو جائے گا یہ نہیں کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا [8] اپنے فضل و کرم سے ۔ [9] اپنی حالت درست کرے نیک کام کرنے لگے ،

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۵۴) (الانعام پ۷ ع ۱۴)

بخشنے والا مہربان ہے۔

۸۔ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۵۳) (الاعراف پ۹ ع ۱۹)

اور جن لوگوں نے بُرے کام کئے پھر ان کے بعد توبہ کی اور ایمان لائے تو بے شک تیرا مالک توبہ کے بعد[1] البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۹۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (۳۳) (الانفال۔ پ۹ ع ۴)

اور اللہ تعالےٰ ان کو عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ استغفار کرتے ہیں[2]

۱۰۔ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۰۲) (التوبۃ۔ پ۱۱ ع ۱۳)

اور کچھ ایسے لوگ ہیں (جو منافق نہ تھے) انہوں نے اپنے قصور کا اقرار کیا[3] انہوں نے ایک اچھا کام کیا تو ایک بُرا ملا دیا[4] قریب ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کی توبہ قبول کرے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے[5]۔

۱۱۔ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (۱۰۴) (التوبۃ پ۱۱ ع ۱۳)

کیا ان لوگوں کو (اب تک) معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی تو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور خیرات بھی وہی لیتا ہے اور اللہ ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

۱۲۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (۱۱۳) وَمَا كَانَ

پیغمبر کو نہیں چاہیے نہ ایمان والوں کو مشرکوں کے لیے بخشش کی دعا مانگیں گو وہ ان کے رشتہ دار ہوں جب ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ وہ (یعنی مشرک) دوزخی ہیں[6] اور ابراہیم نے جو اپنے باپ کے لیے مغفرت کی دعا مانگی تھی تو کچھ نہیں

---

[1] یا ان گناہوں کے بعد جن سے توبہ کی ہے [2] ہوا یہ کہ ابوجہل مردود نے اور دوسرے کافروں نے کفر کو تو یہ کہہ دیا کہ اگر قرآن سچ ہو تو ہم پر پتھر برسیں پھر شام کو شرمندہ ہوئے اور طواف کے وقت غفرانک کہنے لگے [3] کہنے لگے بیشک ہم سے خطا ہوئی جو ہم جہاد میں شریک نہیں ہوئے [4] مثلاً پہلے جہاد کیا اب کے رہ گئے یا ایمان لائے نماز روزہ کیا یہ اچھا کام تھا برا یہ کیا کہ جہاد میں شریک نہیں ہوئے [5] یہ آیت ابولبابہ اور ان کے ہمراہیوں کے باب میں اتری وہ سچے مسلمان تھے لیکن تبوک کی لڑائی میں آپ کے ساتھ نہ جا سکے۔ جب آپؐ لوٹ کر آئے تو انہوں نے اپنے تئیں مسجد کے ستونوں سے باندھ دیا اور کہنے لگے جب تک آنحضرتؐ خود ہم کو نہ کھولیں گے ہم یہیں بندھے رہیں گے آپ آتے جاتے پوچھتے یہ کون لوگ ہیں صحابہؓ نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو آپ کے ساتھ جہاد میں نہیں گئے اب یہ کہتے ہیں جب تک آپؐ ان کو نہ کھولیں گے یہ یہیں بندھے رہیں گے آپؐ نے فرمایا میں تو نہیں کھولوں گا جب تک اللہ تعالیٰ ہی ان کو نہ کھولے گا آخر یہ آیت اتری اور آپ نے ان کو خود اپنے مبارک ہاتھوں سے کھولا [6] حضرت علیؓ نے کہا جب ابوطالب مر گئے تو میں نے آنحضرتؐ کو خبر دی آپ رو دئیے (کیونکہ ابوطالب آپ کے حقیقی چچا تھے اور انہوں نے ہی آپ کے دادا عبدالمطلب کے گزر جانے پر آپ کی پرورش کی تھی اور جب تک آپ کی حمایت کرتے رہے اپنی اولاد سے زیادہ آپ کو چاہتے تھے) پھر فرمایا جا ان کو غسل دے اور کفن پہنا اور مٹی میں داب دے اللہ تعالیٰ ان کو بخشے اور ان پر رحم کرے میں نے ویسا ہی کیا اور آپؐ کئی دن تک ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہے اور گھر سے نہ نکلے۔ یہاں تک کہ یہ آیت اتری اس آیت سے یہ نکلا کہ مشرکوں سے دوستی نہ رکھنا چاہیے نہ ان کے لیے دعا کرنا چاہیے۔

اِسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ (التوبۃ پ ۱۱ ع ۱۴)

مگر ایک وعدے کی وجہ سے جو اس نے اپنے باپ سے کیا تھا [۱] پھر جب ابراہیمؑ کو یہ کھل گیا کہ اس کا باپ خدا تعالیٰ کا دشمن ہے تو وہ اس سے الگ [۲] ہوگیا بے شک ابراہیمؑ بڑا نرم دل [۳] بردبار تھا [۴]

۱۳۔ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَي الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ (التوبۃ پ ۱۱ ع ۱۴)

بے شک اللہ تعالیٰ نے پیغمبرؐ کو معاف کر دیا اور مہاجرین اور انصار کو بھی جنہوں نے سخت وقت میں پیغمبرؐ کا ساتھ دیا [۵] جب کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل ڈگمگا گئے تھے [۶] پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو (دوبارہ) معاف کیا کیونکہ وہ ان پر بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے [۷] اور اللہ تعالیٰ نے تین شخصوں کو [۸] جو ڈھیل میں ڈال دیئے گئے تھے [۹] یہاں تک کہ جب زمین (اتنی کشادہ ہوتے ہوئے) ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی جان ان پر دو بھر [۱۰] ہوگئی اور سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ (کے عذاب یا غصے) سے کہیں پناہ نہیں مگر اسی کے پاس تب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر کرم کیا [۱۱] تاکہ وہ توبہ کریں بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے [۱۲]

۱۴۔ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ

اور اس لیے کہ تم اپنے مالک سے بخشش مانگو پھر اس کی درگاہ میں توبہ کرو وہ تم کو ایک مدت معین تک اچھی طرح (دنیا کے مزے

---

[۱] یعنی ابراہیم نے اپنے باپ سے استغفار کا وعدہ کر لیا تھا جیسے اس آیت میں ہے لاستغفرن لک تو وعدے کو پورا کرنے کے لیے انہوں نے دعا کی [۲] بیزار ہوگیا محبت چھوڑ دی [۳] یا بہت رونے والا آہ آہ کرنے والا یا بہت دعا کرنے والا یا بہت اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والا یا بہت توبہ کرنے والا یا بہت تسبیح کرنے والا یا بہت سمجھ والا یا بہت مہربان [۴] کوئی سختی کرتا تو آپ نرمی کرتے چنانچہ ان کے باپ نے ان سے کہا میں تجھ کو پتھروں سے مار ڈالوں گا انہوں نے جواب دیا تم سلامت رہو میں تمہارے لیے دعا کرونگا جب ان کو کوئی ستاتا تو فرماتے اللہ تعالیٰ تجھ کو ہدایت کرے [۵] اور ساتھ بھی دیا تو ایسے وقت میں [۶] بھی معاف کر دیا [۷] کعب بن مالک مرارہ بن ربیع ہلال بن امیہ جن کا قصہ اس سورت کے تیرھویں رکوع میں گزر چکا ہے [۸] کوئی ان سے بات نہ کرتا نہ اپنی صحبت میں آنے دیتا [۹] یا ان کو توبہ کی توفیق دی [۱۰] معلوم ہوا کہ توبہ کا قبول ہونا محض اس کا فضل وکرم ہے اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہے جیسے گمراہ فرقوں کا خیال ہے۔

ع [۵] وہ ایسے وقت میں اتنا لمبا سفر کرنے سے بہت گھبرا گئے تھے ع [۶] جنگ تبوک کو غزوۃ العسرۃ بھی کہتے ہیں چونکہ یہ جہاد اس وقت ہوا جب مسلمانوں پر بہت تنگی تھی سواری اور کھانے پینے کی حضرت عمرؓ نے کہا ایک منزل میں تو پیاس کے مارے ہم یہ سمجھے کہ ہلاک ہو جائیں گے یہاں تک کہ آدمی اپنے اونٹ کو کاٹتا اور پھر اس کے پیٹ میں کی نجاست نچوڑتا اور پی جاتا تب ابوبکرؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کی کہ دعا فرمایئے آپؐ نے دعا کی خوب پانی برسا ایک گروہ کے دل ڈگمگا گئے تھے یعنی مسلمانوں میں سے بھی ایک گروہ نے پیچھے رہ جانے کا قصد کر لیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو بچا لیا اور آنحضرتؐ کے ساتھ گئے،

مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴿۱۲﴾ (ھود، پ۱۱ ع۱)	اٹھانے دے گا[۱] اور جس نے زیادہ عبادت کی ہے اس کو زیادہ اجر ملے گا[۲] اور اگر[۳] منہ موڑو گے[۴] تو مجھ کو ڈر ہے بڑے دن کا عذاب تم پر نہ ہو[۵]
۱۵- ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ (النحل پ۱۴ ع۱۵)	جن لوگوں نے نادانی سے برا کام کیا (ان پر شہوت غالب ہوئی) پھر اس کے بعد توبہ کی اور اپنے تئیں درست کر لیا پھر تو تیرا مالک ان کا طرف دار ہے تیرا مالک توبہ کے بعد ضرور بخشنے والا مہربان ہے[۶]
۱۶- وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ (طٰہٰ، پ۱۶ ع۴)	(اور یہ میری صفت ہے) بے شک جو کوئی (گناہوں سے) توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرے پھر راہ پر لگا رہے[۷] تو میں اس کو بہت بخشنے والا ہوں۔
۱۷- وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ (النور پ۱۸ ع۴)	اور مسلمانو تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں[۸] توبہ کرو (اس لیے) کہ تم مراد کو پہنچو[۹]
۱۸- وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ (الفرقان، پ۱۹ ع۶)	اور جو کوئی (گناہ سے) توبہ کرے اور نیک کام کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف پورا پھر آتا ہے[۱۰]
۱۹- وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ (الشوریٰ، پ۲۵ ع۳)	اور وہی خدا ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور (ان کی) برائیاں معاف کر دیتا ہے اور جو تم کرتے ہو وہ جانتا ہے۔
۲۰- وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ ﴿۱۹﴾ (محمد پ۲۶ ع۲)	اور اپنے گناہ کی بخشش کے لیے اور ایمان دار مرد اور ایمان والی عورتوں کے لیے دعا مانگتا رہ[۱۱]

[۱] چین و آرام سے گزرے گی روزی فراغت سے ملے گی اس آیت سے صاف یہ نکلتا ہے کہ استغفار سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور توبہ سے خدائی مہربانی ایسی ہوتی ہے کہ انسان کی عمر چین سے گزرتی ہے روٹی رزق میں برکت ہوتی ہے [۲] یا جس کی نیکیاں برائیوں سے بڑھ جائیں گی اس کو جنت ملے گی ابن مسعودؓ نے کہا جو برائی کرے تو ایک ہی برائی لکھی جائے گی، اور جو نیکی کرے تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اب اگر اس کی برائی کا بدلہ اس کو دنیا ہی میں مل گیا (بیماری یا تکلیف سے) تو دس نیکیوں کا ثواب آخرت میں ملے گا ورنہ برائی کے بدل ایک نیکی کم ہو جائے گی تو نو نیکیاں رہیں گی، [۳] کہیں اس کے حکم سے [۴] استغفار اور توبہ نہ کرو گے تو دنیا کی آفتیں [illegible] تک تو مجھ کو اللہ [۵] یعنی قیامت کے دن کا وہ بہت سخت ہے دنیا تو خیر بری طرح سے بھی گزر جائے گی [۶] اس آیت کی تفسیر سورہ نساء میں گزر چکی ہے [۷] مرتے تک ایمان اور نیک عمل پر قائم رہے [۸] بری باتوں سے جو جاہلیت کے زمانہ میں ہوا کرتی ہیں [۹] دنیا اور آخرت میں تم کو فلاح ہو [۱۰] جتنا وہ دور ہو گیا تھا اتنا ہی نزدیک ہو جاتا ہے یا پھر اپنے اگلے درجے پر پہنچ جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ توبہ وہی ہے جس سے ندامت ہو اور اس کے بعد نیک کام کرے ورنہ خالی زبان سے توبہ کرنا اور گناہ پر جمے رہنا درحقیقت توبہ نہیں ہے [۱۱] بخشش کی دعا کر حالانکہ پیغمبر گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں مگر ان کی شان اتنی بڑی ہوتی ہے کہ جو باتیں ہمارے حق میں گناہ نہیں وہ ان کے حق میں گناہ سمجھی جاتی ہیں جیسے اب گزر چکا ہے،

۲۱۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ﴿۸﴾ (التحریم۔ پ۲۸ ع۲۰)

مسلمانو! اللہ سبحانہ وتعالے کی درگاہ میں سچی توبہ کرو[۱]

اَلشَّفَاعَةُ (۸۴)

باب ۸۴ شفاعت کا بیان

۱۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ﴿۲۵۵﴾ (البقرۃ۔ پ۳، ع۳۴)

بے اس کے حکم کے کون اس کے پاس سفارش کر سکتا ہے[۲]

۲۔ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾ (النسآء، پ۵ ع۱۱)

جو شخص اچھی بات کی سفارش کرے (خواہ وہ قبول ہو یا نہ ہو) اس کو اس کے ثواب میں سے (قیامت کے دن) ایک حصہ ملے گا[۳] اور جو شخص بری بات کی سفارش کرے اس کو ایک حصہ اس میں سے ملے گا[۴] اللہ تعالیٰ ہر چیز کا نگہبان ہے[۵]

۳۔ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ (مریم پ۱۶ ع۶)

اس دن کسی شخص کی سفارش نہ کر سکیں گے مگر اس کی جس نے اللہ تعالے سے اقرار کر لیا ہے[۶]

۴۔ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ (طٰہٰ پ۱۶ ع۶)

اس دن کسی شخص کی شفاعت کام نہ آئے گی۔ مگر جس کو رحمٰن (سفارش کرنے کی) اجازت دے[۷] اور اس کی بات پسند کرے[۸]

۵۔ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ

اور وہ فرشتے کسی کی سفارش نہیں کر سکتے مگر جس کے لیے خدا کی مرضی ہو[۹]

---

[۱] خالص دل سے یعنی پھر گناہ کی نیت نہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا توبۂ نصوح یہ ہے کہ جس برے کام سے توبہ کرے پھر اس کو نہ کرے ایک حدیث میں بھی یہی مضمون ہے سیدؒ علامہ نے کہا توبہ ہر ایک گناہ سے واجب ہے صغیرہ ہو یا کبیرہ فوراً بے تاخیر حدیث میں ہے کہ میں ہر روز سو بار توبہ کرتا ہوں۔ ایک روایت میں ستر بار سے زیادہ [۲] اس آیت سے پہلی آیت کا مطلب کھل گیا جس میں فرمایا تھا کہ اس دن سفارش نہ ہو گی یعنی بے حکم اور اجازت کے کسی کی مجال نہ ہو گی کہ اس کی جناب میں سفارش کرے البتہ اس کی مرضی پا کر جس کو وہ بچانا چاہے گا۔ نیک بندے اس کی سفارش کریں گے [۳] یعنی اس کے وبال میں وہ بھی شریک ہو گا [۴] اچھی بات کی سفارش مثلاً کسی غریب کی سفارش امیر سے کر دی اس کو کچھ مل گیا یہ بھی ثواب میں داخل ہوا بری بات کی سفارش مثلاً ایک ڈاکو فسادی کی سفارش کی وہ چھوٹ گیا اس نے پھر ڈاکہ مارا تو یہ بھی اس کے وبال میں پڑ گیا۔ [۵] یعنی مومن جو لاالہ الا اللہ کہتا ہے یہی وہ عہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ایسا شخص اگر گناہ گار ہو تو اس کے لیے سفارش کی امید ہے [۶] اس کی سفارش کچھ کام آ سکتی ہے یا اس دن کی سفارش فائدہ نہ دے گی مگر جس کی سفارش کے لیے رحمٰن اجازت دے۔ [۷] معلوم ہوا کہ بغیر خدا کی اجازت کے کوئی سفارش نہ کر سکے گا اور یہ اجازت بھی اس شخص کے لیے ہو گی جس کی کوئی بات مالک نے پسند کی ہو۔ ابن عباسؓ نے کہا یعنی لاالہ الا اللہ کہا ہو صحیح حدیث میں ہے کہ سب سے زیادہ نصیبے والا میری سفارش کے لیے وہ ہو گا جس نے خلوص کے ساتھ اپنے دل سے لاالہ الا اللہ کہا ہو یعنی موحد ہو کیونکہ مشرک کی شفاعت قبول نہ ہو گی [۸] یعنی وہ چاہے کہ اس کی سفارش کریں تو اس وقت اس کی سفارش کرتے ہیں مراد اہل توحید ہیں جو لاالہ الا اللہ کہتے ہیں صحیح حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن فرشتے ان کی سفارش کریں گے۔

خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ (الانبیاء پ۱۷ ع ۲)

اور اس کی ہیبت سے کانپ رہے ہیں۔[۱]

۶۔ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾ (السبا، پ۲۲ ع ۳)

اور خدا تعالیٰ کے پاس سفارش کام نہیں آتی مگر جس کو وہ حکم دے[۲،۳] جب ان کے دل سے گھبراہٹ جاتی رہتی ہے تو (آپس میں) کہتے ہیں تمہارے مالک نے کیا حکم دیا (دوسرے) کہتے ہیں جو حق تھا (وہی حکم دیا) اور وہ اونچا ہے بڑا[۴]

۷۔ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ (الزمر پ۲۴ ع ۵)

(اے پیغمبر) کہدے سفارش تو ساری خدا کے اختیار میں ہے آسمان اور زمین (سب) میں اسی کا راج ہے پھر (مرنے کے بعد بھی) تم کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے[۵]

۸۔ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ (المدثر۔ پ۲۹ ع ۲)

تو ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش فائدہ نہ دے گی[۶]

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (۸۵)

باب ۸۵ کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھانے کا

۱۔ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

اور جو کوئی شخص برا کام کرے گا تو اس کا وبال اسی پر پڑے گا اور کوئی شخص دوسرے کا بوجھ اپنے اوپر نہ لے گا پھر تم (سب) کو اپنے مالک کی طرف لوٹ جانا ہے وہ تم کو وہ باتیں بتلا دے گا جن میں

۱؎ یا اس کے جلال سے ڈر رہے ہیں ۲؎ سفارش کرنے کی اجازت دے اس کی سفارش قبول ہوگی یا جس کی سفارش کرنے کی وہ اجازت دے اس کے لیے سفارش کام آئے گی ۳؎ وہاں تو فرشتوں کا یہ حال ہے کہ اس کا حکم اترتے ہی گھبرا جاتے ہیں ۴؎ صحیح حدیث میں ہے جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کوئی حکم دیتا ہے تو فرشتے بازو بلانے لگتے ہیں اس کے ارشاد پر عاجزی سے دوسری روایت میں ہے جب اللہ تعالیٰ وحی بھیجنے کے لیے کوئی کلام فرماتا ہے تو آسمان والے فرشتے ایسی آواز سنتے ہی جیسے ایک زنجیر صاف چکنے پتھر پر چلائیں وہ بے ہوش ہو جاتے ہیں اور بیہوش ہی رہتے ہیں یہاں تک کہ جبرائیل ان کے پاس آتے ہیں اس وقت ان کو ہوش آتا ہے وہ کہتے ہیں اے جبرائیل تمہارے مالک نے کیا فرمایا وہ کہتے ہیں جو حق تھا تیسری روایت میں ہے ابن عباسؓ نے کہا جب اللہ تعالیٰ حضرت محمد کو وحی بھیجنا چاہا تو ان فرشتوں کو بلایا جو وحی لے جاتے ہیں دوسرے فرشتوں نے پروردگار کی آواز سنی جب ان کے دل ٹھکانے ہوئے تو وحی لیجانے والے فرشتوں سے پوچھنے لگے تمہارے مالک نے کیا فرمایا۔ انہوں نے کہا جو حق تھا وہی فرمایا۔ ابن عباسؓ نے کہا وحی کی آواز ایسی ہوتی ہے جیسے لوہے کو پتھر پر چلائیں یہ آواز سنتے ہی فرشتے سجدے میں گر پڑتے ہیں ۵؎ یعنی اس کے بے حکم کوئی کسی کی سفارش نہیں کر سکتا اور نہ اس کی سفارش کچھ کام آ سکتی ہے اور اس کا حکم ہونے کے بعد سفارش کرنا اور وہاں ہے گویا یہ سفارش ہی نہیں ہے بلکہ حکم کی تعمیل ہے جیسے کوئی غلام اپنے مالک کی مرضی پاکر اس کے اشارے سے کسی کی سفارش کرے وہ بھی ڈرتے ڈرتے بے انتہا عاجزی کے ساتھ ۶؎ کیونکہ وہ کفر پر مرے اور کافر کے لیے سفارش قبول نہ ہوگی اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ مومنوں کی سفارش فائدہ دیگی۔

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ (الانعام، پ۸ ع۲۰)

تم اختلاف کرتے تھے [1]

۲۔ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ (النحل، پ۱۴ ع۳)

آخر وہ اپنے (گناہوں کے) پورے بوجھ قیامت کے دن اٹھائیں گے اور جن لوگوں کو بے جانے بوجھے گمراہ کرتے ہیں ان کے کچھ بوجھ (اٹھائیں گے [2] سن لو کیا برا بوجھ اٹھا رہے ہیں۔

۳۔ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ﴿۱۵﴾ (بنی اسرائیل پ۱۵ ع۲)

جو شخص سیدھے رستے پر چلا تو وہ اپنے ہی فائدے کے لیے سیدھا رستہ چلتا ہے اور جو شخص (رستے سے) بھٹک گیا [3] تو اس کا وبال بھگتنا ہو گا [4] اور بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا [5]

۴۔ قُلْ لَّا تُسْـَٔــلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔــلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ (السبا۔ پ۲۲ ع۳)

کہہ دے ہمارے قصور تم سے نہ پوچھیں گے اور تمہارے کاموں کو ہم سے نہ پوچھیں گے۔

۵۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ ﴿۱۸﴾ (فاطر۔ پ۲۲ ع۳)

اور (قیامت کے دن) کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا [6] اور (قیامت میں) جو بوجھ سے لدا ہو گا اگر وہ کسی کو گو اس کا ناطے والا ہی ہو اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے بلائے تو اس کا ذرہ بوجھ اٹھانے والا نہیں۔

۶۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۷﴾ (الزمر پ۲۳ ع۱)

(اور آخرت میں) کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائیگا پھر تم کو اپنے مالک کے پاس لوٹ جانا ہے جو تم (دنیا میں) کرتے رہے اس کا بدلہ دے کر وہ تم کو جتلا دے گا بے شک وہ تو دلوں (تک) کی بات جانتا ہے [7]

۷۔ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ

پھر جو کوئی راہ پر جائے تو اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو کوئی بہک جائے تو بہک کر اپنا ہی برا کرے گا اور تو کچھ ان کا ذمہ دار

[1] اس وقت کھل جائے گا کہ کون سا دین اور مذہب سچا تھا اور کون سا جھوٹا۔ [2] کیونکہ ان کا کوئی معاف تو ہوگا نہیں [3] حدیث میں ہے کہ جو کوئی اچھی رسم قائم کرے (یعنی سنت کے موافق) اس کو اپنا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے ثواب میں سے بھی جو قیامت تک اس پر عمل کریں اور جو کوئی بری رسم قائم کرے (بدعت خلاف شرع) اس پر اپنا بھی وبال پڑے گا اور ان لوگوں کے وبال میں سے بھی جو قیامت تک اس پر عمل کریں [4] اور برے کاموں میں پھنس گیا [5] دوسرے کا کچھ نقصان نہ ہوگا [6] یعنی یہ ایک گناہ کا ماخذہ اسی سے ہوگا دوسرے سے نہ ہوگا۔ جو کوئی برا کام نکالے تو حدیث کی رو سے قیامت تک اس پر وبال پڑ جاتا ہے [7] اور یہ جو ایک آیت میں گزرا ولیحملن اثقالہم واثقالاً مع اثقالہم اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ کسی کا گمراہ کرنا یہ ایک اسی کا خود گناہ ہے جس کا بوجھ گمراہ کرنے والا اٹھائے گا حدیث میں ہے باپ بیٹے کے گناہ میں نہ پکڑا جائے گا نہ بیٹا باپ کے گناہ میں۔ [8] تمہاری ناشکری اس سے چھپنے والی نہیں۔

بِوَكِيلٍ ﴿٤١﴾ (الزمر پ۲۴ ع ۴)

نہیں ہے[1]۔

۸۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٤٦﴾ (حٰمٓ السجدۃ پ۲۴ ع ۶)

جو کوئی اچھا کرے گا وہ اپنے ہی بھلے کے لیے اور جو کوئی بُرا کرے گا وہ اپنے ہی بُرے کے لیے اور تیرا مالک بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں[2]۔

۹۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٤٦﴾ (الجاثیۃ پ۲۵ ع ۲)

جو کوئی اچھا کام کرتا ہے وہ اپنے ہی بھلے کے لیے (کرتا ہے)، اور جو کوئی بُرا کام کرتا ہے اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔ پھر (آخر) تم کو اپنے مالک کے پاس لوٹ کر جانا ہے[3]۔

۱۰۔ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿٣٦﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰىٓ ﴿٣٧﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿٣٨﴾ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿٣٩﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿٤٠﴾ (النجم پ۲۷ ع ۳)

کیا اس کو ان باتوں کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰؑ (کی کتاب توریت) کے ورقوں میں ہے، اور ابراہیم کی (کتاب کے) ورقوں میں جس نے (اللہ کا) حق پورا ادا کیا (ان کتابوں میں یہ لکھا) ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائیگا[4] اور یہ (بھی) لکھا ہے کہ آدمی کو اپنی ہی کوشش (ایمان) سے فائدہ ہوگا[5] اور یہ اس کی کوشش آگے چل کر (قیامت کے دن) اس کو دکھائی جائے گی[6]۔

وَزْنُ الْاَعْمَالِ (۸۶)

باب۸۶ اعمال کا تولا جانا

۱۔ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

اور اس دن ٹھیک تول ہوگی[7] پھر جن کی تولیں بھاری ہوئیں[8] وہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔ اور جن کی تولیں

---

[1] اگر وہ حق بات کو نہ مانیں اور گمراہ رہیں تو تجھ سے مواخذہ نہ ہوگا [2] بلکہ جو عذاب کے لائق ہے اس کو عذاب کرتا ہے اس آیت کی تفسیر سورہ آل عمران میں گزر چکی ہے [3] وہ ہر ایک کو اس کے کام کا بدلہ دیگا [4] ابن عباسؓ نے کہا ابراہیم کے زمانہ میں لوگ ایک شخص کو دوسرے شخص کے قصور کے بدل پکڑا کرتے تھے اور سزا دیتے تھے حضرت ابراہیم نے اس سے منع کیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سنایا کہ کوئی شخص دوسرے کے قصور میں نہیں پکڑا جا سکتا۔ اور اوپر سورہ انعام میں اس کی بحث گزر چکی ہے [5] ایک کا ایمان دوسرے کے کام نہیں آسکتا امام شافعیؒ نے اس آیت سے یہ نکالا ہے کہ قرآن پڑھنے کا ثواب مردے کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اہل حدیث کا صحیح مذہب یہ ہے کہ ہر ایک قسم کی عبادت کا ثواب مردے کو پہنچ سکتا ہے امام ہمام شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فرمایا جو یہ سمجھے کہ آدمی کو دوسرے کے عمل سے فائدہ نہیں ہوتا اس نے اجماع کے خلاف کیا اور بہت سی آیتوں اور صحیح حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ مردے کو زندوں کی دعا سے فائدہ ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے فائدہ ہوگا اور فرشتے مومنین کے لیے دعا اور استغفار کرتے ہیں اور ان سے مومنین کو فائدہ ہوتا ہے اور مومنین کی اولاد ان کی طفیل سے بہشت میں جائے گی اسی طرح اکیس دلیلیں بیان کیں پھر [illegible] دوسری آیات اور احادیث کے خلاف اس آیت کی تفسیر کیونکر کر سکتے ہیں [6] قیامت کے دن اعمال کے ترازو میں اس کو دیکھ لے گا [7] ہر ایک کے نامہ اعمال تولے جائیں گے جیسے صحیح حدیثوں سے ثابت ہے بعضوں نے کہا وہ عمل مجسم ہو کر تولے جائیں بعضوں نے کہا عمل کرنے والے تولے جائیں گے بعضوں نے کہا تولنے سے مراد یہ ہے کہ اعمال کا فیصلہ ہوگا اور یہ تاویل ہے سلف کا طریقہ یہ ہے کہ وہ آیتوں کو اپنے ظاہری معنوں پر رکھتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور ایسی آیتوں کے ظاہری معنے چھوڑ کر اور کچھ مراد لینا الحاد اور زندقہ ہے [8] نیک اعمال زیادہ ہوئے ۱۱

الْمُفْلِحُونَ ﴿٨﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُم بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾ (الاعراف۔ پ ۸ ع ۱)

ہلکی ہوں گی[1] انہوں نے اپنے تئیں تباہ کیا یہ بدلہ ہے ہماری آیتیں جھٹلانے کا دیا یہ ماننے کا،

۲۔ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿١٠٣﴾ (المؤمنون پ ۱۸ ع ۶)

پھر جن کے (نیکیوں کے) پلّے بھاری ہو گئے تو وہی لوگ بامراد ہوں گے اور جن کے (نیکیوں کے) پلّے ہلکے ہو گئے[2] تو یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں آپ تباہ کیا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے[3]

۳۔ فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ﴿٦﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٧﴾ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ﴿٨﴾ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ﴿٩﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ ﴿١٠﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿١١﴾ (القارعۃ پ ۳۰ ع ۱)

پھر جس کی تولیں (نیک اعمال کی) بھاری نکلیں گی تو وہ چین سے گزران کرے گا اور جس کے (نیک اعمال کی) تولیں ہلکی نکلیں گی[4] اس کا ٹھکانا ہاویہ ہو گا[5] اور (اے پیغمبر) تو کیا جانے ہاویہ کیا ہے وہ دھکتی آگ ہے[6]

اَلْجَزَآءُ (۸۷)

باب ۸۷ جزا اور بدلے کا بیان

۱۔ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا ۖ وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٨٤﴾ (القصص پ ۲۰ ع ۹)

جو شخص (قیامت کے دن) ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو اس سے بہتر بدلہ ملے گا[7] اور جو بُرائی لے کر آئے گا تو جن لوگوں نے بُرے کام کیے ہیں ان کو اتنا ہی بدلہ ملے گا جیسا وہ (دنیا میں) کرتے رہے[8]

۲۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي

لوگ جو بُرے کام کر رہے ہیں[9] ان کی وجہ سے خشکی اور تری میں خرابی پھیل گئی ہے[10] اللہ تعالیٰ کا مطلب یہ ہے کہ ان کے کچھ کاموں کی سزا ان کو

---

[1] نیک عمل کم ہوں گے۔ [2] اور برائیوں کے پلے بھاری آتے [3] بڑی نیکی لا الٰہ الا اللہ ہے یہ ایک کلمہ ساری برائیوں سے بھاری اترے گا تو برائیاں انہی کی بھاری ہوں گی جو شرک اور کفر میں گرفتار رہتے [4] برائیاں بھاری ہوں گی۔ [5] ہاویہ دوزخ کے نیچے کا طبقہ ہے حدیث میں ہے جب کوئی مومن مرجاتا ہے تو دوسرے مومنوں کی روحیں اس سے ملتی ہیں اور پوچھتی ہیں فلاں آدمی کہاں ہے یا فلاں عورت کہاں ہے وہ کہتا ہے وہ تو مر گیا یا مر گئی کیا تمہارے پاس نہیں آیا یا نہیں آئی تب وہ کہتے ہیں شاید وہ اپنے ٹھکانے ہاویہ میں گیا یا گئی وہ لوگ باقی رہے جن کی تولیں برابر نکلیں گی یہ بھی آسانی کے ساتھ حساب کئے جائیں گے پھر بہشت میں جائیں گے [6] دوزخ کی معاذ اللہ حدیث میں ہے وہ دنیا کی آگ سے انہتر حصے زیادہ گرم ہے [7] دس سے لے کر سات سو نیکیوں تک کا ثواب [8] یعنی ہر برائی کی اتنی ہی ملے گی جتنی ایک برائی کی سزا ہے اس کا فضل اور کرم ہے کہ نیکی میں بہت بڑا ثواب دیتا ہے اور برائی کی سزا اتنی ہی رکھتا ہے [9] شرک اور کفر اور گناہ، [10] قحط اور بیماری اور بارش کی کمی فصل کی خرابی طوفان زلزلے،

عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾ (الروم پ ۲۱ ع ۵)

دنیا ہی میں چکھائے تاکہ وہ ان برے کاموں سے باز آئیں [۱]

۳۔ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ ﴿٤٤﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿٤٥﴾

(الروم پ ۲۱ ع ۵)

اور جو شخص کفر کرے تو اپنے کفر کی سزا وہی پائے گا اور جو لوگ نیک کام کریں وہ اپنے لیے آپ (آخرت کی بھلائی کا) سامان کریں گے [۲] اس لیے کہ اللہ تعالےٰ ایمان داروں کو نیک کام کرنے والوں کو اپنے فضل سے (اچھا) بدلہ دے گا بے شک وہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

۴۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾

(السجدۃ پ ۲۱ ع ۲)

تو کسی کو معلوم نہیں ان کے (اچھے) کاموں کے بدل جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لیے چھپا کر (آخرت میں) رکھی گئی ہے [۳]

۵۔ لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٢٤﴾

(الاحزاب پ ۲۱ ع ۳)

کہ اللہ تعالےٰ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے چاہے (جب وہ توبہ کریں) ان کو معاف کر دے بے شک اللہ تعالےٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

۶۔ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٤﴾

(السبا پ ۲۲ ع ۱)

اس لیے کہ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اللہ تعالےٰ ان کا بدلہ دے انہی لوگوں کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

۷۔ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ﴿١٧﴾ (السبا پ ۲۲ ع ۲)

ان کی ناشکری پر ہم نے ان کو یہ سزا دی اور ہم انہی کو سزا دیتے ہیں جو ناشکرے ہیں [۴]

۸۔ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٣٣﴾

(السبا پ ۲۲ ع ۴)

جیسا وہ (دنیا میں) کرتے رہے ویسا ہی ان کو بدلہ ملے گا۔

۹۔ وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٤﴾

(یٰس پ ۲۳ ع ۴)

اور تم لوگوں کو ویسا ہی بدلہ ملے گا جیسا کرتے رہے۔

۱۰۔ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٣٩﴾

(الصافات پ ۲۳ ع ۲)

اور تم کو وہی بدلہ ملے گا جیسے (کام دنیا میں) کرتے رہے۔

---

[۱] خشکی سے مراد کھلی زمین ہے جہاں لوگ بستے ہیں اور تری سے سمندر مراد ہے گناہوں کی وجہ سے دونوں جگہ آفتیں آتی ہیں۔ [۲] دنیا قبر میں اپنے لیے آرام کی جگہ بنائیں گے [۳] آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی وہ نعمتیں جن کو پا کر بے حد خوش ہوں گے۔ [۴] یعنی ایسی سخت سزا کہ بستی کی بستی سب تباہ ہو جائے کافروں اور ناشکروں ہی کو دی جاتی ہے۔

۱۱۔ اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ (المؤمن پ۲۴ ع ۲)

آج ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا آج ظلم نہ ہو گا بے شک اللہ تعالیٰ جلد حساب کرنے والا ہے۔[۱]

۱۲۔ مَنْ عَمِلَ سَیِّئَۃً فَلَا یُجْزٰۤی اِلَّا مِثْلَهَا ﴿۴۰﴾ (المؤمن پ۲۴ ع ۵)

جو کوئی بُرا کام کرے گا اس کو ویسا ہی بدلہ ملے گا۔

۱۳۔ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰہِ ﴿۴۰﴾ (الشوریٰ، پ۲۵، ع ۴)

اور بُرائی کا بدلہ اتنی ہی بُرائی ہے اس پر بھی جو کوئی معاف کر دے اور مل جائے (صلح کرے) تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔

۱۴۔ وَخَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا کَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ (الجاثیۃ، پ۲۵، ع ۳)

اور اللہ نے آسمان اور زمین حکمت سے بنائے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کے کیے کا بدلہ ملے اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔

۱۵۔ ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی ﴿۴۱﴾ (النجم پ۲۷ ع ۳)

پھر اس کو پورے سے پورا بدلہ ملے گا۔

۱۶۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ (الرحمٰن، پ۲۷ ع ۳)

اچھے کام کئے تو اس کا بدلہ بھی اچھا ہی ملے گا اور کیا۔[۲]

۱۷۔ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ﴿۸﴾ (البیّنۃ، پ۳۰ ع ۱)

ان کا بدلہ ان کے مالک کے پاس بیچا بیچ بہشت کے باغ ہیں جن کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

اَلتَّکْلِیْفُ وَالْمُؤَاخَذَۃُ

باب ۸۸ تکلیف اور مواخذہ کا بیان

۱۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اکْتَسَبَتْ ﴿۲۸۶﴾ (البقرۃ۔ پ۳ ع ۸)

کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اتنا ہی جتنا وہ اٹھا سکے[۳] جو اس نے اچھا کام کیا اسی کو فایدہ ہو گا اور جو بُرا کام کیا اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔

---

[۱] وہ سب کا حساب ایک ہی دفعہ میں لے لے گا [۲] جس نے شروع میں برائی کی وہ ظالم ہے یا جو کسی برائی کے بدل اس سے زیادہ برائی کرے حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن منادی ہو گی اللہ تعالیٰ کے ذمے جن لوگوں کا ثواب ہے کھڑے ہو جائیں پھر وہی لوگ کھڑے ہوں گے جنہوں نے دنیا میں لوگوں کے قصور معاف کر دیے ہے [۲] شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے یوں ترجمہ کیا ہے۔ نیکی کا بدلہ نہیں ہے مگر نیکی حدیث شریف میں اس کی تفسیر یوں آئی ہے جس پر میں نے احسان کیا اس کو موحد بنایا اس کا بدلہ جنت ہے ابراہیم خواص نے کہا اسلام کا بدلہ نہیں ہے مگر دارالسلام یعنی جنت۔ [۳] اسی جملہ سے اللہ تعالیٰ نے اس رکوع کی پہلی آیت کو منسوخ فرما دیا کیونکہ دل اپنے اختیار میں نہیں ہے اس میں طرح طرح کے خیال آ جاتے ہیں۔

۲- وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

(فاطر پ۲۲ ع۵)

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے کاموں پر (فوراً) پکڑ لیا کرے (سزا دے)، تو زمین پر ایک جاندار بھی باقی نہ چھوڑے[1] مگر اللہ تعالیٰ ایک مقرر وقت تک ان کو ڈھیل دیتا ہے جب ان کا وقت (موت کا) آن پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے[2]

اَلْاِمْهَالُ وَالْاِنْتِظَارُ (۸۹)

باب۸۹ انتظار کرنے کا بیان

۱- هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾

(البقرۃ پ۲ ع۲۵)

کیا یہ لوگ اس انتظار میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ بادلوں کے چھتر لگائے ہوئے فرشتوں کو ساتھ لیے ہوئے ان کے پاس آجائے اور جو ہونا ہے وہ ہو جائے[3] اور سب کام اللہ ہی کے سامنے پیش ہوں گے۔

۲- قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

(الانعام پ۸ ع۱۶)

(اے پیغمبر) کہہ دے بھائیو جو تم کرتے ہو وہ کرتے رہو[4] میں بھی (جو کرنے کا ہے وہ) کر رہا ہوں[5] آگے چل کر[6] تم جان لو گے کس کا انجام اچھا ہوتا ہے[7] بے شک ظالم نہیں پنپتے (ان کو بھلائی اور کامیابی نہیں ہو سکتی)

۳- هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ

یہ لوگ اور کچھ نہیں اسی کی راہ دیکھتے ہیں کہ فرشتے ان کے پاس جان نکالنے کو آموجود ہوں یا خود پروردگار آجائے[8] یا تیرے پروردگار کی کچھ بڑی نشانیاں آجائیں[9] جس دن تیرے مالک کی کچھ بڑی نشانیاں آجائیں گی تو جو شخص اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے

---

[1] جاندار سے آدمی مراد ہے یا آدمی کی شامت سے دوسرے بھی ہلاک ہوں [2] وہ ہر ایک کو اس کے عمل کے موافق بدلہ دے گا یا اللہ تو رحم کر ہم پر اور ہمارے عملوں کو مت دیکھ اپنے فضل وکرم پر نظر فرما۔ برمن منگر برکرم خویش نگر۔ [3] یعنی یہ سب ہلاک ہوں یا قیامت آجائے [4] وہی نیکی بدی کا بدلہ دیگا۔ حدیث میں ہے کہ اللہ قیامت کے دن سب اگلوں اور پچھلوں کو اکٹھا کرے گا وہ سب کھڑے ہوں گے ان کی نگاہیں آسمان کو لگی ہوں گی حکم کے منتظر ہوں گے اتنے میں اللہ تعالیٰ بادلوں کے چھتر لگائے ہوئے عرش سے کرسی پر اترے گا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا جب اللہ تعالیٰ اترے گا اس وقت بھی اس کے اور خلق کے بیچ میں ستر ہزار پردے نور اور ظلمت اور پانی کے ہوں گے اور پانی میں سے ایسی آواز نکلے گی جس سے دل پھٹ جائیں گے [5] مجھے تمہارے کفر کی کچھ پرواہ نہیں یا جو تم سے ہو سکے وہ کر دیکھو کمی نہ کرنا [6] یہ ڈرانے کے طور پر فرمایا جیسے کوئی کسی پر غصے ہو اور اس کو آئندہ سزا دینا چاہیے تو کہتا ہے اچھا تم جو کرتے ہو کرو دیکھا جائے گا یہ مطلب نہیں کہ کفر اور شرک پر قائم رہو [7] جب اللہ تعالیٰ کا عذاب اترے گا یا قیامت کے دن [8] کس کو دنیا میں غلبہ ملا آخرت میں بہشت ہاتھ آئی [9] جیسے قیامت کے دن اپنے بندوں کا فیصلہ کرنے کے لیے آئے گا [10] مثلاً سورج کا پچھم سے نکلنا یہ تفسیر حدیث سے ثابت ہے دوسری حدیث میں ہے کہ جب تک سورج پچھم سے نہ نکلے قیامت نہ ہوگی اور جب ایسا ہو گا تو سب ایمان لائیں گے مگر اس وقت کا ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا۔

قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ (الانعام پ۸ ع۷)

ایمان میں کوئی نیک کام نہ کیا ہو تو اس کا ایمان کوئی فایدہ نہ دے گا[۱] (اے پیغمبرؐ) کہہ دے[۲] راہ دیکھتے رہو۔ ہم بھی راہ دیکھ رہے ہیں[۳]

۴۔ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ (الاعراف پ۸ ع۶)

کیا اس کے ہو پڑنے کا[۴] انتظار کر رہے ہیں جس دن وہ ہو پڑے گا تو جو لوگ اس کو بھولے بیٹھے تھے دنیا میں وہ کہنے لگیں گے بیشک ہمارے مالک کے پیغمبرؐ سچی بات لے کر آئے تھے (سچ کہتے تھے) اب کوئی ہمارے سفارشی ہیں[۵] جو ہماری سفارش کریں[۶] یا ہم دنیا میں لوٹا دیے جائیں تو جیسے[۷] ہم کرتے تھے اب وہ نہ کریں گے وہ دوسرے (اچھے) کام کریں یہ لوگ تو اپنی جانیں تباہ کر چکے اور جتنی جھوٹی باتیں بناتے تھے وہ گئی گزریں[۸]

۵۔ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾ (التوبۃ پ۱۰ ع۷)

تو انتظار کرتے رہو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔

۶۔ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾ (یونس پ۱۱ ع۲)

اور جس طرح سے اللہ تعالیٰ ان کی دعا بھلائی کی جلدی قبول کرتا ہے اگر برائی کی بھی اسی طرح جلدی سے قبول کرے تو ان کی عمر ہی پوری ہو جائے[۹] اور جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی امید نہیں ہے[۱۰] ان کو ہم ان کی اپنی شرارت میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتے ہیں[۱۱]

۷۔ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۲﴾ (یونس پ۱۱ ع۲)

تو انتظار کرتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں[۱۲]

۸۔ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ

تو کیا یہ کافر بھی ویسے ہی عذابوں کے انتظار کر رہے ہیں جیسے ان سے

---

[۱] مطلب یہ ہے کہ سورج جب پچھم سے نکلے گا تو اس کے بعد کسی کا ایمان قبول نہ ہوگا اسی طرح اس شخص کا نیک عمل بھی قبول نہ ہوگا جس نے اس سے پہلے کوئی نیک عمل نہ کیا ہو البتہ جو لوگ پہلے ایمان کے ساتھ نیک اعمال بھی کرتے رہے ہیں ان کے نیک عمل اس نشانی کے آنے کے بعد بھی قبول ہوتے رہیں گے اس آیت سے مرجیہ کا مذہب رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں نجات کے لیے صرف ایمان کافی ہے عمل کی ضرورت نہیں اور کہتے ہیں کہ مومن کبھی دوزخ میں نہ جائے گا گو وہ کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہو اور بہت سی آیتیں اور صحیح حدیثیں اس مذہب کو باطل کرتی ہیں [۲] ان تینوں باتوں میں سے کسی بات کی، [۳] قیامت ہی میں ہمارا تمہارا فیصلہ ہو جائیگا [۴] یعنی جو اس کتاب میں وعدہ ہے عذاب ثواب قیامت کا اس کے آنے کا۔ [۵] یعنی کاش کوئی ہمارے سفارشی ہوتے [۶] اتنا ہی ہو کہ ہم الخ [۷] پہلے دنیا میں ہم [۸] یعنی مشرک کی باتیں وہ سمجھتے تھے کہ یہ لوگ خدا کے پاس ہم بچالیں گے اب ان کا پتہ بھی نہ رہا سفارش کو کجا [۹] لیکن ہم برائی کی دعا جلدی نہیں قبول کرتے [۱۰] اللہ تعالیٰ کا غضب اترے اور فوراً ہلاک ہو جائیں مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے وہ جو اپنے یا دوسرے کی بھلائی کے لیے دعا کرتے ہیں تو اس کو تو قبول کر لیتا ہے لیکن غصے یا رنج کی حالت میں خود اپنے کو یا دوسرے کو جو کوستے ہیں تو اس کو قبول نہیں کرتا [۱۱] وحشر نشر کے قائل نہیں ہیں [۱۲] حدیث میں ہے کہ اپنی مال اور جان اور اولاد پر بد دعا نہ کرو شاید وہ ایسا وقت ہو جس وقت دعا قبول ہو جاتی ہے [۱۳] کہ شاید اللہ تعالیٰ کوئی نشانی اتار کر ہمارا تمہارا فیصلہ کر دے۔

خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ (یونس پ۱۱-ع۱۰)

پہلے لوگوں پر عذاب ہو چکے ہیں (اے پیغمبرؐ) کہہ دے تو انتظار کرتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں [۱]

۹۔ وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ ۭ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ (ھود پ۱۲ ع۱۰)

اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دے تم اپنی جگہ جو کرتے ہو کرے جاؤ [۲] ہم بھی [۳] کر رہے ہیں اور تم بھی [۴] راہ دیکھتے رہو ہم بھی راہ دیکھ رہے ہیں [۵]

۱۰۔ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ اَوْ یَاْتِیَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ (النحل پ۱۴ ع۴)

یہ (کافر) کیا اس کی راہ دیکھتے ہیں کہ فرشتے ان کے پاس (جان نکالنے کو) آموجود ہوں یا تیرے مالک کا عذاب (یا قیامت) آن پہنچے ان سے پہلے جو لوگ گذر چکے انہوں نے بھی ایسا ہی کیا [۶] اور اللہ تعالیٰ نے ان پر (عذاب بھیج کر) ظلم نہیں کیا وہ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے [۷] آخر جیسے (برے) کام کرتے تھے انہی کی برائیاں ان پر پڑیں (یعنی ان کا بدلہ ملا) اور جس (عذاب) پر ٹھٹھا مارتے تھے اسی نے ان کو آ گھیرا۔

۱۱۔ قُلْ مَنْ كَانَ فِی الضَّلٰلَةِ فَلْیَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ ﴿۷۵﴾ (مریم پ۱۶ ع۵)

(اے پیغمبرؐ ان لوگوں سے) کہہ دے جو گمراہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اور ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے خوب ڈھیلا [۸]

۱۲۔ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِیِّ وَمَنِ اهْتَدٰی ﴿۱۳۵﴾ (طٰہٰ پ۱۶ ع۸)

(اے پیغمبرؐ) ان سے کہہ دے سب (اپنی اپنی جگہ) منتظر ہیں [۹] تم بھی انتظار کرتے رہو آگے چل کر (یا عنقریب) تم جان لوگے کہ سیدھے رستے والے کون لوگ ہیں اور (راہ پانے والے کون لوگ ہیں [۱۰]

۱۳۔ اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ (المؤمنون پ۱۸ ع۴)

کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم جو ان کی مال اور اولاد سے مدد کرتے ہیں تو ان کو بھلائی پہنچانے میں جلدی کرتے ہیں ہرگز نہیں ان لوگوں کو (ہمارا اصل مطلب) معلوم نہیں [۱۱]

۱۴۔ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ (السجدۃ پ۲۱ ع۳)

تو (اے پیغمبرؐ) ان کافروں کا کچھ خیال نہ کر [۱۲] اور راہ دیکھتا رہ (اللہ کی مدد کا منتظر رہ) وہ بھی راہ دیکھ رہے ہیں [۱۳]

۱؎ ہم تو جب کسی قوم کو ہلاک کرتے ہیں تو اس پر عذاب اتارتے ہیں ۲؎ اپنی جگہ جو کرتے ہیں وہ ۳؎ عنقریب تم کو سزا ہوگی ۴؎ خدا کے ۵؎ یا تم جو ہم پر آفت آنے کے منتظر ہو اس کا انتظار کرتے رہو ہم اس کے منتظر ہیں کہ اگلے کافروں کی طرح تم پر بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب اترے یا تم ہمارے انجام کی راہ دیکھتے رہو ہم تمہارا انجام دیکھ رہے ہیں ۶؎ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو جھٹلایا اور عذاب کے منتظر رہے ۷؎ اپنے منہ سے خود کہتے ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا ایسے برے کام کرتے جن کی سزا عذاب ہے ۸؎ اس کی عمر بھی بڑھاتا ہے پیسہ بھی خوب دیتا ہے تاکہ خدا سے بالکل غافل ہو جائے ۹؎ کہ زمانہ کی گردش کس پر پڑتی ہے اور کون تباہ ہوتا ہے ۱۰؎ ہم کہ تم مرتے ہی سب کھل جائے گا ۱۱؎ ہم ان کو مال اور اولاد جو کثرت سے دیے جاتے ہیں اس سے یہ غرض ہے کہ اور زیادہ وہ یہ بھول جائیں ہماری یاد سے غافل ہو جائیں پھر ایک ہی ایکا ان کو سخت پکڑ لیں ۱۲؎ ان کی باتوں کی پرواہ نہ کر ۱۳؎ یہ آیت جہاد کی آیت سے منسوخ ہے۔

۱۵۔ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾

(فاطر، پ ۲۲ ع ۵)

پھر اب وہ اللہ کے اسی برتاؤ کے منتظر ہیں جو اگلے کافروں کے ساتھ ہوتا رہا (عذاب اترا) تو[1] اللہ تعالیٰ کا برتاؤ (اس کا طریقہ قاعدہ) تو ہرگز بدلتا ہوا نہ پائے گا اور ہرگز اللہ کا برتاؤ ٹلتا ہوا نہ پائے گا۔[1]

۱۶۔ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾

(یٰسٓ پ ۲۳ ع ۳)

یہ لوگ بس انتظار کر رہے ہیں کہ وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں اور ایک چنگھاڑ (صور کی آواز) ان کو (ایک دم سے) آدبوچے[2] پھر نہ تو وہ (کچھ) وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر والوں تک لوٹ کر جا سکیں گے۔[3]

۱۷۔ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ (ص۔ پ ۲۳ ع)

اور یہ (مکہ کے) کافر (صور کی) ایک چنگھاڑ کے منتظر ہیں جو (شروع ہونے کے بعد پھر) بیچ میں دم نہ لے گی۔[4]

۱۸۔ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۶﴾

(الزخرف۔ پ ۲۵ ع ۶)

کیا یہ لوگ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ایک ہی ایکا قیامت ان پر آن پہنچے اور ان کو خبر نہ ہو۔

۱۹۔ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿۵۹﴾

(الدخان پ ۲۵ ع ۳)

تو راہ دیکھتا رہ وہ بھی راہ دیکھ رہے ہیں۔[5]

۲۰۔ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾

(محمد پ ۲۶، ع ۲)

تو (اے پیغمبرؐ) یہ (مکہ کے) کافر کس بات کے منتظر ہیں، بس اسی کا رستہ دیکھ رہے ہیں کہ ایک ہی ایکا قیامت ان (کے سر) پر آن کھڑی ہو تو قیامت کی بھی نشانیاں آچکی ہیں[6] پھر جب قیامت خود ہی آن پڑے گی اس وقت سمجھنے کا ان کو کیا موقع رہے گا۔[7]

۲۱۔ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ

کہہ دے اچھا انتظار کرتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ

---

[1] اے پیغمبرؐ [2] جب یہ کسی طرح نہ مانیں گے تو اگلے کافروں کی طرح ان پر بھی عذاب اترے گا [3] آپس میں جھگڑ رہے ہوں۔ یعنی دنیا کے جھگڑوں میں مصروف ہوں مول تول خرید و فروخت میں [4] کہ جہاں آواز سنیں گے وہیں مر کر رہ جائیں گے [5] جب تک سب کو فنا نہ کرے گی لفظی ترجمہ تو یوں ہے اتنا بھی نہ ٹھہرے گی جتنا دودھ دو ہنے والا دوبارہ نچوڑنے میں بیچ میں ٹھہرتا ہے۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ یہ چنگھاڑ اپنے مقرری وقت سے اتنی بھی آگے پیچھے نہ ہوگی [6] یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر وہ بھی انتظار کر رہے ہیں جو اس کو منظور ہوگا وہ پردۂ غیب سے ظاہر ہوگا کہتے ہیں یہ آیت جہاد کی آیت سے منسوخ ہے [7] اور جب نشانیاں آچکیں تو قیامت کے آنے میں کیا شبہ باقی رہا۔ سب سے بڑھ کر قیامت کی نشانی آنحضرتؐ کا ظہور تھا وہ ہو چکا چاند پھٹ چکا دھواں آچکا۔ بعضوں نے کہا نشانیوں سے مال کی کثرت اور سوداگری کی کثرت اور جھوٹی گواہی اور ناطہ توڑنا اور اچھے لوگوں کا کم ہونا اور برے لوگوں کا زیادہ ہونا مراد ہے [8] اس وقت کا سمجھنا بے فائدہ۔

الْمُتَرَبِّصِينَ ﴿٣١﴾ (الطور پ ۲۷ ع ۲) انتظار کر رہا ہوں۔[۱]

باب ۹۰ اولاد کو قتل کرنے کا بیان

۱۔ وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿١٣٧﴾ (الانعام، پ ۸ ع ۱۶)

اور[۲] اسی طرح بہت مشرکوں کو ان کے شریکوں نے[۳] اپنی اولاد کا مار ڈالنا اچھا بتایا ہے[۴] ان کو تباہ کرنے کے لیے اور ان کے دین میں میل کرنے کے لیے[۵] اور اگر اللہ چاہتا تو یہ مشرک اس کام کو نہ کرتے[۶] تو (اے پیغمبر) ان کو اور ان کے بہتانوں کو (اپنے حال پر) چھوڑ دے[۷]

۲۔ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ ۚ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿١٤٠﴾ (الانعام پ ۸ ع ۱۶)

بے شک جن لوگوں نے خدا پر جھوٹ باندھ کر جہالت کر کے نادانی سے اپنی اولاد کو مار ڈالا[۸] اور اللہ تعالیٰ نے جو رزق (روزی) ان کو دیا اس کو حرام ٹھہرایا[۹] وہ گھاٹے میں پڑ گئے گمراہ ہوئے اور راہ پر نہیں آ سکتے۔

۳۔ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُم مِّنْ إِمْلَاقٍ ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۖ ﴿١٥١﴾ (الانعام پ ۸ ع ۱۹)

اور اپنی اولاد کو محتاجی کے ڈر سے مار نہ ڈالو[۱۰] ہم (ہی) تم کو روزی دیتے ہیں اور ان کو (بھی) دیں گے۔

النجوىٰ (۹۱)

باب ۹۱ کانا پھوسی اور سرگوشی کا بیان

۱۔ لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ

اکثر ان کے صلاح اور مشورے میں بھلائی نہیں ہوتی[۱۱] مگر وہ صلاح جو خیرات دینے یا اچھے کام کرنے یا لوگوں میں ملاپ کرنے کے لیے

---

[۱] تم میرے مرنے کے منتظر رہو میں تمہاری ہلاکت کا انتظار کر رہا ہوں دیکھو اللہ تعالیٰ کا عذاب کس پر اترتا ہے [۲] جیسے مشرک یہ برا کام کرتے ہیں [۳] جو بت خانے کے پوجاری ہیں یا دوست ہیں یا شیطانوں کے [۴] وہ بیٹیوں کو زندہ گاڑ دیتے یا یوں منت کرتے کہ اگر مجھ کو اتنے بیٹے پیدا ہوں تو ایک بیٹے کو فلاں بت کے نام پر کاٹوں گا [۵] یعنی جو باتیں دین میں نہ تھیں ان کو دین میں شریک کرنے کو شبہ ڈالنے کے لیے [۶] کیونکہ عرب کے لوگ پہلے حضرت ابراہیمؑ کے طریق پر تھے لیکن شیطان نے بھڑکا کر بت پرستی اور اولاد کا مارنا اور بہت سی بڑی باتیں ان کے دین میں شریک کر دیں اور ان کو تباہ کیا [۷] اولاد کے مار ڈالنے کھیت اور جانوروں میں حصہ لگانے [۸] یا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو مشرکوں کے شریک ان کاموں کو ان کی نظریں اچھا نہ کر سکتے [۹] وہ تیرا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے عنقریب اللہ تعالیٰ ان کو سزا دے گا [۱۰] بیٹیوں کو یہ خیال کر کے کہ ان کو کھلانا پلانا پڑے گا ان کی شادی بیاہ کرنا ہوگا [۱۱] جیسے مشرک بحیرہ اور سائبہ اور حام جانوروں کو حرام کہتے تھے [۱۲] جیسے جاہلیت کے زمانہ میں مشرک لوگ کرتے اور ہندوستان میں بھی بعضے کافر ایسا کرتے تھے بعضے صرف بیٹیوں کو مار ڈالتے اور کتنے ان کو پال کر کیا حاصل نری کھانے کے واسطے ہیں کمانے کو نہیں [۱۳] جب کوئی صلاح کرتے ہیں تو بری ہی بات کے لیے کرتے ہیں،

بَيْنَ النَّاسِ ﴿۱۱۴﴾ (النسآء پ ۵ ع ۱۷)

۲۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹﴾ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

کی جائے وہ بے شک اچھی ہے[۱]

(اے پیغمبرؐ) کیا تو نے ان لوگوں پر نظر نہیں ڈالی جن کو کانا پھوسی کرنے سے منع کیا گیا تھا[۲] لیکن جس کام سے منع کیا گیا تھا پھر وہی کرتے ہیں اور کانا پھوسی بھی کرتے ہیں تو گناہ اور ظلم اور پیغمبرؐ کی نافرمانی کے لیے اور جب تیرے پاس آتے ہیں تو (زبان دبا کر) اس طرح سے سلام کرتے ہیں جس طرح اللہ نے تجھ پر سلام نہیں بھیجا[۳] اور اپنے دل میں کیا کہتے ہیں (اگر یہ سچے پیغمبرؐ ہیں) تو اللہ ہماری بات پر (سلام کہنے پر) ہم کو سزا کیوں نہیں دیتا ان کی (سزا کے لیے) دوزخ بس کرتی ہے اسی میں گھسیں گے وہ بُرا ٹھکانا ہے[۴] مسلمانو! تم کانا پھوسی کرو تو گناہ کی بات اور ظلم اور پیغمبرؐ کی نافرمانی کے لیے کانا پھوسی نہ کرو ہاں (اگر ضرورت ہو تو) نیک کام کرنے یا بُری بات سے بچنے کے لیے کانا پھوسی کرو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے پاس اکٹھا ہو کر تم کو جانا ہے[۵] یہ کانا پھوسی[۶] شیطان کا کام ہے اس سے یہ مطلب ہے کہ مسلمان (اپنے بھائیوں کے مارے جانے کی خبر سن کر

[۱] سبحان اللہ پروردگار نے اس آیت میں مسلمانوں کو ایسا قانون بتلا دیا کہ اگر اس پر چلیں تو دونوں جہان میں اچھے رہیں دنیا کی دولت اور آخرت کی عزت ہاتھ آوے یعنی مسلمانوں کو چاہیے کہ صلاح و مشورے کے لیے اگر مجلسیں قائم کریں تو ان میں تین قسم کے کام کیے جائیں ایک خیرات اور صدقات جمع کرنے کے لیے تاکہ اس میں سے یتیموں اور محتاجوں اور معذوروں اور بیماروں کی پرورش اور خبرگیری ہو طالبین علم کی مدد کی جائے یعنی محتاج خانے بیت المعذورین بیت الیتامیٰ شفا خانے اور مدارس بنائے جائیں دوسرے اچھے کام اور اچھے پیشے اور اچھے کارآمد ہنروں کو جاری کرنے کے لیے جیسے زراعت تجارت صنعت کی تکمیل اور تعلیم کے واسطے۔ تیسرے مسلمانوں میں اتفاق اور اتحاد قائم کرانے کے لیے کہ مسلمان جو آپس میں تکرارات کرتے ہیں ان کا تصفیہ شرع کے موافق کر دیا جائے اور سب مسلمان بھائی بھائی کی طرح ایک دوسرے کی مدد اور اعانت پر مستعد رہیں معروف سے ہر ایک اچھی بات مراد ہے [۲] آنحضرت صلعم کے عہد میں منافق اور یہودی چپکے چپکے آپس میں سرگوشیاں کیا کرتے اس لیے کہ مسلمانوں کو اندیشہ پیدا ہو ان کو ایسا کرنے سے منع کیا گیا [۳] یہ مردود منافق اور یہودی کہا کرتے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے تو کہتے السام علیک سام کے معنی موت کے یعنی تم مرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے جواب میں صرف یوں فرماتے علیکم یعنی تم مرو صحیحین میں ہے کہ ایک یہودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو یوں ہی کہا السام علیکم آپ نے فرمایا جب کوئی اہل کتاب میں سے تم کو سلام کرے تو جواب میں صرف علیک کہو علیک قلت [۴] اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے دل کی بات بتلا دی اس سے زیادہ اور سچائی کی کیا نشانی ہو گی ان کا یہ خیال کہ ہم پر فوراً عذاب کیوں نہیں اترتا ایک بیوقوفی کا خیال ہے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے عذاب کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے لیے بددعا کی جس کا اثر چالیس برس کے بعد ظاہر ہوا۔ بعضوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے دوزخ کا عذاب کافی سمجھا ہے جیسے اس آیت میں ارشاد ہوا [۵] کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کوئی لشکر بھیجتے تو یہ منافق کیا کرتے مسلمانوں کو رنج دینے کے لیے چپکے چپکے یوں کانا پھوسیاں کیا کرتے افسوس یہ لشکر والے سب مار ڈالے گئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری صحیح حدیث میں ہے جب تم تین آدمی کہیں ہو تو دو مل کر کانا پھوسی نہ کریں کیونکہ اس میں تیسرے آدمی کو وہم پیدا ہو گا [۶] جو گناہ اور ظلم اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ستانے کے لیے کی جاتی ہے۔

لَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑩

(المجادلة، پ ۲۸ ع ۲)

۳۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑫ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑬

(المجادلة پ ۲۸ ع ۲)

رنجیدہ ہوں حالانکہ اس کا ناپھوسی سے مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا جب تک خدا کا حکم نہ ہو اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسا رکھنا چاہیے[۱]

مسلمانو جب تم پیغمبرؐ کے کان میں کوئی بات کہنا چاہو تو کان میں بات کرنے سے پہلے کچھ خیرات سامنے دھر لیا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اس سے دل صاف رہیں گے پھر اگر تم کو خیرات کا مقدور نہ ہو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے[۲] (مسلمانو) کیا تم اس حکم سے کہ پیغمبرؐ کے کان میں کوئی بات کہنے سے پہلے خیرات دھر لیا کرو ڈر گئے[۳] تو خیر جب تم ایسا نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارا قصور معاف کر دیا تو اتنا ضرور کرو کہ نماز کو درستی کے ساتھ ادا کرتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا حکم مانتے رہو اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے (سب) کاموں کی خبر ہے۔

اِتِّبَاعُ الظَّنِّ (۹۲)

باب ۹۲ گمان کا بیان

۱۔ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ⑪⑥ (الانعام پ ۸ ع ۱۴)

۲۔ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ۭ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ⑭⑧

اور (اے پیغمبرؐ) اگر تو ان لوگوں کے کہنے پر چلے جو دنیا میں (رہا کرتے ہیں) زیادہ ہیں تو وہ تجھ کو خدا کی راہ سے بہکا دیں گے[۴] یہ لوگ صرف اپنے خیال پر چلتے ہیں اور کچھ نہیں بس اٹکلیں دوڑاتے ہیں[۵]

(اے پیغمبرؐ) کہہ دے تمہارے پاس کوئی دلیل بھی ہے[۶] تو ہمارے (دکھانے کے) لیے اس کو نکالو (پیش کرو) کچھ نہیں تم نرے گمان پر چلتے ہو اور نری

---

[۱] اس کی حفاظت کیا کرتی ہے ان کی جھوٹی خبریں اڑانے سے کیا ہوتا ہے [۲] ایسے محتاج شخص پر خیرات نکالنا فرض نہیں ہے اور بے خیرات نکالے وہ پیغمبرؐ کے کان میں کچھ کہہ سکتا ہے ہوا یہ کہ مالدار لوگوں نے آنحضرتؐ سے بہت سرگوشیاں شروع کیں اور آپ پر یہ شاق گزرا تو اللہ تعالیٰ نے ہر سرگوشی سے پہلے کچھ خیرات نکالنے کا حکم دیا لوگوں نے آپ ہی آپ سرگوشیاں کم کر دیں مطلب حاصل ہو گیا دل صاف رہیں گے اس کا یہ مطلب ہے کہ جب کوئی خیرات دے کر آنحضرتؐ سے سرگوشی کرے گا تو دوسرے مسلمانوں کو وہم پیدا نہ ہوگا کہ وہ ان کی شکایت کرتا ہے کیونکہ ایسی فضول باتوں کے لیے کوئی اپنا روپیہ صرف کرنا نہیں چاہتا بلکہ کوئی دینی یا دنیوی ضرورت ہوگی جس کے لیے سرگوشی کرنے میں قباحت نہیں [۳] کہ ہمارا سارا مال اسی میں خرچ ہو جائے گا [۴] اور گمراہی کی طرف لے جائیں گے یہ معلوم ہوا کہ حق پر چلنے والے ہر زمانہ میں تھوڑے ہوتے ہیں اور کافر اور گمراہ بہت [۵] نہ وہ عقل سلیم سے کام لیتے ہیں نہ خدا کے احکام کو مانتے ہیں جو دل میں آگیا اس کو کرنے لگے اکثر زمانہ والوں کا یہی قاعدہ ہے ہوا یہ تھا کہ کافروں نے آنحضرتؐ سے بحث کی کہ تم مردار جانوروں کو کیوں حرام جانتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کا مارا ہوا ہے اور جن کو تم مارتے ہو یعنی ذبح کرتے ہو اس کو حلال جانتے ہو تو اللہ تعالیٰ کا مارا نہیں کھاتے اور اپنا مارا ہوا کھاتے ہو اس وقت یہ آیت اور اس کے بعد کی آیتیں اتریں [۶] اس کی کہ اللہ تو ان کاموں سے راضی ہے اگر ہے تو الخ۔

(الانعام پ ۸ ع ۱۸)

اٹکلیں دوڑاتے ہو[۱]

۳۔ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا ۚ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ (یونس پ ۱۱ ع ۴)

اور ان (مشرکوں) میں اکثر نرے گمان (اٹکل) پر چلتے ہیں[۲] تو گمان کہیں یقین کا کام دے سکتا ہے[۳] بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ[۴] کر رہے ہیں[۵]

۴۔ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٦٦﴾ (یونس، پ ۱۱ ع ۷)

اور جن لوگوں کی یہ (مشرک) پیروی کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا ان کو پکارتے ہیں وہ شریک نہیں ہیں[۶] یہ مشرک اور کچھ نہیں صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں اور کچھ نہیں مگر خیال دوڑاتے ہیں[۸][۹]

۵۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ﴿١٢﴾ (الحجرات پ ۲۶ ع ۱۴)

مسلمانو! (اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ) بہت گمان کرنے سے بچے رہو کیوں کہ بعضا گمان گناہ ہے[۱۰]

۶۔ قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ سَاهُونَ ﴿١١﴾ (الذاریات پ ۲۶ ع ۱)

یہ اٹکل کے تکے چلانے والے (کافر) تباہ ہوں (ملعون) جو غفلت میں (خدا کو) بھولے ہوئے ہیں[۱۱]

۷۔ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى

یہ کافر بس گمان (اٹکل) پر چلتے ہیں اور جو ان کے دل میں آتا

---

[۱] اللہ تعالیٰ کی کتاب سے تم کو دلیل پیش نہیں کر سکتے بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے تم نرا جھوٹ باندھتے ہو مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور مشیت اور بات ہے اور رضا مندی دوسری بات ہے اللہ تعالیٰ نہ مشرکوں سے راضی ہے نہ شرک سے راضی ہے یہ صحیح ہے کہ اگر اس کی مشیت ہوتی تو دنیا میں شرک اور کفر کا وجود ہی نہ رہتا مگر تمہارے لیے کچھ مفید نہیں ہے کیونکہ تم کو اس نے اپنی مشیت کا علم نہیں دیا تم کو ظاہر میں اختیار دے کر اچھی اور بری دونوں راہیں سوجھا دیں اور پیغمبروں کو بھیج کر یہ بتلا دیا کہ میں اس راہ سے راضی ہوں اور اس راہ سے ناراض ہوں۔ اب اگر تم ایمان لائے اور اچھی راہ اختیار کی تو سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہماری بھلائی کے لیے تھی اور اگر کفر اختیار کیا اور پیغمبروں کی نافرمانی کی تو یہ سمجھنا چاہیے کہ اس کی مشیت یہ تھی کہ ہم کو تکلیف ہو اور سخت عذاب میں پڑیں بہرحال ہوگا وہی جو وہ چاہے گا۔ [۲] ان کو دلیل سے غرض نہیں جو خیال میں آیا اس پر چلنے لگے۔ [۳] اور دین میں یقین کی ضرورت ہے آیا گمان کہیں اللہ کے عذاب کو روک سکتا ہے [۴] نادانی اور حماقت کی باتیں، [۵] مشرکین اپنے باپ دادا کی تقلید سے یہ خیال کرتے تھے کہ یہ بت قیامت کے دن ہمارے کام آئیں گے اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری سفارش کریں گے لیکن اس خیال کی کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہیں رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی نادانی ظاہر فرمائی کہ دین میں تقلید کام نہیں آسکتی تقلید ایک گمان ہے اس کو علم یقین نہیں کہہ سکتے دین میں علم اور یقین کی ضرورت ہے [۶] بلکہ ان لوگوں نے ان کو خدا کا شریک سمجھ لیا ہے حقیقت میں ان کا وجود ہی نہیں ہے تو وہ بھی اوروں کی طرح اللہ تعالیٰ کے بندے اور غلام ہیں اور اٹکل پچو باتوں الخ [۸] خیالی پلاؤ پکاتے ہیں [۹] دلیل اور برہان کو نہیں دیکھتے اگر دلیل میں غور کرتے تو ان کو صاف معلوم ہوتا کہ خدائے برحق واحد اور اکیلا ہے اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں ہو سکتا [۱۰] یعنی برا گمان جو نیک لوگوں کے ساتھ کیا جائے البتہ فاسق کی نسبت اگر بدگمانی کی جائے تو گناہ نہیں ہے مقاتل نے کہا بدگمانی اس وقت گناہ ہوگی جب زبان سے کوئی برا کلمہ دوسرے کی نسبت نکالے اگر صرف دل میں رکھے گا تو گناہ گار نہ ہوگا حدیث میں ہے کہ گمان سے بچو وہ بڑا جھوٹ ہے [۱۱] اٹکل کے تکے چلانے والے یعنی جو دل میں آتا ہے اٹکل پچو وہ بک دیتے ہیں نہ غور کرتے ہیں نہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں دنیا میں غرق ہیں خدا کو بھولے بیٹھے ہیں،

اِلَّا نَفْسَ ج ﴿۲۳﴾ (النّجم پ۲۷ ع ۱)

ہے وہ کرتے ہیں۔

۸۔ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ج وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ج ﴿۲۸﴾ (النّجم پ۲۷ ع ۲)

وہ اور کچھ نہیں صرف اٹکل (گمان) پر چلتے ہیں اور گمان وہاں کچھ کام نہیں آتا جہاں پر یقین چاہیے[1]

اِيْفَاءُ الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ (۹۳)

باب ۹۳ ناپ تول پورا کرنے کا بیان

۱۔ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ج ﴿۱۵۲﴾ (الانعام پ۸ ع ۱۹)

اور ناپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو۔

۲۔ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿۳﴾ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ﴿۴﴾ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵﴾ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾ (التطفیف پ۳۰ ع ۱)

ان لوگوں کی خرابی ہو گی جو (ناپ تول میں) کمی کرتے ہیں جب وہ لوگوں سے ناپ کریں تو پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ یا تول کر دیں تو کم دیتے ہیں[2] کیا ان لوگوں کو یقین نہیں کہ وہ مر کر پھر ایک بڑے (ہولناک) دن کے لیے اٹھائے جائیں گے جس دن لوگ سارے جہان کے مالک کے سامنے (اپنے اعمال کا حساب دینے کو) کھڑے ہوں گے[3]

تَضْعِيْفُ الْحَسَنَاتِ وَ جَزَآءُ السَّيِّئَاتِ (۹۴)

باب ۹۴ نیکیوں کا دوچند سہ چند ثواب ملنا اور برائی کا بدلہ برابر برابر

۱۔ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ط وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ

ان کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیاں نکلیں ہر بالی میں سو دانے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس سے دونا دیتا ہے

[1] اللہ تعالیٰ اور پیغمبروں اور فرشتوں کی نسبت جو اعتقاد رکھا جاتا ہے اسی طرح دوسرے اعتقادی مسائل میں یقین حاصل ہونا ضرور ہے گمان کچھ کام نہیں آسکتا البتہ عملی مسائل میں ظن یعنی گمان کافی ہے اور اسی لیے خبر واحد اور قیاس پر عمل ہو سکتا ہے [2] کہتے ہیں مدینہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو وہاں ایک شخص تھا ابو جہینہ وہ دو طرح کے ناپ رکھتا تھا ایک سے تو مال لیا کرتا اور دوسرے سے دیا کرتا اس وقت یہ آیت اتری حدیث میں ہے جو لوگ عہد شکنی کریں گے اللہ تعالیٰ ان پر دشمن کو غالب کر دے گا اور جو لوگ ناپ تول میں فرق کریں گے ان پر قحط آئے گا پیداوار نہ ہو گی [3] اور کانوں تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔ جیسے حدیث میں ہے ایک روایت ہے لوگو اس دن تمہارا کیا حال ہو گا جب اللہ تعالیٰ تم کو اس طرح سے اکٹھا کرے گا جیسے تیر ترکش میں اکٹھا کیے جاتے ہیں پچاس ہزار برس تک تمہاری طرف دیکھے گا بھی نہیں ایک روایت میں ہے مومن پر یہ دن ایسے آسانی سے گزر جائے گا جیسے شام کے وقت سے جب سورج ڈوبنے کو ہوتا ہے غروب تک ابن مسعودؓ نے کہا چالیس برس لوگ کھڑے رہیں گے ایک روایت میں ہزار برس تک ان کو کوئی حکم نہیں ملے گا ابن عمرؓ نے یہ سورت پڑھی تو آواز سے رو دیے،

لِمَنْ يَّشَآءُ ۝٢٦١ (البقرۃ پ۳ ع۳۶)

دیا اس سے زیادہ)

۲۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝١٦٠ (الانعام پ۸ ع۳۰)

جو شخص (قیامت کے دن) ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو دس ویسی ہی نیکیوں کا ثواب ملے گا[۱] اور جو کوئی ایک برائی لائے گا اس کو اتنی ہی (ایک برائی کی) سزا ملے گی[۲] اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

۳۔ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا ۝٣٧ (السبآء پ۲۲ ع۵)

تو ایسے لوگوں کو ان کے کاموں کا دوہرا ثواب ملے گا۔

۴۔ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝٢٣ (الشوریٰ پ۲۵ ع۳)

اور جو کوئی نیکی کمائے تو ہم اس کی خوبی اور بڑا دیں گے[۳] بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا قدر کرنے والا ہے۔

۵۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝١١ (الحدید پ۲۷ ع۲)

لوگو تم میں سے کون ایسا ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرضہ[۴] پھر اللہ تعالیٰ اس کا دونا اس کو دے گا اور (اس کے علاوہ) اس کو بہتر نیگ ملے گا[۵]

۶۔ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝١٨ (الحدید پ۲۷ ع۳)

بیشک جو مرد خیرات کرتے ہیں اور جو عورتیں خیرات کرتی ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو اچھا قرضہ دیتے ہیں ان کو دونا ثواب ملے گا اور (اس کے علاوہ) ان کو اچھا نیگ دیا جائے گا (بہشت)

۷۔ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ ۝١٧ (التغابن پ۲۸ ع۲)

اگر تم (اے مسلمانو) اللہ کو اچھا قرضہ دو گے[۶] تو اللہ تم کو دونا (تگنا سوگنا تک) دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

---

[۱] اور ابن مسعودؓ نے کہا نیکی سے مراد لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت اتری تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا لا الٰہ الا اللہ کہنا بھی نیکی ہے آپ نے فرمایا ہاں سب نیکیوں سے افضل ہے۔ [۲] بشرطیکہ دنیا میں توبہ نہ کر لی ہو اگر توبہ کرے یا ان کی نیکیاں برائیوں پر زیادہ ہوں یا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے تو یہ بھی سزا نہ ہوگی [۳] دوگنا تگنا سات سوگنا تک ثواب دیں گے [۴] خوشی کے ساتھ خالص اسی کی رضامندی کے لیے یعنی قرض حسنہ کہتے ہیں قرض حسنہ کے لیے دس باتیں ضرور ہیں ایک یہ کہ حلال مال سے دے دوسرا عمدہ اور بہتر مال دے تیسرے یہ کہ اپنے تئیں مال کی احتیاج ہو چوتھے یہ کہ اپنے سے زیادہ جس کو احتیاج ہو اس کو مقدم رکھے۔ پانچویں جہاں تک ہو سکے چھپا کر دے۔ چھٹا احسان نہ جتائے۔ ساتویں خالص اللہ تعالیٰ کے لیے دے نہ کھانے کے لیے نہ نام کے لیے آٹھویں اپنے دبے ہوئے کو حقیر نہ جانے نویں وہ مال دے جو سب سے زیادہ اس کو محبوب ہو دسویں فقیر کو اپنے درجے سے کم نہ سمجھے [۵] دونے سے مراد دس گنا ہے سات سوگناہ تک کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں بشرطیکہ خالص نیت سے دے تو دنیا ہی میں دونا تگنا مال ملتا ہے اور آخرت میں ثواب اور بہشت مزید براں۔ حدیث میں ہے کہ کسی بندے کا مال صدقہ دینے سے کم نہیں ہوتا [۶] خوش دلی سے اس کے راہ میں خرچ کرو گے،

خِلْقَةُ الْاِنْسَانِ وَ طَبْعُهُ (۹۵)

باب ۹۵ انسان کی فطرت اور طبیعت اور اس کی پیدائش کا بیان

۱۔ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾ (النسآء پ ۵ ع)

اور آدمی پیدائش سے کمزور بنا ہے ؎۱

۲۔ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ (یونس ۔ پ ۱۱، ع ۲)

اور جب آدمی کو کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے تو پڑا یا بیٹھا یا کھڑا (ہر حال میں) ہم کو پکارتا ہے پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو وہی چال چلتا ہے جیسے کسی تکلیف میں جو اس کو پہنچی تھی ہم کو اس نے پکارا ہی نہ تھا ؎۲ ایسے ہی حد سے بڑھ جانے والوں کو ان کے کام بھلے معلوم ہوتے ہیں ؎۳

۳۔ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ (یونس پ ۱۱ ع ۲)

اور (شروع میں) لوگ ایک ہی راہ پر تھے ؎۴ پھر جدا جدا (مذہب) ہو گئے اور اگر اللہ تعالیٰ کی ایک بات آگے نہ ہو چکی ہوتی ؎۵ تو جن جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں ان کا فیصلہ (کب کا) ہو گیا ہوتا ؎۶

۴۔ وَاِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْۤ اٰيَاتِنَا ؕ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾ (یونس پ ۱۱ ع ۳)

اور جب لوگوں کو تکلیف لگ جاتی ہے اس کے بعد ہم ان کو اپنی مہربانی (کا مزہ) چکھاتے ہیں ؎۷ تو ہماری آیتوں میں چال بازی کرنے لگتے ہیں ؎۸ (اے پیغمبر) کہہ دے اللہ کی چال بہت تیز ہے اور ہمارے فرشتے تمہاری چالیں سب لکھتے جاتے ہیں ؎۹

؎۱ وہ سخت احکام کا تحمل نہیں کر سکتا اپنی خواہش کو بالکل دور نہیں کر سکتا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہر حکم میں آسانی رکھی اور شریعت کو ایسا بیچ بیچ کا رستہ کر دیا کہ نہ دنیا کا عیش بالکل مٹ جائے نہ آدمی بالکل عیش میں غرق ہو کر خدا سے غافل ہو جائے ؎۲ آدمی ہیں جیسے یہ خود غرضی ہے ؎۳ شیطان نے ان کو بہکا دیا ہے ان کے برے کاموں کو ان کی نظر میں اچھا کر دکھاتا ہے ابو الدردا نے کہا خوشی اور چین کے وقت اللہ تعالیٰ کی یاد کر وہ سختی اور تکلیف میں بھی تیری دعا قبول کرے گا۔ ؎۴ حضرت آدم کے زمانہ سے لے کر نوح کے زمانے کے قریب تک سب موحد تھے ؎۵ کہ قیامت ہی کے دن ہر ایک کو اس کے کیے کا بدلہ ملے گا ؎۶ ناحق کہنے والوں پر فوراً عذاب اتر تا اور سب ہلاک ہو جاتے ؎۷ آرام اور راحت دیتے ہیں ؎۸ جھٹلاتے ہیں طعنے مارتے ہیں ؎۹ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لینے کے لیے ایک آفت جیسے قحط یا بیماری بھیجتا ہے اس وقت گڑگڑا کر تے ہیں عاجزی کرتے ہیں تو وہ آفت جا کر نعمت آتی ہے مثلاً ارزانی آب و ہوا کی صحت جن کی قسمت میں ایمان نہیں ہے وہ اس نعمت کو زمانہ کی گردش کا معمول اثر سمجھتے ہیں اور کسی طرح بھی اللہ کی طرف رجوع نہیں ہوتے بلکہ اور زیادہ وہ شرارت پر مستعد ہوتے ہیں اور اس کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں دینداروں سے ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں چالیں چلتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کی چال کچھ کام نہیں آنے کی اللہ تعالیٰ کی چال بہت تیز ہے۔

۵۔ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ﴿۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ۭ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ﴿۱۰﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ (هود، پ۱۲، ع۲)

اور اگر ہم آدمی کو اپنی مہربانی (کا مزہ) چکھا کر پھر اس کو چھین لیتے ہیں تو وہ ناامید ناشکرا بن جاتا ہے[۱] اور اگر ہم اس کو اس تکلیف کے بعد جو اس پر آئی تھی پھر آرام (کا مزہ) چکھائیں تو کہنے لگتا ہے اب سب دلدر مجھ سے دور ہوئے[۲] اور پھول کر مست بن جاتا ہے[۳] مگر[۴] جو صابر ہیں اور نیک کام کرتے ہیں[۵] ان ہی لوگوں کے واسطے بخشش اور بڑا اجر ہے[۶]

۶۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ (ابراهيم۔ پ۱۳، ع۵)

بے شک آدمی بڑا بے وفا[۷] بڑا ناشکرا ہے[۸]

۷۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ (الحجر پ۱۴ ع۳)

اور ہم نے آدمی کو (یعنی حضرت آدمؑ کو) کھنکھناتے کالے سڑے گارے سے پیدا کیا[۹]

۸۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴﴾ (النحل، پ۱۴، ع۱)

اس نے آدمی کو نطفے سے پیدا کیا (اس وقت کیسا کمزور تھا) پھر طاقت آتے ہی ایک دم سے وہ کھلا جھگڑالو بن گیا[۱۰]

۹۔ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾ (بنی اسرآئیل پ۱۵ ع۲)

اور آدمی (رنج اور غصہ کی حالت میں) اسی طرح بددعا کرنے لگتا ہے جس طرح بھلائی کی دعا کرتا ہے[۱۱] اور آدمی بڑا جلد باز ہے[۱۲]

---

[۱] آدمی سے مراد ہر ایک آدمی ہے مومن ہو یا کافر۔ بعضوں نے کہا کافر مراد ہے مطلب یہ ہے کہ آدمی کی فطرت میں ناشکری ہے ذری سی مصیبت جب آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی اگلی نعمتوں کو بالکل بھول جاتا ہے [۲] تمام مصیبتیں اور سختیاں ختم ہو گئیں [۳] اترانے لگتا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر نہیں کرتا کہ اس نے تکلیف دور کی اور راحت عنایت فرمائی مطلب یہ ہے کہ تکلیف کی حالت میں ناشکرے اور آرام کی حالت میں غفلت اور مستی یہ انسان کا خاصہ ہے [۴] اللہ تعالیٰ کے بندے [۵] وہ ایسا نہیں کرتے جب تکلیف آتی ہے تو صبر کرتے ہیں اور اس کی رحمت اور مہربانی سے ناامید نہیں ہوتے نعمت آتی ہے تو اس کا شکر کرتے ہیں اس کی یاد سے غافل نہیں ہوتے [۶] اللہ تعالیٰ کی [۷] یا بڑا بے انصاف [۸] ہر آن اور ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کے ہزاروں احسان اس پر ہو رہے ہیں اور پھر ذرا سی تکلیف میں ناشکری کرنے لگتا ہے یا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کی شکر گزاری کرتا ہے ظلم سے یہی مراد ہے [۹] دکن کی زبان میں گارے کو غسل کہتے ہیں عربی زبان میں مٹی کو تراب کہتے ہیں جب اس کو پانی میں گوندھیں تو وہ طین ہے پھر جب اس میں بو آنے لگے تو وہ حما مسنون ہے اور پھر جب سوکھ کر کھنکھن بولنے لگے تو وہ صلصال ہے [۱۰] اللہ تعالیٰ کے مقدمے میں جھگڑنے لگا کہنے لگا ان ہڈیوں کو جو بوسیدہ ہو گئیں ہیں کون زندہ کر سکتا ہے اور یہ غور نہیں کیا کہ ہڈی تو پھر بہتر ہے جب وہ خود پانی کا ایک قطرہ تھا تو اتنے بڑے تن و توش کا جوان کیسے بن گیا ذرا سا بیج اتنا بڑا درخت کیوں کر ہو گیا۔ [۱۱] اپنے تئیں یا اپنی اولاد یا عزیزوں کو کوستا ہے [۱۲] اس کو انجام کا حال معلوم نہیں جو اس کے دل میں آتا ہے اپنے مالک سے مانگنے لگتا ہے پروردگار عالم کا بڑا فضل و احسان ہے کہ ہر ایک دعا اس کی فوراً قبول نہیں ہوتی بلکہ جیسے مصلحت ہوتی ہے اس طرح عمل ہوتا ہے کہتے ہیں حضرت آدم کے پتلے میں جب جان پڑی تو سر میں جان پڑتے ہی وہ دیکھنے لگے اور جلدی کرنے لگے اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا وکان الانسان عجولا،

۱۰۔ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ (بنی اسرائیل پ۱۵ ع۲)

اور ہم نے ہر آدمی کی قسمت (برا بھلا جو ہونا ہے) اس کی گردن میں لٹکا دی ہے[۱] اور قیامت کے دن ہم اس کو ایک کتاب نکال کر دکھائیں گے جس کو وہ کھلی ہوئی پائے گا[۲] اپنے (عملوں کی) کتاب پڑھ لے آج تو خود اپنا حساب لینے کے لیے آپ ہی کافی ہے[۳]

۱۱۔ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾ (بنی اسرائیل پ۱۵)

اور آدمی بڑا ناشکرا ہے۔

۱۲۔ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـئُوْسًا ﴿۸۳﴾ (بنی اسرائیل پ۱۵ ع۹)

اور جب ہم آدمی کو کوئی نعمت دیتے ہیں تو (الٹا شکر تو نہیں کرتا) کورا جاتا ہے اور کروٹ پھیر لیتا ہے[۴] اور جب اس پر مصیبت آتی ہے تو ناامید بن جاتا ہے[۵]

۱۳۔ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ (بنی اسرائیل پ۱۵ ع۱۱)

اور آدمی بخیل ہے[۶]

۱۴۔ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ (الکہف پ۱۵ ع۸)

مگر بات یہ ہے، کہ آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو ہے[۷]

۱۵۔ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿۶۶﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـئًا ﴿۶۷﴾ (مریم پ۱۶ ع۵)

اور آدمی (جو قیامت کا انکار کرتا ہے) کہتا ہے کیا جب میں مر جاؤں گا تو پھر دوبارہ جلا کر (قبر سے) نکالا جاؤں گا[۸] اس آدمی کو اتنا شعور نہیں کہ پہلے جب وہ کچھ نہ تھا ہم نے اس کو پیدا کر دیا[۹]

---

[۱] جو اس کے گلے کا ہار بن گئی ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کی پیدائش سے پہلے ہی اس کی تقدیر لکھ دی ہے کہ وہ کیا کرے گا اور اس کا انجام کیسا ہوگا وہ نیک ہے یا بد حضرت انسؓ نے کہا آیت میں طائر سے مراد اس کی قسمت کی کتاب ہے [۲] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے قیامت کے دن اس کی قسمت ایک کتاب ہو کر گی۔ حسنؒ نے کہا زندگی میں آدمی کی داہنی طرف ایک فرشتہ ہے جو اس کی نیکیاں لکھتا ہے۔ جو اس کی برائیاں لکھتا ہے مرتے وقت یہ کتاب لپیٹ دی جاتی ہے اور قبر میں اس کے ساتھ رہتی ہے قیامت کے دن وہی کتاب نمودار ہوگی۔ [۳] کسی اور محاسب کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کتاب میں سب باتیں لکھی ہوں گی اور ہر شخص کو یاد آجائیں گی۔ [۴] وہ وقت یاد نہیں کرتا جب مصیبت میں مبتلا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بلا ٹالی اور نعمت عطا فرمائی۔ [۵] خدا کی رحمت کا امیدوار نہیں رہتا انسان کو چاہیے کیسی ہی تکلیف آوے خدا کی مہربانی سے آس نہ توڑے۔ نہیں لگتی اس کو کرم کرتے دیر [۶] یہ آیت مشرکوں کے بارے میں اتری [۷] خواہ مخواہ تکرار کیے جاتا ہے حق بات مانتا ہی نہیں کہتے ہیں اس سے مراد نضر بن حارث ہے یا ابی بن خلف [۸] اپنے دوبارہ جی اٹھنے پر تعجب کرتا ہے [۹] دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب حادث ہے ایک زمانہ وہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کا وجود نہ تھا پھر یہ سب کہاں سے آگیا آخر اسی نے پیدا کیا جو ایسا قدرت والا ہو کہ نیست ہے ہست کر دے اس کو دوبارہ اٹھا کر کھڑا کرنا کیا مشکل ہے حکیموں نے جو دو قاعدے بیان کیے ہیں کہ کوئی ہست، نیست نہیں ہو سکتا نہ کوئی نیست ہست ہو سکتا ہے دونوں ان کے دل کے تراشے ہوئے ہیں اور دونوں غلط ہیں البتہ اس قدر صحیح ہے کہ بندے ایسا نہیں کر سکتے۔

۱۶۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِیْكُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ (الانبیاء پ۱۷ ع۳)

آدمی کی پیدائش میں جلد بازی ہے[1] اب میں تم کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھلاتا ہوں تو مجھ سے جلدی نہ کرو۔[2]

۱۷۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾ (الحج پ۱۷ ع۹)

بے شک آدمی بڑا ناشکرا ہے[3]

۱۸۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ﴿۱۴﴾

(المؤمنون، پ۱۸ ع۱)

اور ہم نے آدمی کو منی سے بنایا اور (آدمؑ کو مٹی[4] سے) پھر ہم نے اس منی (یا مٹی) کو نطفہ کر کے ایک محفوظ جگہ (یعنی رحم) میں رکھا پھر ہم اسی نطفہ کو خون کی پھٹکی کر دیتے ہیں (یعنی بستہ خون) پھر پھٹکی کو گوشت کا چہ کر دیتے ہیں پھر مچہ میں ہڈیاں پیدا کرتے ہیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھاتے ہیں پھر ایک دوسری صورت بنا کر اس کو نکالتے ہیں[5] (کیا کہنا) بڑی برکت والا ہے اللہ جو سب سے عمدہ بنانے والا ہے[6]

۱۹۔ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ (الفرقان۔ پ۱۹ ع۳)

اور شیطان تو آدمی کو (وقت پر) دغا دیتا ہے۔[7]

۲۰۔ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ یُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

(الروم۔ پ۲۱ ع۴)

اور لوگوں (کا یہ حال ہے ان) کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے مالک کی طرف رجوع ہو کر اس کو پکارتے ہیں پھر جب وہ اپنی مہربانی (کا مزہ) ان کو چکھاتا ہے تو ایک گروہ ان میں کا اسی وقت شرک کرنے لگتا ہے۔

---

[1] جو بات اسے پسند ہے چاہتا ہے ابھی ہو جائے بعضوں نے کہا آدمی سے خود آدمؑ مراد ہیں ابھی ان کے سر میں جان پڑی تھی پاؤں میں نہیں انہوں نے اٹھنا چاہا تو گر پڑے اللہ تعالیٰ نے فرمایا انسان جلد سازی سے بنا ہے بعضوں نے کہا یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں اتری بعضوں نے کہا قریش کے حق میں وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی جلدی کرتے تھے [2] قدرت کی نشانیوں سے کافروں کی تباہی۔ اسلام کا غلبہ قیامت کا عذاب یا قیامت مراد ہے۔ [3] اللہ تعالیٰ کے اس قدر احسان ہیں جو شمار نہیں ہو سکتے مگر آدمی احسان فراموشی کر کے خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے اور بعض تو خدا کو چھوڑ کر دوسرے کو معبود بناتے ہیں نمک حرام کمبخت ناشکرے ہے [4] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے ہم نے انسان کو (یعنی آدم علیہ السلام کو) چنی ہوئی مٹی سے بنایا۔ [5] اس میں جان ڈالتے ہیں یا اس کے سر پر بال اگاتے ہیں یا اس کے قوی پورے کرتے ہیں اس کو جوان بناتے ہیں [6] اگرچہ اور لوگ بھی مورت بناتے ہیں پر اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی مورت سے ان کو کیا نسبت وہ بیجان ہے یہ جاندار۔ اس میں کوئی کمال نہیں اس میں ہزاروں کمال اور ہنر بھرے ہوئے ہیں جن کے سمجھنے کے لیے عقل کام نہیں کرتی جو لوگ حیوان کی تشریح کا علم پڑھیں ان کو معلوم ہوگا کہ ہر ہر رگ اور پٹھے میں خدا کی حکمت موجود ہے اور کوئی چیز اس نے بیکار پیدا نہیں کی آدمی کیا ہے ہزاروں کلوں کا مجموعہ ہے جو اپنا اپنا کام کر رہی ہیں کہیں چکی لگی ہے کہیں چھلنی ہے کہیں پیسنے کی کل کہیں کوٹنے کی کہیں توڑنے کی کہیں جذب کرنے والی کہیں پھینک دینے والی کہیں اچھالنے والی کہیں اتارنے والی اگر کسی کل میں ذرا سی بھی خرابی آ جائے تو آدمی کی صحت میں فتور ہو جاتا ہے اگر یہ خرابی بڑھ گئی تو مر جاتا ہے کیا اس قسم کی باریکیاں سوائے خدا کے کوئی اور کر سکتا ہے ہرگز نہیں اور اگر یہ سمجھتے ہیں کہ خود بخود یہ باتیں ہو رہی ہیں ان سے بڑھ کر بیوقوف جہاں میں نہ ملے گا [7] پہلے تو برے کام کی رغبت دلاتا ہے پھر جب آدمی وہ کام کر ڈالتا ہے اور اس کی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے تو آپ چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے وہی مثال ہے جس میں چنگاری دے کر جمالو الگ کھڑی،

۲۱۔ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴿٣٦﴾

(الروم پ ۲۱ ع ۴)

اور لوگوں (کا یہ حال ہے ان) کو جب ہم (اپنی مہربانی) کا مزہ چکھاتے ہیں تو خوشی میں مست ہو جاتے ہیں (خدا کو بھول جاتے ہیں) اور اگر ان کے اعمال کی سزا میں ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اسی وقت (اللہ کی رحمت سے) ناامید ہو جاتے ہیں [۱]

۲۲۔ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ مِن طِينٍ ﴿٧﴾ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِن سُلَالَةٍ مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ﴿٨﴾ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِن رُّوحِهِ ۖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٩﴾

(السجدة ، پ ۲۱ ع ۱)

اور آدمی کی پیدائش گارے (کیچڑ) سے شروع کی [۲] پھر اس کی نسل نچڑے بے حقیقت پانی سے قائم رکھی [۳] پھر اس کو ٹھیک کیا (پتلہ بنایا سب اعضا درست کئے) اور اس میں اپنی طرف سے جان پھونکی اور (تم کو) سننے کے لیے، کان دیے اور دیکھنے کے لیے آنکھیں اور (سمجھنے کے لیے) دل (مگر اس پر بھی) تم بہت کم شکر کرتے ہو۔

۲۳۔ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴿٧٢﴾ لِّيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٧٣﴾

(الاحزاب پ ۲۲ ع ۹)

ہم نے آسمان اور زمین اور پہاڑوں کو (اپنی) امانت دکھائی (اور ان سے پوچھا کیا تم اس کو اٹھاتے ہو) انھوں نے اس کا اٹھانا قبول نہ کیا [۴] اور اس کے اٹھانے سے ڈر گئے اور آدمی نے (جھٹ) اسکو اٹھا لیا بے شک آدمی نے بڑا ظلم کیا نادانی کی [۵] (آدمی نے یہ امانت) اس لیے (اٹھائی) کہ اللہ تعالیٰ جو منافق مرد اور منافق عورتیں اور مشرک مرد اور مشرک عورتیں نکلیں ان کو عذاب دے اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں پر مہربانی کرے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

[۱] یہ نہیں کہ اس کی بارگاہ میں دعا کریں اس کے کرم اور رحم کی امید رکھیں مطلب یہ ہے کہ دونوں حال میں یہ لوگ بگڑے ہوتے ہیں۔ چین ہوا تو خدا کو بھلا دیا۔ تکلیف ہوئی تو آس توڑ بیٹھے مومنوں کا یہ طریق نہیں وہ چین اور خوشی میں اور زیادہ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں اس کا شکر بجالاتے ہیں اور تکلیف میں صبر کرتے ہیں اور اس کے رحم و کرم کی امید رکھتے ہیں نہ مایوس ہو اس سے امیدوار رہ وہ رحم و کرم والا پروردگار [۲] دکنی زبان میں اس کو غسل کہتے ہیں یعنی وہ مٹی جو پانی میں گوندھی جائے [۳] مراد منی ہے اس کو سلالہ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ خلاصہ ہے غذا کا جو آدمی کے بدن میں پیدا ہوتا ہے حکیموں نے لکھا ہے کہ منی چوتھے ہضم کا فضلہ ہے اور خون تیسرے ہضم کا اسی لیے منی نکل جانے سے فوراً ضعف معلوم ہوتا ہے اور اگر خون اتنا ذرا سا نکل جائے تو کچھ ناتوانی نہیں ہوتی [۴] اور کہا ہم میں اتنی طاقت نہیں ہے [۵] امانت سے اللہ تعالیٰ کے فرائض اور احکام مراد ہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین اور پہاڑوں کو بولنے کی طاقت دی پھر ان سے پوچھا تم یہ سب کام بجالاتے ہو اگر بجالاؤ گے تو تم کو ثواب ملے گا ورنہ عذاب ہوگا وہ ڈر گئے اور معافی مانگی۔ لیکن آدم ؑ نے یہ قبول کر لیا اور قبول کرتے ہی تھوڑی دیر میں ان سے قصور سرزد ہوا۔ بعضوں نے کہا امانت سے مال کی امانت مراد ہے بعضوں نے کہا شرم گاہ کی حفاظت بُرے کاموں سے۔ بعضوں نے کہا عقل اور فہم۔ بعضوں نے کہا عہد کا پورا کرنا۔

۲۴۔ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾

(یٰس پ ۲۳ ع ۵)

کیا آدمی نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو نطفے سے بنایا پھر (اتنا بڑا ہو کر، وہ (ہم ہی) سے کھلم کھلا جھگڑنے لگا۔[1]

۲۵۔ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ (الصّٰفّٰت پ ۲۳ ع ۱)

ہم نے ان کو لیس دار کیچڑ سے بنایا۔[2]

۲۶۔ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ﴿۸﴾

(الزمر۔ پ ۲۳۔ ع ۱)

اور جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے[3] تو دل سے اپنے مالک کی طرف رجوع ہو کر اس کو پکارتا ہے پھر جب وہ اپنی طرف سے اس کو کوئی نعمت دیتا ہے تو اس کو بھول جاتا ہے جس کو وہ اس (نعمت کے ملنے) سے پہلے پکارتا تھا[4] اور اللہ کی راہ سے بہکا دینے کو اس کا برابر والا دوسروں کو ٹھہراتا ہے کہہ دے تو اپنی ناشکری میں چند روز مزے کر لے آخر تو دوزخیوں میں ہو گا۔[5]

۲۷۔ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾

(الزمر پ ۲۴)

پھر آدمی کا تو یہ حال ہے جب اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو گڑگڑا کر ہم کو پکارتا ہے اس کے بعد جب کوئی نعمت ہم اس کو دیتے ہیں تو یوں[6] کہتا ہے مجھے تو میرے علم (اور لیاقت) سے یہ نعمت ملی ہے[7] نہیں وہ نعمت (اللہ تعالیٰ کی) آزمایش ہے[8] پر اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں جانتے۔[9]

۲۸۔ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَلَئِنْ

آدمی بھلائی چاہنے سے[10] کبھی سیر ہی نہیں ہوتا اور اگر کہیں اس کو تکلیف پہنچے تو (جھٹ) آس توڑ کر (خدا کی) رحمت سے ناامید بن جاتا ہے[11]

[1] وہ اپنی حقیقت بھول گیا ایک قطرہ ناپاک یا ایک مشت خاک اور لگا اس شہنشاہ مالک الملک میں جھگڑنے۔ کہتے ہیں عاص بن وائل ایک گلی سڑی ہڈی اٹھا کر لایا اور ہاتھ سے مل کر اس کو چورکر دیا پھر کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو جلائے گا آپ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ اس کو جلائے گا اور تجھ کو بھی مارے گا پھر جلائے گا پھر دوزخ میں بھجوائے گا اس وقت یہ آیت اتری [2] یعنی ان کے دادا آدمؑ کو جب آدمی شروع خاک سے بنا تو خاک ہو کر پھر آدمی ہو سکتا ہے [3] دکھ بیماری مفلسی مصیبت [4] یعنی خدا تعالیٰ کو بھلا دیتا ہے بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے وہ اس تکلیف کو بھول جاتا ہے جس کے دور کرنے کے لیے خدا کو پکارتا تھا یعنی اب کبھی خیال ہی نہیں کرتا مجھ پر ایک وقت ایسی سخت مصیبت آئی تھی اور پروردگار نے اس کو ٹال دیا تھا میں اس کا شکر کرتا رہوں [5] مراد کافر لوگ ہیں [6] یوں نہیں کہتا اللہ تعالیٰ نے یہ محض اپنے فضل سے عنایت فرمائی ہے بلکہ یوں الخ [7] میں نے اپنے قوت بازو سے یہ دولت کمائی ہے یا مجھے پیشتر سے یہ معلوم تھا کہ مجھ کو یہ نعمت ضرور ملے گی یا اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم تھا کہ میں اس نعمت کا مستحق ہوں اس لیے مجھ کو دی [8] کہ وہ شکر کرتا ہے یا اپنے علم و لیاقت پر نازاں رہتا ہے [9] کہ دولت اور نعمت اللہ تعالیٰ کا امتحان ہے [10] یا مال و دولت کی خواہش سے مانگے ہی چلا جاتا ہے [11] ناشکری کے کلمے منہ سے نکالنے لگتا ہے بعضوں نے کہا یہ آیت اور اس کے بعد کی آیتیں کافروں کے حق میں ہیں اور آدمی سے ولید بن مغیرہ اور عتبہ اور شیبہ اور امیہ بن خلف قریش کے کافر مراد ہیں اور صحیح یہ ہے کہ ہم گناہگار بندوں کا یہی حال ہے اپنے مالک سے رات دن بھلائی مانگنے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

أَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ أَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ إِلٰى رَبِّيْٓ إِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾ وَإِذَآ أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾

(حٰمٓ السجدۃ پ۲۵ ع۶)

اگر کوئی تکلیف اس کو پہنچے بعد اگر ہم اپنی مہربانی کا (مزہ) اس کو چکھاتے ہیں تو کیا کہتا ہے یہ تو میرا حق تھا[۱] اور میں تو نہیں سمجھتا کہ قیامت آئے گی اور اگر (بالفرض قیامت آئی اور) میں اپنے مالک کے پاس لوٹ گیا تو وہاں میرے لیے اچھا ہی اچھا ہے[۲] خیر ہم کافروں کو ان کے کرتوت ضرور جتائیں گے (کہ اچھے تھے یا برے) اور ان کو ضرور سخت عذاب (کا مزہ) چکھائیں گے اور ہم جب آدمی پر اپنا فضل کرتے ہیں[۳] تو (ہمارا) خیال ہی چھوڑ دیتا ہے اور اپنی کروٹ موڑ لیتا ہے[۴] اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو (لمبی) چوڑی دعا مانگتا ہے[۵]

۲۹- وَإِنَّآ إِذَآ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيْهِمْ فَإِنَّ الْإِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾

(الشوریٰ پ۲۵ ع۵)

اور (آدمی کا تو یہ حال ہے) جب ہم اس کو مہربانی (کا مزہ) چکھاتے ہیں تو پھول جاتا ہے (ہم کو بھول جاتا ہے) اور اگر اس کے کرتوت کے بدل کوئی مصیبت اس پر آتی ہے تو آدمی پورا ناشکرا بن جاتا ہے[۶]

۳۰- إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾

(الزخرف پ۲۵ ع۱)

بے شک آدمی بڑا کھلم کھلا ناشکرا ہے[۷]

۳۱- أَمْ لِلْإِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ (النجم پ۲۷ ع۱)

کیا بھلا آدمی کو جو آرزو کرے مل سکتی ہے[۸]

۳۲- إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ وَّإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ إِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ

بے شک آدمی دل کچا بنایا گیا ہے جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے[۹] اور جب دولت ملتی ہے تو بخیل ہو جاتا ہے، ایماندار نمازی جو ہمیشہ (بلا ناغہ) نماز پڑھتے ہیں[۱۰] اور جن کے

(بقیہ حواشی صفحہ سابقہ) سے نہیں نکلتے اور ایک ذرا سی تکلیف میں گھبرا جاتے ہیں مگر جو پروردگار کے مقبول بندے ہیں وہ تکلیف سے زیادہ خوش ہوتے ہیں کیونکہ تکلیف خالص محبوب کی مراد ہے اور نعمت میں ہماری مراد بھی شامل ہے (حواشی صفحہ ہٰذا) [۱] یعنی میں اس نعمت کا مستحق اور سزاوار تھا [۲] باوجودیکہ کفر اور شرک میں مبتلا ہے لیکن اپنے اعمال کو اچھا سمجھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اگر خدا کے پاس جانا ہوا اور تو اور زیادہ آرام مجھ کو ملے گا [۳] اس کو سب طرح کا آرام دیتے ہیں [۴] ہماری یاد نہیں کرتا نہ ہماری طرف رخ کرتا ہے [۵] اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے اتنا تالوچی پن بندوں کے ساتھ تو سوا کے آشنا تھے اب خدا تعالیٰ سے بھی یہی برتاؤ کرنے لگے لاحول ولاقوۃ الا باللہ [۶] اللہ تعالیٰ کی دوسری سب نعمتیں بھول جاتا ہے اور اپنے کرتوت پر تو نظر نہیں ڈالتا اللہ تعالیٰ کی شکایت کرنے لگتا ہے [۷] اپنے مالک کی شان اور عظمت کو نہیں سمجھتا [۸] جیسے مشرک آرزو کرتے تھے کہ ہم خود پیغمبر ہو جائیں یا اسلام کا دین مٹ جائے پیغمبر مر جائیں [۹] مصیبت آتی ہے یعنی محتاجی اور مفلسی [۱۰] کوئی نماز ترک نہیں کرتے یا ادا پڑھتے ہیں یا قضا۔ بعضوں نے کہا جو ہمیشہ وقت پر نماز پڑھتے ہیں بعضوں نے کہا جو نماز میں اِدھر اُدھر نگاہ نہیں کرتے،

عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿٢٤﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿٢٥﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿٣١﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿٣٤﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿٣٥﴾

(المعارج۔ پ۲۹ ع۱)

مال میں مانگنے والے (فقیر) اور چپ رہنے والے (فقیر) دونوں کا ایک حصہ مقرر ہے[۱] اور جو بدلے کے دن (قیامت) کا یقین رکھتے ہیں اور جو اپنے مالک کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں بے شک ان کے مالک کا عذاب ڈرنے کے لائق ہے اور جو اپنی شرمگاہ کو روکے رہتے ہیں مگر اپنی بی بیوں یا لونڈیوں سے نہ روکیں تو ان پر الزام نہیں پھر جو کوئی ان کے سوا اور کچھ چاہے تو ایسے ہی لوگ حد سے بڑھ جانے والے ہیں[۲] اور جو اپنی امانت اور اقرار کا خیال رکھتے ہیں[۳] اور جو اپنی گواہیوں پر جمے رہتے ہیں[۴] اور جو اپنی نماز کی خبرداری رکھتے ہیں[۵] یہی لوگ (بہشت کے) باغوں میں عزت سے رہیں گے۔

۳۳۔ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿٣﴾ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ﴿٤﴾ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ﴿٥﴾ يَسْــَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴿٦﴾

(القیمۃ پ۲۹ ع۱)

کیا آدمی (جو کافر ہے) یہ سمجھتا ہے کہ ہم (مرے بعد) اس کی ہڈیاں (جو گل سڑ گئی ہوں گی) اکٹھا نہیں کر سکتے[۶] کیوں نہیں ہم تو اس کے پور پور اپنے اپنے ٹھکانے پر بٹھا سکتے ہیں بات یہ ہے آدمی چاہتا ہے آئندہ بھی برے کام کرتا رہے اور توبہ نہ کرے[۷] ڈھیٹ ہو کر پوچھتا ہے بھلا قیامت کب آئے گی[۸]

۳۴۔ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿١٤﴾

بلکہ آدمی اپنے اوپر آپ دلیل ہو گا[۹] گو وہ

---

[۱] اس آیت کی تفسیر سورہ مومنون اور والذاریات میں گزر چکی ہے [۲] یعنی اپنی بی بی اور لونڈی کے سوا غیر عورت سے شہوت نکالنا چاہے یا مرد سے یا اور کسی طریق سے وہ سب ناجائز ہے سید علامہؒ نے کہا اس آیت سے متعہ اور لواطت اور جانور سے فعل شنیعہ کرنے کی اور زنا کرنے کی اور جلق کی حرمت نکلتی ہے اور اوپر سورہ مومنون میں اس کی تفسیر گزر چکی ہے [۳] یعنی امانت میں خیانت نہیں کرتے اور عہد کو پورا کرتے ہیں [۴] سچی سچی گواہی ادا کرتے ہیں کسی کے ڈر سے یا طمع سے جھوٹ گواہی نہیں دیتے نہ کوئی بات چھپاتے ہیں [۵] احتیاط کے ساتھ تمام شرائط اور ارکان ادا کرتے ہیں یا نماز کو قضا نہیں ہونے دیتے شروع بھی نماز سے کیا اور ختم بھی نماز پر کیا اس میں اشارہ ہے کہ نماز سب کاموں میں اہم ہے [۶] اس کا ڈھانچہ از سر نو بنا کر اس کو زندہ کھڑا نہیں کر سکتے [۷] وہ کہتا ہے ابھی کیا ہے گناہ کر لو مرتے وقت توبہ کر لیں گے یہاں تک کہ موت آ جاتی ہے اور توبہ نصیب نہیں ہوتی [۸] یا یوں کہتا ہے اجی قیامت کہاں گویا قیامت کو ایک ٹھٹھا مذاق سمجھتا ہے [۹] یعنی اپنے اوپر آپ قیامت کے دن گواہی دے گا یعنی اس کے ہاتھ پاؤں اس کے اعمال بتلا دیں گے۔

وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ (القیمۃ پ ۲۹ ع ۱۶)

(اپنی بے قصوری کے لیے) بہانے پیش کرے [۱]

۳۵۔ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ (القیمۃ پ ۲۹ ع ۲)

کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ وہ سستا چھوٹ جائے گا [۲] (اس سے کچھ باز پرس نہ ہوگی)

۳۶۔ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ﴿۲﴾ (الدھر پ ۲۹ ع ۱۶)

آدمی پر ایسا وقت بھی زمانے میں سے گزر چکا ہے جب وہ کوئی چیز نہ تھا جس کو ذکر کریں [۳] ہم نے آدمی کو آزمانے کے لیے (عورت مرد کے ملے ہوئے نطفے سے) پیدا کیا [۴] اور اس کو سنتا دیکھتا بنایا۔

۳۷۔ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَاۤ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾ (عبس پ ۳۰ ع ۱)

آدمی پر خدا کی مار وہ کیسا (سخت) ناشکرا ہے (جانتے ہو) اللہ نے اس کو کس چیز سے بنایا نطفے سے (اور کس سے) اس کو بنایا پھر اس کو ٹھیک کیا [۵] پھر (مال کے پیٹ سے نکلنے کا) رستہ اس پر آسان کیا [۶] پھر اس کو (ایک مدت تک دنیا میں رکھ کر) مار ڈالا پھر قبر میں لے گیا پھر جب چاہے گا اس کو جلا اٹھائے گا سچ یہ ہے کہ آدمی کو جو اللہ نے حکم دیا تھا وہ بجا نہیں لایا [۷]

۳۸۔ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿۶﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿۷﴾ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ

آدمی [۸] تجھ کو تیرے کرم والے مالک سے کس نے بہکا دیا [۹] جس نے تجھ کو بنایا اور بنایا بھی تو ٹھیک طور سے اور خوبصورتی کے ساتھ بنایا [۱۰] جس صورت میں اس نے چاہا

[۱] مگر کوئی بہانہ قیامت کے دن کام نہ آئے گا جیسے دوسری آیت میں ہے یوم لاینفع الظلمین معذرتہم [۲] اکثر کافروں کا یہی اعتقاد ہے وہ سمجھتے ہیں کہ جانوروں کی طرح آدمی بھی ایک جانور ہے پیدا ہوتا ہے پھر مر جاتا ہے عذاب ثواب کوئی چیز نہیں اگر ان سے پوچھو پھر آدمی کیوں بنایا گیا تو کہتے ہیں ایسے ہی بیکار۔ [۳] آدمی سے مراد ہر ایک آدمی ہے پیدائش سے پہلے وہ کوئی چیز نہ تھا اس کا کوئی تذکرہ تک نہ کرتا تھا حضرت عمرؓ نے یہ آیت سن کر فرمایا کاش آدمی اسی حال میں رہتا پیدا ہی نہ ہوتا [۴] دیکھیں وہ نیک رہتا ہے یا بد ہو جاتا ہے [۵] آنکھ ناک ہاتھ پاؤں درست کیے [۶] حالانکہ وہ اس وقت محض بے سمجھ ہوتا ہے مگر ترکیب سے عمدگی کے ساتھ نکلتا ہے پہلے سر باہر نکلتا ہے پھر اور اعضا اخیر میں پاؤں۔ کہتے ہیں رحم میں بچہ کا سر اوپر ہوتا ہے اور پاؤں نیچے پھر نکلتے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے الٹ جاتا ہے [۷] یعنی سب آدمیوں نے اس پر عمل نہیں کیا بعضے کافر مشرک ہو گئے بعضے گناہوں میں پڑ گئے شاذونادر ایسے بندے ہیں جو بالکل خدا کے حکم کے موافق چلتے ہیں [۸] مراد کافر ہے یا ہر ایک کافر اور گناہگار مسلمان [۹] یعنی خداوند کریم سے کس چیز نے تجھ کو غافل کر دیا اور کس نے اس کی نافرمانی اور گناہ پر تجھ کو مائل کر دیا قتادہؒ نے کہا شیطان نے کر دیا جو آدمی پر مسلط ہے بعضوں نے کہا حماقت اور جہالت نے [۱۰] خوبصورتی کے ساتھ یعنی متناسب الاعضا یہ نہیں کہ ایک پاؤں چھوٹا ہو ایک لمبا ایک آنکھ بڑی ہو ایک چھوٹی اس آیت میں ایک بڑی دلیل ہے ثبات الوہیت کی کیا معنی اگر خدا نہ ہوتا اور مادے کی حرکت سے سب چیزیں اتفاقی طور سے بن گئی ہوتیں تو اس حکمت اور اعتدال اور تناسب کے ساتھ کبھی نہ ہوتیں بلکہ بے جوڑ بھونڈی بدسلیقی ہوتیں فتبارک اللہ احسن الخالقین ۱۲م

رَكَّبَكَ ﴿٨﴾ (الانفطار پ ۳۰ ع ۱)

تجھ کو جوڑ دیا [1]

۳۹۔ يَآ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ﴿٦﴾ (الانشقاق پ ۳۰ ع ۱)

اے آدم زاد تو محنت اٹھاتے اٹھاتے (اس طرح) اپنے مالک کی طرف جا رہا ہے آخر (ایک دن) اس سے مل جائے گا [2]

۴۰۔ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿٥﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿٦﴾ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿٧﴾ (الطارق پ ۳۰ ع ۱)

آدمی کو سوچنا چاہیے وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا [3] وہ کود کر نکلنے والے پانی (یعنی منی سے) پیدا کیا گیا جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے بیچ میں سے ہو کر نکلتا ہے [4]

۴۱۔ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ﴿١٥﴾ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ﴿١٦﴾ (الفجر پ ۳۰ ع ۱)

لیکن آدمی کا یہ حال ہے جب اس کا مالک اس کو (چین آرام دے کر) آزماتا ہے دولت اور نعمت دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے مالک نے میری عزت کی اور جب وہ اس کو دوسری طرح پر آزماتا ہے اس کی روزی اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے مالک نے مجھ کو ذلیل کر دیا [5]

۴۲۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ﴿٤﴾ (البلد پ ۳۰ ع ۱)

بے شک ہم نے آدمی کو (ایسا) بنایا ہے کہ سدا رنج اور مصیبت میں رہے [6]

۴۳۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ﴿٤﴾ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ﴿٥﴾ (التین پ ۳۰ ع ۱)

بے شک ہم نے آدمی کو بہت اچھے ڈھانچے میں بنایا [7] پھر ہم نے اس کو (بوڑھا کر کے) نیچوں سے نیچا پھینک دیا [8]

۴۴۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿٢﴾ (العلق پ ۳۰ ع ۱)

اسی نے آدمی کو (خون کی) پھٹکی سے پیدا کیا۔

---

[1] کسی ملک کے لوگ کالے ہیں کہیں کے گورے کہیں کے داڑھی والے ہیں کہیں بے ریشے کہیں کے لوگ گول منہ کے ہیں کہیں کے لمبے کتابی منہ کے کہیں کے لوگ اونچے ناک والے ہیں کہیں کے چپٹی ناک والے کہیں کے لمبے قد والے کہیں کے بونے (گٹھے) کہیں کے کالی آنکھ والے ہیں کالے بال والے کہیں کے نیلی آنکھ نیلے بال والے عجیب قدرت ہے ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ [2] یعنی اپنے مالک سے [3] جب اپنے مبداء پر خیال کرے گا تو سمجھ لے گا کہ جس قادر مطلق نے ایک قطرہ ناچیز سے اس کو بنا کر اتنا بڑا کیا وہ دوبارہ بھی جلا کر اٹھا سکتا ہے معاد پر اس کو یقین پیدا ہو گا [4] کہتے ہیں مرد کی منی پیٹ کی ہڈیوں سے آتی ہے اور عورت کی سینے یعنی چھاتی کی ہڈیوں سے ہو کر لیکن پیدا دماغ میں ہوتی ہے [5] وہ تو کافر ہے اس کے نزدیک عزت یہی ہے کہ دنیا کا مال آدمی کے پاس ہو اور ذلت یہی ہے کہ مفلس ہو آخرت سے تو اس کو غرض ہی نہیں ہے [6] جیسے کہتے ہیں دنیا میں کون ایسا ہے جو سکھ میں ہو ایک نہ ایک رنج انسان سے ساری عمر لگا رہتا ہے پیدا ہوتے ہی آنول کاٹنے کی تکلیف پھر پوتڑوں میں لپٹنے کی پھر دودھ پینے کی پھر دانت نکلنے کی پھر دودھ چھوٹنے کی پھر ختنے کی اور ہزار ہا بیماریوں کی پھر استاد کی مار پیٹ اور پڑھنے کی پھر جورو بچوں کی پھر گھر بار مال دولت جائداد کی پھر بڑھاپے اور ضعف کی پھر موت کی لاحول ولا قوۃ آدمی کی زندگی کیا ہے ایک آفتوں اور رنجوں کی گٹھڑی ہے [7] نہایت خوبصورت سیدھے قد والا ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا اگر تو چاند سے اچھی نہ ہو تو تجھ پر طلاق ہے لوگوں نے کہا طلاق پڑ گیا امام شافعیؒ نے کہا نہیں پڑا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے آدمی کو بہت اچھی شکل میں بنایا [8] بڑھاپے میں نہ عقل رہتی ہے نہ طاقت آدمی ایک جانور سے بدتر ہو جاتا ہے۔

۴۵۔ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰىٓ ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝ (العلق، پ ۳۰ ع ۱)

سچ ہے کہ آدمی اپنے تئیں دولت مند سمجھ کر گمراہ بن جاتا ہے۔[1]

۴۶۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝ (العٰدیٰت، پ ۳۰ ع)

بے شک آدمی اپنے مالک کا ناشکرا ہے اور وہ خود اس بات کا (اپنی ناشکری کا) گواہ ہے[2] اور اس کو پیسے کی بڑی محبت ہے۔[3]

۴۷۔ وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (العصر پ ۳۰ ع ۱)

عصر کے (وقت کی) قسم[4] بے شک سب آدمی گھاٹے ہی میں پڑے ہوئے ہیں[5] مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق پر چلنے کی نصیحت کرتے رہے اور (مصیبت میں) صبر کرنے کے لیے کہتے رہے۔[6]

اَلْمُسَاوَاةُ وَالْمُشَابَهَةُ

باب ۹۶ ایک کا دوسرے سے مقابلہ اور مشابہت اور برابری اور ہمسری

(۹۶)

۱۔ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ (آل عمران پ ۴ ع ۷)

بھلا جو کوئی اللہ تعالیٰ کی خوشی پر چلے اور امانت میں خیانت نہ کرے وہ اس کی طرح ہو گا جو (چوری اور خیانت کرکے) اللہ کے غضب میں آ گیا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہوا اور بری جگہ پہنچا اللہ تعالیٰ کے پاس لوگوں کے الگ الگ درجے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔[8]

۲۔ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي

اے پیغمبر! کہہ دے گندا اور ستھرا[8] برابر نہیں اگرچہ گندے کا بہت ہونا تم کو اچھا معلوم ہو[9] اور عقل والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو

---

[1] شرارت اور سرکشی پر قمر باندھتا ہے یہاں آدمی سے مراد ابوجہل ہے اخیر سورت تک اسی مردود کا ذکر ہے [2] زبان سے اقرار کرتا ہے کہ مجھ سے خدا کا شکر ادا نہیں ہوتا اس کا دل بھی یہی کہتا ہے [3] رات دن پیسہ کمانے طیر جوڑنے کی فکر میں ہے [4] جیسے فجر کا وقت متبرک ہے ایسے ہی عصر کا وقت بھی ان دونوں وقتوں میں رات دن کے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں جیسے اوپر گزر چکا۔ حضرت علیؓ اس کو یوں پڑھتے تھے والعصر ونوائب الدہر یعنی قسم زمانے کی اور زمانے کی آفتوں کی۔ [5] اگر نیک ہیں تو وہ نیکی میں اور زیادہ محنت نہیں کرتے یہ بھی ایک طرح کا گھاٹا ہے اگر برے ہیں تو وہ صریح نقصان میں ہیں [6] یا گناہوں سے صبر کرنے کے لیے یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہے [7] مطلب یہ ہے کہ عام لوگوں میں ایک ایماندار شخص اور چور برابر نہیں ہو سکتا ہر ایک کا درجہ جدا ہے تو پیغمبر جس کا درجہ سب لوگوں سے بلند ہے وہ ایسا برا کام کیونکر کر سکتا ہے [8] یعنی حرام اور حلال یا کافر اور مسلمان یا گنہگار اور بے گناہ یا کھرا اور کھوٹا [9] شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے فرمایا شرع کے موافق تھوڑا مال بھی ملے تو وہ پاک اور بہتر ہے اور شرع کے خلاف جو مال ملے وہ گو بہت ہو پر ناپاک اور پلید ہے حدیث میں ہے کہ تھوڑا مال جو انسان کی ضروریات کو کافی ہو بہت مال سے بہتر ہے جو خدا سے غافل کر دے۔

الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٠٠﴾ (المائدہ پ ۷ ع ۱۳)

تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔

۳۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ﴿٥٠﴾ (الانعام پ ۷ ع ۵)

(اے پیغمبرؐ) کہہ دے کیا اندھا اور آنکھ والا[۱] برابر ہو سکتے ہیں کیا تم غور نہیں کرتے۔

۴۔ أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢٢﴾ (الانعام پ ۸ ع ۱۵)

بھلا ایک شخص جو مردہ تھا ہم نے اس کو جلایا[۲] اور اس کو[۳] روشنی دی وہ اس کو لیے ہوئے لوگوں میں چلتا پھرتا ہے اس شخص کی طرح ہو گا جس کا حال یہ ہے کہ اندھیریوں میں پڑا ہوا ہے وہاں سے نکل نہیں سکتا[۴] اسی طرح کافروں کے نزدیک ان کے کام بھلے معلوم ہوتے ہیں۔

۵۔ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَم مَّنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ﴿١٠٩﴾ (التوبۃ پ ۱۱ ع ۱۳)

بھلا جو شخص اللہ کے ڈر سے اس کی رضامندی کے لیے اپنی (عمارت کی) بنیاد رکھے وہ اچھا ہے یا جو ایک پھس پھسے پھٹے ہوئے کگار کے کنارے پر اپنی بنیاد رکھے پھر وہ کگار (دھڑام سے) اس کو[۵] دوزخ کی آگ میں لے گرے[۶]

۶۔ أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ

کیا جو شخص اپنے مالک کی طرف سے ایک دلیل رکھتا ہو[۷] اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک گواہ بھی اس کو پہنچا ہو[۸] اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب[۹] اس کو راہ دکھلانے والی اور رحمت ہو چکی ہو[۱۰] ایسے لوگ[۱۱] وہی قرآن پر (بھی) ایمان لائیں گے[۱۲] اور ان (کافروں کے) فرقوں میں سے

[۱] یعنی گمراہ اور راہ پایا ہوا یا مسلمان اور کافر یا عالم اور جاہل اور محمد خدا کے حکم اور وحی پر چلتا ہے اس کو بدراہوں کے برابر کیسے دیتے ہو[۲] یعنی کافر کو مسلمان بنایا نطفہ سے جو مردہ تھا زندہ آدمی نکالا[۳] یہ آیت حضرت حمزہؓ اور ابو جہل کے باب میں اتری اللہ تعالیٰ نے حمزہؓ کو ہدایت دی وہ اسلام سے مشرف ہوئے اور ابو جہل مردود کفر کی تاریکیوں میں پھنسا رہا اور حسنؒ نے کہا یہ آیت عام ہے ہر مومن اور کافر کو شامل ہے اور یہی حق ہے رفیع[۴] جیسے مسلمانوں کی نظر میں ایمان بھلا معلوم ہوتا ہے[۵] یعنی عمارت کو[۶] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے پھر وہ عمارت دھڑام سے اپنے بنانے والے کو لے کر دوزخ کی آگ میں گر پڑے قرآن شریف میں شفا جرف ہار ہے شفا کہتے ہیں کنارے کو اور جرف وادی کا وہ جانب جس کی جڑ پانی بہائے جاتا ہے اور وہ اوپر کھڑی رہتی ہے ایک ذرے سے روک پر اور ہر وقت گرنے کے قریب ہوتی ہے بعضوں نے کہا جرف کھائی کو کہتے ہیں بعضوں نے کہا کچا کنواں ہار کے معنی گرنے والا۔ بعضوں نے کہا جو اوپر سے پھٹ گیا ہو گرنے کے قریب ہو جامع البیان میں ہے کہ جب اس مسجد کی بنیاد گرائی گئی تو پائے میں سے دھواں نکلا بعض صحابہ نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ قتادہؒ نے کہا اس کی عمارت ختم نہیں ہوئی تھی کہ وہ آگ میں گر پڑی اور اب اس مقام پر مزبلہ ہے (یعنی لوگ وہ ہگتے موتتے ہیں)[۷] یعنی عقل سلیم[۸] جبرائیلؑ یا قرآن مجید یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم[۹] توریت شریف[۱۰] ان لوگوں کی طرح ہو گا جو زندگی اور رونق چاہتے ہیں ہرگز نہیں[۱۱] جن کو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم دی ہے اور خدا کا گواہ بھی ان کو پہنچا اور توریت شریف پر ایمان لا چکے ہیں[۱۲] بعضوں نے کہا جو شخص اپنے مالک کی طرف سے ایک دلیل رکھتا ہو اس سے آنحضرت صلعم مراد ہیں اور دلیل سے مراد معجزے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیے اور گواہ سے مراد جبرائیل ہیں[۱۳] قرآن کی یا ہدایت اور ایمان کی یا یقین کی۔

فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾ (ھود پ ۱۲ ع ۳)

جو کوئی اس کو نہ مانے تو اس کے لیے دوزخ کا وعدہ ہے[۱] تو قرآن میں شک مت کر وہ سچ ہے بے شک تیرے مالک کی طرف سے[۲] اترا ہے لیکن اکثر لوگوں کا یقین نہیں[۳]

۷۔ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾ (الرعد، پ ۱۳ ع ۳)

بھلا جو شخص یہ جانتا ہے کہ تیرے مالک کی طرف سے جو تجھ پر اترا وہ حق ہے (اس پر ایمان لاتا ہی) وہ اس شخص کی طرح ہے جو (دل کا) اندھا ہے[۴] قرآن سے وہی لوگ نصیحت لیتے ہیں جو سمجھدار ہیں۔

۸۔ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ (النحل، پ ۱۴ ع ۲)

تو کیا جو (خدا) اتنی بہت چیزیں پیدا کرے وہ اس کے برابر ہے جو کچھ نہیں پیدا کرتا[۵] کیا تم غور نہیں کرتے[۶]

۹۔ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۱﴾ (القصص پ ۲۰ ع ۷)

بھلا (سوچو تو) جس شخص سے ہم نے ایک اچھا وعدہ (بہشت ملنے کا) کیا ہے اور وہ اس کو پانے والا ہے[۹] کیا وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگی کے (چند روزہ) مزے دیے پھر قیامت کے دن اس کو (جواب دہی کے لیے) پکڑا ناہے[۱۰]

۱۰۔ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ (السجدۃ پ ۲۱ ع ۲)

کیا ایمان دار گناہ گار کی طرح ہو جائے (یہ دونوں) برابر نہیں ہو سکتے[۱۱]

---

[۱] یعنی قرآن یا پیغمبر کو[۲] حدیث میں ہے کہ جس یہودی اور نصرانی کو میری خبر پہنچ جاتے پھر وہ ایمان نہ لائے اس پر جو میں دے کر بھیجا گیا (یعنی قرآن پر) تو وہ دوزخی ہے[۳] پیغمبر کو قرآن پر شک نہیں ہو سکتا مراد دوسرے لوگ ہیں اور خطاب پیغمبر ہی کی طرف ہے[۴] شیطان نے ان کے دلوں میں طرح طرح کے شبے ڈال دیے ہیں[۵] نہ علم رکھتا ہے نہ ایمان[۶] بعضوں نے کہا یہ آیت حمزہؓ اور ابوجہل کے حق میں اتری حمزہؓ ایمان لائے اور ابوجہل اندھے کا اندھا ہی رہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ دونوں شخص برابر نہیں ہو سکتے جیسے پانی اور کیچڑ اور کندن سونا اور میل برابر نہیں ہے[۷] بلکہ خود اس کو بھی خدا نے پیدا کیا ہے تم کو کیا ہو گیا ہے[۸] اور بت کو جس نے ایک مکھی بھی نہیں بنائی بلکہ محض بے اختیار اور محض بے جان ہے اس کو خدا کے برابر کرتے ہو اس سورت میں اللہ جل جلالہٗ نے اپنے وجود اور وحدانیت پر ایسی فطری دلیلیں قائم کی ہیں۔ کہ جو کسی کے اٹھائے اٹھ نہیں سکتیں اور عالم اور بے علم ہر ایک کو ان سے تسلی ہو جاتی ہے معاذ اللہ اگر خدا نہ ہوتا تو زمین اور آسمان سورج، چاند، ستارے، دریا، حیوانات، نباتات اور جمادات اس انتظام اور حکمت کے ساتھ کیونکر قائم رہتے ایسا بڑ بونگ ہوتا کہ پناہ بخدا[۹] کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ خلاف نہیں ہو سکتا[۱۰] مطلب یہ ہے کہ دنیا کے مزے محض بے سود ہیں موت سر پر کھڑی ہے یہ چند روزہ عیش کس کام کا اس کے بعد دائمی عذاب معاذ اللہ اس سے سو درجہ بہتر یہ ہے کہ دنیا کا عیش نہ سہی تکلیف ہی سے گزر جائے گی پر آخرت کا چین ملے جہاں ہمیشہ رہنا ہے[۱۱] یہ مضمون قرآن شریف میں کئی آیا ہے۔ جیسے افنجعل المسلمین کالمجرمین ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلھم کالذین آمنوا وعملوا الصلحت سواء محیاھم ومماتھم ساء ما یحکمون اور یہ ایک عمدہ دلیل ہے آخرت کے ثواب اور عقاب کی اس لیے کہ اگر اس دنیا کے بعد اور کوئی زندگی نہ ہو تو نیک اور بد سب یکساں ہو جاتے ہیں اور پروردگار عالم کی شان کے یہ بالکل برخلاف ہے کہ اچھے اور برے اس کے نزدیک سب برابر ہوں دنیا میں جس سلطنت میں ایسا ہوتا ہے تو کہتے ہیں اندھیر نگری چوپٹ راجہ ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجہ،

۱۱- وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ ۖ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۖ وَمِن كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۖ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۲﴾ (فاطر پ ۲۲ ع ۲)

اور اس کی قدرت دیکھو، دو دریا ملے ہوئے ہیں لیکن، برابر نہیں ہیں ایک میٹھا خوب میٹھا اس کا پانی خوش گوار، اور دوسرا کھاری کڑوا اور ہر ایک میں سے تم تازہ [۱] گوشت کھاتے ہو اور زیور (موتی مونگا) نکال کر پہنتے ہو [۲] اور تو دیکھتا ہے جہاز ان میں (پانی) پھاڑتے ہوئے اس لیے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو [۳] اور اس لیے کہ تم (اس کا) شکر بجالاؤ۔

۱۲- وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ﴿۲۱﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ﴿۲۲﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ﴿۲۳﴾ (فاطر پ ۲۲ ع ۳)

اور اندھا اور انکھیارا برابر نہیں ہو سکتا (یعنی کافر اور مومن) اور اندھیرا اور اجالا (یعنی کفر اور ایمان) اور نہ چھاؤں اور نہ دھوپ [۴] اور نہ زندے اور مردے برابر نہیں ہیں [۵]

۱۳- أَذَٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ﴿۶۲﴾ (الصافات پ ۲۳ ع ۲)

بھلا یہ مہمانی [۶] بہتر ہے یا (زقم بخت) تھوہر کا درخت [۷]

۱۴- أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ (ص پ ۲۳ ع ۳)

کیا جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے (محنت مشقت اٹھا کر) اچھے کام کیے [۸] ان کو ہم ان لوگوں کی طرح کر دیں گے جنھوں نے ملک میں دھند مچایا [۹] وہ کیا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں گے [۱۰]

۱۵- أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿۹﴾ (الزمر پ ۲۳ ع ۱)

بھلا جو شخص رات کی گھڑیوں میں عبادت میں لگا ہے کبھی سجدہ کر رہا کبھی (نماز میں) کھڑا ہے آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے مالک کی مہربانی کی امید (بھی) رکھتا [۱۱] ہے (اے پیغمبر) کہہ دے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے (دونوں) برابر ہو سکتے ہیں [۱۲] نصیحت وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

[۱] مچھلی کا شکار کر کے [۲] موتی مونگا کھاری سمندر میں سے نکلتا ہے [۳] سوداگری کر کے روٹی کما کر [۴] بہشت اور دوزخ یا ثواب اور عذاب [۵] یعنی مومن اور کافر [۶] عمدہ حسین عورتیں طرح طرح کے میوے کھانے کو صاف پاکیزہ شراب پینے کو [۷] جس سے دوزخیوں کی ضیافت ہوگی [۸] بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے [۹] شرک پھیلائے طرح طرح کے گناہ کیے [۱۰] ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا دنیا کا ایک ذرا عقلمند بادشاہ بھی ایسا نہیں کرتا کہ خیرخواہ بدخواہ سب کو ایک لاٹھی سے ہانکے پھر خداوند کریم کی نسبت یہ گمان کرنا جو بڑا دانا اور باریک بین اور حکمت والا ہے نری نادانی اور بے وقوفی ہے [۱۱] حدیث میں ہے کہ ایک شخص مرنے کے قریب تھا آنحضرت ﷺ اس کے پاس گئے آپ نے فرمایا تیرا کیا حال ہے وہ بولا مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید ہے اور اپنے گناہوں کا ڈر ہے آپ نے فرمایا ایسے وقت میں جس بندے میں یہ دونوں باتیں ہوں گی (خوف اور رجا) اللہ تعالیٰ اس کو وہی دے گا جس کی اس کو امید ہے [۱۲] یعنی عالم اور بے علم برابر نہیں ہو سکتے۔ اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ علم کے لیے عمل ضرور ہے اور جو عالم عمل نہ کرے وہ گویا عالم نہیں ہے۔

۱۶۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ﴿۲۲﴾ (الزمر پ۲۳ ع ۳)

کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام (قبول کرنے) کے لیے کھول دیا وہ اپنے مالک کی طرف سے (ایمان کی) روشنی رکھتا ہے[1]

۱۷۔ اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴿۲۴﴾ (الزمر پ۲۴ ع ۳)

کیا جو شخص قیامت کے دن بُرے عذاب کو اپنے منہ پر روکے گا[2]

۱۸۔ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ (المومن پ۲۴ ع ۶)

اور اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں ہو سکتا اور (اسی طرح) جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ اور گناہ گار برابر نہیں ہو سکتے تم بہت ہی کم سوچتے ہو۔

۱۹۔ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ ﴿۳۴﴾ (حٰمٓ سجدہ پ۲۴ ع ۵)

اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔[3]

۲۰۔ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴۰﴾ (حٰمٓ السجدۃ پ۲۴ ع ۵)

بھلا جو کوئی دوزخ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا جو قیامت کے دن بے کھٹکے (امن سے) آئے (لوگو تم دنیا میں) جو چاہو سو کر لو وہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے[4]

۲۱۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَاۗءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ (الجاثیۃ پ۲۵ ع ۳)

کیا جن لوگوں نے بُرے کام کیے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے دونوں کا جینا اور مرنا برابر کیا۔ برا حکم لگاتے ہیں[5]

۲۲۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا

کیا جو لوگ اپنے مالک کی طرف سے ایک سند (رکھ کر اس) پر چلتے ہیں وہ ان لوگوں کی طرح ہوں گے جن کے بُرے کام ان کو بھلے کر کے دکھائے گئے ہیں[6]

---

[1] اس شخص کے برابر ہے جس کے دل پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگائی ہے اس میں اسلام سما ہی نہیں سکتا۔ کہتے ہیں جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے کھول دیا اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ ابن مسعودؓ نے کہا آنحضرت ؐ نے یہ آیت پڑھی ہم نے پوچھا سینہ کھلنے سے کیا مراد ہے آپؐ نے فرمایا جب ایمان کا نور دل میں سماتا ہے تو سینہ کشادہ اور وسیع ہو جاتا ہے ہم نے عرض کیا اس کی نشانی کیا ہے آپؐ نے فرمایا آخرت کی طرف رجوع ہونا اور دنیا سے نفرت اور موت آنے سے پہلے اس کی تیاری کرنا [2] کیونکہ ہاتھ بندھے ہوں گے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو بے فکری سے چین کرتا ہو گا اتنی عبارت محذوف ہے آدمی کا قاعدہ ہے کوئی بلا آئے تو پہلے ہاتھوں پر روکتا ہے دوزخیوں کے ہاتھ پاؤں تو بندھے ہوں گے تو لاچار ہو کر منہ ہی کو عذاب کی سپر بنائیں گے [3] بھلائی کا نتیجہ ہمیشہ عمدہ ہے اور برائی کا برا [4] ہر ایک کام کا تم کو پورا بدلہ ملے گا یہ نہ سمجھنا کہ پروردگار تمہارے کاموں سے غافل ہے [5] اگر ایسا ہو تو اس خداوند کریم کے انتظام میں فرق آتا ہے نہیں اچھوں کا جینا اور مرنا دونوں اچھا اور بروں کا جینا بھی برا اور مرنا بھی برا [6] مثلاً قرآن اور حدیث پر [7] شیطان نے بہکا دیا ہے کفر اور شرک کو ان کی نظر میں اچھا کر دیا ہے

اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾ (محمد پ ۲۶ ع ۲)

اور وہ اپنے دل کی خواہشوں پر چلتے ہیں[1]

۲۳۔ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَآءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ (محمد پ ۲۶ ع ۲)

(ایسے بہشت میں رہنے والے) ان (دوزخیوں) کی طرح ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ آگ میں پڑے رہتے رہیں گے، اور جھلستا بھلستا پانی ان کو پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں کاٹ دے گا[2]

۲۴۔ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ (الحشر ع ۳)

دوزخ والے اور بہشت والے برابر نہیں ہو سکتے جو بہشت والے ہیں وہی مراد پائیں گے۔

۲۵۔ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰي وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾ (الملک پ ۲۹ ع ۲)

بھلا جو کوئی اوندھا ہو کر منہ کے بل چلے وہ پائے گا یا جو سیدھا صاف سڑک پر جا رہا ہو[3]

۲۶۔ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾ (القلم پ ۲۹ ع ۲)

کیا ہم (اپنے) تابعدار بندوں (مسلمانوں) کو گناہ گاروں کے برابر کر دیں گے[4] (لوگو) تم کو کیا ہو گیا ہے کیسا بے تکا حکم لگاتے ہو کیا تمہارے پاس کوئی (آسمانی) کتاب ہے اس میں تم (یہ) پڑھتے ہو جو تم چاہو وہ تم کو آخرت میں مل جائے گا یا تم نے ہم سے قسمیں لے رکھی ہیں جو قیامت تک چلیں گی کہ جیسا تم (اپنے لیے حکم لگاؤ گے وہی تمہارے لیے ہو گا۔

۲۷۔ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾ (القلم پ ۲۹ ع ۲)

(اے پیغمبر) ان سے پوچھ تو سہی ان میں کون ان کا ذمہ دار ہے[5]

---

[1] ان کو اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی سند یعنی قرآن اور حدیث سے کوئی غرض نہیں یہ آیت مقلدوں پر بھی صادق آتی ہے جو قرآن کی آیت یا صحیح حدیث دیکھ کر بھی اس پر عمل نہیں کرتے [2] صحیح حدیث میں ہے کہ بہشت کے دودھ، پانی، شہد اور شراب کے دریا ہیں جن میں سے ابھی نہریں نہیں نکالی گئی ہیں کعبؓ نے کہا نیل کا دریا بہشت میں شہد کا دریا ہو گا اور دجلہ دودھ کا اور فرات شراب کا اور سیحون پانی کا۔ ایک حدیث میں ہے کہ سیحون اور جیحون اور فرات اور نیل بہشت کی نہریں ہیں [3] یہ مومن اور کافر کی تمثیل ہے کافر جھوٹے خیال اور شرک کی تاریکیوں میں پھنسے ہوئے ہیں جیسے کوئی اندھا منہ کے بل چلے اس کو راستہ کہاں ملے گا اور مومن توحید کی سڑک پر سیدھا تنا ہوا جا رہا ہے وہ ضرور بالضرور منزل مقصود یعنی بہشت کو پہنچ جائے گا بعضوں نے کہا اندھے سے اوندھا مراد ہے وہ گھڑی گھڑی چلتے چلتے منہ کے بل گر پڑتا ہے [4] مکہ کے کافر کہنے لگے اگر محمد کا کہنا سچ ہوا اور ہم آخرت میں پھر زندہ ہوئے تو وہاں بھی دنیا کا سا حال ہو گا جیسے ہم دنیا میں مال اور ثروت میں مسلمانوں سے زیادہ ہیں وہاں بھی زیادہ رہیں گے اس وقت یہ آیت اتری۔ [5] کہ آخرت میں ان کافروں کو وہی ملے گا جو مسلمانوں کو یا اس سے بھی زیادہ۔

مَا اَقْسَمَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِہٖ (۹۷)

باب۹۷ اللہ پاک نے کن کن چیزوں کی قسم کھائی ہے ان کا بیان

۱۔ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْٓ اِنَّہٗ لَحَقٌّ ﴿۵۳﴾ (یونس پ۱۱ ع۵)

کہہ دے ہاں ہاں بے شک میرے مالک قسم یہ سچ ہے۔

۲۔ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ (الحجر پ۱۴ ع۵)

(اے پیغمبرؐ) تیری زندگی کی قسم بے شک وہ اپنی مستی میں دیوانے ہو رہے تھے[۱]

۳۔ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۳﴾ (الصّٰفّٰت پ۲۳ ع۱)

قسم ان (فرشتوں) کی جو قطار لگا کر صف باندھتے ہیں[۲] پھر ان (فرشتوں) کی جو (ابر کو) جھڑک کر ڈانٹتے ہیں[۳] پھر ان (فرشتوں) کی جو قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔

۴۔ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ﴿۱﴾ (صٓ پ۲۳ ع۱)

قسم ہے قرآن کی جس میں نصیحت ہے[۴]

۵۔ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ (الزخرف پ۲۵ ع۷)

اور پیغمبرؐ کے یہ کہنے کی قسم پروردگار یہ وہ لوگ ہیں جو (کبھی) ایمان نہ لائیں گے[۵]

۶۔ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ﴿۱﴾ (قٓ پ۲۶ ع۱)

قسم ہے قرآن کی جو بڑی شان والا ہے[۶]

۷۔ وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴿۲﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ﴿۳﴾ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴿۴﴾ (الذّٰریات پ۲۶ ع۱)

قسم ہے ان ہواؤں کی جو (مٹی خاک) اڑاتی ہیں[۷] پھر ان (بادلوں) کی جو پانی کا بوجھ اٹھاتے ہیں پھر ان (کشتیوں) کی جو دریا میں بے تکان (نرمی سے) چلتی ہیں پھر ان (فرشتوں) کی جو (سب چیزوں کی) تقسیم کرتے ہیں[۸]

۸۔ وَالسَّمَاۗءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ﴿۷﴾ (الذّٰریات پ۲۶ ع۱)

قسم ہے اس آسمان کی جس میں (ستاروں کی گردش کے) رستے ہیں۔

۹۔ فَوَرَبِّ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ

تو آسمان اور زمین کے مالک کی قسم بے شک جن چیزوں کا تم سے

---

[۱] حضرت لوطؑ کی بات نے ان پر کچھ اثر نہ کیا حالانکہ اگر لوہے کی طرح کسی کا دل سخت ہو تو بھی اس نرم گفتگو سے ملائم اور شرمندہ ہو جائے یا جی بات نہیں مانتے ان کو تو جوتی اور لات چاہیے [۲] حدیث میں ہے کہ تم فرشتوں کی طرح کیوں نہیں صف باندھتے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ فرشتے کیوں کر صف باندھتے ہیں فرمایا وہ پورا کرتے ہیں پہلی صفوں کو اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں [۳] ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں یا لوگوں کو ڈانٹتے ہیں گناہ سے باز رہنے کے لیے بعضوں نے کہا مراد قرآن کی آیتیں ہیں جو لوگوں کو گناہوں سے ڈانٹتی ہیں [۴] یا جو بزرگی اور عظمت والا ہے کہ قرآن برحق ہے ہمارا اتارا ہوا ہے [۵] اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کی دعا اور مناجات کی قسم کھائی اور فرمایا کہ یہ لوگ کبھی ایمان لانے والے نہیں [۶] تو سچا پیغمبرؐ ہے لیکن مکہ کے کافر تجھ پر ایمان نہ لائے [۷] یا قسم ہے ان ہواؤں کی جو ابر کو اڑا لاتی ہیں [۸] ملکوں ملکوں ابر لے جاتی ہیں اور جس قدر پانی ان کے حصے میں ہوتا ہے وہ ان پر برساتے ہیں۔

مَآ اَنَّكُمۡ تَنۡطِقُوۡنَ ﴿۲۳﴾ (الذاریت پ ۲۶ ع ۱)

وعدہ ہے[۱] وہ سچ ہیں (ان میں کوئی شبہ نہیں) جیسے تمہارا بات کرنا[۲]

۱۰- وَالطُّوۡرِ ﴿۱﴾ وَكِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ ﴿۲﴾ فِىۡ رَقٍّ مَّنۡشُوۡرٍ ﴿۳﴾ وَالۡبَيۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ ﴿۴﴾ وَالسَّقۡفِ الۡمَرۡفُوۡعِ ﴿۵﴾ وَالۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ ﴿۶﴾ (الطور پ ۲۷ ع ۱)

قسم ہے طور (پہاڑ) کی[۳] اور اس کتاب کی جو کھلے ہوئے کاغذ پر لکھی ہوئی ہے[۴] اور آباد گھر کی[۵] اور اونچے چھت (آسمان) کی[۶] اور ابلتے دریا کی[۷]

۱۱- وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰى ﴿۱﴾ (النجم پ ۲۷ ع ۱)

تارے کی قسم جب وہ نیچے کو چلے[۸]

۱۲- فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوۡمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عَظِيۡمٌ ﴿۷۶﴾ (الواقعہ پ ۲۷ ع ۳)

میں تارے جہاں جہاں ڈوبتے ہیں ان کی قسم کھاتا ہوں[۹] اور تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے[۱۰]

۱۳- نٓ وَالۡقَلَمِ وَمَا يَسۡطُرُوۡنَ ﴿۱﴾ (القلم پ ۲۹ ع ۱)

قلم کی قسم اور (فرشتوں کے) لکھے کی قسم۔

۱۴- فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِمَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۳۹﴾ (الحاقۃ پ ۲۹ ع ۲)

تو میں ان چیزوں کی قسم کھاتا ہوں جن کو تم دیکھتے ہو[۱۱] اور جن کو نہیں دیکھتے[۱۲]

۱۵- فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِرَبِّ الۡمَشٰرِقِ وَالۡمَغٰرِبِ ﴿۴۰﴾ (المعارج پ ۲۹ ع ۲)

تو میں پوربوں اور پچھموں کے مالک کی (یعنی اپنی) قسم کھاتا ہوں۔

۱۶- كَلَّا وَالۡقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَالَّيۡلِ اِذۡ اَدۡبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبۡحِ اِذَاۤ اَسۡفَرَ ﴿۳۴﴾ (المدثر پ ۲۹ ع ۲)

سچ تو یہ ہے مجھے چاند کی قسم اور رات کی جب گذرنے لگے اور صبح کی جب روشن ہو جائے۔

---

[۱] یعنی بہشت و دوزخ قیامت وغیرہ [۲] بولنا سچ ہے اس میں کوئی شبہ نہیں اسیطرح آخرت بھی اور جن چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے آخرت میں وعدہ فرمایا ہے وہ سب یقینی ہیں [۳] جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ سے کلام کیا تھا حدیث میں ہے کہ طور جنت کا پہاڑ ہے [۴] یعنی چوڑے چکلے صاف کشادہ ورق پر مراد قرآن ہے یا لوح محفوظ یا توریت کی وہ تختیاں جو حضرت موسیٰ ؑ پر اتری تھیں بعضوں نے کہا ہر ایک آسمانی کتاب بعضوں نے کہا ہر کتاب بعضوں نے کہا مومنوں کا دل [۵] جو ساتویں آسمان پر کعبہ کے مقابل ہے حدیث میں ہے کہ روز نئے ستر ہزار فرشتے وہاں آتے ہیں جو قیامت تک پھر دوبارہ وہاں نہیں آتے بعضوں نے کہا خود کعبہ مراد ہے بعضوں نے کہا پہلا آسمان [۶] بعضوں نے کہا عرش مراد ہے [۷] جو عرش کے تلے ہے جس میں سے مینہ اترتا ہے یا جوش مارتا ہے یا جوش مارتے یا جلتے سمندر کی جیسے حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن سمندر آگ ہو جائے گا یا کے گئے سمندر کی جیسے حدیث میں ہے کہ سمندر ہر روز تین بار لوگوں پر بہ آنا چاہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو روکتا ہے ربیع نے کہا مسجور وہ سمندر ہے جس میں کھاری اور میٹھا پانی مل گیا ہو [۸] یعنی ڈوب جائے۔ یہ وقت بہت مبارک ہے جو لوگ تہجد پڑھتے ہیں ان پر خدا کی رحمت اترتی ہے [۹] تاروں کا ڈوبنا اور پھر نکلنا اس کی قدرت کی بڑی نشانی ہے اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے جس چیز کی چاہے قسم کھائے لیکن ہم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کسی کی قسم کھانا منع ہے جیسے اوپر گزر چکا ہے [۱۰] یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اسرار میں سے ہے جس کے معنی معلوم نہیں ہے بعضوں نے کہا نٓ سے دوات مراد ہے کیونکہ آگے قلم کا ذکر ہے چونکہ قلم اور دوات کے بڑے فائدے اور بڑے کام کی چیزیں ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی قسم کھائی بعضوں نے کہا نون سے مچھلی مراد ہے جس پر زمین ٹھہری ہوئی ہے یا نصرت بعضوں نے کہا نون قرآن کا نام ہے [۱۱] جیسے زمین آسمان جانور آدمی وغیرہ [۱۲] جیسے جن فرشتے وغیرہ،

۱۷۔ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴿۱﴾ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿۲﴾ (القیمۃ پ ۲۹ ع ۱۶)

میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور آدمی کے دل کی قسم کھاتا ہوں جو بُرے کام پر ملامت کیا کرتا ہے[۱]

۱۸۔ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ﴿۶﴾ (المرسلت پ ۲۹ ع ۱۶)

قسم ان ہواؤں کی جو ایک کے بعد ایک آتی ہیں[۲] پھر جھونکا دیکر زور سے چلتی ہیں اور بادلوں کو خوب پھیلا دیتی ہیں پھر ان کو چیر کر جدا جدا کر دیتی ہیں[۳] پھر ان فرشتوں کی (جو آسمان سے پیغمبروں پر) وحی اتارتے ہیں الزام دینے کو (اللہ تعالےٰ کی حجت تمام کرنے کو) یا ڈرانے کو۔

۱۹۔ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾ (النازعات پ ۳۰ ع ۱۶)

قسم ان (فرشتوں) کی جو (کافروں کی جانیں بدان میں ڈوب کر سختی سے) نکالتے ہیں[۴] اور قسم ان فرشتوں کی جو (مسلمانوں کی جانیں) گرہ کھول کر (آسانی سے) نکال دیتے ہیں اور قسم ان فرشتوں کی جو آسمان زمین میں تیرتے پھرتے ہیں[۵] پھر قسم ان فرشتوں کی جو آگے بڑھ جاتے ہیں[۶] پھر ان فرشتوں کی قسم جو کام کا انتظام کرتے ہیں[۷]

۲۰۔ فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ (التکویر پ ۳۰ ع ۱۶)

تو میں ان ستاروں کی قسم کھاتا ہوں جو (دن کو) چھپ جاتے ہیں چلتے رہتے ہیں (رات کو) نمود ہوتے ہیں[۸] اور رات کی جب اس کی سیاہی چڑھتی آتی ہے اور صبح کی جب اس کی پَو پھٹتی ہے۔

۲۱۔ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿۱۷﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾ (الانشقاق پ ۳۰ ع ۱۰)

میں تو شفق کی قسم کھاتا ہوں[۹] اور رات کی اور جن چیزوں پر رات چھا جاتی ہے ان کی اور چاند کی جب (پندرھویں تاریخ) پورا ہو۔

---

[۱] یعنی مسلمان کے دل کی مسلمان سے جب کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو اس کا نفس اس کو ملامت کرتا ہے اور کہتا ہے تو نے برا کام کیا بعضوں نے کہا ہر نفس مراد ہے جو آخرت میں ملامت کرے گا اگر مسلمان ہے تو یہ ملامت کرے گا تو نے اور نیکیاں کیوں نہیں کیں جو آج ان کا ثواب پاتا اور اگر کافر ہے تو یہ ملامت کرے گا تو ایمان کیوں نہیں لایا۔ [۲] پے درپے یا نرمی سے چلتی ہیں یا دل کو بھلی لگتی ہیں۔ [۳] ابر پھوڑ دیتی ہے آسمان صاف نکل آتا ہے [۴] وہ نکلنا نہیں چاہتیں زبردستی ان کو گھسیٹتے ہیں [۵] یعنی جلدی جلدی احکام بجا لاتے ہیں بعضوں نے کہا جو بدن میں تیر کر جانیں نکالتے ہیں [۶] جب وحی لاتے ہیں تو شیطانوں سے آگے نکل جاتے ہیں یا آدمی کے اچھے اعمال لے کر آگے نکل جاتے ہیں [۷] جو حکم ہوتا ہے اس کے موافق دنیا کا انتظام چلاتے ہیں [۸] مراد پانچ سیارے ہیں چاند اور سورج کے سوا یعنی عطارد اور زہرہ اور مشتری اور مریخ اور زحل۔ بعضوں نے کہا سب ستارے مراد ہیں ابن عباسؓ نے کہا ساتوں سیارے مراد ہیں شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے یوں ترجمہ کیا ہے پیچھے ہٹ جانے سیدھے چلنے دبک جانے والوں کی بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے جو ایک طرف چلتے چلتے الٹے پیچھے کو چلنے لگتے ہیں اور دکھائی دیتے دیتے چھپ جاتے ہیں کہتے ہیں ان پانچ سیاروں کی یہ عجیب بات ہے کہ چلتے چلتے پیچھے کو ہٹنے لگتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو جاتے ہیں [۹] شفق وہ سرخی ہے جو غروب سے لے کر عشاء کے وقت تک آسمان کے کنارے میں رہتی ہے۔

۲۲۔ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ﴿۳﴾ (البروج پ۳۰ ع۱)

آسمان کی قسم جس میں برج ہیں[1] اور اس دن کی قسم جس کا وعدہ ہے (یعنی قیامت کی) اور گواہ کی اور جس پر گواہی دے گا اس کی قسم[2]

۲۳۔ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿۲﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿۳﴾ (الطارق پ۳۰ ع۱)

قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی اور تو کیا جانے رات کو آنے والا کیا ہے (وہ) چمکتا ہوا تارا ہے[3]

۲۴۔ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾ (الطارق پ۳۰ ع۱)

مینہ برسانے والے آسمان کی قسم اور زمین کی قسم جو پھٹ جاتی ہے[4]

۲۵۔ وَالْفَجْرِ ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿۲﴾ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ﴿۴﴾ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ﴿۵﴾ (الفجر پ۳۰ ع۱)

صبح کی قسم[5] اور (ذی الحجہ کی) دس راتوں کی اور جفت اور طاق[6] کی اور رات کی جب وہ گزرنے لگے عقلمند کے نزدیک تو ان چیزوں کی بھاری قسم ہے[7]

۲۶۔ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۲﴾ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ﴿۳﴾ (البلد پ۳۰ ع۱)

(اے پیغمبر) میں اس شہر (یعنی مکہ) کی قسم کھاتا ہوں اور تو (ایک دن) اس شہر میں آزاد ہو گا اور باپ (آدمؑ) اور اس کی اولاد کی قسم کھاتا ہوں[8]

---

[1] یعنی ستارے بعضوں نے کہا برج محل ہیں آسمان میں۔ بعضوں نے کہا ستاروں کی بارہ منزلیں مراد ہیں یعنی حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ میزان عقرب قوس جدی دلو حوت تو مریخ کو حمل اور عقرب سے اور زہرہ کو ثور اور میزان سے اور عطارد کو جوزا اور سنبلہ سے اور چاند کو سرطان سے اور سورج کو اسد سے اور مشتری کو قوس اور حوت سے اور زحل کو جدی اور دلو سے تعلق ہے اور صحیح وہی ہے جو ہیئت والوں نے کہا ہے کہ یہ برج ستارے ہیں جو مل کر دور سے ایک شکل پر نظر آتے ہیں ویسا ہی نام رکھدیا گیا مثلاً ثور بیل کی شکل پر اور میزان ترازو کی اور سرطان کیکڑے کی اور اسد شیر کی اور قوس کمان کی اور دلو ڈول کی علیٰ ہذا القیاس ابن مردویہ نے جابرؓ سے نکالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا آسمان کے برج کیا ہیں آپ نے فرمایا ستارے [2] یا حاضر ہونے والے کی اور جس کے پاس حاضر ہوں اس کی قسم اس میں اختلاف ہے کہ شاہد اور مشہود سے کیا مراد ہے بعضوں نے کہا شاہد جمعہ ہے اور مشہود عرفہ یا شاہد عرفہ اور مشہود قیامت یا شاہد یوم النحر اور مشہود عرفہ [3] ہر ایک چمکتا تارا مراد ہے یا ثریا یا زحل جو ساتویں آسمان پر ہے [4] اور بیج میں سے درخت اس کے باہر نکل آتا ہے یا چشمے اور دریا پھوٹ نکلتے ہیں [5] صبح سے مراد ہر صبح ہے یہ وقت بہت برکت والا ہے جیسے عصر کا وقت کیونکہ ان دونوں وقتوں میں رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں اور اعمال اٹھائے جاتے ہیں یا صبح کی نماز [6] جفت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہے اور طاق نویں تاریخ یعنی عرفہ کا دن ایک حدیث میں ہے کہ دس راتوں سے ذی الحجہ کی دس راتیں اور طاق سے عرفہ کا دن اور جفت سے یوم النحر مراد ہے حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔ [7] صبح کا وقت دنیا کے انقلاب کی اور خدا کی قدرت کی بڑی نشانی ہے دہجہ کی راتیں عبادت کا موسم ہیں ہر سال ان راتوں میں لاکھوں آدمی حج کے لیے جمع ہوتے ہیں اگر محرم کا عشرہ مراد ہو تو بھی وہ بڑا متبرک ہے بنی اسرائیل کو اس میں نجات ملی۔ طاق اور جفت میں تو دنیا کی سب چیزیں آگئیں پھر ان کے بھاری ہونے میں کیا شک ہے [8] انسان اشرف المخلوقات ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی،

۲۷- وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ① وَالْقَمَرِ إِذَا تَلٰهَا ② وَالنَّهَارِ إِذَا جَلّٰهَا ③ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰهَا ④ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ⑤ وَالْأَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ⑥ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ⑦ فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ⑧ (الشمس پ ۳۰ ع ۱)

سورج کی اور اس کی روشنی (دھوپ) کی قسم اور چاند کی قسم جب سورج کے پیچھے نکلے[۱] اور دن کی قسم جب وہ سورج کو روشن کرے[۲] اور رات کی قسم جب وہ سورج کو ڈھانپ لے[۳] اور آسمان کی قسم اور اس کی جس نے اس کو بنایا اور زمین کی قسم اور اس کی جس نے اس کو بچھایا اور (آدمی کی) جان کی اور جس نے اس کو بنایا اس کی پھر اس کی بُری اور اچھی دونوں باتیں اس کو بتلا دیں[۴]

۲۸- وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى ① وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى ② وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى ③ (اللیل پ ۳۰ ع ۱)

رات کی قسم جب وہ چھا جائے اور دن کی قسم جب وہ روشن ہو جائے اور اس (خدا) کی قسم جس نے نر اور مادہ بنائے۔

۲۹- وَالضُّحٰى ① وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى ② (الضحیٰ پ ۳۰ ع ۱)

چاشت کے وقت کی قسم اور رات کی قسم جب وہ ڈھانپ لے

۳۰- وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ① وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ② وَهٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِيْنِ ③ (التین پ ۳۰ ع ۱)

قسم ہے انجیر کی[۵] اور زیتون کی[۶] اور طور سینین (پہاڑ) کی[۷] اور اس امن والے شہر (مکہ) کی

۳۱- وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ① فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ② فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ③ فَأَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ④ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ⑤ (العٰدیٰت پ ۳۰ ع ۱)

قسم ہے (غازیوں کے) دوڑنے والے گھوڑوں کی جو دوڑتے میں آواز نکالتے ہیں[۸] پھر ٹاپ مار کر پتھروں سے چنگاریاں ڈالتے ہیں[۹] پھر صبح ہی صبح دشمن پر چھاپہ مارتے ہیں[۱۰] پھر اس وقت گرد اڑاتے ہیں پھر (دشمنوں کی) فوج میں اسی وقت جا گھستے ہیں[۱۱]

۳۲- وَالْعَصْرِ ① (العصر پ ۳۰ ع ۱)

عصر کے (وقت کی) قسم[۱۲]

---

۱ یعنی سورج کے نکلنے کے بعد یہ شروع مہینے میں ہوتا ہے یا سورج ڈوب جانے کے بعد یہ اخیر مہینے میں ہوتا ہے ۲ تارے کو روشن کرے ۳ یا زمین کو آسمان کے کناروں کو ۴ اس کو عقل دی کچھ باتیں تو عقل سے سمجھ سکتا ہے پیغمبر بھیجے کچھ باتیں ان کے بتلانے سے معلوم ہوئیں بعضوں نے کہا الہام سے یہ مراد ہے کہ بری اور اچھی دونوں باتیں اس کے دل میں ڈالیں یا عبادت اور گناہ دونوں کی توفیق اسی کی طرف سے ہے اور دونوں اسی کی تقدیر سے ہیں حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس آیت کو پڑھتے گو نماز میں ہوتے تو اس کے بعد یوں فرماتے اللھم آت نفسی تقوٰھا وزکھا انت خیر من زکھا انت ولیھا ومولاھا ۵ جو ایک مشہور میوہ ہے اس کا کھانا آدمی کے لیے بہت مفید ہے ملین اور مسمن بدن ہے اور بواسیر کو دور کرتا ہے ۶ جو ایک مشہور درخت ہے اس کے پھلوں میں سے تیل نکلتا ہے اکثر لوگ اس کو لگا کر سالن کی طرح روٹی کے ساتھ کھاتے ہیں تیل بھی بہت سی بیماریوں میں فائدہ دیتا ہے ۷ اور جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا تھا سینین کے معنی مبارک یہ حبشی یا سریانی لفظ ہے ۸ گھوڑا جب دوڑتا ہے تو اپنے ناک سے ایک فرفر کی سی آواز نکالتا ہے اس کو ضبح کہتے ہیں ۹ گھوڑا جب رات کو پتھریلی زمین پر چلتا ہے تو اس کی ٹاپ سے چنگاریاں نکلتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں جیسے کوئی رنجک جھاڑ کر آگ سلگاتے ۱۰ لوٹتے ہیں غارت ہیں ۱۱ وہ دانہ ان کے بیچا بیچ میں سما جاتے ہیں ۱۲ جیسے فجر کا وقت بہت متبرک ہے ایسے ہی عصر کا وقت بھی ان دونوں وقتوں میں رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں جیسے اوپر گزر چکا ہے حضرت علیؓ اس کو یوں پڑھتے ہیں والعصر ونوائب الدھر یعنی قسم زمانے کی اور زمانے کی آفتوں کی،

اَلْاَمْثَالُ (۹۸)

باب ۹۸ کہاوتوں اور مثالوں کا بیان

۱- مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ⑰ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ⑱ أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ⑲ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ⑳ (البقرة پ ۱ ع ۲)

ان کی کہاوت (مثال) اس شخص کی سی ہے جس نے اندھیرے جنگل میں رات کو آگ سلگائی جب آس پاس روشنی پھیلی (اور ہر ایک چیز دکھائی دینے لگا، تو) ایک بارگی) اللہ تعالیٰ نے ان کی روشنی میٹ دی (اور ان کی آگ کو بجھا دیا) اور اندھیرے میں ان کو چھوڑ دیا کچھ نہیں دیکھتے[۱] بہرے گونگے اندھے ہیں وہ راہ پر آنے والے نہیں یا ایسی مثال ہے جیسے مینہ برس رہا ہو آسمان سے اس میں اندھیرے ہیں اور گرج اور بجلی مارے کڑک کے موت کے ڈر سے انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ منکروں کو گھیرے ہوئے ہے[۲] قریب ہے بجلی ان کی آنکھوں کو اچک لے ہر بار جب ان پر چمکتی ہے تو اس کی روشنی میں چلتے ہیں اور جب اندھیرا ہو جاتا ہے کھڑے رہ جاتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کے کان بہرے کر دے (بجلی کی کڑک سے) اور ان کی آنکھیں اندھی کر دے (بجلی کی چمک سے) بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے[۳]

۲- إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ

اللہ تعالیٰ نہیں شرماتا مچھر یا اس سے بڑھ کر کسی چیز کی مثال بیان کرنے میں جو ایمان والے ہیں وہ جانتے ہیں

---

[۱] منافقوں کی یہی مثال ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے دنیا کی زندگی میں انہوں نے کی روشنی سے فائدہ لیا اپنی جان بچائی لوٹ کے مال میں حصہ لیا لیکن یہ روشنی قائم نہ رہی مرتے ہی بجھ گئی اور دوزخ کی اندھیری کوٹھڑی میں جھونکے گئے [۲] یعنی اس کے علم اور قدرت سے باہر نہیں نکل سکتے۔ ترمذی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں نے آنحضرتؐ سے پوچھا گرج کیا ہے آپؐ نے فرمایا وہ ایک فرشتہ ہے جس کے ہاتھ میں آگ کے کوڑے ہیں اور ہانک لے جاتا ہے ابر کو جہاں پر اللہ کی مرضی ہوتی ہے پھر انہوں نے کہا یہ آواز کیسی ہے آپؐ نے فرمایا اس فرشتے کی جھڑک ہے اور کڑک اس آگ کا ایک ٹکڑا ہے جو کبھی زمین پر گرتا ہے یعنی چیزوں کو جلاتا ہے بعض کو توڑ ڈالتا ہے بعض میں سے نفوذ کر کے پار چلا جاتا ہے اور ان کو آسیب نہیں پہنچا یہ دوسری مثال ہے منافقوں کی اور قرآن شریف کی مینہ قرآن شریف ہے جو آسمان سے یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس سے اتر رہا ہے اس میں جو کفر کا ذکر ہے وہ اندھیرا ہے اور جو کفر کی سزا مذکور رہے وہ گرج ہے اور توحید کی دلائل مثل بجلی کے ہیں منافق لوگ جب قرآن سنتے ہیں تو دل میں سمجھ جاتے ہیں کہ کہیں ہمارا نام نہ کھول دیا جائے پھر جب توحید اور ایمان کے دلائل سنتے ہیں تو کان بند کر لیتے ہیں اس ڈر سے کہ کہیں ایمان ان کے دل میں جگہ نہ کر لے ان کے نزدیک یہ موت ہے اجلالین،

[۳] یہ مثال ہے قرآن شریف اور منافقوں کی کہ جب قرآن شریف ان کے مطلب کے موافق اترتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں جیسے بجلی کی روشنی میں آدمی تھوڑی دور چل نکلتا ہے پھر جب کوئی حکم ان کی مرضی کے خلاف اترتا ہے یا ان کا نفاق کھولا جاتا ہے تو ڈر کر مردے کی طرح ہو جاتے ہیں جیسے زور کی بارش اور کڑک میں اندھیرا ہو تو راہ چلنے والا ڈر کر کھڑا رہ جاتا ہے،

آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ﴿٢٦﴾ (البقرة پ۱ ع ۳)

کہ یہ مثال ٹھیک ہے ان کے مالک کی طرف سے اور جو منکر ہیں وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کیا غرض پڑی تھی ایسی مثال کی (بات یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اس سے (یعنی اس مثال سے) بہتیروں کو اور راہ پر لاتا ہے بہتوں کو۔

۳۔ وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٧١﴾ (البقرة پ۲ ع ۲۱)

اور ان کافروں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص ایسے (جانور) کے پیچھے چلائے جو صرف پکارنا اور چلانا سنتا ہے (لیکن مطلب) طلب خاک نہیں سمجھتا بس آواز اس کے کان میں جاتی ہے[۱] (یہ کافر) بہرے گونگے اندھے ہیں اس لیے کچھ نہیں سمجھتے[۲]

۴۔ مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦١﴾ (البقرة پ۳ ع ۳۶)

جو لوگ اپنے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیاں نکلیں ہر بالی میں سو دانے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس سے دونا دیتا ہے دیا اس سے زیادہ، اور اللہ تعالیٰ سمائی والا ہے جاننے والا[۳]

۵۔ كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِمَّا كَسَبُوا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٢٦٤﴾ وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ

اس شخص کی طرح جو لوگوں کو دکھانے کی نیت سے خرچ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن پر یقین نہیں (یعنی منافق ہے) تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے پتھر کی چٹان پر (تھوڑی سی) مٹی ہو پھر زور کا مینہ پڑے اس کو صفا چٹ کر دے[۴] (قیامت کے دن) ان لوگوں کو اپنی کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگے گا[۵] اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کافر (ناشکرے) لوگوں کو راہ پر نہیں لاتا[۶] اور جو لوگ خدا تعالیٰ کی رضامندی چاہنے کو دلوں میں ایمان رکھ کر اپنے مالوں کو

---

۱ آنحضرت کو تشبیہ دی بلانے والے اور چلانے والے کے ساتھ اور کافروں کو اس جانور کے ساتھ جو فقط آواز سنتا ہے لیکن مطلب اور معنے کچھ نہیں سمجھتا یعنی ان کافروں کو سمجھانا دلیسا ہے جیسے کوئی جنگل کے جانوروں کو بلائے وہ آواز کے سوا کچھ نہیں سنتے یہ کافر بھی صرف تیری آواز سنتے ہیں لیکن اپنے باپ دادا کی تقلید میں ایسے ڈوبے ہوتے ہیں کہ تیرے کلام پر کچھ غور نہیں کرتے نہ اس کی مراد سمجھتے ہیں اکثر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر یوں ہی کی ہے ۲ کیونکہ عقل اور سمجھ کے دروازے آنکھ اور کان اور زبان ہیں جب یہ سب بند ہوں تو عقل آئے کہاں سے ۳ سمائی والا ہے یعنی اس کا خزانہ بے حد اور بے حساب ہے دگنا تگنا چوگنا دینے سے کم نہیں ہوتا جاننے والا ہے ان کی نیتوں کو ۴ تو ایسے پتھر میں کچھ اگنا محال ہے کیونکہ مٹی تو بہ گئی اب اُگے گا کاہے میں سے ایسا ہی جو لوگ خیرات دے کر احسان جتاتے ہیں یا ستاتے ہیں یا دکھلانے کی نیت سے دیتے ہیں ان کی خیرات قیامت کے دن مٹی کی طرح بہ جائے گی اور اس کا ثمرہ کچھ نہ ملے گا ۵ یعنی جو خیرات دنیا میں دی تھی وہ سب مٹ جائے گی۔ اس کا ثواب کچھ نہ ملیگا ۶ معلوم ہوا کہ احسان جتانا یا دے کر اس کو ستانا طعنے مارنا کافروں کی خصلت ہے،

وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٦٥﴾ أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَن تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٦٦﴾ (البقرة پ ۳ ع ۳۶)

خرچ کرتے ہیں[1] ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو ایک ٹیلے پر ہو (یعنی بلند زمین پر) وہاں زور کا مینہ پڑا تو دونا میوہ پیدا ہوا اگر زور کا مینہ نہ پڑا تو پھوہار[2] اور اللہ تعالےٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے کیا تم میں سے کوئی بھی یہ بات پسند کرے گا کہ اس کا ایک باغ ہو کھجور اور انگور اس کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں اور ہر طرح کے میوے اس کو میسر ہوں اور بوڑھا ہو گیا ہو اس کے چھوٹے چھوٹے بال بچے ہوں (یا ناتوان بچے اور عورتیں) ایک دم اس باغ کو آگ بگولا ساڑے اور باغ جل جائے اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں تم سے بیان کرتا ہے اس لیے کہ تم غور کرو۔[3]

۶۔ مَثَلُ مَا يُنفِقُونَ فِي هَٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١١٧﴾ (آل عمران پ ۴ ع ۱۲)

یہ لوگ (یعنی کافر) دنیا کی اس زندگی میں جو خرچ کرتے ہیں اس کے (تلف ہونے کی) مثال ایسی ہے جیسے ہوا میں پالا ہو (یعنی سردی) وہ ان لوگوں (بدکاروں) کے کھیت پر چلے جنھوں نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا اور اس کو (یعنی ساری کھیت کو) غارت کر دے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہیں[4]

۷۔ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ

تو اس کی مثال کتے کی طرح ہے اگر تو اس کو ڈانٹ کر نکالے[5]

---

[1] دلوں میں ایمان رکھ کر یہ ترجمہ ہے تثبیتا لانفسہم کا یعنی منافق کو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان نہ تھا دکھانے کے لیے صرف کرتا تھا یہ لوگ دل سے مومن ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے خرچ کرتے ہیں [2] پھوہار ہی بس کرتی ہے ہر حال میں وہ درخت ہرے بھرے رہتے ہیں اور میوے دیتے ہیں طل کا معنی بعضوں نے اوس کیا ہے یعنی شبنم جو رات کو گرتی ہے وہ بھی کافی ہے مطلب یہ ہے ایماندار آدمی کی خیرات بے کار نہیں جائے گی جو خدا کی رضامندی کے لیے دی جائے اگر بہت سامال دیا تو زور کے مینہ کی طرح بہت ثمرہ دیگا اگر تھوڑا دیا تو ہلکی پھوہار یا شبنم کی طرح وہ بھی کچھ نہ کچھ میوہ اگا دے گا [3] شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے فرمایا یہ مثال اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی بیان کی جو اپنی اچھی خیرات کو احسان جتا کر یا سنا کر خراب کرے جیسے بڑھاپے میں کسی کا ایک باغ ہو اس کے چھوٹے چھوٹے بال بچے سب اسی باغ سے پرورش پاتے ہوں اس طرح کا میوہ اس میں سے کھاتے ہوں اور کوئی معاش نہ ہو اور دفعتاً یہ باغ ایک زہریلی ہوا سے جل بھن کر خاک ہو جائے تو اس کو کس قدر افسوس اور رنج ہوگا ایسے ہی قیامت کے دن اس خیرات کرنے والے کا حال ہوگا کہ عین وقت پر یہ خیرات مٹ جائیگی اور کچھ کام نہ دیگی۔ [4] ایسے ہی ابوسفیان اور ابوجہل نے جو کچھ خرچ کیا موت کی ہوا چلتے ہی وہ بدکاروں کے کھیت کی طرح سب غارت ہو گیا اس کا کچھ ثواب اس کو نہیں ملے گا زجاج نے کہا صر کہتے ہیں شعلہ کی آواز کو یعنی اس پر ہوا میں انگار تھے وہ کھیت کو لگی سب جل کر خاک ہو گیا یہ جو اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا یعنی ان کی خیرات جو سب مٹی ہو گئی اس میں انہی کا قصور ہے نہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور کفر کرتے نہ انکی نیکیاں برباد ہوتیں تو گویا انھوں نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا اپنا نقصان خود کیا [5] یا بوجھ رکھے اور لادے۔

يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلًا ِۨالْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

(الاعراف پ۹ ع ۲۲)

تب بھی زبان لٹکائے رہے یا اگر اس کو چھوڑ دے تب بھی زبان لٹکائے رہے یہی مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) یہ قصے ان کو سناؤ تاکہ وہ سوچیں[۱] جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور (اس جھٹلانے سے) اپنا ہی بگاڑ کرتے ہیں ان کی مثال بُری ہے۔

۸۔ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

(یونس پ۱۱ ع ۳)

دنیا کی زندگی کی مثال[۲] ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر زمین کا سبزہ اس کی وجہ سے (خوب) گھنا ہو انکلا کچھ آدمیوں کے کھانے کا کچھ جانوروں کا[۳] یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار پورا کر لیا[۴] اور وہاں کے رہنے والے سمجھے کہ اب کیا ہے لے ڈالا[۵] (ایک ہی ایکا) رات یا دن کو ہمارا عذاب اس پر آن پہنچا ہم نے کاٹ کر[۶] اس کو ایسا کر دیا جیسے کل وہاں کھیت ہی نہ تھا[۷] ایسے ہی ہم سوچنے والوں کے لیے اپنی آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں۔

۹۔ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ (ھود پ۱۲ ع ۲)

دونو فرقوں[۸] کی مثال ایسی ہے جیسے اندھے بہرے اور دیکھتے سنتے کی کیا دونوں کا حال برابر ہے کیا تم غور نہیں کرتے[۱۰]

۱۰۔ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ

اسی نے آسمان سے مینہ برسایا پھر اپنے انداز کے موافق نالے بہ نکلے[۱۱]

---

[۱] اور غور کریں۔ کتے کا قاعدہ ہے کہ خواہ پیاس ہو یا نہ ہو اس کو مارو یا چھوڑ دو خود بخود زبان لٹکائے پھرتا ہے ان لوگوں کی مثال ہے کہ ان کو نصیحت کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہیں وہ اپنی بے ایمانی کو کسی طرح نہیں چھوڑتے [۲] اس کی بے ثباتی اور جلدی سے فنا ہو جانے میں [۳] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے پھر زمین کی روئیدگی جس کو آدمی اور چارپائے کھاتے ہیں پانی کے ساتھ مل گئی اس طرح پر کہ پانی کو جذب کر لیا اور وہ پھلی پھولی [۴] دلہن کی طرح بن سنور گئی [۵] یعنی اب خوب اچھی طرح غلہ اور چارہ نکالیں گے پوبارہ کریں گے۔ [۶] ساری کھیتی تباہ کر کے [۷] بیٹر یعنی بنجر زمین تھی یہی مثال دنیا میں انسانی زندگی کی ہے روح پانی کی طرح آسمان سے اترتی ہے بدن اس سے مل کر خوب بڑھتا ہے جب جوانی پر آتا ہے علم و ہنر سیکھتا ہے اب امید ہوتی ہے کہ چند روز جی کر مزے اڑائیں گے ایک ہی ایکا موت آجاتی ہے اور ساری امیدیں خاک میں مل جاتی ہیں [۸] جیسے ہم نے یہ مثال بیان کی [۹] مسلمانوں اور کافروں [۱۰] مسلمان دیکھتا سنتا ہے اور کافر اندھا بہرا ہے دونوں میں بڑا فرق ہے [۱۱] بڑے نالے میں زیادہ پانی اور چھوٹے میں کم پانی بہا۔

بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ ؕ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ﴿۱۷﴾ (الرعد پ۱۳ ع۲)

پھر پھولا ہوا جھاگ بہا نے (پانی کے ریلے نے) اپنے اوپر اٹھا لیا[۱] اور جن چیزوں کو زیور یا دوسرے سامان بنانے کے لیے آگ میں تپاتے ہیں ان میں بھی پانی کی جھاگ کی طرح پھین (کھوٹ) نکلتا ہے[۲] اسی طرح اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے تو پھین (جو باطل کی طرح ہے) وہ سوکھ سکھا کر مٹ جاتا ہے[۳] اور جو لوگوں کے کام آتا ہے[۴] وہ زمین میں قائم رہتا ہے اللہ تعالیٰ (لوگوں کو سمجھانے کے لیے) ایسی مثالیں بیان فرماتا ہے۔

۱۱۔ مَّثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ ۖ لَّا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ﴿۱۸﴾ (ابراھیم پ۱۳ ع۳)

جن لوگوں نے اپنے مالک (خدا) کو نہ مانا ان کے اعمال کا حال اس راکھ کی طرح ہے جس پر آندھی کے دن زور کی ہوا چلے[۵] وہ جو انہوں نے (دنیا میں) کیا اس میں سے کچھ (آخرت میں) نہ پائیں گے یہی پرلے سرے کی تباہی ہے۔

۱۲۔ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۲۵﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ

(اے پیغمبر) کیا تو نے اس پر خیال نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ (اچھی بات) کی مثال کیسے بیان کی ایک پاکیزہ درخت کی سی جس کی جڑ مضبوط ہے۔ اور شاخیں آسمان میں (یعنی اوپر کی طرف)[۶] اپنے مالک کے حکم سے ہر موسم پر میوہ دیتا ہے[۷] اور اللہ تعالیٰ لوگوں سے مثالیں اس لیے بیان کرتا ہے کہ وہ سوچیں سمجھیں اور کلمہ خبیثہ کی (ناپاک گندی بات

---

[۱] یہ ایک مثال اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کی بیان کی کہ حق اس پانی کی طرح ہے جو بہیا ہیں یہ کرتا ہے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں آپ پیتے ہیں جانوروں کو پلاتے ہیں کھیتوں اور باغوں کو سینچتے ہیں لیکن جو پھین (جھاگ) اس پانی پر آجاتا ہے وہ باطل کی طرح ہے کسی کام نہیں آتا اور جلدی سے مٹ مٹا جاتا ہے گو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ پھین پانی کے اوپر آجاتا ہے اسی طرح کبھی باطل بھی حق کے اوپر آجاتا ہے مگر یہ غلبہ تھوڑی دیر کا ہے اس کے بعد پھین کی طرح پھٹ پھٹا جاتا ہے اور پانی قائم رہتا ہے یعنی حق اب دوسری مثال بیان فرماتا ہے [۲] مثلاً سونا چاندی تانبا پیتل وغیرہ [۳] یہ بہہ بہا کر مٹ جاتا ہے [۴] صاف پانی یا خالص دہات [۵] تو وہ راکھ اڑا اڑا کر ایسے پھیل جائے گی کہ اس کا ایک ذرہ بھی ہاتھ میں آنا مشکل ہے اسی طرح کافروں کے اچھے عمل جیسے خیرات وغیرہ سب بے کار ہیں [۶] اچھی بات سے لا الٰہ الا اللہ مراد ہے [۷] ایسے ہی نیک کلمہ بھی انسان کو بہشت کے میوے کھلائے گا بعضوں نے کہا اچھی بات سے ایمان مراد ہے ایمان کا درخت بھی دل کی زمین میں اس کی جڑ ہوتی ہے اور اس کی برکتیں ٹہنیوں کی طرح آسمان تک پہنچتی ہیں حدیث میں مومن کی مثال ایک درخت کی سی ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے لوگوں کا خیال جنگل کے درختوں کی طرف گیا عبداللہ بن عمرؓ کے خیال میں خیال آیا وہ کھجور کا درخت ہے لیکن شرم سے انہوں نے نہ کہا پھر آنحضرتؐ نے خود بتلایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے ابن عباسؓ نے کہا کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ ہے اور پاکیزہ درخت مومن ہے۔

...نِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ (ابراہیم پ ۱۳ ع ۴)

شرک اور کفر کی، مثال اس پلید درخت کی سی ہے جو زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جاتا ہے[۱] اس کا جماؤ ہی نہیں[۲]

۱۳۔ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ (النحل پ ۱۴ ع ۷)

جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے[۳] انہی کو ایسی بری باتیں مبارک رہیں[۴] اور اللہ تعالیٰ کی تو وہ صفت ہے جو سب سے عمدہ[۵] اور وہ زبردست ہے حکمت والا۔

۱۴۔ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰي مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰي صِرَاطٍ

تو اللہ تعالیٰ کے لیے (دنیا والوں کی طرح) مثالیں نہ بیان کرو[۶] اللہ تعالیٰ جانتا ہے[۷] اور تم نہیں جانتے[۸] اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان کرتا ہے ایک شخص غلام ہے دوسرے (بندے) کی ملک جو کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا اور ایک شخص وہ ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے اچھی دولت دے رکھی ہے وہ چھپے اور کھلے اس میں سے خرچ کرتا رہتا ہے کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں[۹] شکر اللہ تعالیٰ کا[۱۰] لیکن (بات یہ ہے) ان میں اکثر لوگ (ان باتوں کو) نہیں جانتے اور اللہ تعالیٰ ایک (اور) مثال بیان کرتا ہے دو مرد ہیں ایک ان میں گونگا جو بہرہ بھی ہوتا ہے، وہ (غلام ہے) کچھ نہیں کر سکتا اپنے مالک پر ایک بوجھ ہے جہاں کہیں وہ (یعنی مالک) اس کو بھیجتا ہے وہ کام بنا کر نہیں آتا کیا یہ (غلام) اور وہ (عقلمند) شخص برابر ہے جو سیدھی روش سکھلاتا ہے اور آپ بھی

۱ حدیث میں ہے کہ وہ اندرائن کا درخت ہے ۲ زمین میں اس کی جڑ جمتی نہیں اوپری اوپر لولی رہتی ہے جب چاہا اکھاڑ پھینک دیا ایسے ہی شرک اور کفر کی بات ہے جس کی کوئی دلیل نہیں ذرا سی غور میں معلوم ہو جاتا ہے کہ محض واہیات ہے ۳ دل میں اس کا اثر نہیں رہتا نہ کافر کا کوئی عمل قبول ہوتا ہے ابن عباسؓ نے کہا کلمہ خبیثہ شرک کا کلمہ ہے اور پلید درخت مشرک ہے ۴ یعنی یہ کافر جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ۵ بیٹی سے شرمانا اس کو جیتا گاڑنا جہالت اور کفر کی باتیں ہیں ۶ تمام مخلوقات کی مشابہت سے پاک ہے ۷ وہ مخلوقات کی مشابہت سے پاک ہے ۸ کہ ان بتوں کے پوجنے سے تمہاری مٹی کیسی خراب ہو گئی ۹ جب تو شرک کرتے ہو یا اللہ جانتا ہے کہ ٹھیک مثال کیا ہے اور تم ٹھیک مثال دینا نہیں جانتے تم بیوقوفی سے اللہ تعالیٰ کو دنیا کے بادشاہوں کی طرح سمجھے ہوئے ہو کہ دنیا کے بادشاہوں کو اپنے وزیروں اور امیروں کی بات سننا پڑتی ہے وہ ڈرتے ہیں کہیں یہ بددل ہو جائیں تو بادشاہت میں خلل پڑے ایسے تم سمجھتے ہو کہ ہمارے معبود اور اوتار اور ٹھاکر بھی اللہ کی درگاہ میں ایسے دخیل ہیں کہ ان کی سفارش اللہ تعالیٰ ضرور سنے گا اور وہ ہم کو بچا لیں گے یہ تمہاری بے عقلی ہے دنیا کے سب بادشاہ سب کام اپنے ہاتھ سے نہیں کر سکتے نہ سب رعیت کی فریاد خود سن سکتے ہیں اس لیے ان کو وزیروں امیروں کی حاجت پڑتی ہے اور اللہ تعالیٰ تمام کام خود کرتا ہے اور ایک ایک چیونٹی کی دعا خود سنتا ہے اس کو کسی مددگار کی ضرورت نہیں جو اس کے مقبول بندے ہیں اگر وہ چاہے تو اپنی شاہانہ عنایت سے ان کی سفارش سن لے یا اور بات ہے باقی ایک رتی برابر بھی کسی کا دباؤ اللہ پر نہیں ہے ۹ یعنی ایسا غلام بھی نہیں ہے جس کو مالک نے تجارت اور سوداگری کا اذن دیا ہو یا مکاتب کیا ہو وہ بھی کچھ کر سکتا ہے یہ غلام تو کچھ نہیں کر سکتا ایک کوڑی خرچ نہیں کر سکتا۔ ۱۰ ہرگز برابر نہیں ہو سکتے اور مشرک یہی جواب دیں گے تو اے پیغمبر تو کہہ شکر اللہ تعالیٰ کا الخ ۱۱ بس تم قائل ہو چکے۔

مُّسْتَقِيمٍ ﴿٧٦﴾ (النحل پ۱۴ ع ۱۰)

۱۵۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿١١٢﴾

(النحل پ۱۴ ع ۱۵)

۱۶۔ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿٣٢﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿٣٣﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ﴿٣٥﴾ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿٣٦﴾ قَالَ

سیدھی روش پر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کی مثال بیان کی (مراد مکہ ہے) وہاں کے لوگ (ہر طرح) امن اور اطمینان سے تھے ہر طرف سے ان کی روزی فراغت کے ساتھ چلی آتی تھی پھر انہوں نے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کی[1] تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کاموں کی سزا میں اس بستی کو بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھایا[2]

اور (اے پیغمبرؐ) ان لوگوں سے ان دو آدمیوں کی نقل بیان کر ان میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ دیے تھے اور دونوں کے گرداگرد کھجور کے درخت تھے اور بیچ میں کھیتی[3] دونوں باغوں نے (خوب) اپنا میوہ دیا اور میوے میں کوئی کمی نہیں ہوئی اور باغوں کے بیچ میں ہم نے ایک نہر بھی بہا دی[4] اور اس کے پاس پھل بھی تھے[5] اب اپنے ساتھی سے دوسرے بھائی سے جو مومن تھا، بات کرتے کرتے بول اٹھا میں مال و دولت اور عزت و آبرو کے جتھے میں تجھ سے (کہیں) بڑھ کر ہوں[6] اور (بھائی کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر) اپنے باغ میں گیا (وہاں پھرنے اور اترانے کے لیے) کہنے لگا میں نہیں سمجھتا کہ یہ باغ کبھی ویران ہو[7] اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آئے گی اور (خیر بالفرض اگر آئی) مجھ کو اپنے مالک پاس پھر جانا پڑا تو وہاں لوٹ کر اس سے بھی بہتر (جائداد) پاؤں گا[8] اس کا ساتھی

---

[1] اس کی آیتوں کو جھٹلایا یا اس کے پیغمبر کو ستایا [2] یعنی بھوک اور خوف کو اس پر اوڑھا دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں کے لیے بددعا فرمائی تھی کہ حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں جیسا قحط آیا تھا سات برس تک ملک پر ویسا ہی قحط آوے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور مکہ والے ایسے سخت قحط میں گرفتار ہوئے کہ جلی ہوئی ہڈیاں اور مردار جانور تک کھا گئے یہ تو بھوک کا لباس ہوا۔ اب خوف کا لباس یہ اوڑھایا کہ مسلمانوں کی فوجوں نے پے در پے مکہ والوں پر حملے شروع کیے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو فتح کرا دیا [3] باغ کیا تھے ہر طرح کا سامان ان میں موجود تھا میوے بھی اور غلہ بھی کہتے ہیں یہ بنی اسرائیل کے دو بھائی تھے ایک مومن تھا ایک کافر ان کو ترکے میں بہت سا مال ملا ایک نے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جو مومن تھا اور اس کا نام یہوذا یا ملیخا تھا اور دوسرے نے جائداد خریدی یہ باغ والا جو کافر تھا اس کا نام قیطوس تھا بعضوں نے کہا یہ مکہ والوں میں سے تھے [4] بر وقت پانی ہی پانی پھر باغ کا کیا کہنا [5] یا اس کے پاس مال بھی تھا یعنی باغ کی آمدنی سے ہر طرح کا سامان اس نے پیدا کیا۔ [6] اپنے بھائی پر اس نے شیخی جتائی تکبر کیا غرور کی راہ سے بڑا بول بولا کہ میں مال و دولت میں تجھ سے زیادہ ہوں اور عزت کے سامان یعنی نوکر چاکر لونڈی غلام بال بچے بھی تجھ سے زیادہ رکھتا ہوں یہ کلام اللہ جل جلالہ کو پسند نہ آیا [7] پانی کی نہریاں بہہ رہی ہے باغ کے مالی عمدہ عمدہ موجود ہیں ہمیشہ اس کی خبر گیری کرتا ہوں پھر یہ باغ کیونکر ویران ہو سکتا ہے [8] یہ شخص مشرک خدا کا قائل تھا پر قیامت کا منکر تھا غرور کی راہ سے کہنے لگا کہ جب خدا نے مجھ کو دنیا میں ایسا امیر اور مالدار رکھا ہے تو قیامت صحیح بھی ہو جب تو قائم نہیں تو وہاں اس سے بڑھ کر امیر اور مالدار رہوں گا اکثر ملحد اور کافر اسی قسم کی باتیں بناتے ہیں اور پروردگار پر آرزوئیں لگاتے ہیں ۔

لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾

(الکہف پ۱۵ ع ۵)

(مومن) باتیں کرتے کرتے اس سے کہنے لگا (یہ کیا بکتا ہے) کیا تو اس خدا (کی قدرت) سے منکر ہو گیا جس نے تجھ کو[1] مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے (منی کی ایک بوند سے) پھر پورا مرد[2] بنا[3] تجھ کو کر دیا[4] لیکن میں تو یہی کہتا ہوں[5] وہی (ایک) اللہ تعالیٰ میرا مالک ہے[6] اور میں اپنے مالک کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا[7] اور جب تو اپنے باغ میں آیا تو نے یوں کیوں نہ کہا جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے[8] جو کچھ اختیار ہے وہ اسی کا ہے[9] اگر تو (اس وجہ سے) غرور کرتا ہے کہ مجھ کو مال اور (اولاد میں اپنے سے کم سمجھتا ہے تو عجب نہیں میرا مالک تیرے باغ سے بہتر باغ مجھ کو دے اور تیرے باغ پر آسمان سے کوئی بلا (انگار) بھیجے پھر وہ چٹیل میدان بن جائے[10] یا اس کا پانی نیچے اتر جائے[11] اور تو کسی طرح اس کو نہ پا سکے (پھر پانی تیرے ہاتھ نہ آسکے) اور (مال[12] تباہ ہو گیا پھر اس نے جو (پیسہ) باغ میں خرچ کیا تھا اس پر دونوں ہاتھ ملتا رہ گیا۔ اور باغ کا یہ حال تھا کہ وہ چھتریوں پر گر پڑا تھا اور وہ (باغ کا مالک) کہتا جاتا تھا ہائے افسوس کاش میں اپنے مالک کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا[13] اور (خدا کے سوا اس کو کوئی لوگ ایسے نہیں ملے جو اس کی (اس گاڑھے وقت میں) مدد کرتے اور نہ وہ آپ (اپنے لیے) کچھ کر سکا[14] ایسے وقت پر سچے خدا ہی کی حکومت چلتی ہے (اور کسی سے کچھ نہیں ہو سکتا) اس کا ثواب[15] بہت بہتر ہے اور اس نے جو انجام (اپنی طاعت) کا رکھا ہے وہ (بھی) بہتر ہے[16]

---

[1] پہلے شروع میں یعنی آدم[2] کو [3] اچھا بڑا ہٹا کٹا جوان کیا ایسا خدا تعالیٰ تجھ کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا [4] یہی اعتقاد رکھتا ہوں [5] وہ جو چاہے کر سکتا ہے [6] اس میں اشارہ ہے کہ وہ باغ والا مشرک تھا بہت سے مشرک خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں لیکن اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں [7] باغ کی تروتازگی اور بہار سب اس کے حکم سے ہے، [8] اور کسی میں کوئی طاقت نہیں ہے [9] حدیث میں ہے جس کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت دے یا اولاد کی اور وہ کہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ تو مرتے تک وہ ہر ایک آفت سے محفوظ رہے گا کہتے ہیں جب کسی کو کوئی چیز بھلی لگے تو یہی کلمہ کہے [10] چکنا ٹپر میدان یعنی جس میں نہ سبزہ ہو نہ درخت، [11] زمین میں جذب ہو جائے [12] جیسا اس نے کہا ایسا ہی ہوا باغ پر آفت آئی اور مال الخ [13] اور بھائی کی نصیحت مان لیتا باغ میں آتے وقت ماشاء اللہ کہا ہوتا تو یہ آفت نہ آتی [14] خدا کے عذاب کو روک سکا۔ [15] جو وہ اپنے نیک بندوں کو دے گا دوسروں کے ثواب سے اگر کوئی اور ثواب دے سکتا [16] یہ نقل اللہ تعالیٰ نے ان مغرور مشرکوں کو سمجھانے کے لیے بیان فرمائی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خواہش کرتے تھے کہ آپ غریب مسلمانوں کو اپنے پاس نہ بٹھائیں مطلب یہ ہے کہ دنیا کے مال و دولت اور حسن و جمال کا کوئی اعتبار نہیں ہے سب عارضی چیزیں ہیں ایک ذرا سی آفت میں نہ مال رہتا ہے نہ جمال تو تم مغرور کس بات پر ہو غریب مسلمان تو تم سے ہزار درجے افضل ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی نعمت رکھی ہے اس کو زوال نہیں ہے،

۱۷۔ وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿٤٥﴾

(الکھف پ۱۵ ع۶)

اور (ان کافروں سے) دنیا کی زندگی کی مثال بیان کر (دنیا کی زندگی اس) پانی کی طرح ہے جس کو ہم نے آسمان سے برسایا پھر اس کی وجہ سے زمین کا سبزہ (خوب) گھن گیا (اچھی طرح زور سے بڑھا گنجان ہو کر، پھر (چند ہی روز میں) سوکھا چورا ہو گیا جسے ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں [۱] اور اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے [۲]

۱۸۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ﴿٧٣﴾ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٧٤﴾

(الحج۔ پ۱۷۔ ع۱۰)

لوگو (تمہارے سمجھانے کے لیے) ایک مثال بیان کی جاتی ہے دل لگا کر سنو جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو [۳] وہ ہرگز ایک مکھی نہیں بنا سکتے [۴] گو اس کے (بنانے کے) لیے (سب کے سب) اکٹھا ہو جائیں [۵] اور (خیر بنانا تو کجا) اگر مکھی ان سے کچھ اچک لے (چھین کر چل دے) تو (پھر) اس سے وہ چیز چھڑا نہیں سکتے (وہ ہاتھ کہاں آتی ہے) چاہنے والا اور جس سے چاہتے ہیں دونوں بودے (کمزور) [۶] ان مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کا مرتبہ جیسا کہ نا چاہیے ویسا مرتبہ نہیں کیا [۷] بے شک اللہ تعالیٰ تو طاقت والا زبردست ہے [۸]

۱۹۔ اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۖ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۖ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ

اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کا نور ہے [۹] اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو طاق میں چراغ (روشن) ہو چراغ ایک شیشے میں ہو [۱۰] شیشہ ایسا صاف ہو، گویا چمکتا ہوا موتی کی طرح، تارا ہے وہ چراغ ایک مبارک درخت زیتون (کے تیل) سے سلگایا جاتا ہے جس کا رخ نہ پورب کی طرف ہے (کہ شام کو اس پر دھوپ نہ آئے) نہ پچھم کی طرف [۱۱] [۱۲] اس کا تیل

---

[۱] دنیا کے مال و متاع اور اسباب اور ساماں کا بھی یہی حال ہے چند روز کی بہار رہے پھر رہے نام اللہ کا نہ مال کا پتہ نہ مال والے کا نشان دونو خاک ہو گئے [۲] جیسے پانی برسا کر سوکھی زمین کو پھر تر و تازہ اور سبز کر دیتا ہے اسی طرح تم کو بھی دوبارہ زندہ کر سکتا ہے [۳] بت یا اوتار یا جن یا شیطان یا اولیا وغیرہ [۴] جو خدا تعالیٰ کی مخلوقات میں بہت چھوٹا اور حقیر جانور ہے [۵] سب مل کر بھی نہیں بنا سکتے [۶] چاہنے والا بت جو مکھی سے اس چیز کو چھڑانا چاہے اور جسے چاہتے ہیں وہ خود مکھی بیچاری دونو کمزور اور عاجز بعضوں نے کہا چاہنے والا جو بت کا پوجا کرتا ہے اور جسے چاہتے ہیں وہ بت دونوں عاجز ہیں۔ [۷] اس کا شریک بودوں کمزوروں کو بنا دیا [۸] وہ جو چاہے کر سکتا ہے کہاں ایسا قادر مطلق زور والا خداوند اور کہاں یہ بت بیچارے جن میں جان تک نہیں ہے [۹] آسمان اور زمین اور جو ان میں ہے سب کا وجود اسی کے وجود سے ہے اور خدا نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا۔ [۱۰] مومن کے دل میں جو اللہ تعالیٰ کا نور ہوتا ہے یہ اس کی مثال ہے ابن مسعودؓ اس آیت کو یوں پڑھتے تھے نورہ فی قلب المومن۔ اور ابی بن کعبؓ یوں پڑھتے تھے مثل نور المومن نور سے مراد قرآن ہے [۱۱] کہ صبح کو اس پر دھوپ نہ آئے [۱۲] زیتون کا تیل نہایت صاف ہوتا ہے اس کے جلنے میں دھواں نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے زیتون کے درخت کو مبارک درخت فرمایا۔

زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۳۵)

(النور، پ۱۸، ع۵)

(چونکہ بہت صاف ہے تو) قریب ہے کہ آگ چھوائے بغیر آپ ہی آپ سلگ پڑے (غرض ایک نور نہیں بلکہ) نور علی نور ہے [1] اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا نور بتلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے (سمجھانے کے) لیے مثالیں بیان کرتا ہے [2] اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔

۲۰۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (۳۹) اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰـىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ (۴۰)

(النور، پ۱۸، ع۵)

اور کافروں کے (نیک) اعمال (جیسے خیرات وغیرہ) اس چمکتے ریتے کی طرح ہیں جو چٹیل میدان میں ہو پیاسا (جنگل میں دور سے) اس کو پانی سمجھتا ہے جب اس کے پاس آتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا [3] اور دیکھتا ہے تو کیا) خدا تعالیٰ تو اپنے پاس پاتا ہے وہ اس کا حساب پورا چکا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے [4] یا (ان کے اعمال) گہرے سمندر کے اندھیروں کی طرح ہیں جس کو ایک موج نے ڈھانک رکھا ہے اس کے اوپر ایک اور موج ہے اس کے اوپر بادل (ابر غرض) کئی اندھیرے ہیں ایک کے اوپر ایک [5] اگر کوئی اپنا ہاتھ نکالے (تو اس قدر اندھیرا ہے کہ) اس کو دیکھ نہ سکے اور جس کو اللہ تعالیٰ (اپنی ہدایت کی) روشنی نہ دے اس کو روشنی کہاں ملے گی [6]

[1] یعنی ایک نور پر دوسرا نور آگ کا نور تیل کا نور شیشہ کا نور پھر اوپر سے طاق جو نور کو پھیلنے نہیں دیتی ایک جاٹے جمع کرتی ہے سدی نے کہا ایمان کا ایک نور ہے قرآن کا نور ہے ابن عمرؓ نے کہا طاق سے آنحضرت صلعم مراد ہیں شیشہ سے آپ کا دل چراغ سے وہ نور الٰہی جو آپ کے دل میں تھا اور درخت سے ابراہیمؑ مراد ہیں جو نہ شرقی تھے یعنی یہودی نہ غربی یعنی نصرانی۔ ابن عباسؓ نے کہا مومن کا دل خود بخود روشن ہونا چاہتا ہے اتنے میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا نور آ پہنچتا ہے اور نور علی نور ہو جاتا ہے کعب احبار نے کہا حضرت محمدؐ کا منہ طاق ہے اور چراغ آپ کا دل ہے اور شیشہ آپ کا سینہ ہے بعضوں نے کہا قرآن چراغ ہے اور مومن کا دل شیشہ ہے اور طاق اس کا منہ ہے اور درخت وحی خداوندی ہے اور قرآن کا نور خود بخود پھیل رہا ہے اگر اس کو نہ پڑھیں جب پڑھیں تو پھر کیا کہنا گویا صاف تیل کو آگ لگاتا ہے ایک دم سے اس کا نور بھڑک پڑتا ہے نور علی نور سے یہ مراد ہے کہ قرآن کا نور عقلی دلیلوں کا نور [2] ورنہ اس کے ساتھ کی پوری مثال تو ہو ہی نہیں سکتی [3] پانی دانی کچھ نہیں ریتی ہی ریتی آخر پیاس کے مارے تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے [4] کافر سمجھتا ہے کہ میرا نیک عمل مرتے وقت میرے کام آئے گا جب موت آ پڑتی ہے تو دیکھتا ہے کہ وہ نیک عمل کچھ کام نہ آیا اور اللہ تعالیٰ حساب لینے کو موجود ہے آخر دوزخ میں پھینک دیا جاتا ہے حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن کافر پیاسے اٹھیں گے اور دور سے ان کو ریتی پانی کی طرح معلوم ہو گی وہ ادہر لپکیں گے جب وہاں پہنچیں گے تو پانی تو نہ ہو گا اللہ تعالیٰ حساب کے لیے سامنے ہو گا اور ان کا حساب چکا دے گا [5] ابر کا اندھیرا موج کا اندھیرا سمندر کا اندھیرا [6] یہاں کافروں کی مثال ہے جو کفر کے ساتھ تقلید کی بھی بیماری میں مبتلا ہیں اور پہلی مثال چمکتی ریتی کی ان کافروں کی تھی جو خود بھی عقل رکھتے ہیں مقلد کافر تو کئی تاریکیوں میں پھسلا ہوا ہے کفر کی تاریکی دل کی تاریکی تقلید کی تاریکی،

۲۱۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (۴۱) (العنکبوت پ۲۱ ع۴)

جن لوگوں نے خدا کے سوا دوسرے (دیوتا) سرپرست بنا رکھے ہیں ان کی مثال مکڑی کی ہے وہ بھی (اپنے نزدیک) ایک (مضبوط) گھر بناتی ہے[۱] حالانکہ سب گھروں میں بودے سے بودا مکڑی کا گھر ہے کاش یہ لوگ سمجھتے ہوتے[۲]

۲۲۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ (۴۳) (العنکبوت پ۲۱ ع۴)

اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے (سمجھانے کے) لیے بیان کرتے ہیں اور جو علم والے ہیں وہی ان کو سمجھتے ہیں[۳]

۲۳۔ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (۲۸) (الروم پ۲۱ ع۴)

اللہ تعالیٰ تمہارے (سمجھانے کے) لیے خود تمہاری ایک مثال بیان فرماتا ہے (وہ یہ ہے) تمہارے جو غلام لونڈی ہیں (اس مال و دولت میں) تمہارے شریک ہیں جو ہم نے تم کو دیا ہے تم (اور وہ) اس میں برابر ہو تم ان سے اپنے (برابر والے) لوگوں کی طرح ڈرتے ہو[۴] جو لوگ عقل رکھتے ہیں ہم ان کے (سمجھنے کے) لیے اپنی آیتیں یوں کھول کر بیان کرتے ہیں۔

۲۴۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ

اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان کرتا ہے ایک شخص (غلام) ہے اس میں کئی جھگڑالو ساجھی ہیں[۵] اور ایک دوسرا شخص (غلام) ہے جو پورا ایک ہی شخص کا ہے[۶]

---

[۱] سمجھتی ہے کہ اس گھر میں محفوظ رہوں گی [۲] مکڑی کا گھر ایک ذری سی چپیٹ میں آرہتا ہے اسی طرح ان کے معبودوں کا آسرا بھی ہے بالکل بودا مصیبت کے وقت وہ کچھ کام نہیں آتے ان کا پکارنا نہ پکارنا یکساں ہے حدیث میں ہے کہ مکڑی شیطان ہے جو کوئی اس کو مار ڈالے۔ ایک حدیث میں ہے کہ مکڑی نے غار پر جالا تنا تھا اس کو مت مارو (یعنی اس غار پر جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھاگ کر چھپے تھے) حضرت علیؓ نے کہا گھروں کو مکڑی کے جالوں سے صاف رکھو جالے گھروں میں رہنے سے مفلسی آتی ہے۔ [۳] اور ان سے جو مقصود ہے وہ دریافت کر لیتے ہیں اس آیت سے عالموں کی بڑی فضیلت نکلی [۴] یعنی جیسے تم کو اپنے بھائی برادر آزاد لوگوں کا ڈر ہوتا ہے کہیں وہ سارا مال نہ دبا لیں ایسا غلام لونڈی کا ہوتا ہے نہیں ہرگز نہیں ان تینوں باتوں میں سے کوئی بات بھی غلام لونڈی میں نہیں ہے نہ وہ مال دولت میں تمہارے ساجھی ہیں انکو جو تو تم ہاتھ اٹھا کر دو وہ کھاتے ہیں نہ وہ اور تم برابر ہوسکتے آزاد بھائی برادروں کی طرح ان کا کچھ ڈر ہوتا ہے پس جب تمہارے غلام لونڈی جو تمہاری طرح آدمؑ کی اولاد ہیں اور کسی بات میں تم سے کم نہیں ہیں تمہارے برابر والے نہ ہوسکے تو اللہ تعالیٰ جو سب کا مالک اور خالق ہے اس کے غلام اور لونڈی اس کے برابر کیونکر ہوسکتے ہیں تمہارے جتنے معبود ہیں وہ سب پروردگار کی لونڈی غلام ہیں اسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ [۵] سب اس کے مالک ہیں ہر ایک اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے غلام کا دم ناک میں ہے ایک کو راضی کرتا ہے تو دوسرا خفا ہو جاتا ہے [۶] اس کا ایک ہی مالک ہے وہ اس کو راضی رکھتا ہے بس اور کسی سے کوئی غرض نہیں یہ مثال اللہ تعالیٰ نے مشرک اور موحد کی بیان کی مشرک کمبخت کئی معبودوں کا غلام ہے ایک ہی نذر نیاز منت مانتا ہے تو دوسرے معبود کی فکر ہوتی ہے کہیں وہ خفا نہ ہو جائے اس کا پوجا کرتا ہے تو وہ روٹھ جاتا ہے غرض عجب کشمکش میں گرفتار ہے جو موحد ہے اس کو بس ایک سچے خدا سے غرض ہے رات دن اطمینان کے ساتھ اس کا پوجا بجا لاتا ہے اسی کو راضی رکھنے کی فکر میں رہتا ہے

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ (الزمر پ۲۳ - ع ۳)

کیا یہ دونوں غلاموں کا حال برابر ہو سکتا ہے[۱] شکر خدا کا مگر ان میں اکثر لوگ نادان ہیں[۲]

۲۷۔ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ (الفتح، پ۲۶، ع ۴)

جو لوگ اس کے ساتھ ہیں (یعنی صحابہؓ) وہ کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں[۳] جوان کو دیکھتا ہے (دیکھی) رکوع کر رہے ہیں (کبھی) سجدہ کر رہے ہیں[۴] اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضامندی کے فکر میں رہتے ہیں[۵] ان کی نشانیاں ان کے منہ پر ہیں یعنی سجدے کی نشانی[۶] یہ تو ان کا حال توریت شریف میں بیان ہوا ہے اور انجیل شریف میں ان کی مثال ایک کھیتی کی سی بیان کی گئی ہے جس نے (زمین سے) اپنی سوئی نکالی (مولکہ) یا پٹھا پھر اس کو زوردار کیا وہ موٹی ہو گئی اب اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہو گئی کسانوں کو بھلی لگنے لگی (اللہ تعالےٰ نے یہ اس لیے (کیا) کہ کافر ان کو دیکھ کر جلیں[۷] ان لوگوں میں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان سے اللہ تعالےٰ نے بخشش کا اور بڑے نیگ کا وعدہ کیا ہے[۸]

۲۶۔ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ

اس کی مثال ایک مینہ کی سی ہے جس کی پیداوار نے کسانوں (کنبیوں) کو خوش کر دیا[۹] پھر (چند ہی روز میں کوئی آفت آتی ہے) وہ سوکھ جاتا ہے

[۱] ہرگز نہیں ایک تو گویا بہشت میں ہے دوسرے کی زندگی تلخ ہے گویا دوزخ میں جل رہا ہے [۲] کمبخت بے عقل اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے توحید کو چھوڑ کر جس میں سراسر آرام اور راحت اور اطمینان ہے شرک میں جا کر پھنستے ہیں اور اپنی جان میٹھے بٹھائے آفت میں ڈالتے ہیں [۳] کافروں سے کبھی محبت نہیں کرتے ہمیشہ ان کے ساتھ سختی سے پیش آتے ہیں حسنؒ نے کہا صحابہ کافروں پر ایسے سخت تھے کہ اپنے کپڑے یا بدن سے ان کا لگنا پسند نہیں کرتے تھے اور مسلمانوں سے مصافحہ اور معانقہ کرتے تھے اور ہر زمانے میں مسلمانوں کو بھی برتاؤ کرنا ضروری ہے [۴] یعنی اکثر نماز پڑھنے میں اپنا وقت گزارتے ہیں [۵] یعنی اخلاص کے ساتھ عبادت کرتے ہیں محض خدا کے لیے نہ لوگوں کے دکھلانے کو [۶] وہ کیا ہے نور عبادت جو ان کی پیشانیوں پر نمایاں تھا اور جس کی وجہ سے وہ قیامت کے دن بھی پہچانے جائیں گے جیسے حدیث میں ہے یا خشوع اور خضوع اور تواضع یا رات کی بیداری سے چہروں کی زردی [۷] بلکہ جل جل کر مریں جوں جوں اسلام کی کھیتی بڑھتی اور شاداب ہوتی جاتی تھی کافر حسد میں جل بھن کر خاک ہو رہے تھے جس دن حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے کافروں سے فرمایا اب اللہ تعالیٰ کا چھپ کر پوجنا ختم ہوا یعنی آج سے اللہ تعالیٰ کی عبادت اعلانیہ ہوا کرے گی۔ امام مالک نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے جو شخص جلے وہ بھی اس آیت میں داخل ہے [۸] بڑا نیگ بہشت ہے اس آیت سے صاف یہ نکلتا ہے کہ آنحضرتؐ کے صحابہؓ بہشتی ہیں اور جو کوئی ان کو برا سمجھے وہ خود مردود دوزخی ہے اس آیت میں کل حروف تہجی جمع ہیں اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ صحابہ تمام فضائل اور کرامات کا مجموعہ ہیں اور یہ سب آنحضرتؐ کی طفیل سے ان کو حاصل ہوئے اور بڑا بیوقوف ہے وہ شخص جو یہ سمجھے کہ آنحضرت کی وفات کے بعد کل صحابہ آپ سے منحرف ہو گئے الا دو چار کیونکہ وہ آنحضرت کا مرتبہ نہیں پہچانتا ادنے بزرگوں کے مرید جو آنحضرتؐ کے امتی ہیں اپنے پیروں کی وفات کے بعد منحرف نہیں ہوتے اور اپنے مرشد کا نور صحبت ان کے دلوں سے محو نہیں ہوا لیکن آنحضرتؐ کا فیضان صحبت اس قدر جلد مٹ گیا لعنۃ اللہ علی قائلہ والا لاسیہ [۹] ایک ہی ایکا سبز سبز کھیت لہلہانے لگا،

مُحطاماً ۲۰ (الحدید، پ ۲۷ ع ۳)

تو دیکھتا ہے وہ پیلا پڑ گیا اس کے بعد (بھس کی طرح) روندن بن جاتا ہے۔

۲۷۔ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْۤءٌ مِّنْكَ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۱۶ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَاۤ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۱۷

(الحشر، پ ۲۸ ع ۲)

ان منافقوں کی مثال شیطان کی سی ہے وہ آدمی سے کہتا ہے کافر بن جا جب وہ کافر بن جاتا ہے (اور کوئی سخت وقت آتا ہے) تو کہتا ہے (مجھ سے کیا واسطہ) میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ تعالیٰ (کے غضب سے) ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا مالک ہے[1] پھر ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ دونوں ہمیشہ کے لیے دوزخ میں پڑے اور بدکاری کی یہی سزا ہے۔

۲۸۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۵

(الجمعۃ، پ ۲۸، ع ۱)

جن لوگوں کو توریت دی گئی (یعنی یہودی) اور انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا ان کی مثال گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں[3] جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا ان کی (ایسی ہی) بری مثال ہے[4] اور اللہ تعالیٰ بے انصاف لوگوں (بدکاروں) کو راہ پر نہیں لگاتا[5]

۲۹۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا

کافروں (کو سمجھانے) کے لیے اللہ تعالیٰ نوحؑ کی بی بی اور لوطؑ کی بی بی کی مثال بیان کرتا ہے یہ دونوں (عورتیں) ہمارے نیک بندوں کے نکاح میں تھیں (یعنی نوحؑ اور لوطؑ کے) پھر ان دونوں نے اپنے خاوندوں سے چوری کی[6] تو ان کے خاوند خدا کے سامنے کچھ ان کے

---

[1] کہتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا ایک عورت بن ٹھن کر اس کے سامنے آئی وہ اس سے زنا کر بیٹھا اتفاقاً اس کو حمل رہ گیا شیطان نے عابد کو یہ بہکایا کہ اس عورت کو مار ڈال اگر یہ جنے گی تو تیری نضیحت ہوگی اس نے ایسا ہی کیا جب خون کھل گیا اور عابد پکڑا گیا اور اس کو سولی پر چڑھانے لگے تو شیطان نے یہ بہکایا کہ اگر مجھ کو ایک سجدہ کرے تو میں بچا لوں گا اس نے سجدہ کر کے ایمان بھی کھویا پھر شیطان نے اپنی راہ لی عابد روتا چلاتا رہا تو کیا کہنے لگا میں کیا جانوں مجھ سے تجھ سے کیا واسطہ بعضوں نے کہا بدر کے دن شیطان نمود ہوا اور مشرکوں سے کہنے لگا میں تمہارے ساتھ ہوں جب لڑائی شروع ہوئی اور شیطان نے فرشتوں کو دیکھا تو بھاگ کھڑا ہوا یہ قصہ اوپر گزر چکا ہے بہرحال اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی بھی یہی مثال بیان کی کہ وہ بھی یہودیوں کو اسی طرح بہکاتے ہیں جیسے شیطان نے اس عابد کو یا مکہ کے مشرکوں کو بہکایا اور وقت پر الگ ہو گیا۔ [2] یعنی آدمی اور اس کے بہکانے والے شیطان کا [3] چارپائے بر دکتابے چند بیچارے گدھے کو کیا معلوم کہ اس پر کتابیں لدی ہوتی ہیں یا کوڑا غلیظ ایسے ہی یہودیوں کا حال ہے اور اس مولوی یا درویش کا جو قرآن اور حدیث پر عمل نہ کرے اور علم اور درویشی کا دم بھرے، [4] عامل بے عمل گدھا ہے جس پر چند کتابیں لدی ہوئی چراغ کے تلے اندھیرا [5] ان کو علم سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا، [6] وہ ظاہر میں ایمان دار تھیں اور اندر کافروں سے ملی رہیں نوحؑ کی بی بی اپنے خاوند کو دیوانہ کہتی اور لوطؑ کی بی بی کافروں کو خبر پہنچایا کرتی جو مہمان اترتا ان کا حال بیان کر دیتی چوری سے مراد زناکاری نہیں ہے حدیث میں ہے کہ کسی پیغمبر کی بی بی نے زناکاری نہیں کی،

وَّ قِيۡلَ ادۡخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيۡنَ ﴿۱۰﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوا امۡرَاَتَ فِرۡعَوۡنَ ۘ اِذۡ قَالَتۡ رَبِّ ابۡنِ لِىۡ عِنۡدَكَ بَيۡتًا فِى الۡجَـنَّةِ وَنَجِّنِىۡ مِنۡ فِرۡعَوۡنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِىۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ۙ ﴿۱۱﴾ وَمَرۡيَمَ ابۡنَتَ عِمۡرٰنَ الَّتِىۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِنَا وَصَدَّقَتۡ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتۡ مِنَ الۡقٰنِتِيۡنَ ﴿۱۲﴾

(التحریم، پ ۲۸، ع ۲۰)

کام نہ آئے (حالانکہ وہ پیغمبر تھے) اور ان دونوں کے لیے یہ حکم ہوا کہ دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ تم بھی دوزخ میں جاؤ[1] اور ایمانداروں کی تسلی کے لیے (اللہ تعالیٰ نے) فرعون کی بی بی کی مثال دی جب اس نے یوں دعا کی مالک میرے میرے لیے بہشت میں ایک مکان بنا اور مجھ کو فرعون اور اس کے برے کاموں سے بچائے رکھ اور ظالم لوگوں سے نجات دے[2] اور (ایمانداروں کی تسلی کے لیے اللہ تعالیٰ نے) مریمؑ کی (مثال دی) عمران کی بیٹی تھی اس نے اپنی عصمت بچائے رکھی (کسی مرد سے آلودہ نہیں ہوئی) پھر ہم نے اپنی بنائی ہوئی آتش اس میں پھونک دی[3] اور اس نے اپنے مالک کلاموں اور کتابوں کو سچ مانا[4] اور وہ (دھمارے) فرمانبردار بندوں میں سے تھے[5]

ذِكْرُ اَبِىْ لَهَبٍ (۹۹)

باب ۹۹ ابولہب کا حال

۱۔ تَبَّتۡ يَدَاۤ اَبِىۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ ؕ ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ؕ ﴿۲﴾ سَيَصۡلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۖۚ ﴿۳﴾ وَّامۡرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الۡحَطَبِ ۚ ﴿۴﴾ فِىۡ جِيۡدِهَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿۵﴾

(اللھب - پ ۳۰ - ع ۱۴)

ابولہب کے دونو ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ (خود بھی) ہلاک ہوا[6] اس کا مال اور اس کی کمائی کچھ اس کے کام نہ آئی وہ عنقریب شعلہ مارتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا اور اس کی جورو بھی (ام جمیل سفیان کی بہن) جو لکڑیاں اٹھائے پھرتی ہے اس کی گردن میں چھال کی رسی ہے[7]

[1] اس مثال سے کافروں کو یہ بتلایا کہ کفر کے ساتھ کوئی نیکی کام نہیں آتی یہاں تک کہ پیغمبر کی قرابت بھی کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ بعضوں نے کہا اس مثال سے حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کو جتلانا منظور ہے کہ برے کاموں سے بچی رہیں پیغمبر کی بی بی ہونے پر بھروسہ نہ کریں [2] کہتے ہیں فرعون مردود کو جب اپنی بی بی آسیہ کے ایمان لانے کی خبر سن کر ان کو چومیخہ کیا انہوں نے اپنا گھر بہشت میں دیکھ لیا اور ہنس دیں فرعون نے کہا یہ دیوانی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کرلی وہ سیدھی بہشت کو سدھاریں اس مثال سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یوں تسلی دی کہ ایمان نجات کے لیے کافی ہے گو تم کافروں کے ساتھ رہو ان کے ہاتھ میں گرفتار رہو [3] ان کو حمل رہ گیا اور حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے [4] جو اگلے پیغمبروں یا حضرت عیسیٰؑ پر اتری تھیں [5] یا شریف اور نیک خاندان میں سے تھی حدیث میں ہے کہ بہشت کی سب عورتوں میں سے افضل چار عورتیں ہیں خدیجہؓ، فاطمہؓ، آسیہؓ اور مریمؑ دوسری حدیث میں ہے کہ مردوں میں بہت کامل گزرے ہیں اور عورتوں میں کامل یہی ہیں آسیہؓ، خدیجہؓ، مریمؑ اور عائشہؓ کی فضیلت اور عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی دوسرے کھانوں پر [6] دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے یعنی اس کی تدبیر کچھ چلنے نہ پائی اور ہر کام میں اس کو ناکامی ہوئی [7] اس رسی میں کانٹے باندھ کر لایا کرتی ایک روز یہ رسی اس کے گلے میں اٹک گئی اور گھٹ کر مرگئی بعضوں نے کہا ترجمہ یوں ہے قیامت کے دن اس کی گردن میں آگ کی رسی ہوگی

اَلْمَوْتُ (۱۰۰)

باب ۱۰۰ موت کا بیان

۱۔ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ (۱۴۵)
(اٰلِ عمران، پ ۴ ع ۱۵)

اور کوئی شخص مر نہیں سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا حکم نہ ہو اس نے لکھ رکھا ہے مقررہ وقت پر[۱] اور جو کوئی دنیا میں (اپنے نیک اعمال کا) بدلہ چاہے تو ہم اسی میں سے اس کو دیں گے اور جو کوئی آخرت کا ثواب چاہے تو اس کو اسی میں سے دیں گے اور شکر کرنے والوں کو ہم جلد بدلہ دیں گے[۲]

۲۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (۱۸۵)
(اٰلِ عمران، پ ۴ ع ۱۹)

ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور قیامت ہی کے دن تم کو پورے پورے (تمہارے اعمال کے) بدلے دیے جائیں گے پھر جو شخص دوزخ سے ہٹا یا گیا[۳] اور جنت میں اس کو لے گئے اس نے مراد پائی اور دنیا کی زندگی تو دغا کی پونجی ہے اور کچھ نہیں[۴]

۳۔ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ (۷۸) (النسآء، پ ۵ ع ۸)

تم جہاں رہو موت تم کو پکڑے گی[۵] گو کیسے ہی مضبوط قلعوں میں رہو[۶]

۴۔ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ (۶۱)
(الانعام، پ ۷ ع ۸)

یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے فرشتے اس کی جان اٹھا لیتے ہیں اور وہ حکم میں کوتاہی نہیں کرتے[۷]

۵۔ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ

کاش تو ان ظالموں کو اس وقت دیکھے جب موت کی سختیوں (سکرات) میں پڑے ہوں اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے (دکھ رہے ہوں) اپنی جانیں نکالو آج تم کو سزا ملے گی ذلت کا

---

[۱] تو لڑائی میں کم ہمتی کرنے سے آدمی بچ نہیں سکتا اور بہادری کرنے سے مر نہیں سکتا [۲] بعض صحابہ نے لوٹ کے طمع سے گھاٹی کو چھوڑ دیا اور عبداللہ بن جبیر کا کہنا نہ سنا جن کا قصہ اوپر گزرا اس آیت میں ان کی طرف اشارہ کیا جو کوئی دنیا کا فائدہ چاہے تو ہم وہی دیں گے اور جو کوئی آخرت کا ثواب چاہے یعنی جنت اسی کو وہی دیں گے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے لڑائی میں اور صبر کیا [۳] پل صراط سے جو دوزخ کی پیٹھ پر ہے پار ہو گیا [۴] جیسے کوئی ایک پرانی ناکاری خراب چیز پر رنگ روغن کر کے بازار میں رکھے اور کوئی بیوقوف اس کو عمدہ اور نئی سمجھ کر خریدے تو کہیں گے اس خریدار کو دغا ہوئی یہی حال دنیا کی زندگی کا ہے آدمی دھوکے میں آجاتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ ہم کو دنیا میں بہت رہنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد چھوڑ کر دنیا کے مزخرفات میں غرق ہو جاتا ہے ایک ہی ایکا موت سر پر آن کھڑی ہوتی ہے اس وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم کو دغا ہوئی اور ہم نے اپنی عمر عزیز بیکار ضائع کی [۵] یعنی موت کے پنجے میں ضرور گرفتار ہو گے [۶] یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں اتری جنہوں نے جنگ احد کے شہیدوں کو دیکھ کر کہا کہ اگر یہ لوگ ہمارے پاس رہتے تو کبھی نہ مارے جاتے [۷] حکم پر ہر ایک کی جان قبض کرتے ہیں نہ اس کے پہلے نہ اس کے بعد ۔

الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ (الانعام، پ ۷ ع ۱۱)	عذاب ہو گا[۱] اس لیے کہ تم خدا تعالےٰ پر جھوٹ بولتے تھے[۲] اور تم اس کی آیتوں پر اکڑ جاتے تھے[۳]
۶۔ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ (الاعراف، پ ۸ ع ۴)	اور ہر گروہ کی[۴] ایک (مقرر) مدت ہے جب ان کی مدت آگئی تو ایک گھڑی نہ پیچھے رہ سکتے ہیں نہ آگے بڑھ سکتے ہیں[۵]
۷۔ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ (یونس پ ۱۱، ع ۵)	ہر قوم کی ایک میعاد (مقرر) ہے[۶] جب ان کا وقت آگیا تو ایک گھڑی آگے پیچھے نہیں ہو سکتے[۷]
۸۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ (المؤمنون پ ۱۸ ع ۱)	پھر اس (سب) کے بعد تم کو مرنا ضرور ہے۔
۹۔ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ	یہاں تک کہ جب ان میں کوئی مرنے لگے گا تو اس وقت ڈر کر دعا کرے گا مالک مجھ کو پھر (دنیا میں) لوٹا دے شاید میں جس (دنیا کو) چھوڑ آیا ہوں اب کے پھر وہاں جاکر اس میں اچھے کام کروں[۸] ہرگز نہیں یہ کہاں ہو سکتا ہے[۹] یہ ایک بات ہے جو وہ کہے گا اور ان کے مرے پیچھے

[۱] اس سے صاف عذاب قبر کا ثبوت ہوتا ہے [۲] کہ فلاں فلاں خدا تعالیٰ کے شریک ہیں یا فلاں خدا تعالیٰ کا بیٹا ہے یا پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے [۳] غرور اور تکبر سے اللہ تعالیٰ کے کلام پر ایمان نہیں لاتے تھے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو حقیر سمجھتے تھے اس کو ایذا دیتے تھے [۴] تباہی کی جس نے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا [۵] یعنی مقرر وقت سے آگے بھی تباہ نہیں ہو سکتے نہ اس کے پیچھے ٹھہر سکتے ہیں اسی طرح ہر شخص کے مرنے کا وقت مقرر ہے جو آگے پیچھے نہیں ہو سکتا امام حسن بصری نے کہا لوگ بھی کیا بیوقوف ہیں کہتے ہیں یا اللہ اس کی عمر دراز کر حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لایستاخرون ساعة ولا یستقدمون سعید بن مسیب نے کہا حضرت عمرؓ جب زخمی کیے گئے تو کعب نے کہا اگر وہ دعا کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی موت پیچھے ہٹا دے گا لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لایستاخرون ساعة ولا یستقدمون انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ تو یہ بھی فرماتا ہے وما یعمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب اور حدیث میں ہے کہ ناطے والوں کے ساتھ نیکی کرنا عمر کو بڑھاتا ہے اس میں اختلاف میں یوں تطبیق ہو سکتی ہے کہ ایک تقدیر معلق ہے ایک غیر معلق معلق کی تاخیر ہو سکتی ہے اور غیر معلق کی نہیں ہو سکتی اس کی مثال یہ ہے کہ تقدیر میں ہو کہ اگر ناطے والوں کے ساتھ نیکی کی تو فلاں شخص کی عمر چالیس ہو گی ورنہ بیس، سلفیہ [۶] اتنی میعاد تک وہ دنیا میں رہے گی [۷] سید علامہ نے کہا اس آیت میں تنبیہ ہے ان لوگوں کے لیے جو مشکل کے وقت اللہ تعالیٰ کے رسول کو پکارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول سے وہ باتیں چاہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا اور جب آنحضرت صلعم جو تمام بنی آدمؑ کے سردار ہیں اپنے نفع اور نقصان کے مالک نہ ہوں تو اور کوئی ولی یا امام دوسرے کے نفع اور نقصان کا کیونکر مالک ہو سکتا ہے اور تعجب ہے ان لوگوں پر جو قبروں پر جھکتے ہیں اور قبر والوں سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں جو صریحاً شرک ہے [۸] جو مال و متاع میں اپنا چھوڑ کر آیا ہوں اب کے جاکر اس کو اچھے کاموں میں خرچ کروں یا جس ایمان کو میں نے چھوڑ دیا تھا اب کے جاکر اس ایمان میں اچھے کام کروں ابن عباسؓ نے کہا اچھے کام سے لا الٰہ الا اللہ کہنا مراد ہے [۹] اس کا پھر دنیا میں جانا،

بَرۡزَخٌ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ ﴿۱۰۰﴾ (المؤمنون، پ۱۸ ع۱)

ایک پردہ ہے[1] جس دن تک دوبارہ زندہ نہ ہوں گے وہیں رہیں گے[2]

۱۰۔ كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ ثُمَّ اِلَيۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۵۷﴾ (العنکبوت، پ۲۱، ع۶)

ہر جاندار کو (ایک نہ ایک دن) موت کا مزہ چکھنا ہے پھر تم (سب) کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے (اور اپنے اعمال کا جواب دینا)

۱۱۔ قُلۡ يَتَوَفّٰٮكُمۡ مَّلَكُ الۡمَوۡتِ الَّذِىۡ وُكِّلَ بِكُمۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۱﴾ (السجدۃ، پ۲۱ ع۱)

کہہ دے (تمہارا بدن تو خاک میں رہتا ہے مگر) تمہاری جان (موت کا) وہ فرشتہ سمیٹ لیتا ہے جو تم پر تعینات ہے پھر تم کو اپنے مالک کے پاس جانا ہے[3]

۱۲۔ قُلۡ لَّنۡ يَّنۡفَعَكُمُ الۡفِرَارُ اِنۡ فَرَرۡتُمۡ مِّنَ الۡمَوۡتِ اَوِ الۡقَتۡلِ ﴿۱۶﴾ (الاحزاب۔ پ۲۱ ع۱۴)

کہہ دے اگر تم مرنے یا مارے جانے سے بھاگو تو یہ بھاگنا کچھ تم کو فایدہ نہ دے گا۔

۱۳۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمۡ مَّيِّتُوۡنَ ﴿۳۰﴾ (الزمر، پ۲۳، ع۳)

اے پیغمبر بے شک (ایک دن) تو مرنے والا ہے اور وہ بھی (ایک دن) بے شک مریں گے[4]

۱۴۔ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الۡاَنۡفُسَ حِيۡنَ مَوۡتِهَا وَالَّتِىۡ لَمۡ تَمُتۡ فِىۡ مَنَامِهَا ۚ فَيُمۡسِكُ الَّتِىۡ قَضٰى عَلَيۡهَا الۡمَوۡتَ وَيُرۡسِلُ الۡاُخۡرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۴۲﴾ (الزمر، پ۲۴، ع۵)

اللہ تعالیٰ جانوں کو مرتے وقت (اپنے پاس) اٹھا لیتا ہے اور جو نہیں مریں ان کو سوتے وقت (اٹھا لیتا ہے)، پھر جن پر موت کا حکم لگا چکا ان کو تو (اپنے پاس) رکھ چھوڑتا ہے[5] اور باقی جانوں کو جن پر موت کا حکم نہیں لگا ایک ٹھہرے ہوئے وعدے (موت) تک چھوڑ دیتا ہے[6] بے شک اس میں غور کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں[7]

۱۵۔ فَكَيۡفَ اِذَا تَوَفَّتۡهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ يَضۡرِبُوۡنَ

جب فرشتے ان کی جانیں نکالتے وقت ان کے منہ اور پیٹھ مار لگائیں گے

---

[1] ایک آڑ ہے دنیا اور آخرت میں جس کو برزخ کہتے ہیں [2] عالم برزخ ایک عالم ہے دنیا اور آخرت کے بیچ میں آدمی مرنے کے بعد حشر تک وہیں رہے گا اچھے لوگ چین و آرام سے بسر کریں گے اور بروں پر عذاب ہوگا [3] مطلب یہ ہے کہ روح تو پہلے بھی اس دنیا کی چیز نہ تھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے اس خاک کے یا نطفے کے پتلے میں ڈالی تھی اور اسی روح کو اللہ تعالیٰ کا فرشتہ مرتے وقت قبض کر لیتا ہے قیامت میں یہی روح پھر خاک میں ڈال دی جائیگی اور تم کو اٹھ کر کھڑے ہوگے تو قیامت میں دوبارہ زندہ ہونا پہلی بار زندہ ہونے سے کچھ زیادہ عجیب نہیں ہے اس کا انکار کیوں کرتے ہو [4] کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کا انتظار کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مرنے میں سب برابر ہیں تو بھی مرے گا وہ بھی مریں گے پھر کسی کا انتظار کرنا نادانی ہے [5] وہ بدن میں گھسنے نہیں دیتا [6] وہ پھر اپنے بدن میں سما جاتی ہے سونے والے جاگ اٹھتے ہیں [7] سونے کو کہتے ہیں موت کا بھائی ہے سوتا آدمی جب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایک دم میں جاگ اٹھتا ہے تو مردے کو بھی جلانا اس کے نزدیک کیا مشکل ہے یہ بھی جان لینا چاہیے کہ روحیں دو ہیں ایک روح حیوانی اور دوسری انسانی جس کو نفس ناطقہ کہتے ہیں سوتے میں نفس باہر چلا جاتا ہے لیکن روح حیوانی جو اس کی سواری ہے بدن میں قائم رہتی ہے مرتے وقت روح حیوانی بھی نکل جاتی ہے ابن عباسؓ سے ایسا ہی منقول ہے۔

وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾ (محمد پ۲۶ ع ۳)

اس وقت ان کا کیا حال ہو گا۔[۱]

۱۶۔ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿۱۹﴾ (ق، پ۲۶ ع ۳)

اور موت کی بیہوشی سب حقیقت کھول دے گی[۲] (اس وقت) اس سے کہا جائے گا یہی تو ہے (یعنی موت) جس سے تو ڈر کر بھاگتا پھرتا تھا۔

۱۷۔ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۶۰﴾ عَلٰٓي اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ (الواقعۃ پ۲۷ ع ۲)

(پھر بنانے کے بعد) ہم ہی نے تم میں (ہر ایک کی موت کا وقت ٹھہرا دیا[۳] اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمہاری طرح بدل کر دوسرے (لوگ) پیدا کر دیں[۴] اور تم کو ایسی جگہ اٹھا کر کھڑا کریں جس کو تم نہیں جانتے[۵]

۱۸۔ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ (الجمعۃ، پ۲۸ ع ۱)

(اے پیغمبر) ان لوگوں سے کہہ دے تم جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تم پر آنے والی ہے پھر تم کو اس (خدا) کے پاس لوٹ کر جانا ہے جو چھپی اور کھلی (سب) باتیں جانتا ہے وہ تمہارے کام جو تم (دنیا میں) کرتے رہے (ان کا بدلہ دے کر) تم کو جتلا دے گا۔

۱۹۔ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ﴿۱۱﴾ (المنٰفقون پ۲۸ ع ۲)

حالانکہ اللہ تعالیٰ کسی کو مہلت دینے والا نہیں جب اس کی موت آن پہنچے

۲۰۔ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ﴿۴﴾ (نوح، پ۲۹ ع ۱)

کیوں کہ خدا کا وعدہ (عذاب) جب آن پہنچتا ہے (کسی کے ٹالے) ٹل نہیں سکتا۔

۲۱۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴿۱﴾ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾ (النصر، پ۳۰ ع ۱)

(اے پیغمبر) جب خدا کی مدد آن پہنچی اور (مکہ) فتح (ہو گیا)[۶] تو تو نے (لوگوں کو) دیکھ لیا اللہ کے دین (یعنی اسلام) میں جوق جوق (جھنڈ جھنڈ) داخل ہو رہے ہیں[۷] تو تعریف کے ساتھ اپنے مالک کی پاکی بیان کر اور اس سے بخشش مانگ بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے[۸]

---

[۱] کیسی بری گت بنے گی کتنے ہیں کافر کو مرتے فرشتے لوہے کی گرزوں سے مارتے ہیں [۲] آخرت کی جن جن باتوں میں شبہ تھا ان کو آدمی اپنی آنکھ سے دیکھ لے گا [۳] کوئی بچپنے میں مرتا ہے کوئی جوانی میں کوئی بڑھاپے میں [۴] یا تمہاری صورتیں بدل ڈالیں [۵] یعنی تم کو اور جہاں میں لے جائیں تمہاری جگہ یہاں دوسری خلقت بسائیں [۶] دشمن ذلیل اور خوار ہو گئے [۷] جو تیری آرزو تھی وہ اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی تجھ کو دکھا دی۔ حدیث میں ہے جب یہ سورت اتری تو آپ نے فرمایا یمن والے آئے ان کے دل نرم ہیں ایمان یمن والوں کا اور فقہ بھی یمن والوں کی ہے اور حکمت بھی یمن والوں کی ہے حدیث میں ہے اب تو لوگ فوج فوج اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں اور قریب ہے کہ فوج فوج اس میں سے باہر نکلیں گے [۸] باوصف اتنے تقرب کے آپ کو حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں عاجزی کرتے رہتے اور اپنے قصوروں کی معافی مانگتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے قصور معاف کر دیے تھے کہتے ہیں اس سورت کے بعد یہ آیت اتری الیوم اکملت لکم دینکم اخیر تک اس کے بعد اسی دن جئے پھر کلالہ کی آیت اتری اس کے بعد پچاس دن جئے پھر یہ آیت اتری واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ اس کے بعد سات دن یا اکیس دن جئے پھر وفات پائی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین،

اَلْمُتَفَرِّقَاتُ (۱۰۱)

باب ۱۰۱ متفرق باتیں

۱۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ (البقرۃ، پ۲، ع ۲۵)

بعضا آدمی ایسا ہے جس کی باتیں تجھ کو دنیا کی زندگی میں بھلی لگتی ہیں (وہ بار بار) اپنے دل کی سچائی پر اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہے حقیقت میں وہ سخت جھگڑالو ہے[۱] جب لوٹ کر جاتا ہے[۲] تو زمین میں دھند مچانے کی (فساد پھیلانے کی) کوشش کرتا ہے اور کھیتیاں اور جانیں برباد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا[۳] اور جب اس سے کہا جائے خدا سے ڈر تو شیخی میں آکر اور گناہ کرتا ہے ایسے شخص کے لیے جہنم بس ہے اور وہ بے شک برا مقام ہے[۴]

۲۔ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ (النساء، پ۵، ع ۵)

اگر تم بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جو تم کو منع ہوئے[۵] تو ہم (چھوٹے یعنی صغیرہ) گناہ تم پر سے اتار دیں گے اور آبرو کی جگہ میں تم کو لے جائیں گے۔

۳۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ (الانفال، پ۹، ع ۴)

مسلمانوں اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے چھٹکارے کی صورت نکال دے گا[۶] اور تمہارے گناہ تم پر سے اتار دے گا اور تم کو بخش دے گا اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

۴۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْۤ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ ﴿۶۰﴾ (بنی اسرآئیل، پ۱۵، ع ۶)

اور جو دکھاوا ہم نے تجھ کو دکھلایا وہ صرف اس لیے کہ لوگوں کی جانچ ہو[۷]

---

[۱] ایک منافق شخص تھا اخنس بن شریک وہ نہایت شیریں کلام تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی چکنی چپڑی باتیں بھلی معلوم ہوتیں اور قسمیں کھاتا اللہ کو بات بات پر گواہ بناتا کہ وہ سچا مسلمان ہے دل سے مسلمانوں کا دوست ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو جتلا دیا کہ اس کی باتوں پر فریفتہ نہ ہونا وہ بڑا سخت جھگڑالو ہے ایسا ہی ہوا کہ اسلام سے پھر کر مکہ میں چلا گیا اور جاتے جاتے مسلمانوں کے کھیت کو جلاتا اور جانوروں کو مارتا گیا [۲] یا اس کو حکومت ملتی ہے [۳] جانوں سے مراد انسان کی جانیں یعنی عورتوں اور بچوں کو قتل کرتا ہے اور بعضوں نے کہا جانوروں کو مارتا ہے [۴] عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ ایک آدمی اس سے کہے اللہ سے ڈر وہ جواب دے اجی تم اپنے تئیں سنبھالو کیا مجھ پر حکومت کرتے ہو حضرت عمرؓ سے کسی نے کہا اللہ سے ڈر انہوں نے اپنا منہ زمین پر رکھ دیا عاجزی سے اور مالک بن مغول سے بھی ایسا ہی منقول ہے [۵] یعنی کبیرہ گناہوں سے اور نیکیاں کرتے رہو گے [۶] تمہارے عیال اور اطفال یا مال جو کافروں کے پاس ہیں ان کو اللہ تعالیٰ بچا دیگا [۷] کون اس پر یقین کرتا ہے اور کون جھٹلاتا ہے مراد معراج کا قصہ ہے اور دکھلادے سے آنکھ سے دکھلانا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کا حال لوگوں سے بیان فرمایا تو کئی لوگ جھوٹ سمجھے اور اسلام سے پھر گئے۔

۴- وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ (الشعرآء، پ۱۹، ع۱۱)

اور شاعر (خود ہوتے ہیں) اور ان کی پیروی وہی کرتے ہیں جو گمراہ ہیں[1] کیا تو نے نہیں دیکھا وہ (مضمون کے) ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں[2] اور (زبان سے) کہتے ہیں جو کرتے نہیں[3] مگر جو (شاعر) ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اللہ تعالیٰ کی یاد بہت کی[4] اور ان پر ظلم ہونے کے بعد انہوں نے بدلہ لیا[5] اور جن لوگوں نے ظلم کیا (شاعر ہوں یا اور کوئی) ان کو اب (عنقریب) معلوم ہو جائے گا وہ کہاں لوٹ کر جاتے ہیں (یا کون سی کروٹ بدلتے ہیں)۔

۵- اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾ (القصص، پ۲۰، ع۹)

(اے پیغمبرؐ) جس نے تجھ پر قرآن اتارا وہ تجھ کو پھر اسی جگہ لے جائے گا جہاں سے تو آیا[6] کہہ دے میرا مالک خوب جانتا ہے کون ہدایت کی بات لایا ہے (یعنی قرآن) اور کون کھلی گمراہی میں ہے[7]

۶- الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِیْۤ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ ﴿۴﴾ (الروم، پ۲۱، ع۱)

نصاریٰ عرب کے قرب میں (یعنی شام یا اردن میں) دب گئے (پارسیوں نے دبا دیا) اور وہ دبے پیچھے اب چند سال میں غالب ہوں گے[8]

۷- اِنَّكُمْ لَفِیْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ﴿۸﴾ يُّؤْفَكُ

تمہاری ایک بات نہیں ہے[9] پیغمبرؐ کی بات ماننے سے

---

[1] پیغمبرؐ کو شاعری سے بھی سلاقہ نہیں ہے [2] جب کسی کی تعریف پر آتے ہیں تو حد سے زیادہ تعریف کے پل باندھ دیتے ہیں اور جب کسی کی برائی پر آتے ہیں تو اس کو بدتر سے بدتر بنا دیتے ہیں کبھی ایک شخص کی برائی کرتے ہیں پھر اس سے کچھ مل گیا تو اس کی تعریف کرنے لگتے ہیں غرض ان کے کسی قول فعل کی سند نہیں ہے بالکل خود غرض اور بندۂ شکم ہیں [3] ہم ایسے بہادر اور ایسے سپاہی اور وقت پڑے تو بھاگتوں کے اگاڑی [4] کسی وقت شعر بھی کہے یہ نہیں کہ ہر وقت شعر گوئی ہی میں لگے ہیں نہ نماز کا خیال نہ خدا کی یاد کا خیال رکھتے ہیں جب اگلی آیتیں شاعروں کی برائی میں اتریں تو عبداللہ بن رواحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی شاعر ہوں۔ اس وقت یہ آیت اتری بعید علامہؒ نے کہا جو اس لیے کہی جائے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اس میں حمایت ہو اور مشرکوں اور کافروں اور گمراہوں جیسے رافضیوں اور خارجیوں کا رد ہو تو وہ جائز بلکہ ثواب ہے [5] جیسے کسی نے ناحق اس کی برائی کی ان سے جواب دیا تو یہ جائز ہے بشرطیکہ زیادتی نہ کرے [6] یہ آیت مدینہ میں اتری مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر تم کو مکہ میں لے جائے گا اور مکہ فتح ہو گا یہ بشارت پوری ہوئی [7] مکہ کے مشرک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہنے لگے تم بہک گئے ہو اس وقت یہ آیت اتری [8] ہوا یہ کہ ایرانی اور رومیوں میں جنگ ہوئی اتفاق سے ایرانی غالب ہوگئے مکہ کے مشرکین یہ خبر سن کر پھول گئے اور مسلمانوں پر فخر کرنے لگے کہ ایرانی ہماری طرح مشرک ہیں اور نصاریٰ تمہاری طرح اہل کتاب ہیں ایرانی غالب ہوئے تو یہ ہمارے لیے فال نیک ہے، ہم بھی اسی طرح تم پر غالب ہوں گے مسلمانوں کو رنج ہوا اس وقت یہ آیت اتری اور جیسے اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی وہی سچ نکلی سات برس کے عرصہ میں پھر رومی ایرانیوں پر غالب ہو گئے۔ ابو سعیدؓ نے کہا بدر کے دن جب مسلمان مکہ کے کافروں پر غالب ہوئے اسی دن رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے کیا اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے [9] پیغمبرؐ کو کبھی شاعر بناتے ہو کبھی جادوگر کبھی کاہن کبھی دیوانہ،

عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ﴿٩﴾ (الذّٰريٰت، پ۲۶، ع۱)	وہی باز رہتا ہے جو روزِ اول باز رکھا گیا[1]
۸۔ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ﴿٤﴾ (الّيل پ۳۰ ع۱)	بے شک تم لوگوں کی کوششیں جدا جدا ہیں۔
۹۔ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾ (الانشراح، پ۳۰، ع۱)	بے شک تنگی کے ساتھ آسانی لگی ہوئی ہے بے شک تنگی کے ساتھ آسانی لگی ہوئی ہے۔
۱۰۔ لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ﴿١﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ﴿٢﴾ (القریش، پ۳۰، ع۱)	اللہ تعالیٰ نے اصحاب الفیل کو جو ہلاک کیا تو اس لیے کہ قریش کے لوگوں کو جاڑے اور گرمی کے سفر کی چاٹ لگا دے چاٹ[2]

[1] جس کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے روز ازل سے کفر اور نافرمانی لکھ دی ہے [2] قریش کے لوگ سال میں سوداگری کے لیے دو سفر کیا کرتے جاڑے میں یمن کی طرف اور گرمی میں شام کی طرف اور وہاں سے کچھ کما کر سال بھر کی روٹی پیدا کر لیتے اور مکہ میں بیٹھ کر اپنا گزر کرتے جہاں کچھ پیداوار نہیں ہوتی قریش کے لوگوں کو ان دونوں سفروں سے بہت الفت تھی اور الفت ہونا ہی چاہیے ان کی روٹی اس پر موقوف تھی اللہ تعالیٰ نے ابرہہ اور اس کے لوگوں کو ہلاک کر کے گویا قریش کی یہ تجارت اور اس تجارت سے الفت قائم رکھی تو یہ سورت گویا پہلی سورت کا تتمہ ہے بلکہ ابی بن کعب نے اس سورت کو علیحدہ نہیں پڑھا۔ سورت فیل ہی میں شریک کیا۔ مد